رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

الحکم

نمبر ۱ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۰ر جنوری سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہماری احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کی مدد ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ مبلغ … فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو دس بارہ ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے اور ہم ہفتہ وار … مفت تقسیم کروایا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیاجاویگا کہ ہر ایک شہر میں … ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی چھپایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد خواہشیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ بنیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازاربند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی۔ ازاربند ۱۲ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ پراندے ۱۲ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ سیج بند ۵ روپیہ سے لیکر ۵۰ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈورے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہ بخش علاقہ بند

مالکان احمدیہ ایجنسی

کٹرہ باگھ سنگھ۔ ہاتھی دروازہ امرت سر۔ پنجاب

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

ناظرین کو نیا سال مبارک ہو۔

سالگذشتہ کے واقعات پر ریویو کرتے ہوئے ہمیں اندیشہ ہے کہ عام حالت ملک کے لحاظ سے اور بوجہ اون بلیات کے جو طاعون اور خوفناک شکلوں میں نمودار ہوئیں ہمیں اپنے ناظرین کو بہت سے پر درد واقعات دکھانے پڑیں گے۔ گو یہ ہم جانتے ہیں کہ جنکو ہم آفات اور بلیات سے تعبیر کرتے ہیں در اصل وہ ہی اللہ تعالیٰ کی شان رحیمی کے کا ایک کرشمہ ہیں جسکے کنہ اور کیفیت سے وہ لوگ اطلاع پاتے ہیں جنکے دل ظلمانی حجابوں سے نکل آئے ہوں تاہم ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس فرض کو کسی دوسرے اشو تک ملتوی کریں۔

جدید وایسرائے۔ ہم نہایت مسرت اور بہجت سے ظاہر کرتے ہیں کہ ۱۸۹۹ء کے آتے ہی ہمارے جدید وایسرائے صاحب **لارڈ کرزن** تشریف لے آئے۔ چھ ماہ حال کو آپ نے اپنے عہدہ کا باضابطہ چارج لے لیا۔ انڈیا کی ٹیکس گذار رعایا امید کرتی ہے کہ آئندہ ۵ سال تک جس وایسرائے کے ساتھ اسکی قسمتیں وابستہ ہیں اسکی **معاملہ فہمی**۔ دور اندیشی اور **سلیم الفطرتی** عام لوگوں کے لئے ایک برکت کا موجب ہوگی۔ ہم عام مسلمانوں کی طرف سے عموماً اور اُس پاک گروہ جس کا مشن اس وقت دنیا میں امن اور صلحکاری پھیلانا اور پاکیزگی اور پاک باطنی کی تعلیم دینا ہے) کی طرف سے خصوصاً لارڈ اور لیڈی کرزن صاحبہ کا تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔

ہم اپنے محتشم ناظرین کی خدمت میں جنوری ۱۸۹۹ء کا پہلا اشو موعودہ نمبر کی صورت میں پیش کرتے ہیں اگر وہ اس کاغذ کو پسند فرما دیں تو ہمیں اطلاع دیں۔ تاکہ آیندہ کے لئے یہی کاغذ رکھا جاوے اور اگر سفید کاغذ پسند کریں تو سفید کر دیا جاوے ہمارے اپنے خیال میں یہ کاغذ مضبوط ہے اور علاوہ ہمارے مخدوم شیخ عطا محمد صاحب کی تجویز کے متعلق اُنکے خط ہمارے پاس پہونچے ہیں مگر تاہم امید سے بہت کم اس لئے ہم اس نمبر کو نمونتہً پیش کر کے چاہتے ہیں کہ وہ ناظرین براہ کرم اطلاع دیں جو معمولی اور رسمی کاغذ پر اخبار لینا چاہتے ہیں اور اُن احباب کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں جو اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر اخبار لیں گے۔

اکثر احباب ہم سے دریافت کرتے ہیں کہ اخبارات میں جو خبر گشت کر رہی ہے کہ مرزا صاحب اور محمد حسین بٹالوی کے نام حفظ امن ضمانت کے لئے نوٹس جاری ہوئے ہیں اسکی اصل حقیقت کیا ہے۔ ہم اپنے ناظرین کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی سا امر ہے۔ محمد حسین بٹالوی نے کچھ عرصہ ہوا مرزا صاحب کے اشتہار مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے شایع ہونے پر شیخیت نمائی کے طور پر ایک چھری رکھ لی تھی اور اکثر لوگوں کو دکھاتا پھرتا تھا۔ اس پر ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ نے اُس کی چھری کو دیکھ کر رپورٹ کر دی کہ نقض امن کا اندیشہ ہے مرزا صاحب اور محمد حسین سے ضمانت لی جاوے اس پر صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع نے ۱۴ دسمبر کو نوٹس جاری کئے ۱۸ دسمبر ۱۸۹۸ء پہلی تاریخ پیشی تھی بدون کسی کارروائی کے مقدمہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہوا محمد حسین نے جو وکیل کیا جاتا ہے مسلمانوں سے چندہ لے کر کیا تھا اُس نے اپنی کسی مصروفیت کیوجہ سے ۵ جنوری ۱۸۹۹ء کی تاریخ تبدیل کرالی اور اب مقدمہ کل ۱۱ جنوری ۱۸۹۹ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے اجلاس میں پیش ہوگا اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے۔

یہ مقدمہ ایک بڑی دلچسپی سے دیکھا جارہا ہے اور پبلک میں مختلف قسم کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ ہم نہ تو ضرورت سمجھتے ہیں اور نہ مناسب کہ اُس کی نوعیت پر کسی قسم کی راے دیں مقدمہ ایک دور اندیش حاکم مجاز کے سامنے ہے بعد کل کارروائی کے ہمارا حق ہوگا کہ ہم اُس پر رائے زنی کریں۔ ہاں اتنا کہدینا شاید بے محل نہ ہوگا کہ مرزا صاحب کی

اشتہارات مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء
۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء اور رسالجات
کشف الغطاء وغیرہ کا مطالعہ
ہمارے بیدار مغز ڈسٹرکٹ
مجسٹریٹ کو اصل معاملہ کی
تہ تک پہونچنے کے لئے
بہت مدد دیں گے۔

مسلمانوں اور گورنمنٹ کی توجہ طلب

عام اہل اسلام اور گورنمنٹ عالیہ کے حضور ہم ایک عذر طلب امر پیش کرنا چاہتے ہیں کہ توجہ کی امید کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ

محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ۔ گورنمنٹ عالیہ کو آجتک یہ بتلاتا رہا کہ مہدی خلیفۃ اللہ آنیوالا کوئی نہیں اور مسلمانوں کے اُس گروہ کے سامنے جو اب اہل حدیث کہلاتا ہے اور جسکا ایڈووکیٹ اور سرگروہ ایڈیٹر مذکور ہے اقرار کرتا رہا بلکہ عام مسلمانوں کیطرح خونی مہدی کے نہ ماننے والے پر کفر کے فتوے لگاتا رہا اب جبکہ اسکی وہ تحریریں جنمیں مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے علماء اہل حدیث نے اُس پر خارج از اہل سنت ہونیکا فتویٰ دیا عام مسلمانوں اور گورنمنٹ کو ایسے شخص کے وجود سے آ

LIBRARY

پاک شاعری

فی المحبتہ امام الزمان سلمہ اللہ الرحمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الہی تو ہے سننے والا دعا کا ؛
؛ خشوع و خضوع ابتہال التجا کا ؛
ایا ربنا افتح لنا بین قوم ؛
؛ معزز ہمیں فیصلہ ہے خدا کا ؛
پڑے مار ذلت کی ظالم کے اوپر ؛
؛ بڑہے مرتبہ صاحب التقا کا ؛
مرے پیارے احمد کا ڈ جو رشتہ ؛
؛ وہ ہے کاٹنے والا حبل خدا کا ؛
یہاں اس مغضوب و ضالین نہیں ہے ؛
؛ میں ہوں طالب دید راہ ہدا کا ؛
صراط کہ ہے صفتہ مستقیم ؛
؛ مقدم وظیفہ ہوا اھدنا کا ؛
اطاعت محمد کی - احمد کی بیعت ؛
؛ ازل میں تہا اللہ نے جس کو تاکا ؛
میں سو جان دل سے ہوں احمد کا عاشق ؛
؛ مسیح زماں اور امام الورا کا ؛
ہزاروں ہی بیگانوں سے رشتے کاٹے ؛
؛ خدا جانتے ہوں یک تن آشنا کا ؛
تصور شب و روز رہتا ہے تیرا ؛
؛ عجب ہے کہنچا آنکہہ پر ایک خاکا ؛
ترا ذکر در اصل ہے ذکر خالق ؛ ؛
؛ بجا ہوا کہ مشرک ہوا میں خدا کا ؛
ترے ید قدرت میں دل ہے یہہ میرا ؛
؛ ٹہکانا نہیں کوئی اب ماسوا کا ؛
تو چاہے جدہر پہیر دے میرے احمد ! ؛
؛ مقلب تو ہی ہے کلید خدا کا ؛
تو احمد وہ ہے جسنے رو کا قلم کو ؛
؛ بہلا کون ہے اب ترے جا بجا کا ؛
قلم سے گرے روشنائی کے قطرے ؛
† ؛ معصفر ہوا رنگ تیری قبا کا ؛
شہادت بہی اسپر صحابہ نے دی ہے ؛
؛ یہہ کیسا کرشمہ ہے رب العلا کا ؛
ولا شک فیہا ولا ریب فیہا ؛
کہ خادم ہوں میں خادم مرزا کا ؛
ہے سطور قرآں میں حق و علی ؛
؛ ازل میں تہا اللہ نے جس کو تاکا ؛
اٹہو خواب غفلت سے بیدار ہوکر ؛
؛ زمانہ یہہ آیا ہے اب ابتلا کا ؛
کیا مرگ عیسےٰ کو قرآن سے ثابت ؛
؛ کہ جہگڑا تہا امت میں یہہ اس بلا کا ؛
بصیرت کی کہولو ! ذرا دل سے آنکہیں ! ! ؛
؛ نظارہ کرو بندہ حق نما کا ؛
عتیق ! اب ذرا تہام لیجے قلم کو ؛
کہ مضمون لکہنا ہے خذ ما صفا کا ؛

دیگر

محظ آدم نزاد افتادہ آہی در جہاں ؛
ہیچ شخصے نیست کامل ہم ز خورد و ہم کلاں
آدمیت نیست اندر ہر کس این ناکساں
صورت انسان لیکن خوی ایشاں چوں سگاں
بجبر از قول و فعل اصفیائے کاملان ؛
پا در آب و گل نہادہ این ہمہ مثل خراں
نازیانہ پرادب گرساق ایشان ز زند ؛
مے زجنبا نند گہ سے از جہول این ظالماں
بندگان مرخدا را این سگاں عوعو کنند
بد نہاد و بد سرشت و بد زبان و بدگمان
نور خورشید آلہی مے درخشد تحت و فوق ؛
یمن و لیسر و قبل و بعد و در زمین و آسمان
گر نشان نو زاد جوئی تمام مر ترا ؛
مے درخشد چوں قمر آں از منار قادیاں
آں امام الوقت مہست و پیشوائے راہ حق
رہنمائے دین احمد ہادی دور زماں
وہم او اسم مبارک ابن مریم مے نہند
آں غلام احمد ہست و میرزائے قادیاں
گر کسے آرد شکے در شان او آں کافر است
جائے او باشد جہنم بے شک و بے گماں

[illegible]

دیگر

السلام اے مہدی فرخندہ فال ؛
السلام اے صاحب الوقت و حال
السلام اے رہنمائے راہ حق ؛
السلام اسے ہادی ذو المجد و عال
والسلام والصلوٰۃ ہم درود ؛
بر تو باد اسے صاحب عز و جلال
واز خدائے ذو الکرم حق آمد است
باطلاں رسوا شدہ از انفعال
ان جاء الحق و زھق باطل
ان باطل کان زاھق فے الزوال
مبطلاں در رنگ شیطاں آمدند ؛
حق پسنداں صبغتہ اللہ الفعال
سرنگون و خیرہ شد لیلالوی ؛
سر بلند و ہوشیار آن اہل حال
تبتی از کوہ در آمد سرنگوں ؛
قادیانی در رسیدہ بر جبال
این ز ظلمت ثراث عاب بیار گو
آں محمد خوش زبان شیریں مقال
این ہمہ چوں تودہ گل آمدند ؛
آں یکے پر نور و روشن چوں ہلال
این ہمہ چوں خر نہادہ پا بگل
آں نشستہ بر براق ذو الجلال
این ہمہ خبطیتاں چوں سگ شدند
آں چو انساں پر ز دانش و کمال
بوئے از باغ محبت نشنوند ؛
در مشامے پنبہ کردہ از ملال
قایل آں مہدئ ملت نیستند ؛
صوت منکر مے کشند این خرشال
بر سر دنیائے جیفہ مے جہند
مے نما لند این حرام الحلت ضلال
والسلام الف الف والسلام ؛
من عتیق عاجز ی کل حال

نعت شریف

---

† یہہ ایک کشف کیطرف اشارہ ہے جو سُرمہ چشم آریہ میں درج ہے - اڈیٹر

شعبدۂ دل جناب اب حق نما ہونے کو ہے
عاشق روئے محمد با خدا ہونے کو ہے

دل مرا آپے سے باہر یا جدا ہونے کو ہے
یہ گذر گا مخدا اب یا خدا ہونے کو ہے

کشتیٔ عمر رواں اب آشنا ہونے کو ہے
نا خدائے روح انساں با خدا ہونے کو ہے

فتح باب دین ہوگا جب ہوا کسر الصلیب
وعدۂ معہود ربی اب وفا ہونے کو ہے

کل مذاہب پر ہوا دین الٰہی کا ظہور
ظلمت کفر اُٹھ گئی کشف الدجیٰ ہونے کو ہے

حضرت خیر الامم کیسے عظیم الخلق ہیں
کافروں سے تو جفا۔ اپنے وفا ہونے کو ہے

لات وعزے گر گئے۔ اور کعبۃ اللہ بنگیا
مجھکو شوق دیدن اُم القریٰ ہونے کو ہے

یا محمد لطف ہے اسم مبارک میں یہہ کیا
ہر زباں عام سے صل علیٰ ہونے کو ہے

نو بادہ سے سوز جام جسم ہو جلد تر
مجلس مولود احمد ساقیا ہونے کو ہے

یا عشیق کل شیٔ ھالک الا وجھہ
یعنے دایم ہے وہی جو بالبقا ہونے کو ہے

راقم
خاکسار خواجہ عبد الستار عشیق قصوری

اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی

اس میں یہہ بیان ہے کہ پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۱ ؍ نومبر ۱۸۹۸ء جسکا خلاصہ یہہ تھا کہ جزاء سیئۃ بمثلہا و ترھقھم ذلۃ آج پوری ہو گئی۔ اس پیشگوئی کا حاصل مطلب یہی تہا کہ فریق ظالم نے فریق مظلوم کو جس قسم کی ذلت پہنچائی ہے اُسی قسم کی ذلت فریق ظالم کو پہنچیگی اور ضرور پہنچیگی کوئی اُسکو روک نہیں سکتا سو وہ ذلت فریق ظالم کو پہنچ گئی۔

آج میں اُس خدائے قادر قدوس کے ہزار ہزار شکر کے بعد جو مظلوموں کی فریاد کو پہنچتا اور سچائی کی حمایت کرتا۔ اور اپنے پاک کلمات کو پورے کرتا ہے عام مسلمانوں اور دوسرے لوگوں پر یہہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ جو میں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کے مقابل پر اُس کی بہت سی گالیوں اور بہتانوں اور دجال کذاب کافر کہنے کے بعد اور اُس کی اس پلید گندہ زبانی کے بعد جو اُسنے خود اور اپنے دوست محمد بخش جعفر زٹلی وغیرہ کے ذریعے سے میری نسبت کی تہی۔ ایک اشتہار بطور مباہلہ ۲۱ ؍ نومبر ۱۸۹۸ء کو لکہا تہا۔ اور اُس میں فریق ظالم اور کاذب کی نسبت یہہ الہام تہا کہ جزاء سیئۃ بمثلہا و ترھقھم ذلۃ۔ یعنے جس قسم کی فریق مظلوم کو بدی پہنچائی گئی ہے اُسی قسم کی فریق ظالم کو جزا پہنچیگی۔ سو آج یہہ پیشگوئی کامل طور پر پوری ہو گئی۔ کیونکہ مولوی محمد حسین نے بدزبانی سے میری ذلت کی تہی۔ اور میرا نام کافر اور دجال اور کذاب اور ملحد رکہا تہا۔ اور یہی فتوے کفر وغیرہ کا میری نسبت پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں سے لکہوایا۔ اور اسی بنا پر محمد حسین مذکور کی تعلیم سے اور خود اس کے لکہوانے سے محمد بخش جعفر زٹلی لاہور وغیرہ نے گندے بہتان میرے پر اور میرے گہر کے لوگوں پر لگائے۔ سو اب یہی فتوے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں بلکہ خود محمد حسین کے اُستاد نذیر حسین نے اُسکی نسبت دیدیا۔ یعنے یہہ کہ وہ کذاب اور دجال اور مفتری اور کافر اور بدعتی۔ اور اہل سنت سے خارج بلکہ اسلام سے خارج ہے۔ اور اس فتوے کا باعث یہہ ہوا کہ محمد حسین مذکور نے تمام علماء پر اپنا عقیدہ یہہ ظاہر کر رکہا تہا کہ وہ اُن کی طرح اُس مہدی موعود کا منتظر ہے۔ جو بنی فاطمہ میں سے خلیفہ ہوگا۔ اور کافروں سے لڑیگا۔ اور مسیح موعود اُسکی مدد کے لئے اور اُس کی خونریزی کے کاموں میں ہاتھ بٹانے کے لئے آسمان سے اُترے گا۔ اور اُس نے علماء کو یہہ بہی کہا تہا کہ پہلے میں نے غلطی سے ایسا خیال کیا تہا کہ مہدی کے آنے کی حدیثیں صحیح نہیں ہیں۔ مگر میںنے اب اُس قول سے رجوع کر لیا ہے۔ اور اب میں پختہ اعتقاد سے جانتا ہوں کہ ایسا مہدی ضرور آئیگا۔ اور عیسائیوں اور دوسرے کافروں سے لڑیگا۔ اور اُس کی تائید کے لئے عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے اُتر ینگے۔ تا دونوں ملکر کافروں کو مسلمان کریں یا مار ڈالیں۔ یہہ اعتقاد اُسوقت محمد حسین نے مولویوں میں جوش پہیلانے کے لئے ظاہر کیا تہا جبکہ اُسنے میری کافر ٹہہرانے کے لئے ایک فتوے لکہا تہا۔ اور بیان کیا تہا کہ یہہ شخص مہدی موعود کے آنے سے اور اُسکی لڑائیوں سے منکر ہے۔ لیکن جب ان دنوں میں محمد حسین کو گورنمنٹ سے زمین لینے کی ضرورت پیش آئی۔ تو اُسنے پوشیدہ طور پر ٭ ۱۴ ؍ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو انگریزی میں ایک فہرست شایع کی جسمیں اُسنے گورنمنٹ کو اپنا یہہ احسان جتلایا ہے کہ میں اس مہدی موعود کو نہیں مانتا جسکے مسلمان منتظر ہیں۔ اور وہ تمام حدیثیں جہوٹی ہیں جنمیں اس کے آنے کی خبر ہے۔ اور اُس کی بدقسمتی سے اس انگریزی فہرست کی مسلمانوں کو اطلاع ہو گئی۔ اور لوگوں نے بڑا تعجب کیا کہ یہہ کیسا منافق ہے کہ اپنی قوم کے آگے مہدی موعود کے آنیکے بارے میں اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کو یہہ سناتا ہے کہ میں اس اعتقاد کا مخالف ہوں۔ تب میں نے اسکے بارے میں ایک استفتاء لکہا اور فتوے لینے کے لئے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کے سامنے پیش کیا۔ تب مولویوں اور نذیر حسین اُس کے اُستاد نے بہی وہ استفتاء پڑہکر اُسی طرح محمد حسین کو کافر اور دجال ٹہہرایا جیسا کہ مجھے ٹہہرایا تہا۔ اور اُسی طرح ذلت کے الفاظ اُسکی نسبت لکہے۔ جیسا کہ محمد حسین نے میری نسبت لکہے تہے۔ سو وہ اُسی طرح ذلیل کیا گیا۔ جیسا کہ اُسنے جہوٹے فتووں سے مجھے ذلیل کیا تہا۔ سو اسطرح پر یہہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ یہہ سچ ہے کہ میں ایسے خونی مہدی کو نہیں مانتا۔ کہ جو تلوار سے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنا چاہے گا۔ اور نہ ایسے مسیح کے آسمان سے اُترنے کا میں قایل ہوں جو ناحق اس خونریزی میں شریک ہوگا اور میںنے دلایل قویہ سے ثابت کر دیا ہے کہ یہہ اعتقاد خونی مہدی اور ایسے مسیح کے آسمان سے اُترنے کا سراسر جہوٹ اور لغو اور بے اصل ہے۔ اور قرآن اور حدیث سے سراسر مخالف ہے ہر ایک سوچ سکتا ہے کہ اس منافقانہ کارروائی سے جو محمد حسین گورنمنٹ کو تو کچھہ کہتا رہا اور پوشیدہ طور پر لوگوں کو کچھہ کہتا رہا۔ کامل درجہ پر اُسکی ذلت ہو گئی ہے۔ اور مولویوں کی طرف سے وہ بڑے خطاب بہی اُسکو مل گئے ہیں جو سراسر ظلم سے اُسنے مجھے دیئے تہے۔ یعنے ہر ایک نے اُسکو کذاب اور دجال سمجھہ لیا ہے۔

٭ اصل عبارتیں مفصل اشتہار میں درج کی گئی ہیں جو عنقریب شایع ہوگا۔ منہ
٭ یہہ شخص یعنے محمد حسین اپنے تئیں اہلحدیث علماء کا سرگروہ اور ایڈیٹر ظاہر کرتا ہے۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ جو گروہ کا اعتقاد ہو وہی سرگروہ کا ہو۔ چنانچہ وہ خود بہی رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۵۔ جلد ۱۳ میں مہدی خونی کی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے۔ منہ

رہا یہہ امر کہ اب گورنمنٹ عالیہ اسکی نسبت کیا رائے رکھتی ہے سو ہماری دانا گورنمنٹ اسلئے توجہ سے سوچ سکتی ہے کہ ایسا منافق جسنے گورنمنٹ کے سامنے یہہ جہوٹ بولا کہ میں یہہ کارروائی کر رہا ہوں کہ خونی مہدی کے آنیکے خیالات لوگوں کے دل سے نکال دوں - اور مولویوں کو یہہ لکھہ لکھہ کر دیتا رہا کہ اس اعتقاد پر پختہ رہو کہ مہدی خونی فاطمہ کی اولاد سے ضرور آئے گا - اور کہتا رہا کہ جو شخص یہہ اعتقاد چہوڑتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے. ایسے منافق کے قول اور فعل کا کیا اعتبار ہے؟ اور کون فائدہ اسکے وجود سے گورنمنٹ کو پہنچ سکتا ہے؟

پہر دوسری خیانت جو اسکی ذلت کا موجب ہے یہہ ہے کہ اُسنے گورنمنٹ پر یہہ ظاہر کیا ہے کہ میں سلطان روم کو خلیفہ برحق نہیں سمجہتا. کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں ہے - اور پہر اپنی اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۳ - سطر ۴ میں میری مخالفت کے لئے مسلمانوں کو یہہ تعلیم دی ہے کہ حضرت سلطان المعظم مسلمانوں کے مذہبی پیشوا اور خلیفہ برحق ہیں اُنسے استغنا موجب کفر ہے - اب اس جگہہ اُسنے سلطان روم کو خلیفہ برحق مان لیا - اور انگریزوں کی سلطنت کی نسبت اسی صفحہ میں یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ اُن کی اطاعت پولیٹیکل نظر سے یعنے محض منافقانہ طور پر اور مصلحت وقت کے لحاظ سے کرنی چاہیے - مگر مذہبی نظر سے یعنے دلی اخلاص سے صرف سلطان ہی واجب الاطاعت ہے." اس تقریر میں اُس نے یہہ خیانت کی ہے کہ جو مذہبی آزادی اور جو مذہبی فوائد ہمیں سلطنت انگریزی سے پہنچے ہیں - ان سب کا انکار کر دیا ہے اور سرکار انگریزی کے ایک ثابت شدہ احسان کا خون کر دیا ہے اور یہہ نہیں سوچا کہ سکہوں کے وقت میں جب ہمارے تمام دینی فرائض روکے گئے تہے اور مذہبی احکام کے بجالانے میں ہر وقت جان اور مال اور عزت کا اندیشہ تہا - یہانتک کہ بلند آواز سے بانگ نماز دینے سے مسلمانوں کے خون بہائے جاتے تہے.

اُسوقت سلطان روم کہاں تہا؟

آخر انگریز ہی تہے جو ہمارے چہوڑانے کے لئے عقاب کی طرح دور سے آئے اور صدہا دینی روکوں سے ہمیں آزادگی دی - یہہ بڑی بدذاتی ہوگی کہ ہم اس سے انکار کریں کہ گورنمنٹ انگریزی کے وجود سے دینی فائدہ ہمیں کچہہ بہی نہیں پہنچا ہے بلکہ سلطان روم سے زیادہ پہنچا ہے. اس گورنمنٹ کے آنے سے ہم اپنے فرائض مذہبی آزادی سے ادا کرنے لگے. ہمارے مذہبی مدرسے کہل گئے - ہمارے واعظ خوب تسلی سے وعظ کرنے لگے یہانتک کہ وقت کسی ہندو کو مسلمان کرنے سے اکثر خون ہو جاتے تہے صدہا مسلمان اسی وجہہ سے قتل کئے گئے - بلکہ آگ میں جلائے گئے - اور دردمندوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈالے گئے - اب انگریزی عملداری کا جہنڈا ہمارے ملک میں کہڑا ہونے سے ہزارہا ہندو مسلمان ہو گئے - ہزارہا دینی کتابیں شایع ہو گئیں اور مسلمانوں نے اعلے درجہ تک دینی علوم میں ترقی کی - اور ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اُسکی تلاش کرنا عبث ہے. اب کسقدر ناشکری بلکہ بدذاتی ہوگی کہ ہم ان تمام احسانوں کو اندر ہی اندر دبا دیں اور اس شکر کا اقرار نہ کریں جو انصاف کی رُو سے ہمیں کرنا لازم ہے - کیا یہہ سچ ہے کہ انگریزی سلطنت سے ہمیں آزادی اور دینی فائدہ نہیں پہنچا؟ ہرگز سچ نہیں - پہر محمد حسین کا یہہ قول کہ وہ یہہ تمام احسانات سلطان روم کی طرف منسوب کرتا ہے. کسقدر بے انصافی اور ظلم پر مبنی ہے - وہ لکہتا ہے کہ ہم لوگ انگریزوں کی اطاعت محض پولیٹیکل نظر سے کرتے ہیں - اور ورنہ دینی حمایت اُن کی طرف سے کچہہ بہی نہیں - یہہ سب سلطان کی طرف سے ہے." یہہ دونوں فقرے اُسکے ایسے بُرے اور گندے اور فتنہ انگیز ہیں کہ اگر میرے مونہہ سے بہی نکلتے تو میں ضرور اپنے اوپر فتوے دیتا کہ میں نے سرکار انگریزی کے بیشمار دینی احسانوں کے مقابل سخت ناشکرگذاری اور نمکحرامی کا کلمہ استعمال کیا ہے - ان لوگوں نے اسی بنا پر مجہہ کو کافر ٹہہرایا تہا جبکہ میں نے سلطان روم کے مقابل پر گورنمنٹ انگریزی کی احسانات کو ترجیح دی تہی جس کی نسبت **سید احمد خاں صاحب** کے سی. ایس. آئی نے اپنے علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ معہ تہذیب الاخلاق ۲۴ جولائی ۱۸۹۷ء میں میری گواہی دی تہی.

اب خلاصہ کلام یہہ ہے کہ حیادار آدمی کے لئے یہہ ذلت بہی کچہہ تہوڑی نہیں کہ گورنمنٹ کے سامنے جہوٹ بولا اور اپنی قوم سے بہی اپنی نسبت کافر اور کذاب اور مفتری کا فتوے سُنا. سو یا شبہہ وہ الہامی پیشینگوئی اُس پر پوری ہو گئی...... جس میں لکہا تہا کہ فریق ظالم اسی قسم کی ذلت دیکہیگا جو اُسنے فریق مظلوم کی کی - اب ذیل میں مولویوں کا وہ فتوے جسمیں مولوی نذیر حسین محمد حسین کا استاد بہی شامل ہے. لکہتا ہوں اور ناظرین پر اسبات کا انصاف چہوڑتا ہوں کہ میرے الہام ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو غور سے پڑہکر خود گواہی دیں کہ خدا تعالےٰ نے کیسے وہی الفاظ محمد حسین کی نسبت مولویوں کے مونہہ سے نکالے - جو محمد حسین نے میری نسبت کہے تہے - اور یہی معنے اُس الہامی فقرہ کے ہیں کہ جزاء سیئۃ بمثلہا جو نقل فتوے کو شامل ہذا ہے.

راقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

۳ جنوری ۱۸۹۹ء

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص مہدی موعود کے آنے سے جو آخری زمانہ میں آئے گا اور بطور ظاہر و باطن خلیفہ برحق ہوگا. اور بنی فاطمہ میں سے ہوگا. جیساکہ حدیثوں میں آیا ہے قطعاً انکار کرتا ہے - اور اس جمہوری عقیدہ کو جسپر تمام اہلسنت دلی یقین رکہتے ہیں سراسر لغو اور بیہودہ سمجہتا ہے - اور ایسا عقیدہ رکہنا ایک قسم کی ضلالت اور الحاد خیال کرتا ہے کیا ہم اسکو اہلسنت میں سے اور راہ راست پر سمجہہ سکتے ہیں - یا وہ کذاب اور اجماع کا چہوڑنے والا اور ملحد اور دجال ہے. بینوا توجروا.

المرقوم ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء مطابق ۱۵ شعبان المبارک ۱۳۱۶ھ

السایل المعتصم باللہ الاحد مرزا غلام احمد

عافاہ اللہ و ایدہ

الجواب

(۱) جو شخص عقیدہ ثابتہ مسلمہ اہلسنت و جماعت سے خلاف کرے تو وہ صریح اور بیشک اس آیت کریمہ کے وعید کا مستحق ہے.

قال عز من قایل و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولیٰ و نصلہ جھنم - و ساءت مصیرا

قال صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ رواہ احمد و ابو داؤد

قال صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ

قال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ و ید اللہ علی الجماعۃ و من شذ شذ فی النار رواہ الترمذی - اور جمہور اہلسنت اسپر متفق ہیں

کہ مہدی علیہ السلام اخیر زمانہ میں تشریف لاوینگے۔ اور بنی فاطمہ سے ہونگے۔ اور انکے ہاتھ سے دین غالب ہوگا۔ اور ظاہری باطنی خلافت کریگا۔

حررہ عبدالحق الغزنوی تلمیذ مولوی عبداللہ غزنوی

(۳) ارباب مہدی موعود و نزول عیسے ابن مریم رسول اللہ و خروج دجال اکبر احادیث متواترہ وارد اند۔ و بریں است اجماع اہلسنت وجماعت منکر احادیث متواترہ کافر و مخالف اہلسنت وجماعت مبتدع وضال ومضل ست۔ فقط

عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی عفی اللہ عنہما

(مہر)

(۴) اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ ایسا شخص جس کا ذکر سوال میں مندرج ہے مبتدع اور دایرہ اہلسنت وجماعت سے خارج ہے۔ کما حررہ المجیب وانا عبداللہ الغنی ابو محمد زبیر غلام رسول الحنفی والقاسمی عفی عنہ

(۴) جو کچھ مولوی عبدالحق صاحب نے جوابمیں لکھا ہے میرا اس سے اتفاق ہے۔ ایسے آدمی کے ملنے والوں سے پرہیز چاہیئے ونشست برخاست ترک کرنی چاہیئے

احمد اللہ عفی عنہ امرتسری (مہر)*

(*یہ مہر انجمن تائید الاسلام امرتسر کی ہے جسکے ممبر ۳۰۰ کے قریب علما اور رئیس وغیرہ ہیں۔)

(۵) علمائے عظام کا جواب صحیح ہے۔ بیشک شخص مذکور سوال ضال اور مضل ہے اور اہلسنت سے خارج ہے

فقیر غلام محمد البگوی عفا عنہ امام مسجد شاہی لاہور بقلم خود

(۶) امام مہدی علیہ وعلی آبائہ الصلوۃ والسلام کا قرب قیامت میں ظہور فرمانا اور دنیا کو عدل وانصاف سے پر کرنا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔ اور جمہور امت نے اسے تسلیم کیا ہے۔ اس امام موصوف کے تشریف لانے کا انکار صریح ضلالت اور مسلک اہلسنت والجماعۃ سے انحراف کرتا ہے۔

عن عبداللہ بن مسعود۔ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاتذہب الدنیا حتے یملک العرب رجل من اھلبیتی یواطی اسمہ اسمی رواہ الترمذی وابوداؤد وفی روایۃ لہ قال لولم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذلک الیوم حتے یبعث اللہ فیہ رجلا منی اومن اھلبیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا ۔

مشکوۃ شریف قال العلامۃ التفتازانی فی المقاصد قد وردت الاحادیث الصحیحۃ فی ظہور امام من ولد فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا یملاء الدنیا قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما۔ ھذا ماعندی واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ العبد المذنب مفتی محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

(۷)* یہہ شخص مذکور سوال مفتری کذاب وضال ومضل وخارج اہلسنت سے ہے۔ الراقم سید محمد نذیر حسین بقلم خود (مہر)

(۸) الجواب صحیح وصواب

محمد یعقوب

(۹) جو عقیدہ خلاف اہلسنت والجماعت ہو وہ اہل اسلام کے نزدیک کسطرح معتبر ہوسکتا ہے۔

فقیر حشمت العلی عفی اللہ عنہ

(مہر)

(۱۰) صح الجواب

حمزۃ النقوی الدہلوی غفرہ اللہ القوی

مہر سید محمد عبد السلام غفرلہ

مہر سید محمد ابوالحسن

مہر محمد عبدالغفار ابو لیسار

مہر ابوالحسن محمد اسمعیل

مہر خلیل الرحمن المنان غفرلہ

* (یہہ سب امیر دہلی کے علما کی ہیں۔)

(۱۱) جو شخص مہدی علیہ السلام کا انکار کرے وہ گمراہ ہے اور احادیث نبی صلعم کا منکر ہے۔

العبد النحیف محمد وصیت علی مدرس مدرسہ حسین بخش صاحب (مہر)

(۱۲) اصاب من اجاب محمد شاہ عفی عنہ (مہر)

(۱۳) جو شخص کہ احادیث صحیحہ سے اور اجماع سے انکار کرے۔ اُس کی ضلالت اور گمراہی میں کچھ شک نہیں کیونکہ سینکڑوں حدیثوں سے امام مہدی علیہ السلام کا آنا اخیر زمانہ میں ثابت ہے اور یہہ شخص کذاب اور دجال ہے۔ فقط محمد یونس مدرس مدرسہ مولوی عبدالاحد صاحب

(مہر)

(۱۴) الجواب صحیح۔ فتح محمد مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

(مہر)

(۱۵) جو شخص مہدی علیہ السلام کا انکار کرے وہ گمراہ ہے۔ عبدالغفور مدرس مدرسہ حسین بخش (مہر)

(۱۶) جو شخص حضرت مہدی علیہ السلام کے وجود باجود کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ایسے مغشوش الرائے یاوہ گو، عبدالدنیا کے کلام کا اعتبار نہیں۔ ایسا شخص منکر احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسکا مقام نار ہے۔

محمد عبدالغنی

(۱۷) واقعی یہہ شخص مخالف حدیث نبوی کے عقیدہ رکھتا ہے ایسے شخص کا مقام بلاشک نار ہی کیونکہ یہہ فعل اہل بدعت کا ہے

محمد ہدایت اللہ عفی عنہ

(۱۸) جو شخص امام مہدی علیہ السلام کا انکار کرتا ہے۔ وہ گمراہ ہے۔ اور احادیث صحاح کا منکر ہے۔ مثلاً ترمذی وغیرہ میں یہہ حدیثیں موجود ہیں۔ عبداللہ خاں کہیرالونی بقلم خود

(مہر)

(۱۹) الجواب الصحیح واقعی حدیث نبوی صلعم کا منکر ہے۔ اور ایسے عقیدہ کا شخص کذاب لوگوں میں سے ہے۔

مولوی محمد عبدالرزاق خلف حاجی خدابخش المتخلص ناچیز۔ ساکن قصبہ خورجہ ضلع بلندشہر

(۲۰) الجواب اقول وباللہ التوفیق معلوم ہو کہ انکار ظہور امام مہدی سے جیسے احادیث میں ہے اور سلفاً وخلفاً اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہے صرف ضلالت اور گمراہی ہے اور یہہ انکار کسی دجال کا کام ہے۔ فقط واللہ یہدی من یشاء الے صراط المستقیم دستخط الراقم عبدالعزیز عفی عنہ لودہیانوی

* (یہ مہر ... انجمن حمایت الاسلام لاہور و سیکرٹری انجمن مستشار العلماء [illegible])

امام الزمان کی ڈایری

یکم جنوری ۱۸۹۹ء } الحمد للہ حضرت اقدس بعد صحیح متعلقین ومخلصین مقیم قادیان بخیریت ہیں

حسب معمول نماز پنجگانہ باجماعت ہوتی۔ قبل از نماز عشاء حضور نے فرمایا کہ رات یعنی ۳۱ دسمبر ۱۸۹۸ء کی شب کو الہام ہوا "السہیل البدری"۔ پھر فرمایا کہ سہیل وہ ستارہ ہے جسکو ولدالزنا کش بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو حکونی کیڑے ہلاک ہوجاتے ہیں۔ ابوالفضل نے اسی ستارہ کی نسبت لکھا ہے۔ ع

ولدالزنا کش آمد چو ستارہ یمانی

پہر اور بہت سی امور کی باتیں ہوتی رہیں۔ اور تین آدمی نے رجل بیعت ہوئی اور نہایت شارعت ادا کی گئی۔ اور صبح اخیر تشریف لیگئے

۲ جنوری ۱۸۹۹ء } خدا کا فضل ہے کہ حضرت امام ہمام مع جمیع خدام مع الخیر بشاش ہیں۔
حسب معمول پنجگانہ نماز با جماعت ہوئی۔ ۸ بجے دن کے آپ ایک کثیر التعداد احباب کی ہمراہ سیر کو تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ میں فرمایا کہ یہہ تکالیف اور ایذائیں جو مخالف کبھی چندہ یا بیوں کے رنگ میں۔ اور جھوٹ اور افترا سے بھرے ہوئے اشتہاروں کے ذریعے۔ اور کبھی گورنمنٹ اور حکومت کو خلاف واقع اور محض جھوٹی باتوں کے بیان کرنے سے بدظن کر کے ہم کو پہنچاتے ہیں اگر ہماری اپنی ہی ذات تک محدود اور مخصوص ہوتی ہیں تو خدا تعالے بہتر جانتا ہے کہ ہم کو ذرا بھی خیال نہ ہوتا کیونکہ ہم تو قربانی کے بکرے کی طرح اللہ تعالی کی راہ میں ہر وقت تیار ہیں۔ مگر اسکا اثر ہماری قوم پر پہنچتا ہے۔ اور بعض لوگ ابھی ایسے کمزور بھی ہیں۔ جو ابتلا برداشت نہیں کر سکتے۔ اسلئے ہمنے مناسب سمجھا ہے کہ ان کل حالات کو چھاپ کر گورنمنٹ کے پاس بھیجدیں۔ کیونکہ اگر ہم خاموش رہیں تو ادہر مخالف ریشہ دوانیاں کرتے ہیں۔ پہر اسکا اثر اچھا نہیں پڑتا۔ چونکہ ہمارے دل صاف ہیں۔ اور ہم بدباطن لوگوں کی طرح نفاق۔ اور مداہنت سے کام نہیں لیتے۔ اسلئے ہم کو کامل امید ہے کہ یہہ رسالہ کشف الغطاء گورنمنٹ عالیہ کو ہمارے حالات اور ہمارے تعلقات سے اطلاع دیگا۔ اور ہمارے ہر دوست کیلئے بطور ایک سرٹیفکیٹ کے ہو گا۔ آج بھی دو آدمیوں نے بیعت کی۔

۳ جنوری ۱۸۹۹ء } الحمد للہ! آج بھی خدا تعالے کے لیے انت احسانوں سے امام صاحب اور حضور کی پاک جماعت نے حصہ لیا اور شکر گذاری کے سجدے کئے چند روز پیشتر سے محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے کسی مصلحت سے مہدی کے انکار پر کوئی مضمون کبھی لکھا تھا۔ مگر اپنے ہم پیشہ مولویوں کے سامنے اس مسئلہ سے رجوع کا اقرار کیا۔ اور یہہ اقرار ضروری تھا۔ ورنہ وہاں کا گروہ اور ایڈووکیٹ کیونکر ہو سکتا تھا۔ بہر حال محمد حسین کی انگریزی فہرست اتفاقاً مل گئی تھی جسمیں گورنمنٹ کے سامنے اس خدمت کا گویا احسان جتلایا تھا۔ اسپر حضرت عزیز جماعت نے ایک استفتاء تیار کیا ہوا تھا۔ کہ جو شخص مہدی خلیفۃ اللہ کے آنے کا انکار کرے۔ اسکے حق میں علماء دین متین کیا فتوے دیتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اسمعیل صاحب گوڑیانی یہہ استفتاء لیکر امرت سر۔ لاہور۔ دہلی گئے تھے۔ چنانچہ آج وہ فائز المرام واپس آئے۔ اور علماء نے ایسے شخص کی تکفیر کا فتوے دیا۔ الحمد للہ! آج حضرت اقدس کی ۱۰ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار والی پیشگوئی بالکل پوری ہو گئی اور جزاء سیئۃ بمثلہا کا الہام سچا ثابت ہوا۔ اب اس پیشگوئی کا انکار کرنا عقلمندی نہیں۔ اور ایسا ہی آئندہ انتظار خلاف دانشمندی والحمد للہ علی ذلک

۴ جنوری ۱۸۹۹ء } کل مقدمہ کی تاریخ ہے اسلئے گورداسپور جانے کے لئے آج ہی روانہ ہونا مناسب سمجھا گیا تھا۔ بعد نماز [illegible] حضرت اقدس نے نو آدمیوں کو ساتھ جانے کا حکم دیا۔ حضور تو پالکی میں بیٹھکر براہ راست گورداسپور روانہ ہوئے۔ اور باقی مخلصین جنکو حکم ہوا تھا براہ بٹالہ روانہ ہوئے۔ خدا تعالے کا کمال احسان ہے کہ امام صاحب اور خدام حضور بہمہ وجوہ شادان و فرحان ہیں۔

۵ جنوری ۱۸۹۹ء } آج گورداسپور میں نماز فجر جماعت کے ساتھ پڑہی گئی۔ احباب سچے اخلاص اور محبت کے جوش میں لودہیانہ کپورتھلہ۔ امرت سر۔ لاہور۔ شملہ۔ جموں۔ بدوملی وغیرہ مقامات سے آ کے جمع ہو گئے تھے۔ اور جماعت میں سو کے قریب آدمی شامل ہوئے۔ بعد نماز صبح مولوی قطب الدین صاحب بدوملی نے مندرجہ ذیل اعتراض کیا۔

(سوال)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کتفین مبارک کے درمیان جو مہر نبوت تبلائی جاتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ رسولی کی طرح تھی۔ اُس کی اصل حقیقت کیا ہے؟

(تقریر حضرت اقدس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کے متعلق جو اعتراض کیا جاتا ہے ہمارے خیال میں یہہ ایک فروعی بات ہے۔ مگر میں یہہ بات اپنے سچے جوش اور اخلاص سے کہتا ہوں کہ میرا ایمان یہہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی نشان نبوت کو رسولی وغیرہ الفاظ سے نسبت دینا ایک مومن اور سچے مسلمان کا کام نہیں۔ یہہ گستاخی اور شوخی ہے جو کفر کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ ہم کو ایسے معاملات میں زیادہ تفتیش اور چھان بین کی ضرورت نہیں کہ وہ مہر نبوت کیا تھی؟ اور کیسی تھی؟ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق میں اللہ تعالے نے بیشمار نشانات بین اور واضح طور پر رکھے تھے۔ اُن میں سے ایک مہر نبوت بھی تھی اصل بات یہہ ہے کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود با جود سے انبیاء علیہم السلام کو ایسی ہی نسبت ہے جیسی کہ ہلال کو بدر سے ہوتی ہے ہلال کا وجود ایک تاریکی میں ہوتا ہے لیکن جب وہ اپنے کمال کو پہنچ کر بدر بنجاتا ہے۔ تو وہ بدر اپنی پہلی حالت ہلال کا مثبت اور مصدق ہو جاتا ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو پہلے نبی اور انکی نبوتوں کے پہلو مخفی رہتے۔ اب سوچو اور تبلاؤ کہ کیا موجودہ اناجیل سے انسان طریق توحید کا پتہ لگا سکتا ہے؟ کیسی حیران کرنے والی بات ہے کہ خدا تعالی کا نبی اُسکی توحید کو قایم کرنے آیا کرتا ہے یا اپنی خدائی منوانے؟ پس اب موجودہ انجیل نے یہی نہیں کہ طریق توحید کو گم کیا۔ بلکہ ساتھ ہی حضرت عیسے علیہ السلام کی رسالت اور نبوت کو اُڑا دیا۔ اور چہ جائے کہ وہ خدا یا ابن خدا بنتے۔ اون کو نبی کے درجہ سے بھی گرا کر معاذ اللہ بہت بُرے درجہ کا آدمی بنا دیا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات نے آکر اُن کی تعلیم کو زندہ کیا۔ اور خود مسیح کی اپنی ذات اور وجود کے لئے مسیحائی کی کہ اُس کو مُردوں سے نکالکر اُس زندگی میں داخل کیا جو اللہ تعالے کے برگزیدہ بندوں اور رسولوں کو دیجاتی ہے۔ تعلیم وہی کامل ہو سکتی ہے جو انسانی قوٰی کی پوری مربی اور متکفل ہو نہ یہہ کہ ایک ہی پہلو پر واقع ہوئی ہو۔ انجیل کی تعلیم کو دیکھو کہ وہ کیا کہتی ہے۔ اور اُسکے بالمقابل قوٰی کیا تعلیم دیتے ہیں انسانی قوٰی اور فطرت خدا تعالی کی فعلی کتاب ہے۔ پس اُسکی قولی کتاب جو کتاب اللہ کہلاتی ہے۔ یا اُسے تعلیم الٰہی کہو اُسکی ساخت اور بناوٹ کے مخالف اور متضاد کیونکر ہو سکتی ہے؟ اسی طرح اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو انبیاء گذشتہ کے اخلاق۔ ہدایات۔ معجزات اور قوت قدسیہ پر اعتراض ہوتے مگر حضور نے آکر اُن سب کو پاک ٹھیرایا۔ اسلئے آپ کی نبوت کے نشانات سورج سے زیادہ روشن ہیں۔ اور بے انتہا اور بیشمار ہیں۔ پس آپکی نبوت یا نشانات نبوت پر اعتراض کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ دن چڑھا ہوا ہو۔ اور کوئی احمق نابینا کہدے کہ ابھی رات ہے۔ میں پہر کہتا ہوں کہ دوسرے مذاہب تاریکی ہی میں رہتے۔ اگر ابتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے ایمان تباہ ہو جاتا اور زمین لعنت اور عذاب الٰہی سے تباہ ہو جاتی۔ اسلام مسیح کی طرح نور ہے جسنے دوسروں کو بھی تاریکی سے نکالا ہے۔ توریت کو پڑہو تو بہشت اور دوزخ کا پتہ ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ انجیل کو دیکھو تو توحید کا نشان نہیں ملتا۔ اب بتلاؤ کہ اسمیں تو شک نہیں کہ یہہ دونوں کتابیں

---

* دریں چہ شک ہے حضور کا ارشاد ہے ؎ مجھے باید مرا یک ذرہ عزت ہائے این دنیا ؛ منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را ؛ ایڈیٹر

اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی اور ہیں۔ لیکن ہمیں کونسی روشنی مل سکتی ہے سچی روشنی [illegible] ذات کے لیے مطلوب ہے وہ اسلام ہی میں ہے۔ تو پہر ہی کو دیکھو کہ جہاں سے قرآن کو کھولو وہاں ایک شمشیر برہنہ نظر آتی ہے کہ شرک کی جڑ کاٹ رہی ہے ایسا ہی نبوت کے تمام پہلو ایسے صاف اور روشن نظر آتے ہیں کہ [illegible] ممکن نہیں۔ ختم نبوت کے دلایل سمجھ سکتے ہیں کہ جہاں تک دلایل اور معرفت طبعی طور پر ختم ہو جاتے ہیں وہ وہی حد ہے جسکو ختم نبوت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اسکے بعد ملحدوں کی طرح نکتہ چینی کرنا بے ایمانوں کا کام ہے ہر بات میں تفہیات ہوتے ہیں۔ اور اُن کا سمجھنا معرفت کاملہ اور [illegible] پر موقوف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ایمان اور عرفان کی تکمیل ہوئی۔ دوسری قوموں کو روشنی نہ پہنچی۔ کسی اور قوم کو متین اور روشن شریعت نہیں ملی۔ اگر ملتی تو کیا وہ عرب پر اپنا کچہ بہی اثر نہ ڈال سکتے۔ عرب سے وہ آفتاب نکلا کہ اُس نے ہر قوم کو روشن کیا۔ اور ہر بستی پر اپنا نور ڈالا۔ یہہ قرآن کریم ہی کو فخر حاصل ہے کہ وہ توحید اور نبوت کے مسئلہ میں کل دنیا کے مذاہب پر فتحیاب ہو سکتا ہے۔ یہہ فخر کا مقام ہے کہ ایسی کتاب مسلمانوں کو ملی ہے۔ جو لوگ حملہ کرتے ہیں۔ اور تعلیم صداقت اسلام پر معترض ہوتے ہیں وہ بالکل کور باطنی اور بے ایمانی سے [illegible] کثرت ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے بہت عورتوں کی اجازت دی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کیا کوئی ایسا دلیر اور بہادر ان معترضین سے ہے جو ہمکو یہہ دکہلا سکے۔ کہ قرآن کہتا ہے ضرور ضرور ایک سے زیادہ عورتیں کرو۔ ہاں یہہ ایک سچی بات ہے۔ اور بالکل طبعی امر ہے کہ اکثر اوقات انسان کو ضرورت پیش آجاتی ہے۔ کہ وہ ایک سے زیادہ عورتیں کرے۔ مثلاً عورت اندہی ہوگئی یا کسی اور خطرناک مرض میں مبتلا ہو کر اس قابل ہوگئی کہ خانہ داری کے امور سرانجام نہیں دے سکتی۔ اور مرد از راہ ہمدردی یہہ بہی نہیں چاہتا کہ اُسے علیحدہ کرے۔ یا رحم کی خطرناک بیماریوں کا شکار ہو کر مرد کی طبعی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتی۔ تو ایسی صورت میں اگر نکاح ثانی کی اجازت نہ ہو تو بتلاؤ کیا اُس سے بدکاری اور بداخلاقی کو ترقی نہ ہوگی؟ پہر اگر کوئی مذہب شریعت کثرت ازدواج کو روکتی ہے تو یقیناً وہ بدکاری اور بداخلاقی کی موید ہے۔ لیکن اسلام جو دنیا سے بداخلاقی اور بدکاری کو دور کرنا چاہتا ہے اجازت دیتا ہے کہ ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک سے زیادہ بیویاں کرے۔ ایسا ہی اولاد کے

نہ ہونے پر جبکہ لاولد کے پس مرگ خاندان میں بہت سے [illegible] اور کشت و خون ہونے تک نوبت پہنچ جاتی ہے ایک ضروری امر ہے کہ وہ ایک سے زیادہ بیویاں اسلئے [illegible] اولاد پیدا کرے۔ بلکہ ایسی صورت میں نیک اور شریف بیبیاں خود اجازت دیدیتی ہیں۔ پس حقیقت میں غور کرو کہ یہہ مسئلہ صاف اور روشن نظر آئیگا۔ عیسائی کو تو حق ہی نہیں پہنچتا کہ اس مسئلہ پر نکتہ چینی کرسکے۔ کیونکہ اُن کے مسلمہ نبی اور ملہم بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بزرگوں نے سات سات سو اور تین تین سو بیبیاں کیں اور اگر وہ کہیں کہ وہ فاسق فاجر تہے۔ تو پہر اُن کو اسبات کا جواب دینا مشکل ہوگا کہ اُن کے الہام خدا کے الہام کیونکر ہو سکتے ہیں۔ عیسائیوں میں بعض فرقے ایسے بہی ہیں جو نبیوں کی شان میں ایسی گستاخیاں جایز نہیں رکہتے علاوہ ازیں انجیل میں صراحت سے اس مسئلہ کا بیان ہی نہیں کیا گیا۔ لنڈن کی عورتوں کا زور ایک باعث ہوگیا کہ دوسری عورت نکریں۔ پہر اسکے نتایج خود دیکہہ لو کہ لنڈن۔ اور پیرس میں عفت اور تقوے کی کیسی قدر ہے ایسا ہی دوسرے مسائل غلامی اور جہاد پر بہی اُن کے اعتراض درست نہیں۔ کیونکہ توریت میں ایک لمبا سلسلہ ایسی جنگوں کا چلتا ہے۔ حالانکہ اسلام کی لڑائیاں ڈیفنسو (دفاعی) تہیں۔ اور وہ صرف دس سال ہی کے اندر ختم ہوگئیں میں دعوے سے یہہ کہتا ہوں کہ یہہ مسائل اُن کی کتابوں میں نکال سکتا ہوں۔ اور ایسے ہی میرا دعوے ہے کہ تمام صداقتیں قرآن کریم میں موجود ہیں۔ اگر کوئی مدعی ایسی صداقت پیش کرے کہ وہ قرآن میں نہیں میں اُسے نکال کر دکہلانے کو تیار ہوں۔ اسلامی شریعت نے وہ مسایل لیئے ہیں جو طبعی اور فطرتی طور پر انسان کے لیئے مطلوب ہیں اور جو ہر پہلو سے اُسکے قواے کی تربیت کرتی ہیں اُن پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ہاں! اسلام کو جو اعتراض غیر مذاہب پر ہیں وہ اُن کا جواب نہیں دے سکتے۔ پس میں پہر کہتا ہوں کہ بڑی باتوں کو استخفاف اور استہزا کی نظر سے نہ دیکہیں۔ استہزا سے کفر کا اندیشہ ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا ادب اور خوف ہونا چاہیئے۔ ہر ایک عارف ان باتوں کے ہزار ہا جواب دے سکتا ہے کیا ہم چہروں میں ایسی علامات نہیں ہوتیں۔ جنکو دیکہکر ہم ایک سعید اور شقی۔ بدمعاش اور خوش اطوار میں تمیز کر سکتے ہیں۔ اور پہچان لیتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکہا ہے کہ ایک شخص نے

آپکو دیکہکر کہا کہ یہہ جہوٹوں کا موں نہیں۔ اب وہ کونسا نشان تہا جو جہوٹوں میں نہ ہوتا ہے۔ اور آپ میں نہ تہا۔ ایک امتیاز تو تہا جسکو بصیرت والا انسان دیکہہ سکتا ہے۔ ایسا ابلہ اور احمق کون ہے۔ جو نیک اور بد کو چہرہ سے دیکہکر تمیز نہیں کرسکتا مومن کا چہرہ اور ہر عضو اسکو ایک امتیاز بخشتا ہے۔ اور اُس کے باخدا ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ پہر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت میں ایک خصوصیت ہو تو بتلاؤ اس سے کیا استبعاد لازم آتا ہے۔ سب کچہہ ممکن ہے۔ بالآخر یاد رکہو کہ یہہ ایک فروعی بات ہے۔ ہم کو ضرورت نہیں کہ ان باتوں میں پڑیں۔ اصول پر بحث ہونی چاہیئے۔ اصول کے اثبات پر فرع خود ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ ایمان لانا ضروری ہے اُسکی کیفیت اور کنہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا ضروری نہیں۔ دشمن اگر گفتگو کرے تو ہم اُس کو روک سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اور اُسکی صفات پر ملایکہ اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام وغیرہ امور ایمانی پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور ان سب باتوں کا ماننا اصول ہے۔ اور باقی امور ان پر متفرع ہیں۔ اور یہہ سب صفائی کے ساتہہ ثابت شدہ صداقتیں ہیں۔ تعلیم اسلام ایسی تعلیم ہے کہ ہر قوت کو اعتدال اور مین محل پر رکہتی اور تربیت کرتی ہے۔ اور عظیم الشان معجزہ ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ دوسری تعلیمیں ایسی نہیں کسی کا ناک نہیں تو کسی کے کان نہیں ہیں۔ غرض وہ ناقص اور ادہوری ہیں۔ مکمل خلقت تقسیم اسلام ہی کی ہے توحید صفات باریتعالےٰ۔ نبوت اور اخلاق فاضلہ تکمیل نفس وغیرہ ضروری امور جنکا انسان محتاج ہے۔ وہ ایسے کامل اور روشن طور پر بیان ہوئے ہیں کہ ان میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں پڑتی باقی امور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کہاتے تہے۔ کتنے بڑے نوالے لیتے تہے؟ ان جہگڑوں میں پڑنے کی مومن کو کیا ضرورت ہے؟ مدار نجات ان باتوں پر نہیں ہے۔ ایسی باتیں جو ان کے طور پر لکہی گئی ہیں۔ اگر وہ نبوت حقہ کے خلاف نہیں بلکہ مشابہ ہیں تو ایمان لائیں۔ ورنہ تاویل کریں۔ کچہہ ضرورت نہیں کہ اُس پر چوں اور چنیں کر کے لمبی اور فضول بحثوں میں پڑیں۔

ختم نبوت کے متعلق میں پہر کہنا چاہتا ہوں کہ خاتم النبیین کے بڑے معنے یہی ہیں کہ نبوت کے امور کو آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا۔ یہہ تو موٹے اور ظاہر معنے ہیں۔ دوسرے یہہ معنے ہیں کہ کمالات نبوت کا دایرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا۔ یہہ سچ اور بالکل صحیح ہے کہ قرآن نے ناقص باتوں کا کمال کیا۔ اور نبوت ختم ہوگئی۔ اس لیئے

الیوم اکملت لکم دینکم کا مصداق اسلام ہوگیا۔ غرض یہہ نشانات نبوت ہیں۔ ان کی کیفیت اور کنہہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اصول صاف اور روشن ہیں۔ اور وہ ثابت شدہ صداقتیں کہلاتی ہیں)۔ ان باتوں میں مومن کو ضروری نہیں ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر کوئی مخالف اعتراض کرے تو ہم اُس کو روک سکتے ہیں۔ اگر وہ بند نہو تو ہم اُس کو کہہ سکتے ہیں کہ پہلے اپنے جزئی مسایل کا ثبوت دے۔

الغرض معجزۂ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نشان نبوت میں سے ایک نشان ہے جس پر ایمان لانا ہر مسلمان مومن کو ضروری ہے۔

(اسکے بعد ایک اور سوال کیا گیا جسکا جواب حضرت اقدس نے دیا بوجہہ عدم گنجایش اُسکو دوسرے انشیو پر ملتوی کرتے ہیں)

دس بجے حضرت اقدس مع احباب کچہری ضلع کی طرف تشریف لے گئے لوگوں کا اژدحام اور انبوہ اُس کے مرجع خلایق ہونے کا ثبوت دیتا تھا۔ بارہ بجے تک حضور وہیں تشریف فرما رہے۔ ۱۲ بجے کے ساتھ ہی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے بلا کر اطلاع دی کہ مقدمہ ۱۱ر جنوری ۹۹ء پر ملتوی ہوگیا ہے۔ حضرت اقدس نے مع احباب اُسی میدان عدالت میں کھانا تناول فرمایا اور پھر مخلصین کی کثیر تعداد کے ہمراہ فرودگاہ پر تشریف لائے۔ اور نماز ظہر و عصر ادا کی۔ بعد ازاں العبد بندگان عالی مع چند احباب بسواری یکّہ براہ راست دارالامان کو روانہ ہوئے۔ اور باقی خدام حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ کے ہمراہ بسواری ریل براہ بٹالہ دارالامان کو چلے۔

گورداسپور ریلوے سٹیشن کا نظارہ

دو بجے ریلوے سٹیشن گورداسپور پر حضرت اقدس کے خدام کی ایک کثیر تعداد بغرض روانگی جمع ہوگئی محمد حسین بٹالوی بھی چند آدمیوں کی ہمراہ پلیٹ فارم پر آ پہنچے۔ اور یہہ بتلانے کے لئے کہ آپ ایک بڑے انفلوئینشل آدمی ہیں۔ ویٹنگ روم میں جا گھستے۔ کبھی اندر جاتے اور کبھی باہر آتے۔ غرض ادہر اُدہر پہرتے رہے تھوڑی دیر کے بعد حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ بھی تشریف لے آئے۔ سٹیشن پر بعض عمائد اور مقامی حکام بھی کسی تقریب سے موجود تھے۔ مولوی نورالدین صاحب نے اُن کے سامنے ایک مختصر سی تقریر کی جو حضرت اقدس کی صداقت پر مشتمل تھی اُسکو تجربہ شدہ اور مشاہدہ میں آئی ہوئی حیرت انگیز دلایل سے مدلل کیا۔ خود ہم سے ایک معزز افسر پولیس سے مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔ جبکہ ہمارے ایک دوست نے اُن سے ہمکو انٹروڈیوس کرایا۔

(افسر پولیس)۔ ایڈیٹر صاحب! اصل بات کیا ہے؟

(ایڈیٹر الحکم۔ یعنے ہم)۔ جناب بندہ! اصل یوں ہے کہ یہہ تو ایک استمراری عادت اللہ ہے کہ جب کوئی کبھی کوئی مامور من اللہ یا بھلا آدمی دنیا میں آکر اہل زمین کی اخلاقی کمزوریوں اور روحانی بیماریوں کا علاج کرنا چاہتا ہے تو کوئی نہ کوئی انسان بالمقابل اُٹھکر اُس پر نکتہ چینی کرتا۔ اور اُس کی مخالفت کا شور مچاتا ہے۔ اور اُس کی ہزارہا نظیریں دنیا میں موجود ہیں۔ ظلمت اور نور کا مقابلہ ہم رات دن دیکھتے ہیں چنانچہ میرزا صاحب نے بھی جب دنیا کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا تو ایسی طبیعتیں جو مخالفت حق کا مادہ رکھتی تہیں۔ مخالفت کے لئے جوش میں آئیں۔ اور اپنی ممکنہ طاقتوں سے اُنہوں نے کوشش کی کہ مرزا صاحب کو نیچا دکہائیں۔ مگر خدا جسکے ساتھہ ہو وہ ذلیل نہیں ہوسکتا غرض مرزا صاحب کو ہر میدان میں کامیابی ہوتی رہی۔ چونکہ آپنے صرف اس مقدمہ کے متعلق استفسار فرمایا ہے میں اس لمبے سلسلے میں پڑنا نہیں چاہتا۔ اول ہی اول جو لوگ مرزا صاحب کے مخالف تہے۔ محمد حسین نے جو اسوقت ایک فریق مقدمہ ہے۔ مرزا صاحب کی تصدیق کی اور اپنے رسالجات میں اپنی ذاتی واقفیت اور علم کی بنا پر مرزا صاحب کو اپنے دعاوی میں راستباز اور خیرخواہ اسلام ثابت کیا۔ اور مخالف مولویوں کے محلوں اور اعتراضوں کا مبسوط جوابدیا۔ یہانتک کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں بھی ظاہر کیا کہ یہہ شخص یعنے مرزا صاحب اور اُن کا خاندان ہمیشہ سے ارادتمند اور فرماں پذیر ہے بلکہ وہ خدمات اور خوشنودی مزاج کے پروانے بھی اپنے رسالے میں شایع کئے جو حضرت مرزا صاحب کے بزرگوں کو اُس امداد کی وجہہ سے جو اُنہوں نے عین طوفان بے تمیزی یعنے غدر ۱۸۵۷ء کے دوران میں دی تہی ملے تہے۔ الغرض ایک عرصہ تک وہ اُن کا مصدق اور موید رہا۔ پہر بعض نفسانی خواہشوں کی وجہہ سے اُسنے مخالفت کی اور آجتک مخالفت کر رہا ہے مرزا صاحب چونکہ شروع سے ایک گوشہ نشین اور خلوت گزین آدمی ہیں۔ اُنہوں نے ان باتوں پر جو مخالفوں کی طرف سے ہوتی رہیں ہمیشہ صبر کیا ہے۔ اس شخص نے جب مخالفت میں کامیابی نہ دیکہی اور دلایل و براہین سے غالب نہ آسکا۔ تو پہر اپنی تحریروں میں ایسے الفاظ استعمال کیئے جو مرزا صاحب اور اُن کے دوستوں کی ازالہ حیثیت عرفی تک پہنچے۔ چونکہ ادہر سے کوئی کارروائی نہ تہی۔ اسلئے اور لوگوں کو شامل کرکے پہکڑ بازی کو حد تک پہنچایا۔ اور فحش حملے کیئے گئے قوم کو تو اسلئے بہڑکایا کہ یہہ شخص مہدی اور مسیح ہونے کا مدعی ہے۔ اور کسی خونی مہدی کا منکر ہے۔ اور بہطرح پر ایک فتوے طیار کرایا۔ جسمیں لکہا کہ مرزا صاحب واجب القتل ہیں۔ اور اُن کے مال و اسباب اور بیویاں چہین لیجادیں وغیرہ وغیرہ اب آپ ہی خیال فرمادیں کہ اس سے اصل غرض کیا تہی۔ ادہر گورنمنٹ کو باوصفیکہ خود مقر تہا کہ یہہ شخص گورنمنٹ کا وفادار اور عقیدت کیش خاندان کا ممبر ہے۔ یہہ بتلایا کہ وہ باغی ہے یا کیا کچہہ؟ ان ساری اذیتوں اور تکلیفوں پر بہی صبر کیا گیا۔ آخر میری معرفت ہمارے دوستوں نے جاکر مرزا صاحب سے کہا جاوے کہ مباہلہ (جو مسلمانوں کے نزدیک حق و باطل کا الٰہی فیصلہ ہے جو ایک قسم کی دعا ہے) محمد حسین سے کریں۔ مرزا صاحب نے اپنے دوستوں کی اس درخواست کو منظور کیا اور فرمایا کہ محمد حسین سے منوالو۔ ہم طیار ہیں۔ غرض محمد حسین کو خطوط لکہے گئے۔ اور بذریعہ اخبار اطلاع دی گئی۔ آٹہہ سو روپیہ تک سچے کے لئے انعام تجویز کیا مگر کوئی جواب نہ دیا۔ اور کوئی جواب آیا تو ایک گندی گالیوں سے بہرا ہوا اشتہار۔ مرزا صاحب اگر چاہتے تو استغاثہ کرکے عدالت سے فیصلہ چاہتے۔ مگر اُنہوں نے خدا سے فیصلہ چاہا۔ اور دُعا کی کہ اے اللہ! جہوٹے کو ذلیل کر۔ اگر میں جہوٹا ہوں تو مجھے ذلیل کر وغیرہ وغیرہ تو پہر اُن کو الہام ہوا کہ جزاء سیئۃ بمثلہا۔ یعنے ظالم نے مظلوم کو جس قسم کی بدی پہنچائی ہے۔ اُسی قسم کی ذلت پہنچیگی۔ غرض یہہ لفظ صاف ہیں سب سے اول محمد حسین نے مرزا صاحب کی تذلیل یوں کی تہی کہ یہہ شخص جاہل ہے۔ اور علوم عربیہ سے ناواقف ہے۔ گو اسکے بعد مرزا صاحب نے متعدد کتابیں نظم و نثر عربی میں لکہیں۔ مگر ان الہامات میں التعجب الاخری بہی ایک الہام تہا۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک عالم آدمی جو اپنے علم و فضل پر نازاں اور غرہ ہو۔ اگر ایسی غلطی کہائے۔ جو ایک معمولی طالب علم بہی نہ کرسکے تو اُسکی کتنی بڑی ذلت ہے۔ اسپر افسر موصوف نے فرمایا بالکل ٹہیک ہے

ہم نے اسپر کہا کہ التعجب لا مری کا الہام جب شایع ہوا تو محمد حسین نے یہہ اعتراض کیا کہ دیکھو خدا کا الہام بہی غلط ہوتا ہے التعجب من امری چاہیئے۔ اور اس غلطی کو بڑے شد ومد سے بیان کیا گیا۔ اسپر جناب مرزا صاحب نے فی الفور بذریعہ اشتہار قواعد نحو کی رُو سے اور اہل زبان کے کلام سے ثابت کیا کہ لِ بہی التعجب کا صلہ ہے فصیح ہے۔ مِن فصیح نہیں۔ چنانچہ حماسہ مشہور شاعر کے پانچ شعر اور نحو کی کتابوں کی مثالوں سے۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حدیث اسلام سے ثابت کیا۔ اور ایک مبسوط اشتہار نورِ حق خلعت کے عنوان سے شایع کیا اور ثابت کیا کہ یہہ پیشنگوئی پوری ہوئی۔ اب آپ خیال فرماویں کہ کیا یہہ جزاء سیئۃ بمثلہا ہے یا نہیں؟

(افسر پولیس) ہاں ہے۔

(ایڈیٹر)۔ پہر اس شخص نے سب سے بڑا زور مرزا صاحب کے فتوے کفر کی طیاری میں لگایا تہا۔ چنانچہ شمالی ہندوستان میں پہر تا رہا۔ اور فتوے کفر کو طیار کرایا۔ گو غیر مقلدین پر پہلے سے کفر کا فتوے لے تہا۔ مگر اب اس رنگ میں بہی اُس کو ذلت پہنچتی تہی۔ چنانچہ محمد حسین کی ایک انگریزی فہرست جو ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو اُسنے وکٹوریہ پریس لاہور میں طبع کرائی۔ کسیطرح مسلمانوں کو مل گئی۔ جسمیں گورنمنٹ کے سامنے اپنی خدمات کا اظہار کیا ہے۔ اور اپنے رسالہ کے حوالجات دیئے ہیں۔ منجملہ اُن باتوں کے ایک یہہ بہی ہے کہ مہدی کے آنے کے خیال کو غلط ثابت کیا ہے۔ (لفظ اور ہوں گے مطلب یہی ہے) حالانکہ اپنے آپکو طبقہ اہل حدیث کا سرگردہ بتلاتا ہے۔ اور ایڈووکیٹ کہلاتا ہے۔ اور اہل حدیث اس بات کو صحیح نہیں سمجھتے وہ خلیفہ مہدی کے قائل ہیں کہ وہ آئے گا۔ بلکہ اسی بنا پر مرزا صاحب پر کفر کا فتوے دیا گیا۔ القصہ وہ تحریر میرزا صاحب کے پاس پہنچی۔ جسپر اُنہوں نے استفتار تیار کیا۔ اور اُن عالموں سے ہی فتوے حاصل کیا۔ جنہوں نے مرزا صاحب کو کافر ٹھہرایا تہا۔ اُنہوں نے اُسکے حق میں بہی وہی فیصلہ دیا۔ چنانچہ وہ فتوے یہہ ہیں (فتوے دکہایا گیا) یہانتک کہ آپ دیکھتے ہیں نذیر حسین جو اسکا اُستاد اور شیخ الکل کہلاتا ہے۔ آپ دیکھیئے اُسکے دستخط بہی موجود ہیں

اس ذلت سے یہہ پیشنگوئی بالکل پوری ہو گئی۔ یہہ بات گورنمنٹ خود سمجھ لیگی کہ اس شخص کا وجود کیسا ہے۔ ایک طرف تو مہدی بننے والے کو کافر ٹھہراتا ہے۔ اور اُن مولویوں اور لوگوں کا امام اور سرگروہ بنتا ہے جو مہدی کے آنے کے منتظر ہیں کہ وہ آکر لڑائیاں کریگا۔ دوسری طرف گورنمنٹ کو جتلاتا ہے کہ میں نے اس عقیدہ کو باطل ثابت کیا ہے۔ یہہ کیسی خطرناک بات ہے۔ اور ہم کو ان باتوں سے کیا۔ خود زمانہ فیصلہ کر دیتا ہے کہ حق پر کون ہے۔ نفاق اور مداہنت سے آدمی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

(افسر پولیس) یہہ فتوے مکمل چھپ جاوے۔ تو مجھے ضرور بہیجدیا جاوے

(ایڈیٹر) بہت بہتر!

اسکے بعد ہم افسر مذکور سے رخصت ہو کر آگئے۔ اور مولوی صاحب سے اُن کا انٹروڈیوس کرایا اور پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے۔ گاڑی بہی آپہنچی تہی۔ اُن عمائد اور مقامی حکام سے جن سے کہ مولانا مولوی نور الدین صاحب نے گفتگو کی تہی۔ محمد حسین نے بہی بایں خیال کہ مبادا کوئی یہہ نہ سمجہلے کہ انکو کسی نے پوچہا نہیں۔ اُن سے گفتگو کی۔ اور یوں کہا کہ اُسنے ۲۰۲ علماء اسلام اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تہا۔ مگر اُنہوں نے قسم نہ کہائی۔ نہیں تو اُن کا بہی فیصلہ کر دیتا۔ میں نے پستول کے لئے درخواست دی ہے۔ اور جس روز لاٹ صاحب گورداسپور میں تہے۔ میں یہاں آیا تہا۔ اور درخواست دے گیا تہا۔ کمشنر صاحب سے بہی اسی لئے ملا تہا کیونکہ میں پہرتا رہتا ہوں۔ کبہی لاہور۔ کبہی بٹالہ کبہی لودہیانہ۔ کبہی شملہ۔ اسلئے کل پنجاب کے لئے اگر لائیسنس لینا ہو تو صاحب کمشنر سے درخواست کی جاتی ہے۔ الخ

اُن عمائد اور حکام میں سے ایک نے جو پولیس کے عہدہ دار تہے محمد حسین سے کہا کہ ہاں میں نے بہی آپکو دیکہا تہا۔ جب آپ کمشنر سے ملے تہے۔ محمد حسین نے کہا۔ ہاں!!!

(عہدہ دار پولیس) کیا آپکے بہی مرید ہیں؟

(محمد حسین) یہہ سلسلہ تو اُن کا ہے میرے مرید نہیں۔ میں تو واعظ اسلام ہوں اور اسی لیئے پہرتا رہتا ہوں۔

چونکہ ہم بہی اُسی مجمع میں تہے۔ گو محمد حسین نے جھینپتے اور جھجکتے ہوئے یہہ لفظ نکالے۔ مگر کہا کہ میں واعظ اسلام ہوں۔

اسپر ہمنے نوٹ بک نکال کر اس فقرہ کو نوٹ کیا۔ تو عہدہ دار مذکور نے جو ہم سے واقف نہ تہا کہا۔ کیا نوٹ کیا ہے؟

(ایک شخص) یہہ اخبار کے ایڈیٹر ہیں۔ ایڈیٹروں کا یہی کام ہے۔

(عہدہ دار پولیس) آپ کا کونسا اخبار ہے اور کہاں سے نکلتا ہے؟

(ہم) اخبار "الحکم" جو قادیان سے نکلتا ہے اس اخبار کے ساتھ مرزا صاحب کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں۔ نہ وہ منیجر ہیں نہ ایڈیٹر۔ نہ مالک۔ یہہ اخبار پہلے امرتسر سے نکلتا تہا۔ اور میں عرصہ سے جرنلسٹک لاین (اخبار نویسی کے سلسلہ) میں کام کرتا ہوں محمد حسین مجھے خوب جانتا ہے۔

(عہدہ دار پولیس) کیا یہہ سچ ہے کہ مرزا صاحب کا پیری مریدی کا سلسلہ ہے؟

(ہم) بیشک! یہہ سچ ہے۔ میرزا صاحب کے مرید ہیں۔ اور وہ ایسے واعظ اسلام نہیں جو در بدر مارے پہریں۔ (اسپر ایک فرمایشی قہقہہ لگا)۔ اسی اثنار میں کوئی امرتسری جو محمد حسین کا رفیق ہے۔ بولا۔ اوہو! یہہ ضرورت کے لئے ہے۔ مرزا صاحب کو جب گہر بیٹہے سب کچھ ملجاوے اُن کو باہر نکلنے کی کیا ضرورت ہے؟

ہم نے کہا یہی تو خدا کا فضل ہے۔ پہر اُسی سلسلہ میں ہمنے کہا کہ مرزا صاحب کے مرید کوئی معمولی آدمی نہیں بڑے بڑے عالم۔ وکیل۔ تعلیم یافتہ۔ ایم۔ اے۔ بی۔ اے۔ ڈاکٹر گورنمنٹ عالیہ کے معتمد عہدہ دار۔ اکسٹرا اسسٹنٹ تحصیلدار وغیرہ۔ اور بڑے بڑے رئیس۔

ابہی یہہ تقریر ہو ہی رہے تہے کہ گاڑی نے روانگی کا وہسل دیا اور ہم دوڑ کر سوار ہو گئے۔

الاصیلی سے حاصل کی۔ شاعری اور انشا پردازی میں اُسکو خاص ملکہ حاصل تھا۔ اور اسی بنیاد پر وہ غرناطہ کے گورنر ابوسعید عثمان بن عبد المومن کا سکریٹری ہو گیا تھا۔ پھر ایک خاص سبب سے جسکو ہم آگے چلکر بیان کریں گے ملازمت کو ترک کیا اور حج کا ارادہ کیا۔ وزیر لسان الدین بن الخطیب نے لکھا ہے کہ اس کے اور اس کے چند ہمعصر ادیبوں اور انشا پردازوں کے درمیان جو خط وکتابت ہوئی اس سے اسکی کمال انشا پردازی اور شاعری کا ہمکو اقرار کرنا پڑتا ہے۔

ابن جبیر کو شاعری اور انشا پردازی کے علاوہ حدیث میں جو توغل تھا اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ اُس نے اس فن کی تکمیل کے لئے ہزاروں میل خشکی اور تری کا سفر کیا۔ ہم اس کے شیوخ اور تلامذہ کے نام آگے چلکر گنوائیں گے۔ یہاں صرف یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اُسکو فلسفہ اور طبیعات سے نفرت تھی۔ چنانچہ ہم اس مقام پر اُس کے چند اشعار اس مضمون کے نقل کرتے ہیں [1]

قد ظهرت فی عصرنا فرقة ظهورها شوم علی العصر
لا تقتدی فی الدین الا بما سن ابن سینا وابو نصر

یعنے ہمارے زمانہ میں ایک فرقہ پیدا ہوا ہے جو زمانہ کے لئے منحوس ہے۔ اس فرقہ کے لوگ دین میں ابن سینا اور ابو نصر فارابی کے سوا کسی کی بات نہیں مانتے۔

ضلت بافعالها الشنیعة طائفة من هدی الشریعة
لیست تری فاعلا حکیما تفعل شیئا سوی الطبیعة

یعنے ایک گروہ ہے جو اپنی بدکاریوں کے سبب سے شریعت کی سیدھی راہ سے بھٹک گیا ہے۔ اس گروہ کے لوگ طبیعت یعنے نیچر کے سوا کسی فاعل حکیم کے قائل نہیں ہیں جو دنیا میں ذرا بھی دخل دے سکے۔

اس میں شک نہیں کہ ابن جبیر کو فلسفہ اور طبیعات سے جو نفرت تھی اس کا باعث یہ تھا کہ اس زمانہ میں افریقہ کے شمال اور اندلس کے مشرق میں مرابطین کی حکومت پھیل گئی تھی اور انکو فلسفہ اور طبیعات کے پڑھنے والوں سے خاص عداوت تھی۔ منصور اور مامون جو اس خاندان کے نامور فرمانروا ہوئے انھوں نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر فلسفیوں اور حکیموں کو قتل کیا یا قید کیا یا جلاوطن کر دیا اُس زمانہ سے ملک اندلس سے فلسفہ اور اہل فلسفہ کا نام ونشان مٹ گیا۔ اور جو لوگ بچے کھچے رہ گئے وہ اُس کی خفیہ تعلیم دیتے تھے۔ مگر یہ جرأت کرنی بھی خطرناک تھی۔ اس لئے عام طور پر فقہ وحدیث اور ادب کا چرچا باقی رہ گیا تھا۔

اسکی شادی وزیر ابو جعفر الوقشی کی بیٹی عاتکہ سے ہوئی۔ جسکی کنیت ام المجد تھی۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ نہایت محبت سے پیش آتا تھا۔ اور جب سبتہ میں جو شمالی افریقہ کا بندرگاہ ہے اس نے وفات پائی تو ابن جبیر کے دل پر نہایت صدمہ ہوا۔ اور اُس نے کئی مرثیے لکھے۔ پھر حج کے ارادہ سے مکہ کو چلا گیا۔ مصر میں پہونچکر اُس نے ابن الخطیب کو جو سبتہ میں قاضی ہو کر آیا تھا یہ اشعار لکھے [2]

بسبتة لی سکن فی الثری وخل کریم الیها اتی
فلو استطیع رکبت الهوا فزرت بها الحی والمیتا

یعنے سبتہ میں میرا ایک دوست زمین میں دفن ہے اور ایک بزرگ دوست اسمیں آیا ہے۔ اگر میرا قابو چلتا تو ہوا پر سوار ہوتا اور سبتہ میں ایک زندہ اور ایک مردہ کی زیارت کرتا۔

ابن جبیر جسطرح اپنے گھر والوں کے ساتھ محبت سے پیش آتا تھا اسی طرح وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اخلاق اور مروت کا برتاؤ کرتا تھا۔ اور انکی مطلب برآری سے خوش ہوتا تھا۔ علامہ مقری نے نفح الطیب میں مصنف کتاب ملتمس کی زبانی یہ روایت بیان کی ہے کہ میری بڑی آرزو تھی کہ غرناطہ کا قاضی ابو محمد عبد المنعم مجھے اپنی دامادی میں قبول کرے۔ میں نے ابن جبیر سے سفارش کرائی اور شادی ہو گئی۔ مگر چند روز کے بعد مجھ میں اور میری بیوی میں ایسی ناچاقی ہوئی کہ میں طلاق دینے پر مجبور ہوا۔ میں نے اس کام کے لئے بھی ابن جبیر کو تکلیف دی کہ وہ قاضی سے کہہ سنکر میری نجات کرا دیں۔ ابن جبیر نے کہا میری غرض تم دونوں کے نکاح سے سوائے اسکے کچھ نہ تھی کہ میں تمہاری رضامندی حاصل کروں اور اب تم دونوں میں جدائی کرانا بھی نہیں چاہتا۔ لیکن چونکہ تم اسی میں خوش ہو اس لئے میں اس کام میں بھی کوشش کرونگا۔ یہ کہکر وہ گھر سے باہر نکلے اور قاضی سے کہہ سنکر فیصلہ کرا دیا میں نے دونوں دفعہ ابن جبیر کے چہرے پر غور کیا تو اسپر کوئی علامت احسان جتانے یا ناگوار گذرنے کی نہیں پائی اس کام سے فراغت پاکر وہ میرے مکان پر آئے اور دروازہ کھٹکایا۔ میں نے دروازہ کھول دیا۔ وہ گھر میں چلے آئے اور ایک تھیلی جس میں سو دینار تھے میرے سامنے رکھدی اور کہا بھائی اس شادی کا باعث میں ہی ہوا تھا اور مجھکو ذرا بھی شک نہیں ہے کہ اس شادی میں تم کو اتنے ہی مال کا خسارہ ہوا ہوگا جتنا کہ اس تھیلی میں ہے۔ اگر تم اسکو قبول کرو تو میری خوشی کا باعث ہوگا۔ میں نے کہا جناب میں آپ سے اس بات کے کہنے میں ذرا شرم نہ کرونگا کہ اگر میں اس روپیہ کو قبول کرتا ہوں تو مجھکو اندیشہ ہے کہ یہ بھی اسی طرح برباد ہو جائے گا جس طرح میں نے اپنے باپ کا ترکہ جوانی میں غارت کیا۔ میں نے صاف صاف کہدیا اور مجھکو یقین ہے کہ اس کے بعد آپ اصرار نہیں کریں گے۔ ابن جبیر میری بات سنکر مسکرائے اور یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے کہ تمہیں احسان سے بچنے کے لئے اچھا حیلہ ہاتھ آیا۔ فقط [3]

کتاب ایام الصلح فارسی اور اردو دونوں مکمل ہو کر شایع ہو گئی ہیں ایک ایک روپیہ قیمت پر مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیان سے مل سکتی ہے۔

آزاربند ریشمی ہر قسم کے کلانور سے ضلع گورداسپور دوکان شیخ غلام غوث وشیخ فضل الٰہی پر مل سکتے ہیں۔

[1] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۷۱۶۔

[2] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۷۹۳

[3] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد دوم صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱۔

خطبہ (موعظت)

نمبر ۲

جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۸ء کو بروز جمعہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد امین وآلہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال ھل علمتم ما فعلتم بیوسف واخیہ اذ انتم جاھلون۔ قالوا ءانک لانت یوسف قال انا یوسف وھذا اخی قد من اللہ علینا انہ من یتق ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ قالوا تاللہ لقد آثرک اللہ علینا وان کنا لخطئین۔ قال لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الرحمین۔

یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا کیا تمکو معلوم ہی کہ تم نے یوسف اور اُسکے بھائی سے کیا کرتوت کی تہی جبکہ تم اسکی عظمت کو نہیں پہچانتے تھے اور تمہیں اس کا انجام معلوم نہ تھا؟ انھوں نے کہا ایں! کیا تو یوسف ہے؟ یوسف نے جواب دیا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہم پر احسان کیا ہے (اور یہ کوئی نرالی اور انوکھی بات نہیں) اسکی سنت اور عادت یونہی ہے کہ وہ صبر کرنے والے اور متقی پر احسان کرتا ہے یا یوں کہو کہ یہ اُس کا پختہ قانون ہے کہ وہ محسنوں کے اجر کو ضایع نہیں کرتا۔ اس آیت میں غور کرنی چاہیے ایک طرف تو ایک چھوٹا بھولا بھالا بچہ ہے اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو نحن عصبۃ کہتے ہیں یعنی جنکو اپنی طاقت و قوت پر بھروسا ہے اور اپنی پرشوکت جماعت کے اتحاد ہی پر ناز ہے۔ لیکن باوجود اس بات کے ایک ضعیف اور مسکین بچہ۔ ناتوان بچہ۔ اس متکبر رعونت والی جماعت کو کیسی ذلت کا روز بد دکھاتا ہے۔ وہ کیا بات ہے کہ ایک ناتوان اور بے کس بچہ تو عزت اور عظمت اور جلال کی کرسی پر بیٹھتا ہے اور اسکو معدوم اور تباہ کرنے والی رعونت مجسم جماعت نحن عصبۃ کہنے والا گروہ ذلت کا لباس پہنکر اُسی کے سامنے آتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے کیوں اس بچہ کی مدد کی اور جماعت کو ذلیل کیا؟ بے شک یہہ امر غور کرنے کے قابل اور فکر کے لایق ہے۔

اُن حاسدوں نے جو آج ذلیل ہو کر یوسف کے سامنے کھڑے ہیں اس معصوم اور بے خبر بچے میں کیا قصور دیکھا تھا؟ وہ کونسا جرم اور کاٹ دینے والا گناہ تھا جو اس بھولے بچے سے سرزد ہوا کہ انھوں نے اُسکی ہلاکت کا زبردست اور خطرناک منصوبہ گانٹھا؟ کوئی تاریخ بتلا نہیں سکتی کہ وہ کوئی مقصور تہا۔ ہاں صادق تاریخ خدا کی بے عیب کتاب میں ان کا اپنا اعتراف اور اقرار موجود ہے کہ وہ اسکے جرم کو ان لفظوں میں ظاہر کرتے ہیں کہ احب الیٰ ابینا منا یعنے ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ بھاتا اور پیارا لگتا ہے۔ بس یہی بڑا جرم تہا کہ باپ اُسکو پیار کرتا تہا۔ خدا تعالےٰ کی عزیز اور حکیم کتاب میں جو یہ واقعات درج ہیں اس لئے نہیں کہ وہ کوئی قصہ کہانی ہے نہیں نہیں بلکہ اس لئے کہ ہر ایک شخص ان واقعات پر غور کرکے خدا تعالےٰ اُس عادت مستمرہ کو سمجھ لے جو راستبازوں اور اُسکے برگزیدہ بندوں کے ساتھ ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ کیونکر خدا کا محبوب اور مقبول بندہ جسے وہ پیار کرتا ہے دشمن کوتاہ بین کی نظر میں کانٹا سا کھٹکنے لگتا ہے چنانچہ اس مقام پر یوسف کا کوئی گناہ نہیں جس پر اس کے بھائی اُسکو وہ جانکاہ صدمہ پہونچاتے میں برسر حق ہوں۔ ہاں اتنی بات ہے کہ وہ باپ کا عزیز اور چہیتا ہے۔ اور خود بھائی مانتے ہیں کہ وہ ہماری نسبت عزیز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے محبوب کے لئے ضرور ہے کہ ابتداءً وہ حاسدوں اور بدخواہوں کی نظر میں کھٹکے اور اُنکے بُرے اور ناپاک منصوبوں کا آماجگاہ ہو۔ اس فقرہ نے دکھا دیا کہ راستبازوں اور مامورین کا یہی قصور ہوتا ہے کہ وہ خدا کی نظر میں عزیز ہوتے ہیں۔ احب الیٰ ابینا منا میں غور کرنے سے عیاں ہوتا ہے کہ ان الفاظ ہی میں اُن ناعاقبت اندیشوں کے ملزم کرنے کی مدلل اور موجہ وجہ موجود ہے۔ باپ کا ایک کو چن لینا اور کنار محبت و ایثار میں پرورش کرنا اُنکے لئے قرینہ مرجحہ اور حجت قویہ تہی کہ وہ اس ایثار کو عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے اور سر تسلیم اسکے آگے نواتے۔ اس لئے کہ باپ یعقوب سا باپ تہا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے وجود میں ایک راستباز بے غرض لوث دنیا سے پاک اور صادق امین انکو نظر آتا یا آنا چاہیے تہا۔ کیا ہم اس بات کی یقین کرنے کی کوئی کوئی وجہ پاتے ہیں کہ وہ اپنے باپ کو خود غرض مکار بے تمیز اعتقاد کرتے تہے۔ کس قدر ضرور اور حق تہا کہ وہ معاً اپنے نفسوں میں گمان کرتے کہ باپ کے ایثار میں لازماً اسباب اور اسرار ہونگے اور ایسے باریک در باریک مصالح ہونگے جنکو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ پر نادانوں نے ہوائے نفس کو ایثار پر مقدم کر لیا۔ احب الیٰ ابینا منا کے الفاظ خدا نے اُنکے مونہہ سے نکلوا کر ایک وجہ بتا دی ہے کہ کیوں راستباز اور محبوب خدا کے دشمن مورد الزام ہو سکتے ہیں۔ اس علیم و حکیم خدا کے کلام میں ایسا نظام ہے کہ کوئی لفظ اور جملہ حکیمانہ باتوں سے خالی نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا یوسف کو پیار کے لئے انتخاب کر لینا قطع نظر اور دلائل اور بینات کے جو اسوقت کچھ بھی نہوں اور نہ تھے یوسف کی ہزار خوبی کے بیان کرنے کا ناطق وکیل ہے۔ مگر بہرحال کوئی جمال کوئی ادا ظاہری تو وہ بھی دیکھ سکتے تھے اور قائل بھی ہونگے جو خود ان میں موجود نہ تہی۔ یہ ایک بدیہی بات تہی۔ عرب میں ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی رسالت کا اظہار کیا تو احمقوں نے ظاہر حالت کو دیکھکر کہا۔ لولا انزل ھذا القرآن علیٰ رجل من القریتین عظیم۔ یعنے کیا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہ گیا تہا کہ اُس پر قرآن نازل ہوتا۔ یہ تو چاہیے تہا کہ مکہ یا طائف کے کسی عظیم الشان آدمی پہ نازل ہوتا۔ یہ ایک بندھا ہوا قانون الہی ہے کہ جب جب کوئی مامور دنیا میں آتا اور وہ پکار پکار کے کہتا ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے آیا ہوں تو ناخدا ترس اور کوتاہ نظر لوگ جلدی کرکے کہہ اٹھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر فلاں عزت و اقتدار میں ممتاز ہے وہ مامور ہونا چاہیے تہا۔ جسطرح یوسف کی محبت کو بھائی اور ناعاقبت اندیش بھائی دیکھ نہیں سکتے تہے۔ عرب کے زندہ کرنے والے نہیں بلکہ کل دنیا کو زندہ کرنے والے ہادی کامل علیہ الصلوۃ والسلام کے دعاوی کو سنکر یا یوں کہو کہ محبوبیت کا خلعت ان پر دیکھ کر حاسد بھائیوں نے ویسا ہی شور مچایا۔ آج اس زمانہ میں بھی یوسف کے بھائیوں کے مثیل اور لولا انزل کہنے والوں کے ہم خیالوں کے پیٹ میں وہی حسد بل ڈالتا اور تہنے

والے راستباز کی مخالفت اور بیجا عداوت کے لئے ابھارتا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ قادیان جیسے ایک گاؤں کا رہنے والا جہاں نہ توسیع معلومات کا ذریعہ نہ تبادلہ خیالات کے وسائل نہ مختلف علوم و فنون کے تذکرے ہیں۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے ایک شخص کو خدا نے پیار کیا اور بہتوں سے چن کر مسیح موعود کے اعزاز سے ممتاز فرمایا۔ وہ یوسف کیطرح باپ کی نظروں میں عزیز اور پیارا سمجھا جانے لگا اور ہم جو نحن عصبۃ کے مصداق ہیں اس اعزاز سے محروم ہیں۔ بہتیرے اخوان یوسف کی طرح حسد کی آگ سے پھُنک کر چلے ہے اور تجویز کرتے کہ کیوں مسیح موعود کا پیارا خطاب شیخ الکل کو نہ دیا گیا؟ کیوں مجددیت اور خلافت حقہ کی پگڑی کسی محمد حسین وغیرہ کے سر پر نہ رکھی گئی یہی ایک بات ہے جو انکو اندر ہی اندر دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ وہ نادان اتنا نہیں سوچتے کہ کیا خدا تعالے کا انتخاب کسی میونسپل کارپوریشن یا لوکل باڈی کا انتخاب ہے کہ بذریعہ ووٹ (رائے) کسی میر مجلس کو منتخب کرے؟ ایسا ہرگز نہیں وہ آسمان و زمین کا مالک کل جو پورا اقتدار اور اختیار اور معاً حکمت و علم کامل رکھتا ہے آسمان پر بدون کسی مشورہ اور صلاح کے اپنی ذاتی حکمت اور علم سے جسکو چاہتا ہے مجتبیٰ کرتا اور مصطفےٰ بنا کر خلافت کا تاج اسکے سر پر رکھدیتا ہے۔ پس اُس خدا کا منتخب کرنا انسانوں کے لئے کافی دلیل ہونی چاہیئے تھی جیسے کہ یوسف کے بھائیوں کے لئے یہی بڑی حجت تھی کہ باپ نے یوسف کو چن لیا ہے وہ باپ جو اپنی راستبازی میں مشہور بیجا پاسداری اور ضد کے ناپاک صفات سے متصف نہ تھا۔ جس کا تجربہ وسیع۔ خیالات انجام بین تھے۔ خدا کا انتخاب اور اجتبیٰ یہی ہے کہ وہ منتخب شدہ برگزیدہ خود کہتا ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے آیا ہوں۔ یوسف کا بھولاپن اُسکی خوبصورت ادا اور آن باریک نگاہ سے دیکھنے کے قابل ہے۔ خبیر و بصیر خدا کا خلیفہ یعقوب تو شروع سے جانتا تھا مگر کیا وہ اس جمیل و شکیل بچہ کا حسن و جمال فوق العادہ کافی عذر خواہ نہ تھا کہ وہ مخالفت اور حسد بیجا کا نشانہ نہ بنایا جاوے میں مان لیتا ہوں کہ چودھویں صدی کے ... خلیفہ

کے مجتبیٰ اور منتخب ہونے پر اگر مخالف تیز نگاہ نہیں رکھتا۔ بصیرت کی آنکھ سے دلائل کو نہیں دیکھ سکتا اور بیجا حسد اور عداوت نے اسکی آنکھوں کا نور چھین لیا ہے تو کیا اُسکا پاک چال چلن۔ اُس کا خیرخواہ دین ہونا۔ اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سچی غیرت۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ناصحانہ دلسوزی اور ہمدردی اور ان سب پر قبل از دعوی مسیح موعود براہین احمدیہ کا مولف ہونا کیا یہ شکل یہ آن بان کافی دلیل اور سچا وکیل نہ تھی کہ اُسکی تکذیب سے مونہہ بند کیا جاتا جیسے یوسف کا جمال اسکے باپ کی نظروں میں عزیز ہونے کی دلیل روشن اور قرینہ قویہ تھا۔ اسی طرح براہین احمدیہ کے مولف کا جانی۔ مالی۔ لسانی اور حالی طور سے خیرخواہ دین اور ناصر اسلام ہونا تو راس المخالفین اپنے مونہہ سے مان چکا تھا خود اُسکے ہی الفاظ اور اسکے مونہہ کی باتیں اسکے ملزم کرنے کو حجت قوی اور قرینہ قویہ ہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ اب کوئی عذر باقی نہیں رہا حجت تمام ہو چکی۔ احمق نادان کہتا ہے کہ ایسے اختلافات والتباسات ہیں کہ بالکل ظلمت ہے اور حق و باطل مخلوط ہے حق کو کیونکر تمیز کریں؟ یہ بالکل غلط بات ہے۔ خدا تعالےٰ جو حق کا حامی اور معاون ہے اور جو بالطبع چاہتا ہے کہ حق بلند ہو کبھی بھی پسند نہیں کرتا کہ التباس ہو۔ معمولی سکوں کے لئے تو معیار ہوں اور کھوٹے کھرے سونے اور ملمع چیزوں کے پرکھ کے لئے کسوٹیاں موجود ہوں اور حق و باطل کے امتیاز کے لئے کوئی بھی معیار نہ ہو اور سچائی کے لئے ہاں روحانی باتوں کے لئے جو انسانی زندگی کی غایت اور مقصود ہیں کوئی معیار نہ ہو۔ دوستو یاد رکھو! ہماری فراستوں نے مغالطہ نہیں کھایا اس سے قبل ہزاروں ہزار عالموں کو ہم نے دیکھا کسی کی نسبت ہمارا نیک گمان تھا اور کسی کا ہماری نسبت حسن ظن تھا۔ کسی کے ہم مرید تھے اور کوئی ہمکو پیشوا سمجھتا تھا پھر کس بات نے علی وجہ البصیرۃ ہمکو بتلا دیا کہ یہ مسیح موعود کا دعوی کرنے والا مجدد اپنے دعوے میں سچا ہے اور ضرور ضرور خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے؟

کیا اگر کوئی مابہ الامتیاز اور معیار نہیں تو یہ سب کے سب لوگ جنمیں بڑے بڑے عالم نکتہ رس فاضل شامل ہیں جو اپنی قوم میں ممتاز اور مشارٌ الیہ ہیں نابینا ہیں؟ ایسا نہیں اگر اُن خدمات کو جو اُس نے اسلام اور اہل اسلام کی بہی خواہی اور غیرت کے جوش میں کی ہیں جنکا اعتراف یوسف کے بھائیوں مخالفوں کو بھی ہے چھوڑ دیا جاوے تو اسکے علاوہ ایک اور عظیم الشان قرینہ اور حجت ہے جس سے راستباز کی صداقت اور سچائی کا پتہ لگ جاتا ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد کہ قد لبثت فیکم عمرا من قبلہ ادنےٰ سمجھ کے آدمیوں امیوں اور سطحی خیالات والوں تک کو مان لینے پر مجبور کر دیتا ہے ناعاقبت اندیشو! سوچو تو سہی! یہ دعوی پڑا ہوا ہے کیا اب ہم نے افترا کیا ہے؟ اس سے پیشتر چالیس برس تک جو عمر کا ایک بڑا حصہ ہے اور جذبات اور نفسانی جوشوں کا زمانہ ہے اور فی الحقیقت جوش شباب ہر قسم کے عہد و پیمان راستی کا رہزن ہوتا ہے الا ماشاء اللہ کا زمانہ ہی اور تمہارے نزدیک ہی بالاتفاق آمین اور مامون ثابت ہوا تو کیا اب اس آخری حصہ زندگی میں جبکہ عادتاً نفسانی جذبات اور جوش کم ہو چکے ہیں مفتریانہ زندگی بسر کرونگا قیاس میں بھی یہ بات نہیں آسکتی یہ دلیل ایک مسکت دلیل ہے ان لوگوں کے لئے جو گذشتہ کی زندگی جانتے ہیں اور اس بات کا علی راس الاشہاد رسالوں اور اشتہاروں میں اقرار کر چکے ہیں کہ ہم مولف براہین احمدیہ کے حالات سے جسقدر واقف ہیں اور کوئی کم ہوگا۔ باوجود ایسے اقراروں اور اعترافوں کے پھر بھی اُسکو مفتری اور کذاب کہنا کیا اپنی ہی افترا اور کذب کا پتہ دینا نہیں ہے؟ کیا وہ جو اپنی زندگی ایچا پیچیوں سے بسر کرتا ہے؟ ذراسی بات پر آپے سے نکل جاتا اور پاؤں سے اُکھڑ جاتا غصہ اور غیظ کی آگ میں جلتا اور اندر ہی اندر ابلتا ہے ذرا بھی نہیں سوچ سکتا کہ میں اس قابل نہیں مسیح موعود ہو سکوں؟ پھر جبکہ وہ موعودیت کے مدعی کے حالات سے واقفیت تامہ کا اظہار کر چکا اور خدمات متعلقہ خیرخواہی اسلام کا اعتراف اور اعلان کر چکا اب اس دعوی مسیح موعود پر مفتری کا شور مچانا کونسی دانشمندی تھی اس میں شک نہیں کہ یہ دعوی کہ میں خلیفہ ہو کر آیا ہوں میں مسیح کے نام سے آیا ہوں ایک نظری بات تھی مگر اُس کا عام چال چلن اور اسکی مالی جانی لسانی حالی مسلمہ خدمات

مشاہیر اسلام کے سفرنامے

حضرت ابن جُبیر کا سفرنامہ

یہ امر تمام قوموں کے نزدیک تسلیم شدہ ہے کہ مسلمانوں کو سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا۔ اور اس سیر و سیاحت کی بہت جماعت میں زیادہ تعداد اُن بزرگوں کی ہے جنکی غرض سیر و سیاحت سے علم کا حاصل کرنا یا اصلاح نفس ہوتی تھی۔ اور تمام علوم کا مقصد علم دین تھا اور باقی علوم صرف اس دنیا اور آخرت میں مستغنی اور عزیز کر دینے والے علم کے مکمل کرنے کی غرض سے پڑھے جاتے تھے۔ جہاں کسی علم کا ماہر سُن پاتے صرف سچی ارادت اور خالص طلب کو ساتھ لیکر چل دیتے۔ آگے پڑھانے والے بھی ایسے کہ ماں باپ سے زیادہ ہمدرد اور زیادہ غمخوار اور اس بات کے بہت بڑے حریص کہ اگر اُن کا بس چلے تو بنی نوع میں سے کسی کو بھی اس نعمت عظمیٰ سے بے نصیب نہ رہنے دیں۔ ایسے متعلموں اور معلموں کی خالص نیتوں کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ وہ متعلم اپنے اور اپنے بعد کے زمانے کے لوگوں کے علم اور عمل دونوں باتوں میں امام اور مستند بنتے تھے۔ برخلاف زمانہ حال کہ اول تو علم کا شوق ہی جاتا رہا۔ اگر ہے تو صرف انگریزی علوم کا جس کے اخراجات اسکی تعلیم گاہوں کے بہت دور اور کثیر المصرف ہونے کی وجہ سے اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ غریب اور اوسط درجہ کے لوگ تو اسکو حاصل کر ہی نہیں سکتے اور وہ بھی اپنی ذات کے واسطے اور محض دنیا کے واسطے۔ لیکن علم دین کے حاصل کرنے کے واسطے جسکی تعلیم گاہیں بھی قریب اور صرف بھی قلیل تقریباً بالکل کوشش نہیں کرتے بلکہ بالکل بے فکر اور بے پروا ہیں۔ اے بزرگوں اور دوستوں کی پیاری اولاد! علوم انگریزی کے ساتھ تمہاری ایسی محبت اور ایسی دلچسپی اور علم دین کی طرف سے ایسی بے پروائی اور بے فکری تمہارے لئے یادرکھو حیرت کا باعث نہیں ہے بلکہ سخت خطرے اور اندیشے کا باعث ہے اور اس خطرے اور اندیشے کے پیدا ہونے کا زمانہ اور وقت کوئی بعید نہیں۔ کسی سچے خیر خواہ نے کیسا اچھا کہا۔ بروز حشر شود ہمچو روز معلومت۔ کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور۔

ناظرین کی عبرت کے واسطے حضرت ابن جبیر کا سفرنامہ جو رسالہ معارف میں درج کیا گیا ہے نقل کیا جاتا ہے۔

ابن جبیر کا نام محمد اور کنیت ابوالحسین ہے۔ عنبر لسان الدین ابن الخطیب نے احاطہ بما تیسر من تاریخ غرناطہ میں اس سلسلہ کا نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ محمد[۱] ابن احمد[۲] بن جبیر[۳] بن سعید[۴] بن جبیر[۵] بن سعید[۶] بن جبیر بن محمد[۷] بن عبد السلام بن جبیر[۸] الکنانی مگر علامہ مقریزی نے مصر کی تاریخ المقفیٰ میں یہ سلسلہ درج کیا ہے۔ محمد بن احمد[۱] بن جبیر[۲] بن محمد[۳] بن جبیر[۴] بن سعید[۵] بن جبیر[۶] بن سعید[۷] بن جبیر[۸] بن سعید[۹] بن جبیر[۱۰] بن محمد[۱۱] بن مروان[۱۲] بن عبد السلام[۱۳] بن مروان[۱۴] بن عبد السلام[۱۵] بن جبیر[۱۶] الکنانی۔ پہلے سلسلہ سے ابن جبیر بن عبد السلام جبیر الکنانی کی نویں پشت میں اور دوسرے سلسلہ سے سولھویں پشت میں قرار پاتا ہے۔ بہرحال یہ امر مسلم ہے کہ وہ اسی عبد السلام بن الکنانی کی اولاد میں ہے جو اُسکے آبا و اجداد میں سب سے پہلے ملک اندلس میں داخل ہوا تھا۔ لسان الدین ابن الخطیب نے عبد السلام کی نسبت تصریح کی ہے کہ وہ سنہ ۱۲۳ ہجری میں بلج بن بشر القشیری کی فوج کے ساتھ جو بنو امیہ کی طرف سے اندلس کا گورنر تھا اسپین میں آیا اور شذونہ میں اترا۔ اندلس کے فتح ہونے کے بعد عرب کے بہت سی قبائل اطراف ملک میں پھیل گئے تھے۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ قبیلہ بنو کنانہ کے اکثر لوگ طلیطلہ اور اس کے نواح میں آکر آباد ہوئے تھے۔ انہیں سے قاضی ابوالولید اور وزیر ابوجعفر اور ابن جبیر اس قبیلہ کے مشہور اعیان اور علما میں شمار ہوتے ہیں[۱]۔

ابن حزم کے بیان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ابن جبیر کے اسلاف بھی طلیطلہ یا اس کے نواح میں کبھی آباد ہوئے تھے۔ اس لئے ہم ابن خطیب کی روایت کو تسلیم کرتے ہیں۔ ابن جبیر کو بعض مورخوں نے بلنسی الاصل لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی ولادت بلنسیہ میں ہوئی تھی۔ اور مقریزی نے توصاف یہ لکھدیا ہے کہ وہ بلنسیہ میں پیدا ہوا تھا۔ اسکے ساتھ ہی مقریزی نے اور دوسرے مورخوں نے بالاتفاق اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ابن جبیر نے اپنے باپ احمد بن جبیر سے فن حدیث شاطبہ میں حاصل کیا ہے"۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جبیر کے بزرگ پہلے شذونہ میں پھر بلنسیہ میں اور پھر شاطبہ میں آباد ہوئے۔ شاطبہ صوبہ بلنسیہ کا ایک شہر ہے جو بلنسیہ کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ ابن جبیر کے باپ احمد بن جبیر نے بلنسیہ کو چھوڑ کر اسی شہر میں سکونت اختیار کی تھی اور یہاں کے رئیسوں اور عالموں میں شمار ہوتا تھا[۲]۔

ابن جبیر کی ولادت بلنسیہ میں جو اسپین کے مشرق میں سمندر کے کنارے پر واقع ہے سنہ ۵۴۰ھ میں ہوئی اور جب اس کا باپ بلنسیہ کو چھوڑ کر شاطبہ میں آیا تو اُسکو اپنے ساتھ لے آیا ہوگا۔ ابن جبیر نے اس شہر میں فن حدیث اپنے باپ سے حاصل کیا۔ اُس وقت شاطبہ زیبائی اور خوشنمائی اور آب و ہوا کی لطافت کے لحاظ سے مشہور تھا ایک شاعر کہتا ہے[۳]

نعم ملقی الرحل شاطبة - لفتی طالت به الرحل
بلدة اوقاتها سحر - وصبانی ذیله بلل
ونسیم عرفه ارج - ورباض غصنها ثمل
ووجوه کلها غرر - وکلام کله مثل

یعنے جوان آدمی کے ٹھہرنے کے لئے جس کو سفر کرتے مدت گذر گئی ہو شاطبہ نہایت عمدہ مقام ہے۔ وہ ایک ایسا شہر ہے جس میں ہر وقت صبح کا وقت ہوتا ہے اور صبا کا دامن تر رہتا ہے۔ نسیم خوشبو آمیز چلتی ہے اور باغوں میں درختوں کی شاخیں مستانہ جھومتی ہیں۔ تمام لوگوں کے چہرے چمکتے ہیں اور انکی بات بات ضرب المثل ہے۔

باوجود اس کے ابن جبیر نے غرناطہ میں رہنا پسند کیا اور اسکو شاطبہ پر ترجیح دی کیونکہ اُسوقت غرناطہ علم و فضل کا مرکز تھا اور اس میں بڑے بڑے علماء و فضلاء رہتے تھے اور منظر کی خوبی و خوشنمائی کے لحاظ سے تو شاطبہ کو اُس سے کچھ نسبت نہیں تھی۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے[۴]

غرناطة مالها نظیر - مامصر ما الشام ما العراق
ماهی الا العروس تجلی - وتلك بالجملة الصداق

یعنے غرناطہ کے ساتھ کوئی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا نہ مصر نہ شام نہ عراق۔ وہ ایک دلہن ہے جو منظر عام میں جلوہ افروز ہے اور یہ تمام ملک اسکی رونمائی کی نذر ہیں

غالباً یہیں رہکر اس نے قرارت حدیث فقہ ادب اور شاعری میں کمال پیدا کیا۔ فن قرارت ابوالحسن بن ابی العیش سے۔ عربیت اور ادب ابوالحجاج بن یسعون سے۔ حدیث اور فقہ ابوعبد اللہ بن عروس اور ابوعبد اللہ

[۱] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۱۸۵۔

[۲] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۷۹۴۔
[۳] " " " " صفحہ ۱۱۴۔
[۴] " " " " صفحہ ۹۴۔

صفحوں کی ترتیب میں غلطی ہو گئی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

جس سے علماء پنجاب و ہندوستان دینی و اخلاقی فائدہ حاصل کرسکتے ہیں

اے علماء پنجاب و ہندوستان خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حال پر رحم کر کر آپکو معلوم ہو کہ اس وقت اُس خدا نے جو سچائی کو پسند کرتا اور نفاق اور جھوٹ سے نفرت کرتا ہے آپ لوگوں کے لئے بڑا عمدہ موقعہ دیا ہے کہ آپ اس فتویٰ پر نظر کرکے جو آپ نے ۱۵ شعبان ۱۳۱۶ھ کو استفتاء کے پیش ہونے کے وقت دیا ہے آئندہ اُس طریق کو اختیار کریں جو تقویٰ اور دیانت اور امانت کے مناسب حال ہے۔

اس امر کی تفصیل یہ ہے کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ مولوی محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ جو آپلوگوں کا سرگروہ کہلاتا ہے کئی سال سے مجھے مہدی معہود کا منکر قرار دیکر کیسی بدگوئی اور بدزبانی کی کاروائی میری نسبت کر رہا ہے۔ یہانتک کہ اب اس نے گالیوں اور طرح طرح کے افتراؤں اور تہمتوں کو انتہا تک پہونچا دیا اور میری توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور ایک شخص محمد جعفر زٹلی نام کو کئی قسم کی طمع دیکر اس بات کیلئے مقرر کیا کہ وہ اس بات کا برابر سلسلہ جاری رکھے کہ طرح طرح کے گندے اشتہار گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت جاری کرے۔ پس جب یہ سلسلہ گالیوں اور بدزبانیوں اور بیجا تہمتوں کا کمال تک پہونچ گیا اور ہر ایک طرح سے میری بےعزتی اور توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوشش کی گئی اور اب تک برابر بلاناغہ یہ سلسلہ جاری رہا اور بار بار اشتہاروں اور خطوط کے ذریعہ سے مباہلہ کی درخواست بھی کی گئی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ ناپاک کاروائی محمد حسین اور اُسکے رفیقوں کی کسی فتنہ کی موجب نہ ہو اور میرے گروہ کو اس سے اشتعال پیدا نہ ہو اسلئے میں نے اپنی جماعت کو گورنمنٹ میں ایک میموریل بھیجنے کی صلاح دی تا گورنمنٹ کی طرف سے انتظاماً اس گندی کاروائی کے انسداد کیلئے کوئی حکم جاری ہو۔ اور اسطرح پر ایک مظلوم فرقہ اپنا انصاف پاکر خاموشی اختیار رکھے۔ لیکن گورنمنٹ کیطرف سے اس میموریل کا صرف اسقدر جواب آیا کہ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرنی چاہیے۔ اور اس جواب کا یہ نتیجہ ہوا کہ محمد حسین اور رفیق محمد بخش نے اپنی بدگوئی کے اشتہار شائع کرنیمیں اور بھی ترقی کی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عدالتوں میں نالش کرنا ہمارا طریق نہیں ہے۔ سو انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ تیزی اور گندہ زبانی سے میری نسبت گالیوں سے بھرے ہوئے اشتہار شائع کرنے شروع کر دیئے اور اسپر جعفر زٹلی محمد حسین کی ایما سے مباہلہ پر بھی زور دیتا رہا۔ چنانچہ کئی اشتہار مباہلہ کیلئے بھیجے اور ہمارے دلکو بار بار دکھایا۔ چونکہ ان فتنہ انگیز تحریروں کے بداثر کا اندیشہ تھا اسلئے میں نے اُن فتنوں کے روکنے کی غرض سے یہ مصلحت سمجھی کہ مباہلہ کے طور پر نہایت نرم الفاظ میں ایک اشتہار لکھوں۔ سو میں نے ایک اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع کیا اس اشتہار کا خلاصہ مطلب صرف ایک دعا تھی یعنی یہ کہ ہم دونوں فریق میں سے جو ظالم ہے خدا اُسکو ذلیل کرے۔ اور اس دعا پر ایک الہام ہوا تھا جسمیں ارادہ الٰہی ان الفاظ سے بتلایا گیا تھا جزاء سیئة بمثلها وترهقهم ذلة۔ یعنے جس فریق ظالم کیطرف سے فریق مظلوم کو کوئی بدی پہونچی ہے اُسی قسم کی بدی فریق ظالم کو پہونچے گی۔ سو یہ پیشگوئی محمد حسین کے حق میں بہت جلدی پوری ہوگئی۔ کیونکہ پیشگوئی کا اصل مطلب اُس شخص کو ذلت پہونچانا تھا جو کاذب اور ظالم ہو۔ اور الہام الٰہی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اسی قسم کی ذلت اسکو پہونچے گی جو اُس نے پہونچائی ہو۔ سو یہ الہام کامل طور پر ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء کو پورا ہو گیا۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے شائع کرنیکے بعد تاریخ مذکورہ میں محمد حسین کی یہ ایک خیانت آمیز کاروائی پکڑی گئی کہ اُس نے محض دروغگوئی کی رو سے گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو یہ یقین دلایا کہ وہ اس مہدی کے آنیکا منکر ہے جو بنی فاطمہ میں سے آئیگا اور کافروں سے لڑیگا اور اس بارہ میں زمین کی طمع کیلئے ایک تحریر انگریزی میں ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو شائع کی اور اُسمیں گورنمنٹ کو اپنا یہ احسان جتایا کہ میں مہدی کے آنیکی تمام حدیثیں غلط سمجھتا ہوں اور پہلے سے گورنمنٹ کو یہ دھوکہ بھی دے رکھا ہے کہ میں اہل حدیث کا سرگروہ ہوں جنکا میرا اور اُنکا ایک عقیدہ ہے اور اُدھر پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کو یوں خراب کیا کہ اُنکو بار بار یہی سبق دیا کہ مہدی معہود ضرور آئیگا اور وہ خلیفہ وقت اور صاحب السیف والامر ہوگا۔ اور ہمیشہ اُنکو یہی کہتا رہا کہ میرا اور تمہارا مہدی کے بارہ میں عقیدہ ایک ہے۔ اور میں اُس مہدی کا قائل ہوں جو تلوار کے ساتھ دین کو پھیلائیگا اور خلیفۃ المسلمین ہوگا اور اسی بنا پر اُس نے میری تکفیر کیلئے استفتاء طیار کرکے شور قیامت برپا کیا۔ سو جب مولوی محمد حسین کا اس قسم کا رسالہ مجھے دستیاب ہوا تو اسی وقت میں نے سمجھ لیا کہ اب اس بنا پر پیشگوئی اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کامل طور پر پوری ہوگئی۔ تب میں نے بلاتوقف اسی تاریخ یعنے ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء کو ایک استفتاء لکھا اور علماء پنجاب اور ہندوستان سے یہ فتویٰ طلب کیا کہ ایسا شخص جو مہدی کے وجود کا منکر ہے اُسکے حق میں تمہارا کیا فتویٰ ہے۔ سو نذیر حسین دہلوی اُسکے اُستاد نے جیسا کہ مجھے کذاب دجال مفتری لکھا تھا ایسا ہی بلا توقف محمد حسین کی نسبت فتویٰ دیدیا کہ وہ کذاب دجال مفتری ہے۔ اور مولوی عبد الجبار غزنوی نے اسکی نسبت یہ فتویٰ دیا کہ وہ کافر اور گمراہ اور ضال مضل ہے۔ اور رشید الحق غزنوی نے اپنی فتویٰ میں اسکو جہنمی اور گمراہ ٹھہرایا۔ اور مولوی احمد اللہ امرتسری نے اپنی فتویٰ میں عبد الحق سے اتفاق کیا مگر اسقدر زیادہ لکھا کہ ایسے گمراہ کے ساتھ میل ملاقات اور نشست برخواست جائز نہیں۔ لدھیانہ اور لاہور کے مولویوں نے بھی ان فتووں سے اتفاق کیا۔ اور مولوی عبد اللہ صاحب پروفیسر لاہور نے بڑی شد و مد سے حدیثوں کے حوالہ سے اس خیانت پیشہ کی خبر لی۔ اور مولوی عبد العزیز لدھیانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد یعقوب دہلوی اور دیگر علماء نامدار نے جیسا کہ ایسے شخص کی سزا تھی بڑی شد و مد سے فتوے لکھے اور تمام علماء کے فتووں کا خلاصہ یہی ہے کہ انہوں نے اس خیانت پیشہ اور مہدی معہود کے منکر کو کافر دجال بے ایمان مفتری کذاب جہنمی دائرہ اسلام سے خارج گمراہ ضال مضل اور ایسا ہی دوسرے الفاظ سے یاد کیا۔ اور اسطرح پر اس پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کیا کہ جو میں نے اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں شائع کی تھی۔

اب میں ان تمام مولویوں کو جنہوں نے منکر مہدی معہود کی نسبت یہ فتویٰ دیا ہے یہ نیک صلاح دیتا ہوں کہ اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ اُنپر منافقانہ طریق کا کوئی دھبہ نہ لگے اور اُنکی دیانت اور امانت اور تقویٰ اور دینداری میں فرق نہ آوے تو وہ بلاتوقف ایک جلسہ کرکے محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کو اُس جلسہ میں بلا دیں اور اسکو صاف طور پر کہدیں کہ آجتک تم ہم سب پر یہ اپنا اعتقاد ظاہر کرتے رہے ہو کہ تمہارا یہی عقیدہ ہے کہ تم اُس مہدی معہود کے قائل ہو جو بنی فاطمہ میں سے آئیگا اور لڑائیاں کریگا اور دین کو پھیلائیگا۔ اور اب تمہاری نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ تم نے زمین لینے کی طمع سے گورنمنٹ کو یہ احسان جتلانا چاہا ہے کہ تم اُن تمام حدیثوں کو جو مہدی معہود کے بارے میں آئی ہیں جھوٹی سمجھتے ہو اور تم نے صریح طور پر ایک انگریزی فہرست مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں مہدی کی حدیثوں کی نسبت لفظ موضوع لکھکر اپنا عقیدہ انکار مہدی ظاہر کر دیا ہے۔ اب یا تو صاف طور پر اپنا توبہ نامہ چھاپ کر شائع کرو تا گورنمنٹ عالیہ کو بھی تمہارے اندرونی حالات معلوم ہوں اور یا اس بات کو مان لو کہ

[illegible] (باقی آئندہ)

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بڈھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ سے، خالص میرہ فی ماشہ ۵ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر۔ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتھر پروفیسر میاسنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ یعنی آنکھ کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میاسنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور اُن اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میاسنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ میرے ایک مددگار مسمی دولا مل کی آنکھوں پر پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان عظیم و ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلاتعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں۔ راقم ڈاکٹر آتما سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صالح محمد خان دُرّانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر علی محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان۔

۶ مارچ ۱۸۹[illegible]

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریباً بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے الائنس بنک میں [illegible] ۱۸۹[illegible] کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

توپاک باش برادر مدار از کس باک

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۳ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۷ جنوری سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل بر دفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہماری احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ ۱۲ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کر دو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔ ؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی۔ ازار بند ۱۲ سے لیکر ۱۰ روپیہ تک۔ پراندے ۴ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ سیج بند ۳ روپیہ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈورے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہ بخش علاقہ بند

اسلامیہ کمپنی

کٹرہ باگھ سنگھ۔ ہاتھی دروازہ امرتسر۔ پنجاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشتہار ضروری متعلق فتوی کفر شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مولوی عبد الحق غزنوی اور مولوی عبد الجبار غزنوی اور مولوی سید نذیر حسین دہلوی وغیرہ نے ایک استفتا پر اپنے دستخط اور مہر دل سے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جو شخص پہلی [illegible] کہ جو قریش میں سے ظاہر ہوگا اور ظاہری اور باطنی خلافت سے سرافراز ہوگا وہ جہنمی اور کافر اور کذاب اور مفتری اور اہل سنت سے خارج اور ضال اور مضل ہے اور یہ فتویٰ مولوی محمد حسین بٹالوی کی نسبت تھا کیونکہ اس نے حال میں انگریزی میں ایک رسالہ حکام کے دکھلانے کے لئے شائع کیا ہے اور بمقام لاہور وکٹوریہ پریس میں وہ رسالہ چھپا ہے اور ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو پوشیدہ طور پر شائع ہوا ہے۔ اس رسالہ میں محمد حسین صاف طور پر لکھتا ہے کہ مہدی معہود کے آنے کی حدیثیں سب کی سب نادرست اور موضوع اور غلط ہیں اور اس طرح پر گورنمنٹ کو یہ جتلاتا ہے کہ میں مہدی موعود کا منکر ہوں۔

اب مولوی عبد الحق غزنوی نے ایک اشتہار نکال کر اپنی قدیم گندی عادت کے موافق حضرت مرزا صاحب کو بہت گالیاں دی ہیں کہ استفتاء میں محمد حسین کا نام ہم پر ظاہر نہیں کیا۔ اور اس سے مطلب اُن کا یہ ہے کہ اگر معلوم ہوتا کہ محمد حسین کیلئے یہ فتویٰ [illegible] کیا ہے تو اُسکو دجال کذاب کہتے ایسا اشتہار سے اگر یہ ثابت ہوتا ہے تو یہی کہ محمد حسین منافقانہ طور پر اُنکو یہی کہتا رہا کہ میں [illegible] عقیدہ ہوں اور محض گورنمنٹ کو دھوکہ دینے کے لئے نفسانی اغراض کی وجہ سے حکام پر انکار مہدی ظاہر کرتا رہا۔ ورنہ کیا وجہ کہ محمد حسین کی نسبت۔۔ مولوی عبد الحق نے کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا [illegible] ہو تا کہ محمد حسین [illegible] اس عقیدہ کی وجہ سے خوش نہیں بلکہ [illegible] اپنے اشتہار میں سوال کرنے والے کو دجال اور بے ایمان قرار دیتا ہے حالانکہ سائل نے صورت سوال کے بیان کرنے میں کوئی خیانت نہیں کی۔ اگر محمد حسین کے اس عقیدہ میں شک ہو تو اسکی انگریزی کا رسالہ کو جو وکٹوریہ پریس میں چھپا ہے کسی سے لیکر یا لاہور جا کر دیکھ لینا چاہیئے۔ عبد الحق کا یہ اشتہار اس بات پر کافی دلیل ہے کہ وہ تقویٰ اور حق پسندی سے کچھ سروکار نہیں رکھتا۔ سائل کو اس نے دجال اور بے ایمان قرار دیا۔

[illegible] سمجھ سکتے ہیں کہ جن لوگوں کے فتووں کا یہ حال ہے کہ اگر [illegible] ہو تو فی الفور سر سے کفر کا فتویٰ لگا دیں اور اگر دوست ہو تو [illegible] ہو وہی اعتقاد رکھے اسکا ایماندار کہتے رہیں وہی لوگ ایسے [illegible] ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو حدیث تحت [illegible] ہیں جسکو حضرت علی سے بیہقی نے روایت کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ سائل کا کیا گناہ ہے جس نے صورت مسئلہ صحیح طور پر بلا کم و بیش کی ہے۔ ایسی سائل کو کیوں دجال اور بے ایمان کہا جائے بلکہ بے ایمان اور دجال تو ایسے مولوی ہیں جنکا فتویٰ ایک ہی صورت سوال میں اپنے دوستوں کی نسبت کچھ اور ہے اور دشمنوں کی نسبت کچھ اور۔ خدا ایسے مولویوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ بالآخر ہم عبد الحق اور اس کے محرک عبد الجبار سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ لوگوں کی یہی دیانت اور ایمانداری ہے کہ باوجودیکہ محمد حسین کے انگریزی رسالہ کا پتہ دیدیا اور دوسرے اشتہار میں اُس رسالہ کی عبارتیں بھی لکھدیں پھر بھی آپ درندگی کے دانت سائل کو دکھلا کر اور اُس بھلے مانس سے دریافت نکیا کہ تمہارا کیا حال ہے کہ مہدی کے بارے میں ہمکو تو کچھ کہتے ہو اور گورنمنٹ پر کچھ ظاہر کرتے ہو۔ جبکہ محمد حسین کی تحریر کا صاف صاف ثبوت دیا گیا تھا تو اُلٹے سائل پر زباندرازی کرنا اور گالیاں دینا کن لوگوں کا کام ہے؟ انصاف پسند لوگ خود سوچ لیں۔ فتویٰ پوچھنے کیوقت سائل زید ہو یا بکر ہو اس سے دیانتدار مفتی کو کیا کام ہے۔ ان باتوں پر تو اُن لوگوں کی نظر ہوتی ہے جو فتوے فروش ہوتے ہیں نہ فتویٰ نویس ان لوگوں کی دیانت کا یہی نمونہ کافی ہے۔ مولوی عبد الحق اور مولوی عبد الجبار غزنوی خوب یاد رکھیں کہ اس طریق تزویر سے اُنکی کبھی مخلصی نہیں ہوگی اور ایسے اشتہار دل جو سراسر دجل اور خیانت سے بھرے ہوئے ہوں انصاف پسند لوگ کبھی خوش نہیں ہونگے بلکہ سب پر کھل جائیگا کہ یہ اس زمانہ کے مولوی اس ملا کیطرح ہیں جسنے محض شرارت سے چند بے گناہ لوگوں کی نسبت ایک سخت فتویٰ دیا تھا مگر جب معلوم ہوا کہ اس کا بیٹا بھی اُن لوگوں کا شریک ہے تب فتویٰ کو بہت نرم کر دیا اور آسان صورت پر بدل دیا۔ یہ کیسا ناکارہ عذر ہے کہ ہمکو یہ اطلاع نہیں دیگئی کہ یہ فتویٰ محمد حسین کی نسبت طلب کیا گیا ہے۔ کیا اس تقریر سے کچھ اور بھی سمجھا جاتا ہے کہ تمام غصہ اور سیاپا اس وجہ سے ہے کہ اگر خبر ہوتی کہ محمد حسین کی نسبت فتویٰ ہے تو اسکو دجال اور کافر ہرگز نہ کہتے۔ ظاہر دیانت دار مولویوں کا یہ کام نہیں ہے۔ ایسا دنیا میں کون ہے کہ اس قسم کے عذرات سے یہ سمجھ لیگا کہ یہ مولوی معذور ہیں۔ کیا صورت سوال پر فتویٰ ہوتا ہے یا یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ یہ فتویٰ کسکی نسبت طلب کیا گیا ہے۔ مفتی کیلئے نہ سائل کے نام کی ضرورت ہے نہ اس شخص کے نام کی ضرورت جسکی بارہ میں استفتاء ہے۔ مفتی تو صورت مسئلہ پر نظر کریگا اور نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے موافق فتویٰ لکھے گا۔

پس یہ ایک قسم کی بد دیانتی کی ہے کہ اس پر غصہ کیا جاتا ہے کہ محمد حسین کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ چپ رہتے اب بجز اسکے اور کوئی طریق صفائی کا نہیں کہ محمد حسین کو ایک عام جلسہ میں بلا دیں اور وہ رسالہ ایک انگریزی خوان اسکے روبرو پڑھایا جاوے اور اگر انکار کرے تو مالک مطبع سے حلفاً پوچھیں کہ کس نے یہ چھپوایا ہے اور کس نے شائع کیا ہے۔ غرض ایمان اور دیانت سے کام لیکر پوری تحقیقات کریں پھر اگر اس کی صفائی ثابت ہو تو یہ اشتہار چھاپ دیں کہ وہ انگریزی رسالہ ایک مجمع میں پڑھا گیا اسمیں محمد حسین کیطرف سے یہ تحریر پائی نہیں گئی کہ مہدی موعود کی آنیکی تمام حدیثیں غلط اور نادرست اور موضوع ہیں اور وہ عبارتیں صحیح ترجمہ کے ساتھ مشتہر کر دیں۔ اور اگر اس رسالہ سے ثابت ہو کہ محمد حسین نے کسی نفسانی طمع کی غرض سے مہدی معہود کے آنے سے درحقیقت انکار کیا ہے اور اسکے متعلق کی حدیثوں کو موضوع قرار دیدیا ہے تو اس سے توبہ نامہ لکھا دیں اور وہ توبہ نامہ چھاپ کر شائع کر دیں اور اگر یہ بھی نکر سکیں تو بالآخر یہ شائع کر دیں کہ ہم اپنے فتویٰ پر قائم ہیں اور ایسے اعتقاد کے شخص کو کافر اور دجال کہتے ہیں۔ غرض اب بیہودہ باتوں سے نجات نہیں فتویٰ پنجاب اور ہندوستان میں شہرت پا چکا ہے اور محمد حسین کا انگریزی رسالہ بھی شہرت پا چکا ہے جب تک دیانت سے محمد حسین سے دریافت کر کے اور اسکی تحریر لیکر اشتہار نہیں دیا جائیگا تب تک ایسی تحریریں خواہ عبد الحق کی طرف سے شائع ہوں اور خواہ عبد الجبار کی طرف سے اُنکو اور بھی رسوا کرتی ہیں اور اُنکی دیانت کی حقیقت ظاہر ہوتا ہے اور وہ قابل شرم تحریروں سے صاف طور پر ہر ایک شخص سمجھتا ہے کہ یہ آخری زمانہ کے مولوی کس قماش کے آدمی تھے۔ مگر کیا عبد الحق یا اسکے دوسرے ہم جنسوں پر امید ہو سکتی ہے کہ وہ انصاف اور دیانت کو مد نظر رکھ کر پوری تحقیق سے اپنے مشہور فتویٰ کی طرح محمد حسین کی کُھلی کُھلی تحریر لیکر اشتہار شائع کریں گے۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ امید ہرگز نہیں ہے بلکہ اسوقت تمہید [illegible] کا موقع ہے [illegible] کے تمام فتویٰ [illegible]

بقیہ خطبہ نمبر ۲

خدا تعالیٰ کی مصلحت اور گورنمنٹ بے تمیز گورنمنٹ نہیں اس نے مجھکو نہیں چنا۔ اُسکو نہیں چنا۔ کسی نہنے ہوئے شیخ الکل یا خانہ ساز پیر طریقت کو برگزیدہ نہیں کیا۔ کیوں؟ وہ اس قابل نہ تھے۔ یوسف کیوں عزیز بنتا ہے؟ باپ کا لاڈلا اور چہیتا اور باقیوں میں سے ممتاز کیوں ہوتا ہے؟ اسکی ظاہری خوبیوں اور شمائل کے علاوہ وہ نہاں در نہاں علم تاویل الاحادیث اور وہ شوکت ہے جو حضرت یعقوب کو نظر آتی ہے کہ وہ بادشاہ مصر ہونے والا ہے اور یہ سب اسکے آگے ہاتھ جوڑنے والے ہیں۔ اب یہی لوگ اپنے درمیان کے راستباز کے پسندیدہ شمائل اور فضائل کا اعتراف کرتے اور پاک کاموں کو دیکھتے ہیں مگر گہری اور دوربین نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔ افسوس یہ لوگ انسانوں کی شکلیں تو ہیں مگر اندر ممسوخ ہیں۔ چاہیئے تھا کہ اپنے بھائی پر نیک گمان کرتے اور اسکے ایثار پر حسد نہ کرتے خدا تعالےٰ نے عائشہ صدیقہ پر افک باندھنے والوں کو تہدید و توبیخ کے پیرایہ میں یہی فرمایا کہ کیوں سنتے ہی تم نے اپنے بھائیوں اور بہنوں کی نسبت نیک گمان نہ کیا اور خود بخود فیصلہ کر نہ لیا الخبیثات للخبیثین یعنی ناپاک الزام کے مورد ناپاک زندگی بسر کرنے والے لوگ ہوا کرتے ہیں۔ پاکوں کے حق میں پاک باتیں کہنی مناسب ہیں۔ اللہ اللہ! ایسے شخص کو آخرکار کذاب دجال اور مفتری کہا جس سے پہلے مان چکے تھے کہ وہ اسلام کی خدمت میں بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شخص ہے اور جو براہین میں دعوی کر چکا ہے "فقد لبثت" الخ کیا ظلم عظیم ہے۔ الغرض موعود کے ماننے کے لیئے یا یوں کہو اسکے محبوبین کو قبول کرنے کے لئے قرینہ قویہ موجود ہے۔ ہم دعوے سے چیلنج کرکے کہتے ہیں کہ کیا یہ نادان مخالف ہمارے سید و آقا! امام کا کوئی جرم بتا نہیں سکتے اور کبھی گواہی نہیں دے سکتے کہ اس نے کسی زمیندار کی زمین کو ضبط کیا ہو؟ یا شراب خانے میں جاکر وہ کبھی شامل ہوا ہو؟ یا کسی اور بری اور ناپاک صحبت میں شریک رہا ہو؟ وہ کہہ کیونکر سکتے ہیں جبکہ انکے اعتراف اسکی صلاح و تقوی کی نسبت موجود ہیں۔ تو بس اس کا جرم وہی ہے جو یوسف کا تھا کہ وہ باپ کی نظروں میں عزیز ہوگیا ہے۔ مگر وہ نادان دیکھ لیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی نظروں میں کسی چالاکی اور پالیسی سے عزیز نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا اصل الاصول یہی یوسف علیہ السلام کے اس قصہ میں خدا تعالیٰ نے خود اسی صدیق یوسف کے مونہہ سے نکلوایا ہے۔ اور بطور قاعدہ کلیہ کے بتلا دیا ہے کہ کون اللہ تعالےٰ کی نظر میں عزیز ہو سکتا ہے؟ یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی اس نوازش اور احسان عظیم کی وجہ بتلاتے ہیں کہ انہ من یتق ویصبر فان اللہ لایضیع اجر المحسنین۔ اللہ تعالیٰ متقی اور صابر کے اجر کو ضایع نہیں کرتا۔ متقی اور صابر کو آیت کے آخر میں محسن کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ قیاس چاہتا تھا کہ یوں ہوتا فان اللہ لایضیع اجر المتقین والصابرین۔ مگر محسنین کے ارشاد سے واضح کر دیا کہ اتقار اور صبر انسان کو احسان کے درجہ تک پہونچا دیتا ہے یا یوں کہو کہ صفت احسان سے تقوی اور صبر پیدا ہوتا ہے۔ احسان کی تعریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی ہے کہ عبادت کرنیوالا اللہ تعالیٰ کو دیکھے یا کم از کم یہ یقین ہو کہ اللہ تعالےٰ مجھے دیکھتا ہے پس کوئی شخص متقی اور صابر نہیں ہو سکتا جب تک وہ احسان کی صفت حاصل نہ کرے۔ اس اصول نے قیامت تک بشارت دیدی اور ڈرا بھی دیا۔ میری روح میں اسوقت ایک خاص لذت اور جوش ہے اور دل چاہتا ہے کہ ایک ایک لفظ کے وہ معارف بیان کروں جو اسکی ترکیب میں خدا تعالےٰ کے فضل سے مجھے اسوقت نظر آتے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ خطبہ اسکا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں اپنے احباب سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ بہرنمط صبر اور تقوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ممتاز کیا ہے۔ قیامت تک یہ اصول مومنین کے لئے ہوگیا ہے۔ میں اس خیال میں آج سوچتا رہا کہ صبر کے کیا معنے ہیں بہت سی باتیں حل کرنے کے لئے پیدا ہوئیں مگر میں نے ایک عرصہ دراز کے تجربہ اور غور کے بعد قرآن کریم کے حل لغات اور ادراک حقائق کے لئے حضرت امام زمان علیہ السلام کی طرز زندگی کو بہترین ذریعہ پایا ہے مجھے اس اصول سے مزا آیا ہے اور میں امام کے فضل کو اپنے لئے بے نظیر اور خطا نہ کرنے والی ڈکشنری پاتا ہوں۔ میں نے امام کی طرز زندگی ہی میں صبر کے معنے سوچے تو معلوم ہوا کہ صبر کے معنے عظیم الشان ہونے چاہیئیں اسلئے کہ نبوت کے مقامات عالیہ میں فتح باب کی کلید صبر ہی لکھا ہے۔ شہوات پر صبر کرنا مصیبتوں اور دکھوں پر صبر کرنا چھوٹی بات ہے۔ خدا کے راستباز بندے صدیق اور مامورین کی طبیعت ایسی نہیں ہوتی کہ انکو شہوات کی طرف کشاں کشاں لیجائے اور بزدل انکو صبر کرنا پڑے میرے نزدیک صبر کی حقیقت ہے بار رسالت کے اٹھانے کے لئے ہر قسم کے فتن اور ابتلا و امتحان کو بطیب خاطر سہنا اور اپنی عزت و زندگی کے لوازم بقا کی کوئی بھی پروا نہ کرنا۔ کیا اس زمانہ میں امن اور چین کی زندگی بسر نہیں ہو سکتی؟ بیشک ایسی تالیفیں ہو سکتی ہیں کہ کسی کو کچھ کہنے کا موقعہ نہ ملے کوئی نکتہ چینی اور انگشت رکھنے کی جگہ نہ ہو لکھنے والے کا قلم اسکے ماتحت ہی میں کبھی نہیں مانتا کہ وہ روح اور اسکے جذبات پر سبقت لیجاوے بڑے بڑے لوگ اعلاء کلمۃ اللہ میں ہزارہا پس و پیش دیکھتے ہیں۔ اگر کسی انجمن برائے نام حمایت اسلام کا مثلاً کوئی رافضی پریسیڈنٹ ہے تو بڑی احتیاطیں کرتے ہیں کہ مبادا کوئی کلمہ اسکے خلاف نہ نکل جائے۔ پس ایسے کور فطرت مداہن جیفہ دنیا کو پسند کرنے والے صابر کہلا سکتے متقی بن سکتے یوسف کی طرح محسود اخوان ہو سکتے سیدنا ابراہیم علیہ السلام مبطلوں کو کہہ سکتے ہیں کہ انا برآؤا منکم الآیہ۔ اسی لئے تو وہ خدا سے نصرت نہیں پا سکتے۔ یہ حقا عظیم نصرت و تائید الہی ہزاروں کا حصہ ہوتا ہے کہ وہ مداہنہ سے پاک اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسکے اعلاء کلمہ میں پہلے ہی سے یہ مان لیتے ہیں کہ پاش پاش کیوں نہ ہوں! بال بچے ذبح کئے جاویں تو بھی وہ اظہار حق سے رک نہیں سکینگے۔ اس کا بال بال پکارتا ہے کہ

> نمی باید مرا یکذرہ عزتہائے این دنیا
> منہ از بہر ما کرسی کہ ما موریم خدمت را
> ہمہ در دور این عالم امان و عافیت خواہند
> خلاف من کہ میخواہم برائے یار ذلت را

وہ دنیا اور اسکی جھوٹی عزتوں کی جہاں پرواہ نہیں کرتا وہاں اسے دنیا اور اسکی خود تراشیدہ ذلتوں کا بھی خیال نہیں ہوتا بلکہ اُس کا عمل خود بتلا دیتا ہے کہ وہ ان اشعار مذکورہ کے کہنے میں بالکل راستباز ہے اور موقوا قبل ان تموتوا پر اس کا عمل ہے یہ ایک راز الٰہی ہے کہ وہ ذبح جاوے اور اس ذلت سے

عزت اور ہلاکت سے زندگی پاجاوے مگر وہ اپنی قانات میں روح کے پورے جذب اور جوش سے ان تمام مصائب اور آلام کو اٹھانے کو بطیب خاطر طیار ہوتا ہے۔ کیا وہ گولمول تحریریں شایع نہیں کرسکتا کہ جس سے مخالفوں کو بھی خردگیری کا موقع نہ ملے اور موافق بھی خوش ہوجاویں مگر وہ اسکو پسند نہیں کرتا وہ اعلائے کلمہ اس میں نہیں دیکھتا اور ایک عارضی اور نمایشی دکھہ کی پرواہ فطرتاً نہیں کرسکتا۔ پس یہ صبر ہے خواہ کتنی ہی مصائب اور دکھ پہونچیں مگر وہ خدا تعالیٰ کی صفات کے پھیلانے اور اظہار کے لئے انکی پرواہ نہیں کرتا۔ پس وہ کامیاب ہوجاتا ہے۔ ایک طرف تو وہ یوسف کی طرح یکہ وتنہا ہے اور دوسری طرف بدخواہ حاسد بھائیوں کی ایک جماعت جنکو اپنی شوکت وطاقت پر گھمنڈ اور ناز ہوتا ہے دعوے سے نحن عصبہ کہتے ہیں۔ مگر وہ ایک کامیاب ہوجاتا ہے کیوں؟ اس کا صبر اور اتقاء اللہ تعالیٰ کی نظر میں اسکو محبوب بنا دیتا ہے اور اسکے خلاف میں کیسی ہی جماعت کیوں نہ ہو کامیاب نہیں ہوتی۔

مولوی اور پیرزادے کہلانے والے اعلاء کلمۃ اللہ کے قابل نہیں کیونکہ انکو برادری کے اصولوں سوسائٹی کے قواعد ابنائے جنس کی ملامتوں کا اندیشہ اور بڑے بڑے لوگوں کی خاطرداریاں اجازت نہیں دیتیں کہ حق کہیں وہ قوم سے کچھہ کہتے اور حکام سے منافقانہ طور پر کچھہ کہتے ہیں قوم اور اپنے مولویوں کے طبقہ میں تو مہدی کے آنے کا اعتراف کرتے اور **خونی مہدی** کا انتظار کرتے ہیں اور صلحکاری اور امن پھیلانے والے مدعی مہدی کا انکار کرتے اور کفر کا بلکہ **قتل** کا فتوی دیتے ہیں۔ لیکن گورنمنٹ کو دھوکہ دینے کے لئے چند بیگہ زمین کی خاطر چند پرچے چھپوا کر اپنی خدمات کے ذیل میں مہدی کا انکار کرتے ہیں اور دھوکہ دیکر گورنمنٹ کو ایک طرف قوم کو دوسری طرف مغالطہ میں ڈالنا چاہتے ہیں تکلف اور آرام چاہتے ہیں عزت کے خواہشمند ہوتے ہیں مگر اس جاہ طلبی اور عزت کی خواہش سے ذلت نکلتی ہے خدا کا مامور دنیا کی ذلت کی پرواہ نہیں کرتا وہ قومی خطاب کا خواہشمند نہیں۔ اُسے خدا خود خطاب دیتا ہے۔ غرض سنت اللہ اسی طرح پر چلی آئی ہے۔ وہ جو یوسف کے بدخواہ تھے اور ذلت چاہتے تھے خود ہی ذلیل ہوئے اور وہ عزیز مصر ہوگیا۔ میں بالآخر پھر اپنی جماعت کی طرف خطاب کرکے کہتا ہوں کہ اُن پر حجت پوری ہوچکی جنہوں نے تسلیم نہیں کیا انکا معاملہ خدا سے ہے مگر ہم نے تو سمجھہ لیا اور پرکھہ کر مان لیا ہے۔ ہم بڑے ذمہ دار ہیں اگر ہم خدا تعالے سے نصرت چاہتے ہیں اور ضرور چاہتے ہیں تو چاہیے کہ صابر اور متقی بنجاویں۔ اللہ تعالے صادقوں کی ذلت چاہنے والوں کو عزیز نہیں بناتا خدا تعالے مجھے اور آپ سب کو متقی اور صابر بناوے اور وہ کامیابیاں دکھلائے جو متقیوں اور صابروں کو دیجاتی ہیں۔ آمین۔

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر پانزدہم

سورۃ البقرہ رکوع (۴)

رکوع ۴ کے عام مطالب اس رکوع میں اللہ تعالے نے **انعمت علیہم** کی تفسیر شروع کی ہے اور اسکو ایک سعید اور راستباز کے قصہ کے پیرایہ میں بیان فرماتا ہے اور یہ اس لئے کہ مثال کے لباس میں ایک بات اچھی طرح سے سمجھہ میں آسکتی ہے۔ اور اس رکوع میں امور مندرجہ ذیل پر اللہ تعالے نے بحث فرمائی ہے۔

(الف) دنیا میں جب کوئی کام اللہ تعالے کیا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اسکی اطلاع ملاء اعلیٰ کے رہنے والے پاک روحوں کو جنہیں ملائکہ کہتے ہیں دیجاتی ہے۔

(ب) اللہ تعالے شروع سے انسان کی اصلاح اور تہذیب نفس کی خاطر عین ضرورت کے وقت کوئی خلیفۃ اللہ فی الارض مقرر کرتا رہا ہے جو خاص طور پر دبستان الٰہی کا ہی تعلیم یافتہ ہوتا ہے۔

(ج) خلیفۃ اللہ فی الارض کو **بسطت فی العلم** کا تاج پہنایا جاتا ہے اور اُسکے معلومات کو عظیم الشان وسعت دیجاتی ہے۔

(د) تسبیح وتقدیس الٰہی موجب ازدیاد علم ہے پس توسیع علم کے لئے ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس میں بدرجہ غایت معروف ہو۔ اور یہی راز ہے **رب زدنی علما** میں اور **بسطت فی العلم** جو خلیفۃ اللہ کو ملتی ہے اسمیں بھی یہی ستر ہے۔

(ہ) جو شخص خلیفۃ اللہ ہوکر آتا ہے نفس الامر میں وہی اس قابل ہوتا ہے کہ خلیفۃ اللہ کہلائے کیونکہ اللہ تعالے **علیم** اور **حکیم** ہے۔ اسکی صراحت دوسرے مقام پر اسطرح بیان فرمایا **واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ**۔

(و) ملائکہ اور سعید لوگ اسکے ساتھہ ہوجاتے ہیں اور اسکی اطاعت سے فائز المرام ہوتے ہیں۔

(ز) خلیفۃ اللہ کی مخالفت اور بھی مخالفت کرنے کے لئے کوئی ناپاک روح ضرور طیار ہوجاتی ہے مگر آخر کار اس جنگ میں وہ پاک روح مظفر ومنصور ہوجاتی اور **خدا تعالے** سے دور ہلاکت مجسم **روح** شقاوت کا نتیجہ پاتی اور ہلاک ہوتی ہے۔ گویا یہ ایک سنت اللہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ بھلوں اور بروں میں جنگ ہوتی ہے

(ح) پہلا گناہ جو دنیا میں پھیلا وہ تکبر سے شروع ہوتا ہے۔ متکبر انعام الٰہی کی قدر کرنے کے ناقابل ہوکر مورد انعام اللہ نہیں ہوسکتا۔

(ط) خلیفۃ اللہ کو ایک عظیم الشان جہاد اول اپنے نفس سے کرنا پڑتا ہے اور اسے **ظالم لنفسہ** ہونا پڑتا ہے۔ بدون اس کے وہ **اورثنا الکتاب** کا مصداق نہیں ہوتا۔

(ی) شیطان یا خبیث روح کبھی بھی مومن پر قابو نہیں پاسکتی۔

(ک) انسان اس زمین ہی میں مرتا اور جیتا ہے۔ آسمان پر یا کسی اور جگہ بہ این جسد العنصری نہیں جاسکتا۔

(ل) خدا تعالیٰ ہی کا فضل انسان کو بچا سکتا ہے۔

(م) ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خدا تعالیٰ کی ہدایت کا سلسلہ دنیا میں جاری ہے۔

(ن) راستباز ہمیشہ ہر میدان میں کامیاب ہونگے اور شریر مکذب ناکام ونامراد رہیں گے۔

اب ہم قرآن کریم سے اس قصہ کو بیان کرتے ہیں۔

واذ قال ربک للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا

ویسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك و نقدس لك قال انی اعلم ما لا تعلمون ٥ یعنے جبکہ تیرے رب نے بتلا دیا ملائکہ کو کہ میں الارض میں ایک خلیفہ ٹھہرانے والا (مقرر کرنے والا) ہوں تو انھوں نے یہ عرض کیا۔ (یہ عرض کرنا خلیفہ کے تقرر پر تھا کیونکہ خلیفہ کا وجود باوجود تو اصلاح خلق کے لئے اور مفسدوں۔ شریروں۔ خونریزوں کی شرارتوں کے روکنے کے لئے ہی ہوتا ہے پس ملائکہ نے اسکے مطابق عرض کیا کہ کیا تونے کسی قوم مفسد اور خونریز کو مجرم قرار دیدیا ہے تو ہم بھی اس خلیفہ اللہ کے ناصر و معین بنجاویں کیونکہ ہم بھی تو تیری تحمید و تسبیح و تقدیس ہی چاہتے ہیں پس تیرے خلیفہ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہوجائیں تو جناب باری نے فرمایا کہ اس خلیفہ کے بنانے میں اور اور حکمتیں بھی ہیں جنکی تمکو خبر تک نہیں۔

قال سے بزبان گفتن مراد نہیں قال سے یہ مراد نہیں ہے کہ زبان (جو ایک مضغہ گوشت ہے) سے ہی کہا جاوے۔ بلکہ کلام سے ہی جبتک اس کے بعد تکلیما بیان نہ ہو بزبان گفتن ضروری مراد نہیں ہوتی اسلئے قال کے معنے ہیں **بتلا دیا**۔

ربك میں نکتہ اس مقام پر اللہ تعالے نے اذ قال ربك فرمایا۔ ہوسکتا تھا کہ اذ قال الهك فرماتا۔ اصل یوں ہے کہ رب اللہ تعالی کی وہ صفت ہے جسکے تقاضا سے تمام چیزوں کی بلا امتیاز ذی روح و غیر ذی روح عرش سے لیکر فرش تک تربیت اور تکمیل ہورہی ہے۔ اور چونکہ تقدم طبعی اس صفت ربوبیت کو حاصل ہے اس لئے خدا تعالی نے اللہ جو ایک ذاتی نام ہے اسکے بجائے رب کا لفظ استعمال فرمایا جو تکوین عالم کا مقتضی ہے۔

ملائکہ ملائکہ سے مراد اگر وہ مخلوق لی جاوے جو اپنی تحمید اور تقدیس کی وجہ سے روحانیت کے اعلی مدارج طے کرچکے ہوں اور سفلی اور ارضی باتوں سے ممتاز ہو کر علوی اور آسمانی سلسلہ میں شامل ہوں تو بظاہر کوئی مشکل نہیں رہتی اس صورت میں یہ مراد ہوگی کہ الارض کے پہلے عارف باللہ لوگوں کو اللہ تعالے نے بالہام الہی یہ مژدہ سنایا کہ تم میں ایک خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ اور یہ ایک عام قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی مامور من اللہ دنیا میں نازل ہوتا ہے

اسوقت علی العموم لوگوں کو قبل از وقت اس کے آثار و اظلال کا پتہ ملتا ہے۔ رویائے صحیحہ اور مختلف ذریعوں سے آنے والے خلیفۃ اللہ کی بشارتیں ملتی ہیں۔ جیسے آفتاب نکلنے سے پہلے ہی اسکے آثار معلوم ہوجاتے ہیں۔ یہی سنت اور طریق روحانی دنیا میں جاری ہے۔ یعنے آدم علیہ السلام کے خلیفہ ہونے سے پیشتر مختلف پیرایوں میں صلحاء اور اتقیاء پر جو الارض میں رہتے تھے اسکی بعثت کی بشارت دی۔ لیکن اگر ملائکہ سے وہ نفوس قدسی مراد ہیں جو ایک دوسری قسم کی مخلوق ہے جنکو فرشتے کہا جاتا ہے تو اس صورت میں ضروری ہوگا کہ ہم ملائکہ کے ثبوت پر مختصر سی بحث کریں۔

ثبوت ملائکہ ملائکہ کے ثبوت پر ہم اس وقت کوئی طویل بحث نہ کرینگے بلکہ مختصر طور پر اسکو بیان کریں گے۔

اس بات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ نظام جسمانی میں ہم خدا تعالے کا ایک بندھا ہوا قانون دیکھتے ہیں کہ کسی نہ کسی توسط اور توسل کے ذریعہ ہم خدا تعالی کا ہر ایک فیض حاصل کرتے ہیں۔ گو یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ اس فیض کے حاصل کرنے کے لئے ہم اپنے اندر بھی قویٰ رکھتے ہیں لیکن وہ قوی بدون امداد توسط خارجی بیکار محض ہیں جیسے آنکھ اپنے اندر ایک روشنی اور نور رکھتی ہے لیکن وہ نور اور روشنی کچھ کام نہیں دے سکتی جبتک کہ آفتاب کی روشنی اسکی ممد و معاون نہ ہو۔ اسی طرح ہر کان کے اعصاب شنوائی کی ایک حس رکھتے ہیں لیکن ہوا کے بدون دوسری آوازیں ہم تک پہونچ نہیں سکتیں۔ پس جبکہ نظام اور حواس کی تکمیل کے لئے یہ قانون الہی ہے تو روحانی نظام میں تو بدرجہ اولی یہ قانون کام کر رہا ہے پس نظام روحانی اور جسمانی بالائی میں علل متوسط کا نام ملائکہ رکھا جاتا ہے اور علل متوسط کے رکھنے سے اللہ تعالے کو انسان کے معلومات کا وسیع کرنا مقصود ہے ورنہ اللہ تعالے کو اپنے مقاصد کی تکمیل میں کسی شئے کی حاجت نہیں۔

جاعل بنانے والا ہوں جیسے فرمایا جعل الظلمت والنور۔ جعل کے معنے ٹھہرانے اور مقرر کرنے کے بھی ہیں اور اعتقاد کرنے کے بھی آئے ہیں جیسے وجعلوا الملائکۃ الذین ھم عباد الرحمن اناثا۔ غرض یہاں جعل کے معنے مقرر کرنے اور ٹھہرانے کے ہیں۔

فی الارض الارض پر الف لام تخصیص کا ہے کیونکہ تسکے چلکر اسی رکوع میں جہاں ہبوط آدم علیہ السلام کا ذکر ہے وہ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ جس مقام پر آدم علیہ السلام خلیفہ بنائے گئے تھے وہ کوئی اور ملک تھا اور جہاں انکو ہجرت کرکے جانا پڑا وہ کوئی اور سرزمین تھی۔ اور اسکی توضیح اور بھی ہوجائے گی جب اس جنت کی تحقیقات ہوگی جہاں آدم علیہ السلام رکھے گئے تھے۔

خلیفہ خلیفہ کے معنے ہیں کسی قوم کے پیچھے آنے والا یا کسی قوم کو پیچھے چھوڑنے والا جیسے جعلناکم خلائف فی الارض سے ثابت ہے۔

مامور من اللہ کو بھی خلیفہ کہتے ہیں اور سلطان اعظم بھی خلیفہ کہلاتا ہے جیسے لیستخلفنھم فی الارض سے معلوم ہوتا ہے۔

خلیفہ کے لفظ سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ بین الحق والباطل فیصلہ کرے اور لوگوں کے تنازعات باہمی کو نپٹائے جیسے فرمایا یاداود انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق۔ یعنے اے داؤد ہم نے تمکو زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس لوگوں میں صحیح صحیح فیصلہ فرما۔

اور مخلوقات کو بھی کبھی خلیفہ کہتے ہیں اس لئے بعض صحابہ بھی خلیفہ کہلاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں روحانی اور جسمانی نظام کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور حکم تھے اس لئے خلیفہ کہلائے۔ انکی نسل جاری ہوئی اور قائم رہی اس لئے بھی خلیفہ تھے۔ انسے پیشتر دنیا میں بعض شریر النفس قومیں بن۔ جن۔ طم۔ رم وغیرہ آباد تھیں۔ چونکہ وہ انکے پیچھے بلحاظ زمانہ آنے والے تھے اس لئے انکو خلیفہ فرمایا۔ اس مقام پر امام کا لفظ نہیں فرمایا جسکی وجہ کچھ تو مذکورہ بالا امور پر نظر غور کرنے سے معلوم ہوسکتی ہے اور کچھ خلیفہ اور امام میں جو فرق ہے اسکو ہم اس مقام پر بیان کرینگے جہاں امام کا لفظ آیا ہے (انشاء اللہ تعالے)

فی الارض خلیفہ سے کون مراد ہے اس پر بہت بحث کی گئی ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک مخلوق انسانی مراد ہے جن میں سے [illegible]

کے نزدیک خلیفۃ اللہ فی الارض سے مراد ایک شخص واحد مراد ہے جو سیدوں کا مورث اعلی ہے اور آدم (علیہ السلام) کے نام سے موسوم ہے۔

الغرض

اللہ تعالے نے ایک خاص ملک اور سرزمین آدم علیہ السلام کو دینی اور دنیوی امور میں حکم بنانے کی اطلاع الہاماً بشارت کے طور پر ملائکۃ اللہ کو یا اس سرزمین کے صلحا و اتقیا کو دی۔

اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک۔ حضور! کیا اسکو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں خونریزیاں اور فتنہ پردازیاں کرے گا اور ہم تو جناب کی ذات کو جو جمیع صفات حسنہ کی جامع اور تمام بدیوں سے منزہ ہے پاک سمجھتے ہیں اور تیری تقدیس کرتے ہیں۔

آدم علیہ السلام کے قصے پر کسی نافہم نے بہت سے ناپاک اور گستاخانہ اعتراض کئے ہیں جن کا جواب تصدیق میں کافی طور پر دیا گیا ہے۔ اس لئے ہم ان اعتراضوں پر توجہ ہی نکریں گے بلکہ جسقدر ممکن ہے ان آیات کے ترجمہ کو ایسے طریق پر کرنے کی کوشش کرینگے کہ کوئی اعتراض وارد نہ ہو اور وہ قرآن شریف کے منشاء کے خلاف بھی نہ ہو۔

پہلی توجیہ اگر آیت کے وہ معنے کئے جاویں جو اوپر بیان کئے تو بھی کوئی اعتراض لازم نہیں آتا۔ وہ صلحاء چونکہ ایک محدود علم رکھتے تھے اس لئے وہ اتجعل فیھا بول اٹھے لیکن اللہ تعالے نے انی اعلم ما لا تعلمون کہکر انکی غلطی انپر ظاہر کی اور بوجوہات قویہ اپنی وسعت علم ثابت کی جیسا کہ آگے آئیگا۔

دوسری توجیہ چونکہ خلیفۃ اللہ کی بعثت اسوقت ہوتی ہے جب کہ دنیا میں فساد اور سفک الدم ہو یعنے جب دنیا میں خونریزیاں اور فتنہ پردازیاں ہونے لگتی ہیں ایسے وقت میں جب انھوں نے بعثت آدم علیہ السلام کی خبر سنی تو انھوں نے کہا کہ کیا دنیا میں کوئی مفسد اور خونریز ٹھہرایا گیا ہے یعنے کوئی شریر النفس قرار پاگیا ہے جسکی سرکوبی اور استیصال کے لئے آپکو کوئی مامور من اللہ ہونا ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو ہم بھی مامور من اللہ کی امداد کیلئے طیار ہوجاویں اور یہ ایک طرز کلام ہے شاہانہ دربار میں اپنی خدمات پیش کرتے وقت عموماً تنا ہی کیا کرتے ہیں۔

سرسری نظر

حالات مقدمہ

جو مقدمہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے اجلاس میں زیر دفعہ ۱۰۷ دائر ہے اور جس میں حضرت اقدس جناب مرزا صاحب اور محمد حسین بٹالوی بطور فریق ثانی ہیں عام طور پر نہایت دلچسپی سے دیکھا جاتا ہے۔ ۱۱ر جنوری ۱۸۹۹ء کو مقدمہ مذکورۃ الصدر گورداسپور میں باجلاس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب پیش ہوا۔ مرزا صاحب کی طرف سے مسٹر براون صاحب اور مولوی فضل الدین صاحب لاہور سے اور خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور سے اور مولوی شیخ علی احمد صاحب لوکل پلیڈر بطور پیروکار پیش ہوئے محمد حسین کی طرف سے بھی دو وکیل پیش ہوئے۔ جنمیں ایک صاحب بہادر لاہور سے آئے تھے اور دوسرے صاحب گورداسپور ہی کے وکیل تھے۔ مقدمہ کی روئداد ہم کسی اگلے نمبر میں شایع کرینگے۔

۱۱ر جنوری کو جناب مرزا صاحب۔ محمد حسین ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ۔ انسپکٹر پولیس گورداسپور کے بیانات ہوئے اور مقدمہ ۲۷ر جنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہوا جو بمقام دھاریوال پیش ہوگا۔

جیسا ہم نے پہلے بھی لکھا تھا کہ ہم مقدمہ کی نوعیت پر کسی قسم کی رائے ابھی دینا قبل از وقت سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم نے اس سے پیشتر ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ کے وقت بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کو اصلیت تک پہونچنے کے لئے یہ بات پیش کی تھی کہ وہ اس معاملہ پر کامل توجہ فرماویں کہ مرزا صاحب اور عام مولویوں کے درمیان بنائے مخاصمت کیا ہے؟

بہرحال ہم کو امید ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر اس معاملہ پر پوری توجہ فرماویں گے۔ ہمکو یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے کہ صاحب موصوف نہایت متانت اور غور سے کام کرتے ہیں۔

آسمانی نشان

ہمارے محترم مخدوم جناب مولوی عبدالکریم صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ جناب میر ناصر نواب صاحب دہلوی نبیرہ خواجہ میر درد صاحب مرحوم نے لیکھرام پشاوری کی پیشگوئی اور اسکے کل واقعات کو نہایت سلیس اور لطیف اردو میں نظم کیا ہے کل واقعات کا نقشہ ایسے لطیف طور پر کھینچا ہے کہ اس سے بہتر ممکن نہیں اور زبان ایسی صاف اور پاکیزہ ہے کہ اسکے متعلق مصنف کا دہلی نژاد ہونا ہی کافی شہادت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ رسالہ لڑکوں اور لڑکیوں کو پڑھایا جاوے کیونکہ اس میں خدا تعالی کی عجیب در عجیب قدرتوں اور اسرار پر بحث کی گئی ہے۔ مصنف صاحب کو اس رسالہ کے چھپوانے کے لئے تحریک کی گئی ہے۔ اس لئے ہمارے احباب جسقدر جلدیں اس رسالہ کی خریدنا چاہیں اطلاع دیں تاکہ اسی انداز کے موافق طبع ہونا شروع ہو۔ قیمت فی کاپی ۲ر ہوگی۔ تمام درخواستیں میرے نام آنی چاہییں۔

عبدالکریم سیالکوٹی حال وارد قادیان

مسیح موعود

اس نام کا ایک فارسی منظوم رسالہ مولوی نور احمد صاحب لودی ننگل نے حال میں تصنیف کیا ہے۔ جس میں بہت سی لطیف مضامین پر بحث کی گئی ہے اور نہایت ہی عمدہ اور نرالی طرز پر حضرت اقدس کے مسیح موعود ہونیکا ثبوت دیا ہے۔ جو صاحب جسقدر جلدیں خریدنا چاہیں اطلاع دیں قیمت فی جلد ہے۔ درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہییں۔

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے کرم فرما جناب خواجہ یوسف شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر کو شروع سال ہی خانبہادر کا خطاب عطا ہوا۔ خواجہ صاحب امرتسر کے مسلمانوں میں ایک سربرآوردہ رئیس ہیں اور خان بہادر شیخ غلام حسن صاحب مرحوم کے بعد انکا دم غنیمت ہے۔ خواجہ صاحب بڑی تجربہ کار اور گرم و سرد روزگار آزمودہ بزرگ ہیں۔ ہمکو بہت خوشی ہوگی اگر اب پھر میونسپلٹی میں خواجہ صاحب وائس پریزیڈنٹ قرار دیئے جاویں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پنجاب اور ہندوستان کے اُن مولویوں کی ایمانداری کا نمونہ جنہوں نے میری نسبت کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ خاصکر مولوی نذیر حسین دہلوی اُستاد شیخ ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے تقویٰ اور دیانتداری کی حقیقت اور ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کا گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو صریح جھوٹ بول کر سخت دھوکہ دینا۔ اور اُسکے گروہ کی اس قابل شرم کارروائی سے اُس میری پیشگوئی کا پورا ہونا

جو

اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں شایع کیگئی تھی

یعنے یہہ پیشگوئی کہ

جزاء سیئۃ بمثلھا وترھقھم ذلۃ مالھم من اللہ من عاصم

یعنے

فریق ظالم کو اسی قسم کی ذلت پہنچیگی جو جنسے فریق مظلوم کو پہنچائی ہو؂

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

اس بات سے تو ہم کو بہت خوشی ہوئی کہ مولوی نذیر حسین دہلوی اور عبدالجبار غزنوی اور عبدالحق غزنوی اور رشید احمد گنگوہی۔ اور دوسرے علماء اُن کے ہم مشربوں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو جسنے مہدی خونی کے آنے کی نسبت حضور گورنمنٹ عالیہ میں اپنا انکار ظاہر کیا۔ بوجہ اُسکے اس عقیدہ کے اسکو کذاب اور مفتری اور دجال اور کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج اپنے فتووں میں لکھا۔ اور اسطرح پر اُس کو ذلیل کرکے ہماری وہ پیشگوئی پوری کی۔ جو اشتہار مباہلہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں شایع کی گئی تھی۔ اور نیز اُن احادیث نبویہ کو بھی پورا کیا جو آخری زمانہ کے بارے میں ہیں۔ اور اپنے طریق عمل سے اُن کی صحت پر گواہی دیدی۔ مگر اس دوسری بات کے خیال کرنے سے ہمیں رنج بھی ہوا کہ ان لوگوں کے یہہ فتوے دیانت اور ایمانداری پر مبنی نہیں بلکہ یہود کے علماء کی طرح اپنی نفسانی اغراض اور تعصبات اور کینہ وری پر مبنی ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں کی یہی کارروائی انکے حالات باطنی پر کافی گواہ ہے جو ہمارے **استفتاء** مورخہ ۲۹ر دسمبر ۱۸۹۸ء میں ان سے ظہور میں آئی۔ ان سے یہہ فتوے طلب کیا گیا تھا کہ اُس شخص کی نسبت آپ لوگ کیا فرماتے ہیں جو اس **مہدی** کے آنے کا منکر ہو جس کی نسبت آپ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی خلیفہ ہوگا۔ اور بذریعہ لڑائیوں کے دین کو غالب کریگا تو ان مولویوں نے اپنے دلوں میں یہہ خیال کرکے کہ ایسے اعتقاد کا پابند تو یہی شخص یعنے یہہ عاجز ہے۔ محض شرارت کی راہ سے یہہ تجویز کی کہ آؤ اب بھی اس فتوے کی رو سے اسکو کافر اور دجال اور مفتری قرار دیں۔ تب فی الفور یہہ گندے اور پلید فتوے لکھ مارے۔ اور اگر اُن کو پہلے سے خبر ہوتی کہ یہہ **استفتاء** شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کے لئے لکھا گیا ہے۔ تو ہرگز یہہ فتوے نہ دیتے۔ اب اس حقیقت کو سنکر کہ وہ شخص جسکی نسبت فتوے طلب کیا گیا تھا ان کا دلی دوست محمد حسین ہے۔ جس قدر اُن کو ندامت ہوگی اُسکا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یہی علمائے دین اور حامیان شرع متین ہیں جنکی دیانت پر لوگ بھروسہ کئے بیٹھے ہیں۔ اور جنکی نسبت عوام خیال کرتے ہیں کہ وہ دین کے پیشوا اور دیندار بلکہ شیخ الکل ہیں۔ اب خدائے غیور کی غیرت نے ان سب کے پردے پھاڑ دیئے۔ خدا کے الہام میں ایک فقرہ یہہ بھی تھا کہ **شاھت الوجوہ** سو پورا ہوگیا۔

اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کی بعض خفیہ تحریریں ہمارے ہاتھ آگئی ہیں جنمیں وہ **گورنمنٹ** کے سامنے زمین لینے کی طرح سے یہہ بیان کرتا ہے کہ **جس مہدی قریشی کی لوگوں کو انتظار ہے جو اُن کے زعم میں خلیفۂ ظاہر و باطن ہوگا۔ اُس مہدی کے بارے میں جسقدر حدیثیں ہیں وہ سب موضوع اور غلط اور نادرست ہیں۔ یعنے میں ان کو نہیں مانتا۔ دیکھو محمد حسین کی فہرست انگریزی**۔ مورخہ ۴ر اکتوبر ۱۸۹۸ء جس کو ابھی محمد حسین نے **پوشیدہ** طور پر شایع کیا ہے اور **گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو یہہ جتلانا چاہتا ہے کہ میں اس مہدی کے آنیسے منکر ہوں**۔ سو محمد حسین کا یہہ وہ عقیدہ ہے **جسکے لئے مولویوں سے فتوے** طلب کیا گیا تھا۔ اور اُنہوں نے اس عقیدہ والے کو کافر اور کذاب اور دجال اور **مفتری** قرار دیا۔ اور بلا توقف اُس کی پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کیا۔ محمد حسین نے نہایت پوشیدہ طور پر یہہ اپنا عقیدہ گورنمنٹ پر ظاہر کیا تھا۔ مگر خدا نے اُسکا پردہ پھاڑا۔ یہہ شخص یعنے محمد حسین دوسرے مولویوں کو یہی کہتا رہا ہے کہ میں تمہارا ہی ہم عقیدہ ہوں۔ اور گورنمنٹ پر یہہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ میں ان حدیثوں کو نہیں مانتا۔ اور ظاہر ہے کہ دو **مختلف اور متناقض عقیدے ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتے** لہٰذا یقیناً یہی سچ ہے کہ جو عقیدہ اُسنے اب انگریزی رسالہ میں گورنمنٹ کے سامنے ظاہر کیا ہے یہی **اسکا عقیدہ ہے** سو اسکی رو سے **کفر کا فتوے اُسپر لگ گیا**۔ کیونکہ جبکہ **محمد حسین کے نزدیک وہ تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے متعلق ہیں موضوع اور غلط اور جھوٹی ہیں۔ جیسا کہ وہ بطور احسان نمائی کے گورنمنٹ برطانیہ پر ظاہر کرتا ہے۔ تو بلاشبہ اس منافق کا یہی مذہب ہے کہ ایسا مہدی ہرگز نہیں آئیگا۔ تو اس صورت میں اُن مولویوں کا یہہ فتویٰ اُسپر بلاشبہہ وارد ہوگیا کہ وہ کافر اور کذاب اور دجال اور مفتری اور دایرہ اسلام سے خارج** ہے۔ لیکن ایک قلمی تحریر جو مولوی **احمد اللہ امرتسری** سے میرے ایک دوست کو ملی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس فہرست انگریزی سے پہلے مولوی محمد حسین نے مولوی احمد اللہ کے آگے ایک تقریب پر **اشارۃً یہہ ظاہر کردیا تھا جس سے یہی معنے نکلتے تھے کہ اب میں نے اعتقاد انکار مہدی سے رجوع کرلیا ہے**٭ یہہ تحریر جو مولوی احمد اللہ صاحب سے ملی ہے ثابت کرتی ہے کہ یہہ شخص بہت ہی **فریبی** اور **دہوکہ دہ آدمی ہے**۔ کیونکہ اس رجوع کے بعد پھر اس نے **اعتقاد انکار مہدی گورنمنٹ پر ظاہر کیا**۔ اور ثابت ہوا

٭ اس جگہہ ہم رقعہ دستخطی مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کو بطور اطلاع ناظرین کے لئے ذیل میں لکھتے ہیں جسمیں مولوی احمد اللہ صاحب نے محمد حسین کے اعتقاد مہدی کی نسبت بذیل ہو کر اُس سے دریافت کیا تھا۔ وہ رقعہ یہہ ہے ” ۹ر ذیقعد ۱۳۱۵ھ کے مطابق ۵ر مئی کو میرے سامنے مولوی محمد حسین صاحب نے میری طلب صاف ظاہر کیا کہ میں حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کا معتقد ہوں (یعنے اب معتقد ہوگیا ہوں) مانتا ہوں جو وہ سوا حضرت مسیح علیہ السلام کے ہیں۔ جن کے بعد حضرت مسیح آدیں گے“ (منہ)

تمام تحریریں گورنمنٹ انگریزی کو دہوکہ دینے کے لئے اُسنے شایع کی ہیں۔ اس خیال سے کہ گورنمنٹ ایسے لوگوں کو خطرناک سمجہتی ہے جو ایسے مہدی کے آنیکا اعتقاد رکہتے ہیں۔ لیکن بلاشبہ اُسنے یہہ سخت فریب کی کارروائی کی ہے۔ اور یہہ اُن شریف اور نیک طینت انسانوں کا کام نہیں ہے جن کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے۔ ہاں ہم یہہ بہی کہتے ہیں کہ بلاشبہ سچا اور صحیح اعتقاد یہی ہے کہ ایسے مہدی کے آنے کی نسبت کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچی۔ اور جس قدر صحاح ستہ میں حدیثیں لکہی گئی ہیں اُن میں سے کوئی بہی جرح سے خالی نہیں۔ اور اگر جاہل اور بے وقوف اور خاین اور نام کے مولوی جو دیانت اور ایمانداری اور راستگوئی سے خالی ہیں۔ ایسی مرفوعہ اور مجروح حدیثوں کے رد کرنے والے اور ایسے مہدی کی نسبت کافر اور دجال اور کذاب اور مفتری ہونیکا فتویٰ دیں۔ جیسا کہ نذیر حسین اور عبدالجبار اور رشید احمد اور عبدالحق وغیرہ نے فتوے دیا تو یہہ فتوے محض بددیانتی کی راہ سے ہے۔ لیکن محمد حسین نے جس پیمانہ سے ہمیں ناپ کر دیا تہا خدا نے وہی پیمانہ اُسکی ذلت کے لئے اُسکے آگے رکہا۔ تا الہام جزاء سیئة بمثلها کامل طور پر پورا ہو جائے۔

غرض محمد حسین کو صرف یہی سزا نہیں ملی کہ اُسکے دوستوں نے ہی اُسکا نام کافر اور دجال رکہا۔ بلکہ جس تعدی اور زیادتی کے ساتہہ میری نسبت اُسنے فتوے دلائے تہے۔ اسی طرح فتویٰ دینے والوں نے اسکے ساتہہ بہی اپنے فتووں میں تعدی اور زیادتی کی۔ تا دونوں پہلو سے مثل کی شرط پوری ہو جائے جو الہام جزاء سیئة بمثلها میں پائی جاتی تہی۔

اب اِن مولویوں کے لئے جنہوں نے یہہ فتویٰ دیا کہ مہدی معہود کے انکار کرنے والا کافر اور دجال اور مفتری اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہہ ہے کہ ایک جلسہ کرکے اس جلسہ میں محمد حسین کو طلب کریں۔ پہر اگر وہ صاف طور پر اقرار کرے کہ وہ بہی اُس خونی مہدی کے آنے کا منتظر ہے جو اسلام کو تلوار کے ذریعے سے پہیلائیگا۔ تو اُسکی دستخطی تحریر لیکر چہپوا دیں۔ اور یاد رکہیں کہ وہ ہرگز ایسی تحریر نہیں دیگا اگرچہ یہہ لوگ اُسکو ذبح کر دیں۔ کیونکہ یہہ اُسکے دنیوی مقاصد کے برخلاف ہے اور اگر وہ ایسا کرے تو پہر گورنمنٹ کو کیا مونہہ دکہلاوے ؟ بہی تو وہ لکہہ چکا ہے کہ وہ تمام حدیثیں جہوٹی ہیں تو پہر اب اُنکو صحیح کیونکر بناوے۔ لہذا ممکن نہیں کہ ایسا کرے بس اگر یہ علماء جو اُسکو کافر اور دجال اور مفتری اور جہنمی ٹہرا چکے ہیں بغیر ایسی تحریر شایع کرانے کہ اُس سے اختلاط رکہیں اور حسب منشاء اپنے فتووں کے اُسکو کافر اور دجال اور کذاب اور مفتری نہ سمجہیں۔ اور اُسکی ملاقات سے پرہیز نہ کریں۔ تو پہر یہہ خود دجال اور مفتری ہیں۔ لیکن ہم نہایت نیک نیتی سے گورنمنٹ عالیہ کو اس بات کیطرف توجہہ دیتے ہیں کہ وہ محمد حسین کے چال چلن سے خبردار رہے۔ اور اُسوقت تک اُسکی حالت کو قابل اعتماد نہ سمجہے جب تک وہ اُن مولویوں سے جو ایسے خطرناک مہدی کے منتظر ہیں۔ کلی علیحدگی اختیار نہ کرے۔ گورنمنٹ عالیہ سمجہہ سکتی ہے کہ کیسا ان لوگوں کا خطرناک عقیدہ ہے۔ کہ ایسے خونی مہدی کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اور کذاب اور دجال اور مفتری نام رکہتے ہیں۔ اور میں گورنمنٹ کو یقین دلاتا ہوں کہ محمد حسین مذکور کا یہہ کہنا کہ میں ایسے مہدی کے آنیکا قایل نہیں میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجہتا۔ بالکل منافقانہ پیرایہ میں ہے۔ اور وہ انکار مہدی میں سراسر منافقانہ طریق اختیار کرتا اور گورنمنٹ کو دہوکہ دیتا ہے یہی وجہہ ہے کہ گورنمنٹ دیکہہ لیگی کہ یہہ فتوے جو **منکر مہدی** کی نسبت مولویوں نے لکہا ہے۔ یہہ محمد حسین کی نسبت ہرگز جاری نہیں کیا جاوے گا کیونکہ وہ درپردہ فی الفور اُن کو کہدے گا کہ میں اُس خونی مہدی کے آنے کا قایل ہوں۔ اور یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسقدر اختلاف کے ساتہہ کہ وہ مہدی کے آنے سے انکاری ہو اور وہ لوگ اُسکو کافر اور دجال کہیں اور مفتری اور کذاب اور جہنمی اُس کا نام رکہیں اور پہر اُن کا باہمی میل ملاقات جاری رہے۔ بجز اس صورت کے کہ درپردہ ایک ہی اعتقاد پر متفق ہوں وہ تو فتوے میں یہہ بہی لکہہ چکے ہیں کہ ایسے آدمی کے ساتہہ کہ اُس خونی مہدی کے آنے کا منتظر نہیں میل ملاقات ہرگز جایز نہیں۔ کیونکہ وہ کافر ہے۔ غرض اب اگر اسکے بعد مولوی محمد حسین کے تعلقات اُن مولویوں کے ساتہہ قایم رہے۔ اور میل ملاقات سب ترک ہو گیا۔ اور ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے۔ تب تو اس بات کو مان لیا جائیگا کہ محمد حسین کا گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں یہہ ظاہر کرنا کہ میں اُس مہدی کا آنا نہیں مانتا جو بزعم اہل حدیث خلیفہ اور بادشاہ ہو کر آئے گا۔ اور سخت لڑائیاں کریگا درست اور صحیح ہے۔ لیکن اگر محمد حسین مذکور کا میل ملاقات اُن فتوے دینے والوں سے موقوف نہوا اور بدستور باہم شیر و شکر رہے تو پہر گورنمنٹ عالیہ کو یقینی اور قطعی طور پر سمجہنا چاہیئے کہ اُن کے باہمی تعلقات قایم ہیں۔ اور یہہ سب اُس خونی مہدی کے منتظر ہیں۔

اور عام مسلمانوں کو چاہیئے کہ خدا تعالےٰ سے خوف کرکے اُن مولویوں کے ایسے چال چلن پر غور کریں کہ یہہ ان کے کشتیبان کہلاتے ہیں۔ اور سوچیں کہ کیا ایسے لوگوں کی پیروی کرکے کسی نیکی کی امید ہو سکتی ہے۔ اب ذرا فتوے ہاتہہ میں لیکر نذیر حسین کو پوچہیں کہ کیا ہم محمد حسین کو کذاب دجال مفتری کہیں۔ پہر عبدالجبار کے پاس جائیں اور اُس سے دریافت کریں کہ کیا آپکے فتوے کے مطابق محمد حسین کو ہم کافر قرار دیں؟ اور پہر عبدالحق غزنوی کو بہی اُسی جگہہ مل لیں اور اُس سے پوچہیں کہ کیا تمہارے فتوے کی رو سے ہم محمد حسین کو جہنمی اور ناری کہا کریں۔ اور پہر ذرا تکلیف اُٹہا کر اُسیجگہہ امرتسر میں مولوی احمد اللہ صاحب کے پاس جا ملیں۔ اور اُن سے دریافت کریں کہ کیا یہہ سچ ہے کہ آپ کا فتوے عبدالحق کے فتوے کے مطابق ہے؟ کیا ہم آیندہ محمد حسین کو جہنمی کہا کریں؟ اور کیا ہم آیندہ محمد حسین کی ملاقات چہوڑ دیں؟ اے مسلمانو! یقیناً سمجہو کہ یہہ وہی مولوی ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے۔ تم ان کو اسی نمونہ سے شناخت کر لوگے۔ کہ بعد اسکے جو اُنہوں نے شیخ محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو کافر اور دجال اور مفتری اور جہنمی قرار دیا۔ پہر کیا حقیقت میں اُس کو ایسا ہی سمجہتے ہیں۔ یا وہ صرف دکہلانے کے دانت تہے؟

اب میں وہ استفتاء جو ایسے شخص کے کافر اور دجال ہونے کی نسبت مولویوں نے فتوے لکہے ہیں گورنمنٹ عالیہ کے گوش گذار کرنے کے لئے ذیل میں میں لکہتا ہوں۔ تاکہ گورنمنٹ کو یاد رہے کہ یہہ لوگ ان خیالات کے آدمی ہیں فقط

الراقم
خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

(۱۰ جنوری ۱۸۹۹ء)

(اسکے بعد وہ فتوے درج کیا ہے جسکو ہم پچہلے نمبر میں درج اخبار کر چکے ہیں۔ ایڈیٹر)

پس اگر ہم محمد حسین کی طرح یہہ اعتقاد رکہیں [illegible] صرف پولٹیکل طور پر اور ظاہری مصلحت کی لحاظ سے یعنے منافقانہ طور پر انگریزوں کے مطیع ہیں۔ ورنہ دل ہمارے سلطان کے ساتھ ہیں کہ وہ خلیفہ اسلام اور دینی پیشوا ہے۔ اُسکے خلیفہ ہونے کے انکار سے اور اُس کی نافرمانی سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ تو اس اعتقاد سے بلاشبہہ ہم گورنمنٹ انگریزی کے چہپے باغی۔ اور خدا تعالےٰ کے نافرمان ٹھہرینگے۔ تعجب ہے کہ گورنمنٹ ان باتوں کی تہہ تک کیوں نہیں پہنچتی۔ اور ایسے منافق پر کیوں اعتبار کیا جاتا ہے؟ کہ جو گورنمنٹ کو کچھہ کہتا ہے اور مسلمانوں کے کانوں میں کچھہ پہونکتا ہے۔ میں گورنمنٹ عالیہ کی خدمتمیں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ غور سے اُس شخص کے حالات پر نظر کرے۔ کہ یہہ کیسے منافقانہ طریقوں پر چل رہا ہے۔ اور جن باغیانہ خیالات میں آپ مبتلا ہے۔ وہ میری طرف منسوب کرتا ہے۔

بالآخر یہہ بہی لکہنا ضروری ہے کہ جسقدر اس شخص نے مجہہ گندی گالیاں دیں اور محمد بخش جعفر زٹلی سے دلائیں اور طرح طرح کے افترا سے میری ذلت کی۔ اس میں میری فریاد جناب الٰہی میں ہے۔ جو دلوں کے خیالات کو جانتا ہے۔ اور جسکے ہاتھ میں ہر ایک کا انصاف ہے میں خدا سے یہی چاہتا ہوں کہ جس قسم کی میری ذلت جہوٹے بہتانوں سے اس شخص نے کی۔ یہانتک کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں مجہے باغی ٹھہرانے کے لئے خلاف واقعہ باتیں بیان کیں۔ وہی ذلت اُس کو پیش آوے۔ میرا یہہ ہرگز مدعا نہیں ہے کہ بجز طریق جزاء سیئة بمثلہا کے کسی اور ذلت میں یہہ مبتلا ہو۔ بلکہ میں مظلوم ہونے کی حالت میں یہی چاہتا ہوں کہ جو کچھہ میرے لئے اُسنے ذلت کے سامان کئیے ہیں۔ اگر میں اُن تہمتوں سے پاک ہوں تو وہ ذلتیں اُس کو پیش آویں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہہ گورنمنٹ بہت حلیم اور حتے المقدور بہت چشم پوشی کرنے والی ہے۔ لیکن اگر میں بقول محمد حسین باغی ہوں یا جیسا کہ میں نے معلوم کیا ہے خود محمد حسین کے ہی باغیانہ خیالات ہیں۔ تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کامل تحقیقات کرکے جو شخص ہم دونوں میں سے درحقیقت مجرم ہے اُس کو قرار واقعی سزا دے تا ملک میں ایسی بدی پہیلنے نہ پاوے۔

حفظ امن کے لئے نہایت سہل طریق یہی ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے نامی مولویوں سے دریافت کیا جائے کہ یہہ شخص جو اُن کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ کہلاتا ہے اسکے کیا اعتقاد ہیں؟ اور کیا جو کچھہ یہہ گورنمنٹ کو اپنے اعتقاد بتلاتا ہے اپنے گروہ کے مولویوں پر بہی ظاہر کرتا ہے؟ کیونکہ ضرور ہے کہ جن مولویوں کا یہہ سرگروہ اور ایڈووکیٹ ہے اُنکے اعتقاد بہی یہی ہوں جو سرگروہ کے ہیں۔

بالآخر ایک اور ضروری امر گورنمنٹ کی توجہہ کے لئے یہہ ہے کہ محمد حسین نے اپنی اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ نمبر ۳ صفحہ ۹۵ میں میری نسبت اپنے گروہ کو اُکسایا ہے کہ یہہ شخص واجب القتل ہے پس جبکہ ایک قوم کا سرگروہ میری نسبت واجب القتل ہونے کا فتوٰی* دیتا ہے تو مجہے گورنمنٹ عالیہ کی انصاف سے امید ہے کہ جو کچھہ ایسے شخص کی نسبت قانونی سلوک ہونا چاہئیے۔ وہ بلا توقف ظہور میں آوے۔ تا اُسکے معتقد ثواب حاصل کرنے کے لئے اقدام قتل کے منصوبے نکریں۔

۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء

راقم خاکسار مرزا غلام احمد
از قادیان

نوٹ*: محمد حسین نے اس قتل کے فتوے کے وقت یہہ جہوٹا الزام میری پر لگایا ہی کہ گویا میں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے اسلئے میں قتل کرنے کے لایق ہوں مگر یہہ سراسر محمد حسین کا افترا ہے جبحالت میں مجہہ دعوے ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے مجہے مشابہت ہے تو ہر ایک شخص سمجہہ سکتا ہے کہ میں اگر نعوذ باللہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو برا کہتا تو اپنی مشابہت اُن سے کیوں بتلاتا؟ اس سے تو خود میرا برا ہونا لازم آتا ہے منہ

دلچسپ چٹہیاں
(نمبر ۹)
ایک شیعہ سے خط و کتابت
سوال اول

معنی اہلسنت والجماعت کیا ہیں۔ یہہ کب سے اختراع ہوا؟ جناب خاتم الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام بہی اہل سنت والجماعت تہے۔ یا آنحضرت صلعم سے اس کی تصدیق پر کچھہ وارد ہوا ہے؟

جواب

اہلسنت والجماعت کا کلمہ چند الفاظ کا مجموعہ ہے جسمیں پہلے اہل کا لفظ ہے۔ یہہ لفظ اہلبیت میں بہی موجود ہے۔ لیس ضرور ہے کہ ایک شیعہ انسان اس لفظ کو خوب جانتا ہوگا بہرحال اسکے معنے ہیں صاحب۔ اور والا۔ اہلبیت کے معنے گہر والا۔ صاحب خانہ۔ پس اہل کے معنے معلوم ہوئے کہ صاحب اور والا کے ہیں۔ دوسرا السنۃ کا لفظ ہے۔ السنۃ السیرۃ والطبیعۃ ومن اللہ حکمہ وامرہ ونہیہ (قاموس اللغۃ)
کلینی کے اصول صفحہ ۴۳ و صفحہ ۳۵۔

علی عن محمد بن عیسےٰ عن یونس عن حماد عن ابی عبد اللہ (جعفر صادق) علیہ السلام قال سمعتہ یقول ما من شیٔ الا وفیہ کتاب او سنتہ۔ (۵۱)

عن سماعۃ عن ابی الحسن موسیٰ علیہ السلام قال قلت ا کل شیٔ فی کتاب اللہ او سنتہ نبیہ آگے لکہے (کلینی صفحہ ۴۰) میں ہے عن امیر المومنین علی علیہ السلام۔ السنۃ سنتان سنۃ فی فریضۃ الاخذ بہا ہدےٰ وسنۃ فی غیر فریضۃ الاخذ بہا فضیلۃ وترکہا الیٰ غیر خطیئۃ

تیسرا لفظ السنۃ میں ال ہے جو عہد کا ہے۔ جس کے باعث السنۃ کے معنے سنت اللہ بلکہ سنت النبی کے ہوئے۔ چوتہا لفظ واو ہے (اہل السنت والجماعۃ)۔ اسکے معنے ہیں اور۔ پانچواں لفظ الجماعۃ ہے۔ جماعۃ کے معنے گروہ اور اکٹہے لوگوں کے ہیں۔ یہہ لفظ جماعۃ کا قرآن کی اس آیت میں ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا [illegible]

(باقی آئندہ)

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر * نہ رہے کوئی لاولد مضطر * اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر * لعل دُر یتیم سے بڑھکر

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار بشارت: ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسنادِ بے شمار سے کماحقہ اطمینان کر سکتے ہیں * اور گنہگار جو فروش اشتہاریوں کے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت: شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جسکو اسیر ہی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوا لے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و ہرمانہ لو۔ صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی۔ عام مبارکباد دی ہے۔

اس خادم الاطباء کو ۲۸ سالہ طبی تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولودہ و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار کرا دیا تو دینی ہوگی۔ گر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر بعہد دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیگر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جاوے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) زر تصفیہ شدہ دونوں معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پاوے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو چالکہ شرطیہ لکھا لیجئے۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرارداد قبول فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے بھو۔ ہے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ یہ گوہر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں سے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں گمنام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوا لیجئے۔ جن بانو سینوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ انکی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ لفافہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود ترکیبہ مندرجہ سے مستثنے ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم	نمبر	نام مرض	رقم	نمبر	نام مرض	رقم
			۱۰	قولنج دوری				
۱	جس کے اولاد نہ ہو	[illegible]	۱۱	سوزاک	[illegible]	۱۳	لقوہ	[illegible]
۲	جس کی اولاد چھوٹی مرجاوے	[illegible]	۱۲	سرعت	[illegible]	۱۴	بھگندر	[illegible]
۳	جس کے لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہوں	[illegible]	۱۳	جریان	[illegible]	۱۵	ناسور	[illegible]
۴	جس کا حمل ۶ و ۸ ماہ گر جاوے	[illegible]	۱۴	غلط کاری	[illegible]	۱۶	بواسیر خونی و بادی	[illegible]
۵	کمزوری	[illegible]	۱۵	تھنیا	[illegible]	۱۷	ادھرنگ	[illegible]
۶	مرگی	[illegible]	۱۶	سفیدی آنکھ	[illegible]	۱۸	ضیق النفس	[illegible]
۷	تپ دق	[illegible]	۱۷	ضعف بصر	[illegible]	۱۹	آتشک	[illegible] (۲۰) پیچش [illegible] (۲۱) آتشک کلی [illegible]
۸	ضعف باہ	[illegible]	۱۸	سبل	[illegible]	(۲۲)	نل رتنا [illegible] (۲۳) طول عوض علق [illegible] (۲۴) خضاب سیاہ [illegible]	
۹	ضعف جگر	[illegible]				(۲۵)	نزلہ و زکام [illegible] (۲۶) استسقا و ورم [illegible]	
						(۲۷)	سپید برص مجرب [illegible] مرسام [illegible]	

المشتہر شیخ حکیم نظام الدین حکیم امرتسر ڈیوڑھی گرمون شفاخانہ یونانی

میمیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ دالیان ریاست۔ اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ سے۔ خالص میرہ فی ماشہ عـــہ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

ا۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھہ کا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ بعبارت دیگر جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے
راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگلے صاحب بہادر۔ ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ یعنے ایک دوکاندار مسمی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے۔ بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان بلکہ ثواب کا کام کیا ہے لہذا بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈہ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھہ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔
دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان
۶ مارچ ۱۸۹۸ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کی الائنس بنک میں مارچ ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

ایڈیٹر و پرنٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۲ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جن سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب سے کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں عصمت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجادیں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو مؤید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ ۴ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو سہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے اور ہم ہفتہ وار اشاعت اور چھاپکر مفت تقسیم کردیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیجاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟
مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازاربند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی۔ ۱۵/ ۸/ سے لیکر ۱۰/ روپیہ تک۔ پراندے ۴/ سے لیکر ۱۰/ روپیہ تک۔ سیج بند ۱/ روپیہ سے لیکر ۲۰/ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈمے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر تمام پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہ بخش علاقہ بند
احمدی کمپنی
کٹڑہ باگھ سنگھ۔ ہاتھی دروازہ امرتسر۔ پنجاب

حکمت جواہرات سے بہتر ہے (سلیمانؑ)

ایمان والو! اللہ سے ڈرو! اور صادقوں کے ساتھ ہو (القرآن)

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ رہیں۔ (النبی الامی فداہ ابی وامی)

بدبختی مفلسی اور گناہ کا ماخذ شراب ہے (خلیفہ عمرؓ)

شراب انسان کو شیطان کے ساتھ ملانے کا رستہ ہے (با وازید)

خدا نے ہم کو ایسی طاقتیں دی ہیں جنکے ذریعے سے ہم کامل خوشی کے چشموں تک پہنچ سکتے ہیں۔ (جیفرسن)

امغت یہہ ہے کہ باطن ظاہر کے خلاف نہو۔ طمع فقر ہے۔ اور بیغرضی غنا۔ (خلیفہ عمرؓ)

خوش رہنے کے دو طریق ہیں۔ یا وسایل آمدنی کو وسیع کرو۔ یا اخراجات کم (فرنیکلن)

حضرت داؤد سے ایک شخص نے پوچھا کہ کون شخص سب سے زیادہ بہشت کا مستحق ہے۔ آپ نے فرمایا جو سچ بولتا ہے۔

جب کسی معاملہ میں اپنی غرض ہوتی ہے یا دوسرے کی رعایت منظور ہوتی ہے تو سچائی کا خون ہو جاتا ہے۔

اگر دعا نہوتی تو کوئی انسان خداشناسی کے بارہ میں **حق الیقین** تک نہ پہنچ سکتا۔ دعا سے الہام ملتا ہے۔ دعا سے ہم خدا تعالے سے کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص۔ اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ **زندہ خدا** اُسپر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے (جناب میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود)

خدا سے صلح کرو۔ سچی پرہیزگاری سے کام لو۔ آسمان اپنے غیر معمولی حوادث ہو ڈرا رہا ہے۔ زمین ہمیدہ پونے اندازکر رہی ہے۔ مبارک وہ

ڈایری حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

تتمہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء۔ بقیہ تقریر حضرت اقدس سلمہ اللہ

(سوال مولوی قطب الدین) اور روح کا جو تعلق قبور سے بتلایا گیا ہے۔ اُسکی اصلیت کیا ہے؟

(**جواب از امام الزمان**) اصل بات یہہ ہے کہ جو کچھ ارواح کے تعلق قبور کے متعلق احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ ہاں یہہ دوسرا امر ہے کہ اُس تعلق کی کیفیت اور کنہہ کیا ہے؟ جس کے معلوم کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ البتہ یہہ ہمارا فرض ہوسکتا ہے کہ ہم ثابت کر دیں کہ اس قسم کا تعلق قبور کے ساتھ ارواح کا ہوتا ہے۔ اور اسمیں کوئی محال عقلی لازم نہیں آتا۔

اور اسکے لیئے ہم اللہ تعالےٰ کے قانون قدرت میں ایک نظیر پاتے ہیں۔ درحقیقت یہہ امر اسی قسم کا ہے۔ جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض امور کی سچائی اور حقیقت صرف زبان ہی سے معلوم ہوتی ہے۔ اور اسکو ذرا وسیع کرکے ہم یوں کہتے ہیں کہ **حقایق الاشیاء** کے معلوم کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے مختلف طریقے رکھے ہیں۔ بعض خواص آنکھہ کے ذریعے معلوم ہوتے ہیں۔ اور بعض صداقتوں کا پتہ صرف کان لگاتا ہے۔ اور بعض ایسی ہیں کہ حس مشترک ہی اُن کا سُراغ چلاتا ہے۔ اور کتنی ہی سچائیاں ہیں کہ وہ مرکز قوت اپنے دل سے معلوم ہوتی ہیں۔ غرض اللہ تعالےٰ نے صداقت کے معلوم کرنے کے لئے مختلف طرق اور ذریعے رکھے ہیں۔ مثلاً **مصری** کی ایک ڈلی کو اگر کان پر رکھیں تو وہ اسکا مزہ معلوم نہ کر سکینگے اور نہ اُسکے رنگ کو بتلا سکینگے۔ ایسا ہی اگر آنکھہ کے سامنے کرینگے تو وہ اُسکے ذائقہ کے متعلق کچھہ نہ کہہ سکیگی۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ **حقایق الاشیاء** کے معلوم کرنیکے لئے مختلف قوے اور طاقتیں ہیں۔ اب آنکھہ کے متعلق اگر کسی چیز کا ذائقہ معلوم کرنا ہو اور وہ آنکھہ کے سامنے پیش ہو تو کیا ہم یہہ کہینگے کہ اس چیز میں کوئی ذائقہ ہی نہیں۔ یا آواز نکلتی ہو۔ اور کان بند کرکے زبان سے وہ کام لینا چاہیں تو کب ممکن ہے۔ آجکل کے فلسفی مزاج لوگوں کو یہہ بڑا دہوکہ لگا ہوا ہے کہ وہ اپنے عدم علم کی وجہہ سے کسی صداقت کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔ روزمرہ کے کاموں میں دیکھا جاتا ہے کہ سب کام ایک شخص نہیں کرتا بلکہ جداگانہ خدمتیں مقرر ہیں۔ سقہ پانی لاتا ہے۔ دہوبی کپڑے صاف کرتا ہے۔ باورچی کھانا پکاتا ہے غرضکہ **تقسیم محنت** کا سلسلہ ہم انسان کے خود ساختہ نظام میں پاتے ہیں پس اس اصل کو یاد رکھو کہ **مختلف** قوتوں کے کام ہیں۔ انسان بڑے قوے لیکر آیا ہے۔ اور طرح طرح خدمتیں اُسکی تکمیل کے لئے ہر ایک قوۃ کے سپرد ہیں۔ نادان فلسفی ہر بات کا فیصلہ اپنی عقل خام سے چاہتا ہے۔ حالانکہ یہہ بات غلط محض ہے۔ تاریخی امور تو تاریخ ہی سے ثابت ہونگے۔ اور خواص الاشیاء کا تجربہ بدون تجربہ صحیحہ کیونکر لگ سکیگا۔ امور قیاسیہ کا پتہ عقل دیگی۔ اسیطرح متفرق طور پر الگ الگ ذرائع ہیں۔ انسان دہوکہ میں مبتلا ہوکر **حقایق الاشیاء** کے معلوم کرنے سے تب ہی محروم ہو جاتا ہے۔ جبکہ وہ ایک ہی چیز کو مختلف امور کی تکمیل کا ذریعہ قرار دے لیتا ہے۔ میں اس اصول کی صداقت پر زیادہ کہنا ضروری نہیں سمجہتا۔ کیونکہ ذرا سے فکر سے یہہ بات خوب سمجہ میں آجاتی ہے۔ اور روزمرہ ہم ان باتوں کی سچائی کو دیکھتے ہیں پس جب روح جسم سے مفارقت کرتی ہے یا تعلق پکڑتا ہے تو ان باتوں کا فیصلہ عقل سے نہیں ہوسکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو **فلسفی** اور حکماء ضلالت میں مبتلا نہوتے۔ اسیطرح قبور کے ساتھ جو تعلق ارواح کا ہوتا ہے یہہ ایک صداقت تو ہے مگر اسکا پتہ دینا اس آنکھہ کا کام نہیں یہہ **کشفی آنکھہ** کا کام ہے کہ وہ دکہلاتی ہے۔ اگر محض عقل سے اس کا پتہ لگانا چاہو تو کوئی عقل کا پتلا اتنا ہی تبلائے کہ روح کا وجود بہی ہے یا نہیں؟ ہزار اختلاف اس مسئلہ پر موجود ہیں اور ہزار ہا فلاسفر دہریہ مزاج موجود ہیں جو منکر ہیں۔ اگر نری عقل کا یہہ کام تہا تو پہر اختلاف کا کیا کام؟ کیونکہ جب آنکھہ کا کام دیکہنا ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ زید کی آنکھہ تو **سفید چیز** کو دیکھے اور بکر کی ویسی ہی آنکھہ اُس **سفید چیز** کا ذائقہ بتلاوے۔ میرا مطلب یہہ ہے کہ نری عقل روح کا وجود بہی یقینی طور پر نہیں بتلا سکتی۔ چہ جائیکہ اُس کی کیفیت اور تعلقات کا علم پیدا کر سکے۔ فلاسفر تو روح کو ایک سبز لکڑی کی طرح مانتے ہیں اور روح فی الخارج اُن کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں۔ یہہ **تفاسیر** روح کے وجود اور اُسکے تعلق وغیرہ کی **چشمہ نبوت** سے ملی ہیں۔ اور نرے عقل والے تو دعویٰ ہی نہیں کرسکتے۔ اگر کہو کہ بعض فلاسفروں نے کچھہ لکھا ہے تو یاد رکھو کہ اُنہوں نے منقولی طور پر **چشمہ نبوت** سے کچھہ لیکر کہا ہے۔ پس جب یہہ بات ثابت ہوگئی کہ روح کے متعلق علوم چشمۂ نبوت ہی سے ملتے ہیں

تو یہ امر کہ ارواح کا قبور کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ اُسی چشم سے دیکھنا چاہئیے اور کشفی آنکھ نے بتلایا ہے کہ اس تودہ خاک سے روح کا ایک تعلق ہوتا ہے اور السلام علیکم یا اھل القبور کہنے سے جواب ملتا ہے۔ پس جو آدمی اُن قوٰی سے کام لے جن سے کشف قبور ہو سکتا ہے وہ اُن تعلقات کو دیکھ سکتا ہے۔

ہم ایک بات مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ ایک نمک کی ڈلی اور ایک مصری کی ڈلی رکھی ہو۔ اب عقل محض اُن پر کیا فتوے دے سکیگی۔ ہاں! اگر اُن کو چکھینگے تو دو جداگانہ مزوں سے معلوم ہو جاویگا کہ یہ نمک ہے اور وہ مصری ہے لیکن اگر حس لسان ہی نہیں تو نمکین اور شیرین کا فیصلہ کوئی کیا کریگا؟ پس ہمارا کام صرف دلایل سے سمجھا دینا ہے آفتاب کے چڑھنے میں جیسے ایک اندھے کے انکار سے فرق نہیں آسکتا اور ایک مسلوب القوٰی کے طریق استدلال سے فائدہ نہ اُٹھا لینے سے اُس کا ابطال نہیں ہو سکتا اسی طرح پر اگر کوئی شخص کشفی آنکھ نہیں رکھتا تو وہ اُس تعلق ارواح کو کیونکر دیکھ سکتا ہے؟ پس اُسکے انکار سے محض اسلئے کہ وہ دیکھ نہیں سکتا۔ اُسکا انکار جایز نہیں ہے۔ ایسی باتوں کا پتہ نری عقل اور قیاس سے کچھ نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ! اسیلئے انسان کو مختلف قوٰے دیئے ہیں۔ اگر ایک ہی سب کام دیتا تو پھر اسقدر قوٰے کے عطا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بعض کا تعلق آنکھ سے ہے اور بعض کا کان سے۔ بعض زبان سے متعلق ہیں۔ اور بعض ناک سے۔ مختلف قسم کی حسّیں انسان رکھتا ہے۔ قبور کے ساتھ تعلق ارواح کے دیکھنے کے لئے کشفی قوت اور حس کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے تو وہ غلط کہتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک کثیر تعداد کروڑہا اولیاء وصلحاء کا سلسلہ دنیا میں گذر چکا ہے اور مجاہدات کرنے والے بیشمار لوگ ہو گذرے ہیں۔ اور وہ سب اس امر کی زندہ شہادت ہیں۔ گو اُسکی ہمیت اور تعلقات کی وجہ عقلی طور پر ہم معلوم کر سکیں یا نہ۔ مگر نفس تعلق سے انکار نہیں ہو سکتا۔ غرض کشفی دلایل ان ساری باتوں کا فیصلہ کئے دیتے ہیں کان اگر دیکھ نہ سکیں تو اُن کا کیا قصور ہے؟ وہ اور قوت کا کام ہے ہم اپنے ذاتی تجربہ سے گواہ ہیں کہ روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ انسان میت سے کلام کر سکتا ہے۔ روح کا تعلق آسمان سے بھی ہوتا ہے جہاں اُسکے لئے ایک مقام ملتا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں میں بھی اسکی گواہی موجود ہے یہ مسئلہ عام طور پر مسلم مسئلہ ہے بجز اُس فرقہ کے جو نفی تعلقِ روح کرتا ہے۔ اور یہ امر کہ کس جگہ تعلق ہے؟ کشفی قوت خود ہی بتلا دیگی۔ جیسا کہ جیولوجسٹ (عالم علم طبقات الارض) بتلا دیتے ہیں کہ یہاں فلاں دھات ہے۔ اور وہاں فلاں کان ہے۔ دیکھو ان میں یہ ایک قوت ہوتی ہے جو ان امور کو بتلا دیتی ہے پس یہ بات ایک سچی بات ہے کہ ارواح کا تعلق قبور سے ضرور ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اہل کشف توجہ سے میت کے ساتھ کلام بھی کر سکتے ہیں۔ اور اوہام اور اعتراضوں کا سلسلہ تو ایسا لمبا ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔

دلچسپ چٹھیاں

ایک شیعہ سنی خط و کتابت

(نمبر ۱)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور اہلبیت میں سے اس لفظ کے متعلق ابن عباسؓ سے یوں مروی ہے عن بن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من رای من امرہ شیئا یکرمہ فلیصبر علیہ فانہ من فارق الجماعۃ شبرا فمات الامات میتۃ جاھلیۃ دیکھو قسطلانی جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۳۔

وعن مسروق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایحل دم امرء مسلم یشھد ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ الا باحدی ثلاث النفس بالنفس والثیب الزانی والمارق من الدین التارک للجماعۃ

ان احادیث صحیحہ سے صاف معلوم ہوتا ہے جو شخص سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع اور آپ کے قوانین کا پابند ہو اور وہ اس جماعت کا ساتھ دیوے جسکی نسبت اللہ کریم نے فرمایا ہے فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ وہ اہلسنت والجماعۃ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی چونکہ اپنے پاک اقوال پر عمل کرنے والے تھے۔ اور سنت الہیہ کے سچے پابند تھے (جنکا ذکر سنۃ اللہ میں ہے) اور ایک عظیم الشان جماعت مومنین ومسلمین کے پاک سردار تھے۔ اور وہ جماعت آپکی بھی وہ جماعت تھی جسکا ذکر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جلشانہ نے فرمایا ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم الی الآخرۃ۔

پس جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اہلسنت والجماعۃ تھے اور ضرور تھے۔ اور اُسدن سے تھے جس دن سے السنۃ کے اہل اور انکی جماعت کے سردار ہوئے۔ یعنی صاحب ہوئے۔ بات مشکل ہے تو اُس قوم کو ہے جس نے اپنا نام خلاف قرآن اور حدیث کے شیعہ رکھ لیا ہے کیونکہ اگرچہ یہ لفظ قرآن کریم میں کہیں اچھے معنوں میں آیا ہے۔ جیسے وان من شیعتہ لابراھیم میں۔ مگر اچھے معنوں میں نہیں آیا۔ غور کرو۔ اللہ کریم فرماتا ہے ثم لننزعن من کل شیعۃ ایھم اشد علی الرحمن عتیا۔ اور فرماتا ہے ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شیء اور پھر فرماتا ہے ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا

پس اس پاک لفظ کو چھوڑ کر جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ جہاں فرمایا سماکم المسلمین کوئی اور لفظ اپنے لئے مقرر کر لینا جسکا ثبوت اہل اسلام کے لئے قرآن میں موجود نہیں۔ نہ تصریحاً نہ کنایتہً۔ اور پھر کسی دوسرے پر اعتراض کرنا کیسی غلطی ہے پس خواہ مخواہ وقت کو ضایع مت کرو۔

سوال دوم

خلافت جناب رسالتمآب امور دینی سے ہے یا دنیوی سے ہے؟

جواب

انبیاء علیہم السلام ہمارے دنیا و دین دونوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں تشریف لاتے ہیں۔ اور آپ کے جانشین خلیفۃ الرسول بھی رضوان اللہ علیھم چونکہ اُس پاک جماعت کے قایم مقام ہوتے ہیں اسلئے وہ بھی ہمارے دین و دنیا دونوں کی اصلاح فرمایا کرتے ہیں اللہ کریم فرماتا ہے

انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا۔ مگر حیرت ہے کہ اس سوال کا فائدہ کیا ہوا؟

سوال سوم

احادیث ذیل میں علماء اہل السنن کی کیا مراد ہے۔ حدیث الثقلین حدیث سفینہ۔ حدیث من کنت مولاہ۔ حدیث منزلتہ حدیث الثقلین میں تمسک و حدیث سفینہ سے کیا یہی مراد ہے کہ اصول و فروع میں انکی افعال کہیں حجت نہ سمجھے جائیں سوائے ان کے خاص علی مرتضیٰ کے لئے انا مدینۃ العلم وعلی بابھا ارشاد فیض بنیاد جناب پیغمبر صلعم ہے باوجود اسکے ان کے اقوال بالاتمول راوی غیر معتبر سمجھے گئے ہیں کیا باعث ہے؟

جواب

علمائے سنن نے صحابہ کرام اور تابعین عظام اور تبع تابعین علیہم الرضوان

و اسلام اور ائمہ اربع ابوحنیفہ ۔ مالک ۔ شافعی ۔ احمد حنبل ۔ اور امام بخاری مسلم و امثالہم ۔ ان علماء سنت کے اعداء البیت حدیث و فقہ میں جیسے غور کی ہے تو کہیں نہیں پایا کہ انہوں نے ان الفاظ سے کسی حدیث کو معنون کیا ہو ۔ فقہ اکبر امام [illegible] رحمۃ اللہ علیہ ۔ موطا امام مالک رحمۃ اللہ کی مسند امام [illegible] کی مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ ۔ بلکہ کتب امام ابو یوسف [illegible] موجود ہیں ۔ صحیح بخاری اور مسلم ہمارے پاس موجود ہیں ۔ پہر فقہ میں ہدایہ کتاب الروض موجود ہیں ۔ انہیں بہی نہیں ۔ پہر اسکا کیونکر جواب دیا جاوے کیونکہ جب آپ کے اصول سوال نادارد ہیں تو فروع پر کیا بحث کیجاوے

ثقلین کا لفظ قرآن کریم میں موجود ہے جیسے سورہ رحمن میں آیا ہے ایھا الثقلان ۔ مگر وہاں جن اور انس مراد ہے ۔ اور وہ دونوں علی العموم متسک کئے جاتے نہیں ۔ بعض احادیث میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو بہی ثقلین فرمایا ہے ۔ مگر جیسے گذرا ۔ اہل السنۃ قرآن اور حدیث کو بصدق دل مانتے ہیں ۔ اگر ثقلین کے کوئی اور معنے ہیں تو گول مول بات کہنا مناسب نہیں کہول کر سنایا ہے ۔ بعض اہل تشیع ثقلین میں اہلبیت کو شامل کرتے ہیں ۔ مگر اہل السنۃ کو اس سے کیا رنج ہے ۔ تمام اہلبیت اہل السنۃ والجماعۃ کے نور بصر ہیں مشکل ہے تو اہل شیعہ کو ۔ کیونکہ وہ اہلبیت سے کہلی عداوت رکہتے ہیں ۔ غور کریں اہلبیت رسول اللہ میں بیبیاں امہات المومنین اصل طور پر شامل ہیں ۔ مگر ان کی ادب میں جو کچھ خصوصاً عائشہ صدیقہ و حفصہ کے حق میں شیعوں کا اعتقاد ہے ناگفتہ بہ ہے

محمد بن حنیفہ یحییٰ بن زید بن علی ۔ ابراہیم بن موسے کاظم حسن بن حسن مثنے ۔ عبداللہ بن حسن ۔ محمد ملقب بنفس زکیہ ۔ ابراہیم بن عبداللہ ۔ زکریا بن محمد باقر ۔ محمد بن عبداللہ بن الحسین بن الحسن محمد بن قاسم بن حسن ۔ یحییٰ بن عمر ۔ ان سب بزرگان اہلبیت میں کاذب دعاوی امامت اور جہوٹا یقین کرتے ہیں ۔ یہ غرت ثقلین ہے ۔ پس اس تمام کشتی میں کیسے سوار ہیں ؟

عباسی خلفائے اہلبیت سے ہیں انکو بڑا کہتے ہیں ۔

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ کو دعوے امامت میں صادق نہیں جانتے ۔

جناب صادق علیہ السلام کی تمام اولاد کو اپنے دعاوی میں سچا نہیں مانتے

ایسا ہی سفینہ سے مراد اگر اہلبیت کرام ہیں ۔ تو اہل سنت بوجہ احسن اس کشتی میں سوار ہیں ۔ کسی ایک کو اہل بیت سے برا نہیں جانتے ۔ بیبیاں ہوں یا عباسی اولاد علی ہوں یا اولاد عثمان رضی اللہ عنہ ۔ جناب علی المرتضےٰ داماد سرور انبیاء تو اہل السنۃ کے نزدیک وہ شخص ہیں ۔ جنکی محبت کو وہ ایمان الیقین جانتے ہیں ۔ ان کے باب العلم ہونے میں اہل السنن کو کیا تامل ہو سکتا ہے ۔ تمام کتب احادیث ان کے اقوال اور روایات سے پر ہیں ۔ اور انتخاب اہل السنۃ برابر علوم نبویہ لیتے ہیں اگر کلمہ حصر آئمہ کوئی نہیں ۔ اور نہ ایسے معنے اپنا صحیح ہیں کیونکہ اگر حضرت علی رضی اللہ ہی باب ہوں تو تمام وہ مسایل جو ان کے علاوہ ائمہ اہلبیت سے کتب احادیث سنیہ و شیعہ میں موجود ہیں ۔ باطل ہوتی ہیں ۔ علی مرتضے رضی اللہ کے اقوال اگر ان کی جناب سے ثابت ہو جاویں تو کسی راوی کے قول کی ہرگز حاجت نہیں ۔ اور یہہ غلط ہے کہ آنجناب کی روایت بدون سنتوں راوی غیر معتبر ہے ۔

سوال چہارم

دلایل النصوص استحقاق خلافت حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیا حضرت علی سے زیادہ ہیں ؟ کتب معتبرہ سے بیان ہو ۔

جواب

ابوبکر کی خلافت کی دلیل تو یہہ ہے کہ اللہ کریم نے اسکو وہ تایید اور نصرت دی کہ وہ خلیفہ ہو گیا ۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے یا کبہی اہل بیت نے انکا مقابلہ نکیا ۔ اللہ کریم کا اپنا کام ہے کہ کسی کو خلیفہ بنا دے ۔ بندوں کے خلیفہ بنانے سے کوئی خلیفہ نہیں بنتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسیکو خلیفہ بنا دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے ۔ سو جس کو اسنے چاہا اور خلیفہ بنانا تہا اسے بنا دیا ہمارے یا کسی اور کے دلایل کی کوئی حاجت نہیں ۔ خلیفہ ہونے والے خلیفہ ہو چکے ۔ اگر اب کوئی اذان میں یا کلمہ طیبہ کے ساتھ کہدے کہ خلیفہ بلافصل علی المرتضے تہے ۔ تو وہ خود ہی انصاف اور غور کرے کہ اسکا قول بلحاظ واقعات کے کہاں تک صحیح ہے کوئی شخص [illegible] دلایل سے نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کے بنانے سے خلیفہ بنتا ہے ۔ دلایل صحیحہ اور قویہ سے کوئی کسیکو خلیفہ بنا نہیں سکتا ۔ اور نہ بدون تائیدات الٰہیہ کوئی خلیفہ بن سکتا ہے دلایل سے کسیکو خلیفہ بنانا میری سمجھ میں نہیں آتا ۔ مثلاً اب کوئی شخص دلایل قویہ سے حضرت علی المرتضےٰ علیہ السلام کو خلیفہ بلافصل ثابت کر دے تو کیا وہ ان کو خلیفہ بنا لیگا ؟ نہیں اور ہرگز نہیں ۔

سوال پنجم

وقضیہ فدک میں غصب حقوق اہلبیت علیہم السلام و غضبناک ہونا حضرت بضعۃ رسول صلوات اللہ علیہ و سلامہ علیہا میں کیا فرماتے ہیں ؟

جواب

فدک وہ ہے جسکا ذکر سورہ حشر میں ہے ۔ یہہ باغ بحکم آیات الٰہیہ کسی ایک کا مال نہیں ہو سکتا ۔ بلکہ وہ اللہ ۔ اور رسول اور ذوی القربیٰ اور یتامیٰ ۔ اور مساکین اور ابناء السبیل اور مہاجرین کے لئے تہا اور پہر صرف ان مومنوں کے لئے جو پہلے اخوان کے حق میں دعا کرتے اور تبرہ بازی نہیں کرتے ۔ غور کرو ان آیات الٰہیہ میں ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمساکین وابن السبیل کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ھم الصادقون والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون ۔ والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف الرحیم ۔ اور یہی بات ہے جس کے باعث جناب امیر علیہ السلام نے اپنی خلافت کے وقت یہہ بستیاں جناب بتول کے ورثہ کی کسیکو نہیں دیں ۔ نیز ازواج مطہرات اور عباس رضی اللہ عنہ اور بتول رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو بطور وراثت یہہ باغ مل نہیں سکتا تہا ۔ ہاں جناب بتول نے دعوے فدک کر کے لوگوں پر یہہ امر ضرور ظاہر فرمایا ہے کہ ابوبکر بالکل حق پرست اور ان کے بابا کے جانشین تہے ۔ اسبات کو ظاہر کرنے کے لئے پہلے دعویٰ کیا ۔ پہر بظاہر ناراضی بہی ظاہر فرمائی کہ آیا ابوبکر لحاظ داری کرتا ہے یا حق پرستی کرتا ہے ۔ یہہ معاملہ ٹہیک ایسا ہی تہا جیسا جناب عائشہ صدیقہ مقابلہ جناب امیر علیہ السلام کوفہ کیطرف تشریف لیگئی تہیں تو جناب امیر علیہ السلام نے عمار بن یاسر کو کوفہ روانہ کیا کہ لوگوں کو سمجہاویں ۔ انھا زوجۃ نبیکم فی الدنیا والاخرۃ ولکن اللہ ابتلاکم لیعلم ایاہ تطیعون ام ھی ۔ (دیکہو بخاری کتاب الفتن) کیا معنے ؟ عائشہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بیبی دنیا اور آخرۃ میں ہے ۔ الا اسکا یہاں تشریف لانا [illegible] ہے کہ اس ابتلاء میں تم حق [illegible] ہو یا [illegible] پہر ہم آخر [illegible] کہ جناب بتول ناراض ہوئیں تو یاد رکہو

کرو، ظاہر ہی رہ گئی ہے۔ اور وہ تبلا کے لئے ہے ورنہ کیا وہ جانتی نہ تہیں کہ قرآن کریم میں اللہ کریم فرماتا ہے۔ السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ پس بتول کو بحکم قرآن مہاجر و انصار کا اتباع چاہیئے تہا۔ اور ظاہر ہے کہ مہاجر اور انصار تو سب ابوبکرؓ کی اطاعت میں تہے پہر کوئی مسلمان کس طرح کہہ سکتا ہے کہ رسول کی بیٹی خلاف حکم الٰہی اس اطاعت سے باہر ہو گئیں۔

حضرت بتول کی طرف سے بہی ایک عذر معقول ممکن ہے جس کی نظیر جناب علی کے قول و فعل سے پائی جاتی ہے

سوال ششم

مسئلہ قرطاس میں قول حضرت عمرؓ حسبنا کتاب اللہ کے معنے میں جناب ختمی مآب سے سوء ادبی واقع ہوئی یا نہ؟

جواب

خود اہلبیت نے کاغذ کے لکھنے سے مضایقہ کیا تہا۔ اور جناب عمرؓ کو جو کہ اہلبیت سے محبت اور اخلاص و پیار تہا۔ ان کا ساتھ دیا۔ دیکہو بخاری کتاب المرضی والطب۔ باب قول المریض قوموا عنی۔ عن ابن عباسؓ قال لما حضر رسول اللہ صلعم وفی البیت رجال فیھم عمر بن الخطاب فقال النبی صلعم ھلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی۔ فقال عمر ان رسول صلعم قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ فاختلف اھل البیت واختلفوا فمنھم من یقول قربوا یکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ ومنھم من یقول ما قال عمرؓ اور اس میں وجہ یہہ تہی کہ جناب سرور عالم نے ابوبکر کے لئے تحریر کا انتظام اس سے پہلے اختیار فرمایا تہا۔ لقد ھممت او اردت ان ارسل الی ابی بکر وابنہ فاعھد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی اللہ ویدفع المؤمنون [illegible] دیکہو بخاری جلد رابع صفحہ ۲۰۲ کتاب الاحکام باب الاستخلاف

اسی طرح جناب عباسؓ کو جناب علیؓ پہلے منع فرما چکے تہے دیکہو بخاری باب مرض النبی صلعم۔ حضرت عباس جناب امیر کو فرماتے ہیں اذھب بنا الی رسول اللہ صلعم فلنسالہ فیمن ھذا الامر ان کان فینا علمنا ذلک وان کان فی غیرنا علمناہ فاوصی بنا فقال علی انا واللہ لئن سالناھا رسول صلعم فمنعناھا لا یعطیناھا الناس بعدہ وانی واللہ لا اسالھا رسول اللہ صلعم۔ غرض یہہ ہے نزدیک حضرت عمرؓ کا قول [illegible] پر مبنی تہا کہ رسول کریم صلعم نے آئندہ [illegible]

اور لن تضلوا کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور حضرت عمر تاڑ گئے کہ قرآن پر عمل کی تاکید فرماتے ہیں کیونکہ قرآن کریم ہی ضلال اور گمراہی سے بچانے والا ہے جیسے فرمایا مولے کریم نے یبین اللہ لکم ان تضلوا اللہ بیان فرماتا ہے کہ گمراہ نہ ہو جاؤ۔ پس حضرت عمر نے آپ کا ارادہ سمجھ کر اصل منشا کی تصدیق کر دی۔ کہ حسبنا کتاب اللہ اور یہہ فرمانا عمر کا قرآن مجید کے مطابق تہا جیسے فرمایا اللہ تعالے نے اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب تتلی علیھم۔ اسی واسطے نبی کریم نے آئندہ سکوت فرمایا اور جناب امیر علیہ السلام اور جناب عباس سب خاموش ہو گئے اگر یہہ امر ہوتا تو جناب [illegible] حضرت عباس عمر کو روک دیتے۔ اور لکہوا لیتے۔ پس بات یہہ تہی جس پر سب نے سکوت فرمایا۔ گو بعض نا اہل لکہنے کے لئے حسب فرمان ابن عباس رزیتہ کل الرزیہ ہو۔

سوال ہفتم

احراق قرآن اور تصرف [illegible] المال حضرت عثمان سے کیونکر [illegible]

جواب

عثمان رضی اللہ عنہ انسان تہے نبی معصوم نہ تہے۔ ان صحابہ کرام کے حق میں اللہ کریم فرماتا ہے لا کفرن عنھم سیاتھم۔ پہر جنکی سیات اور خطاؤں کو خدا تعالے معاف کرانے کا ذمہ وار ہے اُن پر طعن کرنے والا اللہ تعالے سے لڑائی کرے۔ پہر یہہ بات بہی غلط ہے کہ عثمان نے قرآن کو جلایا۔ بلکہ اُنہوں نے تو قرآن کی بہت خدمت کی۔ چنانچہ اب تک اُن کو جامع القرآن کہا جاتا ہے۔ قرآن کی حفاظت اللہ تعالے کا کام ہے پہر اللہ تعالے کی محفوظ چیز کو کون جلا سکتا۔ یہہ مفتریات ہیں اور بس۔ بیت المال پر تصرف خلیفہ کا کام ہے پہر حسب مصلحت اُس نے بیت المال کو خرچ کیا تو کیا مضایقہ کیا کوئی مخالف عثمان کہہ سکتا ہے کہ جناب علی نے اس بارہ میں عثمان سے مطالبہ یا استفسار کیا اگر علی نے نہیں کیا تو آج کون ہے جو نکتہ چینیاں اور طعن کرتا ہے

سوال ہشتم

مسئلہ [illegible] جو کتب صحاف میں موجود ہے کیا باعث ہے؟

جواب

یہہ ایک لمبا سوال ہے جسکے پوچھنے میں ایک بازاری لچا بہی [illegible] سے مضایقہ کرتا ہے۔ نعوذ باللہ [illegible] [illegible] نکل سکتا ہے ملت حنفیہ اور ایسا

خیر و سعادت کی فلاسفی

اس بات کے بیان میں کہ خیر و سعادت کیا چیز ہے جسکو نیک انسان اپنی ذات کا اصلی مقصود سمجہتا ہے

دانشمند لوگ اور روشن رائے فرزانہ اپنے متواتر تجربوں کی بنا پر اس امر کو ایک کلیہ قاعدہ سمجہتے ہیں کہ ہر ایک فعل سے ایک غرض ہوتی ہے۔ اور ہر ایک کام کی ایک غایت پس نفس انسانی کے کمال کے لئے بہی ایک خاص غرض ہے اور بڑی چھان بین سے ثابت ہوا ہے کہ اُس کے کمال سے اُس کی سعادت غرض ہے اور یہہ بات بہی ضروری ہے کہ اُسکو سعادت کے حاصل کرنے سے خیر بہی میسر ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں یہہ امر قرین مصلحت ہے کہ پہلے خیر و سعادت کی فلاسفی پر گفتگو کیجاوے۔ تاکہ اُس کی واقفیت سے اُسکے حاصل کرنے کی کوشش اور سعی کی جاوے۔ اور اُس کے موانع سے احتراز کیا جاوے۔

پرانے زمانہ کے ایک نامی گرامی حکیم ارسطاطالیس نے جو ہمارے زمانہ کی نسبت دو ہزار دو سو ستر برس پہلے ہو گذرا ہے۔ اپنی کتاب مقولات عشر نام کا آغاز جو علم اخلاق کے باب میں ہے ایسی عمدہ بحث سے کیا ہے۔ ہمارے عہد کے مشہور حکماء میں سے اکثروں مثل طامسن جیکب وغیرہ نے اس مشہور و معروف فیلسوف کی صائب رائے کو قابل تسلیم اور پذیرائی کے لایق تصور کیا ہے۔ بلکہ مذکورہ رائے کو پسند کر کے اوس پر اور عمدہ عمدہ دلائل لکہی ہیں۔ چنانچہ وہ لکہتے ہیں کہ دانشمندی کا شیوہ اور زیرکی کا تقاضا اسی امر پر موقوف ہے کہ ہر ایک امر کی آخر یا انجام کا اول فکر ہو۔ اور فکر کا آخر عمل کا اول۔ جیسا کہ ہر ایک صنعت اور فن میں یہی دستور ہے۔ چنانچہ بڑھئی جب تک کہ میز یا چوکی کے فائدے کو خیال میں نہیں لاتا۔ اُس وقت تک اپنے فکر کو عمل کی حالت میں نہیں لاتا اسی کو لارڈن ریل پرنسپل [illegible] کا ایک مشہور حکیم سعدی جو علم اخلاق گرامی قدر تصنیفات کا مصنف ہے کہتا ہے۔ اے مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست۔ ہم اُسی بڑہئی کے عمل کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ یہہ امر تجربہ کی محک پر کامل العیار ثابت ہو چکا ہے

کہ جب تک اسکا عمل انجام کو نہیں پہنچتا - جیسے کہ یا میز کا فائدہ جو کاریگر کا فکر ہے - اول ظہور پذیر نہیں ہوتا چنانچہ اس دلیل کو قایم کر کے - اور بڑے اسلئے زمانے کے حکیم کی رائے سے مطابقت کر کے ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح سے دانشمند انسان تاوقتیکہ خیر و سعادت کا تصور جو نفس انسانی کے کمال کے نتیجے ہیں - اپنے ذہن میں نہیں کرتا - اُسکے حاصل کرنے میں دلسوزی کو کام میں نہیں لا سکتا اور سچ ہے کہ جب تک ان اخلاق کو حاصل نکیا جاوے خیر و سعادت کا حاصل کرنا محال بلکہ ناممکن کے قریب قریب ہے۔

ہر چند ایک فیلسوف **فرفوریوس** نام جو اس زمانہ کی نسبت ایکہزار چھہ سو چالیس سال پیشتر اس غدار دنیا پر تھا - ارسطاطالیس کی رائے سے مخالفت کرتا ہے مگر زمانۂ حال کے فیلسوفوں مسٹر **ریلی** وغیرہ نے بدلایل اس مخالفت کی تطبیق دی - اور اس باب میں فرفوریوس کے انتخاب کو جو کہ اکثر نامی گرامی حکیموں کی تجربہ کاریوں سے کیا ہے معتبر سمجھا ہے - چنانچہ اس گروہ کی تحقیقات سے جو بہت سرگرمی اور دلسوزی سے کی گئی ہے - یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ **خیر** چار قسم پر ہے۔

اولاً خیر شریف :- اور اس سے یہہ مراد ہے کہ اسکو ذاتی شرف بذاتہ حاصل ہو - اور اور خیر اسی خیر شریف کی باعث اُسکو حاصل ہوں - اور اور خیر سے اس مقام پر عقل اور حکمت سے مراد ہے۔

ثانیاً خیر ممدوح :- اس سے یہہ غرض ہے کہ جسکے حاصل ہونیسے شخص موصوف ستایش و تعریف کے قابل ہوتا ہے پرانے اور نئے زمانے کے حکیموں نے اس امر کو بھی تسلیم کیا ہے کہ یہہ چار فضیلتیں ہیں - حکمت - شجاعت - عفت - عدالت - اور خیر ممدوح ان چار عناصر کا گویا نتیجہ یا روح ہے۔

ثالثاً - خیر بالقوۃ :- اس سے یہہ مراد لی گئی ہے کہ کمال کے اکتساب حصول میں قابلیت اور استعداد رکھتا ہو

رابعاً خیر نافع :- اس سے تین امر مندرجہ حاشیہ مراد ہیں

۱ - تونگری
۲ - قوت
۳ - شوکت

اسمیں بھی کچھہ شبہہ نہیں کہ متاخرین میں سے بعض دانشمندوں نے خیر کی تقسیم دو طور پر کی ہے اول **خیر تام** - دوم **خیر غیر تام**

خیر تام اُنکے نزدیک وہ ہے جب کسی کو حاصل ہو تو اُسمیں زیادتی متصور نہ ہو جیسا کہ اپنے پروردگار کی رضا اور مشیت پر رضا جس سے زیادہ کوئی امر فوقیت نہیں رکھتا - اور **غیر تام خیر وہ ہے** کہ وہ حاصل ہو کر دوسری خیر کا وسیلہ ہو - چنانچہ بدن کی صحت اور مرض کا دور کرنا - اور مال کا موجود ہونا جس سے جسمانی اور روحانی فضیلتوں کا حاصل کرنا مقصود ہے - بہر حال یہہ تقسیم بھی پسند کے قابل ہے۔

جہانتک تحقیقات کے سلسلے کو طول دیا جاتا ہے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر زمانہ میں فیلسوفوں کو **سعادت** کی تحقیق و تدقیق میں بہت کچھہ اختلاف ہے - بحث کے قابل اس عالی دماغ گروہ کے نزدیک یہہ امر ہے کہ آیا **سعادت تام** انسان کو اُسکے ایام حیات میں میسر ہوتی ہے یا بعد نیست و نابود ہونے اُسکے جسم فانی کے ملتی ہے - چنانچہ جن زیرک فیلسوفوں نے سعادت کو **نفسانی فضایل** پر موقوف رکھا ہے وہ یوں کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ یا انسانی روح کو جب تک کہ بدن سے تعلق ہے - جسمانی امور یعنے کہانے پینے سے اُسکو چارہ نہیں - اور اس حالت میں اُسکو اس وجہہ سے کہ **حقایق الاشیاء** کے معلوم کرنے اور معلوم کر لینے سے ایک پردہ حایل رہتا ہے **سعید مطلق** نہیں کہہ سکتے - اور جب بدن سے مفارقت کرلے تب **جسمانی کدورت** سے فارغ ہو کر **الٰہی انوار** کے قابل ہو جاتا ہے - اسوقت اس عظیم مرتبہ کے لایق اور قابل ہو جاتا ہے - کہ اُسپر **عقل یا عقیل** کا نام استعمال میں لاویں - اور بیشک اُسکو سعید مطلق ہی کہینگے نہیں تو سعید مطلق نہیں کہہ سکتے - مگر پرانے زمانے کے فیلسوفوں کا ایک مشہور گروہ یعنے **ارسطاطالیس - فیثاغورث - اور سقراط** اور خصوصاً **پلیٹو** (افلاطون) کہتا ہے کہ یہہ امر دقیق فکر اور خورده دان عقل کے نزدیک بہت ناپسند ہے کہ انسان اس **فانی جہان** میں جو **غیر فانی جہان** کا نمونہ ہے طرح طرح کے **فضایل** اور **علمی و عملی** کمالات سے موصوف ہو کر **ناقص کہلائے - اور خالی رہے !** آیا ہو سکتا ہے کہ یہہ خاکی پتلا خاک میں مل جاوے - تب یہہ حسنہ افعال اور حمیدہ اعمال اُس سے منقطع ہو جاویں ! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا - بلکہ صحیح امر یوں ہے کہ انسان کی **سعادت** کے درجے اور مرتبے بہت ہیں - اور اُسکی دلسوزی اور سرگرمی کے موافق اُسکے حین حیات میں رفتہ رفتہ **علمی و عملی فضیلتیں** حاصل ہوتی ہیں - یہانتک کہ اعلیٰ درجہ تک پہنچتا اور **سعادت تامہ** حاصل کر لیتا ہے اور جب یہہ خاکی پتلا اپنی **ذاتی خاصیت** کے سبب سے خاک برابر ہو جاتا ہے - تب وہ **ابدی فضایل** جو ابدی اور **غیر فانی روح** کے نتایج ہیں اور اپنی اصلی خاصیت کے باعث زایل اور برباد نہیں ہوتے بلکہ ابدالآباد تک لازوال روح کے ساتھہ قایم رہتے ہیں -

(باقی دوسرے نمبر میں)

فٹ نوٹ { یہہ مضمون ہم خدا تعالیٰ توفیق دے

تو دو صور توں میں لکہنا چاہتے ہیں - ایک تو یہی طرز جو فلسفیانہ رنگ رکھتا ہے - اور دوسرا طریق اس مضمون کے لکھنے میں ہم وہ رکھنا چاہتے ہیں جو **صوفی ازم** کا معراج قرار دیا جاتا ہے - بظاہر یہہ بڑے دعوے قرار دئیے جا سکتے ہیں - اور **فی الحقیقت** ہم اپنے اندر وہ **تاب و طاقت** نہیں پاتے کہ ایسے بار عظیم کے اُٹھانے کا حوصلہ کریں - مگر تاہم اللہ تعالےٰ کے فضل پر بہروسہ کر کے اسکو شروع کیا ہے اور اُسی سے اُمید ہے کہ وہی ختم کرا دیگا ؏ آغاز کردہ ام تا رسانی بانتہا -

ہم اپنے **فرزانہ مزاج** اور روشن رائے ناظرین کو بھی توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ وہ بھی اس مضمون پر **قلم** اُٹھائیں - اور اپنے نادر اور گرانقدر **خیالات** کو ظاہر کریں - ہماری آرزو پوری ہوگی اگر ہم اپنے اس مضمون پر بطور **ریویو** بعض تحریریں حاصل کرنے کے قابل ہو سکینگے !!!

(ہیجمیرز ایڈیٹر)

مختصر نوٹ اور خبریں

۱۰ جنوری کا **الحکم** جن کاغذ پر شایع کیا گیا ہے اُسکے متعلق ہم ناظرین کو اطلاع دے چکے ہیں کہ جو اس کاغذ پر اخبار لینا پسند نہیں کرتے - بلکہ معمولی سفید کاغذ پر اخبار کی خریداری پسند کرتے ہیں وہ ہم کو اطلاع دیدیں تاکہ اُن کے لئے اُسی معمولی کاغذ پر چھاپنے کا انتظام کیا جاوے - ہم ایسے خطوط کا اخیر جنوری تک انتظار کرینگے - اُسکے بعد شروع فروری سے مجوزہ کاغذ پر اخبار شایع ہوا کرے گا - جو صاحب اس کاغذ کو پسند کرتے ہوں - اُنکو لازم ہے کہ وہ ہم کو اپنی رائے سے اطلاع بخشیں ۔

ISLAMIA COLLEGE LIBRARY

عباد الرحمٰن

نمبر (ثالث) ۳۲

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم مورخہ ۔۔۔ نمبر ۔۔۔)

پچھلے دو نمبروں میں ہم نے عباد الرحمٰن کی دو صفتوں پر بحث کی ہے اور آج اسی سلسلہ میں تیسری صفت پر بحث کرتے ہیں۔

عباد الرحمٰن کی تیسری صفت والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جہنم ان عذابہا کان غراما انہا ساءت مستقرا ومقاما۔

(پھر عباد الرحمٰن کی ایک یہ بھی صفت ہے) انکی دعا ہے کہ اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے! اسکا عذاب تو دائمی ہلاکت ہے وہ دوزخ تو بری تحمیض کی جگہ اور برا مقام ہے۔

اس آیت کو پہلی آیتوں سے جن میں نماز اور اعمال کا ذکر ہے کیا تعلق ہے؟ قرآن کریم کے اس رکوع پر گذرنے والا ممکن ہے یہ کہے کہ عباد الرحمٰن کی صفات کا تو بیان شروع کیا تھا یعنی ان اخلاق فاضلہ کا سلسلہ چھیڑا تھا جو ایک کامل انسان میں ہونے چاہییں۔ لیکن ضمنا اس دعا کا ذکر کیوں کر دیا؟ جبکہ آگے ہم دیکھتے ہیں کہ پھر وہی سلسلہ ان اخلاق فاضلہ کے اظہار کا چلتا ہے جیسے والذین اذا انفقوا الآیہ۔ اگر غور اور سلامت طبع سے نظر کیا جاوے تو اس آیت کا پہلی آیت سے ایسا لطیف تعلق معلوم ہوگا کہ اس کے سوا اور کوئی آیت یہاں موزوں ہی نہ ہوتی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایک منتظم اور مرتب کلام ہے اور اپنی تفسیر اپنے اندر رکھتا ہے اس لئے اوّل تو ظاہرا تو اسی آیت کی تفسیر موجود ہے والذین یبیتون لربہم سجدا وقیاما۔ یعنے عباد الرحمٰن اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام ہی میں راتیں گذار دیتے ہیں۔ اب رب کے حضور راتیں کیونکر بسر کرتے ہیں اس کا جواب اس آیت میں موجود ہے۔ یعنے سجدے اور قیام مختصر نشست و برخاست کے طور پر نہیں کیا کرتے بلکہ ان سجود و قیام میں لگنے پر سوز دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ اے رب ہمارے ہم سے جہنم کے عذاب کو دور کر دے جو ایک دائمی ہلاکت ہی اور جو بری جگہ اور مصیبت کا گھر ہے۔

سجود و قیام میں دعا کرو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا مغز اور روح چونکہ دعا ہی ہے اس لئے سجدہ اور قیام اور قعدہ غرض ہر رکن میں دعا کرنی چاہیے۔

سورہ فاتحہ پر نظر اس کے علاوہ ہم ایک اور بات بھی اس موقع پر اسی آیت کے تعلق پر کہنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ **ام الکتاب** یعنے سورہ فاتحہ کا نقشہ قرآن کریم کے ہر ایک مقام پر موجود ہے اگر سورہ فاتحہ کی ترتیب واضح طور پر ذہن نشین ہو جائے تو قرآن کریم کے اکثر مقامات پر جو ترتیب طبعی کے مشکلات پیدا ہوتے ہیں۔ ہماری رائے میں انکا حل بخوبی ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس مقام کی صراحت مزید کے لئے ہم اپنے ناظرین کو سورہ فاتحہ کی ترتیب کی طرف لے جاتے ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ ایاک نعبد وایاک نستعین

اس خیال سے کہ یہ امر خوب طور پر سمجھ میں آجائے ہم نے ہندسوں کے نشان دیئے ہیں **ایاک نعبد** جہاں سے عبادت کی بنا پڑتی ہے اور دعا چونکہ بجائے خود ایک عبادت ہی (اس سے کوئی نادان یہ نہ سمجھ لے کہ عبادت کا ذکر کیا ہے نہ دعا کا دعا ضمنا شامل ہی) وہ الحمد للہ کے بالمقابل پڑا ہوا ہے۔ اور **استعانت** کا سلسلہ یا ہم اسکی توضیح کر کے یوں کہہ سکتے ہیں کہ **دعا** کا سلسلہ علی الخصوص اللہ تعالیٰ کی صفت رب العالمین کے محاذ پڑا ہوا ہے اور یہ ایک باریک بحث ہی کہ **عبادت۔ استعانت۔ ہدایت** کے تعلقات باہمی کیا ہیں؟ جو اس مضمون میں ہم بیان نہیں کر سکتے۔

بہر حال اس ترتیب میں جو ایک طبعی اور فطرتی نظام اپنے اندر رکھتی ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ **ایاک نستعین** یعنے استعانت کا دریا رب العالمین کے منبع اور چشمہ سے نکلتا ہے۔

پس اب اس مقام پر ذرہ تدبر سے نگاہ کرو تو معلوم ہوگا کہ اس آیت کو پہلی آیت سے کیسا لطیف تعلق ہے۔

نکتہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قرآن کریم کے مختلف مقامات پر جہاں جہاں دعا کی تعلیم ہوئی ہے اور اللہ تعالےٰ سے کوئی دعا مانگی گئی ہے وہ علی العموم **ربنا** ہی کہکر مانگی گئی ہے جیسے ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا وغیرہ۔

اس میں یہی راز معلوم دیتا ہے کہ دعا استعانت ہے اور استعانت کا سلسلہ رب العالمین سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک ربوبیت تامہ کا پرتو نہ ہو اعانت کہاں سے لے سکتا ہے۔

ہم پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ میں جیسا کہ رب العالمین کے بالمقابل ایاک نستعین پڑا ہوا ہے۔ اس مقام پر بھی اسی ترتیب سے کام لیا گیا ہے۔ ایاک نعبد کے بالمقابل اس مقام پر والذین یبیتون لربہم سجدا وقیاما موجود ہی اور ایاک نستعین کے بجائے یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جہنم وارد ہے۔ ہم بہ تغیر الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ آفتاب وہی ہے مگر مطلع اور ہے شمس تو وہی ہے مگر فانوس دوسرا ہے۔

والذین یبیتون لربہم میں تو جہاد بالنفس کی تعلیم فرمائی ہے۔ کیونکہ قانون قدرت یہی ہے کہ اگر کسی قوت کو بیکار چھوڑ دینگے تو وہ زائل ہو جاتی ہے۔ اس لئے عبادت الٰہی کے لئے اپنے اندر ایک مستعدی پیدا کرنی چاہیے۔ جو عباد الرحمٰن میں ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ انسان تکمیل اور تبلیغ اور سچی تربیت کا محتاج ہے اور اسمیں استعانت تعاون کی روح خود کام کر رہی ہے کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا پس جیسے خود اسکی آرگنیزیشن (بناوٹ) اسی استعانت کی طرف توجہ دلاتی ہے اس لئے وہ سچی استعانت رب العالمین ہی سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہی ایک صفت ہر ایک فعل کو کامل کرتی ہے۔ پس وہ یبیتون لربہم کے فعل میں بدرجہ کمال تب ہی پہونچ سکتا ہے جب کہ یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جہنم کے انفس سے بطور اغواء نہیں بلکہ ایک اخلاص اور جوش کے رنگ سے

دل ہمیگوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

کا مصداق ہو کر نکلے۔

اس امر کا اظہار بھی اچھا ہوگا۔ نامناسب نہ ہوگا کہ چونکہ عباد الرحمٰن پر جب اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا کامل پرتو پڑتا ہے تو اسکو ایک نور مکالمہ الٰہیہ کا ملتا ہے اور رب کی صفت کے تحت میں رحمان کی صفت کام کرتی ہے۔ لہٰذا اس نور اور کلام پاک کے حاصل کرنے کے لئے استعانت رب العالمین ہی سے ہونی چاہیئے۔

اس دعا میں کیا راز ہے؟

جب یہ تعلق بخوبی سمجھ میں آگیا تو اس کے بعد دوسرا خیال جو انسان کے دل میں گذر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ عذاب جہنم سے بچنے کے لئے دعا کیوں کی گئی ہے۔ کوئی اور دعا جو دنیوی آسایش یا دینی معارف سے واقفیت تامہ کے متعلق ہوتی کیوں نہ کی جاتی؟

ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ معرفت الٰہی کا یہ ایک باریک راز ہے۔ جبتک انسان میں پوری عبودیت اور تذلل پیدا نہ ہو وہ مورد انعامات الٰہیہ نہیں ہو سکتا۔ اس امر کو ہم نے "قرآن کریم پر لطیف نوٹ" والے مضمون میں بھی اور اسی مضمون کے ابتدا میں بھی مختصرا بیان کیا ہے کہ جیسے ایک بیج کو نشو و نما پانے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ بخاک پیوست ہو کر اسی کا رنگ و روپ دھارن کرے۔ اسیطرح پر کسی انسان کو بار ور ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ کامل عبودیت جو ایک قسم کی نیستی ہے اپنے اندر پیدا کرے تاکہ ربوبیت تامہ کا پرتوہ پڑکر اسکو سرسبز کر دے۔ کیونکہ ربوبیت اپنی ذات میں اپنے فیضان کے لئے عدم محض یا مشابہ بالعدم کو چاہتی ہے۔

پس عبد الرحمٰن بھی چونکہ اپنے مقام پر پہونچکر ایک خاص نور حاصل کرتا ہے اس لئے جب تک کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں کھو یا نہ جا دے اس مرتبہ کو حاصل نہیں کرسکتا۔ اور اس عبودیت تامہ کا یہ تقاضا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی غناء ذاتی سے ہر آن لرزاں و ترساں رہے۔ ان ساری باتوں کے علاوہ یہہ دعا انسان کی تمام خواہشوں اور آرزوؤں کی جامع بھی ہے۔ کیونکہ یہ بات ہم نے کئی بار لکھی ہے اور یہ ایک فیکٹ ہے کہ بہشتی یا جہنمی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔

پس عذاب جہنم سے بچنے کی دعا کرنے کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک قسم کی بدی اور بد روی سے محفوظ رکھے کیونکہ ہر ایک قسم کی تکلیف اور مصیبت عذاب جہنم کا ایک شعبہ ہے۔ اس دعا میں تمام اخلاق فاضلہ کے لئے دعا ہے کیونکہ غصہ۔ غضب۔ کینہ۔ ریا۔ کذب۔ شہوت۔ بخل۔ حسد وغیرہ جو اخلاق رذیلہ ہیں وہ سب کی سب ایک قسم کی آگ جو آتش جہنم کا نمونہ ہوتی ہے انسانی دل پر جو مرکز قویٰ ہے بھڑکاتے ہیں اور انسان کی راحت بھسم ہو کر تکلیف ہی تکلیف رہ جاتی ہے لہٰذا اس دعا میں بظاہر عذاب جہنم سے بچنے کے لئے دعا ہے۔ لیکن جہنم کے لفظ کی تہہ میں وہ تمام اسباب اور امراض موجود ہیں جو جہنم کو پیدا کر دیتے ہیں۔ ہر ایک دکھ اور مصیبت اپنے اسباب کا نتیجہ ہوتا ہے اور جہنم بھی ایک نتیجہ ہے افعال بد کا۔

اب اس دعا کا مضمون ہر ایک سلیم الفطرت انسان خوب سمجھ سکتا ہے کہ اسکے صاف معنے یہی ہیں کہ اے رب العالمین ہمکو تمام ہجوم افکار سے جو جہنم کا نمونہ ہیں اور تمام بد افعالیوں اور بری کرتوتوں سے جو جہنم کا باعث ہیں نجات دے بچنے سکہ عطا فرما۔ یا یہ کہو کہ اعمال حسنہ اور افعال صالحہ کی توفیق عطا کر۔ (اللہ تعالےٰ ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو یہ توفیق عطا کرے اور سچا سکھ نصیب کرے۔ آمین)

اسکے بعد اس عذاب جہنم کی فلاسفی شروع ہوتی ہے۔ یعنے ان اسباب کو بیان کیا ہے جو ایک طرف جہنم اور دوسری طرف جنت پیدا کرتے ہیں جسکو ہم انشاء اللہ اگلے نمبر میں بیان کرینگے۔

(باقی چوتھے نمبر میں)

یادگار سعدی

{جو ہندوستان کے سرپرست علوم ہز ہائنس نواب صاحب بہادر والئے رام پور کے نام پر ڈیڈیکیٹ کی گئی ہے۔}

ایشیا کے اس بے مثل اور مقبول مصنف کے نام کو جسقدر ہر دلعزیزی اور مقبولیت حاصل ہے وہ کچھ قابل بیان نہیں۔ دنیا کی ہر ایک مہذب زبان میں اسکی کلام کے متعدد ترجمے ہوئے اور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن اردو میں ابتک ایسی کوئی کتاب نہتھی جس میں اس سکندر تصنیف کے منتخبہ کلام کو جمع کیا گیا ہو۔ لہٰذا اس اشد ضرورت اور کمی کے پورا کرنے کے لئے مولانا فیروز الدین صاحب مالک اخبار شیر ہند لاہور نے اردو میں یادگار سعدی کے نام سے ایک ایسی جامع کتاب لکھی ہے جسمیں شیخ رحمہ کے سوانح عمری اسکے صوفیانہ مواعظ گلستان کی چیدہ حکایات حکام و سلاطین کے قابل عمل آئین و قوانین عوام و خواص کے لئے قیمتی نصایح بوستان کی منتخبہ حکایات اسکی لاجواب شاعری کا عطر اور اسکی موضوعہ ضرب الامثال وغیرہ کو نہایت عمدگی اور بسط سے جمع کیا ہے۔ تین سو صفحہ کی ضخامت چھپائی لکھائی نفیس اور قیمت صرف بلا محصولڈاک عہ؍ بذریعہ وی پی مع محصول ڈاک عہ۔ اگر دین و دنیا میں نیک نام اور کامیاب ہونا چاہتے ہو تو اس کتاب کو ضرور ہی خرید و۔ اور اپنا دستور العمل قرار دو۔

درخواست ہو بنام

دین محمد منیجر صدا ہند بک ایجنسی اخبار پریس لاہور

مولوی عبد اللہ ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور و پریزیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور و سکریٹری انجمن مستشار العلما اور مولوی غلام محمد صاحب بگوی نے نہایت دور اندیشی اور انصاف سے کام لیکر آخر یہ لکھدیا کہ جو استفتاء در بارہ **منکر تہدی** ہم نے دیا ہے اس جواب دینے میں کسی قسم کا دھوکہ اور فریب نہیں کھایا ہے اور میرے نزدیک اسوقت بھی استفتائے مذکورہ کا یہی جواب ہے الی آخرہ۔ ایسا ہی مولوی غلام محمد صاحب بگوی امام مسجد شاہی لاہور نے صاف لکھدیا ہے کہ اسمیں کسی شخص کا کسی قسم کا دھوکہ نہیں۔ اب غزنوی عبد الحق بھوپالی فتویٰ دیتا ہے پھر اسے دھوکہ بتلاتا ہے ذرہ غور کرے اور ان مولویصاحبان سے پوچھے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔

کامیابی

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے عنایت فرما مولوی محمد علی صاحب ایم اے پروفیسر اورینٹل کالج لاہور امتحان ایل ایل بی میں کامیاب ہوئے۔

طرابلس الغرب کے عربی اخبار **الترقی** نے صنعت و حرفت کی تعلیم کی جو ضرورت اپنے ملک میں محسوس کی ہے۔ اُسے اُسنے مندرجہ ذیل الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔

"چونکہ یہاں کے مدارس رشدیہ میں (یہہ مدارس یہاں کے مڈل اور ہائی مدارس کے مشابہ ہیں) دیگر مضامین علمی کے علاوہ صرف ریاضی سکہائی جاتی تہی۔ صناعیہ اور زراعیہ تعلیم کا کوئی انتظام نہ تہا۔ غرباء اپنی اولاد کو ان مدارس میں تعلیم نہیں دلاسکتے تہے۔ کیونکہ وہ اگر اپنی اولاد کو چہوٹی عمر میں اپنی اپنی حرفت جن پر اُن کی معاش منحصر ہے نہ سکہائیں تو پہر بڑے ہوکر نہیں سیکہہ سکتے۔ اسلئے اُن کو مدارس میں نہیں بہیج سکتے تہے۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ ہر جگہہ غربا کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اسطرح گروہ کثیر تربیت و علوم سے محروم رہتا تہا۔ جو امر پستی و ذلت کا سب سے بڑا باعث ہے۔ یہہ حرمان ہمارے ملک کے لئے سخت بدنصیبی تہی مہذب ممالک میں کوئی ملک ایسا نہیں جہاں یہہ حالت ہو۔ اور جس میں غرباء کے بیٹوں کے لئے اُن کے حسب حال کتابی و علمی تعلیم کے ساتہہ ہی صنعت و زراعت سکہانے والے مدارس نہوں۔ پس ہمارے گورنر جنرل نے غرباء کے حال پر رحم کہا کر مکتب صنایع کے جاری کرنے پر کمر باندہ لی۔ تاکہ وہ علوم متداولہ سے بہی بہرہ یاب ہوں اور ساتہہ ہی اپنی اپنی دستکاریوں میں بہی علمی اصول کے مطابق مہارت پیدا کر سکیں۔ جنہیں اُن کو پہلے صرف اُسی قدر مہارت ہوتی تہی جو محض طبیعت اور فطرت کی راہنمائی سے پیدا ہو سکتی ہے۔"

ہم یہہ خواہش ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ لاریب اسوقت قومی اور ملکی افلاس کے اسباب میں ایک سبب عظیم صنعتی امور اور اشغال سے کمال بے رغبتی اور عدم توجگی ہے جس کی مسلمانوں کو علی الخصوص بہت ضرورت ہے۔ جہاں ہم مسلمانوں کی تعلیمی انجمنوں کو اس ضروری امر کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت سمجہتے ہیں ہم ایک سچی دلسوزی اور ہمدردی سے اپنے مدرسہ **تعلیم الاسلام** کی مجلس منتظمہ کو خاص طور پر متوجہ کرتے ہیں کہ وہ اس امر پر غور کریں کہ مدرسہ میں صنعتی تعلیم کی کسقدر ضرورت ہے۔

ہم اس معاملہ پر زیادہ وضاحت سے بحث کرنے کو طیار ہونگے۔ اگر ہماری واجب الاحترام کمیٹی میں اس سوال پر غور شروع ہوئی جس کی ہم امید کرتے ہیں

ہمارے ناظرین کو شاید اس امر کی اطلاع نہو کہ فاتح سوڈان سردار کچنر نے خرطوم میں ایک عظیم الشان کالج قایم کرنے کا ارادہ کیا ہے جسکے لئے چندہ کیا گیا۔ اور صاحب موصوف کو پوری کامیابی ہوئی۔ یہہ تو ایک ظاہر امر ہے کہ اُس کالج کے اجراء سے کیا منشاء ہو سکتا ہے۔ اور اُسکے پروفیسر اور مدرس کون لوگ ہونگے۔ اسکا جواب ہم دو لفظوں میں دینا چاہتے ہیں۔ عیسائیت اور عیسائی۔ اسپر لیورپول کے نو مسلموں نے ایک عام جلسہ کرکے ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ خرطوم کے مجوزہ کالج میں مسلمان مدرس اور پروفیسر مقرر کئے جائیں۔ اگر عیسائی مدرس رکہے گئے تو سوڈانیوں کو اپنے لڑکے اُس میں بہیجنے سے بہت کچہہ تامل ہوگا۔ مصر۔ ٹرکی۔ ہندوستان۔ اور خود انگلستان میں مسلمان تعلیمیافتگان بکثرت موجود ہیں۔ اور اُن میں سے حسب منشاء انتخاب کیا جاسکتا ہے۔ اس ریزولیوشن کی ایک نقل سردار کچنر مجوزہ کالج کے پاس بہیجی گئی ہے

حبل المتین کا نامہ نگار بہی ہمارے اس بیان کی تصدیق کرتا ہے کہ قسطنطنیہ میں اس انگریزی کالج کی تجویز سے بہت بیچینی اور تردد پیدا ہورہا ہے اور وہاں کے اکثر عالی ہمت مسلمان سوڈانی مسلمانوں کو مسیحانہ یا غیر مذہبی تعلیم کے بد اثروں سے محفوظ رکہنے کے لئے خرطوم میں ایک اسلامی مدرسہ قایم کرنیکی تجویز کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اہالی جرمنی کا بہی وہاں ایک جرمن مدرسہ قایم کرنیکا منشاء ہے۔

مقبوضات بعیدہ کی کثرت اور بحری اقتدار کے لحاظ سے سولہویں و سترہویں صدی عیسوی میں ہسپانیہ کو دیگر دول پر وہی امتیاز حاصل تہا جو آجکل انگلستان کو حاصل ہے۔ رفتہ رفتہ اُسکا اقتدار اور مقبوضات کم ہونے شروع ہوگئے۔ حتٰی کہ امریکہ سے شکست کہانے کے بعد اُنیسویں صدی کے اخیر میں ہسپانیہ کے پاس اب کوئی بعیدی مقبوضہ یا نو آبادی نہیں رہگئی۔ الہ آباد کا پائینیر سرکاری انگریزی اخبار اس تنزل کے اسباب کو بالوضاحت بیان کرکے تحریر کرتا ہے کہ ہسپانیہ کے عروج و تنزل کی تاریخ بزبان حال انگلستان کو مندرجہ ذیل نصیحتیں کرتی ہے:

"اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری سلطنت قایم رہے تو اپنی بحری طاقت کو کم نہونے دینا۔ پادریوں کو اُن کے کوتوں کی خواہ کیسی ہی تراش ہو اپنی حکومت میں ہرگز دخل نہ دینے دو۔ نسلوں کے اختلاط و تناسل (یعنے بالخصوص انگریز مردوں کی محکوم اقوام کی عورتوں سے شادی) کو روکتے رہو۔ اور بالآخر اسے کبہی فراموش نکرو کہ فی الحقیقت انگلستان کے صناع انگریز تاجر اور انگریز انجنیر ہی انگریزی عظمت کے بڑے عنصر ہیں"

ان کے علاوہ ہسپانیہ کی افتاد سے ایک اور سبق حاصل ہو رہا ہے۔ جو ہم انگریزوں کے لئے یہاں ہندوستان میں باقی کل سبقوں سے زیادہ قیمتی ہے ہسپانیہ اپنی محکوم رعایا کے ساتہہ علی العموم نامنصفانہ برتاؤ کرتی تہی۔ وہ اُن کی گویا سوتیلی ماں تہی۔ اور بالخصوص ایسے مقدمات میں جو غالب اور مغلوب قوم کے افراد کے درمیان ہوں۔ اُس سے انصاف کی قطعًا توقع نہیں ہوتی تہی۔ پس پولیٹیکل حقوق سے قطع نظر کرکے جو ماتحت اقوام کو فاتح قوم کے برابر فی الفور عطا کر دینے ہرگز مناسب نہیں یہہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ جو سلطنت ہسپانیہ کی طرح برباد ہونا نہیں چاہتی۔ اُسے انصاف کے معاملہ میں بلاخوف و خطر کسی شخص کی خواہ وہ کسی قوم میں سے ہو۔ طرفداری نکرنا قطعًا لازمی ہے اور اُسپر فرض ہے کہ اگر وہ اپنے وجود کا قیام چاہتی ہے تو اپنی منصف مزاجی کے دعوے میں صادق بننے کی کوشش کرتی رہے۔ فی زمانا فوجی طاقت کے استحکام و اضافہ کے متعلق بڑی لمبی چوڑی تجویزیں کی جارہی ہیں۔ لیکن اسے کبہی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ہندوستان میں ہماری حکومت کے حقیقی استحکام کا دار و مدار بالاخر خالص و مشفقانہ ملکی انتظام پر ہی منحصر ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ پائونیر کی یہہ قابل قدر نصیحت اُن انگریز حکام پر جن کے ہاتہہ میں ملک کی انتظامی اور جوڈیشیل صیغوں کی عنان ہے۔ پورا پورا اثر کئے بغیر نہ رہیگی۔

سمرنا کے صنعتی مدرسہ کے پرنسپل سعادتلو احمد مکی آفندی نے بالعالی سے قصبہ کو کاریہ لی سے براہ اورلہ چشمہ اور سفری حصار تک دخانی یا کہربائی طاقت سے چلنے والی ٹرام وے بنانیکا اجازہ ملنے کی درخواست کی ہے۔ اور لکہا ہے کہ سرکاری

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ سے، خالص میرہ فی ماشہ عـــہ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتھر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص معضلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ وعباندرکی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر۔ ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پر سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر وآنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ یعنے ایک دوکاندار مسمی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف وشفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے۔ بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان بہمہ ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص وعام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈہ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔

۶ مارچ ۱۸۹۸ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سسنات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے الائنس بنک میں مارچ ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر وپروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

GUJRANWALA 8 FE 99

D.L.O. LAHORE 10 FE 99

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷

الحکم

نمبر ۴ قادیان دارالامن والامان مورخہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۸۹۹ جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں، اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو مدد ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ ۲ فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو سہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے اور ہم ہفتہ وار انشاء اللہ ہزار چھاپکر مفت تقسیم کردیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیاجاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ کا ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ ینبر العسکر کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا غبار معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند پیمانہ تسبیح بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی۔ ۱۵/۔ ۸ سے لیکر صہ روپیہ تک۔ پیمانے ۴ سے لیکر صہ روپیہ تک۔ پیند سے روپیہ سے لیکر عہ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈصے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائینگے۔

۴۔ ودیائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں یہ انہی کے فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف صاف خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہی بخش علاقہ بند

کٹرہ بھاگ سنگھ۔ ہاتی دروازہ امرتسر پنجاب

تذکرہ

ابو بکر صدیق رض

نام و حلیہ وغیرہ - عبد اللہ ابن ابی قحافہ - عام فیل سے دو برس بعد پیدا ہوئے - جسم مبارک دُبلا تھا - آنکھیں ذرہ اندر بیٹھی ہوئی تھیں - خوبصورت تھے - اور چہرہ کسیقدر گول تھا اور فصیح اللسان تھے -

عام باتیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دو برس چھوٹے تھے - آزاد مردوں میں سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق فرمائی - اور اوروں کو ترغیب دلائی آپ عشرہ مبشرہ اور اصحاب کبار میں داخل ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کمال ایمان کی وجہ سے صدیق کہلاتے ہیں - وسیع الاخلاق تھے - حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے اسقدر محبت تھی کہ غار میں جب آپ تشریف لے گئے تو جناب ابو بکر رض کے سوا دوسرا کوئی ساتھ نہ تھا - اسی وجہ سے آپ کو یار غار بھی کہتے ہیں - تمام لڑائیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آپکے جسم مبارک کی گویا سپر ہوا کرتے تھے - اشاعت اسلام کے لئے اپنا کل اثاث البیت خرچ کر دیا - مسلمانوں کی ہمدردی اور غمخواری میں ہمیشہ محو رہتے تھے - آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اور عظیم الشان تعلق بھی تھا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ زوجہ مطہرہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کا فخر آپ ہی کو تھا - حضرت ابو بکر صدیق کی شان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث عام طور پر مشہور ہے کہ انبیاء کے بعد ابو بکر کے سوا کسی دوسرے پر سورج نے طلوع اور غروب نہیں کیا -

خلافت اور وفات - سالنہ ربیع الاول کے مہینے میں آپ حسب وعدہ الٰہی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوّل خلیفۂ امت ہوئے اور مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی - دو برس تین مہینے نو دن خلافت کے فرائض ادا کر کے جمادی الثانی کے مہینے میں ۶۸ برس کی عمر میں وفات پائی - آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں اہل ارتداد کو نہایت حکیمانہ طور پر سیدھا کیا اور عرب کے باہر دین اسلام کے پھیلانے میں کامیابی حاصل کی - آپ رسول الثقلین کے پہلو میں دفن ہوئے - ایکسو بیالیس حدیثیں آپ سے مروی ہیں -

ابو بکر باقلانی

(ابو بکر باقلانی) محمد ایک بڑے متکلم کا نام ہے - جنہوں نے ابو الحسن الاشعری کے مسلک کو اختیار کیا - الملل والنحل آپکی مشہور کتاب ہے ۴۰۳ھ میں بمقام بغداد وفات پائی -

ابو بکر رازی

(ابو بکر رازی) احمد بڑا حکیم اور طبیب تھا حکیم رازی بھی اسکو کہتے ہیں - ۲۵۰ھ میں پیدا ہوئے - تحصیل علم کے واسطے عراق - شام - مصر اور اندلس میں گئے تھے - بغداد میں بیمارستان کے مدیر اور طبیب رہے تھے - علم کیمیا - طب ریاضی اور ہیئت کے اندر آپ نے بہت خدمتیں کی تھیں - ان فنوں میں آپ کی بہت سی تالیفات ہیں - مرض چیچک پر اوّل ہی اوّل جو رسالہ لکھا گیا وہ ابو بکر رازی ہی کی تصنیف ہے - ابن رشد اور ابن سینا کی تالیفات کی طرح انکی کتابوں کا بھی لیٹن میں ترجمہ ہوا ہے اور یورپ کے دار العلوموں میں مدت تک وہ پڑھائی گئی ہیں - ۳۲۰ھ میں وفات پائی - انکی بہت مشہور کتاب کا نام (الحاوی) ہے جو تیس جلدوں میں ہے - اور علم طب کی سب شاخوں پر اس میں بحث کی ہے -

تاریخی اور علمی باتیں

بلنسیہ

بلنسیہ جسکو آجکل یورپ کے نقشوں میں والنشیا لکھتے ہیں اسپین کا مشہور شہر ہے جو اس کے مشرق میں سمندر سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے - وادی الکبیر جو اسپین کا مشہور دریا ہے اور جسپر پانچ پل بنے ہیں اسکے شمال میں لہریں مارتا ہوا سمندر میں جا ملتا ہے - دریا کا منظر نہایت عجیب ہے - اسکے دونوں کناروں پر سرسبز درخت جھوم رہے ہیں - اور دریا کا نیلگون پانی ان کے درمیان سے گذرتا ہے - بلنسیہ اسپین کے دار الحکومت شہر مدرڈ سے جسکو مسلمانوں کے عہد حکومت میں مجریط کہتے تھے ۱۹۰ میل کے فاصلہ پر جنوب مشرق میں آباد ہے - شہر کے گرد ایک فصیل ہے جو ۳۰ فٹ بلند اور ۱۰ فٹ چوڑی ہے اور اسمیں آٹھ دروازے ہیں جن سے شہر میں داخل ہوتے ہیں شہر کے باہر کی عمارتیں خوشنما اور منظر دلکشا ہے - مگر اندر کے مکانات اونچے اور تاریک ہیں - بازار تنگ اور اسمیں دور تک سڑکیں پیچ و خم کے ساتھ چلی جاتی ہیں - آجکل اس شہر میں شیشے لوہے اور ریشم اور کتان کی صنعت جاری ہے - اور ریشم - شراب انگور اور زعفران کی تجارت ہوتی ہے - نارنگیاں تو اس کثرت سے ہوتی ہیں کہ ایک فصل میں انکے ۱۶۳ جہاز دوسرے ملکوں کو روانہ ہوتے ہیں ہر سال تین ہزار جہاز اس بندرگاہ میں آتے ہیں[1]

بلنسیہ نہایت قدیم شہر ہے - جس کو ادیتانہ قوم نے آباد کیا تھا - اگرچہ پومپئی نے اسکو ویران کر دیا تھا مگر کچھ عرصہ کے بعد از سر نو آباد ہوا - مسلمانوں نے ۱۳۰ھ میں جب اس کو فتح کیا تو اسپر قوم گاتھ حکمران تھی - ۱۰۹۴ء میں عیسائیوں نے اس شہر پر حملہ کیا اور وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا -

[1] ہنٹرس جیوگرافکل ڈکشنری -

لتین کی فوج نے دوبارہ اُسکو پامال کیا مگر ۱۲۳۸ء میں اسپین کے عیسائی حکمران اُسپر ہمیشہ کے لئے قابض ہو گئے[۱]

مسلمانوں کے عہد حکومت میں بلنسیہ ایک صوبہ تہا اور اس کا دارالحکومت شہر بلنسیہ نہایت آباد ویُر رونق وشاندار اور فضل وکمال کا مرکز تہا۔ تاریخ۔ جغرافیہ اور ادب اور رجال کی کتابوں کے ہزاروں صفحے الٹ جاؤ ہر جگہ بلنسیہ کے باغوں۔ سیرگاہوں اور عمارتوں اور وہاں کے علماء اور شعرا کے تذکرے پاؤگے۔

آجکل کی طرح اُس زمانہ بھی شہر کا بیرونی حصہ نہایت پر فضا اور آباد تہا اور سمندر کی سطح پر آفتاب کے چمکنے سے یہ حصہ نہایت منور تہا مگر اس کا اندرونی حصہ صفائی کے نہ ہونے سے تنگ و تاریک تہا اور اس میں پسوؤں اور مچھروں کی کثرت تہی اور ہر طرف کوڑیوں کے ڈھیر نظر آتے تھے۔ چنانچہ غرناطہ کا ایک مشہور شاعر ابوجعفر بن مسعدہ کہتا ہے

ہی الفردوس فی الدنیا جمالا۔ لسا کینہا منار بہا البعوض

یعنے بلنسیہ اپنے جمال اور لطافت کے لحاظ سے رہنے والوں کے لئے دنیا میں بہشت ہے مگر اس میں مچھروں کی مصیبت ہے۔ ایک اور شاعر کہتا ہے۔

رقص البراغیث فیہا | علی غناء البعوض

یعنے بلنسیہ میں مچھر گیت گاتے ہیں اور پسو ناچتے ہیں[۲]

اندلس کا ایک اور شاعر ابن سمیر کہتا ہے۔

بلنسیۃ بلدۃ جنۃ | وفیہا عیوب متی تختبر
فخارجہا زہر کلۃ | وداخلہا برک من قذر

یعنے بلنسیہ بہشت ہے اور اگر جاکر دیکھو تو اس میں کچھ عیب بھی ہیں۔ باہر کا حصہ تو پھولوں سے چھایا ہوا ہے مگر اندر کثافت کے حوض ہیں[۳]

اُس زمانہ میں بلنسیہ کے باہر باغات کی کثرت تہی۔ ہر طرف سبزہ زار لہلہاتے اور چشمے لہراتے تہے اس حصہ میں رصافہ اور منیۃ المنصور دو نہایت مشہور سیرگاہ تہے۔ اُنکے درمیان سے نہریں گذرتی تہیں اور نہروں پر پل تھے۔ جہانتک نظر کام کرتی تہی

۱ دائرۃ المعارف ۲ نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۱۰
۳ معجم البلدان (بلنسیہ)

زعفران کے سنہری کھیت یا نارنگیوں کے ہرے بھرے درخت نظر آتے تھے۔ ایک مورخ نے لکھا ہے کہ بلنسیہ رصافہ اور پل کے اعتبار سے رونق اور لطافت میں بغداد کے ساتھ ہمسری کرتا تہا۔ اور سبزہ زاروں اور باغوں اور چشموں کی کثرت سے مطیب الاندلس یعنے اسپین کا سیرگاہ کہلاتا تہا[۱]

اسپین کے شاعروں نے بلنسیہ کے شاندار منظر کی تصویر اپنے اشعار میں کھینچی ہے۔ مگر جن کو عربی زبان کی شاعری کا مذاق نہیں ہے وہ اشعار کی اصلی آب و تاب اور لطافت سے محروم رہیں گے اس لئے ہم انکے مضمون پر اکتفا کرتے ہیں۔

بلنسیہ کا شاعر ابن زقاق کہتا ہے " انصاف کی بات تو یہ ہے کہ بلنسیہ اپنی خوبیوں کے لحاظ سے تمام شہروں پر سبقت لیگیا ہے۔ میرے اس دعوے کی دلیل خود بلنسیہ ہے جس کا جمال آنکھوں کے سامنے جلوہ گر ہے۔ اسکو خدا نے حسن کا خلعت پہنایا ہے۔ اور اسپر دریا اور سمندر نقش و نگار ہیں "

بلنسیہ کا تاجدار مردان کہتا ہے " بلنسیہ ایک نوجوان معشوق ہے اور سندس سبز کا لباس اسکے زیب تن ہے اگر تم اس کے پاس جاؤ تو وہ اپنے تئیں پھولوں اور شگوفوں میں چھپا لیتا ہے۔

بلنسیہ میں کبھی کبھی قحط ہو جاتا تہا اور سرحد کے عیسائی آئے دن اسپر حملہ کرتے تھے۔

ابوالحسن بن حریق اس بات کا اشارہ کرتا ہے اور کہتا ہے بلنسیہ ہر قسم کے حسن کا مرکز ہے اور یہ بات مشرق و مغرب میں مسلم ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اس میں قحط کی آفت برپا ہوتی ہے اور تلواروں اور برچھیوں کا مینہ برستا ہے تو اس سے کہدو کہ بلنسیہ بہشت تو ہے مگر قحط اور جنگ کی دو مصیبتوں کی اوٹ میں ہے۔

ابن زقاق اپنے وطن کی تعریف اسطرح کرتا ہے وہ بلنسیہ بہشت برین ہے اسمیں انگور کی بیلیں جھک پڑی ہیں اور رحیق اور سلسبیل کے چشمے جاری ہیں

۱ نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۰۰ و ۱۱۰ و جلد دوم صفحہ ۴۹۱

اور آب حیات کا چشمہ تو رات دن بہتا ہے۔

بلنسیہ کا شاعر علی بن احمد رصافہ کے جلسوں کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے اٹھو اور جام کو گردش میں لاؤ۔ تمام باغ شگوفوں کا ریشمی لباس پہنے ہوئے ہیں جنکو موسم بہار کے بادلوں نے تیار کیا ہے۔ مجلس محبوب کے چہرے سے جو چودھویں رات کے چاند کی مانند ہے آسمان کی طرح چمک اٹھی ہے آفتاب نے اپنا پیراہن زعفرانی کر لیا اور زمین کا سبز لباس شبنم سے تر ہو گیا۔ نہر کہکشان کی مانند ہے جسکے گرد ہمارے ہم مشرب چمکتے ستاروں کی مانند ہیں[۱]

آجکل کی طرح اُس زمانہ میں بھی ریشم کے کیڑے یہاں پرورش کئے جاتے تھے۔ سوداگر انکو یہاں سے دور دور تک لے جاتے تھے۔ ایک خاص قسم کا کپڑا بھی یہاں طیار ہوتا تہا جو نسیج بلنسی کے نام سے مشہور تہا اور شمالی افریقہ میں بہت فروخت ہوتا تہا[۲]

بلنسیہ تاریخ میں علم و فضل کے اعتبار سے بہت نامور تہے اور اس میں بیشمار شعرا اور علما ہو گذرے ہیں۔ یہاں کے مسلمان عام طور پر مذہب کے سچے اعتقاد کے پکے دوستی کے پورے۔ فیاض اور مہمان نواز اور علم دوست تھے۔

اس موقع پر ہم ایک مجمل فہرست ان نامور عالموں اور شاعروں کی درج کرتے ہیں جو بلنسیہ کے مردم خیز زمین سے پیدا ہوئے[۳]

سعد الخیر۔ المتوفی ۵۴۱ھ۔ حدیث کی تلاش میں چین تک سفر کیا بغداد میں امام ابو حامد غزالی سے فقہ حاصل کی۔ ادب ابوزکریا تبریزی سے سیکھا ابن عساکر۔ ابن سمعانی۔ ابوموسیٰ المدینی۔ علامہ ابوالفرج بن جوزی جو فن حدیث کے امام ہیں انہی کے شاگرد تھے۔ بغداد میں امام احمد بن حنبل کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

ابوالمطرف بن عمیرہ۔ ولادت ۵۸۰ھ وفات

۱ یہ اشعار معجم البلدان اور نفح الطیب کے مختلف مقامات سے لئے گئے ہیں۔
۲ نفح الطیب جلد اول صفحہ ۹ و جلد دوم صفحہ ۱۴۹
۳ یہ فہرست نفح الطیب کے مختلف مقامات سے ماخوذ ہے۔

۶۵۸ھ - مشہور محدث ہیں - ادب اور انشاء میں خاص ملکہ تھا - سلاطین بنوحفص اور موحدین کو اندلس کی تباہی پر امداد کی طلب کے لئے جو فصیح و بلیغ عریضے مسلمانوں نے بھیجے وہ اُن ہی کے قلم سے نکلے تھے مختلف مقامات میں قاضی رہے - علامہ ابن جوزی کے طریقے پر وعظ کہتے تھے - انکی تصنیفات یہ ہیں تاریخ جزیرہ میورقہ (میجورکا) - اختصار تاریخ ابن صاحب الصلوٰۃ وغیرہ -

ابواحمد جعفر الخزاعی - المتوفی ۶۳۴ھ - مشہور محدث اور فقیہ ہیں -

ابوعبداللہ بن تعیش - محدث

ابوالعباس بن امیہ - شاعر

ابن محرز - ولادت ۵۶۹ھ وفات ۶۵۵ھ حدیث اور فقہ کے بہت بڑے عالم اور ادیب اور شاعر تھے -

ابن حجاف - شاعر

ثابت الخشنی - المتوفی ۵۴۵ھ

ابوجعفر بن عبدالولی - شاعر

ابوالحکم - شاعر

ابن عمارہ - شاعر - فقیہ - تونس میں عہدۂ قضا پر ممتاز تھے -

ابن معقّس - المتوفی ۴۲۷ھ - شاعر - لغوی - ادیب مصر میں جا رہے تھے -

ابن ہاجر - ولادت ۵۲۰ھ وفات ۵۹۸ھ قاری - محدث - ۵۷۱ھ سے ۵۹۶ھ تک حدیث کی تلاش میں مشرق کا سفر کرتے رہے - تجارت کرتے تھے -

ابن جبیر - ولادت ۵۴۰ھ وفات ۶۱۴ھ تین دفعہ حدیث کی تلاش میں مشرق کا سفر کیا محدث - شاعر - ادیب - انکا مفصل حال اس پرچہ میں اور آیندہ پرچوں میں ملے گا -

ابن عبدون - شاعر

علی بن احمد - شاعر

ابن ہذیل - ولادت ۵۱۷ھ وفات ۵۸۳ھ لغت اور حدیث کے نامور عالم تھے - ایک مدت تک مشرق کا سفر کرتے رہے -

ابن سعد الخیر - مشہور بدیہہ گو شاعر

رصافی - نہایت لطیف گو شاعر -

بلنسیہ جو مسلمانوں کے عہد حکومت میں بطور ایک صوبہ کے تھا اس میں بہت سے قصبے اور قریے آباد تھے - جن میں سب سے مشہور قصبہ شاطبہ ہے جو خصوصیت کے ساتھ قرأت اور حدیث کا درس گاہ تھا - اور منظر کی لطافت اور خوبی کے لحاظ سے بھی بے نظیر تھا - یہاں کا کاغذ تمام اندلس میں مشہور تھا اور دور دور تک ... آتا تھا - ۶۴۵ھ میں مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا - [1]

ذیل میں ایک مختصر فہرست اُن مشہور علماء اور ادبا کی دیجاتی ہے جو اس قصبہ میں پیدا ہوئے[2]

رضی الدین - ولادت ۶۰۱ھ وفات ۶۸۴ھ فن لغت کے مشہور اور مسلم استاد تھے - ابوحیان جو فن لغت اور نحو میں امام مانے گئے ہیں انہی کے شاگرد تھے -

ابن عات - ولادت ۵۴۳ھ - صحاح جوہری کی شرح کئی جلدوں میں لکھی - علم کی تلاش میں مشرق کا سفر کیا - حدیث کے نہایت مشہور عالم تھے - ۶۰۹ھ میں جنگ عقاب میں شریک ہوئے اور میدان سے غائب ہوگئے -

ابن حیاز المتوفی ۶۱۸ھ - محدث

ابوالحسن بن عبدالولی - محدث

ابن لب - المتوفی ۶۴۰ھ محدث القاہرہ میں حدیث کا درس دیتے تھے -

ابن سراقہ - ولادت ۵۹۲ھ وفات ۶۶۲ھ شاطبہ کے علما اور مشایخ صوفیہ میں سے ہیں - حدیث کی تلاش میں مشرق کا سفر کیا -

ابن یعقوب الخزرجی - قاضی بجایہ - قضاۃ اور علما کے خاندان سے ہیں - اصول فقہ اور عربیت میں کامل تھے -

ابن ثعلبہ - المتوفی ۶۶۵ھ - محدث حدیث کے لئے مشرق کا سفر کیا -

امام شاطبی - ولادت ۵۳۸ھ وفات ۵۹۰ھ محدث فقیہ - نحوی اور فن قرارت کے امام ہیں حرز الامانی اور عقیلہ انکے دو منظوم رسالے فن قرارت میں ہیں جو نہایت مقبول ہوئے ہیں اور آجتک قاری انکو حفظ کرتے ہیں ۵۷۲ھ میں مصر کا سفر کیا - قاضی فاضل نے مدرسہ فاضلیہ میں درس دیا جو القاہرہ میں ہے - اور وہیں مدفون ہوئے - شاعر - نحوی - دمشق کے مدرسہ اقبالیہ میں درس دیتے تھے - سلطان صلاح الدین کی مدح میں قصائد لکھے -

ابن ابی الربیع - ولادت ۵۵۵ھ وفات ۶۴۲ھ - قاری - محدث اور صاحب تصنیف تھے

ابن سعادہ - ۴۹۶ھ ولادت ۵۵۵ھ وفات - قاضی شاطبہ - حدیث - تفسیر - فقہ - لغت - ادب - اور علم کلام کے عالم تھے - ۵۲۰ھ میں مشرق کے سفر کو نکلے -

منصف بلنسیہ کے مضافات میں ایک قریہ تھا - طارق بن یعیش المتوفی ۵۴۹ھ یہیں کا نامور فقیہ اور شاعر تھا -

بطرنہ بھی ایک قریہ تھا جہاں عیسائیوں اور مسلمانوں میں مشہور معرکہ جنگ برپا ہوا - ابن خزاز اسی قریہ کا مشہور شاعر اور المریہ کے فرمانروا ابن صمادح کا مداح تھا -

اسی نواح میں ایک اور قریہ تھا جو منیطہ کے نام سے موسوم تھا اس قریہ میں کثرت سے علما اور شعرا پیدا ہوئے - اندہ بھی جسکے پہاڑوں میں رسے کی کانیں ہیں بلنسیہ کے مضافات میں شامل تھا - ابوجعفر احمد بن حسن القضاعی المتوفی ۵۹۸ھ جو اندلس کے مشہور سیاح ابن جبیر کے ساتھ ہمسفر رہے تھے اسی قصبہ کے محدث تھے اور انکو حدیث کے سوا ادب اور فن طب میں بھی کمال حاصل تھا - غرناطہ کے گورنر عثمان بن عبدالمومن نے انکو اپنا سکرٹری بنالیا تھا -

جزیرہ شقر جو ۶۳۹ھ میں مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا - بلنسیہ کے ساتھ حلقہ انتظام میں شامل تھا - ابن حاضر المتوفی ۶۳۹ھ اسی جزیرہ کے عالم تھے جنہوں نے حدیث کے لئے مشرق کا سفر کیا اور القاہرہ میں وفات پائی -

---

[1] نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۰۳ و جلد دوم صفحہ ۷۶۷ -

[2] نفح الطیب کے مختلف مقامات سے ماخوذ ہے

مقدمہ کی ۲۷ تاریخ

ہمارے ناظرین اس مقدمہ کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے جسقدر مضطرب اور بیقرار ہیں اُس کا اندازہ اُن خطوط سے ہو سکتا ہے جو ہر روز ڈاک میں آتے ہیں۔ جہانتک تو اجمالی طور پر سب کو معلوم ہے کہ ۱۱ جنوری ۱۸۹۹ء سے بعد مقدمہ ۲۷ جنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہوا تھا اس لئے اب ۲۷ تاریخ کے حالات کا جسقدر انتظار ہو سکتا ہے اُس کا اندازہ ہم زبان قلم سے بیان نہیں کر سکتے۔

اس سے پیشتر کہ ہم اپنے ناظرین کو ۲۶ تاریخ کی صبح سے لیکر جبکہ حضرت اقدس سلمہ ربہ مع احباب ایک روز پیشتر سے دار الامان قادیان سے بغرض مقدمہ پیروی مقدمہ روانہ ہوئے ۲۸ جنوری کی شام تک واپس قادیان میں لائیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کوائف اور حالات پر ایک پُر غور نظر کرنیکے لئے بطور اصول ایک دو ضروری باتوں کا اظہار کر لیں۔

صادق اور راستباز کی صداقت

اور راستبازی کا اللہ تعالیٰ دنیا میں مختلف طریق اور پہلوؤں پر ثبوت دیا کرتا ہے کیونکہ طبایع انسانی مختلف رنگوں پر پڑی ہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو ہر ایک روح کی کمال ہدایت مقصود ہے اس لئے ہر ایک کی فطرت کی افتاد کا لحاظ رکھکر بینات ظاہر ہوتے ہیں۔

بعض انسان ایسے ہوتے ہیں کہ وہ صرف صادق کے اقوال کو ہی سنکر اُسکی صداقت کے قایل ہو سکتے ہیں بعض اُسکے کریکٹر کو اپنا خضر راہ قرار دے سکتے ہیں بعض اُن نشانات اور آیات کو دیکھکر گرویدہ ہوتے ہیں جو اُسکو دیجاتی ہیں الغرض صادق کی صداقت کے اثبات کیلئے مختلف معیار اور کسوٹیاں ہوتی ہیں اور وہ طبایع انسانی کے موافق ہوا کرتی ہیں۔

منجملہ اُن آثار کے ایک یہ بھی ہے کہ عام خلق اللہ کے دلمیں اللہ تعالیٰ اُسکی قبولیت اور محبت ڈال دیتا ہے اور یہ قبولیت اور محبت ایسے طریق پر ہوتی ہے کہ وہ دل اور روح جو اُسکی محبت میں مسخر ہو جاتی ہے کوئی وجہ اور دلیل اُسکی بظاہر نہیں بتلا سکتا اور یہ اس لئے کہ وہ فعل الٰہی ہوتا ہے جسکے اسرار پر انسان کہانتک پہنچے

جا سکتا ہے۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ ایک سلیم الفطرت انسان جس کا کانشنس سُن اور چپ نہ ہو اُس قبولیت سے ہی صادق کو پا سکتا ہے جو عام طور پر اُسکو حاصل ہو جاتی ہے اور خصوصیت سے اُسکی جماعت میں اُسکے لئے ایک وفاداری اور فرمان پذیری کے رنگ میں متشکل ہوتی ہے۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ قبولیت اور خصوصیت جو اُس کے لئے پیدا کیجاتی ہے ایک خاص اثر رکھتی ہے جبکہ وہ ایسے حال اور وقت پر ہو جبکہ ظاہر اسباب ایسے ہوں کہ وہ متروک القوم سمجھا جانے کو ہو یعنے بظاہر ایسے مشکلات اور مصائب سے اُسے سامنا ہو کہ غیر تو غیر احباب بھی اگر خدا تعالیٰ کا فضل اُنکو نہ تھامے الگ ہو سکتے ہوں۔

پس ان امور کو اپنے ذہن میں رکھکر ناظرین ہمارے ساتھ ہو لیں ہم اُنکو قادیان کی اُس مسجد سے لیکر جسکی نسبت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کان امنا من دخلہ دہاریوال کے اُس خیمہ تک لیجاتے ہیں (جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے ۲۷ تاریخ کو صرف ایک مقدمہ کی سماعت کے لئے لگا رکھا ہے) اور پھر وہاں سے اُنکو اُسی دار الامان تک واپس لاتے ہیں۔

دار الامان سے روانگی | ۲۵ جنوری ۱۸۹۹ء کی رات کو ہی حضرت اقدس نے علی الصباح روانگی کا حکم دیدیا تھا چنانچہ حسب معمول حکیم فضل الدین صاحب بھیروی کے اہتمام میں روانگی کا انتظام ہوا۔ حضرت اقدس براہ راست بسواری پالکی دہاریوال کی طرف چلے حضور کے ہمراہ جناب سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب مدراسی جو ایک روز پیشتر سے آپہونچے تھے بسواری یکہ روانہ ہوئے اور اکثر خدام والا پیادہ حضور کے ہمراہ چلے

جناب مولانا مولوی الحکیم نور الدین صاحب مع چند احباب کے حسب معمول براہ بٹالہ بسواری ریل پہونچنے کے لئے یکہ پر سوار ہو کر بٹالہ کو روانہ ہوئے۔

حضرت اقدس دار الامان سے ۲۶ جنوری کو ۱۱ بجے کے قریب چلے اور بٹالہ کی طرف سے جانیوالے احباب ساڑھے آٹھ روانہ ہو چکے تھے بہر حال حضرت اقدس براہ راست بسواری پالکی اور دوسرے

احباب بسواری ریل روانہ ہوئے۔

فرودگاہ | چونکہ دہاریوال ایک ایسی جگہ ہے جہاں خاص طور پر فرودگاہ کا انتظام کرنا کسی قدر وقت طلب تھا (گو ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہاؤس نے کوشش کرنی چاہی تھی کہ فرودگاہ کا وہیں انتظام کریں) اس لئے پہلے سے انتظام کرنا مناسب سمجھا گیا تھا چنانچہ چودھری نبی بخش نمبردار بٹالہ اور میاں عبد العزیز پٹواری اور میاں جمال الدین و خیر الدین وغیرہ سیکھواں والے اس انتظام میں مصروف تھے اور اُنہوں نے موضع لیل میں جو دہاریوال سے قریباً ایک میل کے فاصلے پر ہے فرودگاہ کا انتظام کیا تھا جزاہم اللہ احسن الجزا۔

فرودگاہ کی مشکلات اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اونکا دور ہونا | باوجودیکہ فرودگاہ کے لئے بہت سی مخالفتیں کی گئی تھیں لیکن خدا تعالیٰ کے کمال فضل سے وہ ساری رکاوٹیں اور مشکلات دور ہو گئیں اور الٰہ بخش و گھیسا ساکنان لیل نے اُن پر زور اختلاف اور سر توڑ مخالفانہ کوششوں پر بھی ایک وسیع مکان فرودگاہ کے لئے طیار کیا چونکہ زمینداروں کے مکانات معمولی ہوتے ہیں اس لئے اوسنے اوسکو مرمت کر کے خوب درست کیا اور اپنے طرز پر درست کر کے محبت اور صرف کے بعد طیار کیا اور ایسے فرش سے جو سردیوں کے موسم میں بہترین فرش ہو سکتا ہے سجایا اور ایک نیا دروازہ خاص اسی موقع کے لئے دیوار توڑ کر بنایا جس سے اوسکے اخلاص اور محبت کا پتہ لگ سکتا ہے یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ابھی تک اُس شخص کو مرزا صاحب سے تعلق مریدی نہیں ہے غرض فرودگاہ کا انتظام ہو گیا والحمد للہ علی ذالک۔

دہاریوال ریلوے سٹیشن پر احباب کا مجمع | جو احباب براہ بٹالہ بسواری ریل آئے تھے وہ کوئی ایک بجے کے قریب دہاریوال سٹیشن پر پہونچے سٹیشن پر اپنے دوست جو انتظام مکان کے لئے پہلے سے آگئے تھے موجود تھے۔ جس جوش مسرت اور فرط محبت سے اُنہوں نے احباب کو ریسیو کیا ہمارے خیال میں وہ خط اور مزا کسی بڑے امیر الامراء کو استقبال میں نہ آتا ہوگا جو اس سادہ دینداروں کے گروہ کو اپنے فقیرانہ رسیپشن میں ہوا۔ خدا تعالیٰ کی قدرت نمائیوں کا لطف آتا تھا مجھے کیونکہ

فالف بین قلوبہم - کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دکھایا ہے۔ ادہر ریلوے سٹیشن پر ہمارے فریق مخالف کے بہی چند آدمی تھے اُن میں سے ایک آ آکر اور ضرورۃ الامام دکھا دکھا کر کہتا تہا کہ "میں مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑہتا ہوں"۔ "محمد حسین مہدی کا پہلے سے منکر ہے"۔ "مجھے وہ تازہ اشتہار دو جو ابہی نکلا ہے" غرض وہ اپنی بیباکی اور لن ترانی سے اپنے آپ کو ایک بڑا ہوشیار اور مدبر سمجھتا تہا اور اپنی کنٹریبوشن سے بتلاتا تہا کہ میں تم کو ایک سادہ گروہ سمجھتا ہوں۔ بہر حال وہ اشتہار سٹیشن پر پڑھا گیا جسمیں عبد الحق غزنوی کے اوس اشتہار کی قلعی مولوی عبد اللہ ٹونکی اور مولوی غلام محمد بگوی نے کھولی ہے کہ حصول فتوائے متعلقہ محمد حسین میں کوئی دہوکا اور فریب نہیں ہوا۔ القصہ وہاں سے چلے۔

لیل میں ڈیرہ - ہم پچیس ۲۵ تیس ۳۰ آدمی کے قریب تہے جب موضع لیل کے پاس پہونچے تو عورتیں بچے جوان بوڑہے جس پر شوق نگاہوں سے ہماری طرف دیکھ رہے تہے اوس کا بیان ہم الفاظ میں نہیں کر سکتے الغرض فرودگاہ مجوزہ میں پہونچے کچھ دیر توقف کر کے وضو کیا اور نماز ظہر مولانا مولوی نور الدین صاحب نے پڑہائی۔ اور حضرت اقدس کی راہ تکنے لگے۔

لیل والوں کی دعوت - کہانے کے انتظام کے لئے جناب حکیم فضل الدین صاحب کو اہتمام کرنے والے تہے کہ مالکان مکان نے نہائت منت سے جس سے اون کے جوش اور اخلاص کا پتہ لگ سکتا ہے آکر عرض کی کہ ہماری دعوت قبول کی جاوے چنانچہ اونکی دعوت منظور کی گئی اور اون کے عورت و مرد طیاری میں لگے۔ جس مکان میں ہم اترے تہے اوس کے ارد گرد عورتوں بچوں کا ایک ہجوم ہو ہو جاتا تہا۔

فرودگاہ منتقل ہوتا ہے اور مجبوری دعوت منظور نہیں ہوسکتی ابہی دعوت کرنیوالے اسباب ان خریدنے ہی کو تہے کہ خبر آئی کہ جناب حضرت اقدس مع خدام والا موضع کہنڈہ میں رونق افروز ہو چکے ہیں اور وہیں قیام فرمایا ہے اور احباب کو وہیں بلایا ہے۔ اس خیال پر کہ شائد جناب کو اس فرودگاہ۔ مالکان مکان کی دعوت، اون کی سچی محبت اور اخلاص کا حال معلوم نہو مناسب یہہ سمجہا کہ عرض کیا جاوے اور بغرض تعمیل حکم سب نے اسباب اٹہا کر باہر رکھ لئے اور مالکان مکان کو سامان دعوت کرنے سے روکا گیا۔

لیل سے کہنڈہ چلو - آخر حضرت اقدس کے ارشاد کے موافق لیل سے سب احباب موضع کہنڈہ کو روانہ ہوے جو ایک میل سے کچھ زیادہ فاصلے پر واقع ہے اور وہاں کوئی سوا تین بجے کے قریب جا پہونچے حضرت اقدس مع خدام والا پہونچ چکے تہے اور نماز عصر پڑہ چکے تہے۔

تبدیلی فرودگاہ کا باعث ناظرین! یہہ امر آپ کو تعجب میں نہیں ڈال سکتا بلکہ آپ کے ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا کہ فرودگاہ کیوں بدلی گئی۔ ہم لوگ تو بسواری ریل آئے تہے اور حضرت اقدس جیسا کہ معلوم ہے بسواری پالکی۔ یہ امر مقرر شدہ تہا کہ مقام نزول لیل ہی ہوگا مگر حضرت اقدس کو راستہ میں رانی ایشر کور (زکنہ) دہام سردار جیمل سنگہ کی بیوہ (بہو) کا خاص آدمی پیام لے کر ملا۔ کہ آپ میرے ہاں قیام فرما دیں وہ رقعہ ہم کو نہیں مل سکا بہر حال اوس نے نہایت اخلاص اور جوش سے حضرت اقدس کو وہاں ٹہہرانا چاہا۔ اور حضرت اقدس نے منظور فرما لیا۔

اللہ تعالیٰ کے کام میں مصلحت ہے جب لیل سے روانہ ہو کر کہنڈہ آ پہونچے تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ "اللہ تعالےٰ کے ہر کام میں مصلحت ہے چونکہ سنا گیا ہے کہ محمد حسین بہی وہیں اُترنے والا تہا اس لئے اچہا ہوا کہ ہم وہاں نہیں ٹہہرے ایسے لوگوں سے دور ہی رہنا اچہا ہے"

رانی ایشرکور کی نذر اور دعوت تھوڑی دیر کے بعد رانی ایشرکور نے اپنے اہل کاروں کے ہاتھ ایک تھال مصری کا اور ایک باداموں کا بطور نذر پیش کیا اور کہلا بھیجا۔
بڑی مہربانی فرمائی میرے واسطے آپکا تشریف لانا ایسا ہی جیسے سردار جیمل سنگھ آنجہانی کا آنا۔ یہہ مطلب تھا اوس پیغام کا جو وہ اہلکار لائے اور دعوت کے لئے بھی کہا۔ حضرت اقدس نے نہایت سادگی اور اوس لہجہ میں جو اُن لوگوں میں خداداد ہوتا ہے فرمایا کہ اچھا آپ نے چونکہ دعوت کی ہے ہم یہ نذر بھی لے لیتے ہیں۔

رانی ایشرکور کا ضمناً تذکرہ اور اوسکی مہمان نوازی۔ رانی ایشرکور جو ایک بڑی لیئقہ اور منتظم عورت معلوم ہوتی ہیں سردار جیمل سنگھ بکنہ دہام کی بہو ہے اولاد نرینہ کوئی نہیں صرف ایک لڑکی ہے سندر سنگھ ایک لڑکے کو متبنے کیا تھا اوس کا بھی انتقال ہوا اوسکی یادگار دو لڑکے ہیں جو گیارہ اور آٹھ سال کے ہیں کہا جاتا ہے کہ قریباً دو اڑہائی ہزار گھماؤں زمین کی مالکہ ہیں ہم رانی صاحبہ کے متعلق پھر کبھی لکھینگے غرض نہایت فراخدلی اور اخلاص کے ساتھ دعوت کی گئی۔ اور ہر طرح سے مہمان نوازی کا پورا حق اپنے کہد کے موافق رانی صاحب نے ادا کیا۔
اہلکاروں نے جس معرفت سے خدمت کی اونکی نیک نیتی کی دلیل ہے۔ مکان بہت وسیع۔ فرش سے آراستہ تھا۔ کہانا مکلف دیا اور ہر طرح سے آرام ملا خدا تعالیٰ اوس کو اوس عمل خیر کی جزائے خیر دیگا۔

ایک سائل۔ کہانا کہا چکنے کے بعد ایک سفید ریش شخص کی بابت عرض کیا گیا کہ وہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہے حضرت اقدس نے نہایت فراخدلی سے فرمایا ہاں۔ چنانچہ وہ شخص پیش ہوا۔ اور اوس نے اپنی درخواست منظوم پیش کی۔
حضرت اقدس نے فرمایا کہ **استقلال** سے اگر طبیب کا علاج کیا جاوے وہ بہت مہربان ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ فائدہ بھی دیتا ہے اس پر مولوی صاحب نے جنکا تذکرہ بھی موجود تھا فرمایا کہ اس کے لئے **عرق شیر** مناسب ہوگا بہر حال اگر آپ صبح کو قارورہ دکھا ئیں تو میں پھر غور کروں گا اس کے بعد حضرت **امام** نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور سب اہل مجلس نے آپ کے ساتھ دُعا کی۔ **ان اللّٰہ یفعل ما یشاء**

بیعت۔ اس کے بعد منشی محمد علے پٹواری نے درخواست بیعت کی جس پر حضرت اقدس نے اوس کو داخل بیعت فرمایا۔

کیا سفر میں روزہ رکہیں؟ اس کے بعد آپ سے دریافت کیا گیا کہ سفر کے لئے روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ **فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر** یعنے مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے اس میں امر ہے یہ اللّٰہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کا اختیار ہو رکھ لے جس کا اختیار ہو نہ رکھے میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہیں رکھنا چاہیئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر عدۃ من ایام اخر کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔

اس پر مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ "یوں بھی تو انسان کو بہتیں کچھ روزے رکھنے چاہئیں"
(ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ ایک موقع پر حضرت اقدس نے فرمایا تہا کہ سفر میں تکالیف اٹہا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللّٰہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے اوسکی اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا یہ غلطی ہے اللّٰہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے)
اس کے بعد اکثر لوگ اپنے اپنے بستروں پر جا بیٹھے۔

اور احباب آتے ہیں رات کو جو گاڑی آئی ہے اوس میں کپورتھلہ۔ جالندھر۔ جہلم۔ لاہور وغیرہ مقامات سے اور بھی احباب کثرت سے آگئے۔ غرض ۲۶ر کی رات اسی طرح ایک جلسہ کے طور پر گذری

۲۷ر جنوری ۱۸۹۹ء

نماز صبح صبح کی نماز دو مختلف مکانوں میں بوجہ کثرت مردمان پڑہی گئی۔ اور بعد نماز ہی روانگی کا حکم ہوا۔

کیمپ کو چلو۔ سورج کی شعاعیں مشرق سے ابھی پورے طور پر نکلی بھی نہیں کہ یہ قافلہ جس کا قافلہ سالار وہ **امام** تہا جو خدا تعالیٰ کا مامور ہو کر آیا ہے کہنڈہ سے کیمپ کو چلا۔ عام لوگوں کا انبوہ اور ہجوم ایک عجیب اثر ڈال رہا تہا۔ اور وہ **قبولیت اور محبت** جو لوگوں کو تہی بتلا رہی تھی کہ لاریب وہ خدا کی طرف سے ہے۔ الغرض آہستہ آہستہ معمولی رفتار سے بہاریوال کی طرف چلے جب ریلوے سٹیشن سے کوئی آدہ میل کے فاصلے پر پہنچے تو سامنے موضع لیل سے کوئی چار یا پانچ آدمی نکلتے ہوئے دکھائی دئے۔

وہ دوڑتا ہوا کون ہے؟ اس گروہ میں سے کسی کی آنکھ جو ادہر پڑی تو ایک آواز ہمارے کان میں پہونچی کہ وہ کون دوڑتا ہے؟ جس کا جواب اوسی آواز نے دیا کہ محمد حسین ہے چونکہ ریل گاڑی آ رہی تھی اس لئے محمد حسین ایک وکیل صاحب کو گرفت کرنے کے لئے دامن اُٹھائے بہاگا جا رہا تہا۔

یہاں سے سبق لو۔ چونکہ صادق اور مامور من اللّٰہ ہر آن ایک **راحت اور لذت** میں ہوتا ہے وہ مقصد کے لئے بیصبری سے بیقرار نہیں ہو ہو جاتا ہے کہ دنیا والے نہایت جوش اور سرگرمی سے بہاگتے ہیں مگر **برودت** اور استقلال کے رنگ میں جو علامت ہے

وہ لوگ جو خدا تعالیٰ سے نصرت نہیں پاسکتے جنکے لئے اجابت دعا کے دروازے نہیں کھلتے وہ اپنے اندر ایک گھبراہٹ اور اضطراب پاتے ہیں اس لئے بے صبر ہو ہو کر ہر ایک کام کرتے ہیں یہ ایک نشان ہے مامور من اللہ اور صادق کی شناخت کا مبارک وہ جو اسے دیکھتا ہے اور اس سے سبق لیتا ہے۔ غرض [illegible] ریلوے کی سڑک گذر کر کارخانہ [illegible] سے چلے۔ آپکے خدام کا گروہ دور تک [illegible] آرہا تھا۔

کارخانہ کے لوگ کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ جب کارخانہ کے متصل سے گذرے تو بعض ملازم باہر نکل آئے۔ اور نہایت غور اور محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے اوس وقت نظارہ سے دل پر ایک خاص اثر ہوتا تھا۔ کارخانہ کے متعلق ذکر میں فرمایا۔ کہ اسکو کسی وقت دیکھنا چاہیئے دیکھی ہوئی چیز کچھ کار ہی دیتی ہے"

ایک شخص نے کہا کہ حضرت جیسے ایکا یکی تو مجھے خدا تعالیٰ کی قدرت [illegible] عجیب جوش آیا اور جب تک میں نے چار رکعت نماز نہ پڑھ لی صبر نہ آیا حضرت نے فرمایا اصل بات یہ ہے کہ یہ ساری باتیں اس سے ہیں کہ وہ اپنا جلوہ دکھا رہا ہے۔ دیکھو کیڑے تک کس قدر طاقتیں دی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تو ساری ہی طاقتیں اور قوتیں ہیں۔

آگے بہت سے آدمی کھڑے تھے اور ایسے طور سے گویا منتظر اور چشم براہ ہیں پاس پہونچے تو انہوں نے نہایت محبت اور جوش سے پکار کر کہا "السلام علیکم" جواباً ادہر سے بھی اوسی لہجہ کے ساتھ علیکم السلام کی آواز اٹھی اور سننے والوں پر عجیب حالت طاری ہوئی

الغرض خراماں خراماں آپ جا رہے تھے اور زن و مرد ادہر ادہر سے نکل نکل کر دیکھ رہے تھے ایک دیکھنے والے کو حیرت ہو سکتی تھی کہ وہ کیا بات ہے کہ لوگ محو نظارہ ہوئے ایک جوش سے بیقرار ہو ہو چلے آتے ہیں یہ خدا کا فضل تھا اور کچھ نہ تھا۔ اور وہ جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔

ذرا اور آگے ڈاکخانہ کے متصل پہونچے تو کارخانہ کے ہندو مسلمان ملازم اور ڈاکخانہ کے کلرک دوڑ کر آگے آگئے اور انہوں نے کیمپ کا پتہ بتلایا اس راستہ میں حضرت اقدس نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کی ایک مبشر رویا بتلائی۔ غرض نہر کے پل پر پہونچے اور خیمہ نظر آیا۔

چپراسیوں اور اردلیوں نے ذوق شوق سے سلام کیا آپ آگے آگے جا رہے تھے اور یہاں تک خلقت کا خاصا انبوہ ہو گیا تھا۔ نہر کو دیکھ کر اور اوسکے ارد گرد درختوں کے نظارہ کو دیکھ کر فرمایا "کہ بہت اچھی جگہ ہے" الغرض خیمہ سے کوئی سو قدم کے فاصلہ پر فرش ہو گیا اور آپ بیٹھ گئے اور وفادار اور فرمانبردار خدام کا گروہ ارد گرد حلقہ باندھ کر مودبانہ بیٹھ گیا ابھی چند منٹ ہی نہ گذرے ہوں گے کہ خلقت کے جھنڈ کے جھنڈ آنے شروع ہوئے اور چند ہی منٹوں میں کوئی تین چار سو آدمی جمع ہو گیا یہاں تک کہ بعض احباب نے لوگوں کو ہٹانا چاہا تو انہوں نے کہا کہ

"اسیں زیارت کرن آئے آں تسی سانوں ہٹاؤندے ہو کم کاج چھڈ کے کتیاں کوہاں توں چلے آئے ہاں"

یعنے ہم کاروبار چھوڑ کر زیارت کے لئے آئے ہیں اور آپ روکتے ہیں۔

پھر کسی کو کچھ نہ کہا گیا اور یہ مجمع اس قدر بڑھا اس قدر بڑھا کہ حضرت کو بیٹھنا دشوار ہو گیا اس لئے آپ اٹھ کر ٹہلنے لگے ادہر ادہر نہر کی پٹڑی پر چہل قدمی کرتے تھے اور دو رویہ آدمیوں کی دیواریں تھیں کہ متحرک نظر آتی تھیں ہم حیران ہیں کہ کن الفاظ میں اس نظارہ کو دکھائیں۔

قریباً بارہ بجے کے صاحب بہادر نے آپ کو طلب فرمایا خیمہ کے ارد گرد کوئی تین سو قدم کے اندر اندر ایک میلا لگا ہوا تھا خلقت کا ہجوم بڑھ رہا تھا اور دو ڈھائی ہزار تک نوبت پہنچ چکی تھی۔

عدالت کا کمرہ۔ خیمہ میں جو عدالت کا کمرہ بنایا گیا تھا صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اونکا منشی اور کورٹ انسپکٹر اور ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ موجود تھے حضرت اقدس کی طرف سے حسب معمول مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر لاہور جناب مسٹر براؤن صاحب پلیڈر لاہور خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور پیش ہوئے محمد حسین آج ایک نئے قانونی مشیر [illegible] لائے تھے اور پہلے پیروکار صاحب سے کسی شبہ کی وجہ سے قطع تعلق کر لیا تھا یہ صاحب بہادر لاہور میں کام کرتے [illegible] میں پیش ہوتے ہی مسٹر براؤن صاحب پیروکار محمد حسین نے عذر پیش کیا کہ جدید قانون کے رو سے ایک ہی ضلع میں محمد حسین بنام جناب مرزا صاحب کا مقدمہ سماعت نہیں ہو سکتا چنانچہ اس قانونی وجہ سے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے آئندہ تاریخ سماعت مقدمہ ۱۴ فروری ۱۸۹۹ء مقرر کی اور سب سے پہلے مرزا صاحب کا مقدمہ سننے کا حکم دیا۔ اور پھر از سر نو نیا نوٹس بھیجنے کا ارشاد فرمایا۔ گویا سابقہ کل کارروائی کالعدم ہی سمجھی گئی۔ اب پھر ۱۴ ار تاریخ سے اصلی معنوں میں مقدمہ شروع ہوگا۔

باہر کا نظارہ۔ لوگ اسوقت تک اسقدر کثرت سے جمع ہو گئے تھے کہ کسی صورت میں اونکی تعداد چار ہزار سے کم نہ ہو گی۔

محمد حسین کا جمعہ۔ ادہر میاں محمد حسین چند آدمیوں کے ہمراہ درختوں کے نیچے ایک تھڑے پر تھے۔ اور بار بار آوازیں آتی تھیں کہ جو مسلمان ہے آکر نماز پڑھ لے اس قدر گلا پھاڑ پھاڑ کر یہ آوازیں دیجاتی تھیں کہ اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آسکتی۔

غرض محمد حسین نے نماز کی طیاری کی مختلف روایتوں کی بنا پر اسکے ساتھ بارہ سے لے کر بیس تک آدمی تھے مگر محمد حسین کے شاگرد رشید علی محمد خیاط کے بیان کے موافق دو اور تین سو کے درمیان ہم اس بیان میں محمد علی ہی کے بیان کو گو وہ غلط ہے تسلیم کر لیں گے۔ غرض محمد حسین نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائی اور نماز کے لئے طیاری کی۔

حضرت اقدس اور جمعہ کی نماز۔ حضرت اقدس نے نماز جمعہ کے لئے طیاری فرمائی اور صفوف کی تعداد جو حضرت اقدس کے ہمراہ تھیں تعداد میں سترہ تھی اور ہر صف میں

بالاوسط ڈیڑہ سو آدمی تھے اور کل تعداد تین ہزار کے قریب تہی۔ لوگوں میں جو محبت اور جوش۔صدق اور اخلاص تہا اس سے معلوم ہوتا تہا کہ یہ اُس عزیز خدا کا کام ہے جو جسکو چاہتا ہے عزیز الملک بنا دے۔!

چونکہ روانگی کا بہی خیال تہا مولانا مولوی نورالدین صاحب خطبہ کے لئے کہڑے ہوئے جو خطبہ آپ نے پڑہا دوسرے موقع پر ہم نے درج کیا ہے۔خطبہ میں ایک خاص جوش اور اثر تہا صدہا آنکھیں تہیں جو رو رہی اور صدہا دل متاثر ہو کر اپنے آثار چہروں سے دکہا رہے تہے۔

خطبہ کے وقت تک کارخانہ کے مزدوروں کو بہی رخصت مل چکی تہی اور ہندو مسلمان بچے بوڑہے حلقہ باندہے ہوئے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تہے بیچ میں نماز ہو رہی تہی اور ارد گرد حلقہ تہا۔ آخر نماز ادا ہوئی۔ پہر کارخانہ کے بعض انگریز بہی جوش زیارت سے بے تاب ہو کر چلے آئے اور اکثر لیڈیاں بہی آئیں جو اژدہام کیوجہ سے رسائی نہ پا سکیں انگریزوں نے آرزو ظاہر کی کہ مرزا صاحب اپنے دیدار فیض آثار سے اُن کو بہرہ مند کریں چنانچہ آپ سامنے آ کہڑے ہوئے اُس وقت جو نور آپ کے چہرہ پر تہا اُس کا نقشہ کہینچنا کسی مصور کا کام ہے۔مسرت مجسم بنے ہوئے تہے۔

عرصہ تک وہ انگریز دیکہتے رہے اور گویا محو ہو گئے۔ پہر نماز عصر کے لئے جماعت کہڑی ہوئی اور وہ چلے گئے۔ بعد ادائے نماز لوگوں کا انبوہ حد سے گذر گیا چلنے کو راستہ نہ ملتا تہا آخر عبادت علی نام ایک شخص نے کہا کہ حضور لوگ دور دور سے کاروبار چھوڑ کر آئے ہیں حضور اس پل پر کہڑے ہو کر سب کو زیارت کرا دیں چنانچہ آپ کہڑے ہوئے اور اُس شخص نے آواز بلند سے دیکہا کہ تین سو قدم کے اندر آدم زاد ہی نظر آتے تہے۔آپ چند منٹ وہاں کہڑے رہے اور پہر اُتر آئے اور چلے آئے اوسکے بعد لوگ کہنڈہ تک ہمراہ گئے۔

کہنڈہ سے روانگی۔حضرت اقدس تہوڑی دیر ٹہہر کر کہنڈہ سے براہ راست دارالامان کو روانہ ہوئے اور حضور کے ہمراہ کوئی ستر اسّی آدمی ہوں گے۔ اور ہم اور چند اور بہائی براہ ریل جانے کے لئے دہاریوال کو چلے۔ راستہ میں بیسیوں آدمی ملے جو دوڑے چلے آتے تہے۔ اور پوچھتے جاتے تہے کہ "سرکار" ابہی روانہ تو نہیں ہوئے۔ الغرض دہاریوال اور کہنڈہ کے درمیان لوگوں کا ایک تانتا سا لگا ہوا تہا۔ جس سے اوس قبولیت کا پتہ لگتا تہا جو خدا نے اس امام کو دی ہے

ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء

رپورٹ جلسہ سالانہ

آخرکار وہ رپورٹ جس کا ایک سال سے انتظار تہا شائع ہو گئی ۱۹۲ صفحہ پر ختم ہوئی ہے۔مضامین کی نسبت ہم کو کچہہ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین زبردست اور عظیم الشان تقریریں ہیں جو گویا رپورٹ کی روح ہیں ان ہر سہ تقریروں میں تقویٰ کے مراتب۔ نماز کی فلاسفی۔ اخلاق فاضلہ کی کیفیت معجزات اور خوارق کی حقیقت کے علاوہ قرآن کریم کے صدہا معارف اور حقائق بیان فرمائے ہیں جو صرف دیکہنے سے تعلق رکہتے ہیں۔

پہر جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی دو زبردست تقریریں ہیں جنہیں قرآنی تحدیوں اور پیشگوئیوں کی فلسفی پر بحث کی گئی ہے اور قرآنی تعلیم اور ویدوں کی بے مانندیت پر عجیب اور لطیف پیرایہ میں گفتگو ہے۔ اور اعجاز قرآنی پر ایک گہری نگاہ ڈالی ہے پہر جناب حکیم مولانا مولوی نورالدین صاحب مشہور فاضل واقف اسرار قرآنی کی ایک لطیف تقریر ضرورت خلافت پر ہے جسکے ضمن میں بے بہا معارف قرآن بیان فرمائے ہیں۔ آخر میں مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی کا فارسی قصیدہ اور مولوی قائم الدین بی اے کا عربی قصیدہ درج ہے۔ شروع میں خاکسار ایڈیٹر کی طرف سے ایک انٹروڈکشن ہے جسمیں حضرت اقدس کی سترہ سالہ کارروائی پر ریویو کیا ہے۔

غرض ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہہ کتاب شروع کر کے ختم کئے بدوں چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ چونکہ کتاب کی طبع ہونے پر بایں وجہ کہ کتابت امرتسر کرائی جاتی تہی اور تمام ضروری سامان پریس کاغذ وغیرہ دوسری جگہ سے لانا پڑتا ہے خرچ امید سے زیادہ آ گیا ہے اس لئے قیمت ایک روپیہ رکہی گئی ہے۔ مگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ دُرِّ بے بہا جو قرآنی معارف و اسرار ہیں اس قیمت پر بہی سستے ہیں جن احباب نے بہ نظر امداد کارخانہ

پچاس پچاس اور سو سو جلدیں خرید فرمانے کا وعدہ کیا ہوا ہے ہم کو امید ہے کہ وہ اپنے وعدہ کی طرف خیال فرمائیں گے۔

جن احباب کی درخواستیں ایک ایک دو دو جلدوں کے لئے آئی ہوئی ہیں اون کی خدمت میں اور خریداران اخبار کی خدمت میں رپورٹ بصیغہ وی پی روانہ ہو رہی ہے۔ ہم ایک بار اور کہنا چاہتے ہیں کہ رپورٹ کی متعدد جلدیں خریدنے والے احباب نے محض اعانت کارخانہ الحکم اور اشاعت مشن کو ملحوظ رکھا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ چاہیگا تو اس امداد پر جو وعدے پورے ہونے کی صورت میں جس کی کامل امید کی جاتی ہے ہم کسی اور مفید کام کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ کیونکہ مالی مشکلات ہی سخت ترین مشکلات ہیں۔ تمام درخواستیں خاکسار ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہئیں۔

خونی پھول۔ برسوں سے باغات ونیگن واقع روم سرخ گلاب کے پھولوں کے لئے مشہور رہیں اور انہیں خوشبو بھی ایسی ہوتی ہے کہ تمام یورپ میں مشہور ہیں۔ اب کسی نے دریافت کیا ہے کہ پوپ روم کا مالی درختوں کو بجائے پانی کے خون سے سینچتا ہے لیکن ان میں سے ایک درخت ایسا ہے جو صرف آدمیوں کی قبروں ہی پر سرسبز رہتا ہے اور انہیں مقامات پر جمتا ہے جہاں سخت خونریزی ہوئی ہے۔ ایسی ہی روائتیں پھولوں کی نیو مارکٹ میں مشہور ہیں۔ یہ مقام ایک عجیب پرانی خندق کے لئے بہت مشہور ہے جو مخالفت جنگ کے لئے کھودی گئی تھی۔ اب یہ خندق آدمیوں کی ہڈیوں سے بھری ہوئی ہے یہ مقام ڈارلنگھم تک چھ میل لمبا ہے۔ اسی مقام بلیڈوی فلاور (خونی پھول) ہوتے ہیں یہ پھول پانچ یا چھ پنکھڑیوں کا ایک نہایت سرخ یا عنابی ہوتا ہے اور جون جولائی کے مہینے میں بکثرت ہوتا ہے جس فصل میں یہ پھول کھلتے ہیں صدہا آدمی گل چینی کے لئے آتے ہیں۔ ؎

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں

نواب لفٹنٹ گورنر برہما۔ سر فریڈرک فرائر صاحب کی نسبت جو رخصت پر ولائت تشریف لے جانے کی خبر تھی وہ غلط ثابت ہوئی ہز آنر ۲۷ جنوری کو کلکتہ سے رنگون کو روانہ ہوئے دوران قیام کلکتہ میں بہت سی ضروری باتوں کا گورنمنٹ ہند کے ساتھ تصفیہ کر گئے ہیں۔ یہ بات طے ہو گئی ہے کہ لوئر برہما کے لئے ایک چیف کورٹ قایم ہوگی جس میں بالفعل تین جج ہوں گے اور سول افیسران برہما کی تنخواہیں پنجاب اور ممالک متوسط کے پیمانہ ہوں گی۔ سب سے بڑا جھگڑا رنگون میونسپلٹی کے متعلق یہ فیصلہ ہوا کہ ایک بڑی معقول آمدنی کی زمین جو گورنمنٹ نے ضبط کر لی تھی وہ میونسپلٹی کو واگزار کی گئی۔ علاوہ ازیں گورنمنٹ نے ۲۰ لاکھ روپیہ پبلک ورکس کے لئے سال رواں میں اور منظور کیا ہے اور برہما روبی مائن کمپنی کے کرایہ میں صاحب وزیر ہند ۲ لاکھ روپیہ کم کر دیا کیونکہ چند سال سے کانہائے یاقوت میں منافع بہت کم رہا۔

برقی پیغام بغیر تار کے۔ یہ ہمارے زمانہ کی ایک عجیب ایجاد ہے جو ایک اٹلی کے باشندے سنگر کونی نے حال میں دریافت کی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ نہ تو برقی تار بلیوں پر کھڑے کیے جائیں اور نہ اونکی لاگت اور نگرانی کا خرچ اٹھایا جائے بلکہ بغیر انکی مدد کے بھی برقی رو سے پیغام ایک مقام سے دوسرے مقام تک جاسکتے ہیں۔ برقی رو اس مشین کے ذریعہ سے باہر بھیجی جاتی ہے۔ اس آلہ کے بڑے بیلن میں ایک برقی ماہری کام کرتی رہتی ہے اور اس کے محاذ میں پیتل کے چار گولے ہیں جنکے مابین چنگاریاں پیدا ہوتی ہیں۔ بائیں ہاتھ کا گولہ ایک تار کے ساتھ ملا ہوا ہے جو بلند کنڈکٹر کی طرف جاتی ہے۔ پچھلے دنوں محل آسبورن میں جو حضور ملکہ معظمہ کا محل ہے اس مشین پر تجربے کئے گئے ہیں جبکہ حضور قیصرہ ہند کے پیغامات حضور پرنس آف ویلز کے پاس جو سمندر میں اپنے جہاز میں تفریحی سفر کر رہے تھے جایا کرتے تھے۔

اعلان۔ اگر آپکو ریشمی و سوتی کمربند اور ازاربند بہت عمدہ نہایت خوبصورت درکار ہوں تو اس پتہ سے بذریعہ وی پی طلب کریں۔ بمقام کلانور ضلع گورداسپور۔ شیخ غلام غوث و فضل الٰہی دکاندار

پاک شاعری

مسدس از فیروز ڈسکوی بر نظم حضرت اقدس در مدح قرآن شریف

کلام پاک خالق کی عجب عظمت عجب شاں ہے
کہ مثل مہر تاباں چرخ رفعت پر درخشاں ہے
نجوم آسماں کی طرح ہر اک نقطہ رخشاں ہے
مثال کہکشاں ہر ایک سطر اسکی نمایاں ہے
جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

کلام پاک ربانی ہے جگ میں گوہر یکتا
چمک میں آفتاب آسماں ہرگز نہیں ویسا
زمین و آسماں میں جگمگاتا نور ہے اُس کا
ہے اک اک لفظ میں اسکے عیاں اللہ کا جلوہ
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں غور کر دیکھا
بھلا کیونکر نہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

نہیں ایسا درخت پر ثمر اک باغ قدرت میں
جو خوشبو اس میں ہے ہرگز نہیں گلہائے جنت میں
یہ ہر اک پھول سے ہے بڑھ گیا خوشبو و نکہت میں
معطر ہو گئے سارے دماغ اس کی ہیں ساعت میں
بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کہیں حق کے گلستاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کہیں اس باغ و بستاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کہیں اس نور تاباں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کہیں اس مہر رخشاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کلام پاک رحماں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

زمیں پر کوئی ہو نور صداقت یا فلک پر ہو
نہ اس خورشید تاباں سے کہیں وہ نور باہر ہو
حکیمان جہاں کا قول کوئی کتنا بڑھکر ہو
کلام پاک رحماں کے نہ پر ہرگز وہ ہمسر ہو
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

بشر کتنا لگائے زور اور کوشش کرے کتنی
مدد کو وہ بلائے ساتھ اپنے سب جہاں کو بھی
نہ اسکے قول کو نسبت کلام حق سے ہو اتنی
کہ نسبت آفتاب چرخ کو ذرہ سے ہو جتنی
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے

نظر آتا نہیں قرآن سا نور نظر ہرگز
نہ ایسا چشم دل کو ہے کوئی کحل البصر ہرگز
نظیر اس کی نہ کوئی لا سکے جن و بشر ہرگز
نہیں دنیا میں ایسا چاند کوئی جلوہ گر ہرگز
بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اسپہ آساں ہے

کلام حق کو کہنا افترا اور جعل اور جھوٹا
بلاشک ہے خدا کے عرش کو یہ قول لرزاتا
یہ ایسا بول تمکو بولنا ہرگز نہیں زیبا
کلام پاک کی تکذیب یوں کرنا نہیں اچھا
ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

مقابل میں کلام اللہ کے کیا توریت کی شاں ہے
یہ انجیل محرف کب کلام حق کے شایاں ہے
جو بید بے ثمر ہے اس میں کیا طاقت ہے کیا جاں ہے
تصرف ہے بشر کا اُن میں اور یہ قول رحماں ہے
خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے

معارف اور حقائق میں فقط قرآن ہے یکتا
نظیر اسکی نہیں ممکن تصور میں کبھی اصلا
خدا کی ذات واحد کا نہیں جس طرح ہمتا
کلام پاک کا بھی کوئی ہمسر ہو نہیں سکتا
اگر اقرار ہے تمکو خدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اسقدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

خدا کے پاک قرآں سے جو منہ پھیرا ہے تم نے
جو اس انجیل محرف کو کلام حق ہو تم سمجھے
جو وید و ژند کو مانو کلام حق جہالت سے
مخالف ہو گئے تم جو کلام پاک رحماں کے
یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے

یہی کہتا ہے ہر اک کو کہے سچا یہ پروانہ
ہر اک کو چاہیے اس شمع کا ہو جائے پروانہ
نہ پروا اسکی حق کو جسکو ہے کچھ اسکی پروا نہ
ہمیں کچھ کیں نہیں پیارو نصیحت ہے عزیزانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اسپہ قرباں ہے

نعت رسول مقبول صلعم

مرے جسم اور جاں اندر محمد ہے محمد ہے
مرے روح و رواں اندر محمد ہے محمد ہے
جو انسانوں میں کامل ہے رسولوں میں جو افضل ہے
ہے قرآں جسکی شاں اندر محمد ہے محمد ہے
درود اُسپر کہیں شام و سحر انس و ملائک سب
زمین و آسماں اندر محمد ہے محمد ہے
مشام بلبل اسکی بوئے الفت سے معطر ہے
ہر اک گل بوستاں اندر محمد ہے محمد ہے
ہوا نور احد جلوہ پذیر ذات پاک احمد میں
نہاں اندر عیاں اندر محمد ہے محمد ہے
محمد بن نہ چھٹکارا نہ پھر گر جیوں میں آوارہ
شفیع ہر دو جہاں اندر محمد ہے محمد ہے
عرب میں چین میں ایران و کنعاں روم و بربر میں
اور اس ہندوستاں اندر محمد ہے محمد ہے
کہا عیسیٰ نے سردار جہاں[1] انجیل میں جسکو
وہ سردار اس جہاں اندر محمد ہے محمد ہے
محمد کی محبت میں سدا سرشار ہے **خادم**
مرے دل اور زباں اندر محمد ہے محمد ہے

ازخاکسار
خادم حسین بھیروی
تخلص خادم

---

[1] دیکھو انجیل یوحنا ۱۴ باب ۳۰ آیت۔
[2] دیکھو انجیل یوحنا ۱۶ باب ۱۱ آیت۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کے یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ سے - خالص میرہ فی ماشہ عـــہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتہر پروفیسر میاسنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جیلن - کمزوری نظر - ناخونہ و عبا ند کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میاسنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی - اور نہ اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میاسنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - میرے ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بعید شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر علی محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان -

۲ مارچ ۱۸۹۶ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہیں ایک بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا - جو اہمدکر الائنس بنک میں مارچ ۱۸۹۹ء کو جمع کیا گیا ہے -

---

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

الحکم

ایڈیٹر و پروپرائیٹر شیخ یعقوب علی تراب

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۵ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۸۹۹ء | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل بر دفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوا کریں۔ مگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے ممد ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ پنجم فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو سہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے اور ہم بجائے معاوضہ کے چھاپکر مفت تقسیم کیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تسویز حضارتیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی۔ ۱۲/۱ ۸/ سے لیکر ۱۰/ روپیہ تک۔ پرانے ۴/ سے لیکر ۱۰/ روپیہ تک۔ سیج بند ۲/ روپیہ سے لیکر ۱۵/ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈوری جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے لو۔ ولنہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر تمام پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہ بخش علاقہ بند

کٹرہ بانگرسنگ۔ ہاتھی دروازہ امرتسر پنجاب

دنیا کا ہفتہ

سالگذشتہ کی بابت سررشتہ ڈاک کی سالانہ رپورٹ مظہر ہے کہ سال سابق کی نسبت ۲۶ ملین خطوط۔ پوسٹکارڈ اور پارسل پیکٹ اخبار وغیرہ ڈاک کے ذریعہ زیادہ تقسیم ہوئے یہہ اضافہ بجانب اوسط پنجاب میں سب سے زیادہ تہا اس کی وجہ یہ یہی کہ سرحد کی طرف فوجیں بکثرت مقیم تہیں۔

مدینہ منورہ کی چار مساجد کے لئے سلطان المعظم نے جیب خاص سے ۱۸ ہزار قرش اعطا کئے ہیں۔

ملکہ قیصرہ نے مسلمانوں کی عرضداشت کا جواب بہیجا ہے کہ پرنس جارج کا تقرر مسلمانوں کے حقوق کی نگہداشت پر مشروط ہے۔

حضور سلطان المعظم کے حکم کے موافق شیخ الاسلام نے ماہ رمضان المبارک میں ۱۰ واعظوں کو جو قسطنطنیہ کے قرب وجوار میں وعظ کہنے کی غرض سے جاتے ہیں روپیہ تقسیم کیا ہے۔

نسیم آگرہ کا نامہ نگار جہانسی سے ایک عجیب مضحکہ خیز اور متنخرانہ کاروائی کی خبر دیتا ہے جو حسب ذیل ہے۔ ۵ ارکو بازار میں ڈہنڈورا پٹیا گیا تہا کہ "بدرالدین خان پٹہان بادشاہ روم سے باغی ہوگیا ہے اور اُس کے ہمراہ ۵ لاکہہ باغی ہیں۔ قسطنطنیہ کو لوٹ لیا ہے اور لوٹ مچا رکہی ہے رعایا ہوشیار رہے اور اپنا خود بندوبست کرے۔" اس ڈہنڈورے سے تمام شہر میں گہبراہٹ پیدا ہوگئی گہرگہر کوئیں، تالابوں پر اس کے چرچے ہونے لگے دریافت سے معلوم ہوا کہ حاکم وقت نے صرف اس غرض سے ڈہنڈورا پٹوا دیا تہا کہ "بدرالدین وزیر بادشاہ روم بگڑ گیا ہے اور قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا ہے اور اُس علاقہ میں لوٹ مار ہو رہی ہے۔ صاحبان ہند کو چاہیئے کہ شریف کو نہ جاویں اور اگر جاویں تو اپنا خود بندوبست و انتظام کرکے جاویں۔"

طاعون بمبئی میں اب پہر شدت سے بڑہنی شروع ہوگئی ہے ۲۵ر جنوری کو ۱۰۳ بیمار اور ۸۲ فوت ہوئے۔ پونا میں بہی پہر ایک پولیس کانسٹیبل اسی مرض کا شکار ہوا ہے جس کے بیمار ہونے کا کوئی خارجی سبب نہ تہا۔ میسور وغیرہ کی طرف اس تیزی میں بہت تخفیف ہوگئی ہے۔ کراچی میں کسی دن کوئی واقعہ ہو جاتا ہے۔ کلکتہ میں پہر کوئی مشتبہ یا محقق کیس اس بیماری کا نہیں ہوا۔

نواب کرزن آجکل سرحدی مسئلہ پر غور کر رہے ہیں۔ قطعی فیصلہ غالباً کچہہ ہفتوں تک نہیں کیا جا سکیگا۔

لفٹیننٹ گورنر برہما جو کلکتہ میں نواب وایسرائے کے مہمان رہے تہے ۲۸ر جنوری کو برہما کی طرف روانہ ہوگئے۔ دوران اقامت میں وہ کچہہ اہم معاملات کا دو در دو تصفیہ کر گئے۔ اُنہیں سے ایک برہما سول سروس کے ملازموں کی تنخواہوں کے اضافہ کے متعلق تہا۔ جو ملازموں کے حق میں طے ہوا ہے۔

نروانہ کیتہل ریلوے جو ۲۳ میل لمبی ہے۔ عنقریب عام آمد و رفت کے لئے کہل جائے گی۔ راجپوتانہ میں جودہپور۔ بیکانیر ریلوے کی دو شاخوں کی منظوری ملے گی۔ ایک لونکرانسر سے سورت گڈہ تک ہوگی جسکا طول ۶۳ میل اور خرچ بارہ لاکہہ ۱۷ ہزار روپیہ ہوگا۔ دوسری گنگا سر سے پلانہ تک ۹ میل لمبی ۹۰ ہزار روپیہ کے خرچ سے بنائی جائے گی۔

گلگت اور پنجاب کے درمیان مانسہرہ سے جو ایبٹ آباد کے متصل ہے وادی کاغان اور چیلاس کے راستہ آمد و رفت جاری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اب تک راولپنڈی مری اور وادی جہلم کے راستہ گلگت کو آمد و رفت کی جا رہی ہے۔ پہلے راستہ سے حسن ابدال کی ریلوے سٹیشن سے گلگت تک ۲۹۰ میل کا اور موخر الذکر راستہ سے راولپنڈی سے گلگت تک ۲۹۰ میل کا فاصلہ ہے۔

نہر جہلم کی منظوری جیسا اب باقاعدہ طور پر کام شروع ہوگیا ہے نومبر ۱۸۸۸ء میں وزیر ہند کی طرف سے موصول ہوگئی تہی۔ مگر بوجوہات چند در چند اُس پر کام شروع نہ ہو سکا۔ قحط کے دوران میں جنوری ۱۸۹۷ء میں اسپر امدادی کام شروع کیا گیا تہا۔ اور ۱۱ میل کی کہدائی ہوگئی تہی۔ نہر کا دہانہ ضلع گجرات میں بمقام مونگ رسول بنایا جائے گا۔ یہ نہر اضلاع گجرات اور شاہپور کے بنجر علاقہ کو سیراب کرے گی۔ خرچ کا اندازہ ۱ ۱/۲ کروڑ روپیہ کیا گیا ہے اس نہر میں بہی نہر چناب کیطرح غالباً سرکاری زمینوں کی آبپاشی کو مقدم رکہا جائے گا +

ایڈیٹوریل

خیر و سعادت کی فلاسفی

(نمبر ۲)

سلسلے کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۲ جلد ۳

بعد اسکے وہی فرقہ کہتا ہے کہ اگرچہ سعادت کے معنے میں لوگوں کے عقیدے اور اُن کی رائیں مختلف ہیں۔ جیسا کہ **فقیر آدمی** اپنی سعادت تو زندگی میں جانتا ہے اور **بیمار شخص** تندرستی میں۔ اور **قیدی** اپنی رہائی اور مخلصی ہی کا نام سعادت سمجھتا ہے۔ اور کریم انسان شہرت فیض میں۔ اور بخیل بہت سا مال جمع کرنے میں وغیرہ۔ علیٰ ہذا القیاس۔ جو ایک آدمی کے نزدیک سعادت ہے دوسرے کے نزدیک غیر سعادت ہے۔ اور یہ سب سعادت کی جزیں ہیں۔ اور یہ ایک مسلم بات ہے کہ غیر متناہی جزیں شمار تک نہیں پہنچتیں۔ جتنے کہ اُن کو ضبط میں لانا اور محصور کرنا انسان کے حوصلے اور مقدور سے باہر ہے۔ ہمارے زمانے کے کئی ایک فلاسفر **ولیم کارلایل** (جرمن)، اور **ڈاکٹر آر ڈیل** (امریکن) بیان کرتے ہیں کہ پرانے زمانے کے مشہور حکما نے سعادت کی جزوں کا ذکر کرکے زیادہ تر تفصیل کے ساتھ بیان کرنا مباحث حکمت کو مناسب نہیں جانا۔ **تاہم** اوس عالی اور فیاض طبع گروہ نے معنی واحد کو جو کل جزویات کو شامل ہوں بیان کیا ہے۔ چنانچہ بالاتفاق اُن کا قول ہے کہ انسان کی سعادت یہ ہے کہ **صحیح البدن** اور **سلیم الطبع کثیر المال والاعوان** و **صاحب اقبال** ہو نیز اس کا ذکر جمیل آدمیوں کے درمیان مشہور اور عموماً اُس کے فضائل و احسان معروف ہوں۔ اور خصوصاً اپنی چند روزہ زندگی کے دنوں میں فرشتوں کی مانند ہر ایک جسمانی بدکرداری اور روحانی بداطواری سے پاک اور مبرا ہو کر **واجب الوجود جل جلالہ و عم نوالہ** کا قرب حاصل کرے۔ اس بزرگ فرقہ نے ان معنوں کی شرح و تفصیل چھ امروں میں کی ہے جسکا نام ہم استعارہ کے طور پر

خیر و سعادت کا ستۂ ضروریہ

رکھدیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے

اولاً محسوس بدن کی صحت جو **روح** کا آلہ ہے۔ **حواس** کی سلامتی پر موقوف و منحصر ہے۔ کیونکہ یہ بات کسی دلیل اور برہان کی محتاج نہیں ہے کہ **روح** کی حرکتیں آلات کے بدون محال ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ **انسانی روح** اس محسوس بدن میں آلات کے وسیلے سے تصرف کرتی ہے۔ اور یہ بھی ایک مسلم امر ہے کہ وہ ادراک میں کسی کی **محتاج** نہیں۔ بلکہ یہ صفت اُسکی بذات خود ہے۔ لہٰذا بدن کی صحت **سعادت کی جزو اعظم** ہے کیونکہ سعادت کے اسباب جو باقی ہیں بالاکتساب اسی کے وسیلے سے میسر ہوتے ہیں۔

ثانیاً۔ **ذہن کی صفائی اور فکر کی صحت** بھی اجزائے سعادت میں سے بڑے جزو ہیں۔ تاکہ مشورت اور صوابدید میں اُس کے افکار ایک دانشمندانہ پہلو رکھتے ہوں۔ اور صایب ہوں۔ جن کے وسیلہ سے وہ عقاید اور ادراکات میں خطا اور نسیان سے محترز ہو سکے۔

ثالثاً۔ مال کی کثرت اور موافق اسباب کا بہم پہنچانا بھی **سعادت** کی بہت عمدہ جزو ہے۔ تاکہ اُن کے ذریعے سے **علمی** اور **عملی** فضیلتوں کا فیض انسان کو پہنچے اور پہنچائے۔ اسی وجہ سے اکثر **نامدار** اور **اولوالعزم** حکیموں نے اپنی معتبر تصانیف میں بہت **دلسوزی** سے لکہا ہے کہ **فیلسوف حکمت** کی فضیلت کے اظہار میں تسلط اور **ملکداری** کا بالکل محتاج ہے تاکہ وہ ہر ایک چیز کو اپنے محل اور موقع پر قرار دے سکے۔ اس سے یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ مال و جاہ اور حکومت و ثروت اور غرور و تکبر کا باعث ہے۔ کیونکہ بادی النظر میں اگرچہ یہ امر حق اور سچ ہے۔ الّا ناداں اور احمقوں کی نسبت اور فیلسوف آدمی اُس ثروت کے سبب سے **فیضان** کا چشمہ جاری کرتا ہے۔

رابعاً۔ **اقبال** بھی سعادت کی عمدہ جزوں میں سے ایک جزو ہے۔ اور محتشم علیہم حکما رکے نزدیک **اقبال** کی تعریف یہ ہے کہ صاحب اقبال کے **مقصد** اور مطلب اُسکے **صحیح فکر** اور **سلیم عقل** کے بموجب اور نیز اُس کے ارادے اور منشاء کے موافق ظہور میں آئیں۔ کیونکہ جب تک اُسکے دلی اور قلبی ارادے پورے نہوں گے تب تک **سعادت** کے اسباب کیونکر فراہم ہوں گے؟

خامساً۔ زندگی کی حالت میں اور بدن سے روح کے الگ ہونے کے بعد خاص و عام اور متفق و مختلف میں **مدح** اور **ستائیش** کا ہونا بھی **سعادت** ہی کی ایک جزو ہے۔ اگرچہ یہ امر ظاہر بینوں کی نگاہ میں شاید قبولیت کی عمدہ وجہ نہیں۔ مگر غور اور فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات اور **ممات** میں وہی شخص موصوف ہوتا ہے **جو دل سے بد کاموں کو ترک کرے اور نیکی کی طرف مایل ہو۔** بعض لوگ اسکو سعادت کا جزو نہیں سمجھتے۔ بلکہ اسکا نتیجہ کہتے ہیں **الّا** واقع میں یہ جزو ہے۔ کیونکہ جس کو زندگی میں یہ فکر رہیگا وہی **موت** کا فکر کریگا۔

(باقی تیسری نمبر میں)

ستی کی رسم پر

ایک یونانی مورخ ڈایوڈورس اپنی مشہور تاریخ میں لکہتا ہے کہ ستی کی رسم قبل از مسیح ۳۰۰۰ برس پہلے سے رائج ہے۔

اس یونانی مورخ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندووں نے یہ قبیح رسم یونانیوں سے لی ہے گر نفنسٹن صاحب سفیر دربار انگلینڈ اس رسم کو وحشیانہ کہتے ہیں۔ ہندوستان میں اس رسم کی بابت کہاوتیں بنی ہوئی ہیں۔ چنانچہ جو لوگ اسکے موافق ہیں وہ یہ کہتے ہیں ؎

اک دن باجے باجتے چلے پیا مولین
آج بجادت میں چلی پی کا بدلہ لیں
ستی کہڑی پکار کی جھنٹیے کنتہ مسان
اولے کا تو بدلہ دیا جیا وہ دینے پران

اور جو اس رسم کے مخالف ہیں وہ یوں کہتے ہیں ؎

ستیاں کو ستیاں جلیں پیا کے نال
ست سراہئے اُنکا جو جلیں سنہال سنہال

میری نوٹ بک سے چند باتیں

خوشی کی بات

سچی راحت تنہائی میں رہتی ہے - اور وہ دہوم دہام اور شور و غل کے مخالف ہے سچی راحت انسان کی اپنی حالت سے پیدا ہوتی ہے یا چند منتخب دوستوں سے ؏

سُستُ رہنے سے خوشی حاصل نہیں ہو سکتی - کوئی سُست آدمی یا عورت کبھی خوش نہیں رہی - انسان کے لئے صرف اتنا ہی جاننا بس ہے کہ اس دنیا میں **نیکی** سے اور صرف نیکی سے راحت ملتی ہے - جہوٹی راحت مثل سکۂ قلب کے ہے کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے چل جاتا ہے - لیکن جب اُسکا امتحان کیا جاتا ہے تو اُسکا کھوٹ معلوم ہو جاتا ہے - جہوٹی خوشی کا بھی یہی حال ہے ؏

جوانی انسان کی خوشی کا زمانہ نہیں - کیونکہ اُسوقت انسان زیادہ خوشی کی اُمید میں **مایوسی** کا مضمحل چہرہ دیکھتا ہے - زیادہ عمر رسیدہ زمانہ کا ڈہنگ دیکھکر اپنی خواہشوں کو مناسب حد کے اندر لاتا ہے تب اُسکا مزاج دھیما ہو جاتا ہے - اور زندگی کا لطف ملتا ہے ؏

خطاب بسوئے امید (از حالی)

بس اے نا امیدی یوں دل بُجھا تو ! ؏ جھلک اے امید اپنی آخر دکھا تو !
ذرا نا امیدوں کی ڈھارس بندھا تو ! ؏ فسردہ دلوں کے دل آ کر بڑھا تو !

ترے دم سے مُردوں میں جانیں پڑی ہیں
جلی کھیتیاں تو نے سرسبز کی ہیں

بہت ڈوبتوں کو ترایا ہے تو نے ؏ بگڑتوں کو اکثر بنایا ہے تو نے
اُکھڑتے دلوں کو جمایا ہے تو نے ؏ اُجڑتے گھروں کو بسایا ہے تو نے

بہت تو نے پستوں کو بالا کیا ہے
اندھیرے میں اکثر اُجالا کیا ہے

جُبّہ سرشار - جب کرامول نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو انگلستان کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا چنانچہ ہر ایک قسم کے جرائم کیواسطے قسم قسم کی عبرت انگیز سزائیں تجویز کیں - مدہوش شرابیوں کے واسطے بھی ایک خاص قسم کا لبادہ طیار کیا جسے **جُبّہ سرشار** کہتے تھے - اسکی بھی عجب کیفیت تھی - ایک بڑا پیپا جسکے اوپر کو ایک سوراخ بنا ہوتا اور دونوں طرف دو سوراخ ہوتے تھے جنکے بیچ سے سر اور ہاتھ

چھوٹی چھوٹی سوانح عمریاں

اسماء - حضرت ابوبکر صدیق کی بڑی صاحبزادی کا نام ہے انکا لقب ذات النطاقین تھا - حضرت زبیرؓ کی بیوی تھیں - اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی (جن کو حجاج نے ۷۳ھ میں شہید کیا) والدہ تھیں - آپ بڑی عقیل و ذی رتبہ بی بی سمجھی جاتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی رات کو حضرت اسماءؓ نے اپنی نطاق یعنے لنگی کو پھاڑ کر اُسکے دونوں ٹکڑے سے پیغمبر خدا کے لئے اسواسطے نذر کئے کہ ایک ٹکڑہ کا دسترخوان بنایا جاوے اور دوسرا ٹکڑا مشکیزہ میں باندہ لیا جاوے - جس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے اسماء! اس لنگی کے عوض میں اللہ تعالٰے تجھکو جنت میں دو لنگیاں عطا فرماویگا اُسی وقت سے آپکا لقب ذات النطاقین ہوگیا - اکسو برس کی عمر میں اپنے صاحبزادہ کے انتقال کے تھوڑے دن بعد رحلت کی

امامہ - جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی تھیں ان کی والدہ مکرمہ کا نام حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھا اور والد کا نام حضرت ابو العاص بن ربیع ہے - جبکہ یہ بچی تھیں تو آنحضرت صلعم اس سے بہت محبت فرماتے تھے - مروی ہے کہ آپنے اپنے دوش مبارک پر انکو سوار کر کے نماز پڑہی ہے -

ام ایمن - صحابیہ تھیں حبش کی رہنے والی تھیں - اسامہ ابن زید کی والدہ تھیں - ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد نے آزاد کر دیا تھا - اور عبد الحبشی نام ایک شخص سے انکا نکاح ہوگیا - ایمن نام ایک لڑکی پیدا ہوئی - اور اسی سبب سے آپ کو **ام ایمن** کہنے لگے - عبد الحبشی کے مرجانے کے بعد ان کا دوسرا نکاح زید بن حارث سے ہوا - اس نکاح سے اسامہ ابن زید پیدا ہوئے - رسول صلعم آپ کی بہت خاطر و مدارات فرمایا کرتے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر جب آپ بہت روئیں تو لوگوں نے پوچھا - کہ اتنا کیوں روتی ہو؟ کہا کہ یہ تو یقین تھا کہ ایکدن پیغمبر صلعم کو وفات ہوگی - مگر رونا اسپر آتا ہے کہ اب وحی کا آنا بند ہوگیا - آہ!

ابی ابن کعب - اصحاب کرام میں سے تھے بدر کی لڑائی میں شریک تھے - صحابہ میں سب سے زیادہ ماہر قاری سمجھے جاتے تھے ایکسو ساٹھ سے زیادہ حدیث آپ سے مروی ہیں - حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰے عنہ کے عہد خلافت میں ۳۰ھ ہجری کے بعد رحلت فرمائی ؏

معلومات اور نئی باتیں

ملکہ معظمہ کا پسندیدہ کھلونا - ونڈسر کے کھلونوں میں جنکی تعداد بیشمار ہے ملکہ معظمہ کو سب سے بڑہکر ایک کھلونا پسند ہے جسمیں فلک کا ایک خوبصورت نمونہ ہے - اس عجیب و غریب کھلونے میں نظام فلکی کو پورے طور پر ظاہر کیا ہے - اور فلکی محور اور آفتاب دکھایا ہے اُس میں چاند کا بھی ایک نمونہ ہے جو زمین کے گرد گھومتا ہے اور کل ستارے مع چھوٹے سیاروں کے نہایت مناسبت کے ساتھ ظاہر کئے ہیں - کرۂ فلکی کی صحیح کیفیت حاصل کرنے کے واسطے اس کھلونے سے بڑہکر کوئی اچھی چیز نہوگی اسمیں زمین کو اپنے محور اور آفتاب کے گرد گھومتی ہوئی دکھایا ہے - اور اس سے معمولی سیاروں کی مختلف جگہوں کی سچی حالت ظاہر ہوتی ہے - یہہ کل ایک گھڑی کی طرح چلتی ہے

کاغذ کے ڈبّے

امریکا میں اب ٹین کی بجائے کاغذ کے ڈبّے طیار ہونے لگے ہیں جن میں اشیائے خوردنی رکھی جاتی ہیں - کیونکہ ایک مدت کے بعد ٹین کے ذریعے سے اشیائے خوردنی میں سمیت پیدا ہوتی تھی - لہٰذا - اب یہہ خوف نرہا -

مقناطیسی بید

ایک مقناطیسی بید ایسا ایجاد ہوا ہے کہ جو لوگ رات کو یا اور خطرات میں باہر جاتے ہیں - اُن کے لئے نہایت ہی کارآمد چیز ہے - اگر انسان یا کوئی حیوان اس مقناطیسی بید سے لگ جاوے تو وہ فوراً زمین پر گر پڑتا ہے -

کرسی کا استعمال

سنہ ۳۳۰۰ قبل مسیح مصر میں کرسیوں کا استعمال ہوتا ثابت ہے - چین میں ۱۲۰۰ سال قبل مسیح - اور ہندوستان میں ۱۱۰۰ سال قبل مسیح
خانگی کرسیاں معہ تکیوں کے ہندوستان میں سنہ ۱۳۰۰ء میں مروج ہوئیں - روم میں ایسی کرسیاں سنہ ۷۰۰ء میں رائج ہوئیں ؏

سرسری نظر

مسلمان کون ہے

آنریبل ڈاکٹر سید امیر علی صاحب نے اس سوال کے جواب میں یہ بیان کیا ہے:-

مسلمانوں کی تھیالوجی (علم الٰہیات) اور فلاسوفی کو بغور پڑھنے کے بعد میری جو رائے قائم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک سچا مسلمان ہونے کے لئے کسی شخص کو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ منجملہ ان فرقوں کے جن میں مسلمان بدقسمتی سے منقسم ہو گئے ہیں کسی ایک خاص فرقہ یا مذہب کے ساتھ اپنا تعلق رکھے۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ خیال کہ ایک شخص کو ایک سچا مسلمان ہونے کے لئے کسی خاص مذہب کا پیرو ہونا لازمی ہے۔ اس ملک کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے دل سے اڑ چکا ہے اس لئے کہ اہل ہند کے اہل سنت والجماعت کے درمیان غیر مقلدی جو پھیلی ہوئی ہے وہ اس بات کی کافی دلیل ہے کہ وہ مذہب اربعہ میں سے جن میں سنی لوگوں کی تقسیم ہوئی ہے کسی ایک مذہب خاص کی پیروی کو اپنے اوپر لازمی نہیں سمجھتے۔ اسلئے میں انہیں باتوں کو زور کے ساتھ دہراتا ہوں جو میں نے اپنی تحریروں میں بڑے بڑے ربانی علما اور فلاسفہ کی سند پر لکھی ہیں کہ جب کوئی آدمی اسلام کے فرائض۔ یا یوں کہیئے کہ خدا کی توحید پیغمبروں کی رسالت اور صوم و صلوٰۃ وغیرہ کی آئندہ پابندی کو قبول کر لے اُسپر اسلام کے کسی خاص فرقہ یا مذہب کی پیروی لازم نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں مندرجہ بالا رائے ایسی ہے کہ اُسکے ماننے میں کوئی کلام نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن سوال کا جواب جیسا کہ سوال کے لفظ چاہتے ہیں اس بات من کل الوجوہ کافی طور پر ادا نہیں ہوا۔ ایک دو سطروں میں اسکا مفصل جواب چونکہ ہم نہیں دے سکتے۔ اس لئے فی الحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جامع جواب اس سوال کے جواب میں پیش کرتے ہیں جو ہمارے ناظرین کے غور کے لئے کافی ہے۔ **المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ** - مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے عام بنی نوع انسان کو عموماً۔ اور مسلمانوں کو خصوصاً کوئی تکلیف اور گزند نہ پہنچے۔

عظیم الشان ٹمپرنس کانگرس

سنہ ۱۹۰۰ عیسوی میں بمقام لنڈن ایک عظیم الشان ٹمپرنس کانگرس ہونے والی ہے۔ اُس کی شراکت کی دعوت آرک بشپ آف کنٹربری کی طرف سے ہوگی۔ اس قسم کی کانگریس (جس کی غرض منشی اشیاء سے پرہیز کرنا ہے) اس سے پہلے سنہ ۱۸۴۶ء میں منعقد ہوئی تھی۔ مگر اسوقت وہ صرف انگلینڈ اور امریکہ کی اضلاع متحدہ کے ٹمپرنس رفارمرز کا ایک مجمع تھا۔ مگر اب کے جو جلسہ ہوگا اُسکو سارے جہان سے تعلق ہوگا۔ مسٹر کین جو ہند کی ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے صدر ہیں ضرور ہندکیطرف سے اس جلسہ میں وکالت کرینگے۔ اور گورنمنٹ ہند کی پالیسی آبکاری کی نسبت کوئی معقول اور مفید ریزولیوشن کانگریس کی طرف سے پاس کرائینگے۔ اچھا ہوتا اگر ہندوستان کی بعض سرگرم ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے ایڈووکیٹ بھی اس جلسہ میں شامل ہوتے!

مراکو کی اندرونی حالت بدستور مخدوش ہے۔ کہیں شورہ پشت قبایل آپس میں مشغول پیکار ہیں۔ کسی جگہ سلطانی افواج باغیوں کی سرکوبی میں مصروف ہیں۔ دوسری طرف متعدد یوروپین سلطنتیں ان نقصانات کے ہرجانوں کا مطالبہ کر رہی ہیں جو اُن کی رعایا کو امیر مراکو کی رعایا کے تاخت و تاراج سے پہنچے ہیں۔ افسوس! یہ اُس ملک کی کیفیت ہے جسمیں معدودے چند یہودیوں کے سوا باقی کلہم مسلمان قومیں آباد ہیں۔ مگر وہ اپنے گردو پیش کی یوروپین سلطنتوں کی ترقی اور دیگر اسلامی ممالک کی بربادی و محکومی سے بالکل بے خبر ہیں۔ اور بدستور قعر جہالت میں غرق اور خواب غفلت میں مدہوش پڑے ہیں۔ اور کچھ ترقی کرنا تو درکنار خانہ جنگیوں سے اپنی حیوانی طاقت کو بھی دن بدن زیادہ کمزور کرتے چلے جا رہے ہیں۔

الجزایر میں جہاں کہیں کوئی نیا گاؤں مسلمانوں کا آباد ہوتا ہے۔ تو فرنچ گورنمنٹ اپنے خرچ سے ایک مسجد بنا کر اُسکا ایک امام اور ایک موذن اور ایک خادم مقرر کر دیتی ہے جس سے باشندوں کی خاصی تالیف قلوب ہوتی ہے۔

لارڈ کرزن اور مے نوشی

اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ چند سال پیشتر لارڈ کرزن نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ مے نوشی قوم کی پوست پر ایک بدنما جذامی دھبہ ہی نہیں بلکہ ایک ایسا پھوڑا ہے جو لوگوں کی زندگانی کو کھاتا جاتا ہے۔ اور ایسے بُرے اثر پیدا کرتا ہے جو ایک سال میں یا کسی کی زندگانی کے ساتھ نابود نہیں ہوتے۔ بلکہ بطناً بعد بطن اور نسلاً بعد نسل برابر جاری رہتے ہیں۔ اور آخر کار عسرت۔ خرابی اور گناہ کا ایک تودہ پیدا کر دیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ ممدوح کو ٹمپرنس کاز کے ساتھ بڑی بھاری ہمدردی ہے۔ پس ملک کی حالت پر غم کھانے والی سوسائیٹیاں اسوقت خاموش نہ بیٹھیں۔ اور گورنمنٹ کی پالیسی متعلقہ مسکرات پر صاحب ممدوح کو توجہ دلائیں۔ اور ملکی خیر سگالی اور ہیومنٹی کے حامی اخبار اُن سوسائیٹیوں کا ہاتھ بٹائیں۔ ان سب پر ہم کو لارڈ موصوف سے ایسی حالتیں امید کرنی چاہیئے کہ وہ بنفس نفیس ہی اس بڑی بھاری لعنت سے اہل ملک کو چھڑانے کے لئے اُس پالیسی پر توجہ فرمائینگے جو اب تک گورنمنٹ آف انڈیا نے اس بارہ میں اختیار کر رکھی ہے۔

حضور ملکہ معظمہ نے کینیڈا کے مسلمانوں کی عرضی کے جواب میں لکھا ہے کہ شہزادہ جارج کی تقرری کی ایک شرط لازمی طور پر یہ رکھی ہے کہ وہ مسلمانوں کے مذہب اور حقوق کی برابر نگہداشت اور احترام کرتا رہے۔

مصری اخبار المؤید لکھتا ہے کہ بزرگان سوڈان کا خیال ہے کہ عنقریب اُن کا ملک ویران ہو جاوے گا کیونکہ ملکی کاروبار از سرتاسر بالکل بند ہیں۔ خدام حریت اور آزادی کے زعم میں کاموں سے دست بردار ہیں۔ اسلئے یہ مشہور ہے کہ وکالت انگریزی اور چند سے غلامی کو داخل سوڈان رکھنا چاہتی ہے۔

طرابلس الغرب میں گذشتہ تین سال سے خاطر خواہ ترقی ہے۔ والی ریاست اپنی رعایا کے ساتھ نرمی اور اخلاق سے پیش آتے ہیں مظلوموں کی دادگستری ہو رہی ہے

جس طرح ابنائے وطن کی تعلیم و تربیت جاری ہے۔ اسی طرح لشکری لوگوں کو عثمانی قواعد سکہائے جاتے ہیں۔ حال میں صنعت اور حرفت کے مدرسے بہی کہل گئے ہیں۔ اور سرکاری کتب خانہ بہی کہولا گیا ہے۔ ملک کے نامی گرامی امرا عمدہ عمدہ اور نادر نادر کتابیں تحفتہً روانہ کرتے ہیں ۔

علم طب کی نئی ترقی

ڈیلی کرانیکل لکہتا ہے کہ مقام مٹیاپولی واقعہ صوبجات متحدہ امریکہ میں اندنوں ایک عجیب وغریب جراحی تجربہ ہوا ہے جس میں ایک جانور کی آنکہہ انسانی پپوٹے میں لگا لی گئی۔ اور نابینا کو نظر آنے لگا۔ تجربہ ایک اندہی عورت پر ہوا۔ جس کی ایک آنکہ پندرہ سال سے اور دوسری چہہ سال سے بیکار رہتی۔ تجربہ دیکہنے کے لئے بہت سے ڈاکٹر بلائے گئے تہے۔ جن کو پہلے تو اعتبار نہ آیا۔ مگر آخر کار قایل ہوگئے کہ واقعی حیرت انگیز کامیابی ہے۔ ایک آلہ کے ذریعے سے جو خاص طور پر اسی کام کے لئے بنایا گیا تہا اُس عورت کی آنکہ کے بعض حصے نکالے گئے۔ اور جانور کی آنکہ کے وہی حصے ڈالے گئے۔ پہر باحتیاط ڈہکنا ڈہانک دیا گیا۔ اور آنکہہ پر پٹی باندہی گئی کہ روشنی باہر نہ نکل جاوے۔ ایک ہفتہ کے بعد معلوم ہوا کہ عورت کی آنکہہ کے اصلی ٹکڑے اور جانور کی آنکہہ کے ٹکڑے باہم پیوست ہوگئے ہیں۔ نتیجہ میں اسقدر کامیابی ہوئی کہ اب دوسری آنکہہ پر بہی عمل کیا گیا ہے جو ایکہفتہ میں روشن ہوجاویگی ۔

ممالک ایشیا

ممالک ایشیا و افریقہ کے موجودہ یورپین سیاحوں کا بیان ہے کہ مسلمان ایسے ایسے کٹہن اور نامعلوم علاقوں میں پائے گئے ہیں۔ جہاں اُن کے موجود ہونیکا پہلے کسیکو نشان وگمان بہی نہ تہا۔ بنابریں وہ قیاس کرتے ہیں کہ روئے زمین پر مسلمانوں کی تعداد جیسا کہ عام خیال کیا گیا ہے بیس پچیس کروڑ ہی نہیں بلکہ کم ازکم ۴۰ کروڑ ہے۔ وہ اس امر کا بہی اعتراف کرتے ہیں کہ وحشی سے وحشی علاقہ میں رہنے والے مسلمان بہی لامذہب وحشی دلیسیوں کے مقابلہ پر کمال مہمان نواز پاکیزہ اور راستباز اور معاملہ کے صاف ہیں ۔

نیویارک (امریکہ) سے جہاں پہلے ہی کئی برسوں سے روزانہ اخبار عربی شایع ہوتا ہے ایک اور عربی اخبار موسومہ حدیقۃ العالم شایع ہونا شروع ہوا ہے ۔

مصری اخبارات

مصری اخبارات مخبر ہیں کہ حبشیوں نے سوڈان کے سرحدی قصبہ قالابات پر چند سپاہی بہیجکر اپنا جہنڈا نصب کرادیا تہا۔ جس سے فارغ ہوکر سپاہی واپس چلے گئے۔ مگر جب وہاں کے شیوخ نے کرنیل پارسنز کو اس امر کی اطلاع دی تو اُس نے ایک دستہ بہیجکر حبشی علم بہنکوادیا۔ اور انگریزی علم نصب کرادیا۔ احمد فضیل درویش گورنر قضارف کی آخری شکست کی بڑی وجہہ یہہ تہی کہ امیر ابابکر جو سابق امیر دارفر کا بیٹا ہے اپنے دو ہزار ہمراہی لیکر مصری انگریزی فوج سے جا ملا تہا ۔

معلومات

معلومات نے بالکل سچ لکہا ہے کہ اجنبی دشمنوں سے بڑھکر خطرناک اندرونی دشمن ہوتے ہیں اور اندرونی دشمنوں میں سب سے خطرناک وہ سرکاری ملازم اور عہدہ دار ہوتے ہیں جو اپنی جہالت وسفاہت یا خیانت و بددیانتی اور بدروشی سے رعایا کو آرزدہ کرکے جمعیت قومی کو پراگندہ کرتے ہیں۔ تین ایسے اہم اور زرخیز صوبہ میں آئے دن بغاوتیں ہوتی رہتی ہیں۔ نہ معلوم کہ اس کا حشر کیا ہو؟

ایک فاضل

ایک فاضل نامہ نگار نے کریٹ کی مستقبلہ حالت پر مضمون لکہتے ہوئے مندرجہ ذیل بیت میں عجیب نتیجہ ظاہر کیا ہے وہ لکہتا ہے

کریت یا اھل اوروپا لکم شرر
ومعظم النار من مستصغر الشرر

یعنے اے اہل یوروپ! کریٹ تمہارے لئے چنگاری ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ اکثر بڑی سے بڑی آگ ایک چہوٹی سی چنگاری سے پیدا ہوتی ہے ۔

الجزایر

الجزایر کا سرکاری عربی اخبار خوشخبری سناتا ہے کہ مغربی سوڈان یا سنی گال کے دو زبردست مسلمان قبایل کی خانہ جنگی کا باہمی مصالحت سے تصفیہ ہوگیا ہے جس سے اُس علاقہ کے جو گو نام نہاد طور پر فرانسیسی دائرۂ اقتدار میں داخل ہے۔ مگر عملی طور پر وہاں کی اسلامی حکومت خود مختار ہے۔ اور کچہہ عرصہ تک اغیار کی محکومی سے محفوظ رہنے کی امید ہوگئی ہے۔ لیکن اس کے برعکس اس ملک کے ایک اعدآباد اور زرخیز علاقہ کے چند مسلمان قبایل میں خانہ جنگی ابہی تک برابر جاری ہے۔ جسکا نتیجہ کل کے لئے نامبارک ہونا یقینی امر ہے۔ الجزایر کے گورنر جنرل نے مصری اخبارات کا جنہوں نے اسکے نوجوان فرزند کی بیوقت موت پر تعزیتی پیغام ہمدردی بہیجا تہا۔ عربی مراسلہ کے ذریعے سے شکریہ ادا کیا گیا ۔

طرابلس الغرب

طرابلس الغرب کے شرقی حصہ میں کئی برسوں کے امساک باران سے باشندے نہایت تنگحال ہورہے تہے۔ پچہلے مہینے باران رحمت کے نزول سے تمام مصیبتوں کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ اور اس نواح کے باشندوں نے بہی بطیب خاطر فوجی تعلیم اور مشق شروع کردی ہے ۔

قدردانی اسے کہتے ہیں

پرنس بسمارک نے اپنی زندگی کے حالات لکہکر ایک کارخانے کے حوالے کر دیئے تہے کہ انہیں اُن کے مرنے کے بعد شایع کیا جائے۔ کارخانہ نے پہلے ایک لاکہہ کتاب شایع کی۔ مگر اشتہار ملنے کی دیر تہی کہ چند ہفتوں میں ۳ لاکہہ ۸ ہزار درخواستیں معہ قیمت (تقریباً ۱۲ لاکہہ روپیہ) موصول ہوگئیں۔ یہہ کتاب جرمن زبان میں ہے۔ انگریزی اور کئی دیگر زبانوں میں بہی اسکا دنوں میں ہی ترجمہ شایع ہوگیا۔ اور یہہ ترجمہ بہی ہر ملک میں اب تک ہزاروں بک چکے ہیں ۔

مصری اخبارات

مصری اخبارات شکایت کرتے ہیں کہ انگریزوں نے پہلے ہی مصریوں کے قبضہ میں انتظام کے متعلق کونسی بات رہنے دی تہی کہ اب جو قدر سے قلیل رہگیا ہوا ہے اسکے بہی چہیننے کے درپے ہورہے ہیں۔ زیادہ نامہ انسی اسلئے پیدا ہوئی ہے کہ مذہبی عدالتوں کو بہی وزارت عدالت عامہ کے ماتحت کردیا گیا ہے۔ صیغہ تعمیرات کا ایک یوروپین ملازم ۵۰۰ پونڈ کے غبن میں ماخوذ ہے ۔

دنیا میں سب سے قیمتی دوائی موسومہ فیسو سٹیگما ہے۔ جو آنکہہ کے معالجہ میں استعمال کی جاتی ہے اس دوا کی ایک سیر کی قیمت

ہمارے محتشم ناظرین!

حسب وعدہ آج کا اخبار دو مختلف کاغذوں پر شایع ہوا ہے - سفید اور خاکی - جن احباب کی اطلاع سفید کاغذ کے لئے آچکی ہے اُن کی خدمت میں سفید - اور جن کی اطلاع نہیں آئی اُن کی خدمت میں مجوزہ کاغذ پر ارسال کیا جاتا ہے - اس تبدیلی کاغذ سے اخراجات میں جو کچھ زیادتی ہوتی ہے ہم اسکے متعلق ایزادی قیمت کے سوال کو ناظرین ہی پر چھوڑتے ہیں۔ شیخ عطا محمد صاحب مجوز اصلاح کاغذ نے ڈبل قیمت دینے کا اظہار کیا تھا - مگر ہمارے خیال میں موجودہ کاغذ کی صورت میں ڈبل قیمت زیادہ ہے - اس لئے ہم خود ہی اس تجویز کے مخالف ہیں قیمت میں زیادہ سے زیادہ ایزادی عہ کی ہونی چاہیئے - اسلئے خاکی کاغذ پر جو سفید کاغذ کی نسبت مضبوط اور گراں قیمت ہے احباب کو للعہ قیمت دینی چاہیئے - لیکن اس خیال سے کہ ہم کو کامل طور پر ایسے احباب کا اندازہ ہو جاوے - ہم فروری ۱۸۹۹ء کے کل نمبر اس کاغذ پر اسی شرح سے شایع کرینگے - اور تجویز کے پختہ ہو جانے کی صورت میں ان سے بشرح للعہ قیمت لینگے - ورنہ وہی معمولی قیمت - ہاں! اگر ہمارے سب خریدار بالالتزام دو دو خریدار پیدا کر دیں تو ہم اسی موجودہ قیمت میں مجوزہ کاغذ پر اخبار دے سکتے ہیں - لیکن اسی صورت میں کہ ہر واحد کم از کم دو دو خریدار پیدا کرے۔

مقدمہ کی تاریخ ۱۴ر فروری ۱۸۹۹ء مقرر ہوئی ہے اور اس مرتبہ یہ مقدمہ بمقام پٹھانکوٹ پیش ہوگا - انشاءاللہ نئے حالات سے اطلاع دیجائے گی۔

بغداد میں کافی بارش ہو جانے کے سبب غلہ کی گرانی جاتی رہی۔

عباد الرحمٰن

(نمبر رابع)

عباد الرحمٰن کی چوتھی صفت } والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذٰلک قواما ہ (اُن عباد الرحمٰن کی ایک یہ بھی شناخت ہے) کہ وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ خطا کاری کے طور پر خرچ کرتے ہیں - اور نہ جایز موقع پر دینے سے دریغ کرتے ہیں - بلکہ میانہ روی اور پسندیدہ طریق کو اختیار کرتے ہیں۔

یہ آیت اگر غور کیا جاوے - اخلاق فاضلہ کی جامع نظر آویگی - چونکہ قرآن کریم کی تعلیم کا منشأ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ ہے - اسلئے ہر مقام پر جہاں اللہ تعالیٰ کوئی تعلیم دیتا ہے وہاں یہ دونوں پہلو مد نظر رکھے ہوئے ہیں ابھی آپ پچھلے نمبر میں پڑھ گئے ہیں کہ عبادت الٰہی کی تعلیم تھی اور معاً اسکے ساتھ ہی یہاں شفقت علیٰ خلق اللہ کی ہدایت ہے غرض یہ قرآن کریم کی تعلیم کا ایک خاص طرز ہے کہ وہ ان دونوں پہلوؤں کو جن کے بدون سچا ایمان اور اسکے ثمرات مترتب نہیں ہو سکتے یکجا رکھتا ہے۔

خیر الامور اوسطہا } عام طور پر یہ بات مسلم اور مستند ہے کہ میانہ روی بہترین چیز ہے - اخلاق فاضلہ کی تعریف ہماری خیال میں اس سے بڑھکر نہیں ہو سکتی کہ وہ افراط اور تفریط دونوں سے مبرا ہو - بلکہ دونوں کے درمیانی نقطہ کا نام ہے - ایک خط مستقیم کی تنصیف جو مقام ہے وہی اخلاق فاضلہ کی انتہائی جگہ ہے - جب تک انسان اس مقام پر چل رہا ہے - وہ اخلاق فاضلہ سے موصوف ہے - اور ذرا ادہر یا اُدہر آگے چلا جاوے گو وہ صراط مستقیم ہے - لیکن ہمارے خیال میں اخلاق فاضلہ کی حد سے متجاوز ہو جاویگا۔

صراط مستقیم کا درمیانی مقام وہی مقام ہے جہاں انسانی اخلاق فاضلہ کی تکمیل ہوتی ہے - ہمارے اس بیان سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ پھر آگے ترقی نہ کرنی چاہیئے - نہیں! ترقی ضروری ہے مگر وہ ترقی پھر اور ناموں سے موسوم ہے جس شے کا نام اخلاق فاضلہ ہم کہتے ہیں۔ وہ وہی مقام ہے جو عین درمیانی مرکز ہے۔ اس سے آگے دوسرے مدارج ہیں - جن کا ذکر اس مقام پر مطلوب نہیں۔

اس آیت کا منشاء عام ہے } اس آیت میں انفقوا کے لفظ سے صرف مال ہی مراد نہیں ہونی چاہیئے - بلکہ اسکو عام سمجھنا چاہیئے یعنے اسمیں تمام آداب متعلق گفتگو - متعلق خرچ مال - اور معاشرتی - اور تمدنی وغیرہ جمع کر دئیے ہیں - یعنے ہر ایک امر میں محل اور موقع اور مقدار مناسب کا لحاظ رکھتے ہیں - اسراف کے معنے خطا کاری کے ہیں - اور خطا کاری کم میں بھی ہوتی ہے اور زیادہ میں بھی - فضول خرچی اس سے مراد لینا ہماری رائے میں ٹھیک نہیں ہے کیونکہ فضول خرچی کا لفظ محض افراط کے لئے پڑا ہوا ہے - حالانکہ اسراف تفریط میں بھی ہو سکتا ہے۔

پچھلی دعا کے مطلب پر غور کرو!!! } جسمیں بتلایا تھا کہ عذاب جہنم سے بچنے کے لئے جو دعا مانگی گئی ہے وہ تمام راحتوں اور سکھوں کی جامع ہے - اب اس آیت پر غور کرکے اس دعا پر نظر کرو - کہ کیونکر سب سکھ حاصل ہو سکتے ہیں؟ مضمون کی طوالت کا اندیشہ نہو تو ہم بصراحت اس امر کو بیان کریں - مگر یہ صاف بات ہے۔

عباد الرحمٰن کی پانچویں صفت } ولا یدعون مع اللہ الٰہا آخر اور وہ (وہ لوگ ہیں) جو اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ دوسرے معبود کو نہیں پکارتے۔

توحید ہی تمام اخلاق فاضلہ کا سرچشمہ ہے } اس مقام پر یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ پھر ضمناً یہ ذکر ولا یدعون مع اللہ الٰہا آخر کیوں لایا گیا ہے - پس غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ اخلاق فاضلہ جو والذین اذا انفقوا میں بیان فرمائے ہیں - ان کے حصول کے لئے یہی ایک ذریعہ ہے کہ ولا یدعون مع اللہ الٰہا آخر

(نوٹ) سلسلہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲

خطبہ (موعظت)

جو ۲۷ جنوری ۱۹۰۹ء کو بمقام دہاریوال جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب نے تین ہزار سے زاید آدمیوں کے عظیم الشان مجمع میں بروز جمعہ پڑہا۔ وہو ہٰذا

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ **اما بعد** اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰہم انفسہم اولٰئک ہم الفاسقون لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنۃ۔ اصحاب الجنۃ ہم الفائزون

یہہ کلمات طیبات جن کو میں نے ابھی پڑہا ہے۔ قرآن شریف کی آیتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کا کامل کلام ہے۔ ان پاک آیتوں میں تاکید یہہ ہوتی ہے۔ کہ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ الی الآیۃ لوگو! مومن کہلاتے ہو (اور تم اس بات کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ گندوں اور ناپاک لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ پاک ہے پس وہ قدوس خدا پاکیزگی اور طہارت چاہتا ہے) تو پہر اس دعوے ایمان کے ساتہہ متقی بنجاؤ۔ اور متقی بہی ظاہر کے نہیں۔ اسلئے نہیں کہ لوگ تمہیں متقی اور پرہیزگار کہیں۔ یا مجلسوں میں تمہاری تعریف کریں۔ نہیں نہیں!! **اتقوا اللہ**۔ اللہ تعالیٰ کے متقی بنو۔ متقی کے لئے یہہ ضروری باتیں ہیں۔

اولاً ہر ایک کام جب کرو۔ اٹہتے۔ بیٹہتے۔ چلتے۔ پہرتے۔ دشمنی میں۔ دوستی میں۔ عداوت اور محبت میں۔ مقدمہ ہو۔ یا صلح ہو۔ غرض ہر حالت میں یہہ امر خوب ذہن نشین رکہو کہ نہیں معلوم موت کی گہڑی کس وقت آجاوے۔ وہ کونسا وقت ہوگا۔ جب دنیا سے اٹہہ جاویں گے۔ اور اس وقت ماں۔ باپ۔ بیوی۔ بچے۔ دوست۔ یار۔ کنبے کے بڑے بڑے ہمدردی کا دم بہرنے والے انسان۔ مال۔ دولت۔ غرض کوئی چیز نہوگی جو اسوقت ساتہہ دے سکے اسوقت اگر کوئی چیز ساتہہ جا سکے گی تو وہ وہی انسان کا عمل ہوگا۔ خواہ اچہا ہو خواہ برا ہو۔ اور جیسا عمل ہوگا ویسا ہی اس کا پہل ملیگا۔

جیسے تم ہر روز دنیا میں دیکہتے ہو کہ ایک زمیندار گیہوں کے بیج بوکر جو۔ یا جو بوکر گیہوں کا پہل نہیں لے سکتا۔ پس اسی طرح پر جیسے عمل ہونگے۔ بدلہ ان کے ہی موافق اور رنگ کا ہوگا۔ یہی سچی بات ہے کہ ہلکے کام کا پہل دنیا اچہا اٹہاتی ہے۔ پس یہہ بات ضرور ضرور یاد رکہو کہ جن کی خاطر انسان عداوتیں اور دشمنیاں کرتا ہے۔ اور مکر و فریب اور کیا کیا شرارتیں کرتا ہے۔ وہ اس آخری ساعت میں اسکے ساتہہ نہ جائینگی۔ اکیلا ہی آیا ہے اور اکیلا ہی چلا جائیگا بادشاہوں کی بادشاہت۔ امیروں کی امارت۔ دوستوں کی دوستی۔ کنبہ۔ گہر۔ پڑوس۔ گاؤں اور سارے شہر کے رشتہ دار یہیں رہجاتے ہیں۔ پس ان ساری باتوں کو غور کرو۔ اور موت کے آنے والی۔ اور یقیناً آنے والی اور نہ ٹلنے والی گہڑی کا خیال رکہو۔ اور اس خیال کے ساتہہ ہی کل کا فکر آج کرو۔ اور اپنے اعمال کا محاسبہ اور پڑتال کرلو۔ کیونکہ نیک بدلہ تب ہی ملیگا جبکہ اعمال بہی نیک ہوں گے۔

ثانیاً۔ متقی کے لئے ضروری ہے کہ اسکا ایمان سچا ایمان ہو۔ اور اس کے عقاید نیک عقاید ہوں۔ اور پہر اسپر اعمال بہی نیک ہوں ایمان کے اصول صاف ہیں۔ قدوس اور پاک خدا قدوسیت چاہتا ہے۔ ناپاک انسان پاک ذات سے تعلق پیدا نہیں کر سکتا۔ تم اپنے اندر اس بات کو دیکہو کہ کیا کوئی بہلا مانس اور شریف پسند کرتا ہے کہ وہ بدمعاش اور بدنام آدمیوں کے ساتہہ ملے اور تعلق پیدا کرے پہر اس پر قیاس کرو کہ وہ خدا جو قدوسوں کا قدوس اور پاک ہے۔ جو تمام محامد اور خوبیوں کا مجموعہ اور سرچشمہ ہے کب پسند کر سکتا ہے کہ گندے اور ناپاک لوگ اس سے تعلق رکہہ سکیں۔ پس اگر خدا سے رشتہ قایم رکہنا چاہتے ہو اور اس کو خوش کرنا پسند کرتے اور ضروری سمجہتے ہو تو خود بہی پاک ہو جاؤ۔ اور اس پر سچا ایمان لاؤ کہ تمام محامد اور تعریفوں اور خوبیوں کے لئے وہی ایک پاک ذات سزاوار ہے۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرتا اور شفقت اور پیار کی نگاہ سے دیکہتا ہے۔ تم بہی اسکی مخلوق کے ساتہہ سچی محبت اور حقیقی شفقت کرو۔ اور رحم اور ہمدردی کے ساتہہ ایک دوسرے کے ساتہہ برتاؤ کرو۔ میں پہر کہتا ہوں۔ سوچو اور غور کرو! کہ تقوے کے سوا فائدہ نہیں۔ خدا تعالیٰ نے صاف صاف لفظوں میں اس بات کو کہول کہول کر بیان کیا ہے کہ مغرب یا مشرق کی طرف مونہہ کرکے نماز پڑہنا ہی نیکی نہیں بلکہ سچا ایمان خدا کو مطلوب ہے۔ اسلئے اس بات پر ایمان لاؤ کہ وہ خدا قدوس ہے۔ تمام رحمتوں۔ بزرگیوں اور سچائیوں کا سرچشمہ ہے۔ اور اسکے قرب کے لئے ضروری ہے کہ ہم بہی اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا پورا لحاظ رکہیں۔

خدا تعالیٰ کی صفت ہے کہ بدکار اور غافل بہی اسکی ربوبیت سے فیض پاتے ہیں اور حصہ لیتے ہیں۔ پس تم بہی خدا کی مخلوق کے ساتہہ مہربانی۔ نیکی اور سلوک کرنے میں مسلم۔ غیر مسلم کی قید اٹہادو۔ اور تمام بنی نوع انسان سے جہانتک ممکن ہو احسان کرو۔ خدا رب العالمین ہے۔ تم بہی رحیم للعالمین ہو جاوے۔ پس یہہ تقوے ہے۔ ایسے لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جن کی نسبت فرمایا کہ **نسوا اللہ فانسٰہم انفسہم واولٰئک ہم الفاسقون**۔ یعنے جنہوں نے اس رحمت اور پاکی کے سرچشمہ قدوس خدا کو چہوڑ دیا۔ اور اپنی شرارتوں چالاکیوں۔ ناعاقبت اندیشیوں۔ غرض قسم قسم کی حیلہ سازیوں اور روباہ بازیوں سے کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ مشکلات انسان پر آتی ہیں۔ بہت سی ضرورتیں انسان کو لاحق ہیں۔ کہانے پینے کا محتاج ہوتا ہے۔ دوست بہی ہوتے ہیں۔ دشمن بہی ہوتے ہیں۔ مگر ان تمام حالتوں میں متقی کی یہہ شان ہوتی ہے کہ وہ خیال اور لحاظ رکہتا ہے کہ خدا سے بگاڑ نہو۔ دوست پر بہروسہ ہو۔ ممکن ہے کہ وہ دوست مصیبت سے پیشتر دنیا سے اٹہہ جاوے یا اور مشکلات میں پہنسکر اس قابل نہ رہے

حاکم پر بھروسہ ہو تو ممکن ہے کہ حاکم کی تبدیلی ہو جاوے اور وہ فائدہ اُس سے نہ پہنچ سکے - اور اُن احباب اور رشتہ داروں کو جن سے اُمید اور کامل بھروسہ ہو کہ وہ رنج اور تکلیف میں امداد دینگے - اللہ تعالیٰ اُس ضرورت کے وقت اُن کو اسقدر دُور ڈال دے کہ وہ کام نہ آسکیں - پس ہر آن خدا سے تعلق نہ چھوڑنا چاہیئے - جو زندگی - موت - کسی حال میں ہم سے جدا نہیں ہو سکتا -

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے خدا سے قطع تعلق کر لیا ہے - اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ تم دُکھوں سے محفوظ نہ رہ سکوگے اور سکھ نہ پاؤگے - بلکہ ہر طرف سے ذلت کی مار ہوگی اور ممکن ہے کہ وہ ذلت تم کو دوستوں ہی کی طرف سے آوے کیونکہ ایسے لوگ جو خدا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں وہ کون ہوتے ہیں یہہ وہ فاسق - فاجر ہوتے ہیں - اُن میں سچا اخلاص اور ایمان نہیں ہوتا - یہی نہیں کہ وہ ایمان کے کچے ہیں - نہیں - اُنمیں شفقت علیٰ خلق اللہ بھی نہیں ہوتی -

یاد رکھو - کبھی یہہ بات نہیں ہو سکتی کہ قدوس کے متبع اور بھلے مانس ذلیل ہوں - نہیں - وہ دنیا میں قبر میں - حشر میں - جنت میں عیش اور سچا آرام پاتے ہیں وہ اُن لوگوں سے جو آگ میں جل رہے ہیں برابر نہیں - اور ہرگز نہیں - وہ لوگ جو سچے راستباز اور متقی ہیں - اور ہمیشہ سُکھ پاتے ہیں - یہہ لوگ ہی آخرکار کامیاب ہونے والے ہیں -

میں پھر آخر میں کہتا ہوں کہ کامل ایمان کے بدون انسان اس درجہ پر نہیں پہنچتا - کامل ایمان یہی ہے کہ اسمائے الٰہی پر ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے کہ ایک ناپاک اور گندے کو ایک پاک مومن سے ملادے اور گندے کو عزت دیدے - پھر کامل ایمان میں سے یہہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وسائط پر ایمان لاؤ - یعنے ملائکہ پر - اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لاؤ - وفادار ہو - عسر و یسر میں قدم آگے ہی بڑھاؤ - اور جزا و سزا پر ایمان لاؤ - نمازوں کو مضبوط کرو - اور زکوٰتیں دو - غرض یہہ لوگ ہوتے ہیں جو متقی کہلاتے ہیں - خدا تعالیٰ آپ کو اور مجھے توفیق دے کہ ہم متقی بنجاویں - یاد رکھو کہ دنیا سے وہی تعلق جو خدا چاہتا ہے - آخر جیت راستبازوں ہی کی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ مخفی در مخفی حالات کا واقف ہے - ہمیشہ اُسکے پاک قانون کے متبع بنو - اور ہر حالت میں رضائے الٰہی کے طالب رہو - اور اس پاک چشمہ سے دور نہ رہو - آمین -

مولانا مولوی نورالدین صاحب اور ایک طالب علم

مدرسے سے ایک طالب علم کی دینیات کا سبق یاد نکرنے کیوجہ سے مولانا ممدوح کے پاس شکایت ہوئی آپ نے اُسکو بلا کر فرمایا "مجھے شکایت پہونچی ہے کہ تم نے دینیات کے پڑھنے سے انکار کیا ہے ایک شخص یہاں موجود ہے (ایڈیٹر الحکم کی طرف اشارہ) اور وہ گواہ ہے کہ اُس نے کسی طبیب کا پیغام مجھے دیا کہ اولاد ہونے کے لئے میں اُس کا علاج کروں مینے اُسکو یہی جواب دیا کہ مجھے دیندار اولاد کی ضرورت ہے محض اولاد مطلوب نہیں پس میں دین کے سوا کسی چیز کو پسند نہیں کر سکتا - مدرسہ کے اجزا سے اگر کوئی غرض ہے تو یہی تعلیم اس لئے اگر تم دینیات پڑھنا نہیں چاہتے تو فی الفور یہاں سے چلے جاؤ - مینے امام کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اس لئے کوئی شخص جو میرے ساتھ کوئی تعلق رکھتا ہے لیکن دین کو دنیا پر مقدم نہیں کرنا چاہتا میرا اُس سے کچھ تعلق نہیں رہ سکتا تم کو یہ خوب معلوم ہے کہ میں یہاں کسی دنیا طلبی کے لئے نہیں بیٹھا دین کے لئے آیا ہوں اور صرف دین کے لئے پھر تم دیکھو کہ باوجودیکہ کوئی نہیں جانتا میرے مولا کریم کے سوا کہ وہ مجھے کہاں سے دیتا ہے ہر مہینے تمہارے اخراجات باوجود ایسی حالت کے مساکین فنڈ سے نہیں دلائی میں نے خود برداشت کئے پھر ایسی حالت میں بھی اگر تم دین کو حاصل کرنا نہیں چاہتے تو میں تم کو اپنے پاس قطعاً نہیں رکھ سکتا - اور یاد رکھو دنیا میں میں کسی ایسے شخص کو جو دین سیکھنا نہیں چاہتا ہرگز اپنے پاس اپنی ساتھ نہیں رکھ سکتا کیونکہ میرا ارادہ میرا خیال کچھ نہیں رہا میں اوسے دوسرے کے ہاتھ پر بیچ چکا ہوں - پس میں پھر کہتا ہوں کہ بیوی ہو لڑکی ہو کوئی ہو اگر اوسے دینیات کی خواہش نہیں تو مجھے اُس سے کوئی غرض رہ نہیں سکتی -

پاک شاعری

شانِ احمد راکہ داند خدا وند کریم
آن چنان از خود جدا شد کز میان افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکر او شد سراسر صورتِ ربِ رحیم
بوئے محبوبِ حقیقی میدمد از روئے پاک
ذاتِ حقانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چوں دلِ احمد نمے بینم دگر عرشِ عظیم
منت ایزد را کہ من بر رغم اہل روزگار
صد بلا را میخرم از ذوق آں عین النعیم
از عنایاتِ خدا و از فضل آں دادار پاک
دشمن فرعونیانم بہر عشق آں کلیم
آں مقام و رتبت خاصش کہ بر حق شد عیاں
گفتمے گر دیدے ہیچ دریں راہی سلیم
در رہِ عشق محمد ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

رپورٹ جلسہ سالانہ طبع

ہو کر شائع ہو گئی ہے جن احباب نے متعدد جلدیں خرید فرمائی ہوئی ہیں آخر اپنی وعدہ کیطرف توجہ کریں -
(درخواستیں ایڈیٹر الحکم کی نام ہوں)

کا انسان مصداق ہو - شرک ایک ایسی مہلک بلا ہے کہ اس سے نہ سچے علوم حاصل ہوسکتے ہیں اور نہ اخلاق فاضلہ جو سچے علوم کے آثار شیریں ہیں - یہہ امر ہماری کسی دلیل کا محتاج نہیں - اور نہ اس پر کسی بحث کی ضرورت ہے - اُن قوموں کو جو ایک خدا کو چھوڑکر تین کے چکر میں آئی ہیں یا تینتیس کروڑ کی پوجاری بنی ہیں - دیکھہ سکتے ہو ہمنے عباد الرحمن کی صفت چہارم میں اخلاق فاضلہ کی کیفیت بتلائی اور صفت پنجم میں اُنکے حصول کا گُر بتلایا ہے - اکالی پر ہی بڑے بڑے علوم کا مدار ہے - ذرا غور کرو - اور بلند نظری سے کام لو - حساب - ہندسہ وغیرہ کی اصل کیا ہے؟

عباد الرحمن کی چھٹی صفت } ولا یقتلون النفس التی حرم الله الا بالحق - اور وہ کسی ایسی جان کے قتل ناحق سے بچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہو -

قتل نفس مختلف پیرایوں اور طریقوں سے ہوتا ہے - اسقاط حمل - لڑکیوں کو مار ڈالنا - عام قتل - ادویات مانع حمل کا استعمال وغیرہ - سب صورتیں قتل نفس کی ہیں - پس عبد الرحمن کی یہہ بھی ایک خوبی اور صفت ہے کہ وہ ان باتوں سے دور رہتے ہیں

عباد الرحمن کی ساتویں صفت } ولا یزنون - اور کسی قسم کا زنا نہیں کرتے - اس مضمون کو قتل النفس والے حصے سے بہت بڑا تعلق ہے کیونکہ قتل النفس کے لئے انسان کو مجبور اور ناپاک منصوبے زناکاری کی حالت میں سوچنے پڑتے ہیں - تاکہ افشائے راز نہو -

زنا کی مختلف قسمیں ہیں - آنکھہ کا زنا بدنظری ہے - زبان کا زنا گندی اور ناپاک باتیں ہیں - کانوں کا زنا یہی ہے کہ بدکاری کی داستانوں کا سننا - ایسا ہی ہر عضو کے متعلق زنا کا گناہ ہوسکتا ہے - مخالطت ناجائز زنا کی تکمیل کا نام ہے - پس یاد رکھو کہ مومن اور عبد الرحمن کی یہہ شان ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں سے محترز رہتے ہیں - کاش! ہمارے مخالف قرآن کریم کے الفاظ پر نظر کر سکتے تو اُن کو معلوم ہوتا کہ قرآن کیسے لطیف پیرایہ میں مختصر طور پر ایک عظیم الشان مضمون بیان کرتا ہے (اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم) ◆

بعض نوٹس

لا تقف ما لیس لک بہ علم } اُس سے بڑھ کر خطاکار انسان کون ہوسکتا ہے جو کسی نامعلوم واقعہ پر اپنی رائے ظاہر کرے - اخبار وکیل نے ۳۰ جنوری کے اشیو میں ایک بڑی ذمہ داری کا نوٹ لکھا ہے جو "قوم کی بدبختی" کے عنوان سے لکھا گیا ہے اُس کے اول حصے سے تو ہم متفق ہیں لیکن اُسکے آخری حصہ کے لئے وکیل کو اُس حصۂ آیت کی طرف توجہ دلاتے ہیں - جو اس ریمارک کے عنوان میں ہم نے لکھی ہے فی الحال ہم اشارتاً ہی تبلیغ کرنا ضروری سمجھتے ہیں - اور اُمید کرتے ہیں کہ اخبار وکیل اُس ریمارک پر مزید غور کریگا - پھر اُسے معلوم ہوجائیگا کہ برسر حق کون ہے؟

ہاں! ہم یہہ کہدینا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ قوم کی بدبختی اس سے بڑھکر کیا ہوگی کہ وہ اُس امام کو شناخت نہیں کرتی - جو اُسکی اصلاح کے لئے مامور ہوکر آیا ہے - اور اس عدم توجگی کے ذمہ دار وہ علماء ہیں جو قوم کی راہ میں ایک سدّراہ ہو رہے ہیں - اور جن کے گھروں میں بجز کفر کے اور رکہا ہی کچہہ نہیں ◆

عبادت اسلام } لورپول کے ایک عیسائی اخبار کے کرسچن ایڈیٹر نے اعتراف کیا ہے کہ "عبادت کرنے میں مسلمان سب سے اول اور سب سے بہتر ہیں" اب سوال یہہ ہے کہ کیا ایک شخص ایک امر قابل تعریف کا اعتراف کرکے بھی اس سے احتراز کرتا ہے؟ لاریب جس شخص کا کانشنس بیدار ہو اُسکو تو سر تسلیم رکھدینے کے بدون چارہ نہیں - لیکن ہاں جس کا دل اور دماغ عداوت کے تاریک بخارات سے دہندلا گیا ہو وہ حق کو حق مان کر بھی تسلیم نہیں کرسکتا - یہی حال اس کرسچن کا معلوم دیتا ہے -

بہرحال ہم اسکے اس جملہ کو سلیم الفطرت اور سعید ازل اشخاص کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں - اور اسلئے نہیں کہ ہم اس مقولہ کو سند دکہانا چاہتے ہیں نہیں! بلکہ اسلئے کہ کم از کم عبادت اسلام کے طریق پر غور تو کیجاوے جو نور اور حقانیت اُسمیں ہے وہ خود ایک مستقل مزاج انسان کو اپنی جہلک دکہا سکتی ہے ◆

"المنار" مصری اخبار میں شعبان کے کسی اشو میں **"اصلاح دین"** کے عنوان سے ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے - ہم نے اس آرٹیکل کو ایسے طور پر سنا ہے کہ گویا خود پڑہا ہے - اُسکا لُبِّ لباب اور خلاصہ یہہ ہے کہ اصلاح دین جب ہوسکتی ہے کہ خلیفۃ المسلمین (یعنی اعلیٰحضرت سلطان روم) اس امر کی طرف توجہ کرے اور اُسکی راہ یہہ ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک مجلس منعقد ہو - اور اختلافی مسائل کو چھوڑکر متفق علیہ مسائل کو شائع کیا جاوے اور اس مجلس کا جنرل اجلاس ایام حج میں ہوا کرے - وغیرہ وغیرہ ◆

ہمارے خیال میں اول تو ایسی کسی مجلس کے انعقاد و قیام سے بالکل نا امید ہونا چاہئیے - اور اگر کوئی کمیٹی اس قسم کی ہوسکتی ہے تو ہم کہینگے کہ وہ اسلام اور اہل اسلام کے لئے کچہہ بھی مفید نہیں ہوسکتی - کیونکہ اسوقت مختلف ممالک اور پھر مختلف شہروں میں متعدد اور مختلف کمیٹیاں اور مجلسیں مسلمانوں کی موجود ہیں - مگر سوال یہہ ہے کہ باوجود ادعائے اصلاح دین وہ کہاں تک اس مطلب اور مقصد میں کامیاب ہوئی ہیں - ہمارے اگلے اشو میں مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کا ایک خطبہ درج ہوتا ہے جسمیں اس مضمون پر ضمناً اور مختصر گفتگو ہے - المنار کا یہہ خیال جو اس آرٹیکل کی تہ میں ہے بیشک قابل قدر ہے کہ وحدت ارادی مسلمانوں میں قائم ہو - لیکن جس طریق پر وہ اُسے قائم کرنا چاہتا ہے - وہ طریق نفاق اور ریا کے بڑہانے والا ہے جو اصلاح دین کی بجائے تخریب دین اور پھر اُس سے تخریب اہل اسلام کا موجب ہوسکتا ہے - وحدت ارادی کے پیدا کرنے کے لئے ہم کو اُس طریق اور سنت پر نظر کرنی چاہئیے جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے

ہمارے پاس ایک عظیم الشان نظیر عرب کی کینہ توز اور جنگجو بیکار مجسم قوم کی موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشتر جو حالت خونریز عرب کی تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مگر اسکے بعد اُن میں الفت اور مروت کی روح کس ذریعہ سے پہونچی گئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے آیا۔ اسی طرح پر دنیا میں مجلسیں اور سوسائٹیاں ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ باوجود ایک مجلس کہلانے کے ایک دل کا حکم رکھنے کے اُن میں دھڑا بندیاں۔ پارٹیاں ہیں۔ بظاہر ایک دوسری سے ملتی ہیں۔ لیکن دل میں منتظر موقع ہیں۔ پس ایسے مجمعے خواہ وہ سلطان روم کے زیر سایہ ہوں۔ خواہ شاہ ایران کی سرپرستی میں۔ ہماری رائے میں کبھی بھی وہ سرسبز نہیں ہو سکتے۔ جب تک اُن کا تعلق اُس روح کے ساتھ نہ ہوگا جو بلاواسطہ اُس ذات سے تعلق رکھتی ہے جو لاریب ایک ہی ہے ؎

خدا واحد خدا ہے وہ توحید کو پسند فرماتا ہے

پس وہ وحدت۔ وہ یگانگت جو خدا تعالیٰ کا منشا اُسکی ذات بے ہمتا کا تقاضا ہے اُسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جس طرح وہ چاہتا ہے اور وہ وہی طریق ہے جو ابتدائے آفرینش سے چلا آیا ہے۔ اور اب بھی قایم ہے دنیا میں ایک امام موجود ہے جو دین کا خلیفہ ہو کر آیا ہے۔ پس اُسکے ساتھ سچا تعلق پیدا کرنے سے وحدت کی روح پہونچ جاسکتی ہے۔ اور ہم اسکا تجربہ کر کے دیکھ رہے ہیں۔ اور صحابۂ کرام کی ایک زبردست شہادت ہمارے پاس موجود ہے۔ پس اگر دنیائے اسلام میں وحدت اتحادی کی ضرورت ہے اور ہم کہتے ہیں ہے اور ضرور ہے۔ تو یاد رکھو کہ اسکے لئے ایک ہی راہ ہے جو خود خدائے یگانہ نے اپنے ارادے اور اپنے ہاتھ سے بنائی ہے

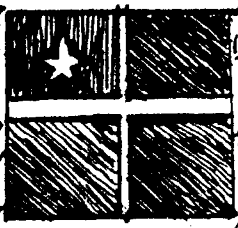
ہمارا ارادہ ہے کہ المنار کے اس آرٹیکل پر ذرا بسط کے ساتھ لکھیں ؎

بدعت کی تاریکی میں سُنّت کی جھلک

مصری المنار ۲۰ جنوری ۱۸۹۹ء کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے لکھتا ہے

کہ خدا کا شکر ہے کہ اب مسلمانوں کے ہر طبقے سے چند لوگ خواب غفلت سے بیدار ہونے لگے ہیں اور بتدریج اصلاح اور درستی کے زینے پر چڑھتے نظر آتے ہیں جس طرح بعض فضلا نے بدعتوں کا بیج بویا تھا اُسی طرح بعض شیوخ اُن پودوں کے قلع وبُرید کی طرف متوجہ بھی ہو گئے ہیں امید ہے کہ لوگ ایسا ہی ایک دوسرے کی تقلید امور خیر میں کیا کریں گے ہم نے بارہا درج اخبار کیا ہے کہ مصری صلحا اور اولیا کی تقاریب مولود میں لگاتار بدعتوں کا مینہ برستا رہتا ہے مریضان مایوسی کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ رسم بد مصر سے ہرگز دور نہ ہوگی۔ ہم نے اس خیال کی تردید تحریر سے کی تھی۔ اب بعض فضلا نے قول سے اُس کا ثبوت بھی دے دیا ہے۔ گزشتہ ہفتہ میں ولی مشہور رسیدی دمرداش المحمدی قدس سرہ کے عرس کی تقریب پر ایک بڑا مجمع ہوا۔ اہل بدعت نے معمول قدیم کے موافق مسجد دمرداش کی اطراف وجوانب میں میراثیوں اور رقاصوں کے واسطے ڈیرے نصب کرنے اور ناجائز مجمع کی دھوم دھام کا انتظام کیا۔ دمرداشی طائفے کے استاد اکبر شیخ عبد الرحیم کا حکم ہوا کہ ڈیرے سب اکھیڑ دئے جائیں اور اہل بدعت سب نکال دئے جاویں۔ اس حکم کے ساتھ کسی کو چون وچرا کی طاقت نہ تھی۔ مصر میں یہ اول مولود عرس ہے جس میں منکرات کا کوئی بازار قایم نہ ہوا اور میراثیوں رقاصوں کا اکھاڑا نہ جما بلکہ دوسرے کھیل تماشوں سے بھی یہ عرس پاک اور طاہر رہا۔ جمعہ کی شب میں شیخ موصوف الیہ مع خلفا ومریدین اپنی خلوت سے جلوت میں آئے۔ جبکہ اہل اعتقاد اور تماشائیوں کا بڑا مجمع تھا۔ گروہ مرداش کا لباس سب سفید اور پاک وصاف اور اُن کا مبارک جلسہ راگ بازی اور مزامیر سے معرا تھا۔ اگر دوسرے شیوخ طریق بھی یہی راہ چلیں تو مناسب ہے۔

کریٹ کیلئے جو نیا علم تجویز ہوا ہے اُس کا یہ نقشہ ہے ایک بڑی سفید صلیب پھریرے کو چار مساوی حصوں



میں تقسیم کر رہی ہے دونوں نچلے اور اوپر کے دائیں حصہ کی زمین نیلگوں۔ اور چوتھے مربع کی زمین جس پر پانچ کرنوں کا ستارہ بنایا گیا ہے سرخ ہے کرمٹی مسلمان اس علم کو ناپسند کرتے ہیں۔ اُن کا بیان ہے کہ اس سے ٹرکی سیادت کا اچھی طرح پتہ نہیں ملتا۔ یعنی ستارہ کے ساتھ ہلال بھی ہو جانا چاہیئے تھا۔

میمیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میمیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ سے - خالص میمیرہ فی ماشہ عـ۸ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی وجعلی میمیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے -

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میمیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور پلکوں کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ نکلا کرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میمیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میمیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر ومانریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میمیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - میرے ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف وشفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بعد شکرگذاری جو شکر تعمیل کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان کیا ہے جسکا ثواب آپ کو کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص وعام بلاتعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میمیرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میمیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپشل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہاری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر علی محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان -

۶ مارچ ۱۸۹۸ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میمیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا - جو اہمدکر الائنس بنک میں ۹ مارچ ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۶ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ پھر ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے ممد ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ ۵۰ فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو سہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے اور ہم حصہ دار منافع ہزار چھاپکر مفت تقسیم کردیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ کا ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کریں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواستیں ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟
مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔ ۸ر سے لیکر ۱۰ روپیہ تک۔ پاندے ۱۴ر سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ سیج ۳ روپیہ سے لیکر ۲۰ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈھپے جس قسم کے چاہیں ڈالدیے جائیں گے۔

۴۔ بدیائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی۔ روپیہ کمیشن لے لی جاوے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلیے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام و پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہ بخش علاقہ بند
کمیشن ایجنٹ
کٹرہ بھائی سنگھ ہاتھی دروازہ امرتسر پنجاب

عجیب و غریب دلچسپ کتابیں؟

مکافات عمل شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئلیم کے ناول دیجر اوف سن (ذبیحہ گناہ) کا ترجمہ
اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاؤ کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند و نصیحت کا خشک دفتر۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجے کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام اعلےٰ حقیقتیں اس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہو گی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں سے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا نور چمکایا۔ مصنف والا تزاد نے مسیحی دین کا کچھ ایسے عجیب طریقہ پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کر کے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے۔ اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کر کے فضائل اسلام کو آفتاب سے زیادہ منور روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ۔ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی مقنن کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں ہے۔ ایک مسلمان۔ ترک **حلیم بے** اور یورپین لیڈی ملنشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کا حال معلوم ہوتا ہے بالمقابل دو یورپین **میٹنگز** اور **مس موتا** کا عشق۔ تمام اندرونی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آرمینا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے۔ لائق مترجم نے جابجا **آیات قرآنی** کا حوالہ دیکر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنا دیا ہے کہ یقیناً ہر **مسلمان** اس عجیب و غریب **اسلامی** ناول کو پڑھ کر خوش ہوگا۔

تذکرہ صابریہ۔ بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ حالات میں۔ کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس رسالہ کو عام مسلمانوں میں نہایت قبولیت حاصل کی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے اہل دل جلدی اسکی خریداری کیجیے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴ر

اسلام ۔ امریکہ کے شیخ الاسلام الگزینڈر رسل ویب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلائل ہیں قیمت عہ

کلمات طیبات۔ حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب اور مفید ہیں۔ قیمت ۱۲ر

فیوض الحرمین۔ اسم بامسمی کتاب ہے۔ قیمت ۱۰ر

منبع العرفان۔ واقعی عرفان کا چشمہ ہے۔ قیمت ۱۰ر

جنگ اجنادین۔ فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے۔ قیمت ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۶ر

فخر البلاد۔ یعنی تاریخ بغداد اردو۔ قیمت ۔ ۔ ۴ر

عید المومنین۔

اسلام کی دنیوی برکتیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کیلئے واقعی ایک برکت ہے۔ نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدر آباد دکن کی تالیف ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶ر

صداقت اسلام۔ اسلام پر دو زبردست لکچر۔ ایک لکچر آنریبل سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا۔ دوم لکچر ڈاکٹر لائنز صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا سر سید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲ر

مترجم دود تاج لکھی۔ ایک بمبئی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱ر

حملہ آوری۔ ایرانی سرزمین اور اسلامی ناموروں کی شجاعت کی معتبر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴ر

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین

یہ کتاب فی الحقیقت ایک سعادت ہے۔ اور ایسی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۸ر

گلستان خواجہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ باید و شاید حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ سوانح عمری ہے مگر درحقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ۔ متعدد نقشے درگاہ شریف اور اس کے متعلقات کے بھی ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲ر

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف۔ نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پُرمضمون اور پُرمغز ہیں کہ سبحان اللہ۔ ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اسکے دلدادہ اور فدائی ہیں۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۱۲ر

دیوان راسخ۔ موجودہ زمانہ میں ایشیائی شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چوچلا پیدا کیا ہے اس کا مزہ چکھنا چاہو تو یہ دیوان ملاحظہ کرو۔ جو مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا مجموعہ ہے اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندوستان بھر کے شعراء رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ حضرت داغ بھی مداح ہیں۔ ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ نشتر ہے ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی پیدا کرنا صرف مولانا راسخ ہی کا کام ہے ضخیم دیوان ہے۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲ر

دیوان عزیز۔ یہ دیوان بھی منتخب ہے استادانہ کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جسکا لطف کسی چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

مولود شریف لطیف۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھیے اور مصنف کو داد دیجیے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ و صل علیٰ قیمت ۔ ۔ ۳ر

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس

امرتسر کے نام

ہوں۔

میری نوٹ بک سے چند باتیں

محنت

کوئی چیز ایسی مضرت رساں نہیں جیسا کہ وقت کا فضول ضایع کرنا - کیونکہ انسان کا دل چکی کی مانند ہے کہ جسمیں اگر گیہوں پیسا جاوے تو آٹا ہو - اور خالی گہمائی جاوے تو اُسکا اپنا ہی نقصان ہو (مقولہ مدنش ہال)

میں کبھی یقین نہیں کرسکتا کہ کسی بیکار آدمی کو سچی خوشی حاصل ہوسکے - (لارڈ ڈربی)

فراست

ہم تو چاہتے ہیں کہ دوسرے فرشتہ بنجاویں - مگر اپنے آپکو فرشتہ بنانے کی کوشش نہیں کرتے -

فراست ایک قسم کا الہام ہے - اس سے بھی نبوت کا خیال ہوتا ہے - مومن کی فراست سے ڈرو -

فراست میں کوئی نہ کوئی خدائی بات ہے جو دل کے جملہ خاصیات سے بڑھکر ہماری بہبودگیوں کو درست کردیتی ہے ..

زندگی

انسانی زندگی کی نمود ایک ایسے بحر ذخار کیطرح ہے جو متواتر زور سے بہہ رہا ہے زندگی کی تکالیف پر غور کرنا دانا کا کام ہے - اور بات بات پر شک کرنا بیوقوف کا فرض ؛

نہ اپنی زندگی کو ایسا پیار کرو اور نہ اُس سے متنفر ہو - جتنی دن جینا ہے - پاکیزگی اور صلح کاری سے بسر کرو ؛

خطاب بسوئے صبر

ای صبر تجھکو آپ خدا نے بنایا ہے - رحمت نے اُسکی دودہ تجھکو پلایا ہے
پیغمبروں نے گود میں تجھکو کھلایا ہے - اے لاڈلے تو آنکھوں نے سری سمایا ہے
اسواسطے ای صبر تو دُرّ یتیم ہے - باغ نشاط دہر میں بادنسیم ہے
اے صبر مقبلوں کا تو جاہ و جلال ہے - اے صبر منعموں کا تو مال و منال ہے
صاحب دلوں کا صبر ہی حسن و جمال ہے - تیغ ستم کے واسطے یہ صبر ڈھال ہے
خار مغیر چہ گردا ہے گر دو انہ جانیے - قند و نبات کی بہی ہے جان مانیے
ہر چند اسکو دیکھا ہے روزہ ومشتامیں - ایوب کے بہی دیکھا ہے اسکو لحاف میں
دیکھا ہے اسکو کعبے ستنے طواف میں - مسجد میں معتکف ہے ہی اعتکاف میں
یہہ کہا گیا ہے نا گر دش سگاف ہے - نفرت مدام اسکو ہی لاف و گزاف سے

(امر حسن)

چہوٹی چہوٹی سوانح عمریاں

ابی ایوب انصاری (خالد بن زید خزرجی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام سے ہیں - جب حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تہی - تو مسجد اور حجرۂ مبارکہ تیار ہونے تک آپ کے ہی گہر میں رونق افروز رہے - آپ غزوۂ "بدر" "احد" اور "خندق" میں شریک رہے ہیں - حضرت معاویہ نے جبکہ ۵۰ھ ہجری یا ۵۱ھ میں قسطنطنیہ پر لشکر روانہ کیا تو حضرت خالد کو بھی تیمناً ساتھہ کردیا تہا - جہاں پر بیمار ہوکر شہر پناہ سے باہر انتقال فرمایا - بہت سے برسوں کے بعد جبکہ سلطان فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا - تو حضرت شمس الدین ولی کے ذریعے آپکے دفن کا مقام قرار دیا گیا - حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے قریباً ڈیڑہ سو احادیث مروی ہیں ؛

ابوذر غفاری - جندب بن جنادہ - اعلیٰ رتبہ کے صحاب کرام میں سے تہے - ذر عربی میں چہوٹی چیونٹی کو کہتے ہیں - اور چونکہ آپکے صاحبزادہ کا قد و قامت چہوٹا سا تہا - اسلئے آپ (ابوذر) کے نام سے مشہور ہوگئے تہے جب مکہ فتح ہوا تو تین سو بنی غفاری جو ابو ذر کے اثر سے تہے صداقت اور استقامت آپکی ضرب المثل ہیں - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحلت کے بعد شام کو چلے گئے - اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک وہیں رہے - مگر حضرت معاویہ کی طرف سے شکایت ہونے کی بنا پر شام سے مدینہ منورہ کے پاس ربذہ گاؤں میں بہیجدئے گئے - جہاں پر ۳۲ھ میں بحالت غایت تنگی و افلاس وفات پائی - اتفاقاً اُس وقت پر عبد اللہ ابن مسعود کا وہاں گذر ہوا - جنکی طرف سے مراسم تدفین و تکفین ادا کی گئیں - حضرت ابوذر فرمایا کرتے تہے کہ اگر جہکے کمر کمان ہوجانے تک نماز پڑہا کرو - مگر اُسکا فائدہ اُسوقت تک نہوگا جب تک آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ محبت پیش نہ آؤ !

ابو رافع - ابراہیم - جناب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تہے - ابو رافع کی بڑی خدمت یہہ تہی کہ وہ جناب سرور کائنات کے اسباب سفر کو درست رکھا کرتے تہے - آپکا نکاح نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اپنی آزاد کردہ جاریہ (سلمی) سے کردیا تہا ؛

معلومات اور نئی باتیں

کرّہ زواہر :- شاہ ایران نے پیرس سے ایک کرّہ منگوایا ہے جو بڑا ہی قیمتی ہے - اُسمیں کل ممالک جواہر سے دکہائے گئے ہیں - مثلاً اٹلی پکہراج کا - فرانس نیلم کا - انگلینڈ ... کا اور روس ہیرے کا دکہایا گیا ہے - اور سمندر زمرد کے دکہائے گئے ہیں -

قدرتی سیاہی کا درخت :- نیوگرنیڈا میں ایک قسم کا درخت پیدا ہوتا ہے جس کو اینیٹے کہتے ہیں - اُسکا رس مثل سیاہی کے مستعمل ہوتا ہے - اس سے لکہے ہوئے حرف پہلے سرخ پہر سیاہ ہوجاتے ہیں - اور صفحہ قرطاس سے محو نہیں ہوتے -

ملکہ معظمہ کی پرائیویٹ ریلوے گاڑی کی قالین کی قیمت ۵۰ اپونڈ ہے - پردے چاندی کے ڈنڈوں پر آویزاں ہیں اور ڈنڈوں پہ چہوٹی چہوٹی سنہری مورتوں پہ جنمیں ہرایک کی قیمت دس گنی ہے رکہی ہوئے ہیں - دروازوں کے دستوں کی قیمت ۵۰ اپونڈ ہے - کل ستون میں ۶۰۰۰ پونڈ کی لاگت آئی ہے

سن ہجری چونکہ قمری گردش کے حساب سے محسوب ہوتا ہے - اور اسی لئے عیسوی سن کی نسبت دس روز چہوٹا ہوتا ہے یعنے ۳۶ سال کے بعد ایک سال کا فرق پڑ جاتا ہے اس حساب سے ۲۰۹۵۸ سال کے بعد عیسوی اور ہجری سن برابر ہوجائینگے اور ۲۳۰۱۰ سال بعد ہجری سن ہندؤں کی سمت کے برابر ہوجاویگا ؛

نیا شہر :- آبشار نیاگرا کے کنارے پر علوم حال کے اصول پر ۲۵ میل مربع میں ایک شہر تیار ہوتا ہے جس میں روشنی اور گرمی قوت برقی کے ذریعے سے پہنچائی جاویگی - اور تہوڑے خرچ سے بہت سے آرام اور فوائد اس شہر کو پہنچینگے - جو شاید دنیا میں کسی کو میسر نہوں - کیونکہ جو قوت برقی اس روشنی اور گرمی کی بہم رسانی کے لئے درکار ہوگی وہ اس دریا کے عظیم الشان آبشار سے مفت حاصل ہوجایا کریگی ؛

ایک جدید قسم کا بلاٹنگ پیپر ایجاد کیا گیا ہے جو کاغذ سے سیاہی کے داغ دور کردیتا ہے ؛

دنیامیں سب سے گراں قیمت دوا لی فینو ڈیکما ہے جو امراض امراض چشم میں استعمال کی جاتی ہے - جس کی ایک سیر کی قیمت

خطبۂ موعظت

جو ۳ فروری سنہ ۱۸۹۹ء مطابق ۲۱ رمضان الکرم ۱۳۱۶ھ ہجری المقدس کو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا۔

الحمد للہ رب العالمین مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الامین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ ویطیعون اللہ ورسولہ اولئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم۝

مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسری کے رفیق اور مددگار ہوتے ہیں۔ اور پسندیدہ باتیں دوسرے لوگوں کو سکہاتے۔ اور بُری باتوں سے روکتے ہیں۔ نمازوں کو قایم کرتے ہیں۔ اور زکوۃ دیتے ہیں۔ اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا انجام یہہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ بہت جلد فضل کریگا۔ اور اُن کی کوششوں کو بامراد کریگا۔ اللہ تعالےٰ بہت عزت والا اور غیور خدا ہے۔ اُسکی باتیں بڑی پکی ہیں اور وہ ٹلتی نہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اُس مضبوط اور مستحکم قاعدہ کو بیان فرمایا جو کسی قوم پر اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحم کے لیے اُس نے مقرر فرمایا ہے۔ وہ قوم وہ لوگ کیسے ہوتے ہیں؟ سب سے اول اور مہتم بالشان نشان اُن کا ایمان ہے۔ وہ مومن ہوں خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں۔ بضاعت ایمان رکہنے کی حالت میں اُن کی کامیابیاں اور برکات الٰہیہ کا مورد بنانا اُس جنس کے لحاظ سے نہیں ہوگا جو عام طور پر اُن میں بطور امتیاز قایم ہے۔ بلکہ مساوات ہوگی۔

دوسرا نشان اُن کا یہہ ہے کہ صرف **ایمان** ہی نہیں بلکہ اُن کے باہمی تعلقات میں محبت اور موافقت ہو۔

ہم دیکہتے ہیں کہ اللہ جلشانہٗ نے اس دنیا کے نظام میں ایک یہہ ضروری بات رکہدی ہے۔ کہ وہ اتفاق باہمی اور نیک نیتی سے چلتا ہے۔ ایک دوسرے کی سچی اعانت اور حقیقی ہمدردی اور باہمی امداد سے کل نظام وابستہ ہے جہاں اتفاق نہو۔ بلکہ پہوٹ ہو۔ دل اور زبان ایک نہوں ایک دوسرے کی جڑہ کاٹنے کی فکر میں ہو۔ ایک بہائی دوسرے بہائی کی تذلیل اور تحقیر کے درپے ہو۔ وہاں اللہ تعالیٰ کا فضل اُسکی برکت نہیں آتی۔ بلکہ وہ جگہہ۔ وہ قوم۔ وہ جماعت جس میں پہوٹ اور نفاق ہے اُسکا نام ونشان اُٹہجاتا ہے۔ اور وہ ذلیل وتباہ ہوکر خاک میں مل جاتی ہے۔

اس سے پیشتر اللہ تعالےٰ نے منافقوں کے نشان بیان فرمائے ہیں۔ اور وہ اُن صفات سے بالکل برخلاف ہیں۔ یعنے وہ باہم ایک دوسرے کے معاون اور سچے غمخوار نہیں ہوتے۔ اُن میں موافقت اور موانست باہمی حقیقی طور پر نہیں ہوتی۔ اُن کے دل اور۔ اور زبان اور ہوتی ہے۔ وہ کسی مجلس میں نیک بات سیکہنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور نہ کسی کو کوئی بہلی اور پسندیدہ بات بتلاتے اور نہ بُری باتوں سے روکتے اور منع کرتے ہیں ایسے لوگوں کا نشان بتلایا کہ اولئک ھم الخاسرون یہہ لوگ کامیاب نہیں ہونگے۔

چونکہ یہہ بات ضروری اور واقعی تہی کہ معلوم ہو کہ ایک جماعت واقعی سچا اتفاق رکہتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ہی کے لئے اُسکے دلوں میں اُلفت اور سچی محبت ہے۔ اور اُن میں نفاق کا کوئی شعبہ نہیں ہے۔ پس یہہ بات آسانی سے معلوم ہوگی۔ درخت اپنے پہل سے پہچانا جاتا ہے۔ لکائین کے درخت کے نیچے کہڑے ہوکر درخت کی بابت کسی منطقی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ گلے کی رگیں پہلا پہلا کر گفتگو کی حاجت نہیں۔ بلکہ اُسکا پہل ایک زبردست شہادت ہے۔ پس آسان بات ہے کہ اُسکا پہل چکہہ لیں۔ اسطرح پر اللہ تعالےٰ نے ایک پہل بتلایا ہے اولئک سیرحمھم اللہ یعنے آخری کامیابی دکہا دیگی۔ کہ وہ حقیقتاً مومن ہیں۔ اور تمام صفات موسومہ کے سچے مورد وموصوف ہیں۔ اور ایسے لوگ یقیناً اُن بد نتایج سے محفوظ رہینگے جو یقیناً بدکردار منافقوں کے شامل حال ہوا کرتے ہیں۔

اس اصول کی صداقت کے لئے ایک بڑی بہاری جماعت صحابہ کی شہادت موجود ہے۔ اگر کوئی شخص خیرگی اور بیحیائی سے یہہ کہے کہ ابوبکرؓ صدیق کی پارٹی اور علیؓ مرتضےٰ کے طرفداروں میں کوئی دہڑہ بندی نفاق۔ عداوت اور دشمنی تہی۔ اور وہ اپنے اس قول کی تصدیق کے لئے ہزارہا ہزار کتابیں بہی سند میں پیش کرے تو قرآن کریم جیسی زبردست سچی اور محکم ومنفصل تاریخ کی شہادت کے سامنے جبکہ وہ اُسکو غلط بتلاتا ہے۔ اُن کی کچہہ وقعت اور حقیقت نہیں۔ اور ایسا دعوےٰ کرنے والا خدا سے نہ ڈرنے والا بیباک اور گستاخ انسان ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یقیناً یقیناً وہ وقت آتا ہے کہ وہ دکہا دیگا کہ مومن کون ہیں؟

مدینہ میں دو قسم کے لوگ تہے ایک منافق جن کی نسبت کہا ہے اولئک حبطت اعمالھم۔ وہ بہی ہر ایک قسم کی تدابیر اور کوششوں سے کام لیتے ہیں۔ اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کے واسطے کیا کچہہ نہیں کرتے ہیں؟ یہاں تک کہ ہر ایک قسم کے ناپاک اور گندے منصوبے فریب ومکر اپنے کام کی رونق کے لئے روا رکہتے ہیں۔ مگر نتیجہ وہی ہوتا ہے کہ وہ تمام مساعی اور کوششیں بے سود اور اکارت جاتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مہاجرین کی برگزیدوں کو سند خلافت پر بٹہاکر خدا نے فیصلہ کردیا کہ حقیقی مومن کون تہے؟ اور اس نتیجۂ حقہ نے یہہ بہی ثابت کردیا کہ وہ آمر بالمعروف ناہی عن المنکر اور مطیع اللہ ورسول کے تہے۔ اور اس کے خلاف جو الزامات ومطاعن اُن کی طرف منسوب ہیں۔ ظالم دلوں کی خباثت باطنی کے سر ہوش ہیں۔

ان امور کے لئے ہم کو کسی تاریخ کی شہادت پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم کو زبان سے کہنے کی حاجت نہیں اُن کی کامیابی نے اُن کے عملی نمونوں نے اس امر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زمانہ کی ابدی تاریخ پر لکہدیا ہے۔ کہ وہ **المومنون** والی جماعت تہی۔ اور خدا تعالےٰ نے اپنے عظیم الشان فضل سے قیامت تک مہر لگادی کہ واقعی مومن ہیں کیسا عظیم الشان ثبوت ہے اور کیا حیرت انگیز بات ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی **قوت قدسیہ** کا ثبوت مشکل ہوتا۔ اگر ایسا اتفاق۔ ایسا اتحاد۔ اور ایسی یگانگت اُن جنگجو۔ تند خو قبایل کے درمیان پیدا نہوتی۔ دو قبیلے اگر ملیں۔ اور پہر کشادہ پیشانی اور محبت سے ملیں۔ ممکن نہ تہا۔ مگر یہہ اس **ہادی۔ کامل ہادی** صلی اللہ علیہ وسلم کی **قوت قدسی** تہی جسنے اُن پر ایسا اثر کیا کہ اُن کی اس **فطرت** تک کو بدل دیا جو عادت کے بعد ہوگئی تہی۔ اور ایسا بدلا کہ **بعضھم اولیاء بعض** بنادیا۔ غرض ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے ایک **اصول** اور گُر بتلایا ہے جس سے کوئی **قوم** اور **جماعت** اُسکے حضور بامراد اور کامیاب ہونے کے قابل ٹہر سکتی ہے۔

میرا مطلب اسوقت ان آیات کے پڑھنے سے خصوصاً اپنی جماعت کو متوجہ کرکے ایک بات کا بیان کرنا ہے یہہ امر میں نے متعدد مرتبہ ابھی تبلایا ہے. کہ اس آیتہ میں کسی قوم کے فضل اور رحم کے وارث ہونے کے لئے ایک خاص اصول ہے. اُن کا پہلا نشان تو **ایمان** ہے یعنے سچا ایمان اپنے تمام لوازم کے ساتھہ پیدا ہو. تاکہ وہ **مومن** کہلا سکیں - ورنہ زبانی اور فرضی ایمان تو منافق میں بھی ہوتا ہے - نہیں.

دوسرا نشان یہہ ہے کہ ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہوں. ایسے طور پر کہ گویا ایک دل ہوجاویں - اور ایک دوسرے کے فائدے اور زیان میں ایسے شریک ہوں کہ گویا وہ اُسکا ذمہ وار ہے - یہہ ایک عظیم الشان بات ہے جو ہم کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیے - **اسلام** کا اصل فضل اور برکت دنیا میں توحید پھیلانا ہے. اور وہ ہر معاملہ میں **اتحاد** اور یگانگت چاہتا ہے - عبادات - معاملات - معاشرت - تمدن غرض ہر بات میں اُسکا مقصود اور موضوع وہی **وحدت** ہے پس ایک خدا کو ماننے والے متفرق اور پراگندہ ہوں - اور ایک دوسرے کے ہمدرد اور رفیق نہوں. یہہ مومن کا کام نہیں. یہہ اسلام کا منشا نہیں.

تیسرا نشان یہہ ہے کہ دوسروں کو نیک باتوں کے مشورے دیتے اور بری باتوں سے روکتے ہیں. یہہ بات جسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہتے ہیں. باہمی سچی اُلفت اور سچے پیار سے پیدا ہوتی ہے. بہت لوگ ہیں کہ کسی کا گھر جلتا دیکھہ کر دُور سے کھڑے تماشا دیکھتے اور ہنستے ہیں کہ ہمارا گھر دُور ہے مگر یاد رکھو کہ یہہ کامیابی کے لچھن نہیں ہیں - یہہ تو ذلت اور ادبار کے نشان ہیں.

اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ **امر بالمعروف نہی عن المنکر** کے لئے اول باہم سچی خیر خواہی اور موافقت ہو. جیسا اپنی ذات خاص کے لئے کوئی بات چاہتا ہے ویسا ہی اپنے بھائی کے لئے چاہے تو یہہ توفیق ملتی ہے کہ **امر بالمعروف** کرسکے اور بری اور مکروہ باتوں سے روک سکے. آج ہر شہر اور قصبہ میں بڑی بڑی مجلسیں انجمنیں ہیں اُنکا پہلا اصول بدقسمتی سے یہی ہے کہ کسی کو ملامت نہ کی جاوے - یہہ دل آزاری سمجھی گئی ہے **شراب** پینے سے روکنا - **زناکاری** سے باز آنے کی ہدایت کرنا. ان باتوں سے اُن کو کچھہ سروکار نہیں - وہ چاہتے ہیں کہ ہم اس طرح پر **ہر دلعزیزی** پیدا کریں - اور اپنے **مقاصد** میں کامیاب ہوں. اور پھر وہ مقاصد دنیوی **فلاح** اور بہتری کی تبلائے جاتے ہیں. **آہ! صد آہ!!!** - ان لوگوں کی روح میں جب سچی تڑپ نہیں - وہ **سوز اور درد** اُن کے اندر پیدا نہیں ہوا جو **قوم** کو **قوم** بنانے کیلئے ضروری ہے تو اُن کی لمبی چوڑی **تقریریں** - **اسپیچیں** **قومی مرثیے** - اور **نوحے** کیا کرسکتے ہیں؟ **دین** کی عزت اور عام خلق اللہ کی سچی بھلائی جو دین سے حاصل ہوتی ہے مقصود نہیں تو کچھہ بھی نہیں. ممکن ہے کہ اُس اتفاق اور ظاہری اتحاد کی وجہہ سے کچھہ آثار کامیابی کے دیکھیں سکیونکہ اللہ تعالےٰ **مساعی کے اجر** ضایع نہیں کرتا - اور ہر فعل پر نتایج مترتب کرتا ہے. مگر آخر میں پھر وہی ناکامی وہی مایوسی اور ابدی اضطراب ہے اللہ تعالےٰ نے ایک **مجلس** قایم کی جسکا **صدر مجلس** وہ **کامل انسان** تھا جسکا نام **محمد رسول اللہ** ہے. صلی اللہ علیہ وسلم - اُس مجلس کا **نشان** یہی تبلایا ہے کہ وہ سچی خیر خواہی اور ہمدردی کے ساتھہ **یامرون بالمعروف** اور **ینہون عن المنکر** کی مجلس ہے اور یہہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر طبعی طور پر **فطرتی تقاضے** سے روح کی **تڑپ** اور **سوز** سے ہوتا ہے - اُس میں اپنے نفس کی خواہش اور جذبات کی آمیزش نہیں ہوتی. کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ دوسرے کو **امر بالمعروف** کرتے ہوئے سینہ میں یہہ بات پیدا ہو کہ میں اُس سے بہتر ہوں اور یہہ **انا خیر منہ** اُس کی تذلیل اور تحقیر کا خیال دل میں پیدا کردے - پس یاد رکھو کہ اس فایز المرام ہونے والی جماعت کے اندر یہہ جذبات اور خیالات نہیں ہوتے. اُن کا **امر بالمعروف** اور **نہی عن المنکر** ایک روح کے تقاضے سے ہوتا ہے - پس **مبارک** ہیں وہ لوگ - اور **مبارک** ہے **وہ جماعت!** جس کے اندر یہہ **صفات** ہوں! **وقلیل ماھم**.

اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بغض رکھنا - اور اُسی کیلئے حُب رکھنا کہنے کے لئے آسان باتیں ہیں. مگر حقیقتاً اسکو وہی سمجھہ سکتا ہے جسکا سینہ **سکینت** کی برکت دھویا ہوا ہو - اور **شرح صدر** ہو چکا ہو.

لوگ کہتے ہیں کہ وہ شخص جو مامور من اللہ کہلاتا اور امام ہونے کا مدعی ہے - اپنے مخالفوں کی طرح اُن کے حق میں سخت الفاظ بولتا ہے - ہمیں اور اُنہیں کیا فرق ہے؟ ہم اپنی فراست - دراز تجربہ - روح پاک کی مدد سے اسبات کو دریافت کرسکتے ہیں. اور یہہ علانیہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ **جوش نفس** - **غلبۂ انتقام** - **حیوانی جذبات** اور **عداوت** کے تاریک غبار سے دب کر نہیں بولتا - بلکہ جب وہ اپنے **فرض منصبی** کے ادا کرنے کے لئے بیٹھتا اور قلم اُٹھاتا ہے - وہ محض اللہ تعالےٰ کے لئے جو کچھہ بولتا ہے بولتا ہے. اُسکا ثبوت یہہ ہے کہ عام مجلسوں میں جب وہ بیٹھتا اور اُن مخالفوں کا ذکر سنتا یا کرتا ہے تو اُسکے چہرہ پر تغیرات - سوزش - اور جلن اور قبض کے آثار پیدا نہیں ہوتے - وہ نہایت فراخدلی سے اُن کی گندی اور ناپاک گالیاں جو ایک شریف دل انسان اپنے مونہہ سے نہیں نکال سکتا سُن جاتا ہے مگر اُس سے اُسکے دل پر کوئی حیوانی جذبات کا اثر پیدا نہیں ہوتا. یہہ بعینہٖ اُس **مجسٹریٹ** کی طرح ہے جو جب اپنی کرسی عدالت پر بیٹھتا ہے تو کسی کو سزا دیتا ہے اور کسی کو ڈگری دیتا ہے - مگر گھر میں مجلسوں میں دوستوں سے جب ملتا ہے تو نہایت فراخدلی اور کشادہ پیشانی سے ملتا ہے. معلوم ہوا کہ اُسنے صرف **ڈیوٹی** کو ادا کیا ہے - اپنے **جذبات نفس** کا غلام بنکر نہیں کیا. مگر میں ان مخالف مولویوں کو دیکھتا ہوں کہ کسی تقریب کی وجہہ سے نہیں - بے محل اور بے ربط گندے اور ناپاک ذکر کر رہے ہیں - اور چہرہ متغیر ہو ہو جاتا ہے گویا اندر ہی اندر کوئی بات کہا رہی ہے - جسکے انتقام کے لئے یہہ باتیں کر رہے ہیں یہہ **صاف فرق** ہے - پس جسکے اندر غلاظت نہیں جو **سکینت** اور **استقلال** کے برف سے دھویا ہوا سینہ رکھتا ہے **شرح صدر** جسکا ہوچکا ہے وہ اپنی باتوں سے پہچانا جاتا ہے - **امر بالمعروف** اور **نہی عن المنکر** اُسکا حق ہے مبارک ہو اُس کو! یہہ تاج اُسی کے **سر** پر سجتا ہے - کیونکہ خدا نے خود اپنے ہاتھہ سے اُسے **ممسوح** کیا. اور حیوانی جذبات سے پاک و صاف کردیا. نور - ہدایت - خیر خواہی - اور عام **ہمدردی** سے اُسے بھردیا۔

مگر **میرے دوستو!** یہہ تو تبلاؤ کہ کیا کوئی شخص جو عطر فروش کے پاس بیٹھتا ہے - وہ اُس **خوشبو** میں سے کچھہ بھی حصہ نہیں لیتا؟ لیتا اور ضرور لیتا ہے! پس کیا یہہ ضرور نہیں کہ ہم امام کے پاس بیٹھنے اُس سے ایک ایسا تعلق پیدا کرتے ہیں جو بچے کو ماں باپ سے ہوتا ہے - یا کسی عضو کو جسم کے ساتھہ ہے پھر اُس سے کچھہ حاصل نہ کریں اُسکے **اخلاق و عادات** سے حصہ نہ لیں نہیں - ضرور اور بہت ضروری ہے - اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو یاد رکھو اور پھر یاد رکھو کہ ہم نے اُس کو

پہچان کر بھی نہیں پہچانا!!

لہٰذا ہم کو ضروری ہے کہ ہم اسکے حصہ دار ہوں اور اُس کام کے لئے جیساکہ میں پہلے کہہ آیا ہوں ایکدوسرے کے سچے خیر خواہ اور ہمدرد ہونا ضروری ہے۔ پھر اُس فرمان کے مصداق ہونگے کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔

یاد رکھو کہ امر بالمعروف سے ہی خیر امة کہلا سکتے ہو، اور اُسکی توفیق تب ہی ملتی ہے جب کہ سچا اخلاص اور باہمی اتحاد ہو۔ لبا اوقات دہوکہ لگتا ہے کہ امر بالمعروف کرنے سے فساد عظیم ہوگا۔ یہ شیطانی وسوسہ ہے جو سچے اخلاص کی راہ میں ایک پتھر ہو جاتا ہے۔ اسلئے اس سے بچو اور بچنے کا طریق یہی ہے کہ پہلے آپسمیں تعلقات ٹھیک ہوں۔ خانہ جنگی سے پرہیز ہو۔ اس سے ایک اور بڑا فضل اللہ تعالےٰ کا یہہ ہوگا کہ قیام نماز اور ایتاء زکواة کی توفیق ملیگی۔ اُس ہادی کامل پر بے انتہا درود ہو۔ نماز کا کیسا لپسندیدہ اور احسن طریق نکالا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ گوشۂ تنہائی میں عبادت کرنے سے دل میں ذوق اور جوش اور رقت پیدا ہو۔ اور اس مطلب کے لئے ایک اس گوشہ میں پڑا ہو اور دوسرا اُس کونے میں۔

مگر اُسنے وہی وحدت کی روح پہونکنے کے لئے عبادت کے طریقوں کو بھی کیسا ایک ہی مرکز پر رکھا ہے۔ پانچ وقت ایک مسجد میں اکٹھے ہوں۔ ملکر کیا ہوتا ہے۔ شانہ سے شانہ ملے۔ اور پاؤں سے پاؤں۔ کیا غرض ہے یہ یہی کہ باہم ولایت پیدا ہو۔ اتصال ہو۔ جسم میں بھی فرق نہ ہے تو بعضہم اولیاء بعض کے مصداق ہوں اور پھر خدا تعالےٰ کا رحم اور ہاتھ جماعت پر ہو۔

ہم بھی اللہ تعالےٰ کے رحم کے امیدوار ہیں۔ اب بھی اُسنے ایک مجلس قایم فرمائی۔ ہاں! خدا نما مجلس مقرر کی ہے ایک فضل کا نشان۔ نور۔ صدر مجلس مقرر فرمایا ہے جس کی اطاعت اور محبت کے سبب سے ہم کو اُمید لگ گئی ہے کہ ہم بھی مسیح حکیم اللہ کی شیریں آواز خدا سے سُن ہیں اور اُن ہی برکات کے وارث ہوں، کیونکہ خود خدا نے اپنی رحمانیت سے ایک نور ہم میں بھیجا ہے اور محض اپنے فضل سے نہ ہمارے کسی عمل سے اُس کی شناخت کی توفیق دی ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک،

پس اب ہم بھی اُس جماعت کی طرح جنکا معلم ہادی کامل تہا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالےٰ کے فضل۔ اُسکے رحم کے امیدوار ہیں کہ آخرین منہم کی جماعت میں داخل ہونے کے باعث اُس رحم کے وارث ہوں!!!

کچھ آرزو ہے۔ یہہ تمنا ہے۔ لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ اسکے حصول کے لئے وہی گُر ہے کہ ایکدوسرے کے سچے ہمدرد اور غمخوار بنیو۔ اور اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول میں صدق دل سے قدم اُٹھاؤ۔ پھر اللہ تعالےٰ کا رحم۔ اُسکا فضل ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھکو اور سبکو اسکی توفیق دے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوة والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ اجمعین!!!

ایڈیٹوریل

خیر وسعادت کی فلاسفی

(نمبر ۳)

سادسًا۔ اس زندگی اور اسی جہان میں ہر ایک طرح کی بدکرداری اور بد اطواری سے منزہ ومبرا ہو کر عالم بالا کے رہنے والوں کی مانند ذو الجلال والاکرام خدا کا قرب حاصل کرے اور یہہ امر ہمارے خیال میں بالکل بدیہی امر ہے کہ جب یہہ زندگی جواب ہو نہ رہی۔ تب روح اپنے آلات کے بغیر فضیلتوں کا اکتساب نہیں کر سکتی۔ اور اسی جہت سے سعادت تام کا نام اُسپر صادق نہیں آتا۔

الغرض یہہ چھہ فضیلتیں جس انسان میں ہوں اُسکو کامل انسان اور سعید مطلق ایک معنی سے کہنا چاہئیے۔ ورنہ اللہ اللہ خیر سلا۔ ہاں البتہ یہہ ممکن ہے کہ سعادت کے بعض امور میں بقدر نقصان ایک نقص رہجائیگا۔ مگر سعادت کے طالب کو لازم ہے کہ اپنے تمام حواس وقوے کو حکمت کے قانون سے قوت عاقلہ کے تحت حکم رکھے۔ اور بہت احتیاط کرے کہ مبادا اُسکی مخالفت حتی المقدور ظہور میں نہ آئے۔ اور اس میں کچھہ شبہہ نہیں کہ انسان جب تک کہ اس عالم میں ہے حوال کے تغیر سے جو اندوہ کا موجب ہوتا ہے صحیح وسالم نہیں رہ سکتا۔ پس ہر حال میں جو بات لائق تر وفاضل تر ہو۔ حکمت کی رو سے اختیار کرنے یعنے مصیبت کے وقت میں صبر کرے۔ اور تونگری میں سخاوت کرے۔ اور فقیری کے ایام میں تحمل کو کام میں لاوے تاکہ ہر حالت میں کامل سعید ہو بلکہ نہایت مناسب اور واجب تو یہہ ہے کہ وقت شداید جس قدر افعال جمیلہ انسان سے صادر ہوں زیبا تر ہیں۔ ڈاکٹر ہیری اسکات وغیرہم حکماے زمانہ نے اس شریف بحث میں بہت کچھہ چھان بین کی ہے۔ اور عمدہ نتایج نکالے ہیں۔ جنہیں ہم مختصر طور پر لکھتے ہیں۔

چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ یہہ امر ہر طرح سے قابل پذیرائی ہے کہ انسان کو روحانی فضیلت جو فرشتوں کے مناسب حال ہے میسر ہو سکتی ہے۔ اور اُن کی رائے میں یہہ بات بھی بلاشبہہ سچ ہے کہ انسان کو جسمانی فضیلت بھی حاصل ہو سکتی ہے کہ جس میں وہ بہایم کے ساتھ ایک طور پر مشارکت رکھتا ہے۔ مگر چونکہ اُسکو چند مدت اس فانی دنیا میں بسر کرنا ہے۔ لہٰذا واجب ہے کہ اپنے بدل اوقات کو جسمانی فضیلت کے حاصل کرنے میں فتور اور قصور ظہور میں آنے بلکہ یوں چاہئیے کہ جسمانی فضیلت کو حاصل کرکے روحانی فضیلت کے حاصل کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو تاکہ جب اس ناپایدار عالم سے کوچ کرکے ابدی جہان کی طرف انتقال کرے۔ تب فرشتوں کی ابدی اور لازوال مصاحبت میں شامل ہو۔

پس ایسے بیدار مغز انسان کی نسبت جو جسمانی فضیلت کے حاصل کرنے کے بعد دل وجان سے روحانی فضیلت کے حاصل کرنے میں دلسوزی کو کام میں لاوے سعادت کا اطلاق جایز ہے۔

☞ **ہزارہا دلایل سے یہہ بات** پایۂ اثبات کو پہنچ چکی ہے کہ جب ایسا سعید انسان اس بے ثبات عالم سے غیر فانی جہان کی طرف رحلت کرتا ہے تو وہ بدنی سعادت سے بے پرواہ ہوکر ابدی نور کے مشاہدہ میں غرق ہوکر سعید کامل ہو جاتا ہے۔ اور اس امر پر پُرانے اور نئے زمانہ کے فیلسوف متفق ہیں کہ ہر ایک شخص جو جسمانی فضیلتوں میں تو لیاقت پیدا کرتا ہے۔ اور روحانی فضایل سے محروم ہے تو ایسے شخص کو بہایم سے نسبت دیتے بلکہ اُن میں سے شمار کرتے ہیں لاریب یہہ بات (امر) رد کرنے کے لایق نہیں کہ انسان کے واسطے خیر اور سعادت ایک چیز ہے۔ اور یہہ کہ اُسکو اُسکے حاصل کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"احباب کا شکریہ"

اس خبر فرحت اثر پر جس قدر خطوط اظہار مسرت اور مبارک بادی کے پہونچے ہیں اُنکے متعلق مولٰنا ممدوح نے مندرجہ ذیل تحریر بغرض اندراج بھیجی ہے - (ایڈیٹر)

مکرمی اڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - میں ان تمام احباب کا شکریہ کرتا ہوں جنہوں نے بلحاظ محبت اس خوشی میں میری شرکت کی اور انکا بھی جنہوں نے اس خوشی کا اظہار فرمایا جزاھم اللہ احسن الجزاء - آیندہ بھی وہ اپنی دعاؤں میں مجھے اور میرے بچہ کو نہ بھولیں - الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمعیل - ان ربی سمیع الدعاء - رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب - ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما -

آمین

ضمیمہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱ر فروری ۱۸۹۹ء

امورِ منزلیہ

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ

خدا تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے ۱۵ر فروری ۱۸۹۹ء جمعرات کی رات کو مطابق ۵ر شوال ۱۳۱۶ھ بوقت ۱۰ بجے جناب مولانا مولوی **نورالدین** صاحب کے گھر میں **بیٹا** پیدا ہوا۔ خدا تعالیٰ اس مولود کو مسعود دینی اور دنیوی برکتوں سے بہرہ مند کرے اور دین و دنیا کے حسنات کا سچا وارث اور اپنے پاک دین کا سچا خادم بنا دے اور والدین کے لئے **قرۃ العین** بنا دے۔ ع این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

۲۲ر فروری ۱۸۹۹ء کو عقیقہ و ختنہ مسنونہ کیا گیا۔ اور **عبدالحی** نام رکھا گیا۔ اللّٰھم اجعلہ کاسمہ آمین

ہیچمدان ایڈیٹر۔

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان

فی الجملہ ہمارے محتشم ناظرین خیر اور سعادت کے اصلی مطلب کو بخوبی سمجھ گئے ہونگے۔ اور انکو معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ اسی امر کو نیک انسان اپنی ذات اور ہستی کا اصلی مقصود سمجھتا ہے۔ پس اس صورت میں ہم پر لازم ہے کہ بیجا تعصب کو راہ نہ دیں اور ان اصولوں میں جو مختصر طور پر لکھے گئے ہیں غور کریں اور غور کے بعد بڑی دلسوزی سے عمل میں لائیں۔ اب ہم اس مضمون کو اس نوعیت میں یہیں پر ختم کرتے ہیں۔ اور انشاءاللہ العزیز ایک یا دو ہفتہ کے وقفہ سے اسی مضمون پر **صوفی ازم** کے مذاق پر بحث کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بالآخر ہم یکبار اور اپنے دقیقہ رس اور بالغ خرد ناظرین سے گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ انسانی ہستی کا مدعا اور مقصد یہی ہے۔ خواہ اُسے لفظوں کے اُدل بدل سے کسطرح پر بیان کریں اسلئے اسپر دلچسپ مضامین لکھے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل اور احسان ہے کہ ہمارے الحکم کے ناظرین میں بڑے بڑے جید۔ وحید العصر علامہ روزگار فاضل موجود ہیں۔ اسلئے ہم مایوس نہیں کہ ہم کو اُنکی بیش بہا تحریروں کے شائع کرنے کا موقع نہ ملے ؛؛

عباد الرحمٰن

(نمبر خامس ۵)

گذشتہ نمبر میں ہم نے عباد الرحمٰن کی پانچویں چھٹی اور ساتویں صفت کو یکجا بیان کیا ہے۔ چونکہ اس نمبر میں قبل ازیں کہ باقی صفات عباد الرحمٰن پر بحث کیجاوے اُن ضمنی امور پر بحث کرنی پڑیگی جو ان صفات ثلاثہ کے خلاف کرنیوالے کے **نتائج**۔ اور پھر اُن نتائج بد سے محفوظ رہنے کو اسباب کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں لہٰذا ہم اُن **صفات ثلاثہ** پر پھر ایک نظر کرینگے۔ اور وہ یہ ہیں۔

والذین لایدعون مع اللہ الٰھا اٰخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ؛

یعنے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں پکارتے۔ اور ایسی جانوں کے قتل ناحق سے بچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں۔ یا جن کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کردیا ہے۔ اور کسی قسم کا زنا نہیں کرتے۔

والذین لایدعون پر نظر۔ اور شرک پر مختصر ریمارک } اس آیۃ کا اول حصہ والذین لایدعون مع اللہ الٰھا آخر ایک ایسا حصہ ہے کہ اسپر تدبر کرنے سے کئی ایک باتوں کا حل ہو جاتا ہے۔

اوّلاً اس میں **شرک** کی فلاسفی بتلائی ہے شرک کے معنے ہیں "اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لئے وہ افعال ادا کرنا جو اللہ تعالیٰ کے لئے کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے صفات و اسماء کو دوسرے کے واسطے تجویز کرنا" ہم سمجھتے ہیں کہ شرک کی عام اقسام میں ریا بھی ضمناً داخل ہے۔ بہرکیف یہاں شرک کیا ہے؟ ۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ (جو جامع جمیع صفات کاملہ اور منزہ تمام صفات رذیلہ و باطلہ سے ہے) کے ساتھ دوسرا **آلہ** پکارا جاوے اور اس **دعوت آلہ ماسوی اللہ** کی مختلف صورتیں ہیں۔ کبھی یہہ **شرک فی العبادت** کے رنگ میں ہوتا ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی اور کو شریک کرنا۔ **شرک فی الطاعت** یعنے اللہ تعالیٰ کے ماسوائے کسی اور کو مطاع مان لینا۔ اور **شرک فی المحبت** غیر اللہ کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درجہ دینا۔ اور **شرک فی النیت** یعنے منشائے الٰہی کے ارادہ کی طرح مخلوق کو بھی رکھ لینا یہہ اقسام شرک نفس الامر میں **شرک فی العبادۃ** کی شاخیں ہیں۔ اور انمیں ایک باریک فرق ہے جو تھے اور شاخ میں ہوتا ہے۔ یہاں یہہ مضمون **بالذات** مقصود نہیں اسلئے ہم مفصل بحث کو کسی دوسرے وقت پر بشرط توفیق الٰہی اُٹھا رکھتے ہیں۔

غرض وہ موحد دعوت اللہ میں غیر کو ساجھی نہیں بناتے۔

ایک نکتہ } لایدعون مع اللہ الٰھا آخر پر بڑی گہری نظر کے بعد ہمارے ذہن میں یہہ بات آئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اسم ذاتی **اللہ** ہے جسکے معنے یہہ ہیں کہ جو تمام محامد کا مستحق ہے وہ ہی **اللہ** ہے۔ اور دوسرے اسمائے الٰہیہ جو صفات الٰہیہ کو بیان کرتے ہیں وہ اُن کے اسم اعظم کے مظہر ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ نظام عالم اُن صفات الٰہیہ کے تحت میں ہے۔ اور یہی وہ بلحاظ اپنی عمومیت کے کبھی کبھی اُن لوگوں کی صورت میں بھی ایک جلوہ دکھا دیتے ہیں۔ جو کامل سعید ہوتے ہیں اور قرب الٰہی میں اعلے مراتب پر پہنچ جاتے ہیں۔ جیسے مثلاً رحمۃ للعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی آیا ہے۔ اور ایسا ہی رؤف۔ رحیم۔ سمیع۔ بصیر۔ الغرض صفاتی اسماء دوسرے لوگوں پر بھی ایک معنے سے اطلاق پا سکتے ہیں۔ اور پاتے ہیں۔ پس ہمارے خیال میں اس جگہ لایدعون مع اللہ الٰھا آخر میں دعوت اللہ کے ساتھ محبت الٰہ باطلہ کی نفی تبلا رہی ہے۔ کہ توحید کا اعظم اور اسا افضل شان یہہ ہے کہ ہر بدی سے منزہ اور ہر صفات پسندیدہ سے موصوف ہے جو ذات **اللہ** ہے۔ اُسکے رنگ میں کسی اور کو شریک نکیا جاوے۔ اس سے ایک غور دل پتہ لگا سکتا ہے۔ کہ **اللہ** کے لفظ میں کسقدر عظمت اور عزت مقصود ہے۔

دعوت آلہ باطلہ کے نتائج اور توحید الٰہی کی دلیل پر لطیف بحث } غیور خدا کبھی پسند نہیں کرتا کہ اُس کی صفات اور محامد کا مستحق اور لفظ **اللہ** کے **ذاتی** اور **وصفی** تقاضوں کا مورد کوئی اور ہستی اشاتاً یا کنایتاً بھی ہو۔ اسلئے اس دعوت سے بڑے بڑے فساد عظیم پیدا ہوتے ہیں اور یہہ امر بھی کچھ کم قابل لحاظ نہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے قرآن کریم کے ایک مقام پر ابطال شرک کی دلیل ایک محکم دلیل فرمائی ہے **لو کان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا**۔ یعنے اگر زمین و آسمان میں ایک معبود برحق کامل صفات کے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ اور پاک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود ہو تو ایک فساد عظیم پیدا ہو جاوے اس آیۃ پر جسقدر غور کروگے۔ یہی معلوم ہوگا کہ یہہ امر تو محال مطلق ہے کہ دوسرا الٰہ ہو۔ پھر اسکے بیان کرنے کی کیا حاجت تھی؟ اسلئے ایک ظاہر بین یہہ اعتراض کریگا جو ہم نے استفہامی صورت میں حل کر دیا ہے۔ کیونکہ اس دلیل سے ہم کوئی استفادہ ظاہر طور پر نہیں کرسکتے۔ عقاید کی کتابوں نے اس دلیل کی **تنقیح** کی ہے۔ اور تشالیم ہے۔ کر تبلایا ہے کہ توحید پر یہہ ایک کامل دلیل ہے۔ مثلاً انہوں نے کہا کہ

اگر وہ خدا ہوں اور زید ایک شخص کی نسبت ایک خدا سکون کا ارادہ کرے دوسرا حرکت کا چونکہ اون دونوں میں سے آن واحد میں زید ایک فعل کر سکے گا اس لئے دوسرے کا ابطال لازم آیا۔ اور جو فعل کہ زید سے سرزد ہوگا۔ حرکت یا سکون اوس کا ارادہ کرنے والا غالب خدا ٹھہرے گا غرض اس قسم کی طویل بحثیں کی ہیں۔ جو اپنی جگہہ اچھی ہونگی اور ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ہم کو ایک بات سمجھائی ہے۔ جس سے مندرجہ بالا اعتراض حل ہوجاتا ہے۔ ہم اوس کو ذرا فصاحت سے بیان کرتے ہیں۔

یہہ امر تو خوب ذہن نشین ہوسکتا ہے کہ اللہ ثانی کے ہونے سے فساد عظیم پیدا ہوجاتا ہے۔ یا کم از کم ہوسکتا ہے۔ چنانچہ دوسرے مقامات پر غور کرنیسے جہاں شرک کا ذکر آیا ہے یہہ بات خوب سمجھہ میں آسکتی ہے قرآن کریم نے شرک کے مختلف نام رکھے ہیں جو اُس کے نتائج کے لحاظ سے ہیں۔ افترا اثماً عظیم۔ ضلالت۔ ظلم عظیم وغیرہ

اب ذرا دنیا اور اُسکی حالت کی طرف غور کرو! کیا فساد عظیم ہو رہا ہے یا نہیں؟ ماننا پڑے گا کہ بیشک کیونکہ مشاہدہ صحیحہ باطل نہیں ہوسکتا۔ ہزارہا ہزار انسان کیا دنیا میں بے سروسامان دربدر مارے نہیں پہرتے؟ کیا ایسے لوگ بکثرت نہ ملینگے؟ جن کا شیوہ جھوٹ اور افترا ہے۔ غرض ہم اس پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ دنیا کی حالت میں ایک فساد عظیم کا نمونہ نظر آتا ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے آلہ ثانی کے ہونے کا۔ حالانکہ لوکان فیہما الہۃ اس کے خلاف صریح ہے۔ یعنی دوسرا آلہ ہونا ممکن ہی نہیں۔ اور بیشک یہہ سچ ہے۔ کیونکہ باایں ہمہ اقتدار و جلال اگر دوسرا آلہ ہوسکتا ہے تو پہر حقیقی اور زندہ آلہ وہ ہوگا نہ وہ جس کے رو برو دوسرا پیدا ہو سکے۔ لیکن یہہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ کوئی اور آلہ اب ہو ہی سکتا۔ ازلی اور ابدی آلہ موجود ہے پہر اس آیۃ کے معنے کہ لوکان فیہما کیا ہوسکے؟

ہماری خیال میں اس آیۃ کے معنے وہی ہیں کہ دعوت ماسوائے اللہ سے فساد عظیم برپا ہوتا ہے اور یہ لوگ لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر کے مصداق ہیں وہ اسی کرب۔ قلق۔ اور فساد و عظیم سے بری۔ اور راحت کی گود میں پرورش پاتے اور رسم اللہ کے گنبد میں بسر کرتے ہیں۔ ہم اس امر کو پہر کھول کر کہے دیتے ہیں۔ کہ دنیا اور آخرت کی تمام تکالیف اور مصایب اور ہر ایک قسم کے فساد اور شر کا باعث یہی دعوت آلہ باطلہ ہوتی ہے جن کو خدائے عزیز کی غیرت کبھی پسند نہیں کرتی۔

اب یہہ مشاہدہ میں آئی ہوئی دلیل بالکل امر بدیہی ہے اور اسپر چون وچرا کرنے کی گنجایش نہیں۔ دنیا میں ذلت۔ محکومی اور ہر قسم کی جہالت۔ اختلاف۔ توہمات شرک ہی کے نتائج بد ہیں جو ہم اُن قوموں میں دیکھہ سکتے ہیں جو اس بلائے عظیم میں مبتلا رہیں۔

ہم ایک لفظ میں اس بحث کو فی الحال ختم کردیں گے کہ دنیا کی تمام بدیاں دُکھوں کو پیدا کرتی ہیں اور تمام بدیاں باریک در باریک طور پر شرک ہی کے شعبے ہیں۔ اس مضمون پر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ایک مبسوط بحث کرنیکا ارادہ ہے اور وہ اپنے فضل سے شرک سے ہم کو اور ہمارے پڑہنے والوں کو محفوظ رکھے۔ آمین!!!

شرک کے دو خطرناک نتایج اس آیت میں لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر کے ساتہہ ہی قتل نفس اور زنا سے بچنے کا بہی ارشاد فرمایا ہے یعنی شرک کے نتائج کی آخری اور انتہائی حد قتل زنا تک پہنچتی ہے اسی لئے اُس دعوت کے ساتہہ ہی اللہ تعالیٰ نے اون دو افعال ذمیمہ کا ذکر فرمایا۔ قرآن کریم کے دوسرے مقامات پر اگر غور کیا جاوے۔ اور ایک کو دوسرے سے ملا کر سوچا جاوے تو نہایت ہی صفائی سے یہہ امر سمجھہ میں آسکتے ہیں۔ (باقی چھٹے نمبر میں)

مراسلات

غاصبان فدک

{ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اُس کی زلفوں میں سب اسیر ہوئے}

فدک کی بابت جیسا کہ مشہور ہے علاقہ خیبر میں یہودیوں کا ایک گاؤں تہا جو ہفتم سال ہجری میں صلحاً نصف پر بطور فے کے آنحضرت صلعم کے ہاتہہ آیا تہا۔ اسمیں کچہہ چشمے اور کہجوروں کے درخت تہے۔ دیکہو قاموس۔ لسان العرب۔ اور اُسکی آمدنی فے کے طور پر جیسا آیات سورۂ حشر ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین وابن السبیل یعنے کہ جو فے رسول خدا صلعم کو حاصل ہوا۔ وہ خدا اور اُس کے پیغمبر اور اُسکے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے کام میں لانے کے لئے ہے) اُس خدای پاک کا حکم تہا خود رسول صلعم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بہی تمام مستحقین پر تقسیم ہوتا رہا۔ نہ کسی خاص شخص پر۔ لیکن ہمارے شیعہ بہائی کہتے ہیں کہ فدک پر صرف جناب سیدہ علیہا السلام کا حق تہا۔ اور اُس کو خدا اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالکل ہبہ کر دیا تہا۔ اور بعد وفات جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جناب صدیق اکبر نے حضرت سیدہ سے غصب کرلیا۔ اسپر سیدہ نے دعویٰ کیا وغیرہ وغیرہ۔

اس دعوے کی اصلیت خدا جانے کہاں تک ہے کیونکہ خود شیعہ کی کتب اصول سے ثابت ہے کہ حضرت سیدہ شرعاً اس دعوے کی ہرگز مجاز نہیں تہیں۔ خیر اس غلط فہمی کا بار اس دعوے کی حامیوں کی گردن پر ہے۔ اسوقت ہم بالفرض تسلیم کر لیتے ہیں کہ جناب سیدہ نے اس دعوے کو ابوبکر صدیق کی حضور میں پیش کیا تہا۔ اور ابوبکر نے فدک کی واپس کرنیسے انکار کیا۔ لیکن جیسا کہ ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں۔ ابوبکر صدیق فدک کی واپس نہ کرنے میں حق پر تہے۔ اور بغیر اس انکار کے کوئی چارہ نہ تہا۔ کیونکہ فدک کے لفظ سے وہ یہودیوں کا گاؤں مراد نہیں اُسکے حدود اتنے وسیع ہیں کہ خلیفۂ اول کے وقت اسلامی مملکت میں داخل ہی نہ تہے۔ پہر وہ بیچارے کسطرح غیر سلطنتوں کے مقبوضات میں دست اندازی کرکے سیدہ کو راضی کرنیکی کوشش کرتے۔ لہذا ہمارے شیعی بہائی آئندہ آگاہ ہو جاویں کہ فدک ایک گاؤں کا نام نہیں۔ بلکہ اُسکے حدود روایات ذیل میں ملاحظہ فرماویں۔

ملا باقر مجلسی جو ایک مشہور ترین علمای شیعہ میں سے ہیں۔ اپنی کتاب بحار الانوار کی آٹھویں جلد کتاب الفتن طبع فدک کی حد بندی کی نسبت بسند عبد اللہ بن سنان

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رسول صلعم حضرت فاطمہؓ کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام آئے۔ اور کہا ای محمد صلعم اٹھو خدائے تبارک و تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپکے لئے اپنے پر سے فدک کی حدبندی کردوں۔ آپ جبرائیل کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور تھوڑی دیر میں لوٹ آئے۔ اور حضرت سیدہ کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ جبرئیل نے میرے لئے اپنے پر وں سے فدک کی حدبندی کردی ہے

وہ حدبندی یہہ ہے جیسا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے خلیفہ عباسی ہارون رشید کے آگے فرمایا۔ جبکہ ہارون رشید نے حضرت موسیٰ کاظم سے کہا کہ آپ فدک لے لیجئے حضرت نے انکار کیا۔ اور جب کبھی ہارون رشید اُن سے فدک کے لئے کہتا تو وہ انکار ہی کرتے۔ آخر جب اُس نے بہت اصرار کیا تو آپنے فرمایا۔ میں اُسے نہ لونگا جب تک معہ حدود کے نہ دیا جاوے۔ ہارون رشید نے کہا اچھا اُسکے حدود بتلاؤ۔ امامؑ نے فرمایا کہ اگر مینے اسکی حدود بتلائیں تو تم ہرگز نہ دوگے۔ ہارون رشید نے کہا قسم ہے تمہارے نانا کی۔ ضرور دونگا۔ تب امامؑ نے فرمایا۔ کہ پہلی حد اس کی عدن ہے۔ یہہ سنکر ہارون رشید کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ پھر امامؑ نے کہا کہ دوسری حد اسکی سمرقند ہے۔ یہہ سنکر ہارون رشید کا چہرہ تمتمانے لگا۔ پھر امامؑ نے کہا تیسری حد اسکی افریقہ ہے۔ یہہ سنکر ہارون رشید کا چہرہ سیاہ ہوگیا پھر امامؑ نے فرمایا چوتھی حد اسکی سمندر کا کنارہ ہے۔ جو آرمینا سے ملا ہوا ہے۔ آجکل کے جغرافیوں میں اس سمندر کا نام بحیرہ اسود ہے۔ ان حدود میں مصر تمام روم۔ عرب۔ فارس۔ روسی ترکستان داخل ہوسکتے ہیں

تب ہارون رشید نے کہا۔ حضرت آپنے ہمارے لئے تو کچھہ نہیں چھوڑا۔ امامؑ نے فرمایا۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہدیا تہا اگر میں فدک کی حدود بتاؤنگا تو تم کبھی نہ دوگے۔ اسی پر ہارون رشید نے امام کے قتل کا ارادہ کیا تہا۔

اس روایت کو لکھکر پھر ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ ابن بساط کی روایت میں پہلی حد اسکی عریش مصر۔ دوسری دومۃ الجندل۔ اور تیسری اُحد۔ اور چوتھی سمندر بیان کی تھی۔ اسپر ہارون رشید نے کہا کہ یہہ تو سب ہمارا ہے۔ اسپر امامؑ نے کہا کہ یہہ سب یہودیوں کے قبضہ میں تہا ابو ہالہ کے مرنے کے بعد۔ پس اسکو خدا اور رسول نے اپنے لئے بغیر جنگ و جدل کے کرلیا۔ اور خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ حضرت فاطمہؓ کو دیدو۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ غصب فدک کے مجرم نہ صرف ابوبکر صدیقؓ ہی ٹھہرے بلکہ اور لوگ بھی خصوصاً تمام شاہان مصر جنمیں سے اکثر خاندان شیعہ ہی تھے جیسے اسماعیلیہ وغیرہ۔ اور اسطرح تمام شاہان مملکت ایران جو آجتک مذہب تشیع کے پابند ہیں۔ تمام شیعہ کیا رؤسائے کرام اور کیا امرائے عظام اور کیا عوام۔ سب غاصب فدک ہیں اور جناب سیدہؓ کے غلمنے کے نیچے ہیں۔ صرف خلیفہ اوّل پر طعن غصب فدک کرنا شیعہ بھائیوں کی سراسر غلط فہمی ہے۔ سب شیعوں کو چاہیئے کہ اپنے اپنے مقبوضات سے دست بردار ہوکر اولاد فاطمہؓ کو جو آجکل عموماً افلاس میں مبتلا ہے۔ تقسیم کرکے روح پر فتوح حضرت سیدہؓ مسرور فرماویں۔ ورنہ اُن کے حقوق کو غصب کرکے خود مزے کرنا۔ اور اوروں کو مورد طعن و ملامت ٹھہرانا سراسر دہوکہ بازی پر مبنی ہے۔ فدک کے محاصل سے ہزارہا پشتوں سے فایدہ اُٹھاتے رہنا اور ڈکار تک نہ لینا۔ اور خالی محرّم کے دس دن ہائے حسین۔ ہائے حسین کرنے سے تلافی چاہنا خدا اور رسول اور اہلبیت علیہم الصلوٰۃ کو محض دہوکا دینا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ شیعہ لوگ کس طرح سے محب اہلبیتؑ کہلانے کے مدعی ہیں؟ اور قیامت کے دن کس برتے پر رسول صلعم کو مونہہ دکہائیں گے؟ ؎

کہیں گے شکوے کے جبکہ دفتر ادہر ہمارے اُدہر تمہارے
تو کیا کیا گذریگی آہ دل پر ادہر ہمارے اُدہر تمہارے

راقم خاکپا اہلبیت رسول الثقلین
خاکسار خادم حسین بھیروی

خدا تعالیٰ کی عجیب مخلوقات

افریقہ کے جنگلوں میں ہاتھی دانت کس طرح جمع کیا جاتا ہے؟

نابردہ رنج گنج میسر نمے شود
مزد آں گرفت جان برادر کہ کار کرد

قبل ازیں میں کسی آرٹیکل میں ایک قوم وکامبا کا ذکر بعدیہ ناظرین اخوان فی الدین کرچکا ہوں اور اب اس آرٹیکل میں بعض دوسری مخلوق خدا کا ذکر کرتا ہوں جنکے احوال مجھکو اپنے ایک دوست تاجر مسمی مراد بلوچی کے زبانی معلوم ہوئے ہیں اور بالکل سچے ہیں۔

سو واضح ہو کہ یہہ صاحب جنکا نام نامی مراد ہے اول اول انکے والد سے شہر ممباسہ میں میری ملاقات ہوئی تھی وہ اپنے محلہ بلوچ میں ایک لالان کہکے مشہور ہیں اور اُنکا اسم شریف تاج محمد ہے یہہ ایک قوم بلوچی کے یہاں رئیس ہیں جو عرصہ دراز سے اپنے اصل وطن بلوچستان اور اُس کے گرد نواح کو سلطان الوقت کے بعض جور اور تعدی سے تنگ آکر چھوڑ بیٹھے ہیں اور وہاں سے نقل مکانی کرکے مصر مشرقی افریقہ اور مسقط وغیرہ میں اپنی آبادیاں آباد کرلی ہیں اور مختلف قسم کے پیشہ کرکے اپنی گذران کرتے ہیں یہاں ممباسہ میں بھی انکا محلہ الگ آباد ہے زبان ان کی وہی مادری ہے مگر اکثر اب سواحلی ہو تی جاتی ہے اور بعض کی بالکل سواحلی ہی ہے۔ افریقہ کے اصلی باشندوں کے مقابلہ میں ان لوگوں کی آبادی ایسی نظر آتی ہے جیسے کالے سیاہ بادلوں میں چاند۔ چونکہ لالان تاج محمد صاحب انہیں سے ایک فارسی دان آدمی تھے۔ اس لئے ابتدا ۱۸۹۶ء میں بضرورت تعلیم انگریزی درمیان ممباسہ پر ایک شخص سے بحیثیت ہونے اُنکی میری ملاقات ہوگئی۔ ایک دو ملاقاتوں میں جب زیادہ تعارف ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ ایک خلیق اور مہمان نواز آدمی ہیں۔ چنانچہ میں نے اُنکو کتاب آئینۂ کمالات اسلام میں سے تبلیغ کا حصہ جو ہمارے مہربان اخوان مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ اللہ تعالیٰ نے فارسی میں ترجمہ کیا ہوا ہے اُنکو مطالعہ اور تبلیغ کی خاطر دیا جسکو پڑھ کر اُنہوں نے یہ رائے دی کہ اسمیں وفات مسیح ثابت کی گئی ہے اور قبل ازیں علمائے اسلام حیات مسیح کے قایل رہے مگر میں ایک کم علم آدمی ہوں خود بخود طور سے فیصلہ نہیں کرسکتا۔ اگرچہ میرے پاس اس مسئلہ کے ثبوت میں حضرت اقدس کی دوسری تصنیفات عربی و اردو کی موجود تہیں مگر بباعث نہ جاننے ہر دو زبان دیگر کے وہ انکے مطالعہ سے محروم رہے مگر تاہم وہ ہمیشہ ہم سے حضرت اقدس کا حال گاہے بگاہے دریافت کرتے رہتے ہیں۔ اور جب میں رخصت پر ہند واپس آیا تو اُنہوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں سلام علیکم اور دعا کیلئے عرض کی تھی۔

اُنہیں کے فرزند ارجمند میاں مراد ہیں جو میرے دوست ہیں اور اب تک بارہ سفر افریقہ کے جنگلوں میں کرچکے ہیں مگر حال کا سفر اُن کا بڑی کامیابی کا ہوا۔

مورخہ ۱۵ اگست ۱۸۹۸ء کو جبکہ میں اپنے دفتر میں بیٹھا کام کر رہا تھا ۹ بجے کے قریب یہ دفتر کے سامنے آنکلے میں نے باہر نکلکر ملاقات کی۔ اور مزاج پرسی کے بعد بوقت قریب ۱۲ بجے جبکہ ہم سیدھے چھپر تلے بیٹھے تو سب کے سوالات کے جواب میں معقصد ذیل کلام انکی زبان سے صادر ہوا۔ (اسکی نقل کیجاتی ہے۔ اور بلحاظ تنگی وقت کے سوال و جواب کی صورت کو ترک کیا جاتا ہے) وھو ہذا۔

مجھے آج گھر سے نکلے ہوئے ۱۵ ماہ یعنے ایکسال اور تین مہینے ہوئے ہیں۔ چھ ماہ سے ہمارا قافلہ برابر چل رہا ہے۔ صرف راستہ میں دو دن ایک جگہ اور دو دن ایک جگہ۔ کل چار دن آرام کیا ہے۔ ہم پھرتے پھرتے حبشستان کے قریب جانکلے یوگنڈا ہم سے ۳ منزل رہگیا تھا کہ پھر ہم شمال کی طرف پھر گئے راستہ میں عجیب عجیب لوگ نظر آئے۔ راستہ میں ایک پہاڑ ملا یا وہاں ایک قوم آباد تھی ہمنے چاہا کہ انکے پاس جاویں۔ مگر دوسرے شینزلوں (جسقدر اقوام خدا کو نہ جاننے والی افریقہ میں ہیں انکو شینزی کہتے ہیں) نے ہمیں وہاں جانے سے منع کیا۔ اور کہا کہ اگر تم وہاں جاؤ گے تو ایک بھی تم میں سے بچکر نہ آوے گا۔ یہہ لوگ آدم خوار ہیں۔ تمکو اجنبی جانکر کھا لینگے۔ اسلئے ہم اسطرف نہیں گئے۔ صرف تین چار سو کوس تک ایسے لوگ پائے گئے جو ختنہ کراتے ہیں۔ اس سے آگے سب غیر مختون ہیں۔ رستہ میں پانی کی سخت تکلیف رہی۔ ایک ایسے قطعہ میں جانکلے جہاں چھہ دن برابر ہم کو پانی نہیں ملا۔ آخر تنگ آکر ہم نے اللہ تعالے سے دعا کی۔ بادل ہوا اور بارش ہوئی۔ اسی طرح ہر روز ہم دعا کرتے اور پانی برستا۔ (شاید قربانی کا ذکر بھی کیا کہ ہم نے بکری قربانی کی اور دعا کی تو پانی برسا۔ ٹھیک یاد نہیں رہا) ہمارے ساتھ بکری اور گائے کا بہت بڑا گلہ تھا۔ اکثر اقوام ہم سے قحط کی شکایت کرتے تھے کہ ہمکو پانی نہیں برسا ہم تباہ ہوگئے ہیں۔ ایک جگہ ہمنے نماز پڑہی تو شینزیوں نے ہم سے پوچھا کہ تم نے کیا کیا۔ ہم نے کہا کہ خدا کی عبادت کی۔ انہوں نے پوچھا کہ خدا کیا ہوتا ہے۔ ہمنے ان کو بتلایا انہوں نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو ہماری بارش ہوتی ہے ہمیں بارش نہیں۔ خدا تم سے بارش برسادو۔ ہمنے ان کو سمجہایا۔ مگر وہ نہ مانتے تھے۔ آخر ہمنے خدا تعالے سے دعا کی اسی وقت بارش برسی۔ اور وہ لوگ بہت خوش ہوئے۔

ایک دفعہ ہم ایسے قبیلے کے ہاتھ میں پڑگئے کہ وہ ہمیں مارنے پر آمادہ ہوگئے تھے۔ ہمنے پوچھا کہ کیوں مارتے ہو ہم تمہارا کیا حصہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرضی ہماری۔ تب ہم نے اپنی گردنیں آگے کردیں اور کہا کہ بسم اللہ ہمیں مار دو! تب انکے دل میں رحم آگیا۔ اور انہوں نے ہم کو چھوڑ دیا۔

ہم بعض ایسے قطعوں میں پہنچے کہ وہاں جنگلیوں کی آبادی شل نمبر کے تھی۔ مگر سب ننگے۔ اور جسقدر اقوام سے ہمیں پالا پڑا وہ سب اللہ تعالے کو نہیں جانتے تھے! گائے اور بکری وغیرہ یہہ لوگ نکاح کرتے ہیں۔ اپنی مسول بہنوں اور ماؤں سے مجامعت نہیں کرتے۔

بعض قطعوں میں زنجبیل۔ جو۔ گندم۔ دال کی پیداوار بکثرت دیکھی گئی۔ اور جواری تو ہر جگہ پیدا ہوتی ہے۔

ماہ رمضان ہم کو ان ایام میں آیا تھا جبکہ سخت گرمی تھی۔ اور پانی جنگل میں نہیں ملتا تھا۔ سو ان ایام میں تو ہم روزہ نہیں گذار سکے۔ واپس ہوتے ہوئے جو کہ اب آخر میں ان کی قضا کردی ہے۔

ہمیں اپنی عزیز بہن کی وفات کی خبر سفر میں ملی تھی وہ میرے باپ کی بڑی پیاری لڑکی تھی۔ فارسی نوشتخواند جانتی تھی۔ ہم اپنے باپ کی دو اولاد ہیں۔ ایک میں اور ایک میری بہن۔ اب میرا ارادہ زیادہ سفر کا نہیں اپنے ضعیف العمر باپ کی خدمت کرونگا۔ اور اس سال حج بیت اللہ کو معہ انکے جاؤنگا۔

دہوپ کی طپش کی سخت تکالیف اٹھائی ہیں۔ الحمد للہ کہ بیمار نہیں ہوئے۔ ہمارا ایک ہمراہی راستہ میں فوت ہوا۔ اب کی دفعہ دس گیارہ ہزار رطل (پونڈ) ہاتھی دانت لایا ہوں کوئی ۹۰ ہزار (یعنے دس ہزار کم ایک لاکھہ) روپیہ کی مالیت کا ہوگا۔ کل خرچ ہمارا اس سفر میں بیس ہزار روپیہ ہوا ہے۔ ہم چار حصہ دار ہیں۔ ہمارے ساتھ گائے اور بکری کا جو گلہ تھا۔ اسکو چونکہ ملک میں لانے کی اجازت نہ تھی۔ اسلئے رستہ میں فروخت کر آئے۔ گدہے بہت سارے تھے۔ راستہ میں محکمہ جنگی کے افسر نے ۱۲ ہزار روپے کو مول لئے۔ جسنے چک دیا ہے ممباسہ جاکر روپیہ وصول کرلونگا۔ حبشستان کے قریب ہمنے گدہا ایک ایک دو دو روپیہ کو خریدا۔ روپیہ نہیں دیا۔ لوہے کی تار۔ جیسی تار خبر کے کھمبوں پر ہوتی ہیں۔ وہ ایک اور دو روپیہ کی قیمت کی انکو دیں۔ وہی ہم ممباسہ سے ہمراہ لیگئے تھے۔ یہاں فی گدہا انکو ۲۰ روپیہ پر فروخت ہوتا ہے۔ اور قریباً اسی نرخ پر ہم بیچ دی آئے ہیں۔

اس خط کے اندر وہ گفتگو ہے جو ہمارے اور ہمارے دوست تاجر کے درمیان فارسی زبان میں ہوئی۔ اب ہم تجارت و طیاری قافلہ اور جنگل میں گذران کا طریق بدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

ممباسہ سے جسقدر لیگازی (قلی لوگ) سفر کے لئے داخل کئے جاتے ہیں۔ انکو سرکاری دفتر میں اپنا نام درج کرانا پڑتا ہے۔ اور سفر میں جسقدر عرصہ گذرتا ہو اسی لحاظ سے مختلف تعداد روپیہ کی ہر ایک لیگازی کے بدلہ میں سرکار کو جسٹرلیشن کی دی جاتی ہے اور ۱۰ روپیہ یا اس سے کم و بیش تنخواہ ماہواری فی لیگازی بھی دیجاتی ہے۔ تاجر لوگ شہر میں سے اسباب مثل لوہے پیتل اور تانبہ کی تار اور مختلف قسم کے کانچ کے موتی اور روئی اور کپڑا خاص مشہور کا جسکا نام گمٹی۔ کنیکی۔ سولی دنامبی ہے خریدتے ہیں۔ ہر ایک لیگازی کو اسکے اپنے سامان کے سمیت کل ۷۵ پونڈ وزن اٹھانے کی اجازت سرکار کی طرف سے ہے۔ اگر اس سے زیادہ تاجر اٹھوائے تو وہ مجرم گنا جاتا ہے۔ اور سرکار کی طرف سے ہر سو میل کے فاصلہ پر ایک صاحب افسر ضلع تعینات ہیں۔ انکا اختیار ہے کہ لیگازی کے بوجھہ کا امتحان کریں۔ اور اگر انیر ظلم کے طور پر مقررہ وزن سے زیادہ ہو تو تاجر کو اس امر کے لئے تنبیہ کریں۔ یا اگر کوئی شکایت لیگازیوں کی ہو تو اسکو رفع کرادیں۔ وغیرہ۔

یہہ سب سامان لیکر تاجر کا قافلہ چلتا ہے۔ اور حفاظت جان کے لئے انکے ساتھہ گولی دار بندوقیں ہوتی ہیں۔ جنگلوں میں پھرتے ہوئے تاجر مختلف اقوام سے تبادلہ مال کرتا پھرتا ہے۔ اور اسطرح جنگل میں سے وہ ہاتھی دانت۔ گینڈے کا سینگ خریدتے پھرتے ہیں۔ جنگلی لوگ تاروں اور موتیوں اور کپڑے کے معاوضہ میں ہاتھی دانت اور سینگ وغیرہ اشیا دیدیتے ہیں اور اسی مال کے ذریعہ سے تاجران جنگلی اقوام سے جوار مکئی۔ باجرہ۔ بکری وغیرہ خرید کر اپنی گذران کرتے ہیں۔

یوگنڈا کے باشندے کوڑیوں کو پسند کرتے ہیں چنانچہ وہاں کل تجارت کوڑیوں کی ہے۔ سرکاری خزانہ میں کوڑیاں جمع ہیں۔ اور ایک روپیہ کی سو۔ دو سو۔ ساٹھہ۔ اسی کے حساب سے موافق آمدنی کے بکتی ہیں۔ جبکہ ان سے خریدا ہو بس کوڑیاں خریدے اور پہران سے بکری۔ دودہ۔ دانت وغیرہ سب اشیاء خرید سکتا ہے رات کو وقت جنگلی درندوں سے بچنے کے لئے ہر ایک قافلہ آگ جلاتا ہے یوگنڈا ریلوے ۲۰۰ میل تک طیار ہوگئی ہے اور کرایہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ کرایہ مسافر ہر سو میل کے لئے فی کس سے درجہ سوم ۲ روپیہ درجہ دوم۔ ۴ روپیہ درجہ اول۔ رعایت اسباب ہمراہ مسافر اول درجہ میں ۱۰۰ پونڈ۔ دوم درجہ میں ۶۰ پونڈ۔ سوم درجہ میں ۲۰ پونڈ کرایہ بار برداری ایک میل سے ۲۵ میل تک فی ہنڈرڈ ویٹ [illegible] ا ۵ ایک ۵ میل تک ہے۔ پچاس میل۔ ایک میل کے لئے۔ کرایہ حیوانات بحساب ۵۰ میل کے لئے فی عدد۔ گھوڑا اور خچر فی میل ۲ گدہا اور بیل فی میل ۱ بہیڑ بکری فی میل آدہ آنہ۔

راقم خاکسار محمد افضل ؛

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہی کوئی لاولد مضطر + اعنی ہر حق میں ہر بشر کے لیے + لعل دُور یتیم سے بڑھکر +

[illegible]

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اظہار بشارت: ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے بچ کر طبیب بیہودہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت: بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ دیا جاوے لو۔ صحت کے طالبو اولاد کے آرزو مندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطبا کو ۲۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقرا و کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر پنج خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو دی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرطیکہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کیمیاگر ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں سے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی کے ۲ کا ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن لوگوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز مکمل ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امرا و صاحب مقدرت خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں +

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جس کے اولاد نہو۔	۵ہ	۱۰	قولنج و گردہ۔	صر	۱۹	لقوہ۔	عصہ	۲۸	ٹل اُترنا۔	صر
۲	جسکی اولاد چھوٹی مرجاوے۔	صر	۱۱	سوزاک۔	صر	۲۰	بھگندر۔	عہ	۲۹	طول و عرض و عمق و دایہ۔	عصر
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	صر	۱۲	سرعت۔	عاہر	۲۱	ناسور۔	عہ	۳۰	خضاب سالانہ۔	عاہر
۴	جسکا حمل ۶-۸ ماہ کا گرجاوے۔	صر	۱۳	جریان۔	عہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	صر	۳۱	نزلہ و زکام۔	عاہر
۵	کمزوری۔	۵ہ	۱۴	غلط کاری۔	صر	۲۳	اودھرنگ۔	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عاہر
۶	مرگی۔	صر	۱۵	گنٹھیا۔	عاہر	۲۴	ضیق النفس۔	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	عہ
۷	تب دق۔	۵ہ	۱۶	سفیدی آنکھ۔	صر	۲۵	لبیہ۔	صر	۳۴	بخار تیجہ و چوتھائیہ و روزانہ۔	عصر
۸	ضعف باہ۔	صر	۱۷	ضعف بصر۔	عاہر	۲۶	آتشک۔	صر	۳۵	ضعف ہضم۔	عہ
۹	ضعف جگر۔	عاہر	۱۸	سبل۔	عاہر	۲۷	آتشک کل بدن۔	عہ	۳۶	سنگ سام	عاہر

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں +

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ سرمہ انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور دارالامارت کی پولیٹیکل ایجنٹوں [illegible] ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کے یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ ہے۔ خالص میرہ فی ماشہ عـــہ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ یعنی اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے

راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگلے صاحب بہادر۔ ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ میرے ایک دوکاندار مسمی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہوگئی اور مریض دعا گو ہے۔ بندہ بھی بصد شکرگزاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان [illegible] ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپیشل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر معز محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔

۶ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو اہمن کرالائنس بنک میں ۲ مارچ ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

الحکم

نمبر — قادیان دار الامن والامان مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۸۹۹ — جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل بر دفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ ہر ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو مفید سمجھ کر شامل ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ ۲ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے اور ہم ہفتہ وار منسلک پرچہ کرکے مفت تقسیم کیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ کا ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا نقصان معلوم ہو فوراً واپس کر دو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند پراندے ہر قسم از عہ قیمت کر ۱۶ عہ سے لیکر عہ روپیہ تک۔ پلنگ بہت عمدہ سے لیکر عہ روپیہ تک۔ ۶ روپیہ سے لیکر عہ روپیہ تک۔

۳۔ مزیلات میں ڈھسے جس قسم کے چاہیں ڈالے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہوئے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ اسی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام و پتہ صاف و خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہی بخش علاقہ بند

کمیشن ایجنٹس

کٹرہ بگھ سنگھ پاس حویلی محلہ امرتسر پنجاب

عجیب و غریب دلچسپ کتابیں؟

مکافات عمل شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئلم کے ناول دیجز ادف سن (نتیجہ گناہ) کا ترجمہ
اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاؤ کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند و نصیحت کا خشک دفتر۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام اعلےٰ حقیقتیں بس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہو گی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں سے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا نور چمکایا۔ مصنف والا نژاد نے مسیحی دنیا کا کچھ ایسے عجیب طریقہ پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کر کے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے۔ اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کر کے فضائل اسلام کو آفتاب سے زیادہ منور روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ۔ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی مقنن کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں رہا۔ ایک مسلمان۔ ترک حلیم بے اور یورپین لیڈی بلنشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کا حال معلوم ہوتا ہے بالمقابل یورپین میسٹنگز اور مس مونا کا عشق۔ تمام اندرونی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آرمینا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے۔ لائق مترجم نے جابجا آیات قرآنی [illegible] دیکر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنا دیا ہے کہ یقیناً ہر مسلمان اس عجیب و غریب اسلامی ناول کو پڑھ [illegible] ہو گا۔

تذکرہ صابریہ۔ بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ حالات ہیں کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس ساتھ عام مسلمانوں میں نہایت قبولیت حاصل کی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے اہل دل جلدی اسکی خریداری بھیجیں۔ قیمت - - - - - - ۱۴ر

اسلام۔ امریکہ کے شیخ الاسلام الگزینڈر رسل دیب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلایل ہیں قیمت عہ

کلمات طیبات۔ حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب اور مفید ہیں۔ قیمت عہر

فیوض الحرمین۔ اسم بامسمی کتاب ہے۔ قیمت ۱۰ر

منبع العرفان۔ واقعی عرفان کا چشمہ ہے۔ قیمت ۱۰ر

جنگ اجنادین۔ فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے۔ قیمت ۶ر

فخر البلاد۔ یعنی تاریخ بغداد اردو۔ قیمت - - ۴ر

عید المومنین۔

اسلام کی دنیوی برکتیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کیلئے واقعی ایک برکت ہے۔ نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدرآباد دکن کی تالیف ہے - - - - ۶ر

صداقت اسلام۔ اسلام پر دو زبردست لکچر۔ ایک لکچر آنریبل سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا۔ دوم لکچر ڈاکٹر لائٹنر صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا سرسید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے۔ قیمت - - - - ۴ر

منتخب دو دتاج لکھی۔ ایک بمبئی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے۔ قیمت - - - - ار

حملہ آوری۔ ایرانی سرزمین اور اسلامی ناموروں کی شجاعت کی معتبر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ۔ قیمت - - - ۱۴ر

سعادت الکونین فی فضایل الحسنین

یہ کتاب فی الحقیقت ایک سعادت ہے۔ اور ایسی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے۔ قیمت فی جلد - - - ۸ر

گلستان خواجہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ باید و شاید حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ سوانح عمری ہے مگر درحقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ۔ متعدد نقشے درگاہ شریف

اور اس کے متعلقات کے بھی ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں قیمت - - - - - ۴ر

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف۔ نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پُرمضمون اور پُرمغز ہیں کہ سبحان اللہ۔ ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اسکے دلدادہ اور فدائی ہیں۔ قیمت فی جلد - - - ۴ر

دیوان راسخ۔ موجودہ زمانہ میں ایشیائی شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چوچلا پیدا کیا ہے اس کا مزہ چکھنا چاہو تو یہ دیوان ملاحظہ کرو۔ جو مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا مجموعہ ہے اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندوستان بھر کے شعراء رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ حضرت داغ بھی مداح ہیں۔ ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ نشتر ہے ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی پیدا کرنا صرف مولانا راسخ ہی کا کام ہے ضخیم دیوان ہے۔ قیمت فی جلد - - - - عہ

دیوان عزیز۔ یہ دیوان بھی ضخیم ہے استادانہ کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جسکا لطف کسی چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے قیمت فی جلد - - - - عہ

مولود شریف لطیف۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھیے اور مصنف کو داد دیجیے ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ و صل علیٰ قیمت - - ۳ر

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس

امرتسر کے نام

ہوں۔

مکتوبات امام الزمان سلمہ اللہ الرحمان

(مولانا مولوی نور الدین صاحب کے نام)

مخدومی مکرمی اخویم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!
عنایت نامہ پہنچا - بلاشبہ کلام الٰہی سے محبت رکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبہ سے عشق پیدا ہونا اور اہل اللہ کے ساتھ حب صافی کا تعلق حاصل ہونا یہ ایک ایسی بزرگ نعمت ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص اور مخلص بندوں کو ملتی ہے - اور دراصل بڑی بڑی ترقیات کی یہی بنیاد ہے - اور یہی ایک تخم ہے جس سے ایک بڑا درخت یقین اور معرفت اور قوت ایمانی کا پیدا ہوتا ہے - اور محبت ذاتیہ اللہ جل شانہ کا پھل اس کو لگتا ہے - فالحمد للہ ثم الحمد للہ! کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ نعمت جو راس الخیرات ہے عطا فرمائی - پھر بعد اس کے جو کسل اور قصور بجا آوری اعمال حسنہ میں ہو وہ بھی انشاء اللہ القدیر ان حسنات عظیمہ کے جذب سے دور ہو جائیگا - ان الحسنات یذھبن السیئات - آپ کی ملاقات کا بہت شوق ہے جیسے آپ کے اخلاص نے بطور خارق عادت اسی زمانہ کے ترقی کی ہے - ایسا ہی جوش حب للہ کا آپ کے لئے اور آپ کے ساتھ بڑھتا گیا ہے - اور چونکہ خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اس درجہ اخلاص میں آپ کے ساتھ کوئی دوسرا بھی شریک ہو - اسلئے اکثر لوگوں کے دلوں پر جو دعوے تعلق رکھتے ہیں - خدا تعالیٰ نے قبض وارد کی - اور آپ کے دل کو کھول دیا فھذا فضل اللہ ونعمۃ یعطی من یشاء ویھدی من یشاء ویضل من یشاء

حامد علی سخت بیمار ہو گیا تھا - خدا تعالیٰ نے اسکو دوبارہ زندگی بخشی ہے - جس وقت آپ تشریف لاویں اگر حکیم فضل الدین صاحب و مولوی عبد الکریم صاحب بھی ساتھ تشریف لے آویں تو بہت خوب ہوگا - آنمخدوم اپنی طرف سے ان دونوں صاحبوں کو اطلاع دیں کیونکہ گاہ گاہ ملاقات ہونا ضروری ہے - زندگی کا کیا اعتبار ہے ۔

والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۹ جولائی ۱۸۹۸ء

خطبہ موعظت

جو مولانا مولوی نور الدین صاحب نے یکم شوال ۱۳۱۶ ہجری بروز عید الفطر پڑھا

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین - واتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس شیئاً ولا یقبل منھا عدل ولا تنفعھا شفاعۃ ولا ھم ینصرون ..

اللہ تعالیٰ ہمارا مالک - ہمارا خالق ہمارا رازق کثیر اور بے انتہا انعام دینے والا مولا فرماتا ہے - کہ میری نعمتوں کو یاد کرو - انسان کے اندر قدرت نے ایک طاقت ودیعت رکھی ہے کہ جب کوئی اسکے ساتھ احسان کرتا ہے - تو اُسکے اندر اپنے محسن کی محبت پیدا ہوتی ہے - جبلت القلوب علی حب من احسن الیھا اور ایسا ہی اس آدمی کی اسکے دل میں ایک قسم کی نفرت اور رنج پیدا ہو جاتا ہے - جس سے اسکو کسی قسم کی تکلیف یا رنج پہنچے - اور یہ ایک فطرتی - اور طبعی تقاضا انسان کا ہے - پس اسی فطرت اور طبعیت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ اس مقام پر فرماتا ہے کہ اللہ کریم کے احسانوں کا مطالعہ کرو - اور ان کو یاد کرکے اُس محسن اور منعم کی محبت کو دلمیں جگہ دو - اُسکے بے شمار اور بے نظیر احسانوں پر غور تو کرو کہ اُسنے کیسی منور اور روشن آنکھیں دیں جن سے وسیع نظارہ قدرت کو دیکھتے اور ایک حظ اٹھاتے ہیں - کان دئیے جن سے ہر قسم کی آوازیں ہمارے سننے میں آتی ہیں - زبان دی جس سے کیسی خوشگوار اور عمدہ باتیں کہہ کر بجائے خود خوش ہو سکتے ہیں - ہاتھ دئیے کہ جن سے بہت سے فوائد خود ہم کو اور دوسروں کو پہنچتے ہیں - پاؤں دئیے کہ جن سے چل پھر سکتے ہیں - پھر ذرا غور تو کرو کہ دنیا میں اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ ادنیٰ سا احسان بھی کرتا ہے تو وہ اسکا کسقدر ممنون ہوتا ہے - اور ہر طرح سے اُس احسان کو محسوس کرتا ہے - مگر خدا تعالیٰ کے احسان جو کل دنیا کے احسانوں سے بالا اور بالا تر ہیں اور جو سچ پوچھو تو وہ احسان بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی کے احسان ہیں - جسنے یہ توفیق عنایت فرمائی - کوئی کسی کو نوکر کرا دیتا ہے - یا دعوت کرتا ہے یا کپڑا دیتا ہے - پر سوچو تو سہی کہ اگر خداداد طاقتیں نہوں تو ہم کیا سکھ اُن سے اٹھا سکتے ہیں؟ دعوت میں عمدہ سے عمدہ اغذیہ اور کھانے کے سامان ہوں - لیکن اگر منہ کا مرض ہو یا پیٹ میں درد ہو تو وہ کھانے کیا لطف دلکشی ہیں اور ان سے کیا مزہ اٹھایا جا سکتا ہے؟ عمدہ سے عمدہ چیز بجز فضل الٰہی فائدہ اور سکھ نہیں دے سکتی - یہ روشنی جس سے ہزارہا سکھ اور فائدے پہنچتے ہیں - کس نے دی ہے؟ اسی نے - جو نور السموات والارض ہے - ہوا - پانی کسنے عطا فرمایا؟ اسی منعم حقیقی کی نعمتوں اور برکتوں کا ایک شعبہ ہے - سرسبز کھیت اور باغوں میں پھل لگانا اُسکی نوازش اور عنایت ہے - غرض کل دنیا کی نعمتوں سے جو انسان مالا مال ہو رہا ہے - یہ اُسکی ہی ذرہ نوازیاں ہیں - جسمانی نعمتوں اور برکتوں کو چھوڑ کر اب میں ایک عظیم الشان نعمت روح کے فطرتی تقاضے کو پورا کرنے والی

نعمت کا ذکر کرتا ہوں۔ وہ کیا ہے یہی اُسکا پاک اور کامل کلام ہے جس کے ذریعے سے انسان ہدایت کی مشعل اور مصفا راہوں سے مطلع اور آگاہ ہوا۔ اور ایک ظلمت اور تاریکی کی زندگی سے نکلکر روشنی اور نور میں آیا۔ ایک انسان دوسرے انسان کی باوجود ہمجنس ہونیکے رضاء سے واقف نہیں ہو سکتا۔ تو پہر اللہ تعالے کی رضا سے واقف ہونا کسقدر محال اور مشکل تھا۔ یہہ خدا تعالے کا احسان عظیم ہے کہ اُسنے اپنی رضاء کی راہوں کو بتلانے اور اپنی درار اور امرضیوں کو ظاہر کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ قایم فرمایا۔

انسان دنیا کے عجائبات اور خداداد چیزوں میں غور کرکے سکہہ پاتا ہے۔ لیکن وہ ابدی اور دائمی خوشی جو خود اللہ تعالے ظاہر کردے کیسی سچی ہوگی۔

کسقدر کاوش اور تکلیف سے جسمانی سکہہ حاصل کرنے کیلئے انسان کپڑا اور غذا بہم پہنچاتا ہے۔ مگر ایک وقت آتا ہے کہ کپڑا پہٹ جاتا ہے۔ اور غذا کا فضلہ باقی رہجاتا ہے۔ روحانی نعمتیں ابد الآباد کی راحتیں ہیں۔ دنیا میں۔ مرنے میں جنت میں حشر و نشر میں ہمارے ساتہہ ہیں۔ غرض خدا تعالے کے دلچسپ انعامات سے انبیاء اور رُسل کا بہیجنا ہے۔

گذشتہ ایام میں چونکہ رستے صاف نہ تہے۔ تعلقات باہمی مضبوط نہ تہے۔ اسلئے ایک ایک قوم میں نبی اور رسول آتے رہے جب مشرق اور مغرب اکٹھا ہونے لگا۔ خدا کے علم میں وہ وقت خلط ملط کا آگیا۔ تو اللہ تعالے نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہیجا انبیاء علیہم السلام اور جسقدر رسول آئے فرداً فرداً قوموں کی اصلاح کے لئے آئے۔ اُن کا جامع اور رہنما زوں کی تمام پاک تعلیموں کا مجموعہ قرآن کریم ہے۔ جو جامع اور مہیمن کتاب ہے۔ فیہا کتب قیمۃ فرمایا۔

پہر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے لئے یہہ ایک مشکل پیش آتی تہی کہ اُن میں کوئی خلیفہ اور کوئی یاد دلانے والا نا ہیت ہوتا تہا۔ اسلئے لوگ بیخبر ہو جاتے تہے۔ اور قوم پہر سو جاتی تہی۔ مگر مولا کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دامن چونکہ الٰی یوم القیامہ وسیع کر دیا ہے۔ اور آپ ہی انی رسول اللہ علیکم جمیعاً کا ہے اور ایسی مضبوط کتاب آپکو عطا فرمائی۔ ممکن تہا کہ لوگ بیخبر رہتے۔ اُسکی حفاظت کا انتظام بہی خود ہی مولا کریم نے فرمادیا۔ جیسے ظاہری حفاظت کیلئے قرآء اور حفاظ ہیں۔ ایسی ہی اُسکی تعلیم کے لئے یک سامان مہیا فرمایا۔ ہزاروں مذاہب اسوقت دنیا میں نظر آوینگے مگر جب دیکہا گیا تو انبیاء علیہم السلام کا ہی مذہب عمدہ پایا۔ کوئی درختوں کی پوجا کرتا ہے۔ کوئی پتہروں کے آگے سر جہکاتا ہے

افسوس انسان ہوکر حیوان اور بیجان پتہروں کی پرستش کرتا ہے۔ اور پہر ایک اپنے جیسے کہاتے پیتے محتاج اور ناتوان انسان کو معبود مانتا ہے۔ ایسی صورت میں توحید کا پاک چشمہ مکدر ہو چکا تہا۔ اور قریباً توحید پرستی کا نام و نشان مٹ گیا تہا۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہر اُسی پاک چشمہ اور مبارک سلسلہ توحید کو قایم کیا اور پہر اُسکی تکمیل کی۔ ہر ایک قسم کی گندی اور ناپاک بت پرستی کو دور کر دیا۔ اللہ تعالے کے سوا اُسکے کسی اسم کسی فعل اور کسی عبادت میں غیر کو شریک کرنا۔ یہہ شرک ہے۔ اور تمام بہلے کام اللہ تعالیٰ ہی کی رضاء کے لئے کرنے اُسکا نام عبادت ہے۔ لوگ مانتے ہیں کہ کوئی خالق خدا تعالے کے سوا نہیں۔ اور یہہ بہی مانتے ہیں کہ موت اور حیات خدا تعالیٰ ہی کے ہاتہہ میں اور قبضہ اقتدار و اختیار میں ہے۔ یہہ مان کر بہی دوسرے کیلئے سجدہ کرتے ہیں۔ جہوٹ بولتے ہیں اور طواف کرتے ہیں۔ عبادت الٰہی کو چہوڑکر دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔ خدا تعالے کے روزوں کو چہوڑکر دوسروں کے روزے رکہتے۔ اور خدا تعالیٰ کی نمازوں کی پرواہ نکرتے ہوئے غیر اللہ کی نمازیں پڑہتے ہیں اور اُن کے لئے زکوتیں دیتے ہیں۔ اون ادہام باطلہ کی بیخ کنی کے لئے اللہ تعالے نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ انسان کی اوسط عمر ۶۰۔۔۷۰۔۔۸۰ پس اس عمر کا انسان پہلی صدی کے حالات تو بیان کر سکتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہہ احسان ہے اللہ تعالے کا جو اسلام سے مخصوص ہے کہ بہولی بسری متاع اللہ تعالے جیسے وقت ہوتا ہے۔ اُسکے لحاظ سے اُسکا یاد دلانے والا بہیجدیتا ہے۔ یہہ انعام ہے یہہ فضل اور احسان ہے۔ اللہ تبارک و تعالے کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لائے تہے اور جسکو ضروری کاموں میں سے ایک یہہ تہا کہ کوئی شخص خدا تعالے کی ذات کے سوا نہ کوئی ہمارا خالق نہ رازق نہ اُسکے سوا علیم۔ نہ محیی۔ نہ ممیت نہ سکہہ دُکہہ دینے والا ہے۔ بلکہ صرف خدا ہی ہے۔ جو سب کام کرنے والا ہے۔ سجدہ رکوع۔ ہاتہہ باندہ کر کہڑا ہونا ہو پکارنا ہو۔ یہہ سب کام اللہ تعالے کے سوا اُنہوں دوسرے کیلئے یہہ باتیں اصول ایمان تہیں جو ہم کو سکہائی گئیں۔ ملائکہ۔ کتاب اللہ۔ رسل۔ جزاوسزا پر ایمان لانا۔ تقدیر خیر و شر پر ایمان لانا۔ اپنے سب عقاید رضائے الٰہی بلکہ صرف

خدا ہی ہے جو سب کام کرنے والا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ملائکہ پر ایمان لانا اللہ تعالے کی کتابوں۔ اُسکے پاک رسولوں کو ماننا اور جزاوسزا پر ایمان لانا۔ اور اس امر کا ماننا کہ ہر چیز کا اُسنے اندازہ کیا ہے۔ یہہ ایمان کے اصول ہیں کہ اپنے سب عقاید کو رضائے الٰہی میں لگادینا ایک سچے مومن کا کام ہے۔ پانچ وقت کی نماز ادا کرنا اپنے مال میں سے ایک معین حصہ یعنے زکوۃ کا ادا کرنا۔ یتیموں مسکینوں اور رشتہ داروں کی خبرگیری کرنا۔ رنج و راحت۔ بیماری۔ تندرستی۔ دُکہہ سکہہ غریبی۔ امیری۔ مقدمہ۔ مقابلہ۔ عہد۔ لین دین صلح۔ عداوت میں خدا تعالیٰ کی رضاء کو ہاتہہ سے نہ دینا۔ یہہ اصول یہہ پاک اور مبارک اصول ممکن تہا کہ بہول جاتے۔ جسطرح اور قومیں اپنی کتابیں کہو بیٹہیں۔ لیکن یہہ خدا تعالے کا فضل اُسکا کمال احسان ہوا کہ ایمان۔ عقاید۔ اخلاق فاضلہ کے سکہانے کے لئے اور اصلاح نفس اور تہذیب کیلئے وہ وقت پر اور عین ضرورت کے وقت پر اپنے پاک بندے پیدا کرتا رہتا ہے۔ بڑے ہی بدقسمت ہیں وہ لوگ جنکو اُن بیدار کرنے والوں کی خبر ہی نہیں ہوتی۔ اور بڑے ہی بدقسمت ہیں وہ لوگ جنکو خبر تو ہوتی ہے مگر وہ اپنی کسی خطاکاری کے بُرے نتیجے کیوجہہ اُسکو شناخت نہیں کرسکتے۔

غرض اس آیت میں خدا تعالے اُس فطرت کی لحاظ سے جو انسان میں ہے ارشاد فرماتا ہے کہ میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تمپر کی ہیں وانی فضلتکم علی العالمین بنی اسرائیل کو کہتا اور مسلمانوں کو سناتا ہے کہ اور میں نے تم کو دنیا میں ایک قسم کی بزرگی عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالے کے حکموں پر چلنیوالا آسمانی اور پاک علوم سے دلچسپی رکہنے والا جیسی زندگی بسر کرسکتا ہے اُس سے بہتر اور افضل دہم میں بہی نہیں آسکتی۔ منافق کا نفاق جب ظاہر ہوتا ہے تو اُسکو کیسی شرمندگی اٹہانی پڑتی ہے۔ جہوٹ بولنے والے کے جہوٹ کے ظاہر ہونے پر وعدہ خلافی کرنے والے کے خلاف وعدہ پر اُن کو کیسا دُکہہ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے مذہبی حیثیت سے اپنے پاک اور ثابت شدہ یقینی اور روشن عقاید اور اصول مذہب کے لحاظ سے کل دنیا پر فضیلت رکہتے ہیں۔ کیا خدا تعالے کی حضور کوئی صرف عہدے سے افضل ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ خدا تعالے مخفی در مخفی ارادوں اور نیتوں کو جانتا ہے۔ اُسکے حضور نفاق کام نہیں آسکتا۔

بلکہ من جاء بقلب سلیم کا مصداق ہے۔ سلامتی ہو۔ انکار نہو۔ خدا سے بھی محبت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی اور خیر خواہی ہو۔ امر بالمعروف کرنے والا اور ناھی عن المنکر ہو۔ بدی کا دشمن ہو۔ راستبازوں کا محب ہو۔ خدا تعالیٰ سے غافل اور بے پرواہ نہو۔ یہ معنے ہیں اسلام کے۔ پس یاد رکھو کہ عقاید کے لحاظ سے دنیا میں بے نظیر مذہب اسلام ہے۔ میں راستی سے کہتا ہوں کہ ایمان کے لحاظ سے۔ اعمال کے لحاظ سے دنیا میں کوئی مذہب اسلام سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر میں یہہ بھی ساتھ ہی کہونگا کہ اسلام ہو۔ دعوے اسلام نہو۔ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن کا مصداق ہو۔ ساری توجہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف لگا دیوے۔ اور ایسے طریق پر کہ گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے۔ یا کم از کم اتنا ہی ہو کہ اس بات کو کامل طور پر سمجھے کہ خدا مجھکو دیکھ رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے انعام کو یاد کرکے اور پھر دیکھکر کہ کیسی کتاب۔ کیسا مذہب اس نے عطا کیا ہے۔

دنیا کے مذاہب کی حفاظت کے لئے موید من اللہ نصرت یافتہ پیدا نہیں ہوتے۔ اسلام کے اندر کیا فضل اور احسان ہے کہ وہ مامور بھیجتا ہے جو پیدا ہونے والی بیماریوں میں دعا مانگنے والا۔ خدا کی درگاہ میں ہوشیار انسان۔ شرارتوں اور بداوتوں کے بد نتایج سے آگاہ۔ بھلائی سے واقف انسان ہوتا ہے۔ جب غفلت ہوتی ہے اور قرآن کریم سے بیخبری ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں سے بے سمجھی پیدا ہو جاتی ہے تو خدا کا وعدہ ہے کہ ہمیشہ خلفا پیدا کریگا۔ جس کے سبب سے کل دنیا میں اسلام فضیلت رکھتا ہے۔ یہہ امر مشکل نہیں ہوتا کہ ہم اس انسان کو کیونکر پہچانیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوکر آیا ہے۔ اسکی شناخت کے لئے ایک نشان سمجھا اور نشانوں کے خدا تعالیٰ نے یہہ مقرر فرمایا ہے کہ لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم۔ خدا فرماتا ہے کہ ہمارے مامور کی شناخت کیا ہے۔ اوسکے لئے ایک تو یہہ نشان ہے۔ کہ وہ ہولی لبری متاع جس کو خدا تعالیٰ پسند کرتا ہے اس سے لوگ آگاہ ہوں اور غلطی سے جو نکل اٹھیں۔ اور اسے چھوڑ دیں۔ اسکو پورا کرنے کے لئے اسکو ایک طاقت دیجاتی ہے۔ ایک قسم کی بہادری اور نصرت عطا ہوتی ہے اسباب کے قائم کرنے کے لئے جسکے لئے اسکو بھیجا ہے۔ قسم قسم کی نصرتیں ہوتی ہیں۔ کوئی ارادہ اور سچا جوش پیدا نہیں ہوتا جبتک کہ خدا تعالیٰ کی مدد کا ہاتھ ساتھ نہو۔ بڑی بڑی مشکلات آتی ہیں اور ڈرانے والی چیزیں پیدا آتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان سب خوفوں اور خطرات کو امن سے بدلدیتا اور دور کر دیتا ہے۔ ایک معیار تو اسکی راستبازی اور شناخت کا یہہ ہے۔

اب ذرا ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت پر غور کرو جب آپنے دعوت حق شروع کی تنہا تھے۔ جیب میں روپیہ نہ تھا۔ بازو بڑے مضبوط نہ تھے۔ حقیقی بھائی کوئی نہ تھا۔ ماں باپ کا سایہ بھی سر سے اٹھ چکا تھا اور ادھر قوم کو دلچسپی نہ تھی۔ مخالفت حد سے بڑھی ہوئی تھی مگر خدا کے لئے کھڑے ہوئے۔ مخالفوں نے جسقدر ممکن تھی دکھ پہنچائے۔ جلاوطن کرنے کے منصوبے باندھے قتل کے منصوبے کئے۔ کیا تھا جو انہوں نے نہ کیا۔ مگر کس کو نیچا دیکھنا پڑا۔ آپ کے دشمن ایسے خاک میں ملے کہ نام ونشان تک مٹ گیا۔ وہ ملک جو کبھی کسی کے ماتحت نہ ہوا تھا آخر کس کے ماتحت ہوا۔ اس قوم میں جو توحید سے ہزاروں کوس دور تھی توحید پہنچا دی اور نہ صرف پہنچا دی بلکہ منوا دی خوف کے بعد امن عطا کیا۔ ان کے بعد ان کے جانشین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوئے۔ آپ کی قوم جاہلیت میں بھی چھوٹی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے بھی نہ تھے۔ پھر کیونکر ثابت ہوا کہ خلیفہ حق ہیں۔ اسامہ کے پاس بیس ہزار لشکر تھا اسکو بھی حکم دیدیا کہ شام کو چلے جاؤ۔ اگر اسامہ کا لشکر موجود ہوتا تو لوگ کہتے کہ ۲۰ ہزار لشکر کی بدولت کامیابیاں ہوئیں۔ نواح عرب میں ارتداد کا شور اٹھا۔ تین مسجدوں کے سوا نماز کا نام ونشان نہ رہا تھا۔ سب کچھ ہوا۔ پر خدا نے کیسا ہاتھ پکڑا۔ یہاں تک کہ رافضی بھی گواہی دے اٹھا کہ اسد اللہ الغالب کو خوف کی وجہ سے ساتھ ہونا پڑا کیسا خوف پیدا ہوا کہ عرب مرتد ہو گئے۔ مگر سب خوف جاتا رہا کیوں اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تھے۔ اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ جب لوگ مامور ہوکر آتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی ہے۔ اسکے ہاتھ کا تھامنا یہہ دکھلا دیتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے۔ یاد رکھو جسقدر کمزوریاں ہوں۔ وہ سب معجزات اور الٰہی تائیدیں ہیں۔ کیونکہ ان کمزوریوں ہی میں تائید الٰہی کا مزہ آتا ہے۔ اور معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا کی دستگیری کیا کام کرتی ہے۔ امیر دولت کی گھمنڈ سے۔ مولوی علم کے گھمنڈ سے۔ کوئی منصوبہ بازیوں اور حکام کے پاس آنے جانے کے گھمنڈ سے اگر کامیاب ہوتا ہے تو خدا کے بندے خدا کی مدد سے کامیاب ہوتے ہیں۔ انکے پاس سرمایۂ علوم اور سفر کے وسایل نہیں ہوتے۔ مگر عالم ہونے کی لاف وگذاف مارنے والے اُن کے سامنے شرمندہ ہو جاتے ہیں۔ اسکے پاس کتب خانے اور لائبریریاں نہیں ہوتیں۔ وہ حکام سے جاکر ملتے نہیں۔ مگر وہ ان سب کو نیچا دکھا دیتے ہیں جو اپنے رسوخ۔ اپنے معلومات کی وسعت کا دعوے کرتے ہیں۔ برادری اور قوم اسکی مخالفت کرتی ہے۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح انکو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ یہی ہمیشہ اُن کی پہچان ہوتی ہے۔

غرض راستباز اور مامور کی شناخت کے یہہ نشان خدا تعالیٰ نے خود ہی بیان فرما دئیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اپنے انعام یاد دلاتا ہے۔ ہر ایک مخلوق مخلوق ہونے اچھی قوم میں پیدا ہونے کو دیکھے۔ مگر اسمیں شبہ پڑیگا کہ اور بھی شریک ہیں۔ پھر عقاید کو دنیا کے مقابلہ میں رکھے۔ میں نے مذاہب کو بے تعصب ہوکر ٹٹولا ہے۔ بت پرستوں آریوں۔ برہموؤں کو دیکھا ہے۔ جب ہم ایک خدا کے عقیدہ کو پیش کرتے ہیں تو کوئی مذہب بھی ایسا نظر نہیں آتا۔ جو اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ مانتا ہو۔ یہہ فخر اسلام اور صرف اسلام کو ہے۔ اسکے ساتھ کیا کوئی عقیدہ مل سکتا ہے۔ پھر انبیاء کو جنہوں نے چھوڑا۔ اور اپنے عقلی ڈھکوسلوں سے (؟) یانا چاہتے ہیں وہ ایک گڑھے میں گر رہے ہیں۔ ایک مشہور برہمو لیکچرار نے نہایت جوش سے اپنے لیکچر میں کہا کہ اے خدا! میں ہندوستانیوں کو تیرے پاس پہنچانا چاہتا ہوں۔ مگر وہ نہیں آتے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اسکا یہہ فقرہ سنکر میں دعا میں گر گیا۔ اور دعا کی کہ اے خدا تو میرے دل کو کھولدے پھر میں استقلال سے اوپر آیا اور کہا کہ میں ایک عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آپنے فرمایا کہ میں ہندوستانیوں کو خدا کی حضور پہنچایا چاہتا ہوں۔ میں تیار ہوں۔ مگر آپ اتنا فرماویں کہ کیا آپ یقیناً یقیناً مجھکو اسکی حضور پہنچا دینگے چونکہ اسکا انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان نہ تھا۔ گھبرا گیا۔ اور بولا کہ آجتک کی تحقیقات کے بھروسے پر پہنچا سکتا ہوں۔ مگر کل معلوم نہیں کہ کیا جدید بات پیش آوے لہذا یقیناً نہیں۔ اسپر میں نے کہا کہ ایک شخص ایک دعوے اور کامل شعور اور بھروسے سے کہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی حضور یقیناً پہنچا سکتا ہوں تو پھر اُس کی طرف رجوع کرنا چاہئیے یا آپ کی طرف۔ اسکو شرمندہ ہوکر

کیسا بڑا اکرام! اُسکو ہی مانو!!! وہ شخص جو کامل بہرہ سے اور پورے یقین اور شعور سے خدا تعالیٰ تک پہنچا نیکا وعدہ کرتا ہے۔ اور اُس نے پہنچا دیا اور پہنچاتا ہے۔ اور پہنچاویگا۔ وہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیا وہ جو کہتے ہیں کہ دو ارب سال گذرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو کتاب دی۔ اور وہ آجتک ایک ہی ترجمہ پیش نکر سکے۔ اور اسپر بھی وہ اُسے کامل کہتے ہیں۔ کیا اُن کو شرم نہیں آتی؟ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ان چند سال کے اندر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو شرق اور مغرب میں پہنچا دیا۔

غرض انسان خوب مطالعہ کرے کہ اسلام سے بڑھکر نعمت اور عزت و شرافت کا موجب اور کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے پہلے بتلایا ہے کہ زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے خلیفہ بنانے کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور وہ خلیفہ دلایل سے نہیں۔ آدمیوں کے انتخاب سے نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی تائید اور نصرت اور طاقت سے بنینگے۔ اب اس زمانہ کے منعم علیہ پر غور کرو۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ منصوبہ باز اور مشرک ہے۔ عبادت میں سُست ہے۔ بھلا ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ ایک عابد اور موحد خدا کا پرستار کہلانے والا ممکن ہے ریاکار ہو مگر اللہ تعالیٰ اُسکے خلوص نیت اور صدق کو اپنی تائیدات اور نصرتوں سے ثابت کر دیتا ہے۔ پھر یہہ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ خوف کے وقت ہی وہ پرستار الٰہی ہو۔ نہیں! نہیں!! وہ جبکہ خوف امن سے بدل جاتا ہے وہ اُسوقت بھی سچا پرستار ہوتا ہے۔

الغرض ایمان بڑھانے کے لئے خدائے تعالیٰ کے انعام پر غور کرنے سے بڑھکر کوئی چیز نہیں ہے۔ ایمان۔ عقاید۔ اعمال۔ معاملات کے لحاظ سے بینظیر نعمت اسلام ہے۔ اور پھر مسلمانوں سے وہ فرقہ جو خلفاء راشدین کے سلسلے کو مانتا ہے۔ اُن سے بڑھکر نہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اُن سے بڑھکر کوئی مؤید من اللہ نہیں۔

انسان اکیلی نماز زیادہ پڑھتا ہے۔ جماعت کی ساتھ نماز گو چھوٹی اور مختصر ہی ہو۔ مگر اُسمیں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ امام کے ماتحت اعمال میں کسقدر زیادتی ہوتی ہے۔ پس یہہ ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ جو خدا نے ہم کو دی ہے۔ مگر اس انعام میں اُن الفاظ کو بھی یاد رکھو کہ "دین کو دنیا پر مقدم کرونگا" یہہ بڑی ذمہ داری کا وعدہ ہے۔ یہہ وعدہ کسی عام انسان کے ہاتھ پر نہیں۔ بلکہ امام کے ہاتھ پر نہیں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ سے وعدہ کر کے خلاف کرنے والا منافق ہوتا ہے۔ پس ڈرنے اور رونے کا مقام ہے۔ اور بڑے عزم و احتیاط کی ضرورت ہے

پھر اللہ تعالیٰ کے انعام یاد کر کے مومن اس بات کو سوچے کہ ایک وقت آتا ہے۔ واتقوا یوماً۔ ایک وقت آتا ہے کوئی دوست آشنا اپنا بیگانہ کچھ کام نہیں آتا۔ دنیا میں نمونہ موجود ہے۔ انسان بیمار ہوتا ہے تو ماں باپ بھی اُس کی بیماری کو نہیں ہٹا سکتے۔ یہہ نمونہ اس بات کا کہ یہہ سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ کے وقت کوئی کام نہیں آتا۔ کسی کی سفارش اور جرمانہ کام نہیں آتا۔ اسلئے اُس دن کے لئے آج سے ہی تیار رہو۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل کو یاد کر کے محبت الٰہی کو زیادہ کرو۔ اور غفلتوں اور کمزوریوں کو چھوڑ دو۔ اور اپنے وعدوں پر لحاظ کرو۔ کہ "دین کو دنیا پر مقدم رکھینگے"۔ رنج و راحت عسر یسر میں قدم آگے بڑھائینگے اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بھائیوں سے محبت کرینگے پھر کہتا ہوں کہ یہہ بڑی خطرناک بات ہے کہ جو وعدوں کے خلاف کرتا ہے وہ منافق ہوتا ہے۔ جھوٹ اور وعدوں کے خلاف ورزی کرنے سے انسان کا انجام نفاق سے مبتدل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھکو اور آپکو اس سے بچاوے اور صدق اخلاص اور اعمال حسنہ کی توفیق دے!!! آمین!!!

مقدمہ کے مفصل حالات

آجتک جس قدر حالات متعلق مقدمہ ہم نے شایع کئے ہیں۔ وہ بالکل مجمل تھے۔ ابتدا میں ہمارا خیال تھا کہ مقدمہ کے کل حالات حسب معمول ہم ایک پمفلٹ کے ذریعے شایع کرتے۔ لیکن ناظرین کے بے حد اشتیاق نے مجبور کیا کہ بذریعہ اخبار ہی اُن کو سررشتہ شایع کیا جاوے۔ ہاں اختتام مقدمہ پر ممکن اور ضرورت ہوئی تو کوئی مختصر سا رسالہ اسپر لکھا جاویگا۔ وہ بھی اس صورت میں کہ اگر خود حضرت اقدس جناب امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکی ضرورت سمجھی۔ اسلئے ہم کل رودُاد کو بلا زاید چھوڑ کر درج کرتے ہیں مقدمہ کی تاریخ تو دراصل اُس خط سے شروع ہوتی ہوئی سمجھنی چاہئیے جو مولوی عبد القادر صاحب لودہانوی نے بٹالوی کو اپنے قدیم تعلقات ہم مکتبی کی بنا پر مشتمل بر درخواست مباہلہ لکھا تھا۔ چونکہ وہ خط الحکم میں شایع ہو چکا ہے۔ اور ایسا ہی وہ اشتہارات جو بغرض مباہلہ شایع ہوئے درج ہو چکے اور ہمارے ناظرین ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار سے بھی مطلع ہو چکے جو مقدمہ ہذا کے لئے بطور بنا رکھے قرار دیا گیا ہے۔ اس اشتہار کے جاری ہونے پر ۳ دسمبر ۱۸۹۸ء کو محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ نے ایک رپورٹ ارسال کی۔ اور محمد حسین نے ۵ دسمبر کو ایک درخواست حصول لائیسنس اسلحہ کی بمقام گورداسپور پیش کی جس سے مقدمہ کی بناء قایم ہوئی۔

پس ہم اس وقت سے لیکر کل حالات مقدمہ نقل مسل سے لیکر شایع کرتے ہیں۔ وھو ہذا

نقل مسل فوجداری

مقدمہ

سرکار بنام مرزا غلام احمد قادیانی و مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی

باجلاس مسٹر جی۔ ایم۔ ڈوئی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

مرجوعہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء فیصلہ زیر تجویز۔ مثل بستہ قادیان۔

نمبر مقدمہ ۱/۲ جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

رپورٹ خاص تھانہ بٹالہ جناب عالی! مرزا غلام احمد ساکن قادیان و مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ کے باہم ایک عرصہ سے تکرار مذہبی چلا آتا ہے۔ دونوں اپنی اپنی تائید اور مخالف کی تکذیب میں تحریرات دیگر چھاپہ و قلمی جاری کرتے رہتے ہیں۔ اور جوش مذہبی کے بہانہ سے ایسے اشتعال بخش الفاظ استعمال کرتے ہیں جن سے اُن کے دیکھنے والا کل کی جماعت کہ مریدان و معتقد آمادہ فساد ہو سکتے ہیں ہر دو کے حالات سابق وقتاً فوقتاً بذریعہ رپورٹ ہائے خاص گذارش بحضور ہوتی رہی ہیں۔ دونوں نے یہہ طریقہ محض اپنی نام آوری اور فائدہ ذاتی کیواسطے اختیار کیا ہوا ہے

مقدمہ کا (نوٹ: یہ حضرت اقدس ... کے متعلق بطور تتمہ بطور خود ... ساتھ دیا ... مقدمہ ... در نتائج ہوتی ... ایڈیٹر)

کہ ان کی عزت اور فریق مخالف کی ذلت اُن کی جماعت میں پیدا ہو۔ اور اُن کے واسطے علاوہ شہرت کے دنیاوی فائدہ پہنچے جیسے کہ اب تک بذریعہ منی آرڈر وغیرہ رقومات کثیر پہنچ رہی ہیں۔ حال میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ سے درخواست کی کہ وہ فیصلہ بحث مذہبی کا بذریعہ مباہلہ کرے۔ (یہہ اسلام میں ایک طریقہ دعا کا واسطے فیصلہ مبنی بر اللہ کے ہے۔ اور فریق کاذب پر اس فیصلہ کی رُو سے عذاب نازل ہوتا ہے)

مولوی محمد حسین نے مباہلہ تو منظور کیا۔ مگر میعاد نازل ہونے عذاب کی بجائے ایک سال مقررہ مرزا غلام احمد کے تین روز کے اندر اندر مقرر کی اور مرزا غلام احمد کیطرف سے بصورت فتحیابی مولوی محمد حسین کو ۸۲۵ روپیہ انعام دیا جانا مقرر کیا گیا۔ بجواب اسکے ایک شخص سید ابوالحسن تبتی وارد کوہ شملہ سنجولی نے ایک اشتہار تاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو دیا کہ بصورت فتحیابی مولوی محمد حسین بٹالہ کے تحریر کیا کہ مرزا غلام احمد کا مونھ کالا کیا جاوے۔ اُسکو ذلیل کیا جاوے اور اُس روسیاہی کے بعد اُسکو گدھے پر سوار کر کے کوچہ بکوچہ ان چاروں شہروں میں پھرایا جاوے اور بجائے دینے انعام ۸۲۵ روپے کے صرف ۸۲۵ جوتے اُن کے سر پر لگائے جاویں وغیرہ وغیرہ۔ اور اس اشتہار پر ملا محمد بخش لاہوری نے اپنی طرف سے کچھ نوٹ ایزاد کیئے۔ جو درج اشتہار منسلکہ ہیں اور اس پرنشان سُرخی سے دیا گیا ہے۔ اس اشتہار اور نوٹوں کی بابت مرزا غلام احمد قادیانی اور اُسکی جماعت خیال کرتے ہیں کہ مولوی محمد حسین سکنہ بٹالہ نے بنام نہاد دوسرے شخص کیطرف سے یہہ اشتہار دلایا ہے۔ اور اب مرزا غلام احمد نے ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو ایک اشتہار جسکا عنوان یہہ ہے۔ کہ ہم خدا پر فیصلہ چھوڑتے ہیں۔ برخلاف مولوی محمد حسین و ملا محمد بخش لاہوری و ابوالحسن تبتی کے جاری کیا۔ جس کا اخیر یہہ ہے کہ مجھکو الہام ہوا ہے کہ ۱۳ ماہ کے اندر یعنے ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک یہہ تینوں اشخاص ذلیل اور رسوا ہوں گے۔ اور اُس میں جو اُسنے دُعا کی۔ اور جو اُسکا جواب بذریعہ الہام کے معلوم ہوا اردو و عربی میں تحریر کئے ہیں۔ اس اشتہار کے جاری ہونے پر مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ کو سخت اشتعال اور خوف پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہہ اشتہار اپنی سابقہ عادت کے بموجب اسکی نقصان رسانی کا انتظام میعاد مقررہ کے اندر کر کے جاری کیا ہے۔ اور اسغرض سے مولوی محمد حسین مذکور نے ایک چھُری تیز دھاردار ساخت پھیرہ ضلع شاہپور خریدی ہے۔ اور ہر وقت اپنے پاس بغرض حفاظت خود رکھتا ہے۔ اور عام طور پر چھُری مذکور لوگوں کو دکھلاتا رہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے لیکھرام کی طرح میری ہلاکت کا انتظام کر کے اشتہار جاری کیا ہے۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس پیشگوئی کی صداقت کے واسطے وہ مجھے قتل کرائیگا۔ اسلئے واسطے اپنی حفاظت اور بمقابلہ دشمن کے چھُری ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ اور یہ دونوں فریق میرے علاقہ میں آباد ہیں۔ اور اُن کے مریدوں معتقدوں کی ایک بڑی بھاری جماعت ہے۔ جسمیں ہر طرح کے لوگ تیز مزاج وغیرہ شامل ہیں۔ اب صورت اس معاملہ کی بدانست کمترین یہانتک پہنچ گئی ہے کہ زیادہ تحمل مقتضی نہیں ہے۔ ضرور سخت اندیشہ نقض امن کا فریقین کیطرف سے ہے۔ اور اشتہارات علاوہ دلشکن و رنجدہ اشتعال آمیز کلمات فریقین کیطرف سے روزمرہ سے اور دیکھے جاتے ہیں۔ اور ان کا چرچا عوام میں ہو کر ایک دوسرے فریق کی جماعت کی دلشکنی و اشتعال طبع کا باعث ہوتے ہیں حضور کو یاد ہوگا کہ جب مرزا غلام احمد مقدمہ متعلقہ اقدام قتل پادری ہنری کلارک صاحب بہادر امرتسر سے بری ہوا تھا تو جناب مسٹر ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے زبانی اُسکو فہمایش فرمائی تھی کہ برائے آیندہ ایسے اشتہار یا پیشگوئی جس سے نقض امن کا اندیشہ ہو نہ دیا کرے۔ کچھ عرصہ تک مرزا غلام احمد نے اسپر عمل کیا۔ اور خاموشی رکھی۔ اب پھر اسی طرح اشتہار بازی شروع کر دی ہے۔ جو موجب نقض امن کا ہے۔ لہٰذا رپورٹ ہٰذا بغرض اطلاع ارسال حضور ہے۔ اشتہارات و اخبارات لف ہیں۔ جہاں اسکا ذکر درج ہے۔ اسپر نشان سُرخی سے دیا گیا ہے۔ اگر پسند رائے حضور ہو تو معرفت انسپکٹر صاحب اس امر کی خفیہ دریافت فرما کر فریقین کی ضمانت و مچلکہ حفظ امن کا انتظام فرمایا جاوے۔

تحریر یکم دسمبر ۱۸۹۸ء عرضی کمترین محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ

از پولیس گورداسپور اصل درخواست ہٰذا اخبارات و اشتہارات سے علیحدہ ہو کر بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بھیجی جاوے اور گذارش کیا جاوے کہ سال گذشتہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے برخلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری دائر کیا گیا تھا۔ مگر کسی وجہ سے وہ رہا ہوا۔ اور کپتان ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے جنکی عدالت میں یہہ مقدمہ سماعت ہوا تھا۔ حکم دیا تھا کہ آیندہ کے لئے مرزا غلام احمد ایسی پیشگوئی نکرے۔ مگر اب پھر مسٹر اس حکم کے برخلاف کرنا شروع کیا ہے جس سے اندیشہ نقض امن کا ہے۔ ہماری دانست میں مرزا غلام احمد نے کپتان ڈگلس صاحب بہادر کے حکم اور وعدہ کے خلاف کیا ہے۔ اور ضرور نقض امن کو روکنے کے لئے فریقین کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ فریقین کی حفظ امن میں ضمانت لینی چاہیئے۔ کاغذات ہٰذا بصیغہ خفیہ مرسل ہوویں بتحریر $\frac{۳}{۱۲}$ ۹۸ دستخط بحروف انگریزی

نقل درخواست

دربارہ حصول لائیسنس مولوی ابوسعید محمد حسین مشمولہ مسل

اجلاسی

مسٹر جی۔ ایم۔ ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور

سرکار دولتمدار بنام مرزا غلام احمد قادیانی و مولوی ابوسعید محمد حسین ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور۔

جرم زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

جناب عالی!

مرزا غلام احمد ساکن موضع قادیان نے برخلاف مظہر سایل بدیںمضمون اشتہار دیا ہے کہ مولوی ابوسعید محمد حسین کو ۱۳ ماہ کے اندر ذلت کی مار اور رسوائی ہوگی جس سے مجھکو اندیشہ ہے کہ وہ اپنی پیشینگوئی کو سچا کرنے کے لئے میری جان کو نقصان پہنچانے کی کوئی ناجایز تدبیر کریگا۔ لہٰذا درخواست ہے کہ مظہر سایل کو ایک پستول اور ایک بندوق کا حفاظت جان کے لئے کل احاطہ پنجاب کے واسطے لائیسنس دیا جاوے۔ کیونکہ مظہر کل پنجاب میں واسطے وعظ وغیرہ ضرورتوں کے دورہ کیا کرتا ہے۔ سوائے اسکے اندیشہ ہے کہ اُسکی جماعت میں سے کوئی دشمن نقصان پہنچاوے۔ عرضی فدوی مولوی ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ۔ ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور

۵ دسمبر ۱۸۹۸ء۔ دستخط ابوسعید محمد حسین

ازپیشگاہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پیش ہو کر حکم ہوا کہ مرزا غلام احمد و مولوی محمد حسین برائے ۱۵ ماہ حال صدر میں طلب ہوویں۔ اہلمد کاغذات کو بطور خفیہ احتیاط سے رکھے $\frac{۵}{۱۲}$ ۹۸

نقل حکم

درمیانی معہ رپورٹ اہلمد اجلاسی مسٹر ایف ٹی ڈکسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر مجسٹریٹ ضلع گورداسپور۔ آج پیش ہو کر حکم ہوا کہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء کو مقدمہ ہٰذا پیش ہووے۔ فریقین کو فہمایش کی گئی $\frac{۱۵}{۱۲}$ ۹۸ - دستخط حاکم

جناب عالی کاغذات برائے ۵ جنوری ۱۸۹۹ء پیش کرتا ہوں۔ دستخط اہلمد۔ ۲۹ دسمبر ۹۸ء

نقل حکم درمیانی

(واقعہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء)

اجلاسی مسٹر جی۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

فریقین مرزا غلام احمد قادیانی اور ابوسعید محمد حسین تعمیل اس نوٹس کے حاضر ہوئے ہیں کہ جو ہمارے جانشین نے بنام پولیس اس غرض سے جاری کیا تھا کہ انکو ۵ دسمبر کے لئے پیش کیا جاوے مقدمہ ۵ جنوری تک ملتوی کیا گیا بمجرد فریقین کے ایک فریق کے وکیل مسٹر اوڈل نے بذریعہ تار ہم سے درخواست کی ہے کہ مقدمہ ۱۲ تاریخ تک ملتوی کیا جاوے انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ دوسرے فریق کا وکیل بھی رضامند ہے ہم نے مقدمہ کا التواء ۱۱ جنوری تک کیا ہے کیونکہ ۱۲ کو ہم دورہ میں جاوینگے۔ ایک نقل مندرجہ ذیل حکم کی زیر دفعہ ۱۱۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری فریقین پر تعمیل کیا جاوے کہ مرزا غلام احمد ساکنہ قادیان اور ابوسعید محمد حسین کچھ عرصہ سے آپس میں سخت مذہبی مباحثہ کر رہے ہیں جسکا نتیجہ یہہ ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ سے مباہلہ کی درخواست کیجاوے۔ کہ اُس شخص پر ذلت پڑے کہ جو غلطی پر ہو۔ ہر دو فریق کی تحریرات اُس حد سے باہر چلی گئی ہیں کہ جسکو مباحثہ واجب کہا جاوے۔ ابوسعید محمد حسین کے فریق کے ایک ممبر سید ابوالحسن تبتی نے ایک اشتہار درباره مرزا غلام احمد ساکنہ قادیان کے جاری کیا گیا ہے کہ جو نہایت فحش ہے۔ اور ایک اشتہار مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں مرزا نے خداوند کریم کے پاس صرف یہی درخواست نہیں کی کہ اُس شخص کو جو غلطی پر ہو ذلیل کیا جاوے بلکہ اُسکے مخالفان پر بھی۔ جو افواہیں لاہور میں قتل پنڈت لیکھرام کی نسبت مشہور ہوئی ہیں۔ عام طور پر روشن ہیں۔ خواہ وہ راست ہیں یا دروغ۔ لیکن اُن سے مرزا غلام احمد ساکنہ قادیان کو ہدایت ہونی چاہیئے تھی۔ کہ وہ اس قسم کے مباحثے سے پرہیز کرے جسمیں موت کی یا (جیسا کہ مقدمہ حال میں) ذلت کی پیشگوئی اُسکے مخالفوں کی نسبت شامل ہو۔ ہماری رائے میں یہہ مناسب ہے کہ نقض امن کے روکنے کے لئے ہر دو اشخاص مندرجہ صدر سے اُن کے اپنے مچلکے ایک ایک ہزار روپے کی برائے ایک سال واسطے رکھنے حفظ امن کے لئے جاویں۔ لہذا حکم ہوا کہ نامبردگان ۱۱ جنوری ۱۸۹۹ء کو حاضر آویں۔ اور وجہ ظاہر کریں کہ کیوں ایسا حکم صادر نکیا جاوے۔ نقل اس حکم کی نوٹس کے ہمراہ برائے تعمیل بھیجی جاوے تجویز ۲۹ دسمبر ۹۸ء۔ دستخط حاکم

نقل حکم درمیانی بمقدمہ فوجداری

باجلاس مسٹر جی۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور

واقعہ ۱۱ جنوری ۱۸۹۹ء بمقام گورداسپور

مولوی ابوسعید محمد حسین ساکن بٹالہ و مرزا غلام احمد ساکن قادیان ملزم حاضر ہیں۔ مسٹر ڈبلیو براؤن۔ شیخ فضل الدین۔ شیخ علی احمد و خواجہ کمال الدین وکلا منجانب مرزا غلام احمد حاضر ہیں۔ مسٹر اوڈل بیرسٹر و شیخ نبی بخش وکیل منجانب ابوسعید محمد حسین حاضر ہیں۔ مسٹر براؤن تسلیم کرتے ہیں کہ مندرجہ ذیل مشتہریات اُن کے موکل نے جاری کیں (الف) اشتہار مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء (A)۔ (ب) اشتہار مورخہ ۳۰ جنوری ۱۸۹۹ء (C)۔ (ج) اشتہار مورخہ ۲۰ جنوری ۱۸۹۹ء (G)۔ (د) رسالہ کشف الغطاء (E)۔ (ھ) اشتہار مورخہ ۹ جنوری ۱۸۹۹ء (H)

نقل بیان مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ

بمقدمہ فوجداری اجلاسی مسٹر جی۔ ایم ڈوئی صاحب مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

بیان مولوی محمد حسین ابوسعید ساکن بٹالہ۔ ایک فتویٰ تکفیر کا نسبت مرزا غلام احمد ۱۸۹۰ء میں میرے اخبار میں چھپا کہ مرزا غلام احمد کافر ہے۔ اس فتوے کے لکھنے والے مولوی نذیر حسین تھے۔ اور اس فتوے پر اور مولویوں کی مُہریں ہیں۔ میری مُہر نہیں ہے۔ میں سائل تھا جواب اُنہوں نے دیا۔ تب سے ہمارا مذہبی بحث اسکے ساتھ ہوتا رہا۔ میں محمد بخش جعفر زٹلی ساکن لاہور کو جانتا ہوں اُس کے ساتھ میری کوئی خاص دوستی نہیں۔ لیکن خط و کتابت دنیوی کام میں کبھی کبھی میری اُس کی ہوتی ہے میں لاہور میں جاتا رہتا ہوں۔ کبھی کسی دوست کے گھر کبھی کسی دوست کے گھر رہتا ہوں اُسکے گھر میں میں کبھی نہیں رہا۔ میرا paper اشاعۃ السنۃ وہاں چھپتا ہے۔ فقرے جو آپ مجھکو پڑھکر سنائے گئے یہہ میرے اخبار کا خلاصہ ہے جو نمبر ۵۔ جلد ۱۸۔ اشاعۃ السنۃ (F) میں ہے اور جو اشتہار محمد بخش نے لاہور میں جاری کیا اُسکے متعلق ہے۔ اصلی اشتہار میری خبر کے کاغذ میں نہیں چھپایا مجھسے کوئی مشورہ لیا گیا۔ اور نہ مجھسے پوچھا گیا۔ پرچہ اشاعۃ السنۃ (G) نمبر ۳۔ جلد ۱۸ میں سے جو فقرات متعلق تیسری حرکت پڑھکر سنائے گئے ہیں۔ وہ میری خبر کے کاغذ میں درج ہیں۔ پرچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد ۱۸ میں سے فقرات مجھکو پڑھکر سنائے گئے یہہ بھی میرے اخبار میں سے ہیں۔ پرچہ (H) اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۱۹ میں سے چند سطور مجھکو سنائی گئیں یہہ میں نے اپنے اخبار میں چھپوائی ہیں۔ پرچہ [illegible] نمبر ۲ جلد ۱۸ اشاعۃ السنۃ میں سے جو سطریں مجھکو سنائی گئیں یہہ میری خبر کے کاغذ میں چھپی ہیں میری خبر کے کاغذ میں وہ دجال اور کافر بیت وغیرہ لکھا گیا ہے جیسے وہ مجھے کہتا ہے۔ میں نے مولوی ابوالحسن تبتی کو دیکھا ہے وہ کبھی [illegible] رہتا ہے۔ کبھی لاہور۔ کبھی دلی۔ آخیر مرتبہ میں [illegible] میں گیا تھا۔ یا قریب اسکے۔ اور چند روز وہاں رہا۔ اُس وقت میں نے اُس مولوی کو دیکھا تھا۔ اشتہار مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۸ء کی نسبت میرا کوئی مشورہ اُسکے ساتھ نہیں ہوا کہ جسمیں لکھا ہے کہ مونہہ کالا کیا جاوے اور گدھے پر پھرایا جاوے وغیرہ۔ میں جانتا ہوں کہ اس اشتہار کی نسبت کوئی ذکر اشاعۃ السنۃ میں نہیں ہوا میرے پاس اس اشتہار کی نقل ڈاک میں آئی تھی۔ اور دستی بھی ملی۔ جب پہلے ڈاک میں میرے پاس نقل پہنچی میں نے کوئی جواب سید ابوالحسن تبتی کو نہیں لکھا۔ اس اشتہار کی نسبت میں نے اخیر مرتبہ ۲۴ اکتوبر کو [illegible] میں اسکو دیکھا تھا۔ اسوقت تک اُسنے مجھسے کوئی ذکر اس اشتہار کی نسبت نہیں کیا کہ میں کوئی ایسا اشتہار چھاپوں گا۔ ۱۸۹۷ء سے ایک چھری اپنی حفاظت کے واسطے اپنے پاس رکھتا ہوں۔ مجھکو یہہ خوف ہے کہ مرزا غلام احمد اشتعال دیگا۔ میری نسبت بھی اُسی طرح سے جس طرح کہ دیگر لوگوں کی نسبت اُسنے پیشگوئیاں کیں۔ میں نے اس خوف سے ایک بندوق اور ایک پستول کے لئے لائسنس کی درخواست ۵ دسمبر ۱۸۹۰ء کو دی تھی۔ جو شامل مسل ہے۔ اور میں نے وہ درخواست دیکھلی ہے عبداللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام کی نسبت جو کچھہ واقعہ ہوا اُسکی وجہ سے مجھکو خوف ہے اور نسبت اشتہار (A) مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے بھی مجھکو خوف ہے۔ دستخط ابوسعید محمد حسین

دستخط حاکم۔

بیان ہماری مواجہہ میں تحریر ہو کر سنایا گیا۔ سنکر درست تسلیم کیا۔ دستخط حاکم۔

نقل بیان مرزا غلام احمد ساکن قادیان

عبدالکریم سیالکوٹی میرا ایک مرید ہے۔ [illegible] مضمون چہاپا۔ اسمیں جو چند فقرات مجہکو پڑہکر سنائے گئے۔ وہ اس میری پیشینگوئی کی نقل ہے جو عبداللہ آتہم کی نسبت تہی۔ اس کا سبب یہہ تہا کہ عبداللہ آتہم نے مجہہ سے تحریری درخواست کی تہی۔ اُن کی رضامندی اور تحریری درخواست پر میں نے یہہ پیشینگوئی کی تہی کیونکہ اُنہوں نے اصرار کیا تہا۔ عبداللہ آتہم کی درخواست جو میرے نام تہی وہ مقدمہ ڈاکٹر کلارک شامل ہے۔ دیکہی جاوے۔ جو پیشینگوئی [illegible] لیکہرام کی نسبت تہی۔ اور [illegible] لیکہرام کی رضامندی سے اور اُس کی تحریری درخواست [illegible] تہی۔ اس خاص پیشینگوئی کی خاطر وہ پشاور سے [illegible] بدزبانی کرتا رہا۔ اور تمام [illegible] اور پنڈت لیکہرام پانچ برس کے [illegible] کی تلاشی ہوئی۔ اور [illegible] مرنے کے بعد میں نے ایک اشتہار جاری کیا جو مجہکو اب پڑہکر سنایا گیا۔ جب مقدمہ ڈاکٹر کلارک صاحب کا ہوا۔ اُس میں کپتان ڈگلس صاحب نے مجہے یہہ ہدایت دی تہی۔ اور میں نے ایک نوٹس پر دستخط کئے تہے [illegible] لیکہرام نے ایک اشتہار اپنی طرف سے میری نسبت دیا تہا۔ کہ تم تین برس میں ہیضہ کی بیماری سے مرجاؤگے اور اس پیشینگوئی کو مَیں نے پہلے آپ شایع کیا تہا۔

دستخط مرزا غلام احمد بقلم خود

الحکم قادیان میں جاری ہوتا ہے۔ جو اس کا ایڈیٹر ہے۔ وہ میرے مریدوں میں سے ہے۔ اسمیں سے جو فقرہ حرف (O) پڑہکر مجہکو سنایا گیا۔ وہ میرے مشورے سے جاری نہیں ہوا۔ مجہکو فرصت نہیں کہ میں ایسے معاملات دیکہہ سکوں۔ میرے حالات کے لئے میری تعلیمیں دیکہی جاویں جو میری کتابوں میں ہیں۔ دستخط مرزا غلام احمد بقلم خود

دستخط حاکم

بیان ہمارے مواجہہ و سماعت میں تحریر ہو کر سنایا گیا۔ سنکر درست تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

بیان محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ نمبر ۵۶۴ گواہ استغاثہ باقرار صالحہ

میں بٹالہ میں ۱۸۹۳ء سے ڈپٹی انسپکٹر ہوں۔ یہہ بحث مذہبی ان پانچ سالوں میں برابر جاری رہا ہے۔ مولوی محمد حسین نے مجہکو چہری دکہلائی تہی۔ یہہ کہا تہا کہ آپنے سنا ہے کہ مرزا غلام احمد نے جو تیرہ مہینے کی میعاد کا اشتہار جاری کیا ہے۔ میں اس کو اپنی حفاظت کے واسطے پاس رکہنا چاہتا ہوں۔ بوجہ اسکے خوف کے کیا اسکے واسطے کچہہ لائیسنس کی ضرورت ہوگی؟ میں نے اُسکو کہا کہ میرے خیال میں یہہ معمولی چہری ہے۔ اور اسکے واسطے لائیسنس کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اُسوقت مولوی محمد حسین نے یہہ بہی ذکر کیا تہا کہ میں پستول اور بندوق کے لئے درخواست لائیسنس کی کرونگا۔ الحکم قادیان میں چہپتا ہے۔ اور شیخ یعقوب علی اسکا ایڈیٹر ہے۔ مرزا غلام احمد کے اہتمام میں چہپتا ہے۔ میرے خیال میں جو کچہہ اس میں چہپتا ہے وہ مرزا کے مشورہ اور ملاحظہ سے۔ اور اُن کی نگرانی میں چہاپا جاتا ہے۔ یعقوب علی اُسکے مکان میں رہتا ہے۔ اُسی سے کہانا کہاتا ہے۔ ان دونوں فریقوں کا جوش بڑا اشتعال انگیز ہے۔ اور دشمنی سالہا سال سے چلی آتی ہے۔ جب پنڈت لیکہرام مارا گیا اُسوقت بٹالہ میں مذہبی جوش بہت تہا۔ مولوی محمد حسین جو اندیشہ بتاتا تہا۔ میرے خیال میں وہ واقعی اندیشہ ہے۔ مجہکو اسواسطے خیال ہے کہ عام افواہ ہے کہ جو پیشین گوئیاں کی گئیں اُن کے پورا کرنے کے لئے کوششیں کی گئی ہیں میرے نزدیک واقعی اندیشہ ہے (جرح مسٹر اورٹل پر کہا) محمد حسین کی نسبت میرے پاس کوئی رپورٹ نہیں ہوئی۔ کہ اس سے اندیشہ ہے۔ وہ کبہی کسی مقدمہ میں یا لڑائی میں شامل نہیں ہوا۔ یہہ دونوں اپنی اپنی جگہہ پیشوائے اسلام سمجہتے ہیں (جرح مولوی فضل الدین وکیل پر کہا) مرزا غلام احمد کی نسبت کسی آدمی کی طرف سے کوئی خاص رپورٹ تہانہ میں نہیں ہوئی کہ اسکی طرف سے خطرہ ہے۔ چند سالوں سے مرزا صاحب ہمیشہ قادیان میں رہتے ہیں۔ مرزا صاحب کا اپنا چہاپہ خانہ قادیان میں ہے سوائے اس الحکم کے چہاپے خانے کے۔ میرے سامنے مرزا صاحب نے کبہی مشورہ یا صلاح کسی امر کے چہاپے جانے کی نسبت یعقوب علی کو نہیں دی۔ میری آمدورفت قادیان میں اکثر زیادہ رہتی ہے ہفتے یا دوسرے ہفتہ جایا کرتا ہوں۔ جو اخبار یا رسالہ کبہی کبہی منگاتا تہا تو مجہکو یہہ خبر ملتی تہی کہ مرزا صاحب کو حکم ایڈیٹر دیتا ہے۔ میں نے الحکم میں ایڈیٹر کا یہہ اعلان نہیں دیکہا کہ مرزا صاحب کا اس رسالہ سے کچہہ تعلق نہیں ہے۔ ایک شکایت نسبت ایک کانسٹیبل حاکم علی کے الحکم میں چہپی تہی۔ اُسنے رپورٹ دی تہی کہ مرزا غلام احمد اور مرزا نظام الدین کے درمیان بابت تنازعہ ایک دیوار کے سخت اندیشہ فساد کا ہے۔ مولوی محمد حسین نے بعد اشتہار تیرہ ماہ کے مجہکو چہری دکہلائی تہی۔ مجہکو مقامی حالات کی وجہ سے یہہ خیال ہے کہ جب کبہی مرزا صاحب پیشینگوئی کرتے ہیں۔ تو اُس کی صداقت کیلئے کوشش کرتے ہیں۔ محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بقلم خود

دستخط حاکم

بیان گواہ ہمارے مواجہہ اور سماعت میں تحریر ہو کر سنایا گیا سنکر درست تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

بیان سید شبیر حسین انسپکٹر پولیس باقرار صالحہ

میں ضلع ہذا میں انسپکٹر پولیس ہوں۔ میں لاہور شہر میں انسپکٹر پولیس تہا۔ قبل اسکے کہ ضلع ہذا میں آیا۔ پنڈت لیکہرام کے قتل کے وقت وہاں تہا۔ یہہ عام قومی شبہہ تہا کہ مرزا غلام احمد کا تعلق اس قتل میں تہا۔ جو فقرات اسوقت پڑہکر ہردو فریق کو سنائے گئے ہیں اُن کے شایع ہونے کی وجہ سے کوئی شبہہ نہیں ہے۔ کہ نقض امن کا اندیشہ ہے نہ مرزا اور نہ مولوی محمد حسین خود کوئی ایسا فعل کریں گے۔ مگر وہ اپنے مریدوں کو اشتعال دینگے۔ (جرح مسٹر اورٹل بیرسٹر پر کہا) محمد حسین کی نسبت کبہی شبہہ نہیں ہوا کہ اُسنے یا اُسکے پیروی کنندوں نے اشتعال قتل دیا ہے۔ مجہکو اس ضلع میں آئے ہوئے تین مہینے ہوئے ہیں۔ مجہکو محمد حسین کی نسبت سب حال معلوم نہیں ہے۔ مگر اسقدر معلوم ہے کہ اُسکے دوست اور مرید ہیں۔ جو جو کچہہ وہ کہے کرینگے۔ میں یہہ نہیں کہتا کہ اسکے مرید ہیں مرزا کے بہی مرید ہیں۔ (جرح مسٹر براؤن پر کہا) لاہور میں یہہ افواہ تہی کہ پیشینگوئی کو پورا کرنے کے لئے مرزا نے ایسا قتل کیا ہے۔ مجہکو کسی خاص کتاب کی بابت معلوم نہیں۔ لیکن اسقدر معلوم ہے کہ پنڈت لیکہرام اپنے مخالفوں کی نسبت کتابیں شایع کرتا تہا میں ذاتی طور پر

محمد بخش جعفر زٹلی کا دستخط نہیں ہوں۔ لیکن اتنا سنا ہے کردہ نامزد شدہ ہے۔ مولوی محمد حسین کا دوست ہے اُس کے اَمر کے تعلق شمس الدین اور تاج الدین کے گھروں کی تلاشیاں ہوئیں۔ اور سیکرٹری انجمن کے مکان کی بھی تلاشی ہوئی تھی۔ وہ انجمن مرزا کے مخالف تھی

دستخط انسپکٹر پولیس

دستخط حاکم

بیان گواہ ہمارے مواجہہ اور سماعت میں تحریر ہو کر سنایا گیا۔ سنکر درست تسلیم کیا۔ دستخط حاکم۔

نقل حکم درمیانی مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۸۹۹ء

مقدمہ فوجداری

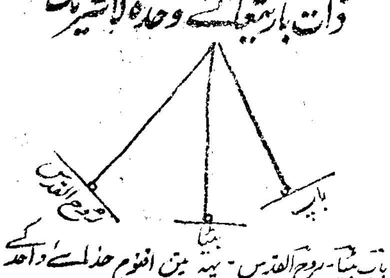
با جلاسی مسٹر جی۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

ضلع گورداسپور

وکلائے ہر دو فریق چاہتے ہیں کہ مقدمہ کا التوا کیا جاوے اسلئے ۲۷ر جنوری ۱۸۹۹ء کو بمقام ڈلہوزی والا اب یہہ مقدمہ پیش ہووے۔ وکلا کو آج کی کارروائی کی نقل دیجاوے اور نیز فقرہ ہائے کی نقل بھی دیجاوے کہ جو عدالت میں پڑھی گئیں۔ اور اگر ممکن ہووے تو وکلا اُن کا ترجمہ داخل کریں۔ چنانچہ وہ اسبات پر رضامند ہیں۔ تحریر ۱۱/۱/۹۹ - دستخط حاکم۔

ابطال الوہیت مسیح ابن مریم

ذات باری تعالےٰ وحدہٗ لاشریک



باپ بیٹا۔ روح القدس۔ یہہ تین اقنوم خدائے واحد کے تین صفات یعنی ذاتی طاقتیں عیسائی مانتے ہیں۔ اور یہہ بھی کہتے ہیں کہ صفات ذات کا عین ہوتی ہیں اسلئے تینوں اقنوم ازلی و ابدی ہیں۔ اور تینوں پر خدائی کا اطلاق جائز ہے۔ اور ان تین صفات کے کام بھی جدا جدا ہیں۔ باپ کا کام خلقت کا پیدا کرنا اور فنا کرنا۔ بیٹے کا کام گنہگاروں کی نجات کا انتظام کرنا۔ روح القدس کا کام بندگان خدا کو ہدایت پر قایم رکھنا۔ یہہ تینوں اقنوم گویئے صفات خداوندی کا بیان ہے جو اوپر ہو چکا۔

اب حضرات عیسائی صاحبان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو شکم مریم صدیقہ سے پیدا ہوئے تہے جنکی پیدایش آج ۲۴ر اکتوبر کو ۱۸۹۸ سال ہوتے ہیں بشری میں مبتلا تسلیم کرتے ہیں۔ اور آب۔ خاک۔ آتش۔ باد۔ سے مرکب مانتے ہیں۔ اور روح ناطق بھی تمام ذیحیات کی طرح اُن کے خاکی وجود میں قبول کرتے ہیں۔ اب اس حادث وجود کا متحد ہونا وجود باری تعالیٰ سے کیونکر عیسائی صاحبان مانتے ہیں؟ - آیا یہہ وجود عنصری محدود و محسوس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسکا حادث ہونا خود عیسائیوں نے تسلیم کرلیا ہے ذات باری تعالےٰ کے وجود قدیم میں فنا ہو گیا تہا بایں وجہہ اُن پر خدائی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ یا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وجود عنصری محدود و محسوس خدا کا نزول و حلول کو مان کر قدیم و حادث کو ایک مانا جاتا ہے۔ اور یہہ بھی فرمائیں کہ ذات باریتعالےٰ کا حلول و نزول عیسائی تسلیم کریں تو چاہیئے کہ مسیح ابن مریم پر باپ اور بیٹے اور روح القدس کا اطلاق جایز تصور کریں۔ اور جس طرح بیٹے کو مریم کا صاحبزادہ خیال کرتے ہیں اسیطرح باپ اور روح القدس کو بھی مریم کے بیٹے ٹھہرائیں شق ثانی۔ اگر ارشاد ہو کہ صرف بیٹے کا اقنوم مسیح کے وجود عنصری میں حلول و نزول ہوا تہا۔ اسلئے مسیح پر بیٹے کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ تو اس کے جواب میں گذارش ہے کہ اقنوم بمعنے صفت خود عیسائیوں کا تسلیم شدہ امر ہے۔ اور یہہ بات مسلم الطرفین ہے کہ صفت اپنے موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی۔ اور نہ خدا کی ذات پاک میں قطع و برید کسی اہل کتاب کا مذہب ہے۔ پہر ایک اقنوم بیٹے کا خدا کی ذات سے علیحدہ ہو کر کہیں حلول و نزول ہونے پہرنا کیا معنے رکھتا ہے؟ ان صورتوں کے علاوہ اگر کوئی صورت عیسائیوں کو معلوم ہے جس سے حادث اور قدیم کی یکتائی ہو سکتی ہے تو براہ مہربانی بیان فرمائیں۔ مگر ثبوت اس مسئلہ خلاف عقل کا توریت اور صحف انبیاء علیہ السلام سے عنایت فرمائیں۔ کیونکہ مسئلہ خداشناسی کا انبیاء کرام پر از جناب باری تعالےٰ منکشف ہوتا ہے۔ اور یہ نہیں ہو سکتا اور انصاف بھی یہی ہے کہ مسئلہ خداشناسی کے بارے میں انبیائے پاک کی جماعت کا اتباع چہوڑ کر کسی ناصیگیر یا جہوٹی قسمیں کہانے والوں کا اعتبار کرنا سراسر عقل سے ہاتہہ دہونا ہے۔

راقم محمد زین الدین واعظ دعوت اسلام لودیانہ

دارالامان قادیان

۱۔ کچہہ روز دن مطلع ابر آلود رہا۔ موسم میں تبدیلی کا رنگ کسیقدر ہو چلا ہے۔

۲۔ ہفتہ کی شام کو ہلال شوال المکرم نظر آیا۔ اور اتوار کو صبح ۹½ بجے کے قریب نماز عید ادا کی گئی۔ بیرونجات سے بھی کچہہ احباب آگئے تہے۔ کوئی آٹھہ نو سو کے قریب آدمی شامل نماز ہوئے۔ جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب نے خطبہ پڑھا۔ اور نماز پڑھائی۔ مولوی صاحب کا طرز بیان وسیع و لطیف تہا۔ اسپر ایک سچا جوش اور حقیقی درد۔ یہی باتیں تہیں۔ جنہوں نے خطبہ کو بہت ہی موثر بنا دیا۔ کوئی سوا گہنٹہ کے قریب آپنے وعظ فرمایا۔ اور خیر و خوبی سے عید گذر گئی۔

۳۔ ۱۳ر فروری کو علے الصباح مقدمہ کی پیروی کیلئے حضرت اقدس بمعہ احباب دارالامان سے بٹالہ کو روانہ ہوئے۔ جہاں سے بسواری ریل پٹہان کوٹ کو تشریف لیگئے۔ مقدمہ کی تاریخ کے کل حالات اس ہفتہ ہم عدم گنجایش کے باعث درج اخبار نہیں کرسکے۔ انشاء اللہ آیندہ ہفتہ میں مقدمہ کی تاریخ کارروائی ہدیہ ناظرین کی جاویگی۔

۴۔ ۲۸ر جنوری ۱۸۹۹ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام میں تقسیم انعام کا جلسہ ہوا۔ جس کی مفصل روئیداد دوسرے وقت پر ہم شایع کرینگے۔

۵۔ ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ جناب مرزا فضل بیگ صاحب قانونی قصور اپنے صاحبزادوں کو مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخل کرانے کے لئے لائے ہیں۔

ضمیمہ اخبار الحکم قادیان ۳ مارچ ۱۸۹۹ عیسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی

اپنے مریدوں کی اطلاع کے لئے

جو پنجاب اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں رہتے ہیں اور نیز دوسروں کے لئے اعلان

جوکہ ایک مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری مجھ پر اور مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ پر عدالت جے ایم ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپورہ میں دائر تھا بتاریخ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء بروز جمعہ اس طرح پر اس کا فیصلہ ہوا کہ فریقین سے اس مضمون کے نوٹسوں پر دستخط کرائے گئے کہ آئندہ کوئی فریق اپنے کسی مخالف کی نسبت موت وغیرہ دل آزار مضمون کی پیشگوئی نہ کرے کوئی کسی کو کافر اور دجّال اور مفتری اور کذاب نہ کہے۔ کوئی کسی کو مباہلہ کے لئے نہ بلاوے اور قادیان کو چھوٹے کاف سے نہ لکھا جائے اور نہ بٹالہ کو طا کے ساتھ اور ایکدوسرے کے مقابل پر نرم الفاظ استعمال کریں۔ بدگوئی اور گالیوں سے مجتنب رہیں۔ اور ہر ایک فریق حتی الامکان اپنے دوستوں اور مریدوں کو بھی اس ہدایت کا پابند کرے اور یہ طریق نہ صرف باہم مسلمانوں میں بلکہ عیسائیوں سے بھی یہی چاہیئے" لہٰذا میں نہایت تاکید سے اپنے ہر ایک مرید کو مطلع کرتا ہوں کہ وہ ہدایت مذکورہ بالا کے پابند رہیں اور نہ مولوی محمد حسین اور نہ اس کے گروہ اہل حدیث اور نہ کسی اور سے اس ہدایت کے مخالف معاملہ کریں۔ بہتر تو یہی ہے کہ ان لوگوں سے بکلی قطع کلام اور ترک ملاقات رکھیں۔ ہاں جس میں رشد اور سعادت دیکھیں اسکو معقول اور نرم الفاظ سے راہ راست سمجھائیں اور جس میں تیزی اور لڑنے کا مادہ دیکھیں اس سے کنارہ کریں۔ کسی کے دل کو ان الفاظ سے دکھ نہ دیں کہ یہ کافر ہے یا دجّال ہے یا کذاب ہے یا مفتری ہے گو وہ مولوی محمد حسین ہو یا اس کے گروہ میں سے یا اس کے دوستوں میں سے کوئی اور ہو۔ ایسا ہی کسی عیسائی اور کسی دوسرے فرقہ کے ساتھ بھی ایسے الفاظ جو فتنہ کو برپا کر سکتے ہیں استعمال میں نہ لاویں اور نرم طریق سے ہر ایک سے برتاؤ کریں۔ اور ہم مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں بھی عرض کرتے ہیں کہ چونکہ اس نوٹس پر اُنکے بھی دستخط کرائے گئے ہیں بلکہ اسی تحریری شرط سے عدالت نے اُن پر مقدمہ چلانے سے انکو معافی دی ہے۔ لہٰذا وہ بھی اسی طور سے اپنے گروہ اہل حدیث امرتسری لاہوری لدہانوی دہلوی اور راولپنڈی کے رہنے والے اور دوسرے اپنے دلی دوستوں کو بذریعہ چھپے ہوئے اعلان کے بلا توقف اس نوٹس سے اطلاع دیں کہ وہ حسب ہدایت صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپورہ اپنے فریق مخالف یعنے میری نسبت کافر اور دجّال اور مفتری اور کذاب کہنے سے اور گندی گالیاں دینے سے روکے گئے ہیں۔ اور اس معاہدہ کی پابندی کے لئے نوٹس پر دستخط کر دیئے گئے ہیں کہ وہ آئندہ نہ مجھے کافر

کہیں گے نہ دجال نہ کذاب نہ مفتری - اور نہ گالیاں دینگے اور نہ قادیان کو چھوٹے کاف سے لکہیں گے اور ایکحد تک اس بات کے ذمہ وار رہیں گے کہ انکے دوستوں اور ملاقاتیوں اور گروہ کے لوگوں میں سے کوئی شخص ایسے الفاظ استعمال نکرے - سو سمجھا دیں کہ اگر وہ لوگ بھی اس نوٹس کی خلاف ورزی کریں گے تو اس عہدشکنی کے جواب دہ ہونگے - غرض جیسا کہ میں نے اس اعلان کے ذریعہ سے اپنی جماعت کے لوگوں کو متنبہ کر دیا ہے مولوی محمد حسین کی دلی صفائی کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ وہ بھی اپنے اہل حدیث اور دوسرے مونہہ زور لوگوں کو جو انکے دوست ہیں بذریعہ اعلان متنبہ کریں کہ اب وہ کافر دجال کذاب کہنے سے باز آجائیں اور دلآزار گالیاں نہ دیں ورنہ سلطنت انگریزی جو امن پسند ہے باز نہ آنے کی حالت میں پورا پورا قانون سے کام لیگی - اور ہم تو ایک عرصہ گذر گیا کہ اپنے طور پر یہ عہد شایع بھی کر چکے کہ آیندہ کسی مخالف کے حق میں موت وغیرہ کی پیشگوئی نہیں کرینگے اور اس مقدمہ میں جو ۲۴ فروری ۱۸۹۹ کو فیصلہ ہوا ہمنے اپنے ڈیفنس میں جو عدالت میں دیا گیا ثابت کر دیا ہے کہ یہ پیشگوئی کسی شخص کی موت وغیرہ کی نسبت نہیں تھی محض ایسے لوگوں کی غلط فہمی تہی جنکو عربی سے ناواقفیت تھی - سو ہمارا خدا تعالے سے وہی عہد ہے جو ہم اس مقدمہ سے مدت پہلے کر چکے - ہم نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۷ میں شیخ محمد حسین اور اسکے گروہ سے یہہ بھی درخواست کی تہی کہ وہ سات سال تک اس طور سے ہم سے صلح کر لیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بد زبانی سے مونہہ بند رکھیں اور انتظار کریں کہ ہمارا انجام کیا ہوتا ہے - لیکن اسوقت کسی نے ہماری یہ درخواست قبول نکی اور نہ چاہا کہ کافر اور دجال کہنے سے باز آجائیں یہانتک کہ عدالت کو اب امن قائم رکھنے کے لئے وہی طریق استعمال کرنا پڑا جسکو ہم صلحکاری کے طور سے چاہتے تھے -

یاد رہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ کے وقت مجھے یہ بھی کہا تہا کہ وہ گندے الفاظ جو محمد حسین اور اس کے دوستوں نے آپکی نسبت شایع کئے - آپکو حق تہا کہ عدالت کے ذریعہ سے اپنا انصاف چاہتے اور چارہ جوئی کراتے اور وہ حق ابتک قائم ہے - اس لئے میں شیخ محمد حسین اور انکے دوستوں جعفر زٹلی وغیرہ کو مطلع کرتا ہوں کہ اب بہتر طریق یہی ہے کہ اپنے مونہہ کو تہام لیں - اگر خدا کے خوف سے نہیں تو اس عدالت کے خوف سے جسنے یہ حکم فرمایا اور یہ فہمایش کی اپنی زبان کو درست کر لیں اور اس بات سے ڈریں کہ میں مظلوم ہونے کی حالت میں بذریعہ عدالت کچھہ چارہ جوئی کروں - زیادہ کیا لکھا جاوے -

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان **۲۶ فروری سنہ ۱۸۹۹**

انوار احمدیہ پریس قادیان

ہم لثانی ہیں آج لعل وگہر + نہ ہو کوئی لاولد مضطر + اعنی ہر حق میں ہر بشر کے پسر + لعل و گوہر قیمت سے بڑھکر

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

عفی عنہ

اظہار بشارت:۔ ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کیا خاک اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جہوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جہوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت:۔ بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ محلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و ہرجانہ لو۔ صحت کے طالبو اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خدا داد کی منادی ہے۔ عام مبارکباد ہے۔

اس خادم الاطبا کو ہمسار طبیہ تجربات اور فقرا و کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر پنج خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرطیہ پیدائش فرزند میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا ہی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بہی اطمینان نہو تو محلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جہوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈہادی۔ اگر علاج میں تنگ ہو تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کسکو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گہر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گہر نہیں سے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی کے ۲؎ ٹکٹ بہیجکر منگوائیے۔ جن بانصیبوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز مکمل ملحقہ ڈبیہ سے درج ہوگا۔ والیان ریاست و امرا جب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں +

[illegible]	نام مرض	[illegible]	[illegible]	نام مرض	[illegible]	[illegible]	نام مرض	[illegible]	[illegible]	نام مرض	[illegible]
۱	جس کے اولاد نہو۔	۵ہ	۱۰	قولنج دردی۔	صہ	۱۹	لقوہ۔	صہ	۲۸	نل اترنا۔	صہ
۲	جنکی اولاد چہوٹی مرجاوے۔	صہ	۱۱	سوزاک۔	صہ	۲۰	بھگندر۔	عہ	۲۹	طول و عرض و عمق و داید۔	صہ
۳	جنکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	صہ	۱۲	سرعت۔	عہ	۲۱	ناسور۔	عہ	۳۰	خضاب سالانہ۔	عہ
۴	جسکا حمل ۷-۸ ماہ کا گرجاوے۔	صہ	۱۳	جریاں۔	صہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عہ
۵	کمزوری۔	۵ہ	۱۴	غلط کاری۔	صہ	۲۳	ادہرنگ۔	۵ہ	۳۲	تسہیل ولادت	عہ
۶	مرگی۔	صہ	۱۵	گنٹھیہ۔	عہ	۲۴	ضیق النفس۔	۵ہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	عہ
۷	تب دق۔	۵ہ	۱۶	سفیدی آنکھ۔	صہ	۲۵	لپہہ۔	صہ	۳۴	بخار تیجہ و چوتہائیہ و روزانہ۔	عہ
۸	ضعف باہ۔	صہ	۱۷	ضعف بصر۔	عہ	۲۶	آتشک۔	صہ	۳۵	ضعف ہضم۔	صہ
۹	ضعف جگر۔	عہ	۱۸	سبل۔	عہ	۲۷	آتشک کل بدن۔	۵ہ	۳۶	سرسام	عہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں + ۴

حق میں ہو فضل ایزد داور + کیمیا ہو اولاد نامور اولاد +

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز محققین - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۸ روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ سے - خالص میرہ فی ماشہ عشہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ عہ - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی میرے کے سرمے کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے -

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ یعنی اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے
راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالکلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکن لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور دیگر اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - میرے ایک دوکاندار مسمی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکرگزاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان بمعہ ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسسٹنٹ سرجن اسسٹنٹ کوٹ گڈھ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -
دستخط سردار صالح محمد خان دُرّانی شہزادہ کابل
خلف الرشید جناب امیر شیر علی محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان
۶ مارچ سنہ ۱۸۹۶

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریباً ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو اہمدکر الاحباب بنک میں ماہ ۱۸۹۶ سے جمع کیا گیا ہے -

---

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

شرکت سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس مسیح موعود مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر آیات پیشگوئی اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس مسیح موعود مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیا جاویں۔ ہر ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحے تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب توجہ کریں تو جلد جلد شایع ہوا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو منظور کریں تو ہر ٹریکٹ [illegible] فیصدی کے حساب سے خریدار ہوں تو ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے [illegible] اور یہ تقسیم کے لئے انتظام کیا جاوے گا کہ ہر ایک ٹریکٹ ایک خاص تعداد میں مجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی شرکت سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس مسیح مرزا صاحب کے اشتہار بھی آ جایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو شرکت سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پس جس قدر درخواستیں جمع ہو جاویں پھر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اصول یہ ہے کہ ہمارا کھرا سودا ایک ہو گا۔ مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندہ۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔ ازار بند ۸/ سے لیکر صہ روپیہ تک۔ پراندے ۴/ سے لیکر صہ روپیہ تک۔ سیج بند سے روپیہ سے لیکر عہ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈھپے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے لوہ وانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آویں۔

غلام محمد والٰہ بخش علاقہ بند
کمیشن ایجنٹ
کٹرہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ **امرتسر - پنجاب**

عجیب غریب دلچسپ کتابیں؟

مکافاتِ عمل شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئلم کے ناول دیجز اوف سن (نتیجہ گناہ) کا ترجمہ

اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاؤ کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند و نصیحت کا خشک دفتر۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام اعلیٰ حقیقتیں اس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہو گی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں سے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا ترجمہ کیا۔ مصنف والاتزاد نے مسیحی دین کا کچھ ایسے عجیب طریقہ پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کر کے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے۔ اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کر کے فضائل اسلام کو آفتاب سے زیادہ منور روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ۔ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی معترض کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں ہے۔ ایک مسلمان۔ ترک حلیم بے اور یورپین لیڈی بلنشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کا حال معلوم ہوتا ہے بالمقابل یورپین ہیسٹنگز اور مس مونا کا عشق۔ تمام اندرونی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آرمینیا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے۔ لائق مترجم نے جا بجا آیات قرآنی کا حوالہ دیکر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنا دیا ہے کہ یقیناً ہر مسلمان اس عجیب و غریب اسلامی ناول کو پڑھ کر خوش ہو گا۔

تذکرہ صابریہ۔ بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ حالات ہیں۔ کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس رسالہ کو عام مسلمانوں میں نہایت قبولیت حاصل کی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے اہل دل جلدی اس کی خریداری کریں۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴/

اسلام۔ امریکہ کے شیخ الاسلام الگزینڈر رسل ویب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلائل ہیں قیمت عہ

کلماتِ طیبات۔ حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب اور مفید ہیں۔ قیمت عہ

فیوض الحرمین۔ اسم بامسمیٰ کتاب ہے۔ قیمت ۱۰/

منبع العرفان۔ واقعی عرفان کا چشمہ ہے۔ قیمت ۱۰/

جنگ اجنادین۔ فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶/

فخر البلاد۔ یعنی تاریخ بغداد اردو۔ قیمت ۔ ۔ ۴/

عبد المومنین۔

اسلام کی دنیوی برکتیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کیلئے واقعی ایک برکت ہے۔ نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدر آباد دکن کی تالیف ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶/

صداقتِ اسلام۔ اسلام پر دو زبردست لکچر۔ ایک لکچر آنریبل سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا۔ دوم لکچر ڈاکٹر لائیٹنر صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا۔ سرسید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴/

مترجم دو د تاج لکھی۔ ایک بمبئی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱/

حملہ آوری۔ ایرانی سرزمین اور اسلامی ناموروں کی شجاعت کی معتبر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴/

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین یہ کتاب فی الحقیقت ایک سعادت ہے۔ اور ایسی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۸/

گلستانِ خواجہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ بایدوشاید حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ سوانح عمری ہے مگر درحقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ۔ متعدد نقشے درگاہ شریف اور اس کے متعلقات کے بھی ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴/

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف۔ نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پُر مضامین اور پُر مغز ہیں کہ سبحان اللہ۔ ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اس کے دلدادہ اور فدائی ہیں۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۴/

دیوانِ راسخ۔ موجودہ زمانہ میں ایشیائی شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چوچلا پیدا کیا ہے اس کا مزہ چکھنا چاہو تو یہ دیوان ملاحظہ کرو۔ جو مولانا مولوی عبد الرحمن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا مجموعہ ہے اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندوستان بھر کے شعراء رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ حضرت داغ بھی مداح ہیں۔ ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ نشتر ہے ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی پیدا کرنا صرف مولانا راسخ ہی کا کام ہے ضخیم دیوان ہے۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

دیوانِ عزیز۔ یہ دیوان بھی منتخب ہے۔ استادانہ کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جس کا لطف کسی چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

مولود شریف لطیف۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھئے اور مصنف کو داد دیجئے ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ و صلِّ علیٰ قیمت ۔ ۔ ۳/

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس

امرتسر کے نام

ہوں۔

جناب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس پنجاب کے توجہ طلب

ہم یہ امر معلوم کرکے بہت خوش ہیں کہ مسٹر ڈرٹن سمتھ صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کو پولیس پنجاب کی اصلاح اور رفع تکالیف کی نسبت بہت کچھ توجہ ہے۔ انہوں نے صاحبان ڈسٹرکٹ سوپرنڈنٹ بہادر پولیس پنجاب سے دریافت کیا ہے کہ سار جنٹان درجہ اول کو جو ترقی ڈپٹی انسپکٹر کی دیجاتی ہے تو اُسکو قواعد پولیس کے مطابق گھوڑا اور وردی بنانے کیواسطے چار سو روپیہ تک خرچ کرنا پڑتا ہے اور اکثروں کو قرضہ لے کر کام چلانا پڑتا ہے ایسے آدمیوں کی امداد کیواسطے ایک فنڈ قایم کیا جاوے۔ یہ تجویز بہت ہی پسندیدہ ہے مگر یہ ترمیم ہونے کے لایق ہے کہ ڈپٹی انسپکٹر کو دو سو روپیہ کا گھوڑا رکھنا جو لازمی بنایا گیا ہے یہ قیمت گھوڑے کی اُسکی ﷲ تنخواہ کے مقابلہ پر بہت زیادہ ہے زیادہ سے زیادہ ایک سو روپیہ کا گھوڑا ڈپٹی انسپکٹر کو رکھنا کافی ہے تحصیلداران و نائبان تحصیلدار جو اُنکے رتبہ اور اُنسے بڑھکر ہیں وہ اس مالیت تک بلکہ اس سے بھی کم قیمت کا گھوڑا لیکر کام چلاتے ہیں۔ پس ایسا ہی انکے واسطے اگر تعداد قیمت گھوڑے کی رکھنا ضروری ہو تو سو روپیہ کافی ہر ورنہ ایک گھوڑا اوسط درجہ کا رکھنا کافی ہے۔

دوسرا۔ پنجاب میں کورٹ انسپکٹروں کے پاس گھوڑے رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے انکو کہیں باہر جانے کا اتفاق نہیں ہوتا ہمیشہ صدر مقام ضلع میں رہتے ہیں۔ صدر کی وجہ سے سب شئے انکو گراں ملتی ہے اسوجہ سے اکثر زیر بار رہنا پڑتا ہے اگر انکو گھوڑے کے رکھنے سے معافی دیجاوے تو کوئی ہرج نہیں ہے

تیسرا۔ پھلور کے قلعہ کے متعلق بھی بعض امور اصلاح طلب ہیں۔ سب سے اول یہ امر کہ جو اُستاد یا سپرنڈنٹ قلعہ تعلیم دیتے ہیں وہی اُنکے جوابات دیکھکر پاس کرتے ہیں۔ ...... یہ دستور بند ہونیکے لایق ہے سوالات اُن افسروں کو دیکھنے چاہیے۔ جنکو قلعہ کے کام سے کچھ واسطہ ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور بعض امور عرض کئے جاوینگے۔ جنسے صاحب بہادر ممدوح کو امداد ملے۔ اور پولیس پنجاب کی اصلاح ہو۔

ابتلائے قرضہ

چند در چند وجوہ کے سبب پچھلے دنوں میں مَیں اپنا کوئی وقت قرضہ کے متعلق دعا کے واسطے خاص نہیں کر سکا جس کا ذکر مینے الحکم کے ایک پرچہ میں کیا تھا۔ مگر اب مینے اپنے احباب کے لئے اور اپنے لئے اور خصوصًا اُن دوستوں کے لئے جن کے خطوط مجھے معرفت ایڈیٹر صاحب ملے ہیں۔ یا جن کے خط نہیں آئے پر میں انکے حالات سے مطلع ہوں باریتعالے کی بارگاہ میں اپنی التجا لیجانے کے واسطے اوقاتِ خاص مقرر کئے ہیں۔ واللہ الموفق والمعین۔ میں اس عرصہ میں بھی تھوڑا بہت اس دعا میں مصروف رہا ہوں۔ اور اپنے بھائیوں کے نام خدائے رحمٰن و رحیم کے حضور میں غائبانہ پہنچاتا رہا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم کے ذکر کئے بغیر بھی مَیں نہیں رہ سکتا کہ بعض دوستوں کی دعا سے مینے ایک بڑے بھاری قرضہ کے بہت سارے حصہ سے یک دفعہ محض فضل الٰہی سے نجات پائی ہے۔ ہزاروں ہزار درود اور سلام اور برکات اُس نبیوں کے سردار پر ہوں جسنے ہر ایک اندھیرے سے ہمیں بچایا اور ہر ایک طرف ہمکو ہدایت کی اور معزم (قرض) اور ماثم (گناہ گاری) کو اکٹھا کرکے دونوں سے پناہ مانگی اور سجدہ میں خاک پر سر رکھ کر کہا کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ اور ہمیں بھی یہی دعا سکھلائی۔ اور پھر ہزاروں ہزار صلوٰۃ و سلام و برکات اُسکے نائب اور ہمارے امام احمدؑ پر ہوں جسکے قدموں کے طفیل ہم سب کے دل ایک ہوگئے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ ہماری دعائیں ضایع نہ جائیں گی۔ اور ہم انکا پھل معجزانہ اثر کے ساتھ کھائیں گے! والسلام

(دُعاگو)

نایاب اور قابل دید تصانیف

یادگارِ سعدی۔ ایشیا کے اس مشہور شاعر۔ مصنف حکیم مؤرخ اور صوفی کے حالات عمر اور اُسوقت کی تعلیمی و قومی حالت کا ذوق شیخ کے ساز مدح کلام کا اردو خلاصہ و انتخاب اخلاقی درستی اور دینی و دنیوی بہبود کا ذریعہ روحانی جذبات اور دانشمندی کا دریا۔ چھوٹوں بڑوں غریب امیر کا رہنما جس ہندوستان کے ایک نامی منظر مبارک گئی ہیں۔ ۴۰۰ صفحہ عہ

شاہنامہ ہند۔ امیر تیمور سے لیکر بہادر ظفر تک کی حالات جو مہاراجہ ایودھیا بن رگھوبر جنگ بہادر نے شاہ ظفر کے حکم سے شاہنامہ فردوسی کی طرز پر فارسی نظم میں طیار کیا اور ایک قدیمی کتب خانہ سے لیکر چھاپا گیا ہے۔ دو جلد عہ

تاریخ دربار لاہور ۹۴ء۔ ۱۸۹۴ء کی وایسرایگل دربار کی مفصل کیفیت وایسرا اور انکی فارن سکرٹری لفٹنٹ گورنر پنجاب و مشہور والیانِ ریاست کی عکسی تصویر (فوٹو ہی صرف لاگت کو ملتی ہیں) معلومات کا گنجینہ ۔ ۸ر

مجموعہ نادرہ۔ وے مرد ہات کے حل اور کشتہ کرنے اور ہر چیز کے صیقال کرنے اور ہر قسم کے داغ وغیرہ مٹانے اور جملہ انسانی ضروریات نادر نسخہ جات اور بیرتاثیر اعمال و تراکیب کا مجموعہ۔ ۸ر

گلشن سخن۔ سودا۔ جلال۔ امیر احسان یاس وغیرہ ایسے مشہور منتخب اُستادوں کی کلام کا انتخاب عاشقِ سخن سمجھو! ایشائی شاعری کا مایہ ناز ۔ ۶ر

کلید دیوناگری۔ ریجیتانہ کی جلد یاسعتدکی مروجہ زبان و تحریر کی کتب تنخواہ اُستاد حصول کا سعد و تعلق تجارت کا عمدہ اور نایاب فیصلہ

اسمعیل شریف۔ حضرت غوث اعظم کی تصنیف اور وظیفہ قبولیت اور خیر و برکت کا گنجینہ یا نامی قرآن شریف کی جملہ دعائیں معہ ترجمہ۔ ۱ر

مرقع اسلام۔ اسلام کی کمالی و زوالی اور موجودہ حالت کا [illegible] ۲ر

مفصل فہرست مرکے ٹکٹ بھیجنے پر ارسال ہوگی۔ [illegible]

المشتہر محمد دین محمد مہتمم صاحب ہند [illegible] لاہور

خطبہ (موعظت)

جو ۳ مارچ ۱۸۹۹ء کو مولنا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑہا۔

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحا قریبا ۰ ومغانم کثیرۃ یاخذونھا وکان اللہ عزیزا حکیما ۰

اللہ تعالی بڑا خوش ہوا اُن مومنوں سے جب اُنہوں نے درخت کے نیچے تجہہ سے بیعت کی۔ خدا تعالی نے اونکی دلوں کے ارادوں کو خوب معلوم کرلیا۔ پہر اُن پر **سکینت** نازل کی اور ایک عنقریب ہونیوالی فتح (فتح خیبر سے مراد ہی ایڈیٹر) کا انعام اُس پر مزید کیا۔ (اسکے علاوہ) اللہ تعالی نے بہت سی غنیمتیں لکہدی ہیں (یا بہت سی غنیمتوںکا تمہارے لئے وعدہ کرلیا ہے) جنکو حاصل کریں گے اللہ تعالی بہت زبردست **عزیز حکیم** خدا ہے۔

انسان کی اصلاح اخلاق اور تہذیب نفس کیلئے اللہ جلشانہ نے عجیب عجیب راہیں اور مختلف طریق وقتاً فوقتاً اختیار کئے ہیں۔ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات شروع سے لیکر آخیر تک خواہ وہ فتح وظفر کے نمونے ہوں خواہ تکالیف ومصائب اور سخت خوفناک لڑائیوں کے ہنگامے غرض ہر رنگ اور ہر پہلو میں وہ انسانی زندگی کے لئے خضر راہ ہیں اور انسان کی اندرونی بیماریوں کے لئے ایسے **مجرب** اور شفابخش نسخے ہیں جو اللہ جلشانہ نے اپنے کامل فضل وکرم سے عطا فرمائے ہیں کہ کوئی اور نسخہ دنیا کے کسی مطب میں بجز ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی کے شفابخش نسخہ کے کبہی نہیں مل سکتا۔ جو انسان کی اندرونی امراض اور روحانی اسقام کا تریاق ہو۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے خاتم النبیین ہونے کا یہی ایک سر ہے جسکو کوتاہ اندیش مخالف ابتک نہیں سمجھ سکے کہ آپ کی ذات ستودہ صفات پر اخلاق کے تمام شعبے ختم ہوچکے نہیں بلکہ کامل ہوچکے اب کوئی ایسی حالت منتظرہ تہذیب اخلاق کے لئے باقی نہیں جسکا پاک اور کامل نمونہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے حالات زندگی میں موجود نہ ہو۔ اللہ تعالے نے آپ کو زندگی کے ہر نشیب وفراز منزل میں چلنے کا موقع دیا تاکہ روئے زمین پر اور کل مخلوق پر یہ ایک حجت اللہ قائم ہو اور اسی لئے آپ کامل مکمل ہادی قیامت تک اور پہر کل بنی نوع انسان کے لئے مقرر ہوئے۔ اگر کوئی شخص **مسیح** علیہ السلام کی رفتار زندگی سے اُن اعلی درجہ کے پاک معاشرتی اصولونکو جو ایک انسان کو اپنی بیویوں کے ساتہہ برتنے چاہئیں۔ اُن کے عملی نمونے سے سیکہنا چاہیے یا حکومت اور زبردست غلبہ کے وقت اپنے دشمنوں سے سلوک کرنے یا اخلاقی رعایت کا سبق لینا چاہیے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ اُس عاجز انسان کی زندگی میں جسکو ناعاقبت اندیش جلدبازوں نے **خدا** اور خدا کا بیٹا قرار دے رکھا ہے کوئی نمونہ اس قسم کا ملسکے پہر اُسکی تعلیم کو کامل اور اُسکو **ہادی کامل** کہنا اگر غلطی اور سخت غلطی نہیں تو کیا ہے۔ **مسیح** علیہ السلام کو جب ایسے واقعات اور حالات پیش ہی نہیں آئے کہ ایک زوجہ کے ساتہہ معاشرت کا نمونہ اُن میں موجود نہیں تو سنت انبیاء کے موافق متعدد بیویوں کے ساتہہ حسن معاشرت کا نمونہ اُن میں کہاں مل سکتا ہے ہم کیا توقع کرسکتے ہیں کہ جیسے ایک خونخوار درندہ قوم کے مقابلہ میں جنہوں نے گہروں سے نکالا۔ قومی اور وطنی حقوں سے محروم کیا۔ قتل کے منصوبے باندہے اور بہت سے بیقصوروں کو قتل بھی کیا کامل ہادی رسول کریم صلعم نے غالب ومقتدر ہونے کی حالت میں مغفرت وعفو کا سلوک کرکے انسانی خلق کے کمال کا ثبوت دیا حضرت مسیح ظالم یہود کی شرارتوں کا کسی غلبہ کے وقت کیا انتقام لیتے۔ ایک انسان بشرطیکہ سلیم الفطرت ہو اور سر میں دماغ اور دماغ میں عقل اور انصاف رکہتا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کو دیکہہ کر کہ اب آپکے سامنے وہ دشمن ناعاقبت اندیش دشمن ہیں جنہوں نے آپکو وطن سے نکالا ہے کیسی کیسی اذیتوں اور تکلیفوں سے ستا ستا کر نکالا ہے اور کیسے خوفناک اور ناپاک منصوبے قتل کے کئے ہیں اور سازشیں کر کر کے رنج دیا ہے جایدادوں پر قبضہ کیا ہے اب اُسی مغلوب اور بیکس انسان کے سامنے جو جلال اور اقتدار کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ حاضر ہیں مگر یہ **اخلاق ومروت** کی سچی تصویر کیا اُنسے رنج وغصہ سے بے خود ہوئے ہوئے انسان کیطرح جوش انتقام میں اُن گردن زدنی کفار کو قتل کا فتوی دیتا ہے؟ نہیں بلکہ لاتثریب علیکم الیوم کہہ کر اُنسے درگذر فرماتا ہے۔ اب جس شخص کو ایسا موقع ہی نہ ملا ہو وہ اپنے **دشمنوں سے پیار** کرو کی تعلیم دیکر کیونکر کامل بن سکتا ہے؟ جبکہ ایسا نمونہ دکہلانے کا اُسے موقع پیش نہ آیا ہو۔

سلہ فٹ نوٹ۔ حضرت مولانا صاحب نے اس مقام پر ایک لطیف اشارہ فرمایا ہے جس کو گو آپ کے آیندہ بیان نے واضح کردیا ہے۔ مگر تاہم اُسکی زیادہ صراحت کے لئے ہم اسکو اسی جگہ بیان کردیتے ہیں۔ ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کو انک لعلی خلق عظیم کا عظیم الشان اور مایہ ناز خطاب اللہ تعالی نے فرمایا ہے جو کسی اور انسان کو دنیا میں نصیب نہیں ہوا۔ **اخلاق** کی آخری اور انتہائی حد تک انسان اُسی حالت میں پہونچ سکتا ہے کہ اُسکی زندگی مختلف قسم کے نمونے اپنے اندر رکھتی ہو۔ یہی وجہ تہی کہ اس ہادی کامل کو کبہی تکالیف ومصائب کا سامنا ہے تو کہیں صعب ناک جنگوں اور ہنگاموں کا مقابلہ کہیں وہ ایک وقت میں غالب ہو دوسرے وقت میں مغلوب دشمن پر رحم فرماتا ہے اور کہیں ایک کمانڈر انچیف کی حیثیت سے ملٹری احکام نافذ فرماتا ہے کہیں معاشرتی قوانین بتلاتا ہے اور کہیں ایک اعلی درجہ کا مدبر نبی بنا بیٹہا ہے۔ غرض حضور کے مختلف حالات اور واقعات آپکے انک لعلی خلق عظیم ہونے کے زبردست شاہد ہیں اور ایسے شاہد کہ مخالف بہی انکار نہیں کرسکتے۔ القصہ مولویصاحب ممدوح

ممکن ہے کہ وہ اپنے کمزور اور بے کسی کے دنوں میں ایسے فقرات اپنی زبان سے کہے لیکن اگر اُسے اقتدار اور اختیار ملے تو اُسنے اُسی طرح پر سلوک کرنے کو امادہ ہو جیسا اُنہوں نے کیا ہو۔ پس یہہ کامل **فضل** یہہ سچا **کمال** اُس ہادی کامل ہی کو عطا ہوا ہے جو انك لعلی خلق عظیم کا سچا مصداق اور مخاطب ہے۔

غرض بات یہ ہے کہ جس شخص کے بہت سے رشتہ دار ہوں۔ بیوی اور بچے ہوں۔ دوستوں کی جماعت کثیر ہو پھر اُس جماعت میں کوئی تو زہد خشک رکھتا ہو۔ کوئی فلسفی مزاج دلیر ہو۔ اور ایسا ہی اُنمیں کوئی فسق و فجور میں مبتلا ہو پھر اُن سے جو مختلف قسم کے لوگ ہیں دیکھیں وہ اُنسے کس قسم کا سلوک کرتا ہے۔ ایسا سلوک ہو کہ کسی کو نکتہ چینی کا موقع نہ ملے۔ پس اگر کسی کی زندگی کی کتاب میں ایسا ورق تلاش کرنا چاہتے ہو۔ تو دنیا بھر کے بڑے آدمیوں کے حالات زندگی پڑھو پھر یہہ بات نہ ملے گی یہہ **بے نظیر قابل قدر** ورق اگر کسی لایف میں مل سکتا ہے تو وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی **زندگی کی کتاب ہے** آدم سے لیکر مسیح علیہ السلام تک جسقدر نبی گذرے ہیں یہہ ابلغ اور اکمل نمونہ کسی کے حالات زندگی میں نہ ملیگا ہاں اگر ملے گا تو اُسی ہادی کامل کی سوانح عمری میں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ممتاز ہے۔

مکہ معظمہ کی تیرہ سال کی زندگی پر نظر کرو۔ اور بتلاؤ کہ کیا **صبر** اور **تحمل** کا کوئی شعبہ اور حصہ ہے جو ان تیرہ سال کے واقعات میں آپسے ظاہر نہ ہوا ہو۔ اُن خطرناک تکالیف اور مصائب میں بھی کہ آب و طعام بند نظر آتا ہے۔ قوم ایک طرف قطع تعلق کئے ہوئے قتل و اخراج پر امادہ ہے۔ خاندان کے بزرگوں کا سایہ سر پر نہیں ایسی صورت میں بھی توکل اور کامل اعتماد علی اللہ کی **مجسم تصویر** بے قرار نہیں ہو ہو جاتی۔ گھبراہٹ اور بے صبری آکر اُس پر لرزہ نہیں ڈالتی بلکہ وہ **توکل** کی قوی حالت اور استقلال و برداشت کی زبردست قوت اپنے روح اور جسم میں دکھا رہا ہے۔ پھر ایک وقت آجاتا ہے کہ یہہ حالت بدل کر اُسی مکہ میں آپ اقتدار اور کامل اختیار سے آتے ہیں اب تقاضائے ہوا و ہوس نفس تو یہ ہے کہ اُن خونخوار اور کینہ توز دشمنوں کو تہ تیغ کر دے مگر یہ **مجسم اخلاق سراپا تہذیب** علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن سے **مروت** اور کامل پیار سے پیش آتا ہے اونکی خطاکاریوں اور سفاکیوں کو دل سے بھول جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہوا؟ آپ کی تیرہ سال کی زندگی کے واقعات کیوں ایسے پیش آئے؟ اللہ تعالیٰ کی سنت لاتبدیل اور اُسکا قانون لاتحویل ہے اس لئے ان واقعات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے سے دکھلا دیا کہ آیندہ جب کبھی انفراداً یا اجتماعاً ایسے واقعات کسی ایک انسان یا قوم کو پیش آویں تو وہ آپ کی **مبارک زندگی** سے سبق لیں اور اُسوقت اُس حسن سلوک سے کام لیں جو آپنے اپنی علمی نمونہ سے دکھایا۔ مکہ سے نکل کر جب مدینہ طیبہ میں آپ تشریف لاتے ہیں تو وہ زندگی ایک **شہنشاہ مقنن۔ مظفر و منصور** سلطان کی زندگی ہے لیکن اسوقت وہ جوش اور غرور کے نشہ میں سرشار نہیں اُس کے حرکات و سکنات ایسے نہیں کہ اُنمیں تمیز نہ ہو سکے۔ اس وقت بھی وہ **صبر و برداشت۔ عفو و حلم مروت و شجاعت** کا ایک اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ ہے اُس وقت وہ اُن لوگوں سے جنہوں نے قسم قسم کی اذیتیں اور تکلیفیں دیں تھیں ایک دل جلے اور کینہ توز وحشی کی طرح سلوک نہیں کرتا ہے انسان کی عام عادت ہے کہ اگر کوئی اُسکی ذرا سی توہین کرے اتنا محسوس ہی ہو جاوے کہ کسی نے خواہ آنکھ کے اشارے سے ہی کیوں نہو اُس کی ہتک کی ہے تو وہ جل کر کباب ہو جاتا اور آپے سے باہر ہو کر جوش انتقام میں جو کچھ کر گذرتا ہے ہر ایک شخص سوچ سکتا ہے مگر اُس رحمت عالم و عالمیان نے جو کچھ کیا اُس کو ایک دنیا نے دیکھا کہ وہ **کامل انسان** کی شان تھی پس رحم۔ کرم۔ عفو کی شان اگر ہم دیکھنی چاہیں تو وہ مسیح علیہ السلام یا کسی اور کی زندگی میں یہہ راہ کہاں ملیگی جب کہ پہلی ہی منزل غلط ہے کہ اُنکو وہ موقع یعنے مغلوبیت کے بعد کامل اقتدار کا نہیں ملا۔ پھر دیکھتے ہیں کہ ایک نہیں نو بیویاں کر کے اونکے ساتھ حسن معاشرت۔ کثیر اولاد کا باپ ہو کر پھر اُنہیں سے اکثروں کو اپنے ہاتھ سے قبر کی گود میں سپرد کر کے بہت سے دوستوں کی امیدگاہ ہو کر جنگ و جدل میں کمانڈر انچیف بن کر۔ کہیں مقنن اور مدبر ہو کر کہیں خدا پرستی کے اصول بتلا کر غرض ہر ایک معاملہ میں ایک کامل نمونہ اخلاق کا دکھایا ہے اور آپکی پاک اور کامل زندگی ایک سچی کتاب ہے جس سے ہر ایک سعادت مند انسان سبق لے سکتا ہے۔

پس غور کرو اور سوچو! کہ خدا تعالیٰ نے جو چاہا کہ اِس آخر میں کامیاب ہونے والے مظفر و منصور بادشاہ کو مصائب اور تکالیف کا نمونہ دکھاوے تو اس سے صرف اخلاق کی تکمیل مقصود تھی نہ اُنکی تکلیف دہی۔ اسی طرح پر جب کبھی خدا کے مامور اور راستباز بندے دنیا میں مصائب اور تکالیف کا بظاہر نشانہ ہوتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ وہ ہلاک کئے جاویں اُن کے پیسنے سے اُنکو غبار بنا کر اڑانا مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ اس لئے کہ تا اُنکی خوشبو دنیا میں پھیلے۔ اور وہ صبر اور توکل کی عملی تعلیم دے سکیں اور نصرت الٰہی اور تائید کے موقع شناس بنیں۔ ہر ایک قسم کے اطمینان اور امن کے وقت میں بہت سے ہوتے ہیں کہ وہ دوستی اور غمخواری اور سچی وفاداری کا دم بھرتے ہیں مگر جب کہ اُنکے نفس اور ہوا کا مقابلہ ہو

اس بیان سے کہ آپ خاتم النبین تھے زیادہ تر غرض یہ ہے کہ وہ ختم **نبوت** کے اسرار میں سے ایک سر تکمیل اخلاق کو بیان فرماتے ہیں چونکہ نبی کی بعثت کی اصل غرض و غایت تہذیب اخلاق ہوتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن اخلاق کو تمام شعبوں کو اپنی عملی زندگی سے ثابت کر دکھلایا اور اُن کی تعلیم اور ہدایت زبان سے نہیں بلکہ اپنے نمونہ سے فرمائی۔ اور ایسی **کامل** طور پر کہ اُس پر ایزادی ممکن نہیں پس ان معنوں کے لحاظ سے بھی گویا آپ **خاتم النبیین** تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(ایڈیٹر)

تو اس کے خلاف کرنا اُنکے لئے ایک قسم کی موت نظر آتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو انسان کا خالق ہے اور جو جانتا ہے کہ کس مرض کے لئے کیا نسخہ مطلوب ہے اسی لئے وبائیں۔ زلزلے۔ قحط۔ جنگیں رکھی ہیں۔ اور اُنکے ساتھ ہی آرام۔ فتح و ظفر۔ صحت و فراغت نصرت اور کشایش کے دروازے بھی کھولدئے ہیں۔ ایسا ہی حال صحابہ کرام کے ساتھ رہا۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی **اخلاق** کی ایک کامل کتاب ہے جسکا ایک ایک لفظ بہت ہی گرانقدر اور بیش قیمت ہے۔

یہہ آیت جو میں نے پڑھی ہے **راستباز** بندوں کی زندگی کی رفتار اور طرز کا ایک نمونہ ہے۔ ہم بھی اُسی زمرہ میں داخل ہیں جنکی گواہی آخرین منہم والی آیت دے رہی ہے اس لئے میری روح بیں اکثر اوقات بہت تڑپ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمکو بھی ایسی توفیق دے کہ ہم بھی اُن پاک راستبازوں کا نمونہ ہوسکیں۔ کیسا عجیب نظارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے نکلتے ہیں ایک کثیر جماعت ہمراہ ہے اور ارادہ ہے کہ حج کریں گے ایک شاق اور دشوار گزار سفر کا اختیار کرنا اور پھر ایسی حالت میں کہ پاس ہتھیار بھی کوئی نہیں صاف بتلا رہا ہے کہ حج ہی کا ارادہ ہے۔ غرض آپ روانہ ہوتے ہیں مگر کفارہ روکتے ہیں حالانکہ قوم کا عرف اور مسلم فرض تھا کہ وہ حج سے کسی کو نہ روکتی تھے مگر اس وقت وہ ایک قومی لا اور مسلم عرف کے خلاف کررہی ہیں بہر حال مسلمانوں کے دلوں میں ایک بے چینی اور گھبراہٹ سی پیدا ہوتی ہے آخر ایسی حیص بیص اور اثنا میں حضرت عثمان کو جنکا خاندان مکہ میں موجود تھا اور جو کسی حد تک مقتدر اور موقر بھی تھا اس لئے بھیجا جاتا ہے کہ اُنکی قتل کا اندیشہ نہیں اُنہوں نے جاکر کہا کہ ہم لڑائی کی نیت سے نہیں آئے۔ ادہر حضرت عثمان کا قتل مشہور ہو جاتا ہے اسوقت ایک مخلص دوست کا قتل اور بے وجہ قتل سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اپنی خونوں۔ اور اپنی آبروؤں اور جانوں کی بیعت کی اور نہایت انشراح صدر سے بیعت کی اس انشراح صدر کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے فعلم ما فی قلوبہم۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُنکے اندرونوں کو دیکھا کہ وہ بالکل بے لوث اور پاک ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کا سرٹفکیٹ اُنکو مل گیا لقد رضی اللہ عن المومنین اسوقت بھی اللہ تعالیٰ کے خاص منشا سے ایک امام آیا ہے اور وہ بیعت لیتا ہے اور ہم نے بیعت کی ہے اُسکے ہاتھ پر نہیں بلکہ اللہ کے ہاتھ پر کیونکہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ کا الہام براہین احمدیہ میں درج ہے۔

اب قابل غور امر یہہ ہے کہ وہ بات کیا تہی کہ اون لوگوں نے ہاتھ دیا اور اُنکو رضی اللہ عنہم کا خطاب مل گیا؟۔ اور کیا ہم نہیں چاہتے کہ خوشنودی الٰہی کو حاصل کریں؟ کیوں نہیں بات یہی ہے کہ اُس وقت ایک نازک اور سخت ابتلا کا وقت تہا پس اون لوگوں نے نہایت انشراح صدر کے ساتھ بیعت کی جسپر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اُنکے دلوں کو تاکا اور اُنکو صاف اور پاک پاکر اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا۔

پس اگر ہم صرف ہاتھ میں ہاتھ دیکر اور گزشت کی زبان ہلاکر کہدیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور رنج میں راحت میں عسر اور یسر میں قدم آگے بڑہائینگے تو یہ کچھ بھی نہیں جب تک اللہ تعالیٰ اندرونوں پر نظر کرکے اُنکو صاف اور فراخ نہ پالے بات بنتی نہیں۔ دل کی ایک بات ہے جو خدا تعالیٰ کی پسندیدگی اور رضا کو کھینچ لاتی ہے۔ اور وہ وہی ہے جسکا ذکر دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے کہ لن ینال اللہ لحومہا الی الآیۃ یعنے اللہ تعالیٰ گوشت اور خون کا بھوکا نہیں اُس کی رضا جوئی کے لئے جو چیز وقف ہونی چاہیئے وہ نیت ہے اللہ تعالیٰ کوئی جسمانی ہستی نہیں کہ جسمانی چیزوں کا خواہشمند ہو۔ میں نے بڑے غور اور فکر کے بعد اس آیت سے یہ سبق لیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ سب لوگ اس پر غور کریں کہ جب تک ہم میں وہ حالت پیدا نہو کہ اپنی جان۔ مال۔ عزت۔ آبرو۔ بیوی بچے غرض ہر ایک چیز نہایت انشراح صدر کے ساتھ امام الزمان کے حکم کے تابع نکر دیں نہ اس طور پر کہ گلے پڑا ڈہول بجاتے ہیں نہ اس لحاظ سے کہ ہوا و ہوس کا تقاضا ہے نہیں بلکہ سچی ارادت اور عقیدت صحیحہ کے جوش سے جو انشراح صدر کی مترادف ہے اسوقت تک ہم اس معزز خطاب لقد رضی اللہ کو حاصل نہیں کرسکتے خدا تعالیٰ مجھ پر اور آپ لوگوں پر فضل کرے کہ ہم کو ایسا ایمان نصیب ہو۔ احمق ہیں وہ لوگ جو خدا تعالیٰ سے بخل کو منسوب کرتے ہیں احمق ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ تیرہ سو برس پیشتر ہی خدا کا فیض ختم ہوچکا ہے اور اب وہ ایسے صندوقوں میں بند اور مقفل ہے کہ جسکی کلید ہی نہیں ملتی۔ یہہ بدگمان جھوٹے اور غلط کاری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آخرین منہم کا زمانہ دکھایا ہے۔ مسیح موعود کو بھیجا ہے کہ تا وہ اخلاق کے تمام مردہ شعبوں کو پھر زندہ کرکے دکھادے۔ اوسی طرح پر تہذیب نفس کرے جیسے صحابہ کی ہوئی تہی۔ پھر یہ مبارک زمانہ آیا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کی سنت لا تبدیل اور لا تحویل ہے پس ضرور ہے تکالیف اور مصائب کا بھی سامنا ہو۔ نفس کے خواہشوں کے خلاف بھی ہو لیکن یاد رکھو کہ جسقدر مصائب اور تکالیف زیادہ آوینگی اُسیقدر تائیدات اور الٰہی نصرتیں زیادہ ہونگی۔ مصائب مصائب نہیں وہ معجزات ہیں اور خدا تعالیٰ کے روشن ہاتھ۔

غرض اب آخرین منہم میں بھی وہی خطاب لقد رضی اللہ کا ملنے والا ہے لیکن بدون فضل الٰہی ممکن نہیں۔ کیونکہ وہی عزیز و حکیم خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو سچا اخلاص اور سچا ایمان نصیب کرے۔ اور ہر مشکل و مصیبت کے وقت ایک کامل انشراح صدر کے ساتھ اپنی عجائبات قدرت دیکھنے کے قابل بنادے۔

اعلان

میرا لکچر جسکا عنوان ہے کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا اصلاح اور تجدید کی پورے سو صفحوں پر بہت عمدہ خوشخط چھپکر طیار ہو گیا میرے پاس دو سو کاپی کے قریب ہے جسے میں مفت تقسیم کرونگا اگر کسیکو مطلوب ہو تو ایک آنہ کا ٹکٹ سیالکوٹ میرے نام ارسال کریں

المشتہر [illegible]

گورنمنٹ پنجاب اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

و ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور کی توجہ کے لایق

(ہم امید کرتے ہیں کہ مندرجہ ذیل سطور جنکو ہم اپنی ایک خاص چٹھی کے ذریعہ مندرجہ بالا افسران کے پاس بھیجتے ہیں توجہ تام سے ملاحظہ فرمائی جاوینگی)

یہہ امر غالباً گورنمنٹ پنجاب سے بھی پوشیدہ نہیں رہا ہوگا کہ پچھلے دنوں میں جو مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور مولوی محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ پر دائر تھا اُس کا آخری فیصلہ فریقین کے ایسے معاہدہ پر ہوا ہے جو قانونی طور پر خواہ اثر انداز ہو یا نہو کہ مولوی محمد حسین صاحب آئندہ خود اور اپنے دوستوں کو بھی ایسی تحریروں کی اشاعت سے باز رکھیں گے جو اس سے پیشتر اُنکی طرف سے حسب معمول گالیوں اور جناب مرزا صاحب اور اُنکے دوستوں کی شان میں گستاخیوں سے لبریز شایع ہوا کرتی تھیں۔ اور ایسا ہی جناب مرزا صاحب بھی جیساکہ وہ کتاب البریۃ میں ظاہر کر چکے تھے آئندہ کے لئے ایسی پیشگوئیوں کی جو کسی کی ذلت یا موت کے متعلق ہوں بدون درخواست شایع نکریں گے۔ ہم صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اس فیصلہ پر نہایت اطمینان۔ اور مسرت ظاہر کرتے ہیں کہ کچھہ شک نہیں امن کے قایم رکھنے کے لئے یہہ ایک بہترین صورت ہے۔ مگر ہم ایک امر اُنکی خدمت میں پیش کر کے یہہ جتلا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ کیا محمد حسین کی طرف سے اس عہد کی خلاف ورزی شروع نہیں ہو گئی؟ کیونکہ بعد انفصال مقدمہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر جو ۲۵ و ۲۶ فروری کو لاہور میں ہوا۔ ایک پنجابی رسالہ چودھویں صدی دا جھوٹا مسیح

[illegible] وغیرہ کے نام سے جو محمد حسین [illegible] شاگرد سعد اللہ [illegible] کی تصنیف ہے اور جو محمد حسین کے دوست ہدایت اللہ ساکن راولپنڈی کی فرمایش سے لکھا گیا ہے [illegible] ملا محمد بخش جعفر زٹلی نے عین جلسہ میں تقسیم اور فروخت کیا ہے۔ ہم نے خود ملا محمد بخش سے اُسکی دو کاپیاں لی تھیں بلکہ یہ لفظ بھی اُس نے ساتھہ ہی کہے تھے کہ "ساڈا ایہہ پہلا تحفہ اے" الغرض یہہ پنجابی رسالہ جس پر کوئی تاریخ درج نہیں جو ہمارے خیال میں پریس ایکٹ کے رو سے خلاف ورزی قانون بھی ہے۔ نہایت گندے اور فحش الفاظ میں لکھا گیا ہے اور پھر ایک اشتعال اور جوش دلایا ہے ہم نہیں جانتے کہ مرزا صاحب اس رسالہ پر کوئی ایکشن لیں گے یا نہیں غالباً وہ اپنی عادت کے موافق ان گندی گالیوں کو بھی سن کر بھی صبر ہی کریں گے اور وہ حکام تک اس بات کو پہنچانا بھی شاید پسند نکریں مگر ہم اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کے لئے گورنمنٹ پنجاب کو عموماً اور خاص کر اپنے ضلع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس معاملہ پر توجہ کریں اور پوری توجہ کریں کیونکہ اس رسالہ کے ذریعہ سے جس کا ذمہ وار محمد حسین کو بوجوہات معقول ہونا چاہیے ایک قسم کا نقض عہد کیا ہے۔ اور وہ جواب دہ ہونا چاہیے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس معاملہ کو یونہی نہ چھوڑا جاویگا۔ ہم اس امر میں اپنے حکام ضلع کو کافی مدد دے سکتے ہیں کہ سعد اللہ کے ساتھہ محمد حسین کے بہت ہی گہرے تعلقات ہیں اور وہ اُس کو اپنا عزیز شاگرد کہا کرتا ہے۔ اور اس کتاب کے محرک۔ اور شایع کرنے والے سب اس کے دوست اور رفیق ہیں پھر کیا وجہ ہے؟ کہ اسکو ذمہ وار قرار نہ دیا جاوے۔ (ایڈیٹر)

مولوی محمد حسن صاحب

ساکن بھین۔ کو دعوت

کچھہ عرصہ ہوا ہی کہ چودھویں صدی راولپنڈی میں متذکرہ بالا مولوی صاحب کا ایک خط شایع ہوا تھا جسکا خلاصہ یہ تھا۔ کہ وہ وفات و حیات مسیح کے مسئلہ پر ایک عالمانہ اور محققانہ بحث کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں بشرطیکہ اخبار مذکور اُن مضامین کے لئے کچھہ صفحے مختص کر دے۔ لایق ایڈیٹر نے اس مناسب رای کو منظور کیا مگر نہ معلوم کسی کلرک کا خط اس مضمون کے خلاف شایع ہوا اور انہوں نے ایسی بحث کا شایع ہونا اخبار مذکور کے قومی اغراض اور مقاصد کے دور سمجھا۔ ہم بہت خوش ہوئے تھے کہ ایک ایسے مسئلہ پر جس پر فی الحقیقت اسلام اور عیسائیت کا فیصلہ ہے عالمانہ بحث شایع ہوگی مگر وہ خوشی مبدل بہ افسوس ہوگئی۔ وہ لوگ جو زبان سے تمدن یعافر وغیرہ وغیرہ الفاظ قومی اقومی اکے نعرے مارتے ہیں وہ اسلام کی زندگی کا راز سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ہم اس مسئلہ کی اہمیت پر پھر کبھی بحث کریں گے سر دست مولوی محمد حسن صاحب کو بشارت دیتے ہیں کہ وہ مضامین لکھیں الحکم نہایت فراخدلی سے بطور ضمیمہ ہفتہ وار چار صفحے تک اُنکی نذر کریگا اور ساتھہ ساتھہ یا آخر میں جیسا مناسب ہوگا اپنے خیالات کا اظہار بھی کریگا۔ کہا جاتا ہے کہ مولوی محمد حسن صاحب ایک فراخ حوصلہ آدمی ہیں اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ نہایت دیانت داری سے صاف دلی سے اپنے خیالات ظاہر کریں گے اور اپنا مضمون بغرض اندراج دفتر الحکم میں بھیجدیں گے۔ اخبار چودھویں صدی کے ایڈیٹر سے ہم اسقدر التماس کرتے ہیں کہ وہ اپنے اخبار کے ذریعہ اتنا شایع کر دیں کہ مولوی محمد حسن صاحب ساکن بھین کے خیالات جو چودھویں صدی میں شایع ہونے تھے اخبار الحکم قادیان میں شایع ہوں گے۔ بالآخر ہم امید

اپنی قوم سے اپیل

ہمارے اکثر محتشم ناظرین کی عدم توجگی اور کم التفاتی مجبور کرتی ہے کہ مختصر سے الفاظ میں قوم کی خدمت میں اپیل کریں۔ اُن احباب کی توجہ نہایت سرعت کے ساتھہ ہماری پچھلی گذارشوں پر مبذول ہونی چاہیئے تھی جنہوں نے تاریخ اجرائے الحکم سے لیکر آج تک اُسکی قیمت واجبی ارسال کرنے میں کسیقدر تساہل سے کام لیا ہے۔ ہم تو نہیں کہہ سکتے کہ اُنکو یہہ خیال پیدا ہوا ہو کہ ہمکو سونا بنانا آتا ہے اس لئے اُنکی درمی امداد مطلوب نہیں۔ مگر اب اُنکی عدم توجگی خواہ کسی وجہ سے ہو ہمارے لئے بہترین نتایج پیدا نہیں کر سکتے۔

یہہ دیکھہ کر افسوس آتا ہے کہ مختلف قوموں اور فرقوں کے اخبارات جو شائستگی کا ایک نشان ہیں (بشرطیکہ وہ اوس اصول پر چلیں جو اُنکو اس نشان کا موضوع لہ بنا دیں) ہندوستان جیسے ملک میں بہی نہایت خوبی کے ساتھہ چل رہے ہیں۔ اور غیر ممالک کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ ابہی چند مہینے کا ذکر ہے کہ بریلی سے کمتی فوج کا ایک ارگن اُردو زبان میں جاری ہوا تہا۔ ہم کو یہہ دیکھہ کر اپنی حالت پر کسیقدر افسوس ہی آیا کہ ان چند ہی ماہ کے اندر اُس کی اشاعت کیطرف اُن لوگوں نے جو ایک ایک وقت میں گداگری ہی کرتے ہیں یہانتک کوشش کی کہ صرف ضلع گورداسپور میں اُسکی ۶۸۴ کاپیاں فروخت ہوتی ہیں اور اضلاع کا ذکر ہی چھوڑ دو۔ اور پھر اردو زبان کے علاوہ اُسکو مالک اور ایڈیٹر کو ضرورت پڑی کہ ہندی میں بہی شایع کریں۔

غرض اسی طرح پر اخبارات چلتے ہیں اور وہ کوئی کام کر سکتے ہیں ورنہ عام طور پر قوم ذلت میں پڑے رہتے ہیں۔

ہماری قوم (اس سے مراد وہ گروہ ہے جو حضرت اقدس مرزا صاحب کے مریدین کا گروہ ہے) کو اپنے حقوق کی حفاظت اور اپنے خیالات کے اظہار کے لئے بہی ایک اخبار کی ضرورت تہی اور وہ ضرورت ہم کہہ سکتے ہیں اپنے اصلی معنوں میں ابہی تک پوری نہیں ہوئی۔ کیوں؟ اُسکی طرف جیسی چاہیئے توجہ نہیں کی گئی اور بدقسمتی سے یہہ سمجہا گیا ہے کہ شاید ہماری کوشش ہماری ہمت بدوں سب کچہہ ہو جاوے مگر دوستو!

قوم بنتی ہے اپنی محنت سے

یہہ ایک سچا اور مسلم مسئلہ ہے۔ الحکم کا اجرا ہم نے قومی ضرورتوں کو مدنظر رکھہ کر ہی کیا تہا۔ مگر قوم کیطرف سے عدم التفات اُس کے مفید بننے میں ابہی تک ایک سدراہ ہے ہم پر اعتراض ہوئے کہ الحکم کا کاغذ اچہا نہیں۔ لکہائی گنجان ہے۔ وقت پر شایع نہیں ہوتا۔ مضامین کیطرف پوری توجہ نہیں کی جاتی وغیرہ وغیرہ ہم ان سب کے جواب میں اتنا ہی عرض کرتے ہیں کہ کیا یہہ سب باتیں مفت ہو سکتی ہیں؟ اگر کوئی راہ ہے تو ہمارے کرمفرما ہم کو اطلاع بخشیں تاکہ آئے دن کے تقاضاؤں سے اُنکو اور ہم کو مخلصی ملے۔ کیا ہمارے اُن عالی دماغ احباب نے جو ہمکو قلمی امداد دے سکتے تہے ہمارا ہاتہہ بٹایا؟ یہہ ایک سوال ہے جسکا جواب اس وقت تک اُنکے ذمہ ہے اور بجز احدے اثنین ایک بہی نہیں جو اپنے آپ کو اس الزام سے بری کر سکے پہر ہم پوچہتے ہیں۔ کہ بتلاؤ اسمیں کیا سراسر ہم ہی قصوروار ہیں؟ کہا جاوے گا کہ اُجرت اور معقول معاوضے دیکر مضامین لیں بے شک یہہ ضروری امر ہے مگر روپیہ آئے تو کہاں سے۔

الحکم کی مالی رپورٹ بہی ہم چاہتے ہیں کہ ناظرین کو سنا دیں تاکہ اُنکو معلوم ہو جاوے کہ اس وقت اخبار بلحاظ مالی حالت کے کیا ہے اور آیا اُسپر ہمکو اب بہی توجہ کی ضرورت ہے یا نہیں اکتوبر ۱۸۹۷ء سے لیکر فروری ۱۸۹۹ء تک ۱۶ مہینے کے اندر کل خرچ جو صرف اخبار پر ہوا ہے لعہ ۹۶ روپیہ ہے جسکی تفصیل ہمارے پاس موجود ہے اور ان ۱۶ ماہ کے اندر جو آمدنی صرف اخبار سے ہوئی ہے اُس کی تعداد کلہم اجمعین ۴۶۵ روپیہ ہے جسمیں ایک سو پچیس روپیہ کے قریب اشتہارات کی آمدنی ہے خریداران سے صرف مبلغ ۳۴۰ وصول ہوئے ہیں۔ مندرجہ بالا اخراجات پورے کرنے کے لئے مطبع کو مختلف وقتوں میں مختلف اشخاص سے قرض لینا پڑا ہے جسکے ایک بڑے حصہ کا ابہی تک وہ زیربار ہے۔ امرتسر سے اخبار قادیاں میں جسوقت منتقل کیا گیا تہا اُسوقت اُس کو ۷۵ ماہوار کی وہ آمدنی بہی تہی جو ایڈیٹر کی ذاتی محنت کیوجہ سے ہوتی تہی اور جو اس وقت لاہور میں ۴۲ ماہوار تک اگر ہیڈ کوارٹر لاہور میں تبدیل کیا جاتا بڑہ گئی تہی مگر مشیت ایزدی کے موافق وہ آمدنی جو ایک گرانقدر امداد تہی قادیاں میں ۷۵ سے گہٹ کر ۱۵ رہ گئی اور آخر بعض ضروری امور کیوجہ سے وہ بہی نہیں رہی اور صرف اخبار کے چلانے کے لئے اخبار کے خریداروں ہی کی طرف تاکنا پڑا۔

یہہ مالی مشکلات کا خاتمہ یہیں تک نہیں ہوا۔ بلکہ ۱۸۹۷ء کے اجلاس سالانہ میں جو دسمبر ۱۸۹۷ء میں ہوا جلسہ کی کل تقریروں کے چہاپنے اور شایع کرنے کا کام ہم نے لے لیا۔ نہیں بلکہ ایک ہمدرد قوم معین الحکم نے (جس نے

ہر طرح سے الحکم کو ایک بیش قیمت اور قابل قدر امداد دی ہے جزاہم اللہ احسن الجزا) محض اس خیال پر کہ الحکم کو ایک قسم کی مالی امداد پہونچے یہہ تجویز کی اور اس رپورٹ کی ترتیب کا کام ہمکو دیا۔ اور اُسی جلسہ میں اکثر احباب کو اُسکی متعدد جلدوں کی خریداری کے لئے تحریک کی جنہوں نے اُسوقت نہایت فراخدلی اور فیاضی سے سو سو اور پچاس پچاس جلدوں کی خریداری کا وعدہ دیا چونکہ ہم اُس جلسہ خریداری رپورٹ میں موجود نہ تھے اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ شرائط خریداری مقرر ہوئے ہونگی مگر ہم عام طور پر کہہ سکتے ہیں اُس وقت محض امداد کے طور پر یہہ تجویز ہوئی تہی بہر حال رپورٹ کی ترتیب میں پہر اُس کے انطباع میں بعض مجبوریوں اور دقتوں کی وجہ سے اسقدر تاخیر ہوتی گئی کہ وہ جنوری ۱۸۹۹ء تک شایع نہو سکی ہم امید کئے بیٹھے تھے کہ جن احباب نے للہی جوش سے خرید کتب کے وعدے دئے ہوئے ہیں وہ اُسقدر جلدیں خرید لیں گے۔ اور اس طرح پر کارخانہ کو تمام زیر باریوں سے سبکدوشی ہو کر کام کرنے کا موقع ملیگا اور ان احباب کی عدم توجگی کا بہی گلہ کرنا نہ پڑے گا۔ جو ترسیل زر چندہ میں اپنی کسی کمزوری کیوجہ سے سست ہیں اور وی پی منگوا کر بہی انکار کر دیتے ہیں اور با ایں ہمہ ہی تمام نقایص کا ذمہ وار ایڈیٹر ہی کو قرار دیتے ہیں۔ مگر ابہی اللہ تعالیٰ کے ارادے میں وہ وقت نہیں آیا۔ کہ ہم اپنے خیال کے موافق کام کرنے کے قابل ہو سکیں اس لئے بعض احباب کو رپورٹ کا بدیر شایع ہونا باوجودیکہ وہ جانتے تھے کہ اُسکی ترتیب کار سے وارد اور اسپر اُسکی قیمت کا کسی قدر گراں ہوتا باوصفیکہ اُن کو معلوم تہا اور ہے کہ قادیاں میں پریس کے اخراجات زیادہ پڑتے ہیں ایک معقول عذر انکار خریداری کا ہاتھہ آگیا۔ ہم کو اعتراف ہے کہ رپورٹ کی قیمت ایک روپیہ اُسکی بارہ چیزوں کی قیمت تاجرانہ نظر میں زیادہ ہے مگر اُسکے مضامین کے لحاظ سے اور اُس خیال امداد کے لحاظ سے

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز کا معاملہ

بہر حال وہ رپورٹ جو احباب کی درخواستوں کے خیال پر طبع ہوئی تہی بجز چند کاپیوں کے بدستور پڑی ہے اس موقع پر ایک ظلم ہوگا اگر ہم اپنے چند مخلص معاونین کا شکریہ ادا نکریں جنہوں نے اُس جلسہ میں وعدہ نہ کیا تہا بلکہ کسی کو معلوم بہی نہ ہوا تہا کہ اُنہوں نے خریداری رپورٹ کا وعدہ کیا ہے اور سب سے اول ایفاء وعدہ کر کے ہمکو شکر گزاری کا موقع دیا اور اپنے للّہی جوش کا ایک نمونہ قائم کر دیا۔ ہمارے اُن احباب میں سے سب کے سرتاج چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ ہیں جنہوں نے چالیس روپیہ کی کتابیں خرید فرمائی تہیں اور وعدہ دوران طبع کتاب میں دے چکے تھے اور وعدہ بجرد اشاعت پر اور پہر منشی نبی بخش صاحب کمپازیٹر شملہ ہیں جنہوں نے ۲۵ روپیہ کی کتابیں خرید فرمائی ہیں پہر ماسٹر قادر بخش صاحب لودہانوی ہیں جنہوں نے پانچ جلدیں حسب وعدہ خرید لیں اور چند احباب وہ ہیں جنہوں نے ایک ایک جلد کی درخواست کی ہوئی تہی اور خرید کر لی۔

الغرض ایسی حالت میں آپ ہی انصاف کریں کہ اخبار کی حالت کیونکر ترقی بخش ہو سکتی ہے۔ ان تمام امور کو زیر نظر رکہہ کر ہم چاہتے ہیں کہ اگر آپ لوگ واقعی طور پر اخبار الحکم کی ضرورت سمجہتے ہیں تو اُسکی ضرورتوں کا خیال بہی مدنظر ہونا ضروری ہے ورنہ آپ خود سمجہہ سکتے ہیں کہ ایسی حالتوں میں اخبار کا جاری رہنا اور اُس کا ترقی کرنا معلوم اس لئے ہم نہایت ادب سے التماس کرتے ہیں کہ براہ کرم وہ احباب جو الحکم کے ساتھہ سچی دلچسپی رکھتے ہیں اور عملی طور پر کچھہ کرنا چاہتے ہیں وہ ہمکو اپنی اپنی رائے سے اطلاع دیں کہ اُنکے خیال میں اخبار کی بہتری کے اسباب اور وسایل کیا ہیں؟ اور وہ اُن وسایل کے حاصل کرنے میں ہمکو کہانتک مدد دیں گے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس نمبر کے پہونچنے پر دوسرے اشو تک ہر ایک جگہ سے مفید خطوط حاصل کر سکیں گے۔

در مدح قرآن مجید و فرقان حمید

از خاکسار ابو یوسف

ہر طرف ہے نور افشاں نور اس قرآن کا
سارے عالم پر ہے جلوہ اس مہر تابان کا
جب سے عالم پر پڑا عکس اس خور انوار کا
مطلع الانوار ہے سینہ ہر اک انسان کا
دافع ظلمات کفران ہے اسی کا ظل فیض
ہے اسی کا سایۂ الطاف نور ایمان کا
مخزن اسرار حق ہے اس کا ہر حرف لطیف
منبع جود و عطا ہر لفظ ہے فرقان کا
کیوں نہو بے مثل و بے مانند یہہ نور ہدیٰ
ہے کلام جانفزا یہہ حضرت رحمان کا
دی اُٹھا عالم سے شرک و کفر کی اسنے وبا
ورنہ تہا ہر اک کو خطرہ اپنی اپنی جان کا
یہہ سفینہ ہے جناب احمد مختار کا
اس میں جو بیٹھا اُسے کیا خوف ہو طوفان کا
کر دیا قایم ہے جب سے اسنے وحدت کا نشان
شرک و بدعت مٹگیا جھنڈا گرا شیطان کا
مشرکوں کو بہی دیا توحید کا اس نے سبق
آریہ بہی چھوڑنے پہلو لگے کفران کا
برہمو کو درہم و برہم کیا قرآن نے
کچھہ پتا اُنکو نہیں اب عقل کے عرفان کا
اسکی سطوت سے بنے عیسائی بہی اب منطقی
مرتبہ گھٹنے لگا عیسیٰ کی بیجا شان کا
وہ خدا ابن خدا اب مظہر اللہ بن گیا
سطوت قرآن نے کھولا راز اس بہتان کا
واہ کیا سطوت ہے کیا ہے جلال سرمدی
کون کر سکتا ہے رد یارب تیری برہان کا
یاالٰہی تیرا قرآن ہے کہ ہے روح حیات
زندگی پاتا ہے قالب اس سے ہر بیجان کا

(دیکھو اس سے اگلا صفحہ)

... جھکاتے سر ہیں سارے علم و فن
ہے ہر اک مضمون اسی کے فضل اور احسان کا
فلسفے کا ہے یہی معیار طبعی کا محک
ہادیٔ راہ ہے یہی خود فلسفی نادان کا
کس کو جرأت ہے کہ ہو اسکا مقابل یا حریف
سامنا کوئی بھلا کرتا ہے عالی شان کا
ہیں جو اجلا دِ محرف اور ہیں طومار جعل
کوئی بھی ان سے مقابل ہے نہیں قرآن کا
بالیقیں توریت اسکے سامنے توریت ہے
جال ہے انجیل جعل وجہل اور ہذیان کا
بید کہتے ہیں جو بیدی بے ثمر ہے شاخِ بید
پتہ پتہ جہان مار اپھل نہیں ایمان کا
ہے مگر تنخہ اس کے مقابل گھمنڈ ازسرتا بپا
بالمقابل صدق کے رتبہ ہی کیا بطلان کا
بید ہے جو اصل وبن اسمیں نہیں جب برگ و بار
شاخ میں پھر پھل کی خواہش کام ہے نادان کا
یا الٰہی تیرا قرآں ہے کہ ہے باغِ مراد
وصلِ گل پاتا ہے ہر اک بلبل اس بستان کا
کیا خبر یارب انہیں ایماں کے برگ و بار کی
بہرہ ہی جنکو نہیں اس تیرے جنستان کا
تیرے قرآں سے بھٹکا ہو گیا گمراہ وہ
ہو گرنتھی یا کوئی بیدی ہو پنڈت گیان کا
بدھ میا اور بدھ نہیں ہے تیرے قرآن کے بغیر
بدھ نے بھی اب تک دیکھا منہ کسی بدھ دان کا
کھول دے آنکھیں الٰہی اپنے ان بندوں کی تو
بخشدے ان سبکو یارب مرتبہ ایمان کا
سایۂ احمدؐ کے نیچے سب کو تو آرام دے
دور کر ان سب سے یارب نائرہ نیران کا
نورِ احمدؐ سے تو کر پُر نور انکے جان و دل
دے انہیں رتبہ رسول اللہؐ کی پہچان کا
مصطفےٰ تیرا ہے وہ نورِ عنایت اے خدا
نورِ ایماں عکس ہے جسکے رُخِ تابان کا
شافعِ روزِ جزا ہے وہ شہِ ختم الرسلؐ
مظہرِ اسرار ہے دریا ہے وہ عرفان کا
رحمتہ للعالمیں ہے سید الکونین ہے
کون ہے جسپر نہیں احسان اُس سلطان کا
اُس سے چلکے کر دئیے سب یوحنا اسرائیل کے
اُس نے ہی رتبہ بڑھایا ناصریؑ کی شان کا
آریہ کو دی اُسی نے وحدتِ خالق کی رُتبہ
اُس نے سکھوں کو سکھایا نام اک بھگوان کا
دین سمجھا اُس نے سناتن دھرمیونکو غلطیاں
گھٹ گیا رُتبہ اب انکی پستکوں کی شان کا
برہمو کو وحیٔ حق کی رہنمائی اس نبی کی
دیدیا اُس نے پتا اک عیسیِٔ دوران کا
دینِ حق کی زندگی کے واسطے زندہ نشان
حق نے بھیجا وہ غلام اُس احمدؐ سلطان کا
مومنوں کا ہی بشیر اور دشمنوں کا ہی نذیر
وہ نمونہ ہے جنابِ شاہِ انس و جان کا
دوستوں کو ہی مسرت دشمنوں کو ہی زوال
خاتمہ ہے اُسکو ہاتھوں دشمنِ نادان کا
قادیاں میں وہ مسیحائے زمان نازل ہوا
ہے شگفتہ وہ گلِ نورِ گلشنِ رحمان کا
یا الٰہی مجکو بھی لے چل حضوری میں کہیں
ہو سبب کوئی مرے ہی درد کے درمان کا
یا الٰہی ہے مبارک کی یہی ہر دم دعا
قادیاں ہو میرا مسکن مسکن اس ذیشان کا

ندوۃ العلما کا چھٹا سالانہ جلسہ شاہجہان پور میں

جمیع حضرات اہل اسلام کی خدمت میں عموماً اور علمائے کرام و مشایخ عظام کی خدمت میں خصوصاً التماس ہے کہ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ذی قعدہ ۱۳۱۶ھ مطابق ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ مارچ ۱۸۹۹ء روز یکشنبہ دوشنبہ سہ شنبہ کو شاہجہانپور میں ندوۃ العلما کا چھٹا سالانہ جلسہ قرار پایا ہے لہذا آپ سب حضرات ازراہ حمیت اسلامی اس جلیل القدر جلسے میں شریک ہو کر شوکت اسلام کو بڑھائیے اس جلسہ میں دور دور سے مشاہیر علمای کرام و رؤسای عظام تشریف لاکر اپنی مفید و دلچسپ تقریروں اور قومی صلاح و فلاح کی کارآمد تحریروں سے حاضرین کو محظوظ و مستفید فرمائیں گے جو صاحب تشریف لائیں وہ تاریخ معینہ سے تین روز قبل مولوی مسیح الزمان خان صاحب اُستاد حضور نظام دکن و رئیس شاہجہان پور کو مطلع کریں تاکہ اُن کے آرام و آسایش کا پہلے سے انتظام کیا جائے۔

الداعی
مجلس انتظامیہ ندوۃ العلما

مہتمم پولیس سٹیشن بٹالہ

بٹالہ پولیس سٹیشن کے مہتمم کے متعلق جسقدر شکایات آج تک ہمارے پاس پہونچی ہوئی ہیں ہم اب اُنکو روز روشن میں لانے والے ہیں۔ مزید تحقیقات اور تصدیق کی خاطر چند روز اور خاموش رہ کر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے اس لئے ہم اُن تمام لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں جو کسی قسم کی شکایت مہتمم پولیس سٹیشن بٹالہ کے متعلق رکھتے ہوں ہمارے پاس بھیجدیں انشاءاللہ ہم کو ضرورت نہ پڑے گی کہ اُنکے نام ظاہر کریں اور وہ ایک مخفی راز کی طرح رکھے جاویں گے۔

حالات مقدمہ

حسب معمول گذشتہ اشاعت سے آگے بذریعہ اخبار شایع ہوتے رہیں گے ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوں گے۔

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر ✦ نہ رہے کوئی لا ولد مضطر ✦ اعنی ہر حق میں ہر بشر کے لیے ✦ لعل دُرّ یتیم سے بڑھکر ✦

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اظہار بشارت:- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسنادبیشمار سے کما حقہ اطمینان نہ رکھتے ہیں- اور گندم نما جو فروش اشتہار یوں سے مجرب طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جاہل دلال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں- یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہی مرد میدان بن کر آئیں- شرطیہ دوا آزمائیں- جھوٹوں کو سچا- اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں-

معیار صداقت:- بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے- اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے- جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے- وہ مچلکہ لکھوائے- اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو- صحت کے طالبو اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خدا داد کی منادی ہے- عام مبارکباد ہے-

اس خادم الاطبا کو ۴۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقرا کاملین ریاضین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں- خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں- اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر پنج خدا پنج انگشت یکساں نکرد- بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں- بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی- مگر نمبر اول- کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے- اور (۲) تونگر بہرہ وار خرچ دوچند سے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ میں پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے- اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے- بندہ کا حق ہے- ورنہ واپس لیجائے سوم) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے- بشرطیکہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے- ورنہ خرچ دوا ہی بذریعہ رسید واپس لے- (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں- بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں- (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں- وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو- ورنہ ہرجانہ- جرمانہ حسب اقرار داد قبول- فضل خدا داد کی منادی ہر طرح کرادی- شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی- اگر علاج میں شک ہو تحقیق کرلو- مراد پانے پر دنیا کسکو گراں ہے- فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے- جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں سو برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں- گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں- کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی کے ٹکٹ بھیج کر منگوائیے- جن کو زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی- اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے- تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے- طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا- والیان ریاست و امراء حسب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں✦

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جس کے اولاد نہو-	٥عہ	۱۰	قولنج و کدری-	صہ	۱۹	لقوہ-	للعہ	۲۸	نل اُترنا-	صہ
۲	جنکی اولاد چھوٹی مرجاوے-	صہ	۱۱	سوزاک-	صہ	۲۰	بھگندر-	ے	۲۹	طول و عرض و عمق و دراید-	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو-	صہ	۱۲	سرعت-	للعہ	۲۱	ناسور-	ے	۳۰	خضاب سالانہ-	للعہ
۴	جسکا حمل ۴-۵ ماہ کا گر جاوے-	صہ	۱۳	جریان-	٥ہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی-	صہ	۳۱	نزلہ و زکام-	[illegible]
۵	کمزوری-	٥ہ	۱۴	غلط کاری-	صہ	۲۳	ادہرنگ-	٥ہ	۳۲	تسہیل ولادت	للعہ
۶	مرگی-	صہ	۱۵	کنٹھ مالا-	للعہ	۲۴	ضیق النفس-	٥ہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب-	للعہ
۷	تپ دق-	٥عہ	۱۶	سفیدی آنکھ-	عہ	۲۵	لہسہ-	صہ	۳۴	بخار تپ و لرزہ و تپ تیجرہ درد زنانہ-	عہ
۸	ضعف باہ-	صہ	۱۷	ضعف بصر-	ععہ	۲۶	آتشک-	صہ	۳۵	ضعف ہضم-	صہ
۹	ضعف جگر-	عہ	۱۸	سبل-	للعہ	۲۷	آتشک گل بدن-	٥ہ	۳۶	سرسام	للعہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں ✦

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم پیشے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ ۳ روپیہ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ عدد ۵ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴ روپیہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص عصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔ ان مقامات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالنگے صاحب بہادر۔ ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے جس کا تجربہ اپنے ایک مریض مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ جسکی دونوں آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور ... تھے۔ آنکھیں بہت سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں ... تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا ... نہیں پڑ سکتی تھی۔ اور ... اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ بیٹے ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے۔ بندہ بھی بعد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان بعد ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلاتعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم ممیرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ وہ تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپتال اسسٹنٹ کوٹ گڈھ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکمار اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان۔

۶ مارچ ۱۸۹۰ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریباً بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ جو لاہور کے الائنس بنک میں بلغ پانچ ہزار ۱۸۹۰ سے جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۱۰ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۷ر مارچ سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجادیں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہماری احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو مؤید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ ۵۰ فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو سہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے اور ہم ہفتہ وار ہفتہ وار ہزار چھاپکر مفت تقسیم کردیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیاجاویگا کہ ہرایک شہر میں علاوہ ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازاربند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔ ازاربند ۸ر سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ پراندے ۴ر سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ سیج بند ۵ روپیہ سے لیکر ۲۰ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈیزائن جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے لوہ روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہ بخش علاقہ بند
ممبر میکینیکس

کٹرہ بگھ سنگھ ہاتھی دروازہ **امرتسر۔ پنجاب**

عجیب و غریب دلچسپ کتابیں؟

مکافاتِ عمل شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئلیم کے ناول دیجزاوف سن (نتیجہ گناہ) کا ترجمہ اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاؤ کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند نصیحت کا خشک دفتر۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام اعلیٰ حقیقتیں اس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہو گی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں سے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا نور چمکایا۔ مصنف والا تزادی مسیحی دین کا کچھ ایسے عجیب طریقہ پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کر کے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کر کے فضائل اسلام کو آفتاب سے وہ منور روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ۔ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی معترض کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں ہے۔ ایک مسلمان۔ ترک حلیم بے اور یورپین لیڈی بلنشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کامل معلوم ہوتا ہے بالمقابل دو یورپین میسٹنگز اور مس مونا کا عشق۔ تمام اندرونی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آرمینا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے۔ لائق مترجم نے جا بجا آیات قرآنی کا حوالہ دیکر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنادیا ہے کہ یقیناً ہر مسلمان اس عجیب و غریب اسلامی ناول کو پڑھ کر خوش ہو گا۔

تذکرہ صابریہ۔ بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ حالات ہیں کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس رسالہ نے تمام مسلمانوں میں نہایت قبولیت حاصل کی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے اہل دل جلدی اسکی خریداری کریں۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴؍

اسلام۔ امریکہ کے شیخ الاسلام الگزینڈر رسل ویب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلائل ہیں قیمت ۔۔

کلماتِ طیبات۔ حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب اور مفید ہیں۔ قیمت ۔۔

فیوض الحرمین۔ اسم بامسمیٰ کتاب ہے۔ قیمت ۱۰؍

منبع العرفان۔ واقعی عرفان کا چشمہ ہے۔ قیمت ۱۰؍

جنگ اجنادین۔ فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶؍

فخر البلاد یعنی تاریخ بغداد اردو۔ قیمت ۔ ۔ ۴؍

عید المومنین۔

اسلام کی دنیوی برکتیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کیلئے واقعی ایک برکت ہے۔ نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدرآباد دکن کی تالیف ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶؍

صداقت اسلام۔ اسلام پر دو زبردست لکچر۔ ایک لکچر آنریبل سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا۔ دوم لکچر ڈاکٹر لائٹنر صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا سرسید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴؍

مترجم دود تلخ الٰہی۔ ایک ہندی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۱؍

حملہ آوری۔ ایرانی سرزمین اور اسلامی ناموروں کی شجاعت کی معتبر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴؍

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین

یہ کتاب فی الحقیقت ایک سعادت ہے۔ اور ایسی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۸؍

گلستان خواجہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ بایدو شاید حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری ہے یہ حقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ۔ متعدد نقشے درگاہ شریف

اور اس کے متعلقات کے ہمراہ ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴؍

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف۔ نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پر معنی اور پر مغز ہیں کہ سبحان اللہ۔ ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اس کے دلدادہ اور شیدائی ہیں۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔

دیوان راسخ۔ موجودہ زمانہ میں ایشیائی شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چوچلا پیدا کیا ہے اس کا مزہ چکھنا چاہو تو یہ دیوان ملاحظہ کرو۔ جو مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا مجموعہ ہے اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندوستان بھر کے شعراء رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ حضرت ملا ... میں۔ ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ نشتر ہے ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی ... معلا ... راسخ ہی کا کام ہے ضخیم ... ہے۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔

دیوان عزیز۔ یہ دیوان بھی ... کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جس کا لطف کسی چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔

مولود شریف لطیف۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھیے اور مصنف کو داد دیجیے ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ وصل علیٰ قیمت ۔ ۔ ۳؍

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس

امرتسر کے نام

ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

پاکوں اور ناپاکوں کا انجام

الٰہی تو ہے اپنے پاکوں کا حامی
ہے مقصودِ دل اُنکا تیری غلامی
سدا رہتے ہیں وہ تری بندگی میں
وہ پاتے ہیں عزت سرافگندگی میں
ہمیشہ وہ ہیں تیری رحمت کے طالب
ترا شوق ہے اُنپہ ہر وقت غالب
سدا مست ہیں وہ تری آرزو میں
تجھے دیکھتے ہیں ہر اک رنگ و بو میں
اُنہیں ولولہ ہے تری آرزو کا
تو ہے مدعا اُن کی ہر گفتگو کا
کسی سے سوا تیرے کچھ نہیں میں
خلافِ رہِ صدق کرتے نہیں میں
وہ ہیں نعل اور تو ہی ہے کان اُنکی
وہ قالب ہیں اور تو ہی ہے جان اُنکی
وہ ہو تو رہیں تیرے تو ہوتا ہے اُن کا
مزا لیتے ہیں تیرے شیریں سخن کا
وفا تو ہے تجھ میں تو ہوتا ہے اُنہیں
بھلا بعد ہوتا ہے کیا شاخ و بن میں
تو بنتا ہے اپنے پیاروں کے اعضا
تو ہوتا ہے ہر دم نگہبان اُنکا
تو ہی آنکھ اور کان بنتا ہے اُن کے
تجھی سے ہی تکتے ہیں وہ تیری سُن کر
تو ہی بنتا ہے اُن کے ہاتھ اور پاؤں
میں کیا کیا تری قدرتیں یاں بتاؤں
تجھی سے وہ دیکھیں ہیں جو دیکھتے ہیں
دکھائے جو تو اُن کو سو دیکھتے ہیں
تجھی سے ہی سنتے ہیں جو تو سنائے
تجھی سے ہیں چلتے جدھر ہیں

تجھی دیکھتے ہیں جدھر دیکھتے ہیں
ادھر دیکھتے یا اُدھر دیکھتے ہیں
ترے نور سے روشنی پاتے ہیں وہ
سدا تیری جانب چلے آتے ہیں وہ
دکھاتی ہے قدرت تری رنگ اُنہیں
نرالا ہی قدرت کا ہے ڈھنگ اُنہیں
کچھ ایسے فنا در فنا ہوتے ہیں وہ
کہ نام و نشاں اپنا ہی کھوتے ہیں وہ
نہ خواہش کوئی باقی رہتی ہے اُنہیں
لگے رہتے ہیں وہ سدا تیری دُھن میں
رضا سے تری بس مزے پاتے ہیں وہ
ارادوں سے اپنے گذر جاتے ہیں وہ
سدا گیت گاتے ہیں تیری رضا کا
مٹا دیتے ہیں نام حرص و ہوا کا
بلاؤں میں حمد و ثنا گاتے ہیں وہ
مصائب میں کیا کیا مزے پاتے ہیں وہ
مزے تیری اُلفت کے وہ لوٹتے ہیں
تعلق پیاروں سے جب چھوٹتے ہیں
وہ تیرے محب ہیں تو اُنکا ولی ہے
ترا لطف اُن پر خفی و جلی ہے
جو تیری ہے عادت وہی اُنکی خُو ہے
جو اُنکا عدو ہے وہ تیرا عدو ہے
رضا تیری اُنکی رضا میں ہے شامل
عطا تیری اُن کی عطا سے ہو حاصل
اُنہوں نے ہی ہے ساری دنیا سنواری
اُنہوں نے کئے تیرے احکام جاری
اُنہیں کی اطاعت ترا پاک دیں ہے
خلاف اُنکا منظور تجھکو نہیں ہے
مسالک ہیں اُنکے تری پاک راہیں
ہیں منظور حضرت میں اُنکی دعائیں
سدا اپنا رکھتے ہیں وہ ڈھب نرالا
تحدی سے وہ جیت جاتے ہیں پالا
ستائے جو اُن کو ہے تجکو ستاتا
دکھائے تجھے اُن کو ہے جو دکھاتا

ستاتے ہیں جب تیرے پاکوں کو ظالم
ترا قہر ہوتا ہے پھر اُنپہ قائم
ترے پاک لوگوں کو جس نے ستایا
وہ ایسا گرا سامنے پھر نہ آیا
جب آتی ہے نصرت ترے رسولوں کو
ہلا دیتی ہے یک بیک وہ دلوں کو
جب آتی ہے نصرت تری یا الٰہی
تو پڑتی ہے اعدائے دیں پر تباہی
تری جاری ساری یہ عادت ہے مولا
کہ تو اپنے بندوں کو ہے آزماتا
تو پاکوں کی کرتا ہے جب آزمائش
وہ کرتے ہیں تیری ثنا و ستائش
ترے امتحاں میں جب آتے ہیں مُرسل
تو پھر استقامت دکھاتے ہیں مُرسل
بڑھاتے ہیں وہ مومنوں کے یقیں کو
سبق اُنسے ملتا ہے ہر اہلِ دیں کو
ترے امتحاں میں یہ ہے راز مضمر
جدا ہوں سعید اور شقی دونوں یکسر
جب آتی ہے پاکوں پہ اعدا کی باری
تو بخشے ہے پاکوں کو تو رستگاری
ہلاکت وہ پڑتی ہے اعدائے دیں میں
کہ ہیبت سے پڑتا ہے لرزہ زمیں میں
مطیعانِ حق کی تو کرتا ہے یاری
یہی تیری سنت ہے اے حق باری
جہاں تو نے صادق کیا کوئی پیدا
مقابل میں اُس کے ہوا کذب پیدا
ہوئی صدق اور کذب میں پھر لڑائی
ترے صدق نے آخرش فتح پائی
یونہی صدق کھلتا ہے عالم میں تیرا
صداقت سے اُٹھتا ہے دنیا میں پردا
مطیعوں کو پھر ڈھانک لیتی ہے رحمت
دبا لیتی ہے منکروں کو ہلاکت
مبارک وہی ہیں جو یہ راز سمجھیں
[illegible] صداقت کی آواز سمجھیں

[illegible] میں وہ جنکو حق کی طلب ہے
[illegible] وہ جنکو پاس ادب ہے
جب آدم کو حق نے خلیفہ بنایا
مقابل میں شیطان [illegible] دخل تہا یا
ہوا نوح کو حکم تبلیغ حق سے
تو دشمن ہوئے سارے سب اتفاق
ہوا حکم جب یہ خلیل خدا کو
تو ہوئی خصومت کی اہل جفا کو
ہوا جبکہ موسیٰ کو حکم الٰہی
تو فرعون کے دل میں چہائی سیاہی
مسیحا کو جب حق نے مرسل بنایا
مقابل میں اعدا [illegible]
نشاں گر کیا جب شہ مصطفیٰ کا
تو برپا ہوا ایک لشکر جفا کا
ابوجہل کوئی کوئی بولہب تہا
کسی کو بہی ان میں نہ پاس ادب تہا
ستایا نبی شہ انبیاء کو
عداوت میں ہو کے وہ روز جزا کو
بنا وہ ابوالجہل جو بوالحکم تہا
نہ فرعون سے شورہ پشتی میں کم تہا
فنا کر دیا سب کو قہر خدا نے
لیا ان کو گہیرا آتش [illegible] نے
غرض پاک لوگوں کے یہ سب تہے اعدا
کئے حق تعالیٰ نے غارت سراپا
نہ باقی رہا کوئی بہی ان کا دشمن
نہ پایا کسی نے کہیں کہف و مامن
یہی سنت حق ہمیشہ ہے جاری
سدا یوں ہی کرتا ہے وہ حق باری
اسی طرح اب حق نے بہیجا ہے مہدی
مسیح و امام الزماں ہے وہ ہادی
ہوا قادیاں میں وہ نازل پیارا
شکستہ دلوں کا وہی ہے سہارا
اب اسکے مقابل ہی دشمن کہڑے ہیں
بہت سے شیاطین ملکر اڑے ہیں

ابوجہل ہی نہیں ہے ایک بہاری
کہ شیطان نے عقل ہے اسکی ماری
تو ہیں فرعون سے وہ بڑہا ہے
مقابل میں حق کے بہت ہی اڑا ہے
ہر ایک چال میں اسکی جور و ستم ہے
نہ بوجہل سے شورہ پشتی میں کم ہے
مقابل کہڑا ہے امام الزماں کے
مسیح جناب شہ انس و جاں کے
غرض یہ ہی اب ایک کشتی ہے بہاری
ادہر ہے مسیحا ادہر قوم ساری
یہ کشتی لگی ہے امام زماں سے
جو دنگل میں نکلا ہے [illegible]
لگی ہے یہاں نقد ایماں کی مالی
گرا جو گیا دین و ایماں سے خالی
یہ ہے پہلوان ایک رب العلیٰ کا
مسیحا غلام احمد مصطفیٰ کا
یہ ہے رستم ہند ختم الرسل کا
یہی ہے غلام اس امام السبل کا
سپاہی ہے یہ حضرت مصطفیٰ کا
یہی ہے نقیب اس شہ دوسرا کا
جو خم ٹہونک اس کے مقابل میں کا
پچہاڑا گیا - اور ایماں گنوایا
سدا لعن و نفریں کا وارث ہوا وہ
سدا ذلتوں میں رہا مبتلا وہ
بہلا اس سے بڑھکر کوئی کیا گناہ ہے
ولی کی عداوت خدا کی پناہ ہے
تمنا مبارک کی ہے یہ الٰہی
محبت عطا کر مجہے صادقوں کی
عداوت سے پاکوں کی یارب بچاکر
محبت مسیحا کی مجکو عطا کر

خاکسار ابو یوسف

اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان بیساکہی ۶ اپریل ۱۸۹۹ء سے شروع ہو کر ۱۵ اپریل ۱۸۹۹ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے - اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ مال مویشی [illegible] بہ فہرست انعام کے جو [illegible] دیا جاوے گا اور مبلغ چار سو روپیہ گہوڑوں کو انعام دیا جاوے گا - اور مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیے ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودہ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام [illegible] کیا جاوے گا یعنی ۱۱ و ۱۲ - اپریل ۱۸۹۹ء کو دو وقت صبح اور شام دودہ دوہ کر وزن کیا جاوے گا اور نیز میلہ اسپان بدستور حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا - ۶ مارچ ۱۸۹۹ء

المشتہر
مسٹر جے جی ایس صاحب بہادر
سکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

عیسائیوں کا کفارہ بھی آخر کار ہی ثابت ہوا

[illegible] مذہب کا ستون اور دینیا ہو لو ہی بنیاد کی پتھر اور فرعی نجات کا دار ہدار [illegible] عیسائیوں کے نزدیک [illegible] کا کفارہ ہی تھا۔ مگر جب تحقیق کی نظر سے دیکھا گیا تو از روئے انجیل یہ کفارہ تار عنکبوت سے بھی کمزور ثابت ہوا۔ گو اس کفارہ کی تردید میں مختلف [illegible] اہل اسلام کی جانب سے شائع ہو چکے ہیں مگر [illegible] رنگ و بوی دیگر است اور کل جدید لذیذ [illegible] ایک نئی طرز کی تردید [illegible] ناظرین کی جاتی ہے۔

ہمارا منشا ہے کہ قبل از بیان دلائل ہم [illegible] کے سامنے رکھدیں کہ نجات اخروی کے [illegible] خداوند کریم نے کس نوع امتنان کے لئے [illegible] کی حرمت کیا کیا تجویز فرمائے ہیں [illegible] سے ظاہر ہوتا ہے کہ نجات کے [illegible] بندگان خدا کو تعلیم ہوتے ہیں چنانچہ [illegible] نجات اخروی کے یہاں بیان [illegible]۔

[illegible] نجات کا فضل باری تعالیٰ ہے دیکھو [illegible] آیت ۳ اے یاہ اگر تو گناہ کا [illegible] تو اے خداوند کون کھڑا رہے گا پھر تیرے پاس [illegible] آیت ۵ ای اسرائیل خداوند پر [illegible] کہ رحمت خداکے پاس ہے اس کے پاس [illegible] اور مطابق اس کے زبور ۹ آیت [illegible] اور جا بجا نزول رحمت [illegible] زبور ۱۰۳ آیت ۱۸ و ۱۹ میں بتایا [illegible] اعمال تمام الٰہی سے بالیقین ثابت ہوتا ہے [illegible] سے ہوگی اور یہ کفارہ رحمت

اور شفقت خداوندی کے منافی ہے کیونکہ فدیہ کے معنی عوض و معاوضہ کے ہیں جائے انصاف ہے کہ جب عیسائیوں کی نجات معاوضہ پر ٹھیری تو عیسائی صاحبان خود ہی غور فرماویں کہ پھر رحمت اور شفقت خداوندی سے کیا مطلب کیا کہیں رحمت خداوندی میں عوض اور معاوضہ بھی ہو سکتا ہے اور یہ اظہر ہے کہ جہاں عوض و معاوضہ ہے وہاں رحمت اور شفقت نہیں جہاں رحمت و شفقت ہے وہاں عوض و معاوضہ نہیں پس یا عیسائی خود ہی اپنے ساختہ پرداختہ اس کفارہ و فدیہ کو مردود قرار دیں یا رحمت اور شفقت باری سے محروم ہو کر زبور یا دیگر آیات کا جو فضل خداوندی پر دلالت کرتی ہیں انکار کریں کیونکہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ یہ مسئلہ فدیہ اور کفارہ منافی ہے صفت رحمانیت کے پس جمع ہونا دو متضاد کا محالات سے ہے۔

دوسرا وسیلہ نجات کا شفاعت انبیاء کرام ہے دیکھو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شفیع ہونا توریت سے ثابت ہے گنتی باب ۱۴ آیت ۱۹ اب تو اپنی رحمت کی فراوانی سے اس امت کے گناہ بخشدے جیسا تو مصر سے لیکر یہانتک بخشتا رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب میں خداوند کریم نے فرمایا۔ آیت ۲۰ میں نے تیرے کہنے سے بخشے اور ایسے ہی کتاب ایضاً باب ۱۲ آیت ۱۳ اور کتاب استثنا باب ۹ اسی ۲۶ تک حضرت موسیٰ کی شفاعت کا ذکر موجود ہے حتیٰ کہ فرعون جیسا سیاہ دل کافر بھی آپکے شفیع ہونے کا قائل تھا دیکھو کتاب خروج باب ۸ آیت ۸ کیا عیسائی جناب موسیٰ علیہ السلام کی شفاعت کے منصب سے انکار کر سکتے ہیں اگر منکر ہوں بھی تو پہلے توریت کی تکذیب کریں کیونکہ توریت سے حضرت موسیٰ کی شفاعت کا ثبوت بخوبی اوپر ہو چکا ہے جائے تعجب ہے کہ خداوند تعالیٰ ایک عبد بن عبد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شفاعت سے گنہگار بندوں کے گناہ معاف کردے اور جو حسب اعتقاد عیسائیوں کے اپنے فرزند ارجمند کو منصب

سے محروم رکھے اور اس کے خون کا پیاسا ہو کر اسکو ناحق لوگوں کے گناہوں کی خاطر یہود کے ہاتھ سے مصلوب کرائے کیا کوئی صاحب یہ بات خلاف عدل قبول کر سکتا ہے۔

تیسرا وسیلہ نجات کا توبہ ہے دیکھو نینوہ کے باشندے توبہ سے بچ گئے اس پر صحیفہ یونس کا باب ۳ گواہ ہے اور نینوہ کے لوگوں کی توبہ قبول ہونے کی تصدیق انجیل لوقا باب ۱۱۔ آیت ۳۲ میں موجود ہے اور گنہگار کی توبہ سے خداوند کریم کا خوش ہونا انجیل لوقا باب ۱۵ آیت ۷ سے ہویدا ہے اور توبہ کا بیان بائبل میں قریباً ۲۵ جگہ سے زیادہ ہے پایا جاتا ہے کیا توبہ کا مسئلہ عیسائیوں کے نزدیک غلط ہے اور جن کتابوں میں توبہ سے گناہ کی بخشش کا بیان ہے عیسائیوں کی عقل میں جھوٹے ہیں جو ناحق کے کفارہ فرضی اور کمزور وسیلہ ٹھیرا کر مفت کی نجات کے متلاشی ہونا مفت خوروں کا کام ہے

چوتھا وسیلہ نجات کا از روئے اناجیل اعمال حسنہ ہیں دیکھو خط رومیوں باب ۲ آیت ۶ وہ ہر ایک کو اس کے کاموں کے موافق بدلہ دیگا۔ ان کو جو نیک کام پر صبر کے ساتھ قائم رہینگے بزرگی اور عزت اور بقا کے طالب ہیں ہمیشہ کی زندگی دیگا مگر ان پر جو فسادی ہیں اور سچائی کے تابع نہیں ہوتے بلکہ ناراستی کے تابع ہیں قہر اور غضب ہوگا ہر ایک آدمی کی جان جو برائی کرتی ہے رنج اور عذاب میں پڑیگی پہلے یہودی کی پھر یونانی کی پھر ہر ایک کو جو بھلائی کرتا بزرگی اور عزت اور سلامتی ملے گی پہلے یہودی کو پھر یونانی کو کیونکہ خدا کے حضور کسی کی طرفداری نہیں ہوتی۔

دیکھو عبارت مذکورہ بالا سے دو امر بخوبی ثابت ہو گئے۔ امر اول نیک اعمال ہمیشہ کی زندگی یعنی نجات دائمی کا حاصل ہونا۔ امر دوم نیک اعمال ہی بدون قید مذہب یعنی بدون عیسائی ہونے کے خواہ یہودی ہو خواہ یونانی نیک اعمال سے نجات پا سکتا ہے عیسائی ہونا اور کفارہ پر ایمان لانا کچھ ضرورت نہیں۔ اب کہاں گیا عیسائیوں کا خود ساختہ

زد میان پولوس رسول نے بیکار کر دیا ... اعمال حسنہ سے وابستہ کرکے عیسائی ہوگئی ... کے واسطے طاق رکھدیا اور بدون کفارہ مسیح کے پہلے ہی دوزخی دوزخ اور بہشتی بہشت میں داخل ہوچکے ہیں دیکھو انجیل لوقا باب ۱۶ آیت ۱۹ سے آخر تک ایک دولتمند لعازر نامی غریب آدمی کا قصہ لکھا ہے اور یہ قصہ خود مسیح نے اپنی زندگی میں بیان کیا ہے جائے غور ہے کہ جب کفارہ ہونے کے پہلے ہی دوزخ بہشت کا سلسلہ جاری تھا تو بہشت میں بدون کفارہ کے بندگان خدا کا جانا ثابت ہوگیا۔ اب یا تو عیسائی اس قصہ مندرجہ انجیل لوقا کی تکذیب کریں یا کفارہ سے دست بردار ہوں الغرض نجات کے وسائل تو اور دیگر بھی بہت ہیں مگر بخوف طوالت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے یہ ایک پہلو تردید کفارہ کا ہے جو اوپر بیان ہوچکا ہے۔

اب دوسرا پہلو بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اناجیل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے گناہ ایسے ہیں جنکو خود مؤلفین اناجیل تسلیم کرتے ہیں کہ ان گناہوں کا کفارہ ہونا ممکن ہی نہیں اور وہ

پہلا گناہ روح القدس کی بے ادبی کرنا۔ دیکھو انجیل متی باب ۱۲ آیت ۳۱ - اس لئے میں تمکو کہتا ہوں کہ لوگوں کا ہر طرح کا گناہ اور کفر معاف کیا جائیگا مگر وہ کفر جو روح کے حق میں ہو لوگوں کو معاف نہوگا جو کوئی ابن آدم کے حق میں برا کہے اُسے معاف ہوسکیگا پر روح قدس کے حق میں برا کہے اسے ہرگز معاف نہ ہوگا نہ اس جہان میں نہ اُس جہان میں اس انجیلی عبارت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اول روح القدس کا بے ادب دارین میں بخشش کے قابل نہیں اور نہ کفارہ اسکو کوئی فائدہ دے سکتا ہے بلکہ از روئے انجیل روح القدس کے بے ادب پر جہنم کا فتویٰ ہوچکا ہے دوم مسیح کا رتبہ روح القدس سے کم ثابت ہوا اور یہ بات ظاہر ہے کہ کم مرتبہ خدا نہیں ہوسکتا۔

تو عیسائیو مسیح کی زبانی مسیح کی خدائی کا ابطال ہوگیا

دوسرا اپنی خطا کاروں کی خطائیں معاف نہ کرنا۔ انجیل مرقس باب ۱۱ آیت ۲۵ - اور جب کہ تم دعا کے لئے کھڑے ہوتے ہو اگر تمہیں کسی پر شکایت ہو تو اُسے معاف کرو تاکہ تمہارا باپ جو آسمان پر ہے تمہارے قصوروں کو معاف کرے اور اگر تم معاف نہ کروگے تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے تمہارے قصور معاف نہ کریگا۔ دیکھو اپنے خطا کاروں کی خطائیں معاف نہ کرنے والوں سے دعویٰ انجیل میں ہوچکا ہے کہ خدا تعالےٰ ان کی خطائیں معاف نہ کرے گا اب کفارہ کے وسیلہ پر اگر خطائیں معاف نہ کرنے والا بھروسا رکھے۔ تو پہلے خدا کو وعدے خلاف ضرورت دل میں مان لے اور یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ الٰہی وعدے خلاف ہوں جب یہ نہیں ہوسکتا تو اپنے مجرموں کی خطائیں معاف نہ کرنے والا کفارہ سے کوئی فائدہ بھی نہیں اٹھا سکتا۔

تیسرا گناہ حق العباد ہے انجیل متی باب ۵ آیت ۲۶ میں تجھسے سچ کہتا ہوں کہ جب تک تو کوڑی کوڑی ادا نہ کرے تو وہاں سے کسی طرح نہ چھوٹیگا۔ کیا عیسائیوں کی ضمیر یہ بات تسلیم کرسکتی ہے کہ برائی گٹھریاں مار کر مسیح کے کفارہ پر بھروسا کرکے گناہ حق العباد معاف ہوسکتا ہے جسکی عدم معافی پر خود مسیح کی شہادت اوپر بیان ہوچکی ہے جائے انصاف ہے کہ گناہ حق العباد کی خلاصی کفارہ پر تصور کرنا عقل سے ہاتھ دھونا اور مسیح کے قول مذکورہ بالا کی تکذیب کرنا ہے علاوہ ازیں اور بہت گناہ ہیں جنکو میاں پولوس قابل بخشش نہیں جانتے دیکھو خط اول قرنتھیون باب ۶ آیت ۹ کیا تم نہیں جانتے کہ ناراست خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے فریب نہ کھاؤ کیونکہ حرام کار اور بت پرست اور زنا کرنے والے اور عیاش اور لونڈے باز اور چور اور لالچی اور شرابی اور گالی بکنے والے اور لٹیرے خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے

دیکھو پولوس آپ کے فرضی رسول کے نزدیک - (۱) ناراست (۲) حرام کار (۳) بت پرست (۴) زنا کرنے والے (۵) عیاش (۶) لونڈے باز (۷) چور (۸) لالچی (۹) شرابی (۱۰) گالی بکنے والے (۱۱) لٹیرے - نجات اُخروی سے محروم رہینگے اور الیسا ہی کتاب مکاشفات باب ۲۲ آیت ۱۴ میں ہے مبارک وے ہیں جو اسکے حکموں پر عمل کرتے ہیں تاکہ زندگی کے درخت پر ان کا اختیار ہو اور دروازوں سے شہر یعنی بہشت میں داخل ہوویں مگر کتے اور جادوگر اور حرام کار اور خونی اور بت پرست اور جو کوئی جھوٹھ کو چاہتا اور بولتا ہے سب باہر ہیں یعنی بہشت سے خارج رہینگے - اول کتے یعنی وہ آدمی جنکی اخلاقی حالت مردہ ہوگئی ہے دوم جادوگر سوم حرام کار چہارم خونی پنجم بت پرست ششم جھوٹھ کو چاہنے والے ہفتم جھوٹھ بولنے والے یہ تمام بدکار بہشت میں داخل نہیں ہوسکتے علاوہ ان گناہوں کے ایک اور بڑا گناہ ہے جس کے اکثر عیسائی مرتکب ہوتے ہیں یعنی اپنی ماؤں سے زنا کاری کرتے ... کیا ایسی گندی اور ناپاک فعل کا کفارہ مسیح کو تصور کرنا بے غیرتی میں داخل نہیں ہے دیکھو اول خط قرنتھیون باب ۵ آیت اول میں صاف لکھا ہے کہ آکثر دن سے سنتے ہیں کہ تمہارے بیچ حرامکاری ہوتی ہے اور ایسی حرامکاری جس کا غیر قوم والوں میں بھی ذکر نہیں کہ کوئی اپنے باپ کی جورو کو رکھے زمانہ میاں پولوس کے عیسائی ساکن قرنتھیون نعوذ باللہ من ذالک اپنی حقیقی ماؤں سے زنا کرتے تھے جسکا بیان کرکے پولوس انکو شرمندہ کرتا ہے کیا کوئی عیسائی ایسے سخت ناپاک اور گندے گناہ کا کفارہ مسیح کو قرار دے سکتا ہے یہ تمام گناہ جنکی عدم معافی پر خواہ اناجیل ہی کی شہادت دے رہی ہے انکا کفارہ مسیح کو ٹھہرانا انجیل مروجہ حال کی تکذیب کرنا ہے اب انصاف تو یہ ہے کہ عیسائی صاحبان ان گناہوں کی جنکی عدم معافی کا ذکر اناجیل میں موجود ہے سوا کر باقی گناہوں کی فہرست بندگان خدا کے سامنے پیش کریں پھر انکی نجات کے شائق ہوں

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر + اعنی ہر حق میں ہر بشر کے لیے + لعل دُور یتیم سے بڑھکر

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اظہار بشارت:۔ ناظرین ذی وقار طرز اشتہار واسناد ہیں بیشمار سرکار حضور اطمینان کر سکتے ہیں ورنہ گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے ہرگز طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جاہل دجال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیرخواہی عام بعد رستبازی کی کام ہی مردمیدان بن کر آئیں شرطیہ دلاسا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت:۔ بالشرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا کی کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مطلع فرماوے۔ اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ وہرجانہ لو صحیح طالبوا اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خدا داد کی منادی ہے۔ عام مبارکباد ی ہے۔

اس خادم الاطبا کو ہوسا طبیہ تجربات اور فقرا و کاملین ریاضین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخہ ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ وحیات معاودہ دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر پنج خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بدل کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیگر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے سوم (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیگر اقرارنامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرطیکہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا ہی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدین۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مطلق شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خدا داد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرارنامے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دنیا کسکو گراں ہے بفرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں نہ برباد وہ شجر ہے جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست وپرچہ تشخیص لاولدی کے مفت منگوائیں۔ جن بزرگوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط وکتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا وغذا اور پرہیز مفصل ہمراہ ڈبیہ کے درج ہوگا۔ والیان ریاست وامرا صاحب

مختار خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں +

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
1	جس کے اولاد نہو۔	عه	10	قولنج رکردی۔	صر	19	لقوه۔	صر	28	نل اُترنا۔	صر
2	جسکی اولاد چھوٹی مرجاوے۔	صر	11	سوزاک۔	صر	20	بھگندر۔	ے	29	طول وعرض وعمق ودواید۔	صر
3	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	صر	12	سرعت۔	عار	21	ناسور۔	ے	30	خضاب سالانہ۔	عار
4	جسکا حمل ۶۔ ۵ ماہ کا گرجاوے۔	صر	13	جریان۔	ے	22	بواسیر خونی وبادی۔	صر	31	نزلہ وزکام۔	عار
5	کمزوری۔	ے	14	غلط کاری۔	صر	23	ادہرنگ۔	ے	32	تسہیل ولادت	عه
6	مرگی۔	صر	15	گنٹھیہ۔	عار	24	ضیق النفس۔	ے	33	ہیضہ مجرب المجرب۔	عار
7	تب دق۔	عه	16	سفیدی آنکھ۔	صر	25	لیپہ۔	صر	34	بخار تجربہ وتیسرا یہ درد زنانہ	عه
8	ضعف باه۔	صر	17	ضعف بصر۔	ع	26	آتشک۔	صر	35	ضعف ہضم۔	صر
9	ضعف جگر۔	عه	18	سبل۔	عار	27	آتشک گل بدن۔	ے	36	[illegible]	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں + ۲

میمیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے بلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ سے خالص میرہ فی ماشہ عـــہ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ اور ماندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر۔ ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور بعض اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر وآنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ یعنے ایک دوکاندار سی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف وشفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی۔ اور مریض دعا گو ہے۔ بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان بعد ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص وعام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپیشل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر علی محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان۔

۶ مارچ ۱۸۹۶ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی اسناد میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو اسکے لئے بنک میں مارچ ۱۸۹۶ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر وپروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان سے چھپا

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۱۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۹ء | جلد ۳

ایڈیٹر کے مشورے

خوشی اور رنج اور مصیبت | خوشی داحت رنج اور مصیبت کیا ہیں؟ ایک دلی خواہش اور قلبی تمنا کی کامیابی یا عدم کامیابی کا نتیجہ ہیں۔ بلاریب نہیں کہ اس کا میابی کا نتیجہ ضرور مقبول ہی ہو۔ دیکھو اشیاء ذی تسکسہ بازو وغیرہ کی خوشی ممدنساں کی وجہ سے نہیں رنج کیوں پیدا ہوتے ہیں؟ ہم عام انتشار بحث نہ کرینگے ہمارے شیخ مولانا مولوی نورالدین صاحب نے رنج سے ہدایت کا کر لئے ہیں کہ ہاں کے انکو ہدایت کی پیروی کے لئے فرمایا تھا کہ خدا اور رسول بنو۔ پس کل دکھوں کی جڑ خدائی اور رسالت کا تاج ہے خدا بننا کیا ہے جبکہ ہمارا چاہا کیوں نہ ہو؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کی یہ شان ہے۔ یفعل ما یرید پس جب ایسے انسان کی خواہش کے موافق کوئی کام نہیں ہوتا تو اسے ملال و رنج پہنچتا ہے۔ اس کا تریاق یہی ہے دل سے سوال کرے کہ کیا تو خدا ہے؟ جواب پر وہی رنج خوشی سے بدل جاوے گا۔ رسول بننا کیا ہے؟ کہ ہمیں یقین ہو کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی راست اور حق ہے۔ اور اس کا مخالف چونکہ ہمارا نافرمان ہے لہذا جہنمی ہے پس اُسکا مخالف دیکھکر ہی رنج ہوتا ہے۔

کیا وہ لوگ جو مولوی اور فقیہ کہلاتے ہیں اور مفتی بنکر فتوے لکھتے ہیں محض اس ایک وجہ پر ایک مومن عبداللہ کو خارج از اسلام اور واجب القتل نار جہنم قرار نہیں دیتے کہ وہ ایک امر انکی مرضی کے خلاف بیان کرتا ہے؟ بے شک ایسا ہی ہوتا ہے۔ پھر ہم کو حیرت ہے کہ اپنے دعوے رسالت سے کیوں انکار کرتے ہیں۔ اسی کا نام تو رسول بننا ہے۔ ہمارے مخالف سوچیں! اور غور کریں!! اور پھر سوچیں!!! رسول نہ بنیں کہ راحت اسی میں ہے۔

انا للہ اہل اسلام | بنگالہ کے مسلمانوں میں خانسامانی۔ خدمت گاری۔ حمالی۔ قصابی گاڑی بانی گویا تقدیر میں لکھی ہے۔ پھر یاد رکھو کہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم اور ہند میں تعلیمی اسباب اور جناب امیر علیہ السلام کا پتا بننا۔ اور دوسرے بھائیوں کو کوڑی کا کرا کہنا۔ سنوا مقابل کے دوڑ گئے۔ اور تم سوتے کے سوتے رہ گئے۔ اگر ہم تکفیر بازی کے شایق مولویوں کو بیرونی حملے سننے اور دیکھنے کا اتفاق ہوتا۔ اور مسجد کی چار دیواری سے نکل کر نظارہ عالم دیکھتے تو انہیں معلوم ہوتا۔ انہیں کیا خبر ہے کہ تعلیم یافتہ نوجوان اور ال مذہب کو کس تمسخر سے سنتے ہیں۔ عربی ادب نہ جاننے سے ان کو قرآن کس کا کلام نظر آتا ہے تعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کے فہم نے بڑے بڑے علوم پہنچایا ہوتا۔ کاش! ہمارے بھائی شادیوں۔ فضول خرچیوں بے جا دعوتوں اور فسق و فجور کے ارتکاب اور زیب و زینت کے وقت یہ آیت پڑھا کریں۔

مسلمان اور آریہ | مسلمانوں کو موجودہ پستی اور ادبار کی حالت میں اہل ہمسائی ہمسری

... ہے اتفاق سخت مضر ہے اور ممکن ہی ... ایسی تاثیر رکھتے ہیں آج تک کے تجربے نے دکھلا دیا ہے۔ لیکھرام کے قتل پر مسلمانوں نے دکانیں ... لیکن آخر وہی ہندو دوکاندار وہی اہل اسلام خریدار۔ امید کی جاتی تھی کہ آریہ کھنڈ کی ... قوم کا تنفر یا تعصب تعلیم سے کم ہوجاتا۔ مگر نہیں ع سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا۔ پہلے تنفر میں ایک اور جوش پیدا ہوا۔ ہندو ہندو نہ رہے۔ آریہ بنے۔ آریہ صاحبان کے بعض خطرناک جلسے اس وقت آنکھ کے سامنے ہیں کہ وہ عالمگیر اور محمود کے ان غیر صحیح اور بے معنے محض واقعات کا بدلہ مسلمانوں سے لینا چاہتے ہیں۔ اگر ان کا بس چلے۔ باوصفیکہ وہ تناسخ کے قایل ہیں اور آج تک ثابت نہیں کر سکے کہ یہ مسلمان وہی ہیں جو عالمگیر اور محمود کے ساتھ تھے۔ یا اس وقت کے مسلمانوں نے بعرض محال ابتدائی برائی کی تھی؟ کیا اگر تناسخ سچ ہے تو یہ ممکن نہیں کہ وہ مسلمانوں کی برائی اگر ہو اگو ہمارے خیال میں قطعاً نہیں کسی اہل ہند کے پرم جنم کے کرموں کا پھل نہ ہی یہ اختلاف اور نفاق جو دونوں قوموں میں مسلمانوں کی طرف سے واقعی نہیں۔ دبی بلی چوہوں سے کان کٹواتی ہے۔ اگر اختلاف ہو تو ایک دوسرے سے بازی لیجانے کے لئے کوشش کرے اور دونوں ترقی پا جاویں علم وفضل میں معراج حاصل کریں اور ان میں انصاف قایم ہو۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو آریوں سے نفاق اور اختلاف نہیں اگر ہے تو لاریب حلوائی اور پنساری سے لیکر صراف اور بزاز تک مسلمان نظر آتے مگر کیا کوئی ہے؟

خلوت۔ جلوت | دعوت اور اصلاح پلیٹ فارم۔ مباحثوں۔ شادی کے جلسوں ماتم کدوں۔ میں اسپیچیں ہوں۔ تو قوم کی حالت سدھرے گی۔ ہاں! ان اسپیچوں میں اپنی طاقت لسانی اور خوش بیانی کی داد سننا مطلوب نہ ہو بلکہ بلا خوف لومۃ لائم جو کچھ کہا جاوے سچ کہا جاوے اور ملنے جزا تحسین ننگ ونام کا خیال رہے پھر بھی سچی خیرخواہی اور للہی جوش ہو تو کچھ بنے گا۔ مگر نری دعوت نرا جوش۔ خشک نصیحت کارگر نہ ہوگی۔ سب سے بڑی موثر نصیحت گھر کر جانے والا وعظ اپنا نیک نمونہ ہے۔ پس ملک اور قوم کے سامنے اپنے پاک نمونے رکھدو کہ بہترین واعظ یہی ہیں۔

قومی بہتری چاہنے والو | تمہارے لمبے چوڑے لیکچر کیا قوم کے لیے کچھ مفید ہو سکتے ہیں؟ ہم پوچھتے ہیں کہ پرانے واقعات کو یاد کرکے رونا کچھ مفید ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پدرم سلطان بود کیا فایدہ پہنچا سکتا ہے۔ جبکہ ہم قعر مذلت میں پڑے ہیں۔ استخوان فروشی چھوڑ دو۔ گڑے مردے نہ اکھاڑو سلف ریسپکٹ کا مفہوم سمجھو! خود کچھ بنو۔ اگر آپ کچھ بھی نہیں تو آباواجداد کی شرافت ہم کو معزز نہ بنا سکے گی۔ بہتر ہو کہ تمہارے قومی جلسوں اور مجمعوں میں پرانی سٹوریاں نہ سنائی جاویں اور قوم کو اور بھی مغرور اور سست بننے کی تحریک نہ دیجاوے اس سے بیشک تغافل بڑھتا ہے۔ اگر نہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ اتنی ہائے پکار اور عرب کے فتوحات سنا لینے اور مرثیہ خوانیوں سے کیا ہوا؟ کیا قوم میں جو نقص پڑے ہوئے ہیں دور ہوگئے؟ جواب یہی ہے۔ ایک بھی نہیں ہے۔ پس علاج ہے قرآن کریم کو پھیلاؤ اسکی اشاعت کرو کہ رذیلوں کو شریف۔ جاہلوں کو عالم محکوموں کو حاکم۔ بے دینوں کو اگر کوئی خداپرست بنا سکتا ہے تو قرآن کریم قرآن کی اشاعت کرو اسکے مضامین کو دنیا میں نہیں تو اپنی قوم میں پھیلاؤ پھر خاطر خواہ اور پسندیدہ نتایج کا ذمہ وار خدا ہے۔

اخبار | قوم کی ترقی۔ ملکی بھلائی۔ عوام کی رہنمائی۔ خواص کی دلچسپی۔ حکام کی ہدایت۔ رعایت رعیت اور انکی اطاعت کا ذریعہ ہے۔ مگر جہاں پولیٹیکل سوشل تعلیم نہ ہو وہاں یہ کاغذ بالکل بیکار ہے۔ خدایا! مہتممان اخبار مشمول بلند حوصلہ۔ خداترس۔ شریف عالی خیال ہوں۔ اللھم اجعلنا منہم صرف بہانہ طماع۔ یاوہ گو نہ ہوں۔ ربنا لا تجعلنا منہم۔ قوم کی حالت کو سدھارنے کے لئے اخبار بہترین ذریعہ ہے بشرطیکہ وہ اس مطلب کے لئے وضع کیا جاوے اور قوم اسپر توجہ کرے۔

اسرار معرفت

ذیل میں ہم حضرت اقدس کی ایک تقریر کا کچھ حصہ بطور نمونہ درج کرتے ہیں۔ یہ تقریر بصورت رسالہ جداگانہ چھپ رہی ہے ہمارے مخدوم مولنا مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ اس تقریر کی کثیر التعداد کاپیاں شایع ہوں اور ہمارے ہر دوست کے ہاتھ میں بطور خضر طریقت اور سارٹیفکٹ ہو پھر ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دوست اسکی اشاعت میں بہت کوشش کرینگے۔ اگر سو آدمی ہی بیس بیس کاپیاں خرید کریں تو صرف چار ان کو ملیں گے اور دو ہزار کاپی شایع ہو سکتی ہے۔ یہ تقریر اخبار میں شایع نہ ہوگی محض نمونتاً درج کی گئی ہے۔ جداگانہ چھپ رہی ہے۔

ایڈیٹر

غلہ تقریر مذکور مع ایک خط کی جو وحدت وجود کی حقیقت پر ہے چھپ چکی ہے قیمت ۲/

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تقریر حضرت اقدس

مورخہ ۱۸ جنوری ۱۸۹۹ء

تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک کا نام معلق ہے اور دوسری کو مبرم کہتے ہیں۔ اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعا اور صدقات اس کو ٹلا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے اور مبرم ہونے کی صورت میں وہ صدقات اور دعا اس تقدیر کے متعلق کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ ہاں وہ عبث اور فضول بھی نہیں رہتی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے وہ اس دعا اور صدقات کا اثر اور نتیجہ کسی دوسرے پیرایہ میں اس کو پہنچا دیتا ہے۔ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی تقدیر میں ایک وقت تک توقف اور تاخیر ڈال دیتا ہے۔

قضائے معلق اور مبرم کا ماخذ اور پتہ قرآن کریم سے ملتا ہے یہ الفاظ گو نہیں مثلاً قرآن کریم میں فرمایا ہے ادعونی استجب لکم۔ ترجمہ دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ اب یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا قبول ہو سکتی ہے اور دعا سے عذاب ٹل جاتا ہے اور ہزارہا کیا کل کام دعا سے نکلتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کل چیزوں پر قادرانہ تصرف ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اسکے پوشیدہ تصرفات کی لوگوں کو خواہ خبر ہو یا نہ ہو۔ مگر صدہا تجربہ کاروں کے وسیع تجربے اور ہزارہا دردمندوں کی دعا کے صریح نتیجے بتلا رہے ہیں کہ اس کا ایک پوشیدہ اور مخفی تصرف ہے وہ جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اثبات کرتا ہے۔ ہمارے لئے یہ امر ضروری نہیں کہ ہم اسکی تہ تک پہنچنے اور اسکی کنہ اور کیفیت معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ایک شے ہونے والی ہے۔ اسلئے ہم کو جھگڑے اور مباحثے میں پڑنے کی ضرورت نہیں خدا تعالیٰ نے انسان کے قضا و قدر کو مشروط بھی رکھا ہے جو توبہ۔ خشوع خضوع سے ٹل سکتی ہیں۔ جب کسی قسم کی تکلیف اور مصیبت انسان کو پہنچتی ہے تو وہ فطرتاً اور طبعاً اعمال حسنہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اپنے اندر ایک قلق اور کرب محسوس کرتا ہے جو اسے بیدار کرتا اور نیکیوں کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے اور گناہ سے ہٹاتا ہے۔ جس طرح پر ہم ادویات کے اثر کو تجربے کے ذریعہ سے پا لیتے ہیں۔ اسی طرح پر ایک مضطرب الحال انسان جب خدا تعالیٰ کے آستانہ پر نہایت تذلل اور نیستی کے ساتھ گرتا ہے اور ربی ربی کہہ کر اسکو پکارتا اور دعائیں مانگتا ہے۔ تو وہ رویائے صالحہ یا الہام صحیحہ کے ذریعہ سے ایک بشارت اور تسلی پا لیتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب صبر اور صدق سے دعا انتہا کو پہونچیگی تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ دعا۔ صدقہ اور خیرات سے عذاب کا ٹلنا ایسی ثابت شدہ صداقت ہے جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کا اتفاق ہے اور کروڑہا صلحا اور اتقیا اور اولیاء اللہ کے ذاتی تجربے اس امر کے گواہ ہیں

نماز کیا ہے؟ یہ ایک خاص دعا ہے۔ مگر لوگ اسکو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے؟ اسکے غنائے ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا۔ تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہو بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فایدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آجکل عبادت اور تقوے اور دینداری سے محبت نہیں ہے اسکی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہئے وہ مزا نہیں آتا۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزا نہیں اٹھا سکتا اور وہ اسے تلخ یا بالکل پھیکا سمجھتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہئے۔ کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسمیں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لیے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اسکے لئے لذت اور سرور نہ ہو۔ لذت اور سرور تو ہے۔ مگر اس سے حظ اٹھانے والا بھی تو ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

اب انسان جب کہ عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجہ غایت کا رکھا ہو۔ اس بات کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کے لئے پیدا کئے ہیں تو کیا ان سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا ہے؟ کیا اس ذائقہ مزے اور احساس کے لئے اسکے منہ میں زبان موجود نہیں۔ کیا وہ خوبصورت اشیاء دیکھ کر نباتات ہوں یا جمادات حیوانات ہوں یا انسان حظ نہیں پاتا؟ کیا دل خوش کن اور سریلی آوازوں سے اسکے کان محظوظ نہیں ہوتے؟ پھر کیا کوئی دلیل اور بھی اس امر کی اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے عورت اور مرد کو جوڑہ پیدا کیا۔ اور مرد کو رغبت دی ہے۔ اب اسمیں زبردستی نہیں کی بلکہ ایک لذت بھی دکھلائی ہے۔ اگر محض توالد و تناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو مطلب پورا نہ ہو سکتا۔ عورت اور مرد کی برہنگی کی حالت میں ان کی غیرت قبول نہ کرتی کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعلق پیدا کریں مگر اسمیں انکے لئے ایک حظ ہے اور ایک لذت ہے یہ حظ اور لذت اس درجہ تک پہنچی ہے کہ بعض کوتاہ اندیش انسان اولاد کی بھی پروا اور خیال

نہیں کرتے - بلکہ ان کو صرف حظ ہی سے کام اور غرض ہے - خدا تعالےٰ کی علت غائی بندوں کا پیدا کرنا تھا اور اس سبب کے لئے ایک تعلق عورت اور مرد میں قایم کیا - اور ضمناً اسمیں ایک حظ رکھدیا جو اکثر نادانوں کے لئے مقصود بالذات ہوگیا ہے - اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں اسمیں بھی ایک لذت اور سرور ہے اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظ نفس سے بالاتر اور بالا تر ہے - جیسے عورت اور مرد کے باہمی تعلقات میں ایک لذت ہے اور اس سے وہی بہرہ مند ہو سکتا ہے جو مرد اپنے قویٰ صحیح رکھتا ہے ایک نامرد اور مخنث وہ حظ نہیں پا سکتا اور جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذت سے محروم ہے - اسی طرح پر ہاں ٹھیک ایسا ہی وہ کمبخت انسان ہے جو عبادت الٰہی سے لذت نہیں پا سکتا۔

عورت اور مرد کا جوڑا تو باطل اور عارضی جوڑا ہے میں کہتا ہوں حقیقی - ابدی - اور لذت مجسم جو جوڑ ہے وہ انسان اور خدا تعالےٰ کا ہے مجھے سخت اضطراب ہوتا اور کبھی کبھی یہ رنج میری جان کو کھانے لگتا ہے کہ ایک دن اگر کسی کو روٹی کھانے کا مزا نہ آئے - طبیب کے پاس جاتا اور کیسی کیسی منتیں اور خوشامدیں کرتا - روپیہ خرچ کرتا دکھ اٹھاتا ہے کہ وہ مزا حاصل ہو - وہ نامراد جو اپنی بیوی سے لذت حاصل نہیں کر سکتا - بعض اوقات گھبرا گھبرا کر خودکشی کے ارادے تک پہنچ جاتا - اور اکثر موتیں اس قسم کی ہو جاتی ہیں مگر آہ! وہ مریض دل وہ نامراد کیوں کوشش نہیں کرتا جسکو عبادت میں لذت نہیں آتی؟ اوسکی جان کیوں غم سے نڈھال نہیں ہو جاتی - دنیا اور اسکی خوشیوں کے لئے کیا کچھ کرتا ہے - مگر ابدی اور حقیقی راحتوں کی وہ پیاس اور تڑپ نہیں پاتا کس قدر بے نصیب ہے! کیسا ہی محروم ہے! عارضی اور فانی لذتوں کے علاج تلاش کرتا ہے اور پا لیتا ہے کیا ہو سکتا ہے کہ مستقل

اور ابدی لذت کے علاج نہ ہوں؟ ہیں اور ضرور ہیں - مگر تلاش حق میں مستقل اور پویہ قدم درکار ہیں - قرآن کریم میں ایک موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے صالحین کی مثال عورتوں سے دی ہے اس میں بھی سِر اور بھید ہے - ایمان لانے والوں کو مریم اور آسیہ سے مثال دی ہے یعنے خدا تعالےٰ مشرکین میں سے مومنوں کو پیدا کرتا ہے - بہرحال عورتوں سے مثال دینے میں دراصل ایک لطیف راز کا اظہار ہے یعنے جس طرح عورت اور مرد کا باہم تعلق ہوتا ہے اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ ہے اگر عورت اور مرد کی باہم موافقت ہو اور ایک دوسرے پر فریفتہ ہو تو وہ جوڑا ایک مبارک اور مفید ہوتا ہے - ورنہ نظام خانگی بگڑ جاتا ہے اور مقصود بالذات حاصل نہیں ہوتا ہے - مرد اور جگہ خراب ہو کر صدہا قسم کی بیماریاں لے آتے ہیں - آتشک سے مجذوم ہو کر دنیا میں ہی محروم ہو جاتے ہیں اور اگر اولاد ہو بھی جاوے تو کئی پشت تک یہہ سلسلہ برابر چلا جاتا ہے اور ادہر عورت بے حیائی کرتی پھرتی ہے - اور عزت و آبرو کو ڈبو کر بھی سچی راحت حاصل نہیں کر سکتے غرض اس جوڑے سے الگ ہو کر کس قدر بد نتائج اور فتنے پیدا ہوتے ہیں - اسی طرح پر انسان روحانی جوڑے سے الگ ہو کر مجذوم اور مخذول ہو جاتا ہے - دنیاوی جوڑے سے زیادہ رنج و مصایب کا نشانہ بنتا ہے جیسا کہ عورت اور مرد کے جوڑے سے ایک قسم کی بقا کے لئے حظ ہے اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کے جوڑے میں ایک ابدی بقا کے لئے حظ موجود ہے صوفی کہتے ہیں کہ جسکو یہہ حظ نصیب ہو جاوے وہ دنیا اور مافیہا کے تمام حظوظ سے بڑھ ترجیح رکھتا ہے - اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اسکو معلوم ہو جاوے تو اسمیں ہی فنا ہو جاوے - لیکن مشکل تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا اور ان کی

نمازیں صرف ٹکریں ہیں اور اوپرے دل کے ساتھ ایک قسم کی قبض اور تنگی سے صرف نشست و برخاست کے طور پر ہوتی ہے مجھے اور بھی افسوس ہوتا ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ صرف اسلئے نمازیں پڑھتے ہیں کہ وہ دنیا میں معتبر اور قابل عزت سمجھے جاویں اور پھر اس نماز سے یہہ بات انکو حاصل ہو جاتی ہے یعنے وہ نمازی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں پھر انکو کیوں یہہ کھاجانیوالا غم نہیں لگتا کہ جب جھوٹ موٹ اور بے دلی کی نماز سے ان کو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے تو کیوں ایک سچے عابد بننے سے ان کو عزت نہ ملے گی اور کیسی عزت ملے گی؟

غرض میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اسلئے ہوتے ہیں کہ ان اُس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالےٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے - اور بڑی بھاری وجہ اسکی یہی ہے - پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے سو بچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا - پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے؟ کہ کیوں؟ اونکو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی اونہوں نے اس مزے کو چکھا - اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں - کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور موذن اذان دے دیتا ہے پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے گویا انکے دل دکھتے ہیں یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں - بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ انکی دکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے - پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہیے کہ جس طرح اور پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزا چکھا دے - کھایا ہوا یاد رہتا ہے دیکھو! اگر کوئی شخص کسی خوب صورت کو [illegible]

کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اُسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اسکی ساری حالت بہ اعتبار اُسکے مجسم ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ ہاں۔ اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اُٹھکر سردی میں وضو کر کے خواب راحت چھوڑ کر اور کئی قسم کی آسایشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے وہ اسکو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذت اور راحت سے جو نماز میں ہے اسکو اطلاع نہیں ہے۔ پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو؟ میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیالے پیتا جاتا ہے۔ یہانتک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔ دانشمند اور بزرگ انسان اس سے فایدہ اُٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہانتک کہ اسکو سرور آجاوے۔ اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جسکا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسی سرور کا حاصل کرنا ہو۔ اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کہ وہ لذت حاصل ہو تو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جاوے گی۔ پھر نماز پڑھتے وقت اُن مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اوس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے۔ ان الحسنات یذھبن السیئات کہ نیکیاں بدیوں کو زایل کر دیتی ہیں پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھکر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔ یہ جو فرمایا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات یعنے نیکیاں یا نماز بدیوں کو دور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ مگر نہ روح اور نہ راستی کے ساتھ وہ صرف رسم اور عادت کی طور پر ٹکریں مارتے ہیں ان کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کا نام حسنات نہیں رکھا اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا الصلوۃ کا لفظ نہیں رکھا۔ باوجودیکہ معنے وہی ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اسمیں موجود ہے وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دور کرتی ہے نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہی ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے ارکان نماز دراصل روحانی نشست و برخاست کے ہیں۔ انسان کو خدا تعالےٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمتگاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے۔ بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ کمال آداب اور کمال تذلل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔ یہ آداب اور طرق ہیں جو خدا تعالےٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھدیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقال کی طرح نقلیں اتاری جاویں اور اسے ایک بار گران سمجھکر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ۔ اسمیں کیا لذت اور حظ آسکتا ہے اور جب تک لذت اور سرور نہ آئے اسکی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلل تام ہو کر آستانہ الوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے اسوقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔ میں اسکو اور کھولکر لکھنا چاہتا ہوں کہ انسان جسقدر مراتب طے کرکے انسان ہوتا ہے یعنے کہاں نطفہ۔ بلکہ اس سے بھی پہلے نطفہ کے اجزاء یعنے مختلف قسم کی اغذیہ۔ بعد اُنکی ساخت اور بناوٹ پھر نطفہ کے بعد مختلف مدارج کے بعد بچہ۔ پھر جوان۔ بوڑھا۔ غرض ان تمام عالموں میں جو اُس پر مختلف اوقات میں گزرے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی ربوبیت کا معترف ہو اور وہ نقشہ ہر آن اُس کے ذہن میں کھنچا رہے تو بھی وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ ربوبیت کے مقابل میں اپنی عبودیت کو ڈالدے۔ غرض مدعا یہ ہے کہ نماز میں لذت اور سرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے جب تک اپنے آپ کو عدم محض یا مشابہ بالعدم قرار دیکر جو ربوبیت کا ذاتی تقاضا ہے نہ ڈالدے۔ اُسکا فیضان اور پرتو اُس پر نہیں پڑتا اور اگر ایسا ہو تو پھر اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھکر کوئی حظ نہیں ہے۔ اس مقام پر انسان کی روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کی طرح بہتی ہے۔ اور ماسوے اللہ سے اسے انقطاع تام ہو جاتا ہے۔ اسوقت خدا تعالےٰ کی محبت اُس پر گرتی ہے اس اتصال کے وقت ان دو جوشوں سے جو اوپر کی طرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف سے عبودیت کا جوش ہوتا ہے۔ ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اسکا نام صلوۃ ہے۔ پس یہی وہ صلوۃ ہے جو سیئات کو بھسم کر جاتی ہے۔ اور اپنی جگہ ایک نور اور چمک چھوڑ دیتی ہے۔ جو سالک کو راستہ کے خطرات اور مشکلات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے اور ہر قسم کے خس و خاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خار و خس سے جو اس کی راہ میں ہوتی ہیں آگاہ کرکے بچاتی ہے اور یہی وہ حالت ہے جبکہ ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر والبغی کا اطلاق اُس پر ہوتا ہے

کیونکہ اسکے اندر نہیں نہیں رہ سکتے۔ مومن دل میں ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے اور یہ درجہ **کامل تذلل** یعنی کامل نیستی اور فروتنی اور پوری **اطاعت** سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر گناہ کا خیال اسے آ کیونکر سکتا ہے اور انکار اسمیں پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ فحشاء کی طرف اسکی نظر اٹھ ہی نہیں سکتی۔ غرض اسے ایسی لذت ایسا سرور حاصل ہوتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسے کیونکر بیان کروں۔

پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ **نماز** جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے **دعا** سے حاصل ہوتی ہے۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے۔ کیونکہ یہ مرتبہ **دعا** کا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جب تک **انسان** پورے طور پر حنیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے۔ سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا **مسلمان** اور سچا **مومن** کہلانے کا مستحق نہیں۔ اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اسکی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں جس طرح پر ایک بڑا انجن بہت سی کلوں کو چلاتا ہے۔ پس اسی طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت و سکون کو اسی انجن کی **طاقت عظمیٰ** کے ماتحت نہ کر لیوے وہ کیونکر **اللہ تعالیٰ** کی الوہیت کا قائل ہو سکتا ہے اور اپنے آپ کو **انی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض** کہتے وقت واقعی **حنیف** کہہ سکتا ہے؟ جیسے منہ سے کہتا ہے ویسے ہی ادھر کی متوجہ ہو تو لاریب وہ **مسلم** ہے وہ **مومن** اور حنیف ہے۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بدقسمت اور محروم ہے کہ اس پر وہ وقت آ جانے والا ہے کہ وہ زبانی اور نمائشی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھک سکے ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہے

کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح اور دل کی طاقتیں اس درخت کی طرح جسکی شاخیں ابتداءً ایک طرف کر دی جاویں اور اس طرف جھک کر پرورش پالیں ادھر ہی جھکتی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اسکے دل میں پیدا ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے۔ جیسے وہ شاخیں پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتیں۔ اسی طرح پر وہ **دل** اور روح دن بدن خدا تعالیٰ سے دور ہوتی جاتی ہے پس یہ بڑی **خطرناک** اور **دل** کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔ اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تاکہ اولاً وہ ایک عادت راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آ جاتا ہے جب کہ انقطاع کلی کی حالت میں انسان ایک **نور** اور ایک **لذت** کا وارث ہو جاتا ہے۔ میں اس امر کو پھر تاکید سے کہتا ہوں۔ افسوس ہے کہ مجھے وہ لفظ نہیں ملے جس میں غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے کی برائیاں بیان کر سکوں لوگوں کے پاس جا کر منت و خوشامد کرتے ہیں یہ بات خدا تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لاتی ہے کیونکہ یہ تو لوگوں کی **نماز** ہے پس وہ اس سے ہٹتا اور اسے دور پھینک دیتا ہے۔ میں موٹے الفاظ میں اسکو بیان کرتا ہوں گو یہ امر اس طرح پر نہیں ہے مگر سمجھ میں خوب آ سکتا ہے کہ جیسے ایک **مرد غیور** کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح پر وہ مرد ایسی حالت میں اس نابکار عورت کو واجب القتل سمجھتا۔ بلکہ بسا اوقات ایسی وارداتیں ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی جوش اور غیرت **الوہیت** کا ہے **عبودیت** اور **دعا** خاص اسی ذات کے مقابل ہیں وہ پسند نہیں کر سکتا کہ کسی اور کو **معبود** قرار دیا جاوے یا پکارا جاوے۔ پس خوب یاد رکھو! اور پھر یاد رکھو! کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے۔ **نماز** اور **توحید** کچھ ہی کہو کیونکہ **توحید** کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے اس وقت بے برکت اور بے سود ہوتی ہے جب اسمیں **نیستی** اور **تذلل** کی روح اور حنیف دل نہ ہو!!!

سنو! وہ دعا جسکے لئے **ادعونی استجب لکم** فرمایا ہے اسکے لئے یہی سچی روح مطلوب ہے اگر اس تضرع اور خشوع میں حقیقت کی روح نہیں تو وہ ٹیں ٹیں سے کم نہیں ہے۔ پھر کوئی کہہ سکتا ہے کہ **اسباب** کی رعایت ضروری نہیں ہے؟ یہ ایک غلط فہمی ہے۔ شریعت نے اسباب کو منع نہیں کیا ہے اور سچ پوچھو تو کیا **دعا** اسباب نہیں؟ یا اسباب دعا نہیں؟ تلاش اسباب بجائے خود ایک دعا ہے اور دعا بجائے خود **عظیم الشان اسباب کا چشمہ!**

انسان کی ظاہری بناوٹ اسکے دو ہاتھ دو پاؤں کی ساخت ایک دوسرے کی امداد کا ایک قدرتی رہنما ہے۔ جب یہ نظارہ خود انسان میں موجود ہے پھر کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ وہ **تعاونوا علی البر والتقویٰ** کے معنے سمجھنے میں مشکلات کو دیکھے

ہاں! میں کہتا ہوں کہ تلاش اسباب بذریعہ دعا کرو!!! امداد باہمی میں نہیں سمجھا کہ جب میں تمہیں تمہارے جسم کے اندر اللہ تعالیٰ کا ایک قائم کردہ سلسلہ اور کامل رہنما سلسلہ دکھاتا ہوں تم اس سے انکار کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو اور بھی صاف کرنے اور روشن طور سے دنیا پر کھول دینے کے لئے **انبیاء علیہم السلام** کا ایک سلسلہ دنیا میں قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر **قادر** تھا اور **قادر** ہے کہ اگر وہ چاہے تو کسی قسم کی امداد کی ضرورت ان رسولوں کو باقی نہ رہنے دیتے مگر پھر بھی ایک وقت ان پر آتا ہے کہ وہ **من انصاری الی اللہ** کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کیا وہ ایک ٹکڑ گدا فقیر کی طرح بولتے ہیں؟ نہیں۔ **من انصاری الی اللہ** کہنے کی بھی ایک شان ہوتی ہے وہ دنیا کو رعایت اسباب

اسباب سکھانا چاہتے ہیں جو دعا کا ایک شعبہ ہے ورنہ اللہ تعالے پر ان کو کامل ایمان اسکے وعدوں پر پورا یقین ہوتا ہے وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالے کا وعدہ کہ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ایک یقینی اور حتمی وعدہ ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ بھلا اگر خدا کسیکے دل میں مدد کا خیال نہ ڈالے تو کوئی کیونکر مدد کر سکتا ہے ۔ اصل بات یہی ہے کہ حقیقی معاون و ناصر وہی پاک ذات ہے جسکا شان نعم المولی و نعم النصیر و نعم الوکیل دنیا اور دنیا کی مدد یں ۔ ان لوگوں کے سامنے کالمیت ہوتے ہیں اور مردہ کیڑے کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھتے ہیں لیکن دنیا کو دعا کا ایک موٹا طریق بتلانے کے لئے وہ یہ راہ بھی اختیار کرتے ہیں حقیقت میں وہ اپنے کاروبار کا متولی خدا تعالے ہی کو جانتے ہیں ۔ اور یہ بات بالکل سچ ہے وھو یتولی الصلحین اللہ تعالے ان کو مامور کر دیتا ہے کہ وہ اپنے کاروبار کو دوسروں کے ذریعہ سے ظاہر کریں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف مقامات پر مدد کا وعظ کرتے تھے اسلئے کہ وہ وقت نصرت الہی کا تھا ۔ اسکو تلاش کرتے تھے کہ وہ کسکے شامل حال ہوتی ہے ۔ یہ ایک بڑی غور طلب بات ہے در اصل مامور من اللہ لوگوں سے مدد نہیں مانگتا ۔ بلکہ من انصاری الی اللہ کہکر وہ اس نصرت اللہ کا استقبال کرنا چاہتا ہے اور ایک فرط شوق سے بیقرار دل کی طرح اسکی تلاش میں رہتا ہے ۔ نادان اور کوتاہ اندیش لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگوں سے مدد مانگتا ہے ۔ بلکہ اسی طرح پر اس شان میں وہ کسی ولی کے لئے جو اس نصرت کا موجب ہوتا ہے ایک برکت اور رحمت کا موجب ہوتا ہے ۔ پس مامور من اللہ کی طلب امداد کا اصل سر اور راز یہی ہے جو قیامت تک اسی طرح رہے گا ۔ اشاعت دین میں مامور من اللہ دوسروں سے مدد چاہتے ہیں ۔ مگر کیوں ؟ اپنے ادائے فرض کیلئے تاکہ دلوں میں خدا تعالے کی عظمت پیدا کرے ورنہ یہ تو ایک ایسی بات ہے کہ قریب بکفر پہنچ جاتی ہے اگر غیر اللہ کو متولی قرار دیں اور ان نفوس قدسیہ سے ایسا امکان ؟ محال مطلق ہے ۔ میں نے ابھی کہا ہے کہ توحید تب ہی پوری ہوتی کہ کل مرادوں کا معطی اور تمام امراض کا چارہ اور مداوا وہی ذات واحد ہو کہ الا اللہ کے معنے یہی ہیں ۔ صوفیوں نے اسمیں اللہ کے لفظ سے محبوب ۔ مقصود ۔ معبود مراد لی ہے ۔

بے شک اصل اور سچ یونہی ہے ۔ جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا ۔ اسمیں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی اور پھر میں اصل ذکر کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ نماز کی لذت اور سرور سے حاصل نہیں ہو سکتا ۔ مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک برے ارادے ناپاک و گندے منصوبے بھسم نہ ہوں انانیت اور شیخی دور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آئے خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا اور عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے

میں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالے سے سچا تعلق حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسا کاربند ہو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جاویں ۔

"آئینہ حق نما"

جس رسالہ کی نسبت ہمارے مخدوم مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے اشتہار دیا تھا وہ مندرجہ بالا نام کے ساتھ چھپ کر شائع ہو گیا ہے اور قیمت ۸ مقرر ہوئی ہے ۔ جو صاحب منگوانا چاہیں دفتر اخبار الحکم سے طلب کریں ۔

ایسا ہی اسرار حقیقت کے عنوان میں جس تحریر کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بھی مورخہ [illegible] جو مسئلہ وحدت وجود پر لکھا گیا ہے شائع ہو گئی ہے اور ۸ قیمت پر دفتر اخبار الحکم قادیان ہی سے ملے گی ۔ جو لوگ اخبار الحکم کی امداد ضروری سمجھتے ہیں اور زیادہ کاپیاں خرید سکتے ہیں وہ متعدد کاپیاں خرید کر اور لوگوں میں انکی اشاعت کریں ۔ تحریر مذکور کی صرف چار سو کاپیاں طبع ہوئی ہیں ۔ جو صرف بیس آدمیوں کی توجہ سے فروخت ہو سکتی ہیں حضرت اقدس کے کلمات طیبات کی قدر کرنے والے ان انمول موتیوں کو ضرور خرید لیں ۔ جو ہماری کسی تعریف کے محتاج نہیں ہیں ۔ مذکورہ بالا دو رسالوں کے ملنے کا پتہ منیجر اخبار الحکم قادیان ۔

ناظرین اخبار کے لئے

باوجودیکہ ہم نے مفصل طور پر اپنی مشکلات کو اپنے بالغ خود ناظرین تک پہونچا دیا ہے۔ اس پر بھی عملی طور پر بہت کم ہمدردی کا ثبوت ملا ہے۔ آئندہ کے لئے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ بدون وصول قیمت ہم کب تک اور کیونکر اخبار ناظرین کو دے سکتے ہیں۔ پس یہ قرین مصلحت سمجھا گیا ہے کہ ہفتہ وار مسلسل طور پر خریداران کے نام سالانہ قیمت کے لئے اور اس زر بقایا کے لئے جو سال گذشتہ کے چندہ میں سے باقی ہے بصیغہ وی پی بھیجا جاوے اور ایک ہفتہ پیشتر سے ان احباب کو اطلاع دیدیا جایا کرے خواہ بذریعہ اخبار یا بذریعہ خطوط۔ عموماً ایسی اطلاعیں بذریعہ اخبار ہی شائع ہوا کرینگی کیونکہ تقاضے کے خطوط لکھنے کا بوجھ ہم برداشت نہیں کر سکتے چنانچہ ۱۹ اپریل کا پرچہ جن احباب کے نام وی پی ہوگا اور اطلاع دی جائیگی ایسا ہی انتظام آئندہ کے لئے ہوگا

مکتوبات امام الزمان

مخدومی و مکرمی اخویم شاہ صاحب سلمہ تعالے

السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں مخدوم کا عنایت نامہ پہونچا۔ الٰہی بخش صاحب کے اعتراض کے بارے میں بات کو طول دینا اس عاجز کے نزدیک مناسب نہیں جو کچھ ہو رہا ہے خداوند کریم کر رہا ہے اور جو کچھ کر رہا ہے۔ بہتر کر رہا ہے۔ کیوں دوسروں کو درمیان میں دیکھا جائے اسکے تلطفات واحسانات کیونکر شمار میں آسکتے ہیں کہ اس احقر عباد پر باوجود صدہا طرح کی آلودگیوں کے جو اس عاجز میں دیکھتا ہے اور باوصف ہزاروں نقصانوں کے کہ جو اس عاجز میں دمبدم پاتا ہے۔ دمبدم اپنی عنایات زیادہ کرتا جاتا ہے۔ پھر جو لوگ حقیقت [illegible] اور طول مدت سے اس کام میں پڑے ہوئے ہیں اور ذریت صلحا اور بیعت یافتہ صالحین ہیں اور صحبت دیدہ اور محنت کشیدہ ہیں اگر وہ بمقتضائے اپنی بشریت کے کسی نوع کے رشک کا مظہر بن جائیں تو معذور ہیں۔ آپ اس خاندان سے بہ منشاء الٰہی ہیں آپکے لئے یہی چاہیے کہ دعائے خیر سے یاد کریں نواب صاحب کے بارے میں جو آپنے دریافت فرمایا ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ نواب صاحب کے لئے یہ عاجز ایک مدت تک بہت تضرع سے دعا کرتا رہا ہے

ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ نواب صاحب کی حالت غم سے خوشی کی طرف متبدل ہو گئی ہے اور آسودہ حال اور شکر گذار ہیں اور نہایت عمدگی اور صفائی سے یہ خواب آئی اور یہ خواب بطور کشف تھی چنانچہ اسی صبح کو نواب صاحب کو اس خواب سے اطلاع دی گئی پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے کہ جو اس کتاب کے معاون ہیں۔ کسی بھی مشکل میں دعا کے لئے درخواست کی اور بطور خدمت پچاس روپیہ بھیجے۔ اور جس روز یہ خواب آئی۔ اس روز سے دو چار دن پہلے انکی طرف سے دعا کے لئے الحاح ہو چکا تھا۔ مگر یہ عاجز نواب صاحب کے لئے مشغول تھا اسلئے انکے لئے دعا کرنے کو کسی اور وقت پر موقوف رکھا اور جب روز نواب صاحب کے لئے بشارت دیگئی تھی تو اسدن خیال آیا کہ آج منشی الٰہی بخش کے لئے توجہ سے دعا کریں۔ سو بعد نماز عصر تھوڑا وقت صفا پایا اور دعا کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں بھی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے۔ سو اسوقت نواب صاحب اور منشی الٰہی بخش دونوں کے لئے دعا کیگئی۔ بعد دعا اسی جگہ الہام ہوا **ننجیھما من الغم** یعنے ہم ان دونوں کو غم سے نجات دینگے چونکہ یہ عاجز اسدن صبح کے وقت نواب صاحب کی خدمت میں خط روانہ کر چکا تھا اور بذریعہ رویائے صادقہ نواب صاحب کو بہت سی تسلی دیگئی تھی اسلئے اسی خط پر کفایت کی گئی۔ اور منشی الٰہی بخش کو اس الہام سے اطلاع دیگئی اور بروقت صدور اس الہام کے چند نمازی موجود تھے اور اتفاقاً دو ہندو ملاوا [illegible] اور شرمپت نامی بھی کہ جو اکثر آیا جایا کرتے ہیں عین اس موقعہ پر موجود تھے ان کو بھی اسیوقت اطلاع دیگئی اور کئی مہمان آئے ہوئے تھے ان کو بھی خبر دیگئی۔

باقی آئندہ

انوار احمدیہ پریس قادیان۔ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر و پبلشر

اخبار الحکم

قادیان دار الامان مورخہ ۱۹ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء

یل جملے

عموماً گناہ کیونکر پیدا ہوتا ہے اور اُسکا علاج

یوں تو گناہ کی اسباب بہت سی ہیں جنمیں سے بعض پر ہم انہیں ... مختلف اوقات میں بحث کر چکے ہیں

مگر گناہ کے پیدا ہونیکا ایک ذریعہ وہ حرص بھی ہے جو انسان کے اندر کسی دوسرے انسان کو کسی خاص امر یا معاملہ میں اپنے سے بہتر حالت میں دیکھکر پیدا ہوتی ہے۔ اور یہہ خیال اُسکے دل پر مستولی ہو جاتا ہے کہ اے کاش! یہہ وصف یا یہہ چیز مجھمیں یا میرے پاس ہوتی! یہہ خواہش یا تحریک انسانی دل میں دو مختلف حالتیں رکھتی ہے۔ ایک اُنمیں سے محمود سمجھی جاتی ہے جسکو رشک کہتے ہیں۔ اور دوسری مذموم جسکو حسد کہتے ہیں۔ ہم اسجگہہ حسد یا رشک کی فلاسفی نہ بیان کرینگے بلکہ یہہ دکھلائینگے کہ اس مذموم صفت حسد کا جو مبادی کیا ہے اور اُسکا کیا علاج ہے۔ اپنی رائے یا خیال آخر ایک انسانی رائے ہی ہے۔ جو کسی صورت میں کمزوری اور سقم سے خالی نہیں ہو سکتی۔ پس حکیم و علیم ہستی کی رائے سنو۔ اور نہ صرف سنو۔ بلکہ اُسے اپنا دستور العمل بناؤ ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا الی الآیۃ۔ یعنے ناممکن الحصول چیزوں کی آرزو نہ کرو۔ اور بعض آدمیوں کو دوسروں پر کسی قسم کی فضیلت رکھتے ہوئے دیکھکر بیجا

خواہشوں کو پیدا ہونے دو۔

اسلام کا عورتوں پر احسان عظیم

بعض خلقی اور خلقی نقایص بظاہر عورتوں میں ایسے پائے جا سکتے ہیں۔ اور ایسے جلتے ہیں جو انکو مردوں کی نظر میں حقیر اور مکروہ بنا دیتے ہیں۔ دنیا کی مہذب (بخیال خویش) قومیں اور اُنکے متبع آریہ لوجوان طلاق۔ یا کثرت ازدواج کے مسایل کو دیکھکر یا پردہ سسٹم کی فلاسفی کو نہ سمجھکر اسلام پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کسی قوانین معاشرت کے واضع اور ریفارمر نے خواہ وہ کوئی پنڈت ہو یا پادری۔ اُس عظیم الشان قانون کے برابر جو اسلام نے فرقہ اناث کے لئے بطور احسان عظیم وضع کیا ہے ۔ قایم کیا ہے وہ کیا ہے؟ وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا اگر عورتوں کی کسی خلقی یا خلقی برائی نے (جو تمہاری آنکھ میں برائی ہے) تم کو اُن سے نفرت دلائی ہے تو سنو! اُن کے ساتھہ باین ہمہ کراہت تم نیک سلوک کرو۔ شاید ہے کہ وہی شئے جو تمہاری کراہت کا موجب ہے اللہ تعالےٰ جو قادر و حکیم خدا ہے۔ اُس میں خیر و برکت کثیر پیدا کر دے۔ عسیٰ جو شاہی زبان کا ایک لفظ ہے صاف بتلا رہا ہے کہ ضرور ضرور اُسمیں آثار خیر و برکت پیدا ہونگے۔ پس کیا یہہ اسلام ہی کا فخر نہیں کہ وہ ایسی حالت میں بھی ... کو مستحکم و مضبوط کر رہا ہے۔ ... تہذیب بجز قطع تعلق اور کوئی ...

جہاد کیا ہے

کم شدہ اِبر اہی کے ممنوں جہاد کے لفظ کو ایک ذراولی اور بہیانک صورت میں دکہایا ہے حقیقت میں یہہ ہی ایک پیارا اور مبارک لفظ ہے۔ جو تمام ترقیوں اور خوبیوں کے حصول کا اصل الاصول ہے۔ سعی فی الدین کا نام جہاد ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اُن لوگوں پر اپنی ہدایت کی راہیں کہولنے کا وعدہ کرتا ہے جو مجاہدہ کرتے ہیں والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ کٹ مرنا یا لڑنا۔ جہاد کا مفہوم نہیں ہے۔ اگر کبھی لفیسولڑ ائیوں کا نام جہاد رکہا گیا ہو تو اس سے ابد الآباد کے لئے مذہبی جنگ مراد لینا دانشمندی نہیں ہے۔ آجکل جہاد کیسا ہے؟ کس سے ہے؟ دُعا سے۔ امر بالمعروف سے نہی عن المنکر سے۔ نمونہ نیکی دکہانے سے۔ دینی تصنیف کرنے سے۔ دینی تصانیف میں مدد دینے سے!!!۔ یہہ راہیں ہیں جہاد کی۔ پس دعائیں کرو کہ قبولیت کے دروازے تمہارے لئے کہولے جاویں۔ بھلی اور پسندیدہ باتیں جانتے ہو تو اُن کو بھی سنا دو جو اُنسے بیخبر ہیں۔ بُری اور ناپسندیدہ چیزوں سے نفرت کرتے ہو تو کیوں دوسروں کو روکتے نہیں؟ اگر بدی اور نیکی میں تمیز کر سکتے ہو اور

دل میں اس امر کی تحریک پا لینے ہو کہ ریفارم کر کے لوگوں کو خدا تعالےٰ کی درگاہ تک پہنچاؤ تو پہلے خود پاک بن کر ریفارمیشن کی سٹیج پر آؤ!!! دینی واقفیت اور معلومات ہیں - ابنائے جنس اور ملک و قوم کی بہتری کا خیال ہے تو تمہارے قلم کیوں رواں نہیں ہوتے - ایسی تحریریں بکثرت پھیلاؤ - جو دنیا میں ستہ اور پاکیزگی کو پھیلائیں - اگر ایسی تحریروں کی طاقت نہیں تو اللہ تعالےٰ نے زر و مال دیا ہے اشاعت میں مدد دو - پھر اپنی پالوگے اور معلوم کروگے کھلی ہوئی ہیں - اور تم پاب ہو۔

قرآن سے شخصیت خدا

کشف الحقایق اور عیسائی

بمبئی کا عیسائی ماہوار اخبار کشف الحقایق اپریل کے پرچہ میں

خدا تعالےٰ کی شخصیت کو قرآن کریم سے ثابت کرنیکی بے سود کوشش کرکے کھاتے پیتے انسان ابن مریم کو خدا بنانا چاہتا ہے - جس لفظ سے اللہ تعالیٰ کی شخصیت کا اُسنے استنباط کیا ہے - اُسے پڑھ کر جو لذت اور ذوق ہمارے دل میں پیدا ہوا ہے ہم نہیں پسند کرتے کہ ناظرین اُس سے لطف نہ اُٹھائیں - اس سے پیشتر کہ ہم اُس لفظ کے معنے بیان کریں اور پھر بتلائیں کہ وہی لفظ عیسائیت کے مسئلہ یسوع کی خدائی پر آری **ہاں**! عاجز انسان کی خدائی کے خوفناک عقیدہ کا استیصال کرتا ہے - یہہ بتلانا ضروری ہے کہ عیسائیوں کو ایسی رکیک تاویلیں تشبث بالحشیش کی ضرورت اسلئے پڑا کرتی ہے کہ اُن کے گھر میں اخلاق سوز مسئلہ کفارہ کا موجود ہے - جسکی بنا ابن مریم کی خدائی پر ہے اسلئے کبھی تو وہ قرآن کریم کے پاک الفاظ ید وغیرہ سے تشخص ثابت کیا کرتے ہیں - اور کشف الحقایق نے بخیال خویش بطرز جدید خدا تعالےٰ کا تشخص ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی ہے - ایڈیٹر کشف الحقایق کا ایڈیٹر لکہتا ہے کہ ”تنزیلاً ممن (سورہ طٰہٰ) کا ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب اور عبد القادر صاحب نے ”اُترا ہے اُس شخص (خدا) کی طرف سے“ اور فارسی ترجمہ میں شاہ ولی اللہ صاحب نے ”فرستادن از جانب کسے کہ“ ترجمہ کیا ہے ”مجھے معلوم نہیں جو مسلمان مسیحی مذہب کے خلاف وعظ کرتے ہیں - اور مسیحیوں پر کیوں ہنستے ہیں - جب مسیحی خدا کو شخص کے نام سے تعبیر کرتے ہیں“ تم کلامہ

سورۂ طٰہٰ میں یہہ آیت یوں ہے **تنزیلاً ممن خلق الارض والسموات العلیٰ** - یہہ قرآن کریم اُس پاک ذات کی طرف سے نازل ہوا ہے جسنے زمین اور آسمان بلند کو پیدا کیا ہے - اس آیت کے اندر جو معارف اللہ تعالےٰ نے بھرے ہوئے ہیں وہ اس مختصر نوٹ میں نہیں آسکتے - سب سے پہلے ہم بطور اصل یہہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کا یہہ احسان عظیم ہے - کہ اُسنے خدا تعالیٰ کی صفات کے مسئلہ کو دنیا پر روشن اور مبرہن کرکے دکھایا - اس قسم کی مشکلات اُن لوگوں کو پیدا ہو سکتی تھیں - اور ہوتی ہیں - جو خدا تعالیٰ کی مثل قرار دیتے ہیں - لیکن جو پاک کتاب لیس کمثلہ شئی کا وعظ کرتی اور اس قسم کا خدا پیش کرتی ہے - اُس کو کوئی مشکل نہیں ہے - قرآن کریم اللہ تعالیٰ کو شئے اور اُس کے تمام لوازمات سے جو منطقی اور فلاسفر تجویز کر سکتے ہیں وراء الوراء قرار دیتا ہے - پھر یہاں شاہ عبد القادر صاحب یا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ سے شخص کے لفظ پر ٹھوکر کھانا اُن لوگوں ہی کا کام ہے جو خدا تعالیٰ کو کھانا پینا - پاخانہ - پیشاب کا محتاج خدا مانتے ہیں ایک موحد حنیف کو ایسا وسوسہ کیوں پیدا ہونے لگا -

ہم کو پادری صاحب کے اس خیال پر تعجب آیا - اور دل قرآن کریم کے اس بالغ اور اکمل نظام اور ترتیب پر نثار ہونے لگا جب دیکھا کہ خود قرآن کریم **ممن** کسکو قرار دیتا ہے **خلق الارض والسموات العلیٰ** - کیا عیسائی جس شخص کو خدا یا جس خدا کو شخص پکارتے ہیں تلا سکتے ہیں کہ اُسنے بھی زمین کا کوئی حصہ یا آسمان کا کوئی جزو پیدا کیا - اور وہ عجائبات تو درکنار رہے جو اُن کے اندر ہیں ہ ہرگز نہیں! امید ہے کشف الحقایق کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ مسلمان کیوں عیسائیوں پر ہنستے ہیں - نہ ہنسیں نہ تو اور کیا کریں - جب وہ دیکھتے ہیں کہ باایں ہمہ دعویٰ عقل و خرد ایک ایسا عقیدہ اُنہوں نے تراش لیا ہے جو کسی صورت سے بھی مطمئن خاطر نہیں ہو سکتا - اللہ! اللہ!!! یہہ قرآن کریم ہی کو فخر ہے کہ اُسکا ایک ایک لفظ اور نقطہ بھی دنیا میں توحید کا وعظ کرتا ہے - اور مخلوق پرستی کے عقائد فاسدہ کا استیصال - امید ہے کہ آیندہ کشف الحقایق سوچ سمجھ کر قرآن کریم پر اعتراض کیا کریگا اور نامعلوم باتوں پر زبان قلم کو روک رکھا کریگا - کیونکہ قرآن کریم ہی کہتا ہے لا تقف ما لیس لک بہ علم الی الآیہ - نامعلوم باتوں کی بابت زبان کشائی نکیا کرو -

الحکم کی خدمت اور اُس کی امداد کی ضرورت

کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ ہمنے ”اپنی قوم سے اپیل“ کے عنوان سے ایک مضمون اپنے بالغ خرد ناظرین کی توجہ کے لئے لکھا تھا - گو ابھی تک توجہ ہونی چاہیئے - نہیں ہوئی لیکن ہمدردی اور اضطراب سے بھرے ہوئے پاس پہنچے ہیں - اُن سے اتنا پتہ لگا دوستوں نے الحکم کی خدمات کا گو (تاہم نہونے کے مقابل کچھ ہیں) اعتراف کیا ہے - اور اُسکی واجبی امداد کی ضرورت سمجھی ہے - ہم اس سلسلہ میں اُنمیں سے بعض خطوط شایع کرینگے گو ہمیں واقعی رنج ہوتا ہے کہ الحکم کے قیمتی کالم ایسی اپیلوں کے لئے نہیں - مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ من انصاری الی اللہ کہنے کی ضرورت اُن لوگوں کو بھی آپڑی ہے - جو اُس برتر ہستی کے اشارے پر چلتے ہیں - جو ایک آن بلکہ اس سے بھی کمترین حصہ وقت اگر کوئی تجویز ہو سکے اُسمیں سب کچھ کر سکتا ہے - تو ہم کیا اور ہماری بساط کیا ہ بہرحال اس مضمون پر جو خط اور پہلا خط عملی تحریک اپنے اندر رکھتا ہوا موصول ہوا ہے - وہ ہمارے ایک مخلص دوست اور پُرجوش مگر صادق نوجوان **مفتی محمد صادق** صاحب کا ہے جسے ہم درج ذیل کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ہمارے عنایت فرما اُسپر توجہ کرینگے اور اپنی سچی ہمدردی سے ہم کو فائدہ اُٹھانے کا موقع دینگے -

ہم مفتی صاحب کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُنکے صدق و اخلاص میں ترقی دے - اور دینی نعماء سے بہرہ ور کرے - آمین -

اور وہ خط یہہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوٰۃ والسلام رسولہ الکریم

مکرمی مخدومی اخویم شیخ صاحب رحمکم اللہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے آپ کی اپیل کو یا دوسرے لفظوں میں آپکے شکایت نامہ کو اول سے آخر تک پڑھا۔ اور اُسکا پڑھنا ایک افسوس کا موجب ہوا۔ خصوصاً آمدنی اور خرچ کے اکونٹ کو دیکھکر بہت ہی تعجب ہوا کیونکہ اگر یہی حال تھوڑی دیر تک اور رہے تو ہمیں الحکم جیسی نعمت سے بہت جلد محروم ہو جانا پڑے گا۔ مجھے وہ دن خوب یاد ہیں کہ ہم اسبات کو ترستے تھے کہ قادیان کی کوئی خبر سنیں حضرت اقدس کا کوئی پرانا خط پڑھیں۔ مولوی صاحب کے وعظ کا خلاصہ کسی سے سنیں۔ اور چونکہ میری عادت ہے کہ میں دارالامان میں جاکر اکثر باتوں کو اپنی نوٹ بک میں لکھ لیا کرتا تھا۔ اسلیئے جب کبھی میں قادیان جانے کی توفیق پاتا۔ میری واپسی پر احباب خصوصاً اکٹھے ہوتے اور مجھسے میری نوٹ بک سنتے۔ اور حظ حاصل کرتے۔ اور پاک باتوں سے نور ایمان اور معرفت میں ترقی کرتے۔ لیکن یہ واقع لاہور اور امرتسر قریب کے مقامات کو تو کبھی نہ کبھی ملجاتے۔ مگر دور دور کے رہنے والے ہمیشہ ان باتوں کو ترسا کرتے تھے کہ کوئی یار ہمیں کوئی خبر آوے۔ اور مجھے یاد ہے کہ جب کبھی کسی دور کے رہنے والے دوست کو میں قادیان سے واپس آکر خط لکھتا۔ اور وہاں کے تازہ حالات درج کرتا۔ تو اُس کے جواب میں بہت سا شکریہ اور دعائیں میں حاصل کرتا۔

اب اس ضرورت کو الحکم نے ایسا پورا کیا ہے۔ اور اس نعمت کو دور و قریب کے رہنے والے احباب کے واسطے ایسا آسان کر دیا ہے کہ صرف اتنے ہی کے شکریہ میں الحکم کو اگر تین روپیہ ڈونیشن دیا جاوے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ معارف قرآنی جو حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ الرحمن کے درس قرآنی سے لئے جاتے ہیں وہ سچ مچ جنت کے باغ کے پھل ہیں کہ جنکو کھانے والا ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے۔ چنانچہ خدا نے اس برگزیدہ بندے کے لئے بہتوں کو اس دوا کے ذریعہ سے شفا دی۔ اور انہیں شفا پانیوالوں میں سے ایک یہ راقم بھی ہے فالحمد للہ ایسے وقت میں جبکہ مخالف چاروں طرف سے ہماری نسبت غلط فہمیوں کا طومار باندہنے کو ہر وقت کمر بستہ رہتے ہیں۔ یہہ ضرور تھا کہ ہماری طرف سے بھی حق کو ظاہر کرنے والا کوئی پرچہ ہوتا۔ اور اس ضرورت کو بھی الحکم نے بخوبی پورا کیا۔ غرض قوم کی ہر ایک ضرورت کو جو پیرایۂ لیڈنگ کے ذریعہ سے پوری ہو سکتی ہے۔ اس الحکم نے پورا کیا ہے۔ اور مجھے ایک ایسا بیش قیمت جزو ہے کہ اکثر آنکھیں اسکے انتظار میں رہتی ہیں۔ میں بتجربہ خود بہت سے روحانی فوائد اسکے ذریعہ سے اُٹھاتے ہیں۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ دیگر احباب نے بھی ایسا ہی فائدہ اُٹھایا ہے۔ میں نہایت ہی زور کے ساتھ اس بات کو پیش کرتا ہوں کہ ہمارے بھائیوں میں سے ہر ایک کو چاہئیے کہ حسب مقدور کم از کم ایک پرچہ الحکم کا ضرور خرید کریں۔ اور اسکی قیمت کی ادائگی میں ہرگز تساہل نہ فرماویں۔ اور جو لوگ اس سے زیادہ کی توفیق رکھتے ہوں وہ اس ثواب میں شامل ہوں۔

اس اپیل کو پڑھکر میں نے ارادہ کیا ہے کہ آپ میرے حساب میں دو پرچہ اخبار ارسال ہوا کریں۔ ایک بنام مفتی فضل احمد صاحب مدرس مشن سکول جموں۔ اور ایک بنام بابو ارشاد مرزا صاحب سیکرٹری ریڈنگ روم دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور۔ یہہ کام ایک دو کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا بلکہ اسکا اثر ساری قوم پر ہے۔ اسواسطے دوستوں کی توجہ دلانی چاہئیے کہ ترسیل زر چندہ میں دست باقاعدہ رہا کریں۔ تاکہ ایسا نہو کہ چند ایک کی لاپروائی کی وجہ سے سب کو اس نعمت سے محروم رہنا پڑے اور نقصان اُٹھانا پڑے۔

ہاں! اڈیٹر شیخ صاحب! اگرچہ آپ ان باتوں کو خوب جانتے ہیں۔ مگر میں بھی یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپنے اس اخبار کو نکال کر بہت ہی بڑی ذمہ واری کو اپنے سر پر لیا ہے۔ آپ ہماری جماعت کے ریپریزنٹیٹو ہوکر نکلے ہیں۔ اور آپ کا اخبار چاروں طرف مرزا صاحب کی جماعت کا اخبار کہلاتا ہے ایسے کچھ تھوڑی سی بات نہیں جسکو آپنے اختیار کیا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اس جماعت کی طرف منسوب ہونے والا اخبار اگر لحاظ اپنے مضامین کی عمدگی یا بندی وقت۔ صفائی مطبع وغیرہ کے اس نام کے شایاں نہو۔ تو میں ڈرتا ہوں کہ یہہ امر آپکے لئے اچھا نہو گا۔ پس آپ اس معاملہ میں خود بہت دعا اور توجہ سے کام لیا کریں۔ اور کسی طرح کی جستجو کو اسکے واسطے اُٹھا نہ رکھیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ ایسا ہی کرینگے۔ کیونکہ آپ سب کچھ چھوڑ کر اس نیک کام کو لگ گئے ہیں۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپکو بڑی ہمت عطا فرماوے اور آپ کو اپنے مقاصد میں کامیابی بخشے اور تمام بھائیوں کو اس نیک کام میں جوش کے ساتھہ حصہ لینے کی توفیق عطا فرماوے۔ اور ہم سب کی کمزوریوں کو دور کرے (آمین)

میرے خیال میں وہ لوگ اچھا نہیں کرتے جو کہ ایسے اخباروں یا رسالوں کے خریدنے کے وقت تجارتی خوردبینیں لگا کر کاغذوں اور سیاہیوں کی قیمت بتانے بیٹھ جاتے ہیں۔ کیونکہ کسی چیز کی قیمت بلحاظ اُس محنت اور مشقت اور بیش قیمت وقت کے جو کہ اُسکے تیار کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ اور بلحاظ اُس کے مفید اور کمیاب ہونے کے ہوتی ہے۔ مثلاً وہ پاک موتی جو کہ آپنے حضرت اقدس کی تقریروں اور مولوی صاحبان کے خطبات جمع کرکے بیش بہا لڑیوں میں پروئے اور ترتیب دئے ہیں۔ اگر آپ اتنی محنت نہ اُٹھاتے تو ہمیں ان کا دیکھنا کبھی نصیب نہوتا۔

بہرحال آپ ہمت کو نہ ہاریں۔ اور اپنے کام کو چلائے چلیں۔ خدا تعالےٰ آپ کے ساتھہ ہوگا۔ اور وہ صادقوں کو کبھی ناکامیاب نہیں کرتا۔ والسلام

راقم آپ کا خادم
محمد صادق از لاہور

الحمد للہ! مولوی احمد حسن صاحب مالک تحفۂ احمدیہ کانپور جن پر مطر نامی کتاب امہات کے مصنف نے ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کی تھی بری ہوگئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک مع دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست۔ ایڈیٹر اور نامہ نگار پرچہ پر تعمیل سمن نہیں ہوئی ابھی مقدمہ جاری ہے

حضرت اقدس کی ایک تقریر دلپذیر اور مسئلہ وحدت وجود پر ایک خط طبع ہوکر فروخت ہوا ہے۔ شائقین جلد خرید لیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ قیمت ۲/

پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کی حقیقت کا فوٹو یعنی آئینہ حق نما

مولانا مولوی نورالدین صاحب کے ایک خطبہ کا خلاصہ مطلب

۳۱ مارچ ۱۸۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون ۝ والذین ھم بآیات ربھم یؤمنون ۝ والذین ھم بربھم لا یشرکون ۝ والذین یؤتون ما آتوا وقلوبھم وجلۃ انھم الی ربھم راجعون ۝ اولٰئک یسارعون فی الخیرات وھم لھا سابقون ۝

مولا کریم - رحمان و رحیم مولا - ان آیات میں انسان کو اُن راہوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو اُسکو ہر ایک قسم کے سُکھوں کی طرف لیجاتے ہیں اور اپنے ہمجنسوں اور ہمعصروں میں معزز و موقر بنا دیتے ہیں۔

انسان فطرتی طور پر چاہتا ہے کہ ہر ایک قسم کے سُکھوں اور آراموں اور بھلی باتوں کو حاصل کرے - اور پھر اُن میں سب سے بڑھکر رہنا چاہتا ہے - جب وہ دیکھتا ہے کہ اُسکے متعلقین خوش و خورسند ہیں - اور لوگوں کو بھلائی کی طرف متوجہ پاتا ہے - اُسکے دل میں یہہ بات پیدا ہوتی ہے کہ فلاں بھلائی میں سعادتمند قدم رکھتا ہے - اور فلاں شخص نے یہی رکھا ہے - پس میں سب سے بڑھکر سبقت لیجاؤں - غرض عام طور پر انسان فطرتاً ایک کمپیٹیشن میں لگا رہتا ہے اور ساتھہ والوں سے سربرآوردہ ہونے کا آرزومند ہوتا ہے۔ بچے چاہتے ہیں کہ کھیل میں دوسری پارٹی سے بڑھکر رہیں اور جیت جاویں - عورتیں کھانے - پہننے - لباس و زیورات میں چاہتی ہیں کہ اپنی ہمنشینوں سے بڑھکر رہیں - پس یہہ خواہش اور آرزو جو فطرتی طور پر انسان کے دل میں پائی جاتی ہے اُسکے پورا کرنے کی اسباب اور وسایل قرآن کریم میں اس مقام پر رحیم کریم مولا بیان فرماتا ہے اور وہ چند ایک اصول پر مشتمل ہے۔

پہلا اصل - انسان غور کرے کہ اُسکے دل میں اپنے سے بڑے کا ڈر ہوتا ہے - ادنیٰ ادنیٰ کام والے لوگ نمبردار کا - اور نمبردار تحصیلدار کا - اور تحصیلدار حکام بالادست کا ڈر رکھتے ہیں۔ ماتحت اگر افسروں کا ڈر دل میں نہ رکھیں تو وہ اپنے فرض منصبی کو اُس خوبی اور صفائی سے نکریں جس سے وہ اُنکی حمایت میں کرلیتے ہیں - اب اس اصل کو زیر نظر رکھکر مولا کریم فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو نیکیوں اور بھلائیوں کے کمپیٹیشن اور مقابلہ میں سرفراز ہوتے ہیں - سب سے پہلے وہ ہر ایک کام کرتے وقت اسبات کا لحاظ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اُن کا نگران ہے - اور اُن کے ہر فعل کھانے - پینے - دوستی - دشمنی - بغض و عداوت - لین دین غرض تمام معاملات میں اُن کو دیکھتا ہے۔

پس مومن وہ ہوتے ہیں - خیرات میں وہ بڑہتے ہیں جو ان اعمال و افعال کے وقت علیم و خبیر کی ذات اور نگرانیوں پر نگاہ کرتے ہیں - اور پھر اُن خوف و خشیت الٰہی سے لرزاں رہتے ہیں - اسلیئے ہر ایک کام میں خواہ کھانے پینے کا ہو - یا بغض و عداوت ہو - دوستی ہو یا دشمنی - ہر بات میں خوش رہنے اور بڑھکر رہنے کے لیٔ پہلا اور ضروری اصل کیا ہے؟ **خشیت الٰہی** عمل کرنے سے پہلے دیکھہ لیا کرو کہ یہہ عمل خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کی وجہہ سے کسی سرخروئی کا باعث ہے یا اُسکی نارضامندی کا موجب ہوکر سیاہ روئی کا پیش خیمہ ہے؟

خوف الٰہی کے بعد دو اصل اور ہیں - وہ کیا ہیں ایک **اخلاص** - دوسرا **صواب** - کوئی عمل صالح ہو نہیں سکتا جب تک اخلاص اور صواب نہو

اخلاص کیا ھے؟ اخلاص کے معنے ہیں کہ جو کام کرو اُسمیں یہہ مدنظر ہو کہ مولا کریم کی رضا حاصل ہو۔ حُب ہو تو حب للہ ہو - بغض ہو تو بغض للہ ہو - کھاؤ تو اسلیئے کہ کھانے کا حکم دیا ہے - پیتے ہو تو سمجھہ لو کہ واشربوا کے حکم کی تعمیل ہے - غرض سارے کاموں میں اخلاص ہو رسم و عادت نفس و ہوا کی ظلمت نہو۔ اندرونی جوش اُسکے باعث نہوئے ہوں۔

صواب کیا ھے؟ کہ ہر بھلا کام اسطرح کیا جاوے جسطرح اللہ تعالےٰ نے اوسکا حکم دیا ہے - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرکے دکھایا ہے - اگر نیکی کرے - مگر نہ اُس طرح جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھائی ہے - وہ راہ صواب نہیں - غرض یہہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس کام کے کرنے میں اجازت سرکاری ہے یا نہیں - اور پھر اللہ کی رضا مقصود ہے یا نہیں - پس کام کرو خشیت الٰہی سے - اور پھر اخلاص و صواب سے!!!

والذین ھم بآیات ربھم یؤمنون - اللہ تعالےٰ کے احکام پر ایمان لاتے ہیں - اور **والذین ھم بربھم لا یشرکون** اور پھر اللہ تعالےٰ کے ساتھہ اعمال اور ترک اعمال میں کسیکو شریک نہیں کرتے نیکی کو اسلیئے کرے کہ خدا تعالےٰ کی رضا کا باعث ہے - اور اُسکے لیٔے اوسکو کرے - اور بدیوں سے اسلیئے اجتناب کرے کہ خدا نے اُنکو بُرا فرمایا - اور اُن سے روکا ہے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع مدنظر رکھکر نیکی کرے - نیکی کرتا ہوا بھی خوف الٰہی کو دل میں جگہہ دے - کیونکہ وہ نکتہ نواز اور نکتہ گیر ہے - حدیث شریف میں آیا ہے - جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں - کہ بدیاں کرتے ہوئے خوف کریں - فرمایا نہیں نہیں نیکیاں کرتے ہوئے خوف کرو - جو نیکیاں کرنے کی ہیں کرو - اور پھر حضور الٰہی میں ڈرتے رہو - کہ ایسا نہو کہ **عظیم و قدوس** خدا کے حضور کے لائق ہیں یا نہیں - ایسے لوگ ہیں جو یسارعون فی الخیرات وھم لھا سابقون کے مصداق ہوتے ہیں یعنے اول اور آخر میں خشیت ہو فعل اور ترک فعل اخلاص اور صواب کے طور پر ہوں - اور وہ بھلائیوں کے لینے والے اور دوسرے سے بڑھنے والے ہیں

وسوسۂ شیطانی یہہ بھی آجاتا ہے کہ یہہ راہ کٹھن ہے کیونکر **چلینگے** - خدا تعالےٰ نے خود ہی اس وسوسہ کا جواب دیا ہے **لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا** کہ جن جو اعمال کے کرنے کا حکم دیا ہے اور نواہی سے روکا ہے وہ مشکل نہیں - کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ عدم استطاعت پر حج کا حکم ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوامر و نواہی ایسے ہیں کہ عمل کر سکتا ہے - اور اُن سے باز رہ سکتا ہے۔

اور یہہ امر بھی بحضور دل یاد رکھو کہ بعض اعمال بھول جاتے ہیں - جناب الٰہی کے ہاں بھول نہیں - بلکہ فرمایا **ولدینا کتب ینطق بالحق وھم لا یظلمون** - یاد رکھو جناب الٰہی میں اعمال محفوظ رکھے جاتے ہیں - خدا کے ہاں ظلم نہیں ہوتا۔

انسان اگر غور کرے تو دنیا میں بھی ایک جنت اور نار کا نمونہ دیکھہ سکتا ہے - مجھے افسوس آتا ہے - جب میں دیکھتا ہوں کہ دوستوں کی حیثیتوں کے بڑھنے بڑھانے میں کسقدر ہوشیاری اور مستعدی سے کام لیا جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کی غیرت - اور پھر جسکے لانیوالا وہ کامل انسان جو محمد ہے - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتنی پرواہ نہیں کیجاتی سستی کی جاتی ہے تو کتاب اللہ کے سمجھنے میں

بعض اعمال ایسے ہیں کہ ہم نیکی سمجھتے ہیں - مگر قانون الٰہی کا منشا نہیں ہوتا - جب انسان مرفہ الحال

اور اگر بد ہو جاتا ہے تو وہ دکھوں میں مبتلا ہوتا ہے اُسوقت نجات کی راہ نہیں ملتی - میں دیکھتا ہوں کہ ایسے انسان ہیں کہ دعوئے اسلام کرتے ہیں - مگر عمل دیکھو تو بازار میں کفار کے اعمال اور اُن کے اعمال برابر ہیں - نیک نمونہ دکھا کر دوسروں کو قایل کر سکتا ہے - اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کی نسبت فرماتا ہے کہ اگر تو (یعنے آنحضرت) نرم مزاج نہوتا - تو یہہ لوگ تیرے گرد جمع نہوتے - صحابہ کرام کی زندگیوں کے حالات پڑھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام سے کوئی غلطی بہی ہو جاتی تہی - اور آپ استغفار بہی فرمایا کرتے تہے - گر ذرا ذرا سی بات پر مواخذہ اور تشدد کرتے تو تیری پاس یہہ قوم کس طرح جمع ہوتی - حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس نہ مال نہ طمع کی امید تہی - اگر کوئی چیز گرویدہ کر سکتی تہی تو وہ صرف حق کا نور اور آپ کے برگزیدہ اخلاق تہے -

اپنے اعمال میں یہہ امر مدنظر رکہو کہ اخلاص اور صواب ہو - نہ یہہ کہ اپنے اغراض و مقاصد کیلئے کسی آیت یا حدیث کا بہانہ تلاش کرتے پہرو - اور نیکی کرتے ہوئے یہہ نہ سمجھو کہ گویا تمام منازل طے کر لئے - نہیں بلکہ بعض امور ضروری ہیں - اور بعض اُس سے کم - بعض فرائض ہیں - بعض سنن - بعض واجبات ہیں - ایک سخت بدی ہوتی ہے - ایک اُس سے کم - اور بعض ایسے کہ اُن پر حرام اور مکروہ کا لفظ عاید ہوتا ہے -

خداتعالےٰ کی باتیں جب سنائی جاویں مناسب نہیں کہ انسان سُنکر بہی اُس راہ کو اختیار نکرے جو خداتعالیٰ کی رضامندی کی راہ ہے - اور اُسے اساطیر الاولین کہنے والوں کی طرح لاپروائی سے چھوڑ دے

میں ایک ضروری امر آخر میں تمہیں بتلانا چاہتا ہوں کہ جب کوئی ہادی دنیا میں آتا ہے تو اُسکی شناخت کے کئی طریق ہوتے ہیں -

اول - جاہل اور بےعلم ہو - خداتعالیٰ کی طرف سے آنے والے ہادی کے لئے ضروری ہے کہ وہ نادان اور بےخبر ہو - اب کتاب اللہ کو پڑہو - اور دیکھو کہ جو معارف اور حقایق اُسمیں بیان کئے گئے ہیں - وہ ایسے ہیں کہ کسی جاہل اور نادان کے خیالات کا نتیجہ ہوسکتے ہوں - سوچو! اور پہر سوچو!!! نادان ایسی معرفت اور روح و راستی سے بہری ہوئی باتیں نہیں کر سکتے -

دوم - وہ ہادی اجنبی نہو - کیونکہ ایک ناواقف انسان دور دراز ملک میں جاکر باوجود بدکار اور شریر ہونیکے بہی چند روز تصنع اور ریاکاری کے طور پر اپنے آپکو نیک ظاہر کر سکتا ہے - پس ہادی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اُن لوگوں کا واقف ہو - اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی صاف ہے کہ ماضل صاحبکم وماغوی

تیسری بات یہہ ہے کہ ہادی یا امام یا مرشد اپنے سچے علوم کے مطابق عملدرآمد بہی کرتا ہو - اوروں کو بتلاوے اور خود نکرے - پس اس امر کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت فرمایا ہے **ماضل صاحبکم وماغوی** حضور کے عملدرآمد کا یہہ حال ہے کہ جناب صدیقہ علیہا السلام نے ایک لفظ میں سوانحعمری بیان فرما دی کان خلقہ القرآن یعنے آپکے اعمال و افعال بالکل قرآن کریم ہی کے مطابق ہیں :: اللہ تعالےٰ مجھے اور سب احباب سامعین کو نیک رستہ پر چلاوے اور قرآن کریم کے سمجھنے اور اسپر عمل کرنے کی طاقت اور ہدایت بخشے - آمین -

جماعت افریقہ کی طرف سے اپنی جماعت میں سے افریقہ آنے والے اصحاب کے لئے ضروری نوٹس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

چونکہ بعض احباب اپنی جماعت بسلسلہ ملازمت میں یہاں ایسی صورت میں پہنچے ہیں کہ کلنڈنی بندر پر جہاں کہ ہر ایک گروہ ملازمین آمدہ از ہند کا ۳ دن ضرور قیام کیا کرتا ہے - اگرچہ حضرت اقدس کے خادمین مستقل طور پر خدمات یوگنڈا ریلوے پر متعین ہیں مگر تاہم عدم واقفیت کی وجہ سے نووارد احباب اُن سے ملاقات نہ کر سکے - اور جب وہ اپنی اپنی جگہہ پر تبدیل ہوکر لائن پر چلے گئے تو پیچھے سے اُن کو اس بات کا علم ہوا کہ ہمارے بہائی کلنڈنی میں بہی ہیں - اور اسطرح سے ہم لوگوں کو جو بندر پر رہنے کی وجہ سے اُن اصحاب کی زیارت کے اول حقدار تہے - ایک ایک اور دو دو ماہ کے بعد اُن سے ملاقات نصیب ہوئی -

لہٰذا آئندہ کی سہولت کے خیال سے ذیل میں ہم ایک فہرست جمیع تمام ممبران جماعت افریقہ کی درج کر دیتے ہیں - تاکہ ہر ایک نووارد بہائی آتے ہی کسی ممبر جماعت سے مل کر اُن تمام تکالیف سے امن میں رہے جو کہ اجنبیت کی حالت میں ایک مسافر کو پیش آسکتی ہیں - اور نیز بندر پر بیٹہنے والے بہائیوں کو زیادہ انتظار اپنے نووارد بہائیوں کی زیارت کا نکرنا پڑے - حضرت اقدس کے اُن خادمین کی فہرست جو کہ کلنڈنی بندر پر مستقل طور پر متعین ہیں :

۱ - سید کرم حسین صاحب انچارج کول اسٹور کلرک کلنڈنی بندر - یہہ صاحب ہمیشہ بندر کے کنارے پر رہتے ہیں -
۲ - بابو محمد علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کلنڈنی ہسپتال - ساکن اکل ضلع گجرات
۳ - سیٹھ احمد دین صاحب قصاب کلنڈنی بازار - ساکن جادہ ضلع جہلم
۴ - خاکسار راقم الحروف محمد افضل کلنڈنی بازار ساکن قادیاں -

جماعت افریقہ کے کل باقی ممبران کی فہرست

۵ - ہیڈ جمعدار صاحب محمد بخش ساکن کرالیانوالہ - لینڈ کنسٹرکشن منسٹر ڈیپارٹمنٹ
۶ - خواجہ احمد صاحب وارڈ مین کلنڈنی یورپین ہاسپٹل - ساکن گجرات
۷ - عظیم شاہ صاحب باورچی کلنڈنی " " " دوسوہہ
۸ - حافظ الٰہی بخش صاحب وارڈمین " " " سیالکوٹ
۹ - میاں دین محمد صاحب مزدور " " " گوجرانوالہ
۱۰ - شیخ فضل کریم صاحب عطار جمعدار " " " سیالکوٹ
۱۱ - سید محمد شاہ صاحب کلرک ٹیلیفون کلنڈنی بندر " ضلع جالندھر
۱۲ - میاں بہولا ٹہیکیدار مینٹیننس ڈویژن ساکن جادہ ضلع جہلم
۱۳ - میاں محمد ابراہیم اینڈ کو ٹہیکیدار ایضاً " پسرور ضلع سیالکوٹ
۱۴ - حافظ محمد صاحب " " ساکن گوٹلہ ریہہ جہلم
۱۵ - مستری نبی بخش صاحب سب انسپکٹر " " کرڈ جادہ (")
۱۶ - شیخ نور احمد صاحب ٹائم کیپر " " جالندھر
۱۷ - بابو محمد الدین صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ محکمہ ریلوے ٹرانسپورٹ ساکن پٹیالہ -
۱۸ - میاں نادر خان صاحب تہانہ دار سٹیشن کہنیڈو " ضلع جہلم
۱۹ - میاں محمد اسمعیل ٹائم کیپر پلیٹ لیانگ " کرالیانوالہ
۲۰ - میاں جواہر رنگر کلنڈنی بازار " جہلم
۲۱ - شیخ غنیمت اللہ صاحب سٹور کیپر کلرک ریلوے ہیڈ کوارٹرز " لاہور
۲۲ - حافظ محمد الیاس صاحب قاری فیض پور بہ جمعدار " فیض
۲۳ - بابو رستم علی صاحب رہنمن سٹور کیپر مکہنیڈو " جالندھر

راقم

محمد افضل از کلنڈنی بندر
ممباسہ - لائن سیٹھ احمد دین صاحب
قصاب ۱۷ فروری ۱۸۹۹ء

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بعد ہذا - آپ کا خط جو آپنے لودہیانہ سے لکہا تہا پہنچ گیا - جس کے مطالعہ سے بہت خوشی حاصل ہوئی - بالخصوص اسوجہ سے کہ جس روز آپ کا خط آیا - اُسی روز بعض عبارتیں آپکے خط کی کسیقدر کمی بیشی سے بصورت کشفی ظاہر کی گئیں اور وہ فقرات زیادہ آپ کے دل میں ہونگے - یہہ خداوند کریم کی طرف سے ایک رابطہ بخشی ہے - خداوند کریم اس رابطہ کو زیادہ کرے ! آپنے اپنے خط میں تحریر فرمایا تہا کہ ایک برہمو صاحب ملے - جنکا یہہ بیان تہا کہ گویا اس عاجز نے اُن کی اصلیت کو سمجہا نہیں - یہہ بیان سراسر بناوٹ ہے برہمو سماج والوں کا خلاصہ عقاید یہی ہے - کہ وہ الہام اور وحی سے منکر ہیں - اور خدا کے پیغمبروں کو نعوذ باللہ مفتری اور کذاب سمجہتے ہیں - اور خدا کی کتابوں کو اختراع انسان کا خیال کرتے ہیں - وہ الہام اور وحی کے ہرگز قایل نہیں ہیں - اور اپنی اصطلاح میں الہام اور وحی اُن خیالات کا نام رکہتے ہیں جو عادتی طور پر انسان کے دل میں گذرا کرتے ہیں - جیسے کسی مصیبت زدہ کو دیکہکر رحم آیا - یا کوئی بُرا کام کرکے پچہتایا کہ ایسا کیوں کیا ہے - یہہ اُن کے نزدیک الہام ہے - مگر وہ الہام اور وحی جو خداوند کریم کے فرشتے کسی انسان سے کلام کریں - اور حضرت احدیت کسی سے مخاطبت کریں - اس پاک الہام سے وہ قطعاً منکر ہیں اور اپنے رسایل اور لقچروں میں ہمیشہ انکار کرتے رہتے ہیں - مگر اب وقت آپہنچا ہے کہ خدا اُنکو اور اُن کے دوسرے بہائیوں کو ذلیل اور رسوا کرے مجہکو یاد ہے کہ پنڈت شیونارائن نے جو برہمو سماج کا ایک منتخب ممبر معلوم ہے - لاہور سے میری طرف ایک خط لکہا کہ میں حصہ سوم کا رد لکہنا چاہتا ہوں - ابہی وہ خط اس جگہ نہیں پہنچا تہا کہ خدا نے بطور مکاشفات مضمون اُس خط کا ظاہر کر دیا - چنانچہ کئی ہندوؤں کو بتلایا گیا - اور شام کو ایک ہندو کو جو آریہ ہے ڈاکخانہ میں بہیجا بہی گیا - تا گواہ رہے وہی ہندو اُس خط کو ڈاکخانہ سے لایا - پہر میں نے پنڈت شیونارائن کو لکہا کہ جس الہام کا تم رد لکہنا چاہتے ہو خدا نے اُسکے ذریعہ سے تمہارے خط کی اطلاع دی - اور اُسکے مضمون سے مطلع کیا - اگر تم کو شک ہے تو خود قادیان میں آکر اسکی تصدیق کر لو - کیونکہ تمہارے ہندو بہائی اسکے گواہ ہیں - رد لکہنے میں بہت سی تکلیف ہوگی - اور اسطرح جلد فیصلہ ہو جائیگا - میں نے یہہ بہی لکہا کہ اگر تم صدق دل سے بحث کرتے ہو - تو تمہیں اسجگہہ ضرور آنا چاہیئے کہ اس جگہہ خود اپنے بہائیوں کی شہادت سے حق الامر تم پر کہل جائیگا - لیکن باوجود ان سب تاکیدوں کے پنڈت صاحب نے کچہہ جواب نہ لکہا اور اسبارہ میں دم بہی نہ مارا اور وہ الہام پورا ہوا جو حصہ سوم میں چہپ چکا ہے سنلقی فی قلوبھم الرعب - اب دیکہیئے ! اس سے زیادہ اور کیا صفائی ہوگی - کہ خداوند کریم نہ صرف شنیدہ پر رکہنا چاہتا ہے بلکہ دیدہ کی مرتبہ پر پہنچانا چاہتا ہے - کل ضلع پشاور سے اس جگہہ کی آریہ سماج کے نام صوابی آریہ سماج نے ایک خط بہیجا ہے کہ حصہ سوم براہین احمدیہ میں تمہاری شہادتیں درج ہیں - اسکی اصلیت کیا ہے - سو اگرچہ ہندو لوگ اسلام کے سخت مخالف ہیں - مگر ممکن نہیں - کہ سچ کو چہپا سکیں - اسلئے فکر میں ہوئے ہیں کہ اپنے بہائیوں کو کیا لکہیں - اگر شرارت سے جہوٹ لکہینگے تو اسمیں روسیاہی ہے - اور آخر پردہ فاش ہوگا - اور سچ لکہنے میں مصالح اپنے مذہب کی نہیں دیکہتے - اب دیکہا چاہیئے کہ کیونکر پیچہا چہوڑاتے ہیں - شاید جواب سے خاموش رہیں - یہہ اسرار جو خداوند کریم اس عاجز کے ہاتہہ پر ظاہر کرتا ہے - عام طور پر اسکی عادت نہیں تہی کہ اُن کے اظہار کی اجازت دے - بلکہ اسرار ربانی کے ظاہر کرنے میں اندیشۂ سلب ولایت ہے - لیکن اس زمانہ میں ان باتوں کا ظاہر کرنا نہایت ضروری ہے - کیونکہ ظلمت اپنی کمال کو پہنچگئی گو دوسرے لوگ اپنی نافہمی سے اس اظہار کو ریاکاری میں داخل کریں یا کچہہ اور سمجہیں مگر یہہ عاجز اسکی کچہہ بہی پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کیا کہینگے اور خداوند کریم نے اس عاجز کو عام فقرا کے برخلاف طریقہ بخشا ہے - جسمیں ظاہر کرنا بعض اسرار ربانی کا عین فرض ہے - والسلام علیکم وعلی اخوانکم من المومنین ۳ مارچ ۱۸۸۳ء مطابق ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۰۰ ہجری صلعم

بقیہ نمبر ۱۳

نواب صاحب کی خدمت میں خط روانہ کر چکا تہا - اور بذریعہ رویائے صادقہ نواب صاحب کو بہت تسلی دیگئی تہی - اسلئے اسی خط پر کفایت کی گئی - اور منشی الہی بخش کو ہی الہام سے اطلاع دیگئی - اور بروقت صدور اس الہام کے چند آریہ موجود تہے - اور اتفاقاً دو ہندو سے ملاوامل اور شرمپت رائے بہی جو اکثر آیا جایا کرتے ہیں عین اُس موقعہ پر موجود تہے اُن کو بہی اسوقت اطلاع دی گئی - اور کئی مہمان کئے ہوئے تہے اُنکو بہی دی گئی - پہر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آگیا - کہ سرائے کا کام جاری ہوگیا ہے سو چونکہ دعا ایسے کام کے لئے کی گئی تہی - اسلئے یہہ اطلاع دنیا فضول سمجہا گیا مگر خداوند کریم کا بڑا شکر ہے کہ مجمع کثیر میں پہلا مخفی ہوا اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے - عین الہام کے صدور کے وقت دو ہندو موجود تہے - جنکو اسیوقت مفصل بتلایا گیا - اور دوسرے نمازیوں کو بہی خبر دیگئی - اور منشی الہی بخش کو بہی لکہا گیا - نواب علی محمد خانصاحب کی ارادت اور رسوخ روز بروز کی توجہہ اور اخلاص قابل تعریف ہے - خدا تعالے اُن کو ہر ایک غم سے خلاصی بخشے اور حسن خاتمہ عطا فرماوے - آپ نواب صاحب کو بہی اطلاع دیدیں کہ مالیر کوٹلہ سے نواب ابراہیم علی خان صاحب والی مالیر کوٹلہ کے ایک سررشتہ دار کا خط آیا ہے کہ وہ مبلغ ۵۰ روپیہ بطور امداد بہیجینگے - مگر ابہی آئے نہیں - یہہ روپیہ انشاء اللہ پٹیالہ میں عبدالحق صاحب کو پہنچایا جاویگا اور پہر بعد اسکے اُن کا قرضہ دو سو روپیہ باقی رہ جاویگا

والسلام

راقم خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۲٦ مئی ۱۸۸۳ء

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

موسمی تعطیلات کی باعث ایک مہینہ کے لیے بند کیا گیا

چشم لطف و مہر آج لعل و گہر ٭ نہ ہے کوئی لاولد مضطر ٭ اعنی ہے حق میں بشر کے لیے ٭ لعل و دُرّ یتیم سے بڑھ کر ٭

شفاخانہ یونانی حکیم شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار البشارت: - ناظرین ذیوقار طرز اشتہار و عبارت اسناد بیشمار سے کیا اطمینان کر سکتے ہیں - اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں - یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مردِ میدان بنکر آئیں - مشرطیہ دوا آزمائیں - جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں -

معیار صداقت: - بلاشرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور مشرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے - جسکو اسپر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوالے - اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس لیکر جرمانہ وصول کر لو - صحت کے طالبو!!! اولاد کے آرزومندو!!! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو - فضل خداداد کی منادی ہے - عام مبارکبادی ہے

اس خادم الاطباء کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرائے کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع الاثر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں - خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و ثبات رحمات و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں - اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد - بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں - بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ اول تو دیر تو دہی ہوگی مگر نمبر اول کم مقدور والی صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوا میں لیجائیں - اور مراد دلی پائیں - (۳) مشرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ - علاوہ خرچ دوا - سے کر رسید دستخطی لے - اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے - ورنہ واپس لیجائے - (۴) مشرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے - بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ پر ادا کرے - ورنہ خرچ دوا ہی بذریعہ رسید واپس لے (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضا مندی طرفین امانت رکھدیں - بشرط کامیابی بندہ پاوے - ورنہ واپس لیں (۶) اسپر بھی اطمینان نہ ہو تو مچلکہ مشرطیہ لکھائیں ع دقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ جرمانہ جرمانہ حسب قرارداد قبول - فضل خداداد کی منادی برملا کرادی - مشرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈہادی - اگر علاج میں شک ہو تحریر کر لو - مراد پالنے پر دنیا کسکو گراں ہے - فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے - جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں - سب بربادہ شجرہ ہے کہ جسکا ثمر نہیں - گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں - کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوا لیجئے - جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی - ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے - تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے - طریق استعمال دوا و غذا اور پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا - والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں

قیمت شیشی	نام مرض	نمبر	قیمت شیشی	نام مرض	نمبر	قیمت شیشی	نام مرض	نمبر	قیمت شیشی	نام مرض	نمبر
صہ/	نل کترا	۲۸	عہ/	لقوہ	۱۹	صہ/	قولنج ریحی	۱۰	۵ے	جس کے اولاد نہ ہو	۱
صہ/	طول و عرض و عمق و زائد	۲۹	عہ/	بھگندر	۲۰	صہ/	سوزاک	۱۱	صہ/	جس کے اولاد چھوٹی مر جاوے	۲
عہ/	خضاب سیاہ لانہ	۳۰	عہ/	ناسور	۲۱	عہ/	سرعت	۱۲	صہ/	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	۳
عہ/	نزلہ و زکام	۳۱	صہ/	بواسیر خونی و بادی	۲۲	عہ/	جریان	۱۳	صہ/	جس کا حمل ۶ - ۸ ماہ کا گر جائے	۴
عہ/	تسہیل ولادت	۳۲	۵ے	ادھرنگ	۲۳	صہ/	غلط کاری	۱۴	۵ے	کمزوری	۵
عہ/	ہیضہ مجرب المجرب	۳۳	۵ے	ضیق النفس	۲۴	عہ/	گنٹھیا	۱۵	صہ/	مرگی	۶
صہ/	بخار نوبتی - تپ کہنہ	۳۴	صہ/	لیپہ	۲۵	عہ/	سفیدی آنکھ	۱۶	۵ے	تپ دق	۷
صہ/	ضعف ہضم	۳۵	صہ/	آتشک	۲۶	عہ/	ضعف بصر	۱۷	صہ/	ضعف باہ	۸
عہ/	سرسام	۳۶	۵ے	آتشک کل بدن	۲۷	عہ/	سبل	۱۸	ہے	ضعف جگر	۹

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرمو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھندلا - جالا - پڑبال - غبار - پھولا - پھبل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم صاحبان اور ادویہ کی آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ایک روپیہ دس روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ ۵ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ سہ - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے استعمال سے بچنا چاہیئے ؛

المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلوہالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور ؛

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلوہالیہ نے ایجاد کیا ہے - بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے بہت پانی کا جانا - دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں سعلن اور کمزوری نظر ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم - اور ان سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے - اسلئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے میں بلاشک و شبہہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر دلبی ایم ساگل صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلوہالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اہلیہ مولوی عمرہ ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد و خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑبال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اور انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و ممبر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳ - میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاں سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں - استعمال کر کے دیکھا مفید پایا - میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے - اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو - یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور - حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ - میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ اہلوہالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا - میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ - ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ؛

پانچہزار روپیہ انعام - اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے تاریخ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے ..

شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

رجسٹرڈ نمبر ال

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اخبار

الحکم

نمبر ۱۵ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۲۶ اپریل | جلد ۳

ایڈیٹوریل جملے

دین کا خلاصہ کیا ہے

تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ! پس اگر اللہ تعالیٰ کی سچی فرمانبرداری اور حقیقی اطاعت کی آرزو ہو تو اسکو شفقت علی خلق اللہ سے شروع کرو اسکا معراج اور کمال عظمت الٰہی ہے اس وقت کے مروجہ مذاہب میں ان امور کاملہ کا پتہ چلانا مشکل ہے آریہ جو خدا کو خالق اور نجات دہندہ نہیں مانتا بلکہ مالک رازق عالم کل کچھ بھی نہیں مانتا کیونکہ خدا تعالیٰ کے خالق نہ ماننے کا یہ لازمی نتیجہ ہے پھر وہ **عظمت الٰہی** کے اصول کا قائل اگر اپنے تئیں بتلاتا ہے تو یہ ریاکاری ہے۔

اور جب کہ وہ خوشی و رنج افلاس و تمول کو تناسخ کے نتائج قرار دیتا ہے کیا پھر وہ شفقت علے خلق اللہ کا مبارک اور پاک اصول مان سکتا ہے؟؟؟ ہرگز نہیں بلکہ اگر عملی طور پر اسپر عمل کرنا چاہے اور قابل رحم لوگوں کو کچھ دے تو وہ خدا تعالیٰ کے آئین میں فتنہ انداز ہے کیونکہ خدا نے تو اسکو اس کے اعمال بد کی وجہ سے مفلس کیا ہے اور یہ خیرات دیکر اسے اس سزا سے بچانا چاہتا ہے۔

کفارہ کا حیا سوز مسئلہ مان کر ایک کرسچن کیونکر ان دونو گولڈن رولز کی پابندی کر سکتا ہے۔ جب ایک کھاتا پیتا محتاج انسان خدا ہو سکتا ہے تو عظمت الٰہی کہاں؟ ایک بے گناہ جب گنہگاروں کے بدلے مر سکتا ہے تو نیک اعمال اور اخلاق فاضلہ کے حصول کی ضرورت ہی کیا ہے؟

پھر یہ اسلام کا فخر ہے کہ شروع سے لیکر آخر تک اس بہتر سے اصول کی تعلیم دیکر عملدرآمد کے طریق بتلائے سنو کیا مختصر الفاظ ہیں

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

لاجبر ولا قدر

اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ مسلمان لوگ تقدیر الٰہی کے بھی قائل ہیں اور اس بات کے بھی مقر ہیں کہ برے اعمال کی سزا ملے گی جب آدمی مجبور ہوا تو سزا کے کیا معنی یہ تو ایک قسم کا ظلم ہے؟؟؟ عزیزو اسلام کا یہ منشا ہی نہیں اسلام نہ آدمی کو مجبور قرار دیتا ہے نہ اس قسم کا قدریہ بناتا ہے جو نادان سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فطرت انسانی پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ بعض قوتیں انسان کی اپنے حیطۂ اقتدار میں ہیں جیسے ہاتھ سے کام لینا۔ یا زبان سے بولنا وغیرہ اور بعض قویٰ ایسے ہیں کہ ان پر اسکا کچھ قبض و دخل نہیں جیسے زبان میں ذائقہ کی قوت جوارح الٰہی کا نمو وغیرہ۔ پس جو قویٰ اس کے قبضۂ اختیار و اقتدار سے باہر ہیں ان پر شریعت اسلام کا فتویٰ ہی نہیں ہاں جو اس کے تابع ارادہ ہیں ان پر شریعت کا فتویٰ ہے اب بتلاؤ کہ اسلام کا کیا پاک اصول ہے کیا اسپر کوئی اعتراض کر سکتا ہے؟ اور جو یہ کہا جاتا ہے وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی! نادان اتنا نہیں سوچتے کہ اسلام کے ہدایت نامہ میں جسے القرآن کہتے ہیں ایسے الفاظ کا استعمال ہی نہیں کیا۔ علاوہ ازیں انسان دکھ اٹھاتا ہے اپنی کرتوتوں کی وجہ سے دیکھو **ملت اسلام** کا باپ ابراہیم حنیف علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا کہتا ہے وَاِذَا مَرِضْتُ فَہُوَ یَشْفِیْنِ یعنی جب میں بیمار ہوتا ہوں وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ ہاں جو حدیث شریف میں بالقدر خیرہ و شرہ وغیرہ الفاظ آئے ہیں وہ بالکل سچے ہیں علوم حقہ کے نتائج تامہ کا واقف اور ماہر کامل تو وہی ذات پاک ہے جو اللہ کہلاتا ہے کیڑی اور سانپ کا کاٹنے کے نتائج کا مقابلہ کرو

استغفار قرب الٰہی کا باعث ہے

ہم نے امام الزمان سلمہ الرحمٰن کو ۲۳ اپریل ۹۹ء کی صبح کو فرماتے ہوئے بغور سنا کہ کہہ رہے تھے استغفار قرب الٰہی کا باعث ہے اس کے معنی ہیں ڈھانکنے کی درخواست کرنا جب وہ ڈھانپنے والے کے قرب ہی میں ہوگا تو ڈھانپا جائے گا، پس کون ہے جو قرب الٰہی نہیں چاہتا؟ یقیناً ہر متنفس کو اس کی از حد ضرورت ہے۔ پھر ایسے مجرب نسخے کے ہوتے اس کیطرف بہت توجہ کرلو کہ اندرونہ کی بیماریاں صاف ہو جاویں۔ اور قرب الٰہی کے سامان میسر ہوں اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

معراج چاہتے ہو تو فدیہ دو

یہ ایک عام قانون پاتے ہیں کہ ہر ایک فعل دوسرے کے لئے گویا تبادلہ یا فدیہ کا قائمقام ہوتا ہے۔ اور تبادلہ کا عام رواج ایسا ہے کہ کسی دلیل اور ثبوت کا محتاج نہیں۔ پھر قربانی پر کیا اعتراض یا روحانی معراج چاہتے ہو تو اندرونی کمزوریوں کو ذبح کر ڈالو ریا۔ بغض۔ حسد۔ غیبت چھوڑ دو۔ اخلاص محبت۔ اور پردہ پوشی کی عادت خود پیدا ہو جاویگی بدترین خصلتوں کو قربان کرو۔ اخلاق فاضلہ کی ہستی اسی میں ہے۔ کمالات حاصل کرنا چاہتے ہو تو ذلیل بنانے والی باتوں کو ترک کردو۔

عشاء کے بعد زیادہ باتیں نہ کرو۔

ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل اور قول سے ثابت ہوتا ہے کہ عشاء کے بعد زیادہ باتیں نہ کیا کرو۔ ہمارے خیال میں دینی تذکرے اور مشغلے تو اچھے ہیں لیکن منصوبہ بازیاں۔ دنیوی جھگڑے اور ادہر ادہر کی ہفوات اور گپیں انسان پر برا اثر ڈالتی ہیں کہا جاتا ہے کہ اہل عرب ایام جاہلیت میں منصوبہ بازیاں رات ہی کو کیا کرتے تھے اور اس لئے بیتون کے معنے برے مشورہ کے کئے ہیں۔ مشورہ تو برا نہیں بلکہ ایک مستحسن چیز ہے لیکن کسی کی برائی اور بدگوئی کی تجویزیں یا ردی اور فضول قصے اور جھگڑے مومنوں کا کام نہیں ہوتا۔ رات کو زیادہ باتوں سے کیوں روکا؟ اس لئے کہ عموماً عذاب اور خداتعالیٰ کا قہر رات ہی کو آتا ہے۔ جب دنیا پر تاریکی چھا جاوے تو ایک صورت سے وہ خود غضب الٰہی ہوتا ہے گو خدا کے ہر فعل میں رحم ہوتا ہے اس لئے وہ وقت توبہ و استغفار اور خشیت الٰہی کا ہونا چاہیئے نہ بری تجویزیں اور گندے منصوبوں کا + اللہ تعالےٰ یہانتک ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو توفیق دے کہ ہم دنیوی مشاغل اور امور دن ہی کو کریں اور رات کو بجز نیک مشوروں کے دنیوی امور کیطرف توجہ بھی نہ کریں۔

اُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ

حضرت مولنا مولوی نورالدین صاحب سے ایک دوست نے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرماویں آپ نے فرمایا بلکہ لکھدیا۔

جب کہ تقوی اللہ ہی ایسی چیز ہے جس سے علوم الٰہیہ حاصل ہوتے ہیں مولا فرماتا ہے وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ

تقوے کے باعث ہر تنگی سے مخرج ملتا ہے اور تقوی رزق کا ذریعہ ہے

(۲) مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا۔ (۳) یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

تقوی ہی سے دشمن ہلاک ہوتے ہیں حضرت رب العلمین کا ارشاد ہے (۴) اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا۔

تقوی اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور خاص معیت حاصل ہوتی ہے (۵) اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ہُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔

تقوی سے انسان مولی کا محبوب بنتا ہے قرآن مجید میں ہے فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ۔

تقوی کے باعث متقی کے واسطے اللہ ہی مکتفی ہو جاتا ہے (۶) وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ۔ پھر متقی ہو۔

اور تقوی نام ہے اعتقادات صحیحہ اقوال صادقہ اعمال صالحہ علوم حقہ اخلاق فاضلہ ہمت بلند شجاعت استقلال عفت حلم قناعت صبر حسن ظن باللہ تواضع صادقوں کے ساتھ ہونے کا

فَاُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ۔

برادری کے حقوق

مصری اخبار (المنار) نے حقوق برادری کے عنوان سے لکھا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے برتن ہیں وہ برتن کیا ہیں لوگوں کے دل ہیں۔ ان برتنوں میں سب سے پسندیدہ برتن خدا کے نزدیک وہ ہیں جو سب سے مصفا اور دلدار اور نرم ہے۔ مصفا یعنی پاک [illegible] مطلب ہے کہ دل پاک از گناہ ہو اور دلدار سے مراد یہ ہے کہ اسکو دین میں صلابت حاصل ہو اور نرم سے مراد کہ بھائی مسلمانوں پر شفیق اور اُن کا ہمدرد ہو بہرحال ہر شخص کو ضرور ہے کہ اپنی حاجت اور اپنے بھائی کی حاجت میں کوئی فرق نہ کرے جیسے وہ اپنے ذاتی کاموں اور مشغلوں سے کبھی غفلت نہیں کر سکتا اسی طرح اپنے بھائی کے کاموں اور حاجتوں سے غفلت نہ کرکے ہمیشہ اس کی تلاش میں رہے خداتعالےٰ مومنوں کو رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ فرماتا ہے۔ یعنی آپس میں ہمدردی کرنے والے۔

اقتصاد

اُسی اخبار میں اقتصاد کے عنوان سے لکھا ہے کہ اسلامی فضائل اور دینی بزرگیوں سے میانہ روی ایک بھاری فضیلت اور کارآمد بزرگی تھی جسکو اہل اسلام نے یک قلم چھوڑ دیا ہے اہل یورپ ہیں کہ آئے دن میانہ روی کو عمل میں لاتے ہیں اور اُسکی طرف توجہ کامل رکھتے ہیں انھوں نے خاص کر اسباب میں کتابیں تصنیف کی ہیں اور مدارس میں اُن کی تعلیم جاری کر دی ہے کیونکہ تمدن کا دار و مدار اسی پر ہے مگر ہم اپنے یہاں کے امیروں کو یا تو سفیہ مبذر یعنی بیوقوفی کے ساتھ

بے محل روپیہ ضائع کرنے والے دیکھتے ہیں یا شحیح مقتر یعنی بخیلی سے محل پر بھی روپیہ کام مین نہ لانے والے ہمارا اپنا تو یہ اعتقاد ہے کہ بے محل روپیہ ضائع کرنا ہماری قوم کا عام شعار ہوگیا ہے نہ امیر اس سے بچا ہے نہ فقیر ہم لوگ دینی تعلیمات کو چھوڑ کر ایسے امور مین محض خطابیات یعنی قوم کی من گھڑت پر عمل کرتے ہین مثلاً اس کلمہ پر کہ **انفق ما فی الجیب یاتیک ما فی الغیب** یعنی جو کچھ جیب مین ہے اُسکو خرچ کر دے غیب سے تجھکو ملجاوے گا جو لوگ احکام دینی کے پابند نہین ہین ان کے خیال صحیح نہین ہوتے اُنکا قول و فعل سب مجنونانہ ہے قابل سند نہین بے محل روپیہ ضائع کرنا اور موقع پر خرچ نہ کرنا دونو میانہ روی سے دور ہے سیدی **احمد** فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے طریقہ کی بنا تین چیزون پر ہے **لا تسئل ولا ترد ولا توخر** یعنی لوگون سے نہین مانگتا بے مانگے ملگیا تو اُسے رد بھی نہین کرتا اور بے موقع روپیہ کو روکتا بھی نہین۔

خطبہ

(موعظت)

جو مولینا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۱۴ اپریل ۱۸۹۹ء کو پڑھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ جب ابراہیم کا اُس کے رب نے کچھ باتون مین امتحان لیا اُن باتون کو ابراہیم نے پورا کیا یعنی ابراہیم اُس امتحان مین پورا نکلا تو خدا تعالی نے فرمایا کہ مین تجھے ابد الآباد کے لئے کل دنیا کا **نمونہ** بناؤن گا۔ ابراہیم نے کہا کہ کیا میری اولاد مین سے بھی ایسے ہونگے خدا نے فرمایا ہان مگر ظالمون سے میرا اقرار نہین اس آیت پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالی نے قیامت تک مامورون کے لئے **ابراہیم علیہ السلام** کو ایک نمونہ بنایا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کی چال ایک مامور کے دعوی کی صداقت اور پرکھ کے لئے ایک محک اور معیار ہوگی۔

ہر دعوی کرنے والے کے لئے دیکھا جاویگا کہ وہ ابراہیم کے نقش قدم پر کہانتک چلا ہے اسکو صاف لفظون مین یون کہو کہ **امام** اور **مامور** وہی ہوگا جو ابراہیم کی چال چلیگا۔

یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے کہ خدا تعالی کیطرف سے جو استاذ اصلاح خلق کے لئے مامور ہوکر آتا ہے اسکو کچھ قربانیان کرنی پڑتی ہین جیسا ابراہیم علیہ السلام کو کرنی پڑین۔ ابراہیم علیہ السلام کی قربانیان اپنے اندر ایک کمال رکھتی ہین اور کتاب اللہ مین اُن قربانیون کی حد ہے۔

ابراہیم ؑ کو کئی قسم کی قربانیان کرنی پڑی تھین اور وہ قربانیان چار مختلف قسمون مین ہوسکتی ہین اولاً سب سے بڑی اور زبردست قربانی یہ ہے کہ ایک شخص اپنی قوم۔ اپنے رشتہ دارون اور عزیزون سے بآواز بلند یہ کہے

اِنِّیْ بُرَآءُ مِنْکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ

مین تم سے اور تمہارے معبودون سے بیزار ہون اور تم سے بے تعلق ہون۔ انسانی فطرت پر غور کرنے کے بعد یہ ماننا پڑتا ہے کہ فوق العادۃ قوت کے ساتھ یہ روحانی اور پُرہیبت الفاظ اللہ تعالی کی پوری محبت کے بدون ایک انسان کے مُنہ سے نہین نکل سکتے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ کسقدر ہمت قلب اور سکینت حضرت ابراہیم کو حاصل تھی جو پکار کر کہتے ہین مین تم سے بیزار ہون۔ یہ بات بھی خوب طور پر ذہن نشین رہنی چاہئے کہ قرآن کریم کہانیون کا مجموعہ یا داستانون کی کتاب نہین خدا تعالی اپنی پاک اور عزیز کتاب مین بڑی عظیم الشان بات کے سوا ذکر نہین فرماتا جن کے حالات کو یہ کتاب مجید بیان کرتی ہے اُن سے اعلیٰ مقصود نہین ہوتی ابراہیم نے کہا کہ مین تمہارے معبودون سے بیزار ہون ہان اگر خدا پر ایمان لاؤ تو پھر تم سے صلح کر لونگا۔ اپنے چچا اور قوم کو کس جرأت اور دلیری سے کہتے ہین کہ مین تجھکو اور تیری قوم کو ہلاکت مین دیکھتا ہون۔ اب سوچو اور دیکھو کہ کیا یہ عظیم الشان قربانی ہین کہ خود خدا تعالی کے لئے قوم اور عزیزون سے قطع تعلق کیا جاتا ہے اور اُن تمام مفاد اور منافع کو پاؤن مین کچل دیا جاتا ہے جو اس صورت مین کہ اُن سے موافقت رہتی پہنچ سکتے تھے۔

دوسری قربانی۔ ایک عظیم الشان طاقت کا مقابلہ ہے۔ کوئی معمولی مقابلہ نہین اپنے زمانہ کے جبار اور منکر سرکش سے مقابلہ ٹھہرانا۔ ہر ایک کی طاقت اور حوصلہ نہین ہے کہ اس قسم کے مقابلہ کیلئے طیار ہو قرآن کریم ہی نے ہمین موسی علیہ السلام کا نمونہ دکھایا۔ جب فرعون کیطرف جانے کا حکم ملا۔ تو بول اٹھے **رَبِّ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ** بیشک حد بشریت یہین تک تھی۔ اور اُن کا تقاضا تھا کہ موسی کے مُنہ سے یہ الفاظ نکلین۔ لیکن جواب ملتا ہے **قَالَ کَلَّا فَاذْھَبَا بِاٰیٰتِنَآ اِنَّا مَعَکُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ**۔ انا معکم کی آواز نے تمام خوف دور دور کر دئے اور پھر وہی انی اخاف کہنے والا موسی کس جرأت اور دلیری سے فرعون کے پاس جا کر تبلیغ کرتا ہے کیونکہ تمام نقل و حرکت تمام گفتگو و مباحثہ مین اللہ تعالی کی معیت تھی + اب یہ نہین کہ یہ اندر ہی کی ایک آواز تھی جو پھوٹ کر دلیر پڑی جیسا کہ آجکل کے ناحق کے جھوٹے ریفارمر کہتے ہین کہ وحی اور الہام دل ہی سے پھوٹتا ہے اور دل پر پڑتا ہے کوئی خارجی شئے اور آواز نہین۔ نہین نہین یقیناً یہ اُس مقتدر وجود کی پیٹھ ٹھونکنے والی آواز تھی جو ایک ہی ایسے اوقات مین قوت بخشتا ہے اور تحیر نمونہ

... کا ... بھی ... ہیں - ... آواز ... یہ ... کر سکتا اس قسم کی جرأت اور دلیری کہاں سے آ سکتی ہیں انی اخاف کہنے والے میں وہ جرأت اور جوش کہاں تھا - یہ خارجی اور بیرونی آواز تھی - ہان یہ کہ خدا کی وحی تھی جسنے موسیٰ کے بال بال کو شیر کر دیا اور تمام حزن و خوف کو بھسم کر دیا - آخر اس آواز کے ساتھ ہی نئی قوت اور نئی شوکت پیدا کر دی آخر وہ ضعیف اسرائیلی شاہ مصر سے مقابلہ کرتا اور کامیاب ہو جاتا ہے غرض ابراہیم کو ایک جبار عنید سے مقابلہ پیش آتا ہے اور یہ خدا کا ضعیف اور برگزیدہ بندہ دہکتی ہوئی آگ کے شعلوں میں یا یہ کہ ایک خوفناک جنگ میں ڈالا جاتا کر اب ایکطرف جان کی لذت اور حلاوت کا خیال کرو - اور دوسری طرف الٰہی محبت اور خدا میں لذت پر غور کرو - میں کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کی تمام بدکاریوں اور گندی معصیتوں کی جان یہی جان کی حلاوت اور زندگی کی لذت ہے - یہ بندۂ خدا بھی وہی زندگی رکھتا ہے مگر اس دہشتناک آگ میں پڑتے وقت وہ اس فانی زندگی کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا اور نہایت خوشی سے اُسمیں کو دپڑتا ہے مگر خدا تعالیٰ اُسے اس مقابلہ میں کب ہلاک ہونے دیتا ہے آگ حکم دیتا ہے۔

یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ

یہ بھی ایک عظیم الشان قربانی تھی۔

(تیسری قربانی) اپنے باپ کے بھائی کو دعوت کرنا اور (چوتھی قربانی) جیسا آج صبح بیان ہوا ہے بڑھاپے کی عمر میں ہزاروں تمناؤں کے بعد لیا ہوا فرزند ہونہار اور جوان فرزند قربان کرنیکو طیار ہو جاتا ہے اور پھر محض رؤیا کی بنا پر جسکی تاویل ہو سکتی ہے مگر پھر اللہ تعالیٰ کے اشارات تک کی لفظی تعمیل کرنے کا ایک شیفتہ ہے کہ اشارات کی تعمیل کرنی چاہتا ہے - انسان مسائل دین میں اپنی اغراض کے موافق رخصتیں نکال لیتا ہے فقہ کی کتابوں کو دیکھو تو پتہ لگتا ہے لیکن یہ خدا کا راستباز تمام ایک رؤیا کی بنا پر جس سے ایک جزئی نکل سکتی ہے اور ... جزئی نکل سکتی ہے اُسے چھوڑ دیتا ہے

اور بیٹے کو ... کر ... اور پورا نکلتا ہے - ... چار قربانیاں تھیں ... ہیں ... سے تمیز پاتے - پھر انعام الٰہی بھی ... کے ... ماموروں کا ایک نمونہ بنایا اور ... اسلام کا باپ بنایا - دنیا کی گورنمنٹیں انعام دیتی دیتی تھک جاتی ہیں - مگر خدا تعالیٰ کی گورنمنٹ ایسی نہیں ہے - ابتدا میں ایم اے اور بی اے کے لئے گارنٹی تھی کہ ملازمت ملے مگر اب تعلیم یافتگان کی کثرت نے گورنمنٹ کو بھی تھکا دیا - اور اب کسی ایم اے یا بی اے کے لئے گارنٹی نہیں رہی - مگر خدا تعالیٰ کی گارنٹی یقینی اور اُسکا وعدہ حتمی ہے - جو شخص یہ چاروں قربانیاں دے وہ ابراہیم کے قدم پر امام ہے - اسی قسم کی قربانیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دینی پڑی تھیں -

میں نے خوب سوچا اور عرصہ دراز کے تجربہ کے بعد میں یہ کہنے پر آمادہ ہوا ہوں ہمارا امام ہمام علیہ السلام جو صدق اور راستی کی مستحکم چٹان پر آ کر کھڑا ہوا ہے اور جسنے خدا تعالیٰ سے امام وقت ہونیکا خلعہ لیا ہے اسکو بھی یہی قربانیاں کرنی پڑی ہیں برادری کی محبتیں رشتہ داری اور عزیزوں کے تعلقات کو محض اس ایک بنا پر کہ خدا اور اسکے برگزیدہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے انکو غرض اور واسطہ نہیں ہے قطع تعلق کر لیا - ایک دنیادار اور حریص انسان اولاد پھر نرینہ اولاد اسپر جوان برسر روزگار اولاد کی کسقدر خواہش اور آرزو رکھتا ہے اور اُسکی محبت میں از خود رفتہ ہو جاتا ہے جیسے ایک اسی برس کا انسان چلاتا ہوا دیکھا ہے چار ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی تھی مگر یہ خواہش اور آرزو اُسکو کھا رہی تھی کہ اولاد ہو مگر اس امام نے دیکھو کسطرح چیدہ فرزندوں کی قربانی کر کے دکھلا دی سلام - کلام قطعاً چھوڑ دیا اور پوری علحدگی اختیار کر لی کیوں؟ صرف اس لئے کہ اگر تم خدا سے صلح نہیں رکھ سکتے میں تمکو چھوڑتا ہوں انہوں نے صلح کے پیغام دئے تو کیا جواب دیا یہی کہ خدا سے صلح کر لو - ہم سے خود ہی صلح ہو جائیگی قوم کو اس کی غلطیوں پر متنبہ کیا اور بتلایا کہ قوم! میں تجھے کھلی گمراہی میں پاتا ہوں قوم! کوتاہ اندیش - ناخدا شناس قوم نے بالمقابل کیا کیا اقدام قتل عمد کے مقدمے میں ڈالنا چاہا + عزت ذلت

پیش ... گئے ... گورنمنٹ کو بدظن کرنے ... آگ کی بھٹی میں ڈالنا چاہا - ... ایام ... کی عزت ایک شہر بلکہ ... میں تھی آج روئے زمین پر اسکی عزت ہے اگر اُسکو ذلت پہنچے (خدا نہ کرے) تو ہار کر راستبازوں سے بڑھ کر پہنچے کیونکہ خدا تعالیٰ کی مشیت اور مصلحت نے اُسے دنیا کے لئے برگزیدہ کیا ہے - اس لئے میں کہتا ہوں کہ آگ کی بھٹی ... جسے اُس کیلئے قوم نے آج ہی طیار کیا تھا - مگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نصرت کو دیکھو کسطرح ان آگ کے شعلوں میں بھی اُس کی آواز امام کی سکینت اور تسلیت کا موجب تھی کہ یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ یہاں بھی اپنا کرشمہ دکھا رہی تھی۔

پھر دیکھو بادشاہ وقت قیصرہ ہند کو سچے دین کی دعوت کی اور پھر دنیا کی تمام عظیم الشان طاقتوں کو کوئی ایسی بڑی طاقت نہیں رہی جسکو دین اسلام کیطرف دعوت نہ کی ہو - اور ایک کب کیا دینی والا مباحثہ نہ کیا ہو - یہ اس شخص کا تکلف اور تصنع نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے اس کی فطرت ہی ایسی رکھدی ہے یا یوں کہو کہ یہ ایک مشین تھی جسمیں خود اللہ تعالیٰ نے سٹیم بھر دی تھی - شہد کی مکھی کیطرح فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا وہ اضطراراً شہد بناتی ہے پس میں کہتا ہوں کہ شہد کی مکھی کیطرح مطیع و منقاد ہو کر یہ خدا کی راہ میں چلا ہے جیسے شہد کی مکھی بافادہ نہیں بنا سکتی شہد بناتی ہے جس میں لوگوں کے لئے شفا ہے اسی طرح اس کے کلام میں شفا کام میں شفا - حرکت و سکون میں شفا - کوئی کھوٹ چھل نہیں ہے - بس وہی قربانیاں ہیں جو ابراہیم کو دینی پڑی تھیں - یہ کیسا سچا ثبوت ہے اس رنگ میں سچا اُس رنگ میں سچا - یہ خدا کا فضل ہے - شیعوں کیطرح کروڑوں آدمی چیختے ہیں کہ خلافت بلافصل علی کا حق تھا مگر خدا نے بلافصل خلیفہ بنا کر ثابت کر دکھایا کہ کون حقدار تھا - اسی طرح پھر خدا نے اپنے فضل سے مسیح موعود بنا کر بتلا دیا کہ یہ کسکا حق تھا - آسمان نے گواہی دیدی کہ کسوف و خسوف رمضان میں کسی مدعی کے وقت نہ ہوا زمین نے شہادت میں اپنی سبزے نکال کر ملائکہ نے مہر لگا دی کہ راستباز یہی ہے - خدا کی تائیدوں اور نصرتوں نے بتلا دیا کہ امام کون ہے؟ پس لبیک آؤ

[illegible] خداتعالی کی نصرت اور سپرد سے بھائیون کو توفیق دے [illegible] راستبازی کا نمونہ بنین اور اس قسم کی [illegible] دے تاکہ اُس کے عہد کے وارث بنین ایسا نہ ہو کہ ہم ظالمین مین سمجھے جائین۔ آمین۔

الحکم کی خاص امداد

ہم نہایت شکر کے ساتھ عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ کی اُس گرانقدر اعانت کا اظہار کرتے ہین جو انہون نے ایک ماہوار مستقل طور پر اخبار الحکم کے لئے بعض شرائط پر منظور فرمائی ہین جزاہم اللہ احسن الجزاء ۔ میرزا خدابخش تحصیلدار مالیر کوٹلہ کی مہربانی کے بھی ہم مشکور ہین جنھون نے اس امداد مین تحریک فرمائی ۔ ہم اللہ تعالے کے فضل پر امید کرکے کہہ سکتے ہین کہ اگر اسی نہج پر ہمارے دوسرے احباب کو توجہ ہوگئی اور اس طور پر ایک مستقل امداد کے لئے باہمی تحریک ہوئی ۔ تو الحکم کے استقلال اور استحکام کی ایک صورت نکل آئیگی ۔ اور پھر اُن نقائص کے دور ہونے کی بھی امید ہوسکتی ہے جو اس وقت اُس کی ترتیب ۔ کاغذ وغیرہ امور کے متعلق ہین کیونکہ جب مالی مشکلات کا سوال پیش آجاتا ہے پھر کچھ کرنے دھرتے نہین بنتی بہرحال ہم نواب صاحب کی علوہمتی پر اُن کے لئے دعا کرتے ہین کہ اللہ تعالے انکو جزائے خیر دے ۔ (ایڈیٹر)

جزاہم اللہ احسن الجزاء

مندرجہ ذیل فہرست اُن احباب کی ہے جنھون نے افریقہ سے مقدس حضرت اقدس پر بطور امداد چندہ ارسال کیا جزاہم اللہ احسن الجزاء ۔ یہ چندہ معرفت اخویم ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ممباسہ پہنچا ہے بغرض رسید فہرست ہذا شائع کی جاتی ہے

ایڈیٹر

نام برادر	رقم چندہ
خاکسار رحمت علی ہاسپٹل اسسٹنٹ	لـ۵
سیٹھ احمد دین صاحب سوداگر	۵ـ
برادر محمد افضل خانصاحب	عـ۵
برادر خواجہ احمد صاحب وارڈ سرونٹ	۵ر
عمرالدین صاحب حجام	[illegible]
علیم شاہ صاحب باورچی	۵ر
مصاحب خانصاحب کمپونڈر	۵ر
الٰہی بخش صاحب وارڈ سرونٹ	۶
امیر خان صاحب چپراسی	۵ر
خادم حسین صاحب سگنلر	۵ر
مستری فقیر محمد صاحب	۵ر
برادر امام دین صاحب باورچی	۵ر
نادر خان صاحب سارجنٹ پولیس	عـ۵
جواہر صاحب زرگر	۶ر
محمد الدین صاحب قصاب	۶ر
عمرالدین ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ	۵ر
غلام احمد صاحب کمپونڈر	۵ر
محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار	۵ر
شیخ نور احمد صاحب	۵ر

اسالانہ ۔ بہم ان کل

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریان

ابوعبید قاسم بن سلام کا حال

سلام ہرات کے ایک امیر کا رومی غلام تھا خداوند تعالے نے فرزند غلام کو امام بنانا تھا ابوعبید قاسم نے ابوزید نصری ۔ اصمعی ۔ ابوعبیدہ ابن الاعرابی کسائی فراء وغیرہ جماعت کثیر سے جنکا علم وفضل مسلّمہ تھا مختلف علوم کا استفادہ کیا تھا ۔ اور چھوٹی سی عمر مین ہی بڑے بڑے آئمہ کی ہمنشینی کا شرف حاصل کرلیا تھا ۔ ۱۸ سال کی عمر تھی ۔ جب شہر طرطوس کے قاضی مقرر کئے گئے چونکہ

[illegible] مذہب کی سند کا [illegible] ۔ جو امثال و معانی ۔ حدیث وفقہ اور قرآن کریم کے متعلق ہین [illegible] غریب الحدیث مین سب سے پہلے جو کتاب لکھی گئی وہ انکی تصنیف تھی جسکو انھون نے عبداللہ بن طاہر کے سامنے پیش کیا [illegible] اور ان کی ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر کردی [illegible] فکر معاش [illegible] ہین کہ [illegible] ابوعبید [illegible] کو چالیس سال مین [illegible] مجھکو ہر نکتہ کا [illegible] ملگیا ۔ اور مین اسی کی خوشی [illegible] سویا ۔ لیکن اب بعض [illegible] پانچ چھپنے [illegible] ہلال بن علاء کا قول ہے کہ اللہ تعالے نے [illegible] زمانہ مین پیدا کرکے جنھون نے اہل اسلام پر احسان فرمایا (۱) شافعی رحمۃ اللہ علیہ جنھون نے [illegible] (۲) احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ [illegible] مصیبت [illegible] اور [illegible] تو لوگ کافر ہوجاتے (۳) [illegible] نے حدیث نبوی سے کذب کو دور کیا (۴) ابوعبید قاسم بن سلام جنھون نے غریب الحدیث کی تفسیر لکھی ۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو لوگ غلطیون پر پڑجاتے

ابوعبید کی اعلیٰ فضیلت اور حسن سیرت پر مشہور مشہور فاضلون کے اقوال درج ذیل ہین ۔

(۱) قاضی احمد بن کامل کا قول ہے کہ ابوعبید دینیات مین فاضل ہے ۔ اور اُن کا علم ربانی ہے یہ علوم اسلامیہ کی مختلف اصناف مثل قراۃ و فقہ و عربیت و اخبار عرب وغیرہ پر حاوی ہین ۔ باین ہمہ صحیح العقل اور حسن الروایت ہین ۔ مین نہین جانتا کہ کسی شخص نے بھی ان کے دین مین کوئی طعن نکالا ہو ۔

(۲) ابراہیم حربی کا قول ہے کہ ابوعبید گویا ایک پہاڑ ہے جسمین روح ڈالی گئی ہے (پہاڑ سے تشبیہ عظمت و وقار مین ہے) ان کی ہر ایک بات پسندیدہ ہے ۔

(۳) اسحق بن راہویہ (امام اہل عراق) کا قول ہے کہ ابوعبید علم مین وسیع اور ادب کثیر ہے اور مجھ سے [illegible]

(۴) ثعلب کا قول ہے کہ اگر ابوعبید بنی اسرائیل مین بھی ہوتے تو حیرت مین ڈالدینے والے ہوتے

ابوبکر بن دینار ی کہتے ہیں کہ عبید نے رات کے تین حصے کر رکھے تھے۔ ثلث شب سوتے تھے۔ ثلث شب عبادت کرتے تھے ثلث شب تصنیفات میں۔

آخر عمر میں طرطوس سے بغداد تک سفر کیا۔ اور وہاں سے حج کے لئے مکہ مکرمہ گئے۔ وہاں سے مدینہ منورہ ان کا اپنا بیان ہے کہ جب میں وہاں سے سفر عراق کا ارادہ کیا تو رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان میں تشریف فرما ہیں۔ اور حضور کے گرد و پیش حاجب کھڑے ہوئے ہیں لوگ آتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں اور مصافحہ سے مشرف ہوتے ہیں میں بھی اندر جانے لگا مگر مجھکو حجاب نے روکدیا میں نے دریافت کیا کہ تم مجھے کیوں زیارت نبوی سے منع کرتے ہو انہوں نے کہا تجھے اندر جانیکی اجازت نہ ملیگی اور تو شرف اسلام سے مشرف نہ ہوگا۔ کیونکہ تو کل کو عراق جانا چاہتا ہے میں نے کہا اچھا میں عراق نہ جاؤنگا۔ کہا عہد کر۔ پھر انہوں نے مجھے اندر جانے کی اجازت دیدی۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام اور مصافحہ سے مشرف ہوا۔ جب صبح ہوئی تو یہی خواب بیان کر کے عزم سفر چھوڑ دیا کہتے ہیں کہ اس سے تین یوم کے بعد انکا انتقال مدینہ منورہ میں ہی ہو گیا۔

سنہ ۱۵۰ھ میں ہرات میں پیدا ہوئے اور محرم ۲۲۴ھ انتقال ہوا۔ تصنیفات میں سے کتاب المقصور والممدود اور کتاب المذکر والمونث۔ کتاب النسب۔ کتاب الاحداث کتاب ادب القاضی کتاب عدد آی القرآن کتاب الحیض کتاب الاموال نہایت مشہور ہیں۔ ناظرین کو ان کی سیرت سے نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ قدیم مسلمانوں کے نزدیک معیار شرافت صرف علم سمجھا جاتا تھا اور فرزند غلام کو امام تسلیم کر لیا جاتا تھا اور اب بھی ہماری ترقی کا آلہ صرف علم ہی ہو سکتا ہے۔

اب تھوڑی جلدیں باقی ہیں

جیسا کہ گذشتہ نمبروں سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا۔ حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر ایک خط کے نام سے [illegible] اسکی صرف تھوڑی کاپیاں اب باقی ہیں۔ احباب جسقدر جلدی مناسب سمجھیں منگوالیں قیمت ۲ر ہے

آئینۂ حق نما جو پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کا ایک نمونہ ہے اسکی تو بہت ہی تھوڑی کاپیاں باقی ہیں اس کی قیمت بھی ۲ر ہے چند روز کے بعد پھر ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

دونو رسالے منیجر الحکم سے طلب کرو۔

دار الامان کا ہفتہ

(۱) مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مع الخیر واپس تشریف لائے۔ ہمارے ناظرین انشاء اللہ پھر نئے نئے مضامین خطبہ وغیرہ کے ملاحظہ فرماوینگے

(۲) ۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء کو عید الضحیٰ کی نماز حضرت مولوی نورالدین صاحب نے پڑہائی لاہور [illegible] سیالکوٹ امرتسر ملتان مالیرکوٹلہ شاہدرہ بھیرہ راولپنڈی وغیرہ مقامات سے اکثر احباب علاوہ ان دوستوں کے جو قادیان کے نواح میں ہیں تشریف لائے ہوئے تھے خطبہ اور دوسرے ضروری کوائف کے ہمراہ اگر جدا گانہ نہ چھاپا گیا تو اخبار میں شائع ہوگا۔

(۳) حضرت اقدس بفضلہ تعالیٰ مع کل خاندان کے خوش و خرم ہیں اور "مسیح ہندوستان میں" کے نام سے ایک مبسوط کتاب مسیح علیہ السلام کی ہندوستانی زندگی۔ ہندوستان میں وفات اور ہند ہی میں دوبارہ آمد کے مطالب پر مشتمل لکھ رہے ہیں اردو میں چھپنی شروع ہونیوالی ہے۔ اور انگریزی میں اسکا مسودہ شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر بمبئی ہوس لاہور ولایت لے جائینگے جو مئی کے آخر میں تشریف لیجائینگے اور وہاں اس کی اشاعت کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب سے ولایت میں انقلاب عظیم پیدا ہوگا۔

(۴) دار الامان کے احباب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر روز نئی برکت پاتے ہیں اور اقدس قدسیہ حضرت مسیح موعود سے صبح و شام نئی حیات حاصل کرتے ہیں۔

درس قرآن کریم کا درس ہر روز حسب معمول ہوتا ہے۔ آج کل پھر قرآن کریم کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔

۲۵ اپریل کی شام کو حضرت اقدس نے اس مضمون پر کہ اولیاء اللہ کے انکار سے سلب ایمان کیونکر ہوتا ہے مختصر سی تقریر فرمائی جو دوسرے وقت پر انشاء اللہ تعالیٰ شائع کی جاویگی۔

غزل جمالی

دن بھلے ہوتے تو کاہے کو جدائی ہوتی
وہ نہ آئے تھے اگر موت ہی آئی ہوتی

بخت ناساز سے ہوتا جو مقدر اچھا
میری قسمت میں مدینہ کی گدائی ہوتی

گر مدینہ کے پہاڑوں میں کہیں جا مرتا
اس سے بہتر تھا کہ جنت میں رسائی ہوتی

کیا کروں مانع ہجرت ہے تنہا بار عیال
ورنہ در پر ترے دھونی ہی رمائی ہوتی

مرشد و راہنما خواجہ غلام احمد
آپ ہوتے نہ مری عقدہ کشائی ہوتی

ہم بھی اس چرخ جفا کیش سے رکھتے امید
کچھ تمنا جو کسو کی بھی بر آئی ہوتی

گر جمالی کے مقدر میں نہ ہوتا تھا وصال
خواب ہی میں کبھی صورت تو دکھائی ہوتی

اسلام کا خاصہ ہے کہ خدا پر بھروسہ رکھے۔ مسلمان وہی ہے جو صدقات اور دعا کا قائل ہو۔ عیسائیوں کو اسباب پر یقین نہیں۔ کیونکہ انہوں نے جسمانی خدا بنا لیا ہے۔ انسان کی بڑی خوشی جو زوال پذیر نہیں ہوتی اور خطرات کیوقت اسے سنبھال لیتی ہے وہ خدا پر بھروسہ ہے اور یہ صرف اسلام ہی کی تعلیم ہے کہ خدا پر بھروسہ کرو۔ (از ملفوظات امام آخر الزمان ۲۰ اپریل ۱۸۹۹ء وقت عصر)

شفاخانہ یونانی حکیم شیخ نظام الدین امرتسر

اے مرے قدردان علم و ہنر — غور سے کیجئے ادھر بھی نظر — ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر
ہے کوئی لاولد مضطر — یعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر — لعل و دُرِّ یتیم سے بڑھکر
جسپہ ہو فضل ایزد داور — کیون نہو دل اس سے بامراد اکثر

اظہار بشارت ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و عبارت اسناد بیشمار سے کا حقہ اطمینان کر سکتے ہین اور گندم نما جو فروش اشتہاریون سے جو نہ طبیب ہین نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھہ سکتے ہین۔ یہان خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بنکر آئین شرطیہ دوا آزمائین جھوٹون کو سچا اور سچون کو جھوٹا نہ بنائین۔

معیار صداقت بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ مین اقرارنامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جسکو اسپر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوا سکتے اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو۔ صحت کے طالبو!!! اولاد کے آرزومندو!!! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو۔ فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطبا کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرائے کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع الاثر نسخے ہاتھ آئے ہین کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہین۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات و ممات و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہین۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر خدا نے پنج انگشت یکسان نہ کردا!! بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہین بزرگون کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ دے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دہ چند ایسی دوائین لیجائین اور مراد دل پائین (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی بکاہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لیجائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرارنامہ آمدنی دو ماہ لکھدے بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ اگر کے خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) زرتصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدین۔ بشرط کامیابی بندہ پاوے ورنہ واپس لین (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائین۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرارنامہ کے جھوٹے اشتہارون کی بنیاد ڈہادی۔ اگر علاج مین شک ہو۔ تحقیق کرلو۔ مراد پلانے پر دینا کسکو گران ہے۔ فرزند نرینہ لاکھون سے ارزان ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہین وہ خانہ خراب ہے گھر نہین ہے برباد وہ شجر ہے کہ جسکا ثمر نہین پھر نام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہین۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائے جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریرین لاحظہ فرمائے تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا اور پرہیز ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب نلشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہین۔

نام مرض	قیمت	نام مرض	قیمت	نام مرض	قیمت	نام مرض	قیمت
۱ جن کے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰ قولنج دردی۔	عہ	۱۹ لقوہ	ع	۲۸ نل اُترنا	عہ
۲ جنکے اولاد چھوٹی مر جاوے	عہ	۱۱ سوزاک۔	عہ	۲۰ بھگندر	ع	۲۹ طول و عرض و عمق دوایہ	عہ
۳ جسکے لڑکیان ہون لڑکا نہ ہو	عہ	۱۲ سرعت	ع	۲۱ ناسور	ع	۳۰ خضاب سالانہ	ع
۴ جسکا حمل ۶-۸ ماہ کا گر جاوے	عہ	۱۳ جریان	ع	۲۲ بواسیر خونی و بادی	عہ	۳۱ نزلہ و زکام	ع
۵ کمزوری	عہ	۱۴ غلط کاری۔	عہ	۲۳ ادھرنگ	عہ	۳۲ تسہیل ولادت	ع
۶ مرگی	عہ	۱۵ گٹھیا۔	عا	۲۴ ضیق النفس۔	عہ	۳۳ ہیضہ مجرب المجرب۔	ع
۷ تپ دق	عہ	۱۶ سفیدی آنکھ	عہ	۲۵ پیچش	عہ	۳۴ بخار تیجرہ و چوتھایہ و روزانہ۔	عہ
۸ ضعف باہ	عہ	۱۷ ضعف بصر	ع	۲۶ آتشک	عہ	۳۵ ضعف ہضم	عہ
۹ ضعف جگر	ع	۱۸ سبل	ع	۲۷ آتشک کل بدن	عہ	۳۶ سرسام	ع

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر ڈیوڑھے چوک کے سامنے فقط

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اسی سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ دو روپیہ - ممیری کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سعہ تین روپیہ - خالص ممیرو فی ماشہ عہ دو روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے اشتہاروں کو ضرور بچنا چاہیے -

المشتہر پروفیسر میا سنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

١ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ ممیری کا سرمہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جنکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن اور کمزوری نظر ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ایسے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر یا ادی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کیلئے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے - اسلئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیری کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

٢ میں بڑی خوشی سے ممیری کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ ادہم بیوی بہر ۳۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے - اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

٣ میں نے ممیری کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کیواسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

٤ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ممیری کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کو بیماری سے بچانے کیلئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیری کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے کسی بنک میں اسی مطلب کیلئے تاریخ ۱۹۰۹ میں جمع کیا گیا ہے -

یعقوب علی ایڈیٹر و پروپرائٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

نمبر ۱۶ | قادیان دارالامن والامان ۵ مئی سنہ ۱۸۹۹ء ۶ | جلد ۳

ایڈیٹوریل جملے

دین الٰہی کیا ہی

اس سوال کا جواب دیتے وقت ہم فلسفیانہ مباحث پر نظر نکریگے بلکہ کتاب اللہ سے مختصر الفاظ مین بتلا دین گے کہ دین الٰہی کیا ہے؟ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام پارہ ۳ رکوع دس) یعنی کامل اور سچا دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہے - پس دین الٰہی کا اطلاق اگر کسی مذہب وملت پر ہوسکتا ہو تو وہ اسلام ہے اسلام کیا ہی؟ مختصر الفاظ مین تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ -

پانی نہ پیو

رات کا گرم کیا ہوا دن کو اور دن کا گرم کیا ہوا رات کو پینے مین اس سے سرسام کا اندیشہ ہے - اور اُس پانی کو ہرگز منہ نہ لگاؤ جو گاڑھا چکنا بودار یا رنگین ہو یا جسمین جانور پڑ گئے ہون - برف اور شورہ کا ٹھنڈا کیا ہوا پانی مفید تشنگی ہے اور مسکن اجزائے خون ہے مگر اعصاب کے لئے سخت مضر ہی - جس پانی مین اشیاء ملی ہوئی ہون یا جس کے پاس سڑے نباتات جمع ہون یا جس کے قریب بول و براز پڑا ہوا اسکو زہر قاتل سمجھنا چاہئیے سرد پانی ہچکی بخار درد پسلی درد حلق درد شکم مین پینا مناسب نہین پانی نہ پیو - کھڑے کھڑے چلتے ہوئے چت لیٹے ہوئے یا بیٹھے بیٹھے جھک کر روغنی کھانے کے بعد سات کو ۲ بجے سے ۴ بجے تک کھانا کھانیسے نصف گھنٹہ پہلے تک - نیند سے اُٹھکر بغیر منہ دھوئے - ورزش و قرات کے بعد جبکہ پسینہ آیا ہو - محنت اور راستہ کی تکان و اجابت وقے کے بعد اور دودھ پینے سے پہلے یا بعد یہ ہدایتین جن احباب کی نظر سے گذرین وہ اگر ایک مرد عورت بچہ کو سمجھا دین اسکا ایسا ہی ثواب ہوگا جیسا کہ پیاسے کو پانی پلانے سے -

شرح صدر کے اسباب کیا ہین

مندرجہ ذیل اسباب ہین جنکے ذریعے شرح صدر ہوسکتی ہے

(الف) اَلتَّوْحِیْدُ عَلٰی کَمَالِہٖ وَقُوَّتِہٖ وَزِیَادَتِہٖ

(ب) اَلْاِیْمَانُ -

(ج) اَلْعِلْمُ -

(د) اَلْاِحْسَانُ -

(ہ) اَلشَّجَاعَةُ

(و) ترک فضول - النظر والکلام والاسماع - اَلْاَکْلُ - وَالنَّوْمُ -

یاد رکھو عجز اور کسل سے تمام نیکیان زائل ہوجاتی ہین اور شر پیدا ہوجاتے ہین - عجز کیا ہی ان اسباب کا ترک کردینا جو اللہ تعالیٰ نے اُن نتائج حسنہ سے وابستہ کرکے ہین جو انسان کےلئے معاد معاش کے واسطے رکھدئے ہین

اُنیسوین صدی کی ایک اور ایجاد

اُنیسوین صدی کی حیرت انگیز ایجاد دنیا مین سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک فرانسیسی بحری انجنیر مالیرڈی ہوئی نامی نے اپنی اعلیٰ درجہ کی دماغی قابلیت سے مٹی کے تیل کو منجمد کرنیکی ترکیب نکالی ہے اس سے تیل منجمد ہوکر صابن کی ٹکیونکیطرح بنجاتا ہے ان ٹکیونسے نہ بدبو نکلتی ہے اور نہ دھوان اور نہ وہ گرمی سردی سے متاثر ہوتی ہین اس ایجاد سے دو بڑے فائدے تو سردست یقینی ہین کہ انکی بار برداری مین سیال حالت کی

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + ثمر ہے کوئی لااولد مضطر - اعنی ہی حق میں ہر شہر کے لپسر - لعل دور تقسیم سے ہر بحر

شفا خانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اظہار کسادیت - ناظرین جو ہی دفتار طرز اشتہار و اسناد و اشتہار سے لما حقہ اطمینان نہیں کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں نے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں یہاں خیر خواہی عام اور اشتہاری سچی کا کام ہے مرد میدان بن کر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا - اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں

معیار صداقت - بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے - اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے - وہ مچلکہ لکھوائے - اگر مراد پوری نہ ہو - دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و بہر مانہ لو نہ - صحت کے طالبوں! اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خدا داد کی منادی ہے - عام مبارکبادی ہے -

اس خادم الاطبا کو ۲۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقرائے کاملین و سیاحین کی خدمات کے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات و ممات و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں اگرچہ پبلک اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پیچ انگشت یکسان نکرد - بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں - بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ دوا بہ تو دہی ہونگی - اگر نمبر اول کم مقدور والی صرف خرچ مندرجہ سے اور - (۲) تو نگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں - اور مراد دلی پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی لیجاوے - علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے - اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے بندہ کا حق ہے - ورنہ واپس لیجائے (۴) شرطیہ بالعبد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدی البشرط سید الشیس نرینہ میعاد معینہ پر ادا کرے - ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں بشرط کامیابی بندہ پاوے - ورنہ واپس لیں (۶) اسپر بھی اطمینان نہ ہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں - وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ ہرجانہ حسب اقرار داد قبول - ففضل خدا داد کی منادی ہر طرح کرا دی - شرطیہ اقرار نامہ ستے جھوٹے اشتہار دن کی بنیاد ڈھا دی - اگر علاج میں شک ہو تحریر کرلو - مراد پالے پر دنیا کس کو گران ہے - فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزان ہے جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ہے برباد دہ شجرہ ہے کہ جسکا ثمر نہیں - گمنام وہ لقب ہے کہ جسکا لپسر نہیں - کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لااولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے - جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی - ان کی تحریریں ملاحظ فرمایئے - تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے - طریق استعمال دوا و غذا اور پرہیز بکٹ ملحقہ دبیہ سے واضح ہوگا - والیان ریاست و امرا حسب منشائے خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں -

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جس کے اولاد نہو	[illegible]	۸	ضعف باہ	[illegible]	۱۶	سفیدی آنکھ	[illegible]	۲۶	آتشک	[illegible]
۲	جس کے اولاد چھوٹی مرجائے	[illegible]	۹	ضعف جگر	[illegible]	۱۷	ضعف بصر	[illegible]	۲۷	آتشک کل بدن	[illegible]
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	[illegible]	۱۰	قولنج و دردی	[illegible]	۱۸	سبل	[illegible]		نل اترنا	[illegible]
۴	جس کا حمل ۶-۸ ماہ کا گرجائے -	[illegible]	۱۱	سوزاک	[illegible]	۱۹	لعوہ	[illegible]		طول و عرض و عمق و زائد	[illegible]
۵	کمزوری	[illegible]	۱۲	سرعت	[illegible]	۲۰	بھگندر	[illegible]		خضاب سالانہ	[illegible]
۶	مرگی	[illegible]	۱۳	جریان	[illegible]	۲۱	ناسور	[illegible]		نزلہ و زکام	[illegible]
۷	تپ دق	[illegible]	۱۴	غلط کاری	[illegible]	۲۲	بواسیر خونی و بادی	[illegible]		تسہیل ولادت	[illegible]
			۱۵	گنٹھیہ	[illegible]	۲۳	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
						۲۴	ضیق النفس	[illegible]		[illegible]	[illegible]
						۲۵	[illegible]	[illegible]		ضعف ہضم	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کلاہوں

خطبہ عید اضحیٰ

جو مولانا مولوی نور الدین صاحب نے ۳۱ اپریل ۱۸۹۹ء کو پڑھا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

یہ آیت شریف قرآن مجید مین کسوقت نازل ہوئی ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ایک آیت آپ کی کتاب مین ہے اگر ہماری کتاب مین ہوتی تو جس دن وہ اتری تھی اُسے عید کا دن قرار دیتے حضرت عمر نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے تو اُس نے یہ آیت پڑھی الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا جناب عمر نے فرمایا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی کسوقت نازل ہوئی کہان نازل ہوئی مین اسے خوب جانتا ہون

وہ جمعہ کا دن تھا وہ عرفہ کا دن تھا وہ اسی عید نحر کا مقدمہ تھا - عرفات مین نازل ہوئی تھی - اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸۰ روز زندہ رہے یون تو اللہ جل شانہ کا نزول ہر روز خاص طرز پر رات کے آخر ثلث مین ہوتا ہے مگر جمعہ کے دن ۵ دفع اور عرفات کو ۹ دفع نزول ہوتا ہے۔

احادیث صحیحہ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ شیطان ایسا کبھی یاس مین نہین ہوتا جیسے عرفات کے دن یہ وہ دن ہے کہ اللہ جل شانہ نے ہماری تعلیم دینیہ کے لئے جس کتاب کو نازل فرمایا تھا اُسے کامل کر دیا کامل دین جسکا نام **اسلام** ہے اُسے اُسی دن کامل کر دیا جس دین کی متابعت ضروری تھی اور اُس پر کاربند ہونا سعید انسان کو لازم ہے اُس کے اصول اور فروع اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس دن مین تمام و کامل کر دئے وہ چیز جسکو کامل طور پر ہمین نہین بلکہ دنیا کو پہنچانے کے لئے سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری دعاؤن اور کل طاقتون اور مساعی جمیلہ کو پورے طور پر لگایا تھا اُسکا نام اسلام ہے اور اُس کی تکمیل کا دن جمعہ کا مبارک دن اور عرفات کا پاک دن ہے

تمام ادیان مروجہ اور مذاہب موجودہ کا مقابلہ کرنا چاہین اور غور کرکے دیکھین تو معلوم ہوگا کہ کیا بلحاظ اصول کے اور کیا بلحاظ حفظ اصول اور فروع کے وہ اسلام کے مقابلہ مین کچھ حقیقت ہی نہین رکھتے اور بالکل ہیچ دکھائی دیتے ہین اس کے اہم ترین امور مین سے اللہ جلشانہ کا ماننا اسکو اسماء حسنیٰ اور صفات و محامد مین یکتا و بے ہمتا ماننا ہے جسکا خلاصہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مین موجود ہے جسکا نام افضل الذکر ہے اور جسکی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کل نبیون کی تعلیم کا خلاصہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے - اور آج مین بھی کہتا ہون -

اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

اس کی حقیقت یہ ہو انسان اللہ تعالیٰ کی ہستی کی برابر اور ہستی کو یقین نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء میز افعال مین یکتا وجود و بقا مین یکتا تمام نقایص سے منزہ اور تمام خوبیون سے معمور یقین کرے وہی [illegible] ہے اُس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت جائز نہین عبادت کا مدار ہے حسن و احسان پر [illegible] درجہ کامل کس مین موجود ہین ؟ [illegible] دیکھو تم کچھ نہ تھے تمکو اُس نے بنایا [illegible] دانشمند انسان بنا دیا - پھر تم تھے مان کی چھاتی [illegible] پیدا کیا - سانس لینے کو ہوا پینے کو پانی کھانے کو قسم قسم کی لطیف غذائین طرح طرح کے نفیس لباس - اور [illegible] کے سامان کیسے دئے خدا نے !! مین کہتا ہون کیا چیز ہے جو انسان کو فطرۃً مطلوب ہو اور اُس نے نہین دی ؟ سچی بات یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے احسان اور افضال کو کوئی گن ہی نہین سکتا حسن دیکھو تو کیسا اکمل - ایک ناپاک قطرہ سے کیسی خوبصورت شکلین بناتا ہے کہ انسان محو ہو رہجاتا ہے پاخانہ سے کیسی [illegible] اور نرم دل خوش کن کونپل نکالتا ہے انار کے دانے کس لطافت اور خوبی سے لگاتا ہے - ادھر دیکھو اُدھر دیکھو آگے پیچھے داہنے بائین جدھر نظر اُٹھاؤ گے اس کے حسن کا ہی نظارہ نظر آئے گا - اور یہ بالکل سچی بات ہے وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

ساری دنیا مین جسقدر مذاہب باطلہ مین انہیں دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے کسی اسم یا صفت کا انکار کیا ہے اور اسی انکار نے اُنکو بطلان پر پہنچا دیا ہے ایک بت پرست اگر خدا تعالیٰ کو علیم خبیر سمیع بصیر قادر جانتا ہو تو کیون پتھر شجر ہوا سورج چاند اور ارذل ترین چیزون کے سامنے سجدہ کرتا اور کیون اُسکی اُستتی کرتا ہو - اور کوئی جواب نہین ملتا تو یہی عذر تراش لیا کہ ہماری عبادت صرف اسی لئے ہے کہ یہ اصنام و معبود ہمکو خدا تعالیٰ کی حضور پہنچا دین اور مقرب بارگاہ الٰہی بنا دینا

اصل یہی ہے کہ وہ اسبات کے قائل نہین ہین کہ خدا تعالیٰ ہر غریب و گنہگار کی آواز سنتا ہے اور ہر ایک دور شدہ کو نزدیک کرنا چاہتا ہو اونچی آواز سے پکارو یا دھیمی آواز سے وہ سمیع ہے اگر ایسا مانتے تو

کبھی کبھی حد مخلوق عاجز اور ناکارہ مخلوق کے آگے مان ان اشیار کے آگے جو انسان کے لئے بطور خادم ہین سر نہ جھکاتے اور یون اپنے ایمان کو نہ ڈبوتے -

عیسائی مذہب کو اگر دیکھین تو یہ بطلان پرستی کیون انمین پیدا ہوئی صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی صفات اور اسمار کا انکار کیا - ایکطرف زبان سے خدا تعالیٰ کو قدوس اور رحیم اور عادل خدا پکار رہی ہین مگر اپنے معتقدات اور ایمان سے بتلاتے ہین کہ جسکو خدا مانا ہے وہ ساری برائیون اور بدیون کا مورد ہے خدا کو عادل قرار دیتے ہین مگر گنہگارون کے بدلے ایک بیگناہ کو سزا دیکر بھی اس کے عدل کو قائم رکھ سکتی ہین -

آریہ سے کہ وہ خدا تعالےٰ کو سرشکتیمان تو مانتا ہے لیکن خالق کل ماننے ہونے کی اُسے مقدرت نہین ایک ایک ذرہ کو علحدہ سمجھتے ہین اور روحونکو مخلوق نہین مان سکتے اُن کے خواص گن کرم سبھاؤ سب کے سب انادی اور خدا تعالےٰ کے ہمتا اور شریک سمجھتے ہین - خدا تعالیٰ کو اسبات پر قادر نہین مان سکتے کہ وہ بڑے سے بڑے بھگت اور پریمی کو بھی ابدی نجات دے بلکہ ابدی نجات کا دینا گویا خدا تعالیٰ کو خدائی ہی سے دست بردار کرنا چاہتے ہین - معاذ اللہ سبحانہ

براہمو لوگون کو دیکھو تو خدا تعالیٰ کی بڑی تعریفین کرین گے مگر خدا تعالےٰ کی اس صفت سے انکو مطلق انکار ہے جس سے وہ ہدایت نامے دنیا مین بھیجتا اور انسان کو غلطیون سے بچانے کے لئے رہنمائی کرتا ہے اور نہین مانتے کہ یرسل الرسول بھی خدا تعالیٰ کی کوئی صفت ہے الغرض ہر ایک مذہب پر اگر غور اور دھیان کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بجز اسلام کے انکو اللہ تعالےٰ کے اسمار اور صفات پر ایمان نہین رہا کوئی اسم اعلیٰ طور پر ایسا نہین جسکے معنی مسلمان اعلیٰ طور پر نہین کرتے - کسی نے کیا چھوٹا اور سچا فقرہ کہا ہے

مسلمان خدا کے سامنے شرمندہ ہونے کے قابل نہین -

لیکن اس نعمت کی قدر کیا ہو سکتی ہے ؟ کیا تم لوگوں میں خدا کے سوا دوسرے کی پرستش نہیں ہوتی ؟ کیا غفلت نہیں رہی ؟ کیا برادری اور اخوت کا وہ بے نظیر اور قابل قدر مسئلہ جو مخلوقات کو سکھلایا گیا تھا اور یہ بتلایا گیا تھا کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنے تم میں معزز اور زیادہ مکرم وہ ہے جو زیادہ تر متقی ہے جسقدر نیکیاں اور اعمال صالح کسی میں زیادہ تر ہیں وہی زیادہ معزز و مکرم ہے کیا بیجا شیخی اور انانیت پیدا نہیں ہو رہی - پھر بتلاؤ کہ اس نعمت کی قدر کی تو کیا کی - یہ اخوت اور برادری کا واجب الاحترام مسئلہ اسلام کے دیکھا دیکھی اب اور قوموں نے بھی لے لیا - پہلے ہندو وغیرہ قومیں کسی دوسرے مذہب و ملت کے پیرو کو اپنے مذہب میں ملانا عیب سمجھتے تھے اور پرہیز کرتے تھے مگر اب شدہ کرتے اور ملاتے ہیں - گو کامل اخوت اور سچے طور پر نہیں - مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غور کرو کہ حضور نے اپنی عملی زندگی سے کیا ثبوت دیا - کہ زید جیسے کے نکاح مین شریف بی بیان آئین - اسلام ! مقدس اسلام نے قومون کی تمیز کو اٹھا دیا جیسے وہ دنیا مین توحید کو زندہ اور قائم کرنا چاہتا تھا اور چاہتا ہے اسیطرح ہر بات مین اس نے وحدت کی روح پھونکی اور تقویٰ ہی پر امتیاز رکھا قومی تفریق جو نفرت اور حقارت پیدا کر کے شفقت علیٰ خلق اللہ کے اصول کی دشمن ہو سکتی تھی اُسکو دور کر دیا ہمیشہ کا منکر خدا رسول کا منکر جب اسلام لا دے تو بلیغ کہلا دے یہ سعادت کا تمغہ ! یہ سیادت کا نشان جو اسلام نے قائم کیا تھا صرف تقویٰ تھا اب بتلاؤ ایسے انعام اور ایسے فضل کے نازل ہونے کے بعد اب کیا حالت موجود ہے

✠ یہ فقرہ حضرت امام الوقت اکثر فرمایا کرتے ہین کہ مسلمانون نے ایسا خدا مانا ہے کہ وہ انکو مگر کسی کے سامنے شرمندہ نہین ہو سکتے کہ ہمارے خدا مین یہ بات نہین یا وہ بات نہین جو اور مذہب کے لوگون کو پیش آتی ہے - جیسے آریاؤن کا خدا خالق اور نجات دہندہ نہین وغیرہ وغیرہ - ایڈیٹر

کیا وہی اتحاد و برادری ہے ؟ کیا اسماء الٰہی پر ویسا ہی یقین کامل ہے ؟ وہ کتاب جسنے غافل و بدمست قوم کو ہشیار کر کے دکھا دیا تھا اور جسنے عرب جیسی اکھڑ قوم کو ہمدردی اخوت کا ایک پاک نمونہ دنیا مین بنا کر دکھا دیا کیا اُسکی ایسی قدر اور عظمت ہے جو اس کے اتباع اور عمل در آمد کا نام ہے ؟ کیا مسلمان کہلانیوالے کتاب اللہ رسول اللہ کی ایسی ہی عزت کرنیوالے چست و چالاک ہین جیسے صحابہ تھے ؟ سب باتون کا جواب مجھے اندیشہ ہے کہ اگر دیا جائے دلون کو نہ ہلا دے - مین دیکھتا ہون عقاید کا حال خدا ہی کو معلوم ہے دل کی باتین تو وہی جانتا ہے جو علیم بذات الصدور ہے مگر یہ بات تو مانی ہوئی ہے کہ انسان کے دل کا جوش قوی پر ضرور جلوہ گری کرتا ہے کون ہے جو یہ جانتا ہو کہ آگ جلاتی ہے اور پھر اسمین ہاتھ ڈالدے - کون گڑھے مین عمداً گر سکتا ہے روٹی کو بھوک کا علاج جانتے ہو اور پیاس کا علاج پانی جانتے ہو تو بھوک کیوقت روٹی اور پیاس کیوقت پیتے ہو پھر جب کوئی انسان یہ اصول مانتا ہے کہ خدا تعالےٰ علیم و خبیر سمیع و بصیر تو پھر قیاس کرے کہ ان اسمار حسنیٰ کو مانکر بھی بدمعاشیون اور بدکاریون کے ارتکاب مین کیون دلیری کرتا ہے ہندو دھرم سکھ آریہ عیسائی وغیرہ قسم قسم کی مخلوق موجود ہے اور ان کے اخلاق ظاہری اور افعال و اعمال دیکھلو اور پھر اپنے افعال و اعمال کا معائنہ کرو تم مین تو خاص نعمت اتری تھی اور پھر اسکی تکمیل ہوئی تھی اب اس نعمت کے لینے کے بعد اور قومون مین اور تم مین کیا امتیاز ہوا - صحابہ کرام مین اخوت کا مسئلہ ایسا تھا کہ وہ اس امر کو تکملۂ ایمان سمجھتے تھے کہ جب تک اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی نچاہین جو خاص اپنی ذات کے لئے چاہتے تھے -

دوسرے کی عزت و آبرو دوسرے کے آرام و چین کے لئے ایسی ہی کوشش کرو جیسی اپنی لئے کرتے ہو - مگر جب اپنے آپ ہی کو غفلت مین ڈال رکھا ہے تو دوسرے کی بہتری کی کیا اُمید !!! کرتے نفاق ہین اور امید رکھتے ہین کہ وہ نعمتین ملین جو اتفاق مین ہین

جہالت میں پڑے ہیں اور چاہتے ہیں کہ علم کی عزت و آبرو ملے - غفلت میں سرشار ہیں اور ہوشیاری کی لذت کے خواہان - علم ہاں صحیح علم کے مطابق عمل نہیں کرنا چاہتے مگر اجر وہ لینا چاہتے ہیں جو عاملین کو ملتے ہیں۔ مکہ کے کفار کہتے تھے کہ ہم پر رسولوں والی بات کیوں نازل نہیں ہوتی - بہت سے تم میں سے ہیں جو چاہتے ہیں ہم ملہم کیوں نہیں بنتے - ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتی ہم کیوں آسودہ حال نہیں ہوتے - مگر یہ تو بتلاؤ کہ کتاب اللہ کے مطابق عمل درآمد کرنے میں تم نے کسقدر محنت اٹھائی ہے انصاف تو یہی ہے کہ جسقدر روپیہ اور عمر کو سونے چاندی کے جمع کرنے میں صرف کیا ہے کیا قرآن کریم کے مطالب پر اطلاع پانے اور اسکو دستور العمل بنانے میں اس سے آدھا بھی کیا ہے؟ خدا کے حضور بخیلی نہیں اس کے ہاں بخل نام کو نہیں پھر یہ محرومی کیوں؟ یہی بات ہے ما ظلمھم اللّٰہ ولٰکن کانوا انفسھم یظلمون ٥ اللہ تعالیٰ نے تو کسی کی جان پر ظلم نہیں کیا مگر بات یہ ہے کہ لوگ خود ہی اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں - پس اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر کرو۔ اس نے خاتم الانبیاء بھیجا - کتاب بھی کامل بھیجی کتاب کے سمجھانے کا خود وعدہ کیا اور ایسے لوگوں کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا جو آآکر خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں اس زمانے ہی کو دیکھو کہ لیستخلفنھم کا وعدہ کیا سچا اور صحیح ثابت ہوا - اس کا رحم اس کا فضل اور انعام کس کس طرح دستگیری کرتا ہے مگر انسان کو بھی لازم ہے کہ خود بھی قدم اٹھاوے یہ بھی ایک سنت اللہ چلی آتی ہے کہ خلفا پر مطاعن ہوتے ہیں آدم پر مطاعن کرنے والی خبیث روح کی ذریت بھی ابتک موجود ہے - صحابہ کرام پر مطاعن کرنیوالے روافض اب بھی ہیں - مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انکو تمکنت دیتا ہے اور خوف کو امن سے بدل دیتا ہے سچے پرستار الٰہی اور مخلص عابد بنو - خدا کی طرف قدم اٹھاؤ یہاں بھی رضیت لکم الاسلام دینا فرمایا - اسلام کا لفظ چاہتا ہے کہ کچھ کرکے دکھاؤ

موجودہ حالت میں ہم نے امام سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے امام کے ہاتھ پر توبہ کی ہے اور مسلمانوں سے بڑھکر امتیاز پیدا کیا ہے۔ ہم میں ملہم ہے ہم میں ہادی اور امام ہے ہم میں وہ ہے جسکی خدا تائید کرتا ہے جس کے ساتھ خدا کے بڑے بڑے وعدے ہیں اسکو حکم اور عدل بناکر خدا نے بھیجا ہے - مگر تم اپنی حالتوں کو دیکھو - کیا مدد اور عمل درآمد کے لئے بھی ایسا ہی قدم اٹھایا ہے جیسا کہ واجب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے سورہ ھود نے بوڑھا کر دیا اسمیں کیا بات تھی فاستقم کما امرت تم سیدھی چال چلو نہ صرف تم بلکہ تیرے ساتھ والے بھی - یہ ساتھ والوں کی فکر تھی جسنے حضور کو بوڑھا کر دیا انسان اپنا ذمہ وار تو ہو سکتا ہے مگر ساتھیوں کا ذمہ وار ہو تو کیونکر؟ بس یہ بہت خطرہ کا مقام ہے ایسا نہ ہو کہ تمھاری غفلتوں سے اللہ تعالیٰ کے وہ وعدے جو تمہارے امام کے ساتھ ہیں پورا ہونے میں معرض توقف میں پڑیں - موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کے ساتھ کنعان پہنچانے کا وعدہ تھا مگر قوم کی غفلت نے اُسے محروم کر دیا - پس اپنی ذمہ واریوں کو سمجھو! اور خوب سمجھو - غفلت چھوڑ دو اور اس نعمت کی قدر کرو جو آج کے مبارک دنوں میں پوری ہوئی - میں پھر کہتا ہوں کہ قربان بردار بنکر دکھاؤ۔

اس خطبہ کا دوسرا حصہ جسمیں سورہ کوثر کی مختصر تفسیر ہے دوسرے نمبر میں درج ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

بجودہ قوتہ

ایڈیٹر

لاجبر ولا اختیار

گو گذشتہ نمبر میں اس عنوان سے چند سطریں ہم نے لکھی تھیں - مگر غلطی سے اختیار کی جگہ قدر کا لفظ لکھا گیا تھا جو بعد میں سُرخی سے درست کر دیا گیا تھا تاہم اصلاح مزید اور صحت کی غرض سے پھر اسکی تصریح مناسب سمجھی -

اسلامی شریعت کی ناواقفی اور کم سمجھی کیوجہ سے مسئلہ تقدیر پر جو تمام بلند پروازیوں کا سرچشمہ اور تمام ترقیوں کی جڑ ہے بعض ناداروں نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ جب تمام امور اور افعال پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجبور کر دیا ہے پھر دوزخ میں کھینچنے کیا معنی!

ایسے معترض جو اپنے آپ کو نئی روشنی کے فرزند قرار دیتے ہیں - یہ بھی کہتے ہیں کہ انسان فطرتاً مختار مطلق ہے وہ جو چاہے کرے ہمکو ایسے دانشمندوں کی سمجھ پر افسوس آتا ہے جو انسان کو مختار مطلق بھی مانتے ہیں اور پھر یہ مانتے ہیں کہ اُسے بداعمال کی سزا ملتی ہے خواہ وہ تناسخ کا چیل ہی کیوں نہ ہو!

اصل یوں ہے کہ جیسے ایک مجبور کو سزا دینا بھی انصاف نہیں ہو سکتا اسیطرح جب ایک شخص کو پوری آزادی دیدی کہ تو جو چاہے کر پھر اسکے کسی فعل پر مواخذہ کرنا کیا عقلمندی اور انصاف پسندی ہے!!!

پس اب معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ اُسی ہیئت اور حیثیت میں درست اور تمام ترقیوں کی اصل ہے جو اسلام نے قرار دیا ہے - جسطرح پر اسلام نے بیان فرمایا ہے اسلام نے انسان کو نہ مجبور مطلق قرار دیا ہے نہ مختار مطلق بلکہ بعض افعال ایسے ہیں جو انسان کی طاقت کے اندر ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ وہ ان پر کسی قسم کا اختیار نہیں رکھتا جیسا ہم پچھلے نمبر میں بیان کر آئے ہیں یہ بھی ہم لکھ آئے ہیں کہ اسلامی شریعت کا فتویٰ صرف ان افعال اور امور پر ہے جو انسان کے حیطۂ اقتدار میں ہیں - پھر تقدیر کیا ہے -؟

تقدیر سے مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو اس وسیع دنیا میں ایک اندازہ پر بنایا ہے اور ہر ایک فعل کا ایک نتیجہ قرار دیا ہے آنکھیں دیکھتی ہیں سن نہیں سکتیں - زبان گویا ہے دیکھ نہیں سکتی - آگ میں ہاتھ ڈالو گے تو جلیگا وغیرہ وغیرہ پس اب مطلب صاف ہے کہ تقدیر کے

کیا معنی ہیں۔

اب یہ اسلام کا فخر ہے کہ اس نے تقدیر کا مسئلہ بیان کر کے ترقی کی راہ کھول دی۔ کیونکہ جب کہ نقصان رساں چیزوں کے اور نفع بخش اشیا کے اندازے اور علم کا نام تقدیر ہے۔ تو جیسے کریگا ویسا پاوے گا۔

دلچسپ چٹھیاں

ایک شخص مسئلہ قربانی پر سوال کرتا ہے کہ یہ خلاف رحم ہے؟ اسکا جواب دیا گیا ہے

السلام علیکم۔ آپ کا خط بنام حضرت امام پہنچا۔ اور جواب کے لئے مجھے مرحمت ہوا۔ قربانی کے متعلق چند امور آپ یاد رکھیں اور ان پر خوب غور کریں

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک اللہ تعالےٰ کے منکر دوسرے قائل۔ منکروں کے نزدیک تو رحم کیا بلا ہے۔ اعتراض ہی نہیں اور نہ آپ کو ان کے متعلق کچھ کہنا مفید ہے۔

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے قائل ہیں اور آپ بھی انہیں سے معلوم ہوتے ہیں وہ ذرا غور کریں۔

ہوا میں نظر کریں باز شاہین شکرہ کسقدر شکار کرنیوالے جانور موجود ہیں اور کسطرح پرندوں کو پکڑ کر کھا جاتے ہیں۔ ذرہ بھی رحم نہیں کرتے کیا بازوں کو اللہ تعالیٰ نے نہیں بنایا

اسی طرح جنگلوں میں شیروں چیتوں شکار کرنیوالے جانوروں کو کس نے بنایا۔ بلی کسطرح چوہوں کو پکڑ کر ہلاک کرتی ہے پس ایسے بیرحم جانور کس کے بنائے ہوئے ہیں غور کرو پانیوں میں بھی شکار کرنیوالے جانور موجود ہیں۔

بلکہ بہت غور کرو تو حضرت ملک الموت کو دیکھو کیسے کیسے انبیاء و رسل بادشاہ بچے غریب امیر سوداگر سب کو مار کر ہلاک کرتے ہیں اور دنیا سے نکال دیتے ہیں۔

پھر غور کرو۔ اگر ہم جانوروں کو عید اضحی پر ذبح نہ کریں اور ہمارا ذبح کرنا رحم کے خلاف ہو تو اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ اور انپر یہ رحم ہوگا کہ وہ مریں پس ماسبق کے بعد گذارش ہے کہ اگر جانوروں کو ذبح کرنا رحم نہیں تو شکاری اور گوشت خور اللہ کریم پیدا نہ کرتا۔

نیز اگر ذبح نہ کیا جاوے تو خود بیمار ہو کر مرینگے پس غور کرو ان کے مرنے میں کیسی تکالیف ان کو لاحق ہوں گی۔

پھر اگر ایسا ہی رحم ہے تو اپنے مطلب کو جانوروں سے ہل چلوانا ان کو لادنا ان کے بچے باندھکر ان کا دودھ لینا کیسی بیرحمی ہوگی

ہمیں تعجب آتا ہے کہ وہ لوگ ایسے صوفی کون ہیں جو لوگ قربانی کے مخالف ہیں خود سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ قربانی کی اور حجۃ الوداع میں سو اونٹ قربانی فرمایا۔

میری نصیحت ہے کہ آپ ایکبار یہاں تشریف لاویں تو پھر آپ کو ایسے مسائل پر مفصل سنایا جاوے خطوط بہت آتے ہیں زیادہ مفصل نہیں لکھ سکتے ضرور ایک بار تشریف لاویں۔ نورالدین ۲۶ اپریل ۹۹ء از قادیان۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) موسم میں خاصی تبدیلی ہو چلی۔ گرمی اپنا جوبن دکھلا رہی ہے۔

(۲) کچھ دنوں سے سید عبد الغنی (المری مذاده) بغدادی اور محمد علی صاحب ترک آئے ہوئے تھے ۲۸ اپریل ۹۹ء کو واپس روانہ ہوئے۔

(۳) حضرت اقدس بفضلہ تعالیٰ مع خاندان و جمیع خدام بخیریت اللہ تعالیٰ کے انعامات و برکات سے حصہ لے کر فیض پہنچا رہے ہیں۔ کتاب مسیح ہندوستان میں) اردو زبان میں چھپنی شروع ہو گئی ہے۔ ایک بے نظیر کتاب ہوگی جو مذہبی عیسائی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کریگی۔ کیونکہ دلائل قویہ و صحیحہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح نے ہندوستان میں آکر وفات پائی اور بروزی طور پر انڈیا ہی میں پھر آیا ہے۔

(۴) یکم مئی ۱۸۹۹ء سے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا پرائمری ڈیپارٹمنٹ موسمی تعطیلات کے بعد کھل گیا ہے۔ مدرسہ کی عمارت جو ضروریات کے غیر مکتفی تھی وسیع ہو رہی ہے اور میر ناصر نواب صاحب مہتمم مدرسہ کے اہتمام میں تعمیر کا کام شروع ہے ہمارے دوستوں کو عمارت فنڈ کے مد میں امداد کیلئے قدم بڑھانا چاہیئے۔

(۵) حکیم فضل الدین صاحب واپس بھیرہ تشریف لے گئے

(۶) پیر محمد سراج الحق صاحب جمالی نعمانی سجادہ نشین چار قطب ہانسوی آج کل قادیان میں چند روز کے لئے وطن واپس جاکر پھر مستقل طور پر قادیان میں اقامت گزین ہوں گے۔

دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرو

آئینۂ حق نما جو پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کی نسبت ہے قریبا فروخت ہو چکا صرف چار ... باقی ہیں اس لئے اکثر احباب صرف ایک ... بعد دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے ...

اور

تقریر حضرت اقدس کی کاپیاں قریبا ڈیڑھ سو باقی ہیں جو صاحب چاہیں قیمت بھیجکر منگا ...

مینیجر الحکم

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ شفاخانہ صدر گوڑگانوہ سے پلیگ ڈیوٹی پر موضع ماہلپور ضلع ہوشیارپور میں تشریف لے گئے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کے خط سے معلوم ہوا کہ ماہلپور میں دو تین کیس طاعون کے ہوئے اور وہ بھی کچھ مشتبہ سے ہیں۔

مکتوب امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب زاد اللہ فی برکاتہم - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - آنمخدوم کا عنایت نامہ پہنچا سبحان اللہ کیا جوش ہے کہ خداوند کریم نے آپ کے دلمیں ڈالدیا اور ایسا ہی آپ کے دوست مولوی عبد القادر صاحب کے دلمیں - خداوند کریم بندوں کے صدق اور انکی نیات کو خوب جانتا ہے جو شخص اُس کے لئے کوئی درد اٹھاتا ہے اُسکا عمل کبھی ضایع نہیں ہوگا - اس کی نظر عنایت اگرچہ دیر سے ظاہر ہو مگر جب ظاہر ہوتی ہے تو وہ کام کر دکھاتی ہے جسکی عاجز بندہ کو کچھ امید نہیں ہوتی - خداوند کریم آپ کو اس دلی جوش میں مدد کرے اور اپنی عنایت خاصہ سے ثابت قدمی بخشے اور ابتلا سے محفوظ رکھے اور آپ بھی ثابت قدمی کیلئے دعا کرتے رہیں کیونکہ بڑے بڑے کاموں میں ابتلا بھی بڑی بڑی پیش آتی ہیں اور انسان ضعیف البنیان کی کیا طاقت ہے کہ خود بخود بغیر عنایت و رحمانیت حضرت احدیت کے کسی ابتلا کا مقابلہ کر سکے پس ثبات اقدام اُسی سے مانگنا چاہیئے اور اُسی کی حول و قوت پر بھروسا کرنا چاہیئے ہم سب لوگ بغیر اُس کے فضل و احسان کے کچھ بھی نہیں - آپ نے لکھا تھا کہ بعض لوگ یاوہ گوئی کرتے ہیں - سو آپ جانتے ہیں کہ ہر ایک امر خداوند کریم کے ہاتھ میں ہے کسی کی فضول گوئی سے کچھ بگڑتا نہیں اسی طرح پر عادت اللہ جاری ہے کہ ہر ایک مہم عظیم کے مقابلہ پر کچھ معاند ہوتے چلے آئے ہیں خدا کے نبی اور اُن کے تابعین قدیم سے ستائے گئے ہیں سو ہم لوگ کیونکر سنت اللہ سے الگ رہ سکتے ہیں وہ اندر کی باتیں جو پھیر ظاہر کی جاتی ہیں ہنوز انمیں کچھ بھی ظاہر نہیں کئی مکروہات درپیش ہیں جنہیں خدا کی حفاظت درکار ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اُس کا فعل قابل اعتراض نہیں جو کچھ کرتا ہے بہت اچھا کرتا ہے کسیکی کیا طاقت ہے کہ کچھ بول سکے جب تک اس بولنے میں اسکی کچھ حکمت نہو - اور کم سے کم یہی حکمت ہے کہ جن مردوں نے سچائی کی راہ پر قدم مارا ہے اُن کیلئے یہ ابتلا درپیش رہا ہے اور اس ابتلا پر ثابت قدم رہنے سے وہ اجر پاتے ہیں احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا و ھم لا یفتنون ؕ

آج قبل اس خط کے یہ الہام ہوا -

کذب علیکم الخبیث کذب علیکم الخنزیر عنایت اللہ حافظک انی معک اسمع و اریٰ الیس اللہ بکاف عبدہ فبرّاہ اللہ مما قالوا و کان عند اللہ وجیہا - ان الہامات میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کوئی ناپاک طبع آدمی اس عاجز پر کچھ جھوٹ بولے گا یا جھوٹ بولا ہو مگر عنایت الٰہی حافظ ہے - اب سوچنا چاہیئے کہ جب ہر ایک موذی اور معاند اور دروغگو اور بہتان طراز کے شر سے خود خداوند کریم بچانے کا وعدہ کرتا ہے تو پھر کس سے بجز اُس کے خوف کریں - چند روز ہوئے کہ خداوند کریم کیطرف سے ایک اور الہام ہوا تھا کچھ حصہ اس میں سے پہلے بھی الہام ہو چکا ہے مگر یہ الہام مفصل ہوا اور اس سے خداوند کریم کی جو کچھ عنایت اس عاجز اور اس عاجز کے دوستوں پر ہے ظاہر ہے اور وہ یہ ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ - انی متوفیک و رافعک الیّ و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ - و قالوا انیٰ لک ھٰذا قل ھو اللہ عجیب یجتبی من یشاء من عبادہ اور یہ آیت کہ و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ بار بار الہام ہوئے اور اس قدر متواتر ہوئے کہ جنکا شمار خدا کو ہی کو معلوم ہے اور اس قدر زور سے ہوئے کہ میخ فولادی کیطرح دل کے اندر داخل ہے اس سے یقینا معلوم ہوا کہ خداوند کریم ان سب دوستوں کو جو اس عاجز کے طریق پر قدم مارتے ہیں بہت سی برکتیں دیگا اور انکو دوسرے طریقوں کے لوگوں پر غلبہ بخشیگا اور یہ غلبہ قیامت تک رہیگا اور اس عاجز کے بعد کوئی ایسا مقبول آنیوالا نہیں جو اس طریق کے مخالف قدم مارے اور مخالف قدم ہوگا اُسکو خدا تباہ کریگا اور اُس کے سلسلہ کو پائیداری نہیں ہوگی یہ خدا کی طرف سے وعدہ ہے جو ہرگز تخلف نہیں کریگا اور کفروا کے لفظ سے اسجگہ شرعی کفر مراد نہیں بلکہ صرف انکار سے مراد ہے غرض یہ وہ سچا طریق ہے جسمیں ٹھیک ٹھیک حضرت نبی کریم کے قدم پر قدم ہے اللّٰھم صل علیہ و آلہٖ وسلم آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کوئی فی الحقیقت اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے نبی کریم کے لئے برکت چاہیں اور بہت ہی تضرع سے چاہیں اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہیئے کہ حضرت نبی کریم سے سچی دوستی اور محبت ہو اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں لیکن اسمیں ایک نہایت عمیق بھید ہے جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اُس شخص کے وجود کی ایک جز ہو جاتا ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں اسلئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکت چاہتے ہیں بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ کبھی ملول ہو اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں - دوسرے اوراد بھی بدستور محفوظ رکھیں بیکاری کچھ چیز نہیں ہے ہر وقت سرگرمی کی توفیق خداوند کریم سے مانگنی چاہیئے بخدمت مولوی عبد القادر صاحب و قاضی خواجہ علی صاحب سلام مسنون پہنچاویں ۲۴ ار جون ۱۸۸۳ء مطابق ۱۷ شعبان ۱۳۰۰ھ

ملہ کیا لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ وہ صرف آمنا کہکر بچ رہیں گے اور امتحان میں نہ پڑینگے ؟

ممیری کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسران - نامور ڈاکٹران - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال - غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم صاحبان اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیری کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ ... خالص ممیرا فی ماشہ ... روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ... خریدنے والے ... خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے -

المشتہر پروپرائیٹر میہا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیری کا سرمہ جو سردار میہا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی کا جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن اور کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور آنسو کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اسلئے میں بلا شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ... سنگھ صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر۔

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میہا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اوتم دیوی بعمر ۱۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دُکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس نے امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن (ڈ) ... آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳ میں ممیری کے سرمہ کا جوکہ سردار میہا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور ... استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر اُن مریضوں کو واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

۴ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیری کا سرمہ جوکہ سردار میہا سنگھ اہلو والیہ نے طیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی شناخت میں ... ثابت کرکے ...

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ ایل ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ

اخبار الحکم

نمبر ۱۷ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۹۹ء مطابق ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۶ھ | جلد ۳

حضرت نا ۔۔۔ کے

خطبہ عید اضحی

جو مولانا مولوی نور الدین صاحب نے سورۃ

کوثر کی مختصر سی جامع تفسیر پر پڑھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۔ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۔

یہ ایک مختصر سی سورۃ ہے اور اس مختصر سی سورۃ شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان پیشگوئی بیان فرمائی ہے جو جامع ہے ۔ پھر اس کے پورا ہونے پر شکریہ میں مخلوق الٰہی کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے اسکا ارشاد کیا ۔ وہ پیشگوئی کیا ہے؟ اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ

الْکَوْثَر تجھے ہم نے جو کچھ دیا ہے بہت ہی بڑا دیا ہے ۔ عظیم الشان خیر عطا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نبوت دیکھو تو قیامت تک وسیع کسی دوسرے نبی کو اسقدر وسیع وقت نہیں ملا یہ کثرۃ تو بلحاظ زمان ہوئی ۔ اور بلحاظ مکان یہ کثرۃ

کہ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا

میں ظاہر فرمایا کہ میں سارے جہان کا رسول ہوں یہ کوثر مکان کے لحاظ سے عطا فرمائی ۔ کوئی آدمی نہیں ہے جو یہ کہدے کہ مجھے احکام الٰہی میں اتباع رسالت پناہی کی ضرورت نہیں ۔ کوئی صوفی ۔ کوئی مست قلندر ۔ بالغ مرد بالغہ عورت کوئی ہواس کو مستثنیٰ نہیں ۔ ہوسکتے ۔ اب کوئی وہ خضر نہیں ہوسکتا جو لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا بول اٹھے ۔ یہ وہ موسیٰ ہے جس سے کوئی الگ نہیں ہوسکتا ۔ کوئی آدمی مقرب ہو نہیں سکتا جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع نہ کرے ۔

کتاب میں وہ سچی کوثر عنایت کی کہ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۔ کل دنیا کی صداقتیں اور معظم طرز میں سب کی سب قرآن مجید میں موجود ہیں ۔

ترقی مدارج میں وہ کوثر ملا کہ جبکہ یہ بھی بات ہے اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ ۔ پھر دنیا بھر کے نیک اعمال پر نگاہ کرو جبکہ ان کے دال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے جزائی نیک آپ کے اعمال میں شامل ہوکر کیسی ترقی مدارج کا موجب ہورہی ہے

اعمال میں دیکھو ! اتباع ۔ فتوحات عادات علوم اخلاق میں کس کس قسم کی کوثریں عطا فرمائیں ہیں ۔

استحکام وحفاظت مذہب کے لئے دیکھو جسقدر مذاہب دنیا میں اللہ تعالیٰ کیطرف سے آئے اس کی حفاظت کا ذمہ وار خود ان لوگوں کو بنایا ۔ مگر قرآن کریم کی پاک تعلیم کے لئے فرمایا اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ یہ کیا کوثر ہے !!! اللہ تعالیٰ اس دین کی حمایت وحفاظت اور نصرت کے لئے تائیدیں فرماتا اور مخلص بندوں کو دنیا میں بھیجتا ہے ۔ جو اپنے کمالات اور تعلقات الٰہیہ

مین ایک نمونہ ہوتے ہین - انکو دیکھکر پتہ لگ سکتا ہی کہ کیونکر بندہ خدا کو اپنا بنا لیتا ہے - اس ہستی کو دیکھو زبان اور اس کے حرکات کو دیکھو جب خدا بنانے پہ آتا ہے تو اہی عاجز انسان کو اپنا بنا کر دکھا دیتا ہے اور ایک اجڑی بستی کو دہن سے آباد کرتا ہے - کیا عجب آمیز نظارہ ہے - بڑے بڑے شہرون اور بڑے اکثر بادشاہون کو محروم کر دیتا ہے حالانکہ وہان ہر قسم کی ترقی کے اسباب موجود ہوتے ہین اور علم و معرفت کے ذرائع وسیع ہوتے ہین مثلاً دیکھو! کسی بستی کو برگزیدہ کیا جہان نہ ترقی کے اسباب نہ معلومات کی توسیع کے وسائل نہ علمی چرچے نہ مذہبی تذکرے نہ کوئی دارالعلوم! نہ کتب خانہ! صرف خدائی ہاتھ ہے جسنے تربیت کی اور اپنی تربیت کا عظیم الشان نشان دکھایا! غور کرو کسطرح یہ بتلاتا ہی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے کیا کوثر عطا فرمایا - لیکن غافل انسان نہین سوچتا - افسوس تو یہ ہے کہ جیسے اور لوگون نے غفلت اور سستی کی ویسے ہی غفلت کا شکار مسلمان بھی ہوے - آہ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی مدارج پر خیال کرتے اور خود بھی ان سے حصہ لینے کے آرزومند ہوتے تو اللہ تعالے انکو بھی کوثر دیتا - مینے جوکچھ اب تک بیان کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیاوی کوثر کا ذکر تھا پھر مرنے کے بعد ایک اور کوثر برزخ مین حشر مین صراط پر بہشت مین غرض کوثر ہی کوثر دیکھیگا - اس کوثر مین ہر ایک شخص شریک ہوسکتا ہے مگر شرط یہ ہے

فَصَلِّ لِرَبِّكَ

اللہ تعالے کی تعظیم مین لگو - دیکھو اس آدم کامل کا پاک نام ابراہیم بھی تھا جسکی تعریف اللہ تعالے نے فرمائی ہے وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ اور وہی ابراہیم جو جناب رب مین بقلب سلیم کا مصداق تھا سچی تعظیم الہی کرکے دکھائی جیسے مولی کریم فرماتا ہے -

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ

فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا - پھر کیا نتیجہ پایا - الہی تعظیم جسقدر کوئی انسان کر کے دکھاتا ہے اسی قدر ثمرات عظیمہ حاصل کرتا ہے مثلاً حضرت ابو الملۃ ابراہیم کو دیکھو اس کی دعاؤن کا نمونہ - دیکھو ہمارے سید و مولے اصفی الاصفیا خاتم الانبیاء ان دعاؤن کا ثمرہ ہین اللھم صل وسلم و بارك علیه ذكر ابراهیم انك حمید مجید -

ابراہیم علیہ السلام بہت بوڑھے ضعیف تھے خدا تعالے نے اپنے وعدہ کیموافق اولاد صالح عنایت کی اسمٰعیل جیسی اولاد دی جب جوان ہوئے تو حکم ہوا کہ ان کو قربانی مین دیدو - ابراہیم کی قربانی دیکھو بڑھاپے کا زمانہ دیکھو مگر ابراہیم نے اپنی ساری طاقتین ساری اُمیدین تمام ارادے یون قربان کردئے کہ ایکطرف حکم ہوا اور معًا بیٹے کے قربان کرنیکا پختہ ارادہ کرلیا پھر بیٹا بھی ایسا بیٹا تھا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بیٹا - إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ تو وہ خدا کی راہ مین جان دینے کو طیار ہوگیا - غرض باپ بیٹے نے ایسی فرمان برداری دکھائی کہ کوئی عزت کوئی آرام - کوئی دولت - اور کوئی امید باقی نرکھی یہ آج ہماری قربانیان اسی پاک قربانی کا نمونہ ہین -

پھر اللہ تعالے نے بھی کیسی جزادی - اولاد مین ہزارون ہزار بادشاہ اور انبیاء بلکہ خاتم الانبیاء بھی اسی کی اولاد مین پیدا کیا وہ زمانہ ملا جسکی انتہا نہین خلفا ہون تو وہ بھی ملت ابراہیمی مین - سارے نواب اور خلفاء الہی وین کے قیامت تک اسی گھرانے مین ہونے مین ہونیوالے ہین -

پھر جب شکریہ مین نماز مین خدا کی عظمت اور کبریائی بیان کی تو مخلوق الہی کے لئے بھی کیونکہ ایمان کے اجزاء تو دو ہی ہین تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ تو مخلوق کے لئے یہ کہ

وَانْحَرْ

جیسے نمازین لگے ہو قربانیان بھی دو تاکہ مخلوق سے سلوک ہو - قربانیان وہ دو جو بیمار نہ ہون دبلی نہون بے آنکھ کی نہ ہون - کان چرے ہوے نہون عیب دار نہ ہون لنگڑی نہ ہون - اس مین اشارہ یہ ہے کہ جب تک کامل قوی کو خدا کے لئے قربان نہ کروگے - ساری نیکیان تمہاری ذات پر جلوہ گر ہونگی پس جہان ایکطرف عظمت الہی مین لگو - دوسری طرف قربانیان کرکے مخلوق الہی سے شفقت کرو اور قربانیان کرتے ہوئے اپنے کل قوی کو قربان کرڈالو - اور رضاء الہی مین لگادو پھر نتیجہ کیا ہوگا ؟

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ -

تیرے دشمن ابتر ہون گے

انسان کی خوشحالی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ اسکو اب تو راحتین ملین اور اس کے دشمن ہلاک ہون یہ باتین بڑی آسانی سے حاصل ہوسکتی ہین خدا کی تعظیم اور اسکی مخلوق پر شفقت نمازونمین خصوصیت دکھاؤ - کانون پر ہاتھ لیجاکر اَللّٰهُ اَكْبَرُ زبان سے کہتے ہو مگر تمہارے کام دکھادین کہ واقعی دنیا سے سروکار نہین - تمہاری نماز وہ نماز ہو جو تنہای عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ہو - تمہاری اخلاق تمہارے معاملات عامیون کیطرح نہ ہون بلکہ ایک پاک نمونہ ہون پھر دیکھو کوثر کا نمونہ ملتا ہے یا نہین - لیکن ایکطرف سی تمہارا فعل ہے دوسری طرف سے خدا کا انعام -

درود پڑھو آجکل کے دن عبادت کے لئے مخصوص ہین وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ کل وہ دن تھا کہ کل حاجی ہر طبقہ اور ہر عمر کے لوگ ہونگے دنیا سے نرالا لباس پہنے ہوے عرفات کے میدان مین حاضر تھے اور لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ پکارتے تھے تم سوچو اور غور کرو کہ تمہاری کل کیسی گذری کیا تم بھی خدا تعالے کے حضور لبیک لبیک پکارتے تھے - آج منا کا دن ہے - آج ہی وہ دن ہے جسمین ابراہیم نے اپنا پاک نمونہ قربانی کا دکھلایا -

کوئی اس کی طاقت نہیں تھی جیسے خدا پر قربان نہ کیا ہو نہ صرف اپنی بلکہ اولاد کی بھی یہ جمعہ کا دن ابراہیم کی قربانی اور مفاخر قومی کا روز ہے جسمین عرب کے لوگ قبل اسلام بزرگون کے تذکرے یاد کرکے فخر کیا کرتے تھے۔ اس مین خدا کا ذکر کرو جیسے فرمایا

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاءَكُمْ

حدا کی یاد مین فریاد کرنے مین۔ خدا کے حضور ساری قوتون کو قربان کرنے کے لئے خرچ کرو پھر دیکھو کہ تمہارے کام کیا پھل لاتے ہین۔

انسان خوشحالی چاہتا ہے اور دشمنون کی ہلاکت خدا طیار ہے مگر قربانی چاہتا ہے۔

اولاد پر ہمنونہ دکھاؤ جیسے اسماعیل نے دکھایا۔ پس سنئے انسان بنو پھر دیکھو کہ خدا تعالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تمکو کسطرح کی کوثر دیتا ہے اور تمہارے دشمنون کو ہلاک کرتا ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

مکتوبات امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی
علی رسولہ
الکریم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آنمخدوم کے دو عنایت نامے پے در پے پہنچے۔ باعث مسرت اور خوشی کا ہوا۔ آپ کی کوششون سے بار بار دل خوش ہوتا ہے اور بار بار دعا آپ کے لئے اور آپ کے معاونون کے لئے دل سے نکلتی ہے خداوند کریم نہایت مہربان ہے۔ اس کے تفضلات سے بہت سی امیدین ہین اس کی راہ مین کوئی محنت ضائع نہین ہوتی۔ آپ نے لکھا تھا کہ ایک عالم نے فیروزپور مین اعتراض کیا ہے کہ رسول مقبول نے سیر ہو کر بھی کھایا ہے۔ لیکن اس بزرگ عالم نے اس عاجز کی تقریر کا منشا نہین سمجھا ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سیر ہونے کے معنی سمجھے ہین۔ طیبین اور طاہرین کا سیر ہو کر کھانا اس قسم کا سیر ہونا نہین ہے جو ان لوگون کا ہوا کرتا ہے جنکے حق مین خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ ایسے کھاتے ہین جیسے چارپائے کھایا کرتے ہین اور آگ انکا ٹھکانا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی وقت سیر ہو کر کھانا اور ہی نور ہے اگر اس سیری کو ان لوگون کی طرف نسبت دیجاوے جنکا اصل مقصد احتظاظ اور تمتع ہے اور جنکی نگاہ مین نفسانی شہوات کے استیفا تک محدود ہین تو اس سیری کو ہم ہرگز سیری نہین کہہ سکتے۔ سیری کی تعریف مین پاکون اور مقدسون کی اصطلاح اور ناپاکون اور شکم پرستون کی اصطلاح الگ الگ ہے اور پاک لوگ اسی قدر غذا کھانیکا نام سیری رکھہ لیتے ہین کہ جب فی الجملہ وقت جوع دور ہو جائے اور حرکات وسکنات پر قوت حاصل ہو جائے۔ غرض مومن کی سیری یہی ہے کہ اس قدر غذا کھائے جو اس کی پشت کو قائم رکھے۔ اور حقوق واجبہ ادا کر سکے۔ پس جو سید المؤمنین ہے اسکی سیری کا قیاس عام لوگون کی سیری پر قیاس مع الفارق ہے اسی طرح بہت لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظیم کو نہین سمجھا اور الفاظ کے مورد استعمال کو ملحوظ نہین رکھا اور اپنے تئیں غلطی مین ڈال لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی وقت یہ فرمانا کہ مین سیر ہو گیا ہون ہرگز اس قول کا مرادف نہین کہ جو دنیا دارون کے منہ سے نکلتا ہے جنہون نے اصل مقصد اپنی زندگی کا کھانا ہی سمجھا ہوا ہوتا ہے۔

غرض پاکون کا کام اور کلام پاکون کے مرتبہ عالیہ کے موافق سمجھنا چاہئے اور ان کے امور کا دوسرون پر قیاس کرنا صحیح نہین ہے وہ درحقیقت اس عالم سے باہر ہوتے ہین۔ گو بصورت اسی عالم کے اندر ہی ہین۔

اور بہرام خانصاحب کی کوشش سے طبیعت بہت خوش ہوئی خدا ان کو اجر بخشے۔ کتاب سات سو ۷۰۰ جلد چھپی ہے لیکن اب مینے تجویز کی ہے کہ ہزار جلد چھپے تو بہتر۔

منشی فضل رسول صاحب کا خط مینے پڑھا منشی صاحب کے پاس جسنے یہ بیان کیا ہے کہ وید مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اسنے بہت ہی دھوکا کھایا وید مین تو خدا کا بھی اسکی شان کے لائق ذکر نہین چہ جائیکہ اس کے رسول کا بھی ذکر ہو جن باتون سے وید بھرا ہوا ہے وہ آتش پرستی اور شمس پرستی اور اندر پرستی وغیرہ ہے اور مدار المہام تمام دنیا کا انھین چیزون کو وید نے سمجھا ہے اور انھیں کی پرستش کے لئے وید نے ترغیب کی ہے اور کئی دفعہ اس عاجز کو نہایت صراحت سے الہام ہوا ہے کہ وید گمراہی سے بھرا ہوا ہے اور وید کا ایک حصہ ترجمہ شدہ اس عاجز کے پاس موجود ہے اور پنڈت دیانند کے وید بھاش مین سے بھی سنتا رہا ہون اور جو کچھہ اردو مین وید بھاش لکھا گیا وہ بھی دیکھتا رہا ہون اسصورت مین وید کوئی ایسی عجیب چیز نہین ہے جسکی حقیقت پوشیدہ ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اظہر من الشمس ہے ویدون کی بطلت بیان کی محتاج نہین اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وید مین کسی قسم کی پیشگوئی نہین اور نہ کسی معجزہ کا ذکر ہے جہانتک دریافت ہوتا ہے وید کی یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی پرانے زمانہ کے شاعرون کے شعر ہین کہ جو مخلوق چیزون کی تعریف مین بنائے ہوئے ہین ابتدا مین جب یہ کتاب چھپنی شروع ہوئی تو اسلامی ریاستون مین توجہ اور مدد کے لئے لکھا گیا تھا بلکہ کتابین بھی ساتھہ بھیجی گئی تھین سوائے ان سے صرف نواب ابراہیم علیخانصاحب

نواب صاحب مالیرکوٹلہ اور محمود خان صاحب رئیس چھتاری اور مدار المہام جوناگڑھ نے کچھ مدد کی تھی۔ دوسروں نے اول توجہ ہی نہیں کی اور اگر کسی نے کچھ وعدہ بھی کیا تو اس کا ایفا نہیں کیا بلکہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھوپال سے ایک نہایت مخالفانہ خط لکھا۔ آپ ان ریاستوں سے ناامید رہیں اور اس کام کی امداد کے لئے مولیٰ کریم کو کافی سمجھیں۔ الیس اللّٰہ بکاف عبدہ اور میں آپ کو یہ بھی تحریر کرتا ہوں کہ جو شخص اپنی رائے کے موافق کتاب کو واپس کرے یا اس کا منظور نہ کرے یا کتاب کی مؤلف کی نسبت کچھ مخالفانہ رائے ظاہر کرے اسکو بکمر رفع اپنے خلق سے محروم نہ کریں۔ ۱۲ رجون ۱۸۸۳ء مطابق ۱۹ شعبان ۱۳۰۰ھ

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنی کے لئے بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کیطرف کی موہنہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کیطرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں مگر وہ انکی زیارت نہیں کر سکتے صرف اپنی والدہ کی خدمت گذاری اور فرمانبرداری میں بہت مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی یا اویس کو یا مسیح کو یہ ایک عجیب بات ہے۔ جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ ان سے ملنے کو گئے تو اویس نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اسقدر سعی کی اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی۔ ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کے لئے مقدمات کرتے ہیں اور والدہ کا نام ایسی بری طرح لیتے ہیں کہ رذیل قومیں چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہوں گے۔ ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے۔ اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کر کے اس کو ماننا نہیں چاہتا تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟ ایسے نمونوں سے دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جو ماں باپ تک کی بھی عزت نہیں کرتے۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا موہنہ نہ دیکھیں گے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت اور وفاداری کے رنگ میں خدا رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو طیار ہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے ورنہ اختیار ہے ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے۔ (۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء یوم عید الضحیٰ)

(مندرجہ بالا تقریر حضرت اقدس نے ایک نوجوان کو اپنی والدہ کی تعظیم اور واجب عزت کرنے کی غرض سے اس وقت فرمائی تھی جب کہ آپ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر گھر کو تشریف لا رہے تھے اور عین اس موقع پر جو چھوٹی مسجد کی سیڑھیوں کا دروازہ ہے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا۔ ایڈیٹر)

عربی سیکھو انگریزی پڑھو!

میں یہ بھی اپنی جماعت کو نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ وہ عربی سیکھیں کیونکہ عربی کی تعلیم کے بدوں قرآن کریم کا مزا نہیں آتا۔ پس ترجمہ پڑھنے کے لئے جو ضروری ہے مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا عربی زبان کو سیکھنے کی کوشش کریں۔ آجکل تو آسان آسان طریق عربی پڑھنے کے نکل آئے ہیں۔ قرآن شریف کا پڑھنا جب کہ ہر مسلمان کا فرض ہے پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ عربی زبان سیکھنے کی کوشش نہ کی جاوے۔ اور ساری عمر انگریزی اور دوسری زبانوں کے حاصل کرنے میں کھو دی جاوے۔

مگر

یہ بات بھی یاد رکھو کہ چونکہ اسوقت گورنمنٹ نے ایک قومی گورنمنٹ کی صورت اختیار کر لی ہے اس لئے قومی گورنمنٹ کی زبان بھی ایک قومیت کا رنگ رکھتی ہے پس ضروری ہوا کہ اپنے مطالب اغراض کو حکام کے پورے طور پر ذہن نشین کرنے کے لئے انگریزی پڑھو تاکہ تم گورنمنٹ کو فائدہ اور مدد پہنچا سکو۔

(۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء مغرب سے پہلے عام طور پر مختلف زبانوں کے تذکرے پر فرمایا (ایڈیٹر))

فوٹوگراف کیا ہے؟ گویا مطبع ناطق ہے

(۲۳ اپریل ۱۸۹۹ء)

کوئی تکلیف نہیں پہونچتی جب تک آسمان پر فتویٰ نہ ہو اگرچہ تکالیف تو پیغمبروں کو بھی پہونچتی ہیں مگر وہ بتزاید محبت کے ہوتی ہیں اور انہیں ایک

قسم کی تعلیم مخفی ہوتی ہے جو اُن مشکلات میں انبیاء علیہم السلام کا پاک گروہ اپنے طرز عمل اور چال چلن سے دیتا ہے۔

اور بعض لوگوں پر دکھہ کی مار ہوتی ہے اور وہ اُن کی اپنی ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے **من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ** الا پس آدمی کو لازم ہے کہ توبہ و استغفار میں لگا رہے اور دیکھتا رہے کہ ایسا نہو بد اعمالیاں حد سے گذر جاویں اور خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لاویں جب خدا تعالیٰ کسی پر فضل کے ساتھہ نگاہ کرتا ہے تو عام طور پر دلوں میں اُس کی محبت کا القا کر دیتا ہے لیکن جس وقت انسان کا شر حد سے گذر جاتا ہے اُس وقت آسمان پر اُس کی مخالفت کا ارادہ ہوتے ہی اللہ تعالےٰ کے منشاء کے موافق لوگوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں مگر جونہی وہ توبہ و استغفار کے ساتھہ خدا کی آستانہ پر گر کر پناہ لیتا ہے تو اندر ہی اندر ایک رحم پیدا ہو جاتا ہے اور کسی کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ اُس کی محبت کا بیج لوگوں کے دلوں میں بو دیا جاتا ہے۔ غرض توبہ و استغفار کا ایسا مجرب نسخہ ہے کہ خطا نہیں جاتا۔ (۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء)

ضروری یادداشت

حضرت اقدس کے کلمات طیبات کے جمع کرنے اور لکھنے میں یوں تو بڑا بھاری التزام کیا جاتا ہے لیکن بدقسمتی سے اردو زبان میں کوئی طریق مختصر نویسی کا نہ ہونے کی وجہ سے اکثر الفاظ رہ جاتے ہیں اس لئے ہم رفع مظنہ کی خاطر اس امر کو بتلا دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ جو الفاظ کلمات طیبات کے عنوان کے تحت میں لکھے جاتے ہیں وہ عموماً حضرت اقدس کے موتہہ کی باتیں ہوتی ہیں۔ جنمیں بہت ہی کم عند الضرورت **کارے** وغیرہ کی کمی بیشی ہی کی جاتی ہے۔ اور کبھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ کہ مطلب کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیا جاتا ہے اسی صورت میں حضرت اقدس کے کلام کا **خلاصہ یا حاصل بالمطالب** وغیرہ کوئی لفظ لکھہ دیا جاتا ہے۔

(ایڈیٹر)

مژدہ راحت فزا

حضرت اقدس کے کلمات طیبات میں سے پہلا نمبر چھپ کر ہمارے ناظرین تک پہونچ چکا ہے۔ اور اُسکی صرف معدودے چند کاپیاں دفتر میں باقی ہیں۔ عنقریب دوسرا ایڈیشن طبع ہونا شروع ہوگا۔

چونکہ ہماری دلی آرزو اور تمنا یہی ہے کہ حضرت اقدس کے ملفوظات و مکتوبات کی بکثرت اشاعت ہو اور جہاں تک ممکن ہو ایسے مضامین اور تحریریں جمع کیجائیں جو یا تو آجتک طبع ہی نہیں ہوئی ہیں یا ایسے وقت میں طبع ہوئی ہیں کہ آج اُن کا بہم پہونچنا ہی مشکل ہو رہا ہے بہرحال ہم اس کوشش اور تلاش میں تھے کہ حضرت اقدس کے بہت پرانے مضامین جو ۱۸۸۰ء و ۱۸۸۱ء وغیرہ میں چھپے تھے اُن کو بہم پہونچایا جاوے ہم اپنے بھائی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کے از حد مشکور ہیں کہ اُنہوں نے اس سلسلہ میں بہت مدد دی ہے چنانچہ آجکل ایک نیا رسالہ اُس سلسلہ کلمات طیبات امام الزمان کے دوسرے نمبر میں ہم طبع کر رہے ہے اور انشاء اللہ اواخر مئی تک چھپا کر اُسے مشتہر کیا جاوے گا۔ اس رسالہ میں مندرجہ ذیل مضامین ہیں۔ چونکہ مالی مشکلات اجازت نہیں دے سکتیں کہ اُنکو کثیر التعداد چھپوایا جاوے اس لئے سردست ... ہم کاپی چھپوائی جاتی ہے۔ ہمارے احباب اُسکی خریداری سے ہماری ہمت اور حوصلہ بڑہائیں۔

فہرست مضامین

(۱) ابطال تناسخ و مقابلہ وید قرآن۔
(۲) مسئلہ الہام پر حضرت اقدس کی سیتا نند اگنی ہوتری بانی دیو دھرم سے خط و کتابت۔
(۳) مرزا غلام احمد رئیس قادیان و آریہ سماج۔
(۴) خدا تعالیٰ کے خالق ہونے پر دلائل بجواب باوا نرائن سنگھ وکیل امرتسر۔
(۵) مضمون مندرجہ اخبار عام مطبوعہ ۱۸ مئی ۱۸۸۵ء

فی الحال یہہ مضامین ہیں اللہ تعالیٰ چاہیگا تو اپنے اپنے وقت پر اور مضامین کے جمع کرنے کی توفیق بھی رفیق حال کر دے گا۔ وما توفیقی الا باللہ

ضرورت ہے

ہم کو مندرجہ ذیل رسائل کی ضرورت ہے کوئی صاحب پتہ لگا کر اطلاع دیں قیمت کا فیصلہ خط و کتابت سے طے ہو جاوے گا۔

برادر ہند لاہور } مولفہ پنڈت شونرائن اگنی ہوتری جلد چہارم نمبر ۵ لغایت نمبر ۸

مسیح ہندوستان میں } نامی کتاب جو بڑی تحقیق و تدقیق سے لکھی جا رہی ہے آج ۹۸ صفحہ تک پریس میں پہونچ چکی ہے انگریزی میں ساتھہ ہی ساتھہ ترجمہ ہو رہا ہے جو ہمارے محترم بھائی محمد علی صاحب ایم اے لاہور میں کر رہے ہیں اس کتاب کی اشاعت پر عیسائی دنیا میں کیا اثر ہوگا وہ اس سے سمجھہ میں آسکتا ہے کہ عیسائی دین کی بنیاد صرف مسیح کے صلیب پر جان دینے پر ہے لیکن اگر یہ مسئلہ اور انکا مسئلہ عقیدہ واقعات صحیحہ و دلائل قویہ سے یوں ثابت ہو جاوے کہ انہوں نے صلیب پر جان نہیں دی بلکہ وہ اپنی طبعی ہجرت سے ہندوستان میں آکر رہگزر ہی عالم آخرت ہوا اور کشمیر کے محلہ خان یار میں **یوز آسف** یا عیسیٰ صاحب کے نام سے آرام کرتے ہیں تو ایکدفعہ ہی بلا توقف بول اُٹھیگا کہ عیسائیت

+ [illegible]

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

سعید بن جبیر کا حال اعلام تابعین میں سے تھے۔ رنگ کے سانولے۔ علم حضرت عبد اللہ بن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے پڑھا تھا۔ ایکدفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کرو عرض کی۔ آپ کی موجودگی میں۔ فرمایا۔ کیا ڈر ہے۔ میری موجودگی میں اگر تو ٹھیک بیان لے گا تب تو بہتر۔ ورنہ میں غلطی کو درست کر دونگا۔ انہوں نے قرارت بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سیکھی تھی۔ اور تفسیر بھی اُن سے ہی سُنی تھی۔ اور روایت بھی زیادہ تر اُنہیں سے کرتے ہیں۔ قراۃ کی روایت ان سے منھال بن عمرو اور ابو عمر بن علار کرتے ہیں۔ وفار بن رباس کہتے ہیں۔ سعید نے رمضان میں مجھے کہا کہ تو میرا قرآن سُن۔ پھر وہاں سے قرآن مجید ختم کر کے ہی اُٹھے۔ سعید کا قول ہے کہ بیتے حرم کے اندر ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھا ہے۔ اسمٰعیل بن عبد الملک کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر امام تھے۔ ایک رات تو قراۃ ابن مسعود پر پڑھتے۔ ایک رات قراۃ زید بن ثابت پر۔ ایک رات کسی صحابی کی قراۃ پر اور ایک رات کسی صحابی کی قراۃ پر۔ ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے اُنسے کہا کہ میرے لئے قرآن مجید کی تفسیر لکھدیجئے۔ کہا اگر میرے بدن کی ایک شق ماری جائے تو وہ مجھے گوارا ہے بجائے اس کے کہ تفسیر لکھوں حضیف کا قول ہے کہ تابعین میں سے مسائل طلاق تو سعید بن مسیب خوب جانتے تھے۔ اور حج کو عطار اور حرام و حلال کو طاؤس۔ اور تفسیر کو مجاہد۔ اور ان سب میں جامع تر ابن جبیر تھے۔ محمد بن حبیب کہتے ہیں کہ ابن جبیر اصبہان میں آئے لوگ حدیث پوچھتے تھے مگر کچھہ نہ سناتے تھے۔ پھر کوفہ میں آئے اور یہاں حدیث بیان کی۔ لوگوں نے پوچھا کہ اصبہان میں حدیث نہ سنانے کی کیا وجہ تھی۔ فرمایا۔ جوہر شناس کے سامنے ہی جوہر دکھلانا چاہیئے۔

کہتے ہیں کہ جب عبد الرحمٰن بن محمد نے عبد الملک بن مروان پر خروج کیا ہے تو ابن جبیر اُس کے ساتھیوں میں تھے جب عبد الرحمٰن قتل ہو گیا تو یہہ بھاگ کر مکہ میں آ گئے۔ یہاں خالد بن عبد اللہ القسری والی مکہ تھا اُس نے انکو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بہیجدیا۔ حجاج نے کہا تیرا نام کیا ہے۔ کہا سعید بن جبیر۔ کہا نہیں۔ شقی بن کسیر۔ فرمایا میری ماں میرے نام کو تیری نسبت بہتر جانتی تھی (مطلب یہہ کہ ماں نے سعید ہی نام رکھا ہے) حجاج بولا۔ تیری ماں اور تو دونوں شقی ہو۔ فرمایا غیب کی عالم اور ہی ذات ہے۔ تو نہیں۔ حجاج بولا۔ دیکھہ دنیا میں سے نکالکر میں تجھے اب بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالتا ہوں۔ فرمایا اگر میں یقیناً سمجھہ لوں کہ تجھے اتنی قدرت ہے تو میں تجھے اپنا معبود ہی بنالوں۔ حجاج بولا تو محمدؐ کے بارہ میں کیا کہتا ہے۔ فرمایا آپ نبی الرحمتہ اور امام الہدیٰ ہیں بولا تو علی کے بارہ میں کیا کہتا ہے۔ وہ بہشت میں ہے یا دوزخ میں۔ فرمایا مجھے بہشت یا دوزخ یا دوزخ میں جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ کہ وہاں والوں کو پہچان لیتا۔ حجاج نے کہا تو خلفار کے بارہ میں کیا کہتا ہے۔ فرمایا میں اُنکا وکیل نہیں ہوں۔ بولا تجھے خلفار میں سے کون زیادہ پسند ہے۔ فرمایا جو مالک کی رضا کا زیادہ خواستگار تھا پوچھا ایسا کون تھا؟ فرمایا یہہ تو وہ بتا سکتا ہے جس کو انکی باطن وظاہر کا علم ہو۔ پوچھا تو میری تصدیق کو پسند کرتا ہے۔ فرمایا اگر میں پسند کرتا تو تجھے نہ جھٹلاتا۔ پوچھا کمبخت! تو ہنستا کیوں نہیں؟ فرمایا جو مٹی سے بنا ہو وہ کیونکہ ہنس سکتا ہے کیونکہ مٹی کو آگ نے کھا لینا ہے۔ پھر حجاج نے حکم دیا کہ یاقوت وزبرجد اور موتی اس کے سامنے لاکر رکھیں۔ فرمایا اگر انکو اس لئے جمع کیا ہے کہ عذاب قیامت سے تجھے نجات دلائیں۔ تب تو خوب ہے۔ ورنہ یاد رکھ لے کہ قیامت کے دن ایک ہی چیخ ہو گی کہ دودہ پلانے والیاں اپنے شیر دادہ بچوں کو بھول جائیں گی اور دنیا میں کسی چیز کے جمع کرنے میں بھی خیر نہیں۔ بجز اس کے جو طیب وپاکیزہ ہو۔ (یعنے عمل) پھر حجاج نے بنسری اور ستار بجانے کا حکم دیا۔ ابن جبیر انکی آواز سُنکر رونے لگے۔ حجاج بولا روتا کیوں ہے یہ تو فرحت کا سامان ہے فرمایا نہیں۔ اندوہ کا ذریعہ ہے۔ بنسری کی آواز سُنکر تو مجھے نفخ صور یاد آ گیا۔ اور ستار وہ ہے جسکی لکڑی غیر حق میں صرف ہوئی ہے۔ رہی اسکی تاریں۔ وہ قیامت کو تیرے ساتھہ ہونگی۔ حجاج بولا سعید تجھے ہلاکت نصیب ہو۔ فرمایا جو دوزخ سے بچگیا اُسکو ہلاکت نہ آئیگی۔ حجاج بولا اچھا تو پسند کر لے کہ تجھے کس طریق سے قتل کروں فرمایا بخدا! جس طریق سے تو مجھے یہاں قتل کرے گا اسیطرح آخرت میں خدا تجھکو قتل کرے گا۔ حجاج نے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے معاف کر دیا جائے۔ فرمایا اگر عفو ہے تو اللہ کی طرف سے ہے مگر تیرے لئے برارت وعذر کچھہ باقی نہیں۔ حجاج بولا۔ لے جاؤ قتل کر ڈالو جب یہہ سامنے سے باہر نکلے تو ہنس پڑے لوگوں نے حجاج کو اطلاع دی۔ کہا پھر لوٹا کر لاؤ۔ پوچھا ہنسا کیوں؟ فرمایا میں نے تعجب کیا کہ تو اللہ کے سامنے کیسا دلیر ہے اور تعجب کیا کہ اللہ تعالیٰ تیرے حق میں کیسا حلیم ہے کہا اچھا چمڑے پر ڈالکر قتل کر دو۔ سعید نے قبلہ رُخ ہو کر کہا۔ وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض حنيفا وما انا من المشركين۔ حجاج نے کہا اس کا رُخ قبلہ کیطرف سے پھیر دو۔ فرمایا فاينما تولوا فثم وجه الله۔ حجاج نے کہا اچھا اسکی پیشانی زمین پر رکھدو کہا منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم (الی الاٰیتہ) حجاج نے کہا اچھا اسکو ذبح کر دو۔ یعنے حلق کی طرف سے چھری پھیر دو۔ فرمایا میں تجھے اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده ورسوله کو گواہ بناتا ہوں۔ اس شہادت کو اپنے پاس رکھنا۔ قیامت کو تجھے ادا کرنی ہو گی۔ اس کے بعد اُنہوں نے دعا کی خداوندا میرے بعد تو حجاج کو یہہ تسلط نہ دیجیو کہ کسیکو قتل کر سکے۔ یہہ ماہ شعبان ۹۵ھ میں ۴۹ برس کی عمر میں شہید کئے گئے۔ اور حجاج ماہ رمضان اسی سال مر گیا۔ اور انکے بعد کسیکو قتل نہ کر سکا۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ جب حجاج نے ابن جبیر کو قتل کر کیا ہے اُسوقت روئے زمین پر کوئی ایسا نہ تھا جو اُنکے علم کا محتاج نہ تھا جب حسن بصری نے سنا کہ حجاج نے سعید بن جبیر کو قتل کر دیا ہے تو دعا کی کہ خداوندا اس فاسق ثقیف کو سنبھال پھر کہا بخدا! اگر مشرق ومغرب کے کل باشندے بھی ابن جبیر کے قتل میں شریک ہوتے تو اللہ تعالیٰ سبکو ہی دوزخ میں گراتا۔ ۴

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اے مرے قدر دان علم و ہنر + غور سے کیجئے ادہر بھی نظر اعلیٰ ہے حق ہیں ہر بشر کے پسر + لعل و در یتیم سے بڑھکر	ہم لاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر جسپہ ہو فضل ایزد داور + کیوں نہوں اس سے بامراد اکثر
اظہار بشارت ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و عبارت اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھہ سکتے ہیں ۔ یہاں خیرخواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹھوں کو سچا اور جھوٹھوں کو سچا نہ بنائیں ۔	**معیار صداقت** بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرارنامہ اشٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جسکو اسپر یقین بھی نہ آوے وہ محلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالبو!!! اولاد کی آرزو مندو!!! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو ۔ فضل خداداد کی منادی ہے ۔ عام مبارکباد ہے ۔

اس خادم الاطبا کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرائی کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں ۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات و ممات و دافع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں ۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر رہا ہے مگر خدا ع پنج انگشت یکساں نکرد ۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں بندگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ اوبہ تو ہی ہوں گی ۔ مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں اور مراد دل پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی بیگاہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے ۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لیجائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرارنامہ آمدنی دو ماہ لکھدے بشرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے لو (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں ۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں ۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو محلکہ شرطیہ لکھائیں وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ ہرجانہ ۔ جرمانہ حسب قرار داد قبول ۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی شرطیہ اقرارنامہ کے جھوٹھے اشتہاروں کی بنیاد ڈہا دی ۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو مراد پانے پر دنیا کسکو گراں ہے فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ۔ ؎ برباد وہ شجر ہے کہ جسکا ثمر نہیں + گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں + کتاب اسناد کامل فہرست و دیوہیہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائے جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی انکی تحریریں ملاحظہ فرمائے تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے طریق استعمال دوا و غذا اور پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا ۔ والیان ریاست و امرا حسب منشا ء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں ۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جنکے اولاد نہ ہو	عـہ	۸	ضعف باہ	ہ	۱۵	گٹھیا	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	ہ	۲۹	طول مرض و عشق و مالیخولیا	ہ
۲	جنکے اولاد چھوٹی مرجاوے	ہ	۹	ضعف جگر	عا	۱۶	سفیدی آنکھ	ہ	۲۳	ادہرنگ	عہ	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۳	جنکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	ہ	۱۰	قولنج و دوری	ہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۴	ضیق النفس	عـہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۴	جنکا حمل ۶-۷ ماہ کا گرجائے	ہ	۱۱	سوزاک	ہ	۱۸	سبل	عا	۲۵	پیپہ	ہ	۳۲	تسہیل الولادت	عا
۵	کمزوری	عـ۵	۱۲	سرعت	عا	۱۹	لقوہ	عا	۲۶	آتشک	ہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا
۶	مرگی	ہ	۱۳	جریان	عا	۲۰	بھگندر	عا	۲۷	آتشک کل بدن	عـہ	۳۴	بخار تپ و جو تپ و دانہ	ہ
۷	تپ دق	عـ۵	۱۴	غلط کاری	ہ	۲۱	ناسور	عا	۲۸	نل اُترنا	ہ	۳۵	ضعف ہضم	ہ
												۳۶	سرسام	عا

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر ڈیوڑھی چوک کرموں

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون - میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور علاقہ کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دہند - جالا - پروال - غبار - پہولا - ڈہلکا سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کی آنکہون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑہ جاتی ہے اور عینک کی بہی حاجت نہین رہتی - بچے سے لیکر بوڑہے تک کو یہہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلئے کم رکہی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹہا سکین قیمت فی تولہ جو سال بہر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ ۳ر تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۱ہر - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین - نقلی و جعلی ممیرے کی سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئے -

المشتہر پروفیسر میا سنگہ ہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑہکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میان سنگہ صاحب ہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکہون سے بہت پانی کا جانا - دہند - سوزش ہر قسم - جسکو عموماً آنکہہ آنا کہتے ہین - جلن اور کمزوری نظر - ناخنہ - باہر اور اندر کی جہلی کا ورم - اور ان سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے - اسلئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے - مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ہر فرد پاس رکہنا چاہئے - اسلئے مین بلا تامل یہہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگل صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲ - مین بڑی خوشی سے ممیرے کی سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگہ صاحب ہلووالیہ نے تیار کیا ہے - مینے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اوتم دیوی بعمر ۱۸ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکہون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تہے اور پڑوال پڑتے تہے - اسکی آنکہین عرصہ سے سرخ رہا کرتی تہین اور ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تہا - اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تہا کہ سوئی مین دہاگا بہی نہین پرو سکتی تہی - اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکہی جاتی تہین صفائی سے نہین دیکہہ سکتی تہی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا - جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق

۳ - مین نے ممیرے کی سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے - ان مریضون پر جن کی آنکہین بہت کمزور اور بیمار تہین - استعمال کرکے دیکہا مفید پایا - میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جن کی آنکہون سے پانی جاری رہتا ہے - اور دہند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر پریم لال گہوش رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور - حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ - مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگہ ہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکہنے اور آنکہون کی بیماریون سے بچنے کیلئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ - ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام - اگر کوئی شخص ممیرے کی سرمہ کی سندات مین جو قریباً دہ ہزار کے ہین ایک کو بہی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا - جن کے نقل ایک بک مین اسی مطلب کیلئے بابت ... مین جمع کیا گیا ہے

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و مالک نے اپنے مطبع انوار احمدیہ قادیان مین چہاپ کر شائع کیا

رجسٹرڈ ایل ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

۸ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۷ھ

نمبر ۱۸ قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۹ مئی سنہ ۱۸۹۹ء جلد ۳

ایڈیٹوریل جملے

خدا تعالیٰ کی کتاب کیونکر چھوٹ جاتی ہے۔ عام اصول اور انسانی فطرت کا منشا یہی ہے کہ انسان ایک وقت میں دو مختلف اور متضاد کام نہیں کر سکتا۔ مثل مشہور ہے کہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں پھر یہ بھی ایک بدیہی بات ہے کہ انسان ایک کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے۔

یہ دو اصول ہیں جو انسانی بناوٹ ہمکو بتلا رہی ہے۔ دین اور دین کی باتیں جو اوامر و نواہی پر مشتمل ہوتی ہیں بذاتہٖ تو انسانی عمل درآمد کی طاقت کے اندر ہوتے ہیں لیکن بظاہر نفس انسانی کے خلاف معلوم ہوتے ہیں اسلئے کچھ تو انسان اُس ایک اجنبیت نفس کے باعث توجہ ہی کم کرتا ہے دوسرے امور اور مشاغل میں اسقدر وقت اور طاقت صرف کر دیتا ہے کہ پھر دین کی باتوں پر غور نہیں کر سکتا یہاں تک اگر اللہ تعالیٰ کا فضل دستگیری نکرے تو دین سے بالکل ہی دور جا پڑتا ہے۔ آجکل کتاب اللہ پر کم توجہگی کیوں ہے؟ آئے دن نئے نئے مشغلوں کا پیدا ہو جانا۔ نت نئے ناولوں کی اشاعت۔ اور آئے دن کے دل بہلاؤ کے سامان تھیٹر۔ ناٹک۔ شعبدہ بازیاں وغیرہ کی کثرت یہ امور ہیں جنہوں نے کتاب اللہ کو چھوڑا دیا ہے۔ ایسی حالت میں .... ملک اور قوم کی حالت رو بہ ترقی ہو تو کیونکر؟ کل ترقیوں کی اصل اور جڑ تو کتاب اللہ ہے اُسکو چھوڑ کر کوئی ترقی کا مبارک اور درخشندہ چہرہ کیونکر دیکھ سکتا ہے؟

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

پس قومی ترقی چاہتے ہو تو اُٹھو کتاب اللہ کی قدر کرو اور اُسے اپنا دستور العمل بناؤ۔

اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ الہام الٰہی کے ذریعہ جب ایک امر واقع ہونے والے کی میعاد بتلا دی جاتی ہے پھر اُس میں کمی بیشی نہیں ہونی چاہیئے؟ جواب میں ہم اتنا ہی کہیں گے کہ الہامات الٰہیہ میں کبھی کبھی بعض مخفی اسرار اور اسباب ایسے بھی ہوتے ہیں جو اکثر مصالح اپنے اندر رکھتے ہیں اور مدت معینہ کو کم و بیش کر دیتے ہیں اس سے خدا تعالیٰ کی کسی صفت کے خلاف نہیں ہوتا۔ قانون قدرت میں ہم ایسی نظیریں پاتے ہیں کہ ایک چیز کیونکہ وقت مقررہ سے کم و بیش ہو جاتی ہے بچہ کے پیدا ہونے کی عام میعاد ۹ ماہ ہے لیکن کبھی اس سے کم اور کبھی زیادہ وقت لیکر بچہ پیدا ہونا ہمارے روزمرہ کے تجربہ میں آتا ہے

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ کشمیر کی سیر کو موسم بہار میں جب جہانگیر جاتا تھا تو شگوفہ کا وقت نکل جاتا تھا اس لئے مردان علی وزیر نے موسم بہار کے آغاز میں چند درختوں کے گرد برف لگا دی اور عین بادشاہ کے ورود پر برف اتاری اور شگوفہ کا نظارہ دکھایا۔

پھر بیماریوں میں دیکھو کہ بعض امراض مثلاً باریکہ تپ وغیرہ اس کا علاج ایک ایک سال تک لکھا ہے

[illegible] تحقیقات سے ایسی ادویات طیار ہوئی ہیں کہ اول عدد دوسری نوبت میں ہی بخار اُڑ جاتا ہے [illegible] من سُنت اللہ اسی طرح پر واقع ہے۔ اور [illegible] کی کتاب میں ہم اس مسئلہ کو بہت واضح [illegible] حروف میں لکھا ہوا پاتے ہیں پھر اگر الہام الٰہی کے [illegible] سے کسی معینہ مدت میں کمی بیشی ہو تو وہ جائے اعتراض کیوں ہو؟ سوچو اور غور کرو۔

مکتوبِ گرامی اخوان مؤمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، بعد ہٰذا المخدوم کے دونوں عنایت نامہ معہ اشتہار پہونچکر جزاکم اللہ جزاء الخیر خداوند کریم آپ صاحبوں کی کوشش میں برکت ڈالے اور آپکو وہ اجر بخشے جو آپکی جناب میں باہر ہو آنمخدوم نے اس عاجز کو جو کچھ اپنی نسبت لکھا ہے وہ عاجز کے دل میں ہے مشتِ خاک کی کیا حقیقت ہے کہ کچھ دعویٰ کرے یا زبان پر لاوے لیکن اگر خداوند کریم نے چاہا اور توفیق بخشی تو حضرت احدیت میں عاجزانہ دُعا کرونگا آپ اپنی کام میں جہانتک ممکن ہو سرگرمی سے متوجہ ہوں کیونکہ ایسی محبت متحقق ہوتی ہے اور حصّہ چہارم کے صفحہ ۵۱۹ میں ایک الہام یہ ہے۔ من ربکم علیکم واحسن الیٰ احبابکم۔ یہ الہام اگرچہ بصورت ماضی ہے لیکن اس سے استقبال مراد ہے اور اُس کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ تم پر احسان کرے گا۔ اور تمہارے دوستوں سے نیکی کریگا اور پھر حصّہ سوئم صفحہ ۲۴۲ میں یہ الہام ہوا۔ و بشّر الذین امنوا قدم صدق عند ربّہم۔ اسکی بھی اس جگہ یہی معنے ہیں کہ جو لوگ ارادت سے رجوع کرتے ہیں انکا عمل مقبول ہے اور اُنکے لئے قدم صدق ہے پھر صفحہ ۲۴۱ میں ایک الہام ہے۔ ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء یعنے تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنکے دلوں میں ہم آپ ڈالیں گے سو ان سب الہامات کی خوشنودی حضرت احدیت کے اُن مومنوں کی نسبت سمجھی جاتی ہے جنکو خدا نے اس طرف رجوع بخشا ہے اس سے زیادہ ذریعہ حصول سعادت اور کوئی نہیں کہ جو مرضی مولیٰ ہے اُسی کے موافق کام کیا جائے اور مولیٰ کریم کی ایک نظر عنایت انسان کے لئے کافی ہے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ جو اخوان مومنین اسباب کیلئے توفیق دیئے گئے ہیں کہ جو اُنہوں نے صدق دل سے اس احقر عباد کا انصار ہونا قبول کر لیا ہے اُن کے لئے حضرت احدیت میں بڑے بڑے اجر ہیں اور میں اجمالی طور پر اُنکو عجیب نور سے منور دیکھتا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ نہایت ہی سعید ہیں اور دنیا کی روشنی ہیں ایک الہام حصہ چہارم کے صفحہ ۵۵۶ کی اخیری سطر میں درج ہے اور وہ یہ ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ۔ یہ الہام اس کثرت سے بار بار ہوا تھا کہ جسکا تعداد خدا ہی کو معلوم ہے اسمیں بھی انواع اقسام کے برکات کا وعدہ ہے غرض کریم میزبان سب کسیکو اپنی طرف بلاتا ہے کہ جب اُس کے طعام کا بندوبست کر لیتا ہے اور وہی لوگ اُسکے خوان نعمت پر بلائے جاتے ہیں جنکو اُس عالم الغیب نے اپنی نظر عنایت سے چن لیا ہے سو جنکو اُس نے پسند کر لیا ہے اُنکو وہ رد نہیں کریگا اور اُنکی خطیات کو معاف فرمادیگا اور اُنپر راضی ہوگا۔ کیونکہ وہ کریم و رحیم اور جزا و وفادار اور نہایت ہی محسن مولیٰ ہے۔

حسبنا اللہ والحمد للہ وسبحان اللہ العظیم

والسلام۔ ۶ر مارچ ۱۸۸۴ء مطابق ۷ر جمادی الاول ۱۳۰۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ بعد ہٰذا آنمخدوم کی عنایت نامہ مرقومہ ۹ ماہ فروری ۱۸۸۴ء میں ایک سوال تحریر فرمایا تھا آجتک میں نے بباعث علالت طبع اُسکی طرف توجہ نہیں کی اور اب بھی بباعث ضعف دماغ و دردسر طبیعت حاضر نہیں ہے لیکن جو آنمخدوم کا وہ خط دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ سوال صرف ایک نزاع لفظی ہے کیونکہ جس مرتبہ توحید کو آنمخدوم ابتدائی مرتبہ تصور فرماتے ہیں وہ مرتبہ اس عاجز کے نزدیک ان معنوں کر کے انتہائی مرتبہ توحید کا ہے کہ وہ سید اولیا کا منتہا اور اخیری حد ہے جس سے فنا اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اگرچہ درگاہ احدیت بے نہایت ہے لیکن جس کمال توحید کو انسان اپنے مجاہدہ سے اپنی کوشش سے اپنے تزکیہ نفس سے اپنے سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ یہیں تک ہے پھر بعد اسکے محض تفضلات الٰہیہ اور مواہب لدنیہ ہیں جن تک کوششوں کو راہ نہیں ساری کوششیں اور محنتیں صرف اس حد تک ہیں کہ انسان اپنی اور تمام خلق کو ہیچ اور لاشئے سمجھکر اور اپنی ہوا اور ارادہ سے باہر ہو کر بکلی خدا کے لئے ہو جائے اور اپنی ناچیز ہستی بشہود ہستی حقیقی حضرت باری تعالیٰ کے نابود اور معدوم دکھائی دے اور جب فی الواقعہ انسان محبت وجود حضرت قادر مطلق کے ہیچ اور ناچیز ہو ایسی ہی حالت پیدا ہو جائے گویا اب بھی وہ نیست ہے جیسا پہلے نیست تھا سو یہ مرتبہ عبودیت کی اخیری حد ہے اور اس توحید کا انتہائی مقام ہے کہ جو سعی اور کوشش اور سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہیے یہ سچ ہے کہ بعد اسکے مرتبہ سیر فی اللہ ہے لیکن اس مرتبہ کی حصول کیلئے کوششوں کو دخل نہیں بلکہ یہ محض بطریق فضل اور موہبت کے حاصل ہوتا ہے اور کوششیں صرف اُسی مرتبہ فنا تک ختم ہو جاتی ہیں کہ جو اوپر ذکر کیا گیا ہے مثلاً ایک شخص کئی منزلیں طے کر کے بادشاہ کی ملنے کے لئے آیا ہے اور جسقدر راہ میں مانع تھی سب سے خلاصی پاکر بادشاہ کے خیمہ تک پہونچ گیا ہے اب خیمہ میں داخل کرنا اور بارگاہ میں دخل دینا یہ خاص بادشاہ کا

کام ہے کہ جو ایک خاص اجازت بادشاہی پر موقوف ہے نا چیز بندہ کیا حقیقت رکھتا ہے کہ جو اپنی بشری طاقتوں کے ذریعہ سے اور اپنے اختیار سے خود بخود بلا اجازت بارگاہ میں داخل ہو جائے اور اب باعث ضعف زیادہ لکھ نہیں سکتا ہوں کہ شعروں کے معنے دریافت فرمائے ہیں وہ کسی اور وقت اگر خدا نے چاہا تحریر کرونگا اور امرتسر واپس آگیا ہوں اور واپس آکر میر مراد علی صاحب کا خط ملا سو اُنکی نسبت اور آنمخدوم کے سخت جگر کی نسبت دعا خیر کر کے حوالہ بخدا کرتا ہوں جب طبیعت رو بصحت ہوئی انشاء اللہ تعالےٰ بشرط یاد آنمخدوم کے سوال یعنے اشعار کے معنوں کی بابت لکھا جائے گا۔ ۱۱ مارچ ۱۸۸۴ء مطابق جمادی الاول ۱۳۰۱ھ

موجودہ اناجیل کے محرّف ہونے پر یورپین فاضلوں کی قابل قدر رائیں

اصل انجیل جو حضرت مسیح پر نازل ہوئی اور جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے اُس کا دُنیا میں کہیں پتہ نہیں لگتا اکثر ناواقف عیسائی کہا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ اعتراض کہ موجودہ انجیل محرف اور جعلی ہے صرف بناوٹ اور الزام ہے اور اگر مسلمان اپنے اس دعویٰ میں سچے ہیں۔ تو کوئی صحیح انجیل علاوہ ان موجودہ انجیلوں کے پیش کریں۔ سو اسکے جواب میں یہ عرض ہے کہ اکثر عیسائی اقوال سے اس امر کا پتہ لگتا ہے کہ اس موجودہ مجموعہ اناجیل کے علاوہ مسیح کی ایک خاص انجیل تھی۔ جس کی بنا پر یہہ ردّی اور نازیبا عمارت تیار کی گئی۔ چنانچہ بشپ مارش و اکھارن وغیرہ کہتے کہ مسیح کے حالات میں ابتداءً ایک تحریر تھی جسکی نقلیں متبدلہ مؤلفین اناجیل کے پاس تہیں اور ان ہی نقول سے ان لوگوں نے اناجیل ترتیب کیں اور کچھ اپنی طرف سے اضافہ کیا۔

چنانچہ فاضل لورڈنر اپنی کتاب کے جلد اول کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ اکھارن نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ابتدائً مسیح کے حالات میں ایک چھوٹا رسالہ تھا ممکن ہے کہ اسکو اصل انجیل کہا جائے اور یہ رسالہ تمام انجیلوں کا ماخذ تھا جو پہلی اور دوسری صدی میں رائج تہیں۔ بعد انجیل متی اور لوقا اور مرقس کے لئے بھی ماخذ تہیں۔ اس قول کو تفصیل انسائیکلوپیڈیا جلد ۵ مطبوعہ ۱۸۶۸ء لنڈن (بیان گاسپل) میں دیکھو۔ ھارن صاحب کے انٹروڈکشن کی چوتھی جلد میں لیکلرک کوپ۔ میکاھلس۔ لسنگ۔ مارش وغیرہ علمائے متقدمین کی رائے اس طرح منقول ہے کہ شاید متی اور مرقس اور لوقا کے پاس ایک کتاب عبری زبان میں تھی جس میں حضرت مسیح کے حالات لکھے تھے اس میں سے متی نے زیادہ نقل کیا اور مرقس اور لوقا نے کم۔ ڈاڈول صاحب ترجمہ قرآن کے ۲۷۵ صفحہ میں لکھتے ہیں کہ انجیل کے لفظ سے مجموعہ عہد جدید یا اُس کا کوئی حصہ نہ سمجھنا چاہیے بلکہ وہ وحی سمجھنی چاہیے جو خدا کی طرف سے عیسیٰؑ پر بھیجی گئی۔ انتہی۔ پادری عماد الدین اپنی کتاب ہدایت المسلمین کے صفحہ ۱۶ میں لکھتا ہے کہ بعد زمانہ کے سبب اور مختلف مقاموں میں جدی جدی انجیلیں جاری ہونیکے باعث اور ابتدا میں مصیبتیں عیسائیوں پر آنے کے سبب روایات متفق علیہ محققین کو نہ ملیں اس لئے اختلاف واقع رہا۔ ہم کہتے ہیں نہ صرف روایات متفق علیہ نہیں ملیں بلکہ خود اصلی انجیل ہی کھوئی گئی۔ اور اسکے بعد عیسائیوں نے اپنی ایمانی کتاب کے کھوجانے سے گھبرا کر بیسیوں انجیلیں تالیف کیں اور حواریوں کے نام منسوب کردیں اگر اصلی انجیل دنیا میں موجود ہوتی تو کبھی بیہودہ انجیلوں کے تالیف ہونے کی نوبت نہ پہونچتی اور نہ ان چار اناجیل کا وجود پایا جاتا۔ بلکہ ایک ہی انجیل ہوتی۔ چار کی ضرورت کیا تھی دو یا چار کا فائدہ کیا تھا۔ کیا ایک حواری پر اعتبار نہ تھا اور ایک پر خدا نے کامل الہام نہ کیا جو دوسروں کو بھی اور انجیلیں تالیف کرنے کے ساتھ جوڑنی پڑیں فتفکروا یا اولی الالباب پس ان تمام اقوال مندرجہ بالا سے ثابت ہے کہ اصل انجیل کوئی اور ہے جس کا دنیا میں پتہ نہیں۔ اور حضرت مسیح کے وقت موجود تھی چنانچہ مرقس ۱ باب ۱۴ و ۱۵ میں ہے "پھر یوحنا کی گرفتاری کے بعد مسیح نے جلیل میں آکر منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہوا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آئی۔ توبہ کرو۔ اور انجیل پر ایمان لاؤ۔ اور متی ۲۶ باب ۱۳ میں ہے "جہاں کہیں اس انجیل کی منادی ہوگی" ان دو نو آیتوں سے ثابت ہے کہ مسیح کے وقت میں کوئی انجیل لکھی ہوئی تھی۔ جو ایمان کے لئے پیش کی جاتی لیکن وہ قطعًا دنیا میں مفقود ہے۔ پس جب خود اناجیل موجودہ اور عیسائیوں کے اقوال متواترہ سے پتہ لگتا ہے کہ اصل انجیل اور ان اناجیل اربعہ کے سوا تھی۔ تو پھر بیچارے مسلمان ان پر کیوں ناحق پیچھے پڑتے ہیں۔ کیا وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یا وہ اپنی طرف سے خود تراشیدہ الزام لگاتے ہیں۔ عیسائی صاحبان سوچکر جواب دیں اور نیز اناجیل موجودہ کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ تھوڑا کلام حضرت مسیح کا ہے اور باقی نامعلوم مصنفوں کی یادگار۔ اسبات کی کلی تصدیق نامہ قرنتی ۱ باب ۱۰ و ۱۲ سے ہوتی ہے جہاں پولس ہکم کرتا ہے کہ جورو اپنے خصم کو نہ چھوڑے پر باقیوں کو میں کہتا ہوں نہ خداوند نہیں۔ میں کہتا ہوں اگر بہائی کی جورو بے ایمان ہو الخ۔ یہہ میں کہتا ہوں کا لفظ قابل غور ہے اور اسکی نظیریں اس مجموعہ عہد جدید میں بکثرت پائی جاتی ہیں اور مارشین لوقا سوائے انجیل یوحنا دوسری تینوں انجیلوں کو جھوٹا اور نامعتبر کہتا ہے اس بہوس بتلاتا ہے۔ دیکھو کتاب مراۃ الصدق

جلد ۱۲ مطبوعہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۹۴ - رنین صاحب اپنی کتاب تذکرہ مسیح کے صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں کہ ان اناجیل کے سر پر حواریوں کا نام درج ہونے سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہہ انکی تصنیف سے ہیں - بلکہ علمائے نصارے نے ان آیات کو ان حواریین سے مروی سمجھا ہے اس عبارت کا صریح مفہوم یہی ہے کہ درحقیقت یہہ اناجیل حواریوں کی لکھی ہوئی ہی نہیں بلکہ تابعین یا تبع تابعین یا اُن سے بھی ادنےٰ طبقے کے لوگوں کی تصنیفات ہیں چنانچہ ہم اس امر کا ثبوت ذیل میں درج کرتے ہیں - دیکھو متی ۹ باب ۹ "پہر جب یسوع وہاں سے آگے بڑھا تو متی نامی ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اُسے کہا کہ میرے پیچھے آ - وہ اُٹھکے اُس کے پیچھے چلا" اس آیت میں ایک شخص کے الفاظ بصراحت دلالت کرتے ہیں کہ متی اس کتاب کا لکھنے والا ہرگز نہیں ہے - اور نہ وہ اس طرح لکھتا کہ یسوع نے مجھہ متی کو دیکھا جیسا کہ عام محاورہ ہے - نہ کہ متی نامی ایک شخص جو بالکل ایک اجنبی شخص کے لئے طرز بیان ہے - پہر متی ۱۶ باب ۶ و ۷ میں دیکھو "تب یسوع نے اُن سے کہا - پہر اُنہوں نے اپنے دلمیں گمان کرکے کہا - یہہ ان سے اور اُنہوں نے کے الفاظ ظاہر کر رہے ہیں کہ انجیل متی کی لکھی ہوئی نہیں - اگر یہہ اُسکی تصنیف ہوتی تو وہ بھی منجملہ حواریوں کے تہا - وہ اس طرح لکھتا کہ ہم سے کہا اور پہر ہم نے کہا جیسا کہ محاورہ ہے - غرض کہ اس ساری انجیل میں متی کا لفظ اس طرح سے مندرج نہیں جس سے ثابت ہو کہ یہہ اُسکی تصنیف ہے - انجیل یوحنا ۲۱ باب ۲۴ میں ہے - یہہ وہ شاگرد ہے کہ جس نے ان کاموں کی گواہی دی اور ان باتوں کو لکھا - اور ہم کو یقین ہے کہ گواہی اُسکی سچی ہے - پس یہہ الفاظ (وہ شاگرد اور اُسکی گواہی) یوحنا کے حق میں بصیغہ غائب اور یہہ لفظ (ہم کو یقین ہے) بصیغہ متکلم اسبات پر صاف دلالت کرتے ہیں کہ مصنف اس انجیل کا کوئی شخص سوا یوحنا حواری کے ہے جو اس کی گواہی کی تصدیق کرتا ہے ورنہ وہ اس عبارت کو اپنے حق میں ہرگز نہ لکھتا - ایسا ہی یوحنا ۱۹ ۳۵ میں ہے) حالانکہ یوحنا اپنے مکاشفات میں مجھہ یوحنا کا لفظ لکھتا ہے - اساڈلن اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ انجیل یوحنا بلاریب اور یقیناً کسی طالب علم مدرسہ اسکندریہ کی تصنیف ہے - دیکھو ھورنؔ کی کتاب جلد ۷ مطبوعہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۲۰۵ - غرض کہ ہم کہانتک لکہیں یہہ مسلم امر ہے کہ اصلی انجیل کا وجود عالم سے مفقود ہے پس جب یہ امر محقق ہے تو اب ان موجودہ اناجیل کا جو محض جعلی اور خانہ ساز مجموعہ ہے کیا اعتبار کیا جائے - (انوار الاسلام)

کلمات طیبات امام الزمان

(حضرت اقدس کی مختصر سی تقریر)

(۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء قبل مغرب)

یہہ کتاب جو لکھی گئی ہے جب شایع ہوگی تو اُن لوگوں کو بھی پتہ لگ جاویگا جو بار بار اعتراض کرتے ہیں کہ آکر کیا بنایا؟ میں حیران ہوجاتا ہوں جب اس قسم کے اعتراض سنتا ہوں کیا پھونک مار کر کچھہ بنا دیا جاتا؟ بھلا یہ تو بتلائیں کہ نوح علیہ السلام نے ساڑھے نوسو برس دعوت کی اُنکے اعتقاد کے موافق کیا بنایا؟ مگر یہ لوگ دیکھیں گے اور خدا تعالےٰ نمایاں طور پر دکھا دے گا کہ کیا بنایا ہے - کاش یہ لوگ موجودہ حالت وقت پر غور کرتے - صدی میں سے سولہ سال گذر گئے - ظلمت انتہا تک پہونچگئی اور کوئی نہ آیا جو اصلاح کرتا - یہہ لوگ ذرا بھی انصاف نہیں کرتے مجھہ پر اعتراض کرتے کرتے خدا پر اعتراض جا کرتے ہیں - کیونکہ میرے تو آکر کچھہ بنایا نہیں؟ اور خدا نے بنانے والا بھیجا نہیں - بلکہ باوجود اس کے کہ اور ضرورتیں اگر چھوڑ بھی دیویں تو ان ناعاقبت اندیش معترضوں کے موافق ایک گمراہ کرنے والا ہی آگیا اور پہر بھی وہ اصل مہدی نہ آیا اور نہ خدا نے اُسے بھیجا - چودھویں صدی کو مبارک سمجھتے تھے پر کیا خاک مبارک نکلی جبکہ ایک دجال آگیا!!! صدیق حسن اور عبد الحی جو دعوی کرنے والے تھے وہ صدی کے سر پر ہی فوت ہوگئے ورنہ شاید وہی ان لوگوں کا سہارا ہوتے لیکن خدا نے اپنے فضل سے دکھا دیا کہ یہہ کام اُنکا نہ تہا بلکہ کسی اور کا -

مجدد جو آیا کرتا ہے وہ ضرورت وقت کے لحاظ سے آیا کرتا ہے نہ استنجے اور وضو کے مسائل بتلانے - خدا جو مدبر اور حکیم خدا ہے کیا وہ نہیں دیکھتا کہ دنیا پر طبعیات اور فلسفہ کی زہریلی ہوا چلی ہے جس نے ہزارہا انسانوں کو ہلاک کر دیا ہے - صلیب پرست عیسائیوں نے کس کس رنگ میں لکھوکہا روحوں کو خدا سے دور پھینک دیا ہے تو پہر کیا اس وقت ایسے مجدد کی ضرورت نہ تھی جو کسر صلیب کرے - اور دلائل و بینات سے دکھا دے کہ صلیبی مذہب میں حقانیت کا نور نہیں اور ایک لکڑی پر ایمان لاکر انسان نجات کا وارث نہیں ٹھہر سکتا - آئے دن پچاس پچاس ہزار اور ایک ایک لاکھ اشتہار چھاپ چھاپ کر یہہ لوگ تقسیم کرتے ہیں اور ٹڈی دل کیطرح عورتیں - بچے - جوان - بوڑھے لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح پر اسلام پر حملہ کریں - اس وقت اسلام پر وہ حملہ ہوا ہے جسکی انتہا نہیں - ادہر خدا کا یہ وعدہ کہ اناله لحافظون اور اُدہر ان ناعاقبت اندیش معترضین کی یہہ دانائی کہ اسلام میں حفاظت دین کے لئے معرفت کا نور لے کر کوئی نہیں آیا بلکہ دجال آیا ہے - افسوس! صد افسوس!! آہ! صد آہ!!!

یہی تو وقت تہا کہ خدا اپنی نصرت اور تائید کا روشن ہاتہہ دکھاتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اُس نے دکھایا اور وہ اپنی چمکار دکھائے گا اور مخالفوں کو شرمندہ کر کے بتلا دے گا کہ آنے والے نے آکر کیا بنایا۔

پیاسا آبشار سے لپٹنے کے قابل ہے

قرآن کریم کو پڑھ کر میری روح میں ایک ایسی لذت آتی ہے اور اُس کی عظمت کا ایسا خیال گذرتا ہے کہ دنیا بہر میں **عورت مرد بچے۔ بوڑھے** سب مل کر خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت اور ترانے گائیں اور شکر کے سجدے کریں۔ جس نے ایسی کامل اور تمام ضرورتوں کی متکفل تمام راحتوں اور سکہوں کی کلید کتاب نازل فرمائی۔ (مولوی عبدالکریم ۱۳ مئی ۱۸۹۹ء)

قرآن کریم کے لئے روح ایسی غیرت محسوس کرتی ہے کہ جیسے کوئی آدمی اپنی منکوحہ بیوی کی طرف کسی دوسرے آدمی کو دیکہہ کر بہڑک اُٹھتا ہے اسی طرح سے میری یہہ حالت ہوجاتی ہے کہ اگر قرآن شریف کے سامنے کوئی اور دوسری کتاب پڑہتا ہو تو مجہے ایسا ہی جوش آتا ہے کہ کیوں یہہ اس کتاب کو دیکہہ رہا ہے کیا کلام اللہ سے بڑہ کر اُسکو راحت رساں اور دلچسپ پاتا ہے۔

(مولوی عبدالکریم سیالکوٹی)

میں نے حضرت مرزا صاحب کی نشست و برخاست اور ہر قول و فعل سے قرآن کریم کی تفسیر سیکہی ہے۔ اور میں امام کی چال کو قرآن شریف کی عملی اور فعلی تفسیر سمجہتا ہوں۔ (مولوی عبدالکریم سیالکوٹی)

سُوْرہ وَالضُّحٰی کی صحیح اور سچی تفسیر اور بعض متعصب عیسائیوں کے مزخرفات کا دندان شکن جواب

بعض متعصب عیسائی آیۃ کریمہ مذکورۃ الذیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگار ہونے پر استدلال کرتے ہیں اور وہ یہہ ہے کہ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى یعنی اللہ تعالیٰ نے تجہے اُمّی پاکر علم اور حکمت کی راہ دکھلائی جس کے یہہ معنے کرتے ہیں کہ تجہے گمراہ یعنے گنہگار پایا اور ہدایت کی۔ حالانکہ اس مقام میں یہہ معنے ہرگز مطلوب نہیں۔ اور نیز یہہ معنے بہ بداہت باطل ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کبہی گمراہ نہیں ہوئے۔ اور نہ آپ سے کوئی گناہ سرزد ہوا جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے نعمائے جلیلہ یاد دلاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور اطمینان دیتا ہے۔ تفسیر اُسکی یوں ہے۔ کہ اس سورہ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک واقعہ پیش آمدہ کو ذکر فرماکر آنحضرت صلعم کی دلجمعی فرمائی ہے اور وہ واقعہ یہہ ہے کہ فترۃ الوحی کے وقت میں بعض کفار نے حضور کو طعن و تشنیع کرنا شروع کردیا تہا اور بعض کم طبیعت یہہ کہنے لگ گئے تہے کہ ان محمدًا ودّع ربه وقلى یعنے محمد صلعم کو اُسکے رب نے چہوڑ دیا اور اُس سے ناخوش رکہا ہے تو اُنکے جواب میں اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى یعنے تیرے رب نے تجہے نہیں چہوڑا اور نہ تجہے ناخوش رکہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس مردود قول کی تکذیب فرماکر آنحضرت صلعم کی تسلی کے لئے فرمایا۔ کہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى البتہ تیرا انجام ابتداء سے بہتر ہے۔ کیونکہ ہر ایک راستباز کا انجام ہی بہتر ہوا کرتا ہے۔ گو ابتدا میں ابتلا پیش آجاوے پہر فرمایا وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اور عنقریب تیرا رب تجہے خاص عنایت کرے گا یعنے تجہے ہر ایک مقصود اور ہر ایک وعدہ میں کامیاب فرمائے گا پہر تو راضی ہوجاوے گا۔ اور ہر ایک ہمعصر کی آنکہہ میں تو بزرگی اور عزت پاجائے گا۔ پہر اللہ تعالیٰ اُس کے ثبوت میں دلائل کے طور پر اپنے نعمائے جلیلہ یاد دلاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجمعی فرماتا ہے۔ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى کیا تیرے رب نے تجہے یتیم یعنے بےپدر اور بےکس فرزند پاکر بلند اقبال اور صاحب جاہ و جلال نہیں بنایا۔ یعنے تیرے رب نے تجہے یتیم اور بےکس پایا اور اپنے پاس جگہ دی۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى اور تجہے اُمّی محض پاکر علم اور حکمت سے پُر اور مالا مال فرمایا (ضال کے معنی عاشق صادق کے بہی ہیں اور کمال التعشق کی وجہ سے عاشق کو ضال کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے جوش عشق اور فرط محبت کی وجہ سے دیوانہ وار ہوتا ہے پس آیہ کریمہ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى کے یہہ معنے ہیں کہ تجہکو اللہ تعالیٰ نے ضال یعنے عاشق وجہ اللہ پایا۔ پس اپنی طرف کہینچ لایا) اور واضح ہے کہ پہلی تینوں آیتیں یعنے الم يجدك يتيما فاوى ووجدك ضالا فهدى ووجدك عائلا فاغنى اور پچہلی تینوں آیتیں واما اليتيم فلا تقهر واما السائل فلا تنهر واما بنعمة ربك فحدث باہم لف و نشر مرتب کے طور پر واقعہ ہیں۔ اور پہلی آیتوں میں جو مدعا مخفی ہے۔ پچہلی آیتیں اُسکی تفصیل اور تصریح کرتی ہیں۔ مثلاً پہلے فرمایا الم يجدك يتيما فاوى اس کے مقابل پر یہہ فرمایا فاما اليتيم فلا تقهر یعنے یاد کر کہ تو بہی یتیم تہا اور ہمنے تجہکو پناہ دی ایسا ہی تو بہی یتیموں کو پناہ دے۔ پہر بعد اس کے ووجدك ضالا فهدى اسکے مقابل پر یہہ فرمایا۔

واما السائل فلا تنھر یاد کر کہ تو بھی ہمارے وصال اور جمال کا سایل اور ہمارے حقایق اور معارف کا طالب تہا۔ سو جیسا کہ ہمنے باپ کی جگہ ہوکر تیری جسمانی پرورش کی۔ ایسا ہی ہم نے اُستاد کی جگہ ہوکر تمام دروازے علوم کے تجھپر کھول دیئے اور اپنے لقا کا شربت سب سے زیادہ عطا فرمایا اور جو تونے مانگا سب ہم نے تجھکو دیا۔ سو تو بھی مانگنے والوں کو ردمت کر اور اُن کو مت جھڑک اور پھر فرمایا ووجدک عائلاً فاغنیٰ اور اُس کے مقابل پر فرمایا واما بنعمت ربک فحدث اور یاد کر کہ تو عائل تہا۔ یعنی تیری معیشت کے ظاہری اسباب بکلی منقطع تھے۔ سو خدا خود تیرا متولی ہوا اور غیروں کی طرف حاجت لے جانے کا۔ بلکہ یہہ ساری کام تیرے خدا تعالےٰ نے آپ ہی کر دیئے۔ اور پیدا ہوتے ہی اُس نے تجھکو آپ سمہال لیا سو اُسکا شکریہ بجالا۔ اور حاجتمندوں سی تو بھی ایسا ہی معاملہ کر۔ اب ان تمام آیات سی مقابلہ کرکے صاف طور پر کھلتا ہے کہ اس جگہ ضال کے معنے گمراہ نہیں ہے۔ بلکہ انتہائی درجہ کے تعشق کیطرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسبت اسی کے مناسب یہہ آیت ہے قالوا تاللہ انک لفی ضلالک القدیم سورہ یوسف رکوع ۱۱ یعنی اُنہوں نے کہا کہ قسم بخدا بتحقیق تو یوسف کے قدیم عشق اور محبت کی دیوانگی میں ہے) ووجدک عائلاً فاغنیٰ اور اُسی نے تجھے محتاج اور تنگدست پاکر مالدار کیا۔ پس ان تینوں احسانوں کے بالمقابل اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاما الیتیم فلا تقھر واما السائل فلا تنھر واما بنعمت ربک فحدث یعنے اب ان احسانوں کے عوض اور شکریہ میں تو یتیم کو آزردہ مت کر اور سوالی کو مت ڈانٹ اور اپنے مربی و محسن مولا کی شکر گذاری کر اور یقین کر کہ وہ تجھے ہر ایک کام میں کامیاب اور برومند فرمائے گا۔

پس یہ سورہ والضحیٰ کی صحیح اور سچی یہ تفسیر ہے۔ مگر کور باطن عیسائی عربی زبان سے محض نابلد آگے پیچھے سے اندھے سیاق و سباق سے بے خبر۔ صرف ایک آیت کو درمیان سے لیکر اُلٹے پلٹے معنے کرکے خدا تعالیٰ کی مخلوق کو دہوکا دیکر بہکانا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بہت سے بندے دنیا میں ایسے پیدا کئے ہیں کہ اُن کے ذریعہ ناپاک فطرت عیسائیوں کی قلعی کہولتا رہیگا۔ اور اپنے پسندیدہ اور پاک دین اسلام کی خدمت لیتا رہے گا اور اپنے عظیم اور مقدس رسول کی عزت بڑہائیگا۔ ولو کرہ الکافرون۔ اگرچہ کافروں کو یہہ بُرا ہی لگے۔ (نورالاسلام)

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں

ہماری ناظرین کو پچھلے ہفتہ کے اخبار سے معلوم ہوچکا ہوگا کہ ہم نے حضرت اقدس کی بعض پرانی تحریریں جمع کی ہیں۔ جنمیں سے پہلا رسالہ چھپ کر طیار ہوگیا ہے۔ ہم کو کسی لمبی چوڑی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں ہے ناظرین دیکھیں گے کہ ان مضامین میں حضرت اقدس کا طرز تحریر کیسا عالمانہ اور محققانہ ہے۔ مضامین کی فہرست ہم پچھلے ہفتہ دے چکے ہیں صرف ۱۰۰ کاپیاں طبع ہوئی ہیں خریدار اپنی درخواست جلد بھیجدیں قیمت ۲ر فی کاپی ہے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ (خاکسار۔ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان)

دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرو

حضرت اقدس کی تقریر کے متعلق جو درخواستیں اب ہمارے پاس آتی ہیں ہم اُنکی تعمیل نہیں کرسکتے اس لئے کہ کتاب مذکور کی صرف ۱۰۰ کاپیاں چھپی تہیں جو فروخت ہوچکی ہیں۔ اب درخواستیں محفوظ رکھی جاتی ہیں دوسرے ایڈیشن پر جو عنقریب شروع ہوگا اُنکی تعمیل ہوگی۔ (ایڈیٹر)

حضرت اقدس کی ایک اور تقریر

ہم یہہ بھی اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس کی ایک اور لطیف تقریر جس میں حسب معمول بہت سے لطیف مضامین ہیں مرتب کر رہے ہیں۔

اگلے ہفتہ میں جب وہ پریس میں طبع کیلئے جانے لگے گی ناظرین کو مفصل اطلاع دی جاویگی وہ بھی صرف چار سو چھپے گی۔ اس لئے ناظرین اس کا پہلے سے خیال رکھیں پھر عدم تعمیل درخواست کی شکایت نکیا کریں۔ (ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اس ہفتہ میں موسم میں تیز ہواؤں یعنی آندہیوں کیوجہ سی ایک خاص تبدیلی رہی کچھہ خفیف سی بارش بھی ہوگئی۔

۲۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے چند ماہ تک قادیان میں مقیم رہیں گے۔ ۱۸ رمئی ۱۸۹۹ء کو وہ دارالامان میں آپہنچے اور حسب معمول "مسیح ہندوستان میں" کا ترجمہ کر رہے ہیں کتاب مذکور ہندوستان میں چھپکر انگلستان میں شایع ہوگی۔

۳۔ ہمارے مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب اس ہفتہ عازم سفر ولایت ہوکر روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مع الخیر پہونچاوے اور کامیابی اور صحت اور تندرستی کے ساتھہ واپس لاوے۔

۴۔ مسیح ہندوستان میں ۷۵ صفحہ تک چھپ چکی ہے۔ حضرت اقدس الحمد للہ جمیع ممبران خاندان و خادمان مقیم قادیان بخیریت ہیں۔

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اے مرے قدر دان علم و ہنر ٭ غور سے کیجیے ادھر ہی نظر امنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر ٭ لعل و در یتیم سے بڑھ کر	ہم لاتے ہیں آج لعل و گہر ٭ نر ہے کوئی لا ولد مضطر جس پہ ہو فضل ایزد داور ٭ کیوں نہوں اس سے بامراد اکثر

اظہار بشارت ۔ ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و عبارت اسناد بیشمار سے کا حقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بنکر آئیں بشرطیہ دوا آزمائیں جھوٹھوں کو سچا اور جھوٹھوں کو سچا نہ بنائیں۔

معیار صداقت ۔ بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر یقین ہی نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ حرجانہ و ہرجانہ لو صحت کے طالبو!!! اولاد کے آرزو مندو!!! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے ۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطبا کو ۔۔۔ سالہ طبیہ تجربات اور رفقائے کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات و ممات و دافع اسقاط کیلئے تیر بہدف ہیں ۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر خداع ٭ پنج انگشت یکسان نہ کرد ٭ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار کر کے امید ہے کہ ۔۔۔ (۱) ۔۔۔ مقدرت ۔۔۔ مندرجہ ہے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لیجائیں اور مراد دل پائیں ۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا و دیگر رسوم ۔۔۔ اگر میعاد مقررہ کے ۔۔۔ بندہ کا حق ہو ورنہ واپس لیجائیں (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدیں بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کریں ورنہ خرچ دوا بھی ۔۔۔ واپس لے (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں ۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں (۶) ۔۔۔ اطمینان نہو تو بحلکہ شرطیہ لکھا ہے وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ حرجانہ ۔ جرمانہ حسب قرار داد قبول ۔ فضل خداداد کی منادی ۔۔۔ اقرار نامہ کے ہو چکے اشتہار رنگین بنیاد ڈھادی ۔ اگر ملاحیں شک ہو تحقیق کر لو مراد پانے پر دنیا کس کو گران ہے فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزان ہے پھر اس ۔۔۔ وہ ۔۔۔ کو نہیں عــہ بار دو تجربہ ہے کہ جسکا اثر نہیں ٭ گمنام وہ نسخہ ہے کہ جسکا پسر نہیں ٭ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگاؤ جن ۔۔۔ نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی انکی تحریریں ملاحظہ فرمائی تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے طریق استعمال دوا و ۔۔۔ پرہیز ۔۔۔ ذریعہ سے واضح ہوگا ۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جنکے اولاد نہ ہو	عــہ	۸	ضعف باہ	ــہ	۱۵	گٹھیا	عٓ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۲۹	طحال و عرق النسا	صہ
۲	جنکے اولاد ہو کر مر جاتی ہو	صہ	۹	ضعف جگر	ــہ	۱۶	سفیدی آنکھ	ــہ	۲۳	اودھرنگ	عــہ	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۳	جنکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۰	[illegible]	صہ	۱۷	ضعف بصر	ــہ	۲۴	ضیق النفس	عــہ	۳۱	نزلہ و زکام	[illegible]
۴	جنکا حمل ۔۔۔ ماہ گر جاتا ہو	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۱۸	سبل	عا	۲۵	پیپھ	صہ	۳۲	آسانی ولادت	عا
۵	کمر درد	ســہ	۱۲	سرعت	ــہ	۱۹	نقرہ	عا	۲۶	آتشک	صہ	۳۳	سفید مجرب المجرب	عا
۶	مرگی	صہ	۱۳	جریان	ــہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۷	آتشک کا بدنی	عــہ	۳۴	[illegible]	عہ
۷	تپ دق	عــہ	۱۴	علت کاری	ــہ	۲۱	ناسور	عا	۲۸	[illegible]	عہ	۳۵ ۳۶	ضعف معدہ سرسام	صہ [illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر ڈیوڑھی چوک کرموں دیوڑھی

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پربال - غبار - پھولا - ککرے - سرخی - ابتدائی - موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور دوائی کے آنکھوں کے مریضوں پر اس ممیرے کے سرمہ کو استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے (عہ) تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ عسہ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ (عہ) ہر خریدار کو بذریعہ درخواست بحوالہ اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کی سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے -

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلوالیہ ایجاد کیا ہے - بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بہت اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن اور کمزوری نظر ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم - اور رانسو بیٹ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شی نہیں ہے - اسلئے ہر کسی کیلئے استعمال میں ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضرور دیں ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم بی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی -

۲- میں بڑی خوشی سے ممیرے کی سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اوتم دیوی بعمر ۵۰ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے - اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق

۳- میں نے ممیرے کی سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے - ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں - استعمال کر کے دیکھا مفید پایا - میری رائے میں خصوصاً ان مریضوں کو واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو - اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر پرجلال محمود بی اے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وو پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر

۴- میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا - میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کیلئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ - ایل ایم ایس اسسٹنٹ و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچہزار روپیہ انعام اگر کوئی شخص ممیرے کی سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا - جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے تاریخ ۹ ماہ ۸ سنہ ۱۹۰۸ء میں جمع کیا گیا ہے

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و مالک نے اپنے مطبع انوار احمدیہ قادیان میں چھپکر شائع کیا

رجسٹرڈ ایل

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۱۹ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۹۹ء مطابق ۱۵ محرم ۱۳۱۷ھ | جلد ۳

نظم

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْ
لَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا

[illegible]

مصرع طرح از حالی صاحب

(دن بہلے ہوتے تو کاہے کو جدائی ہوتی)

[illegible]

تیرے دروازے پہ گر میری رسائی ہوتی۔
ایک تو آہ مراد اپنی برائی ہوتی *

گرہ عشق کی کچھہ راہ تمائی ہوتی
آپ آتے تو میری عقدہ کشائی ہوتی

کب تحمل مجھے اغیار کی تشنیع کا تہا
تیری الفت نہ اگر دل میں سمائی ہوتی

تیرے دربار کی جاروب کشی گر ملتی
مجھکو اِس قید فرنگی سے رہائی ہوتی

فوج انجم نے رکھا سقف فلک کو مصؤں
ورنہ نالوں نے میری آگ لگائی ہوتی

مجھکو ہے شوق زیارت کا کمال اے حضرت
کوئی صورت مجھے ملنے کی سوجھائی ہوتی

رنج ہجراں نے کیا دل کو میری حزن آباد
آپ مل جاتے تو یک لخت صفائی ہوتی

میرے اعمال اگر ہوتے کسی لائق بھی
آپ کے قدموں سے کیوں اتنی جدائی ہوتی

رکھتے زنجیروں میں پابند نہ گر اس کو عزیز
تیرے شیدا نے عجب دہوم مچائی ہوتی

فیض خدمت سے نہ کیوں قلب مطہر ہوتا
تیرے تکیہ پہ جو دہونی رمائی ہوتی

ہوتا میں زندہ جاوید جہاں میں مشہور
گر دم نزع رواں شکل دکھائی ہوتی

مہدئے ہادی و عیسے و غلام احمد
جو نہ آتے تو کہاں میری بہلائی ہوتی

یہہ غلط کہتے ہیں لوگوں سے لڑینگے مہدی
مصلح الدہر کی کیوں سب سے لڑائی ہوتی

جنگ اِسلام قصاصی ہے یہہ اسدم ہوتی
گر کسی فرقہ نے تلوار اُٹھائی ہوتی

ہائے اے مولویو تم کو خدا سمجھاے
تم بھٹکتے نہ اگر یہہ سمجھہ آئی ہوتی

سیزدہ سال تلک کی نہ نبی نے کوئی جنگ
کیسی کرتے کوئی آیت بھی تو آئی ہوتی
حج قاطع سے جنگ یہاں ہے مقصود
اس طرح کی کوئی صف تم نے جمائی ہوتی
سیف کا حکم اگر ہوتا تو اٹھتے بھی نہ تم
لُٹنا قاعدوں کی لب پہ دہائی ہوتی
پس خذ واحذرکم اور اسلحتکم پڑھ کر
خوب تقلید امام دوسرائی ہوتی
غور سے پڑھتے تصانیف امام عالم
واقفیت تو زحالات کذائی ہوتی
گر کوئی اسکی سند تمکو ملی ہے کافی
نص قرآن سے کوئی دکھائی ہوتی
صاف لا اکراہ فی الدین خدائی کلام
صُمٌّ وعُمیٌ ہوئے کاش انکی دوائی ہوتی
سچ کہوں تلخ لگے یا کہ ترش۔ وکوئی ہو
سب سمجھ لیتے اگر دل میں صفائی ہوتی
روٹیوں کا جنہیں لالچ ہو کہاں دین کا خیال
پنجہ نفس سے بھی پہلے رہائی ہوتی
جانتے اپنا عدوئے دل و دین شیطاں کو
فضل ہوجاتا نہ برباد کمائی ہوتی
اور کچھ کرتے نہ گر قیدی مرہون عیال
قادیاں جانے کی تکلیف اٹھائی ہوتی
دیکھ لیتے کہ جہاد اس کو کہا کرتے ہیں
ایسی توفیق کبھی تم نے بھی پائی ہوتی
بعد مردن تجھے یاد آئیں گے ایام سعید
خواب میں عمر نہ اے کاش گنوائی ہوتی
لم تعظون جو کہتے ہیں مجھے سرچیں تو
معذرت کی بھی کوئی بات بنائی ہوتی
مرج وارفتہ لب بحر ہے پیاسا یارب
شکل احمد اسے اک بار دکھائی ہوتی

فقط

ایڈیٹوریل جملے

معزز ہمعصر ست دھرم پرچارک نے سچ کہا ہے کہ جب تک بڑے دن کی شراب مسیح کا لہو سمجھی جاویگی تب تک ممکن نہیں ہے کہ میخواری کی مکروہ عادت ہمارے ملک سے دور ہو۔ ہم کو اُن پادری صاحبان کی کوشش پر تعجب ہی آتا ہے جو نشہ ناشک سبھاوں کے میر مجلس ہو کر انگلستان یا امریکہ سے محض اس لئے آتے ہیں کہ انڈیا کی سرزمین شراب سے پلید ہو رہی ہے اسکو پاک کریں کیونکہ ایک طرف تو وہ مذہبی حیثیت اور اعتقاد سے عشاء ربانی میں شراب کو مسیح کا لہو بناتے ہیں اور دوسری طرف اُسے ام الجرائم قرار دیکر اس سے بچنے کی ہدایت کرتے ہیں اس میں شک نہیں کہ شراب ام الجرائم ہے لیکن کیا کفارہ پر ایمان لانا جو عملی طور پر عشاء ربانی میں دکھایا جاتا ہے کل گناہوں کی حرمت کا خوف نہیں اٹھا دیتا ؟ کوئی عیسائی جواب دے تو ہم اس کی پرواہ نکریں گے کیونکہ مارٹن لوتھر پروٹسٹنٹ فرقہ کا مجدد گناہ کرنے کے مسئلہ کے جواز پر زور دیتا ہے۔ پس ایسی صورت میں یہ ایک غور طلب سوال ہو گیا ہے کہ پھر دنیا میز پاکیزگی کیونکہ پہلے ؟ ہاں ایک راہ ہے اور وہ یہی کہ اس آواز پر گوش شنوا رکھا جاوے جو کہتی ہے یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر۔

العلوم لدنیہ

جریدہ المعلومات میں ہمیشہ اس عنوان سے عمدہ عمدہ علمی مضامین لکھے جاتے ہیں اب کے علم کلام پر ایک طویل مضمون لکھتے ہوئے لائق مدیر یوں نغمہ سنج ہیں کہ لفظ اللہ کچھ یہ لفظ جدید نہیں جو زمانہ نبوت میں اختراع ہوا ہو بلکہ عرب سب اس لفظ سے آشنا تھے اور ہمیشہ مثل اللہ پر اللہ کا اطلاق کرتے تھے دھوکہ انکو یہ ہو گیا تھا کہ چند چیزوں کو فرضی معبود ٹھہرا کر اُن سے برکت تلاش کرتے تھے اور اپنے محاورہ میں اُنکو الٰہ کہتے تھے جب سالک کی روشن دلیلیں اُنکے ضبط ذہن ہوئیں اور اُنہوں نے الوہیت کے ساتھ رسالت کی بھی تصدیق کی توانکی مباحث کا رجوع ذات اللہ یا دوسرے فرعی اعتقادات کیطرف نہ تھا بلکہ وہ صرف حقوق اور اخلاق سے بحث کرتے تھے اور اسکی ترقی اُنکے نزدیک کمال انسانی تھی جیسے زمانہ نبوت سے دوری ہوئی اور ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ عقیدہ میں علی طریق حکمت بحث کرنے لگے اور حکمائے الٰہی کی تقلید اُن کے طبائع پر راسخ ہوئی اور ہر ایک کی سمجھ بھی مختلف تو بضرورت تفہیم و تفہیم کا طریقہ ٹھہرا علم کلام یہ ایک علم نفیس ہے جس کا اُس زمانے کے لوگوں کو مطالعہ کتب حکمت نے فریفتہ بنایا۔ یہ علم جسطرح علوم حکمیہ کے سمجھنے کا آلہ اور طلبہ کو نافع ہے اسطرح غلطی اور خطا واقع ہونے کی صورتیں مضر اور بڑے درجہ کا نقصان پہونچانے والا ہے برخلاف علم حقوق [illegible] کہ اسمیں یہ بات نہیں۔ یہی وجہ ہے جو علم کلام کو بعضوں نے علم حرام قرار دیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ علم کلام کا حرام ہونا باعتبار اشخاص ہے ورنہ نفس علم ہرگز حرام نہیں۔ مثلاً ایک دوا ہوتی ہے کہ ایک ہی مرض کے واسطے ایک شخص کو فائدہ دیتی ہے اور دوسرے اسی قسم کے بیمار کو مفید نہیں ہوتی۔ اس صورت میں اصل دوا پر طعن کرنا ناانصافی ہے۔ جس ضرورت کے لئے یہ علم اوائل میں ایجاد ہوا وہی ضرورت اب بھی باقی ہے۔ المعلومات غرہ ذیحجہ۔

مالیر کوٹلہ میں جلسہ

سالگرہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا

جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ذیل میں ایک جلسہ جو کہ واقعہ ۲۴ رمئی ۱۸۹۹ء کو بوقعہ سالگرہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا بمقام مالیر کوٹلہ جماعت حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود کی جماعت نے بغرض دعا ترقیٔ اقبال حضور ممدوحہ منعقد کیا ہے اسکی مختصر کیفیت لکھی جاتی ہے امید ہے کہ آپ اسکو اپنے اخبار میں شائع کر دینگے۔

۲۴ رمئی ۱۸۹۹ء کو صبح سے ہی بایما جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ و جناب مرزا خدا بخش صاحب کل احباب کو اطلاع دی گئی کہ بوقت ۴ بجے مسجد میں بغرض دعا حاضر ہو جائیں چنانچہ کل احباب چار بجے جمع ہو گئے۔

بعد نماز عصر جناب مرزا خدا بخش صاحب نے کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ آپ لوگ جانتے ہوں گے کہ آج جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی سالگرہ کا دن ہے اور نیز یاد رہے کہ جو کچھہ احسانات اور برکات اس ملک کی رعایا پر خداوند کریم نے اس ملکہ محسنہ عادلہ کی عدل گستر سلطنت میں پہونچائے ہیں وہ کسی فرد بشر پر مخفی نہیں خاصکر مسلمانوں کے لئے تو یہہ سلطنت باعث فخر ہے کیونکہ مسلمان لوگ جس طرح اس سلطنت کے زیر سایہ اپنے مذہبی فرائض کو بخوبی پورا کر سکتے اس طرح کسی اور اسلامی سلطنت میں بھی نہیں کر سکتے جبکہ یہہ ایسی محسنہ ملکہ خداوند کریم نے ہمارے مالوں جانوں آبروؤں کی حفاظت کے واسطے عنایت کی ہے

پس ہم پر اس نعمت کا شکر واجب ہے کیونکہ جو شخص انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خداوند کا شکر بھی نہیں کرتا۔ پس ہم کو واجب ہے کہ نہایت اخلاص سے اس خالق ارض و سماکے حضور میں اس اپنی محسنہ کے لئے دعا کریں جس نے اسکو ہمارے لئے ابر رحمت کیطرح بھیجا ہے کہ خداوند کریم اسکی عمر میں درازی بخشے خداوند کریم اسکے اقبال کو ہمیشہ ترقی دے اسکے دشمنوں کو خار در چشم کرے۔ فقط

اسکے بعد عالی جناب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے کھڑے ہو کر ایک نہایت ہی عمدہ تقریر کی جس میں مدلل طور پر یہہ ثابت کیا کہ یہہ سلطنت ایک وجہ سے ایک اسلامی سلطنت ہے کیونکہ اسقدر مسلمان جبکہ اسکے زیر سایہ نہایت آرام و امن سے زندگی بسر کرتے ہیں جسکا بیان نہیں ہو سکتا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اسکو ایک اسلامی سلطنت نہ سمجھا جائے سکھوں کا زمانہ اس سے پہلے لوگوں کو یاد ہوگا کہ کوئی مسلمان مسجد میں اذان بھی نہیں کہہ سکتا تھا اب ایسا زمانہ ہے کہ پوری آزادی سے ہم لوگ اسلام کے روشن چہرہ کو مختلف تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ سے دنیا کے ہر ایک حصہ کو دکھلا سکتے ہیں۔ خاصکر ہمارے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان کی جماعت کو بہت خصوصیت سے اس محسنہ ملکہ کا شکر گذار ہونا چاہیئے کیونکہ جب ایسے وقت کہ ہمارے امام ہمام کے ساتھہ تمام قوموں نے سخت مخالفت کر کے اس محسنہ گورنمنٹ تک بھی ناجائز خبریں پہونچائیں اور اور قسم قسم کے اتہام اور مقدمات عدالت میں برپا کئے کہ کسیطرح اس خیر خواہ گورنمنٹ کو دکھہ پہونچائیں لیکن

اس عادل سلطنت کے باانصاف حکام نے نہایت انصاف سے کام لیا اور ہر ایک واقعہ کے وقت بات کی تہہ تک پہونچ کر پاک ملزم کو بری ٹھہرا کر دشمنوں کو آتش حسد میں جلایا اگر اس زمانہ میں خداوند کریم اس محسنہ ملکہ کی عدل گستر سلطنت کو ہمارے لئے ذریعہ امن نہ بناتا تو مشکل تھا کہ دنیا آرام کرنے دیتی یہہ وہ زمانہ ہے کہ جسمیں شیر بکری ملکر رہتے ہیں پھر خصوصاً ہم مالیر کوٹلہ کے لوگوں کو جو کہ شیخ صدر جہاں صاحب کی اولاد ہیں بہت ہی شکر گذار رہنا چاہیئے کیونکہ یہہ بات ثابت ہے کہ اگر خداوند کریم اس سلطنت کو ابر رحمت کی طرح نہ لاتا تو یہہ ریاست ہمارے ہاتھوں سے چھن چکی تھی اس لئے آپ صاحبان کو بلایا گیا تا کہ سب احباب ملکر اپنی محسنہ ملکہ کی درازیٔ عمر اور ترقیٔ اقبال کے لئے دعا کریں۔ اور جیسا کہ اسکو خداوند کریم نے جسمانی سلطنت دی ہے اسی طرح اسکو روحانی سلطنت بھی عطا کرے اور جس طرح اس کے لئے ارضی لوگ مداح ہیں اسی طرح اس کے لئے سماوی لوگ بھی مداح ہوں اور اس کو سعادت دارین حاصل ہو

پھر سب احباب نے ملکر نہایت مخلص دل کیساتھہ دعا کی

اور پھر جلسہ ختم ہوا

اور نواب صاحب مسجد میں تشریف رکھے رہے نماز مغرب کے بعد دولتخانہ کو تشریف لیگئے

فقط

مکتوب مسیح الزماں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

مخدومی مکرمی میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ آنمخدوم پہنچا۔ منشی صاحب کے حالات اگرچہ بہت ہی حیرت انگیز ہیں پر ان پر [illegible] تعجب نہیں۔ خداوند کریم رحم کرے۔ منشی صاحب جو ہندوؤں کی کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں انکو یہ بھی خبر نہیں کہ ان کتابوں میں سے اردو میں بھی ترجمہ ہو چکی ہیں اور منو کا دھرم شاستر تو سرکاری طور پر بھی ترجمہ ہو کر وکلا کے امتحانی کتابوں میں داخل ہے اور گیتا اردو میں ترجمہ کی ہوئی موجود ہے اور ایک ہندو نے اسکو نظم میں بھی کر دیا اور شام وید اور اتھرون وید بھی کچھ پوشیدہ کتابیں نہیں ہیں آجکل آریہ سماج والوں کی دستاویزیں یہی کتابیں ہیں اور یہہ شام اور اتھرون اور رگ اور یجر دیانند کے پاس موجود ہیں اور اسکا وید بھاش ماہ بماہ چھپتے ہیں۔ ایک طرف انگریزوں نے بھی ویدوں کو انگریزی میں ترجمہ کر دیا ہے۔ برہمو سماج والے بھی ویدوں کی حقیقت پر بکلی ماہر ہیں کچھہ حصہ وید کا اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ اب کیا ممکن ہے کہ یہہ تمام لوگ اتفاق کر کے ایک پیشگوئی جو وید میں صریح وارد ہو چکی تھی چھپاتے ہرگز ممکن نہیں۔ وید کے محققوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وید میں کسی قسم کی پیشگوئی نہیں یہانتک کہ پنڈت دیانند کا مقولہ ہے کہ وید میں رام چندر و کرشن وغیرہ کے پیدا ہونے کی بابت بھی کوئی تذکرہ نہیں۔

اور یہہ بات اور بھی عجیب ہے کہ پہلے منشی صاحب نے یہہ دعویٰ کیا تھا کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور و بعثت کی خبر ویدوں میں لکھی ہے پھر اب یہہ دعوے ہے کہ وہ خبر پرانوں اور پوتھیوں میں بھی لکھی ہے۔ یہہ اچھا ہوا کہ منشی صاحب کو بحث مباحثہ کا شوق نہیں ورنہ پنڈتوں اور انگریزوں اور برہمو سماج والوں روبرو بڑی بڑی ذلتیں اٹھاتے

اب آپ میں مکرر کہتا ہوں کہ طول کلام بیہودہ ہے ان کے حق میں دعائے خیر کریں اور جو کچھہ منشی صاحب نے کلمات الحاد وغیرہ لکھے ہیں ان کی تنبیہ میں شعروں کا جواب دیا ہے ان کے جواب میں بجز اسکے کیا کہا جاسکتا ہے کہ اللھم اصلح امۃ محمد۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔ سچا رہنما قرآن شریف ہے اور اسکی پیروی اسی جہان میں نجات کے انوار دکھلاتی ہے اور سعادت عظمیٰ تک پہونچاتی ہے۔ من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا۔ جو شخص معارف حقہ کے حصول کے لئے پوری پوری کوشش کرے اور صرف قیل و قال میں نہ پھنسا رہے اسپر بخوبی واضح ہو جائے گا کہ باطنی نعمتوں کے حاصل کرنے کے لئے صرف ایک ہی راہ ہے یعنی یہہ کہ متابعت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کی جائے اور تعلیم قرآنی کو اپنا مرشد اور رہبر بنایا جاوے یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہندوؤں اور عیسائیوں میں کئی لوگ ریاضت اور جوگ میں محنت کرتے ہیں یہاں تک کہ انکا جسم خشک ہو جاتا ہے اور برسوں جنگلوں میں کاٹتے ہیں اور ریاضت شدیدہ بجا لاتے ہیں لذات سے بکلی کنارہ کش ہو جاتے ہیں مگر پھر بھی وہ انوار خاصہ انکو نصیب نہیں ہوتے کہ جو مسلمانوں کو باوجود قلت ریاضت و ترک رہبانیت کے نصیب ہوتے ہیں پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ صراط مستقیم وہی ہے جسکی تعلیم قرآن شریف کرتا ہے بلاشبہ یہہ سچ بات ہے کہ اگر کوئی توبہ نصوح اختیار کر کے جس قدر ابھی قرآنی منشاء کے موجب مشغول بذکر حق ہو تو ضرور قلب پر نزول انوار ہوگا [illegible] دین اسلام [illegible] اس راہ سے فیض پایا ہے جو لوگ سچے دل سے یہہ راہ اختیار کرتے ہیں خدا انکو ہرگز ضائع نہیں کرتا اور وہ انمیں انوار پیدا کر دیتا ہے جس سے ایک عالم حیران رہ جاتا ہے بجز اسکے سب حجاب ہیں جو ان لوگوں کو پیش آتے ہیں جنکا سلوک کمال تک نہیں پہونچا تھا کاش اگر وہ لوگ زندہ ہوتے تو انکی حقیقت باطنی کھل جاتی کئی ایسے آدمی ہیں جنکی بیہودہ تعریفیں کی گئی ہیں لیکن کاملوں کا نشان یہی ہے کہ وہ اپنے نبی معصوم کی پوری پوری متابعت اختیار کرتے ہیں اسکی محبت میں محو ہیں مسلم اور غیر مسلم میں صریح فرق ہے اور کوئی ایسا طالب نہیں جس پر یہہ فرق ظاہر نہ ہو سکے پھر مشکل تو یہہ ہے کہ بعض لوگ طالب ہی نہیں دنیا کے لئے کیا کچھہ محنت نہیں کرتے ایک پیسہ کا مٹی کا برتن بھی دیکھہ بھال اور ٹھوک کر لیتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ ٹوٹا ہوا نکلے لیکن دین کا کام صرف زبان سے ہی الحمد کہا ہے اور [illegible] کی سچائی [illegible]

طالب بنکر جستجو نہیں کرتے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون السلام علیکم وعلی من اتبع الہدی یکم اگست ۱۸۹۳ء مطابق ۲۷ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

اسکی ضرورت اور ضروریات

تعلیم اور اسکی ضرورت کا مسئلہ تو ایسا فیصل شدہ امر ہے کہ ہم کو اس پر اب کسی قسم کی بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہاں تعلیم کیسی ہو؟ کس طرح ہو؟ یہ ایک سوال ہے جو زیر بحث ہو سکتا ہے۔ اس سوال پر بسا اوقات لمبی چوڑی بحثیں ہوا کرتی ہیں مگر وہ عملی صورت میں جہانتک ہمارا خیال ہے کبھی بھی پیش نہیں ہوئیں۔ اسکی وجہ دیکھیں اور مجموں تک یا زیادہ سے زیادہ بعض اخبارات کے کالموں تک محدود رہتا ہے کیونکہ ہمارے ملکی مذاق کی [illegible] بڑی ہے کہ وہ ان مضامین پر غور کرنے کو تضییع اوقات سمجھتا ہے اور یہ جو تعلیم [illegible] کی [illegible] ہوئی [illegible] آئے دن چندوں کے لئے اپیلیں [illegible] یہ صرف ایک تقلیدی خیال سے ورنہ ہم [illegible] دلائل سے اس امر کو ثابت کر سکتے ہیں کہ موجودہ [illegible] وہ اصل فایدہ جو تعلیم کی [illegible]

نہیں سمجھتے۔ اسلئے اسکو دوسرے وقت پر رکھتے ہیں۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے فضیلت علم میں لکھا ہے کہ بے علم نتوان خدا را شناخت۔ کوئی اسکے معنے کچھ کرے مگر ہمارے خیال میں اس سے یہی مراد ہے کہ وہ علم جو خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات قایم کرنیکی راہیں نہیں بتلا سکتا خواہ دنیوی معراج پر کہاں سے کہاں پہونچائے مگر حقیقت میں اس کا نام جہالت ہی ہے۔ یا یوں کہو کہ علم کی علت غائی خدا شناسی ہے اس مضمونکو ہم قرآن کریم میں بھی پاتے ہیں جہاں باربار افلا تعلمون افلا تعقلون کے ارشاد مندرج ہیں۔ غرض یہ ہے کہ دنیوی علوم وفنون میں انسان خواہ نیوٹن بنے یا فرانسس بیکن یا مکالے کا ہم پلہ یا ہومر وملٹن کا ہم پایہ اگر خدا شناس نہیں کچھ بھی نہیں۔ آجکل کی نمایشی تہذیب اور جھوٹی شایستگی کی [illegible] جو فیشن کے رنگ میں جلوہ گر ہو رہی ہے عموماً طبیعتوں کو اپنی طرف کھینچنا [illegible] جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ علم جو خدا سے دور پھینکتا ہے اور جسکا نام جہالت ہے [illegible] لگا۔ اور جس کا نتیجہ جو ہوا [illegible] ہے یہانتک کہ ہر قوم ہر مذہب وملت کے سمجھدار لوگوں نے اس بات کو بالاتفاق مان لیا ہے کہ موجودہ تعلیم کے ساتھ اگر مذہبی تعلیم نہو۔ تو اسکا کچھ فایدہ نہیں ہے۔ اس ضرورت کے تسلیم کرنے پر اکثر قومی نام [illegible] مدرسے بلکہ کالج کھلنے اور کھل رہے [illegible] ملک کو ان سے جو کچھ فایدہ [illegible] وہ ہم معلوم ۔ [illegible] کی اخلاق [illegible] کے

جو ہر طرح سے انسان کی مذہبی اور دنیوی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کافی ذریعہ ہو چنانچہ چند مخیر۔ باغیرت اور ہمدرد اسلام لوگوں نے اس خیال کی قدر کر کے اپنے اہتمام میں قادیان میں تعلیم الاسلام کے نام سے ایک مدرسہ کھولا ہے۔ جس میں مذہبی تعلیم بلکہ مذہبی عملی تعلیم ایک جزو لاینفک قرار دی گئی ہے۔

اور اسکو زیادہ موثر بنانے کے لئے ایسے پاک نمونہ موجود ہیں جن پر قوم ایک وقت میں فخر کرے گی (اللھم زد فزد) مدرسہ کی اغراض اس کے نام کے اندر ہی محفوظ ہیں اس مدرسہ کی امداد کی طرف ابھی عام مسلمانوں کو بدقسمتی سے اسی طرح توجہ نہیں ہوئی جس طرح سے وہ بعض ناواقف علماء کی سوء فہم کی وجہ سے اس مبارک مشن کیطرف توجہ نہیں کر سکے جو دنیا میں صلحکاری اور عام امن پھیلانے کے لئے اسلام کی اصلی اور حقیقی صورت کو عملی نمونہ سے دکھانے کے لئے قایم ہوا ہے۔ لیکن اگر وہ لوگ جو اس مشن کو خدا تعالیٰ کا قایم کردہ مشن سمجھتے ہیں اگر وہ ہی پورے طور پر اس مدرسہ کی ضرورت کو تسلیم کر کے اس کی اغراض کو وسیع کرنے اور اس سے استفادہ کرنے کی کوشش نکریں تو البتہ افسوس ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے دوستوں نے مقدور سے بڑھ کر اس مدرسہ کی امداد میں حصہ لیا ہے۔ لیکن ابھی مدرسہ کی ضروریات بہت بڑی ہیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کی غرض کو سمجھنے کے لئے ہمارے ناظرین کو اتنا معلوم ہو جانا ضروری ہے کہ اب تک مدرسہ کو کھلے ہوئے ڈیڑھ سال ہو گیا کوئی فیس مدرسہ کے کسی طالب علم سے نہیں لیجاتی ہے۔ مساکین ویتیم لڑکوں کے نہ صرف اخراجات تعلیم بلکہ انکی ضروریات کی متکفل بھی مدرسہ کی منتظم کمیٹی

...سمجھ سکتے ہیں کہ اگر امداد کا سلسلہ جاری نہ ہے تو مدرسہ کی ضروریات میں کیسی کیسی رکاوٹیں پیدا ہو سکتی ہیں لیکن باوجود اس کے ہم خدا تعالےٰ کے خاص فضل سے اور مدرسہ کے کارکنوں کی نیک نیتی کے باعث ...ہے کہ بوجہ احسن تمام امور سرانجام ... ہیں تاہم روپیہ کے کام روپیہ ہی سے ہوں گے۔ مجلس منتظمہ نے سہولت کے لئے مدرسہ کی ضروریات کو مختلف فنڈوں پر تقسیم کیا ہے

(۱) مدرسہ کی عمارت کا فنڈ۔ (۲) یتامیٰ اور مساکین کی امداد کا فنڈ۔ (۳) بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا فنڈ۔ (۴) اخراجات تعلیم کا فنڈ۔ (۵) عام ضروریات کا فنڈ۔ مدرسہ کی عمارت دو سال تک کے لئے تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے مستغنی ہو چکا ہے کیونکہ ... زیادہ عمارت بن چکی ہے جس سے باقی تمام ضرورتوں کو بہت ... دیا ہے کیونکہ اس مد میں روپیہ بہت خرچ ہو گیا ہے جو کہ ... نے توکلاً علی اللہ خرچ کر دیا ہے اور یہ بہت ہی ضروری تھا ... بورڈنگ ہوس کے فکر میں مجلس منتظمہ لگ رہی ہے۔ ابھی تک مجلس منتظمہ کی طرف سے کوئی کھلی اپیل اس فنڈ میں نہیں ہوئی۔ لیکن اگر ہم اس کی ضرورت کو محسوس کریں اور اس کے پورا کرنے کی طرف توجہ نہ کریں تو سخت غلطی ہے۔ اس لئے ہم اپنے ناظرین کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ وہ مدرسہ کی ضروریات کی طرف توجہ کریں نہ صرف توجہ بلکہ عملی توجہ ہم اپنی محنت ... درخواست کو بار آور ہوتا ہوا دیکھیں گے ... کے ہر فنڈ میں جسقدر ... شریک ہوں۔

کس طرح پر امداد ہو سکتی ہے۔

بڑی بھاری غلطی اور فروگذاشت ہوگی اگر ہم اس امر کا اظہار نہ کریں کہ تشویق تعلیم کے لئے **انعام** بھی ایک بڑا ذریعہ ہے چنانچہ پچھلے سال کے آخیر پر ہماری کمیٹی نے قریباً عہ کا انعام طالب علموں میں تقسیم کیا اور سال رواں کے لئے تجویز کیا کہ ایک مستقل فنڈ قائم ہو چنانچہ مندرجہ ذیل احباب نے اس فنڈ میں اس قدر امداد دی ہے جو انکے اسماء گرامی کے محاذی درج ہے

جناب مرزا خدا بخش صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام	صہ
منشی احمد جان صاحب	عا
راجہ عطاء محمد خاں صاحب	صہ
حکیم فضل الدین صاحب	عا
ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب	عہ
منشی محمد صادق صاحب	عہ
مولوی عبد الکریم صاحب	عہ
برادر عبد الرحمن صاحب	عا
مرزا افضل بیگ صاحب	صہ
مولوی محمد علی صاحب ایم اے انسپکٹر مدرسہ	صہ
منشی کرم الٰہی صاحب بٹالہ	عا
مرزا ایوب بیگ صاحب	عا

تعمیر بورڈنگ کے لئے مندرجہ ذیل احباب نے چندہ دیا

مرزا خدا بخش صاحب	عـہ
مرزا افضل بیگ صاحب	سہ
شیخ نور احمد صاحب	عا
صالح محمد صاحب	
منشی احمد جان صاحب	
مولوی فتح محمد	
سیالکوٹ	

کچھ اثر اور تحریک پیدا کرے گی اور ہمارے ناظرین حتی الوسع ہر صیغہ میں حصہ لینے کی کوشش کریں گے۔

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں حصہ اوّل

بالکل چھپ کر طیار ہو گیا ہے ۳۰ مئی ۱۸۹۹ء سے اسکی اشاعت شروع ہوتی ہے۔ قیمت ۲ ہے۔ اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور وحدت وجود پر ایک خط دوبارہ ڈمی کاغذ پر چھاپا گیا ہے قیمت وہی ۲

۱- حضرت اقدس معہ جمیع ممبران خاندان و خدام موجودہ قادیان دارالامان بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ حضرت اقدس کتاب معلوم کی طیاری میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ ... صفحہ تک اردو میں چھپ چکی ہے۔

۲- اس ہفتہ زور شور سے آندھیاں آتی رہی ہیں۔ اور خوب گرد و غبار اڑتا رہا۔

اعلان

چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ اطلاع دیتے ہیں کہ انکے پاس رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء اور ازالہ اوہام تقریر حضرت اقدس کی کچھ کاپیاں موجود ہیں جنکو وہ مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں اسلئے جو صاحبان کتابوں کی خرید کی استطاعت نہیں رکھتے وہ مندرجہ بالا پتہ پر درخواست کریں۔ رپورٹ کیلئے ایک آنہ اور باقی ہر دو کتب کیلئے آدھ آدھ آنہ محصول ارسال کریں۔

… ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اگر امداد کا سلسلہ جاری نہ ہے تو مدرسہ کی ضروریات میں کیسی کیسی رکاوٹیں پیدا ہو سکتی ہیں لیکن باوجود ہمہ خدا تعالےٰ کے خاص فضل سے مدرسہ کے کارکنوں کی نیک نیتی کے باعث ہو رہا ہے بوجہ احسن تمام امور سرانجام پا رہے ہیں تاہم روپیہ کے کام روپیہ سے ہوں گے۔ مجلس منتظمہ نے سہولت کے لئے مدرسہ کی ضروریات کو مختلف فنڈوں میں تقسیم کیا ہے

(۱) مدرسہ کی عمارت کا فنڈ۔ (۲) یتامیٰ اور مساکین کی امداد کا فنڈ۔ (۳) بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا فنڈ۔ (۴) اخراجات تعلیم کا فنڈ۔ (۵) عام ضروریات کا فنڈ۔ مدرسہ کی عمارت دو سال تک کے لئے تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے استغنا ہو چکا ہے کیونکہ کافی سے زیادہ عمارت بن چکی ہے جس نے باقی تمام ضرورتوں کو بہت بڑھا دیا ہے کیونکہ اس مد میں روپیہ بہت خرچ ہو گیا ہے جو کمیٹی نے توکلاً علی اللہ خرچ کر دیا ہے اور یہ بہت ہی ضروری تھا۔ اب تعمیر بورڈنگ ہوس کے فکر میں مجلس منتظمہ لگ رہی ہے۔ ابھی تک مجلس منتظمہ کی طرف سے کوئی کھلی اپیل اس فنڈ میں نہیں ہوئی۔ لیکن اگر ہم اُس کی ضرورت کو محسوس کریں اور اُس کے پورا کرنے کی طرف توجہ نہ کریں تو سخت غلطی ہے۔ اس لئے ہم اپنے ناظرین کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ وہ مدرسہ کی ضروریات کی طرف توجہ کریں نہ صرف توجہ بلکہ عملی توجہ ہم اپنی محنت … درخواست کو … ہوتا ہوا دیکھیں گے کہ ہر فنڈ میں جسقدر … شریک ہوں۔

کس طرح پر امداد ہو سکتی ہے۔

بڑی بھاری غلطی اور فروگذاشت ہوگی اگر ہم اس امر کا اظہار نہ کریں کہ تشویق تعلیم کے لئے انعام بھی ایک بڑا ذریعہ ہے چنانچہ پچھلے سال کے آخیر پر ہماری کمیٹی نے قریباً عہ کا انعام طالب علموں میں تقسیم کیا اور سال رواں کے لئے تجویز کیا کہ ایک مستقل فنڈ قائم ہو چنانچہ مندرجہ ذیل احباب نے اس فنڈ میں اس قدر امداد دی ہے جو اُنکے اسمار گرامی کے محاذی درج ہے

جناب مرزا خدا بخش صاحب اسٹنٹ انسپکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام	صمہ
منشی احمد جان صاحب	عاہ
راجہ عطا محمد خاں صاحب	صمہ
حکیم فضل الدین صاحب	عاہ
ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب	عہ
مفتی محمد صادق صاحب	عہ
مولوی عبد الکریم صاحب	عہ
برادر عبد الرحمن صاحب	عاہ
مرزا افضل بیگ صاحب	صہ
مولوی محمد علی صاحب ایم اے انسپکٹر مدرسہ	صمہ
منشی کرم الٰہی صاحب بٹالہ	عا
مرزا ایوب بیگ صاحب	عاہ

تعمیر بورڈنگ کے لئے مندرجہ ذیل احباب نے چندہ دیا

مرزا خدا بخش صاحب	عہ
مرزا افضل بیگ صاحب	سہ
شیخ نور احمد صاحب	عاہ

صالح محمد صاحب … منشی احمد جان صاحب … مولوی فتح محمد … مرشد اور رہبر بنایا جاوے … ہندوؤں اور عیسائیوں … لوگ ریاضت اور جوگ میں محنت … جسم خشک ہو جاتا

کچھ اثر اور تحریک پیدا کرے گی اور ہمارے ناظرین حتی الوسع ہر صیغہ میں حصہ لینے کی کوشش کریں گے۔

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں

حصہ اوّل

بالکل چھپ کر طیار ہو گیا ہے ۳۰ رمئی ۱۸۹۹ ء سے اسکی اشاعت شروع ہوتی ہے۔ قیمت ۲ر ہے۔ اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور ردعدت وجود پر ایک خط دوبارہ ڈمی کاغذ پر چھاپا گیا ہے قیمت وہی ۲ر

۱۔ حضرت اقدس بمعہ جمیع ممبران خاندان و خدام موجودہ قادیان دارالامان بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ حضرت اقدس کتاب معاوم کی طیاری میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ ۴۰ صفحہ تک اردو میں چھپ چکی ہے۔

۲۔ اس ہفتہ زور شور سے آندھیاں آتی رہی ہیں۔ اور خوب گرد و غبار اُڑتا رہا۔

اعلان

چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ اطلاع دیتے ہیں کہ انکے پاس رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ ء اور رانگ اردو تقاریر حضرت اقدس کی کچھ کاپیاں موجود ہیں جنکو وہ مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں اسلئے جو صاحبان کتابوں کو خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ مندرجہ بالا پتہ پر درخواست کریں۔ رپورٹ کیلئے ایک آنہ اور باقی ہر دو کتب کیلئے آدہ آدہ آنہ محصول ڈاک کیلئے بھیجیں۔

… مشکل تو ہے کہ بعض لوگ طالب ہی نہیں دنیا کے لئے کیا کچھ محنت نہیں کرتے ایک پیسہ کا مٹی کا برتن بھی دیکھ بھال اور ٹھوک کر لیتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ ٹوٹا ہوا نکلے لیکن دین کا کام صرف زبان کے حوالہ کر رکھا ہے اور ہر فعل کی سچائی امتحان سے اُس کو نہیں آزما … کھول کر نہیں دیکھتے … دلی اخلاص

قادیان موسفہ [illegible]

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

[illegible] قدردان علم و ہنر ✤ غور سے کیجیے ادہر ہی نظر [illegible] میں ہر بشر کے پسر ✤ لعل و دریتیم سے بڑھ کر	ہم لاتے ہیں آج لعل و گہر ✤ ہے کوئی لاولد مضطر جس پہ ہو فضل ایزد داور ✤ کیوں نہ ہوں اس سے بامراد اکثر
اظہار حقیقت - ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و عبارت اسناد بیشمار کا حقہ [illegible] گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر [illegible] سکتے ہیں یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام [illegible] آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جمہور کو سچا اور [illegible] بنائیں۔	**معیار صداقت** - بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھا یا جاتا ہے جس کو اس پر یقین ہی نہ آوے وہ پہلے لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ حرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالو!!! اولاد کے آرزومندو!!! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو۔ فضل خداداد کی منادی ہے - عام مبارکبادی ہے۔

[illegible] ات اور فقرائے کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات و ممات و دافع اسقاط کیلئے [illegible] مبارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر خدا ع پنج انگشت یکساں نہ کرد ✤ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں بزرگوں کے ارشاد سے فیض علم کا اشتہار کر [illegible] کم مقدور والے صرف نرخ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں اور مراد دل پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ [illegible] اگر میعاد مقررہ کے اندر اُمید برآئی بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لیجائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھ دیں بشرط پیدائش نرینہ [illegible] خرچ دوا ہی بذریعہ [illegible] سید واپس ملے (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ [illegible] واپس لیں (۶) [illegible] اطمینان نہو تو جیسا کہ شرطیہ لکھا ہے وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ درجانہ - جرمانہ حسب قرار داد قبول [illegible] اقرار نامہ کے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈہا دی - اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو مراد پانے پر دنیا کس کو گران ہے فرزند نرینہ [illegible] وہ خانہ خراب ہے کہ نہیں ✤ برباد وہ شجر ہے کہ جسکا ثمر نہیں ✤ گم نام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں ✤ کتاب اسناد کامل فہرست [illegible] نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد برآئی اُنکی تحریریں ملاحظہ فرمائیں تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے [illegible] سے واضح ہوگا - والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض
۱	چلیے اولاد نہو	۵	۸	ضعف باہ	صہ	۱۵	گٹھیا	عا	۲۲	[illegible]	عہ	۲۹	[illegible]
۲	[illegible]	صہ	۹	ضعف جگر	عا	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۳	[illegible]	عـ۵	۳۰	[illegible]
۱۱	[illegible]	صہ	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۴	ضیق النفس	عـ۵	۳۱	نزلہ و زکام
					صہ	۱۸	سبل	عا	۲۵	[illegible]	عہ	۳۲	[illegible]
						۱۹	لقوہ	عا	۲۶	[illegible]	صہ	۳۳	[illegible]
							بھگندر	عا	۲۷	آتشک [illegible]	عـ۵	۳۴	[illegible]
								[illegible]	۲۸	[illegible]	عہ	۳۵	[illegible]

ممیرے کا سرمہ

مصنفہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - میل - سرخی - ابتدائی - موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم پرانے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ عسہ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ہم خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نعلی و جعلی ممیرے کی سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے -

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے نہایت اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دُھندلا آنکھ آنا کھٹنے میں جلن اور کمزوری نظر ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور انسے سپید کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے - اسلئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے جہاں ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم در ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

اس سرمہ کے فایدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اوتم دیوی بعمر ۵۴ سال سکنہ لاہور پلکوں میں خرد خود دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے - اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی یہ حالت تھی کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی - مریضہ مذکور نے استعمال کیا - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق

سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں کی کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر پر جلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر

اس کو نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا
کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر
اس سرمہ کی سندات میں سے
جو لاہور کے

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم

الحکم

نمبر ۲۰ | قادیان دار الامان - ۹ - جون ۱۸۹۹ء مطابق ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۷ھ | جلد ۳

حضرت اقدس کی پاک باتیں۔

(۱) دعا کے بعد جلدی جواب ملے تو عموماً اچھا نہیں ہوتا۔ توقف کامیابی کا موجب ہوتا۔ ۵ ۲/۹۸

(۲) خدا تعالےٰ کا نظارہ تلون بھی رحمت ہے۔ ۵ ۲/۹۸

(۳) دنیا کی دولت سلطنت اور شوکت رشک کا مقام نہیں ہے مگر رشک کا مقام دعا ہے۔ ۲۲ ۲/۹۸

(۴) یہ ملک بہت ہی قابل رحم ہے۔ اسلام صرف رسمی طور پر رہ گیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے بڑا احسان کیا ہے جو اپنا نذیر اس ملک میں بھیجا۔ اگر کوئی حاملہ عورت مرجاتی ہے تو ہندوؤں کی طرح اسکی قبر کے گرد کیلیں ٹھونکتے پھرتے ہیں۔ ملاں صاحب اس کام کے لئے پھر لیتے ہیں۔ انکا یہ حال ہے کہ کوئی کچھ کرالے مگر اجرت دیدے یہانتک کہ مکرر نکاح پڑھا دیتے ہیں۔ ۲۳ ۲/۹۸

(۵) مرید و مرشد کے تعلقات ایسے ہوتے ہیں کہ ماں باپ اولاد کو اتنا عزیز نہیں سمجھتے جتنا مرشد مرید کو جانتا ہے ماں باپ جسمانی تربیت اور تعلیم کے لئے کوششیں کرسکتے ہیں مگر مرشد مرید کی روحانی پیدائش کا موجب ہوتا ہے اور اسکی اندرونی تعلیم اور تربیت کا ذمہ دار ہے۔ بشرطیکہ راستباز ہو اگر ریا کار اور دھوکا باز ہو تو وہ دشمن سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ ۲۴ ۲/۹۸

مولوی نورالدین صاحب کے اقوال

راستباز کی شناخت کا ایک معیار یہ بھی ہے (۱) پہلے بھلوں اور راستبازوں سے اس کا مقابلہ کرو۔ (۲) بروں بھلوں میں جنگ رہی ہے نتیجہ بھلوں کے حق میں ہوتا ہے۔ (۳) عام نشان اسکی جماعت ہی ہیئے وہ بنتی ہے اور دشمن تباہ ہو جاتے ہیں۔ ۲۴ ۲/۹۸

حنفی کسکو کہتے ہیں؟

ابھی امام صاحب بیعت نہ لیتے تھے ان دنوں میں ایک بار مجھ سے کہا کہ تم اشتہار دو کہ میں حنفی ہوں۔ میں نے اشتہار لکھکر بھیجدیا جس کا عنوان یہہ تھا کہ
"بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید"
لیکن پھر جب میں قادیاں آیا تو آپ نے وہ اشتہار نکال کر دیا اور کہا کہ اسکو پھاڑ ڈالو۔ میں نے پھاڑ دیا۔ پھر فرمایا کہ حنفی کس کو کہتے ہیں میں نے کہا کہ میں تو نہیں جانتا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کیا کرتے تھے میں نے کہا جہاں نص پاتے تھے عمل کرتے تھے اور جہاں نص نہ پاتے تھے اجتہاد کرتے تھے۔ فرمایا کہ یہی مومن کا کام ہے اور یہی حنفی ہوتا ہے۔ [illegible]
مجھے کسی شرعی مسئلہ میں نہ جزئیات میں کبھی وسوسہ نہیں [illegible] ۲۵ ۹/۹[illegible]

ایڈیٹوریل جملے

اَیَّدْنَاہُ بِرُوْحِ الْقُدُس

حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت قرآن کریم نے منجملہ اور باتوں کے یہہ بھی فرمایا ہے کہ ایدناہ بروح القدس یعنے ہم نے اسکو روح القدس سے مؤید کیا۔ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کی نسبت خصوصیت سے یہہ ذکر کیا گیا ہے اور عیسائی بھی عموماً مسیح کی فضیلت میں اُسے پیش کیا کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو یہود اور نصاریٰ کی افراط تفریط کا رد منظور ہے اور ان پاک الفاظ میں اُنکے خیالات فاسدہ کا استیصال کیا ہے کیونکہ یہ دونوں قومیں حضرت مسیح کو مکالمہ الٰہیہ سے مشرف اور فیضیاب نہیں سمجھتیں۔ یہود تو اس لئے کہ وہ سرے سے ہی انکی نبوت کا انکار کرتے ہیں اور عیسائیوں نے کچھ تو انکو فرضی خدا قرار دیکر مکالمہ الٰہیہ سے دور پھینکا اور کچھ لعنتی لعنت کا مصداق قرار دیکر خدا سے دور کر دیا۔ چونکہ خدا تعالیٰ کو اپنے برگزیدہ نبی کی [illegible] اس نے خصوصیت کے ساتھ [illegible] القدس لکھکر عیسائیوں اور یہود کی اعتقادات [illegible] بلکہ [illegible]

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

مندرجہ بالا دو باتیں میزان عمل میں بہت وزن رکھتی ہیں۔ اور ان ہر دو کلمات کے اجزا گویا ثابت شدہ صداقتیں ہیں کہ انپر کسی بحث کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ دنیا کی ہر ایک چیز خواہ وہ زمین میں ہے یا اوپر آسمان میں اللہ تعالے کی تنزیہہ اور تحمید کر رہی ہے۔ خود لفظ اللہ جو اللہ تعالے کا اسم اعظم اور ذاتی نام ہر تمام محامد کو اپنے اندر رکھتا ہے اور تمام نقائص سے اپنے تئیں مبرا ٹھہراتا ہے۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے ؎

ہر گیا ہے کہ از زمیں روید
وحدہٗ لا شریک لہٗ گوید

ان جڑی بوٹیوں کو دیکھو جو خاک کی ڈھیری سے پیدا ہوتی ہیں بلکہ بعض اوقات براز کی کھاد کے اندر سے نکلتی ہیں۔ لیکن کیسی مصفا اور خوشرنگ ہوتی ہیں جنکو دیکھکر آنکھوں میں طراوت اور دل میں قوت آتی ہے۔ یہ کس کی تسبیح ہو رہی ہے؟ اُسی ذات پاک کی! انسان کے اندر غور کرو کیسا تنزیہ کا سلسلہ جاری ہے۔ خون الگ ہو رہا ہے۔ بول الگ ہو رہا ہے۔ براز کے لئے الگ راہ ہے۔ پسینہ الگ نکل جاتا ہے۔ پھر وہی خون کسی حصہ میں پہونچکر انسان کی پرورش کا ذریعہ بنتا ہے اور ماں کی چھاتیوں میں سے مصفا دودہ کی نہروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ لیکن کیا مجال کہ اُس دودہ میں وہ خون کی سی حدت و سرخی ہو جو بالطبع انسان کو نفرت دلاتی ہے۔ کسی حصے میں پہونچکر انسان کی اصل یعنے نطفہ بنتا ہے جس سے ایک عالی خیال۔ پر غور طبیعت کا انسان بنجاتا ہے۔ کیا یہ ہر ہر چیز خدا کی تسبیح اور تنزیہہ نہیں کرتیں؟ بے شک کرتی ہیں اور ہر آن کرتی ہیں۔

مویشیوں کو دیکھو کہ وہ گھاس پھوس کھاتے ہیں لیکن انکی اندرونی مشین اس گھاس سے گوبر الگ اور دودہ الگ نکال کر رکھدیتی ہے۔ بتلاؤ تو سہی یہ تنزیہہ الہی نہیں تو کیا ہے؟

پھر دودہ کو دیکھو کہ اس کا خلاصہ یا عطر کبھی ملائی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے اور کبھی مکھن بنکر جلوہ گر ہوتا ہے۔ غرض جدھر دیکھو ادھر ہی سے سبحان اللہ وبحمدہٖ کی آواز کان میں آئے گی۔ مگر کان سننے والے ہوں۔

درختوں پر نظر کرو کیسے کیسے خوشنما پھل پھول کس ترتیب اور انداز سے نکلتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ایک پھول کی بناوٹ پر غور کریں تو بے اختیار سبحان اللہ کہنا پڑتا ہے۔

المختصر۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ کا مضمون جیسا ہم نے کہا ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ اس کا مفہوم اور مطلب کیا ہے؟ کہ ہر عیب و نقص سے منزہ اور مبرہ اور تعریف وستایش کے قابل صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے۔

پھر دوسرا جزو ہے **سبحان اللہ العظیم** تمام عظمت و عزت اسی خدا کو شایاں ہے جو مندرجہ بالا صفات سے موصوف ہے۔ وہ خدا جو تمام خوبیاں اپنے اندر نہیں رکھ سکتا یا نہیں رکھتا وہ ناقص ہے اور تسبیح۔ تحمید اور تعظیم کے مراتب اسکی شان کے لائق نہیں ہو سکتے۔

مثلاً اگر کوئی خدا ایسا ہو کہ وہ ایک ذرہ بھی دنیا میں پیدا نکر سکے یا کسی اپنے اعلیٰ درجہ کی ہمہ تن محو پریمی اور بھگت کو بھی ہمیشہ کے لئے نجات کا وارث اور نور کا فرزند نہ بنا سکے تو وہ سبحان اللہ وبحمدہٖ کا مصداق کہاں ہوا اس کے لئے وہ عظمت تامہ کا درجہ کہاں نصیب۔ تو پھر بتلاؤ کہ کیا ایک آریہ یہ اعتقاد رکھکر سبحان اللہ وبحمدہٖ وسبحان اللہ العظیم خدا کا قائل ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔

یا مثلاً برہمو کہتا ہے کہ خدا تعالے نے انسان پر اپنی مرضی اپنے کلام کے ذریعہ ظاہر نہیں فرمائی۔ تو وہ کیونکر تسبیح الہی کا مدعی ہو سکتا ہے؟ اور اپنے دل کو عظمت الہی کے تخت کے سامنے جھکا سکتا ہے۔

نادان عیسائی جبکہ مانتا ہے کہ خدا عادل ہے پر اوروں کے بدلے اپنے اکلوتے بیٹے (معاذ اللہ منہا) کو پھانسی دلاتا ہے تو ایسے عدل اور رحم کا محتاج خدا کیا خدا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر رافضی جو خدا کو ایسا خدا مانتا ہے کہ وہ اپنے پاک اور مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد سے قاصر رہا اور اس کے گرد اگرد (نقل کفر کفر نباشد) منافقوں کا گروہ جمع رہا کب سبحان اللہ وبحمدہٖ وسبحان اللہ العظیم کا لطف اٹھا سکتا ہے؟ ممکن نہیں۔

پس سبحان اللہ وبحمدہٖ وسبحان اللہ العظیم کہتے ہو تو اللہ تعالے کی عظمت اور قدوسیت کے سامنے سجدہ کرو اور اسے وحدہٗ لا شریک خدا مانو۔ کسی کو خواہ وہ کوئی ہی کیوں نہ ہو اسکی سی عظمت اور قدرت نہ دو۔ وہ خالق کل شے ہے۔ پھر کوئی دوسرا کخلق اللہ کب خلق کر سکتا ہے۔

(احیاء موتے خدا کے ہاں اہل خدا کی جو سبحان اللہ العظیم کا مصداق ہے) صفت ہے۔ پھر عاجز مسیح مرا ہے کیونکر زندہ کر سکتا ہے اور پھر اُسی طرح جیسے خدا کرتا ہے خدا کی حکومت کا جوا گردن پر رکھلو اسکی عظمت کے ماتحت چلو راحت اسی میں ہے۔ اللہ تعالے ہمکو اور ہمارے پڑھنے والے احباب کو توفیق دے کہ ہم سبحان اللہ وبحمدہٖ اور سبحان اللہ العظیم نہ صرف زبان سے کہتے ہوئے بلکہ روح کے ساتھ بولتے ہوئے اللہ کریم کے تخت جلال کے سامنے سجدے کریں اور اُس نبی کریم پر درود پڑھیں جس نے اللہ تعالے اور اسکی صفات کا مسئلہ پاک اور سچی صورت میں ہمکو سمجھایا۔ آمین

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ

مندرجہ بالا الہی ارشاد میں تقوی اللہ کی ہدایت ہوئی ہے یعنے مومنو خدا سے ڈرو تقوی اللہ کے مدارج اور قرآن کریم میں تقوی اللہ کی تفسیر مختلف مقامات میں درج ہے۔ جسپر اسوقت بحث نہیں کرینگے صرف خشیت الہی پر مختصر سی بحث کیجائیگی۔ مومنو! خدا سے ڈرو!! ہم جب کبھی اس آیت کو سنتے ہیں یا پڑھتے ہیں تو جو باتیں دل میں علی العموم گذرتی ہیں انکا اظہار اپنے فائدہ اور ناظرین کے افادہ کی خاطر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

خدا سے ڈرو - اس لفظ کے کیا معنے ہیں خدا سے ڈرنا اس قسم کا ڈرنا مراد نہیں جیسے کبوتر بلی کو دیکھکر آنکھیں بند کرلیتا ہے اور کہتا ہے خالہ بلی مجھے نہیں دیکھتی - خدا کوئی ہوّا نہیں !!! وہ تو ایک پیاری اور دلکش بلکہ محبت مجسم ہستی ہے - پھر اس کو ہوّا قرار دینا یہ دانشمندی نہیں - پھر اتقوا اللہ سے کیا مراد ہوئی ؟ اتقوا اللہ سے مراد یہی ہے کہ اوامر الٰہی کی تعظیم کریں یعنے اسکے اوامر پر عمل کریں اور نواہی سے بچیں - اگر یہ بات نہیں تو پھر یہ سمجھو کہ ہم میں خشیت ہی نہیں اور ہمارے دل اس پر ہیبت و جلال ہستی کے تحت حکومت سے باغی ہیں اور اس سزا کے مستحق ہیں جو باغی کو مل سکتی ہے -

خدا نے ہم کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ اسکے فضل و کرم سے حصہ لیں اور اپنے تئیں اس قابل بنائیں کہ اس کے حضور نہایت عزت و احترام سے جا سکیں - کون کہہ سکتا ہے کہ باپ اولاد سے پیار نہیں کرتا - کرتا ہے اور ضرور کرتا ہے - لیکن جس طرح ناخلف اور بدمعاش بیٹا محروم الارث ہو کر کٹ جاتا ہے اسی طرح سے وہ ناعاقبت اندیش بدکار کٹ جاتا ہے جو خدا کی حکومت سے باغی ہے -

ہم نے کہا ہے کہ تقویٰ اللہ کے مدارج مختلف ہیں - لیکن تقویٰ کی عام راہیں یہہ ہیں کہ انسان کان کو بری اور لغو باتیں سننے سے محفوظ رکھے - زبان کو بذلیات اور ناشائستہ الفاظ سے روکے - آنکھوں کو بدنظری اور بدکاری کی راہوں سے بچائے - ہاتھوں کو ہر قسم کے ظلم و جبر سے بچائے اور پاؤں کو گندے اور ناپاک راہوں پر چلنے سے روکے - غرض اپنے ہر ایک قویٰ اور اعضاء کو خواہ وہ خارجی ہو یا اندرونی ایسے ارادوں اور ارتکابوں سے جو الٰہی نارضامندی کا موجب ہوں روکے - ہاں یہ بھی لحاظ رکھا جائے کہ یہ سب باتیں اس پاک نمونہ کے مطابق ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہے - اور محض اخلاص سے ہوں یعنے اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہوں -

سلیمان علیہ السلام کہتے ہیں - خدا کا خوف حکمت کا شروع ہے" - اور قرآن کریم کے پرغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ:- انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے ہی عالم ہیں - اس سے پتہ لگتا ہے کہ تقویٰ اللہ جسکو خشیت الٰہی کا مترادف بھی ایک معنے سے کہہ سکتے ہیں ایک ایسی چیز ہے جو حکمت کے دروازے کھول دیتا ہے - اور علم کی راہیں انسان پر وسیع کر دیتا ہے - علوم حقہ اور حق و حکمت کے حصول کے ذرایع معتبرہ میں سے تقویٰ اللہ ایک ضروری چیز ہے - قرآن کریم نے صاف شہادت بھی دی ہے :- اتقوا اللہ ویعلمکم اللہ -

غرض تقویٰ بڑی چیز ہے - ہمارے استاد مولانا مولوی نور الدین صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ گناہوں سے بچنے کے لئے خدا تعالےٰ کا خوف بھی ایک مجرب نسخہ ہے - حقیقت میں یہ سچی بات ہے - اگر انسان خدا تعالےٰ کو ذوالانتقام - قادر - مقتدر - قدوس - اور گناہوں سے متنفر ہستی خیال کرے اور مالک یوم الدین مانے تو ضرور ضرور گناہوں سے نفرت پیدا کر لے - اللہ تعالےٰ ہم کو اور ہمارے پڑھنے والوں کو توفیق دے کہ تقویٰ اللہ کی راہوں پر چلیں - آمین

دنیا کے کل مذاہب حقہ اور باطلہ میں ایک فیصلہ کرنے والا معیار

قرآن کریم کا یوں تو ایک ایک لفظ مذاہب باطلہ اور ملت حقہ میں فیصلہ کن ہے لیکن قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت بھی اپنے اُن عجائبات کی وجہ سے جو اسکے اندر ہیں ایک کامل معیار ہے :-

اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ و مطہرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامہ -

یعنے جب کہا اللہ تعالےٰ نے اے عیسیٰ میں تجھکو موت دینے والا ہوں اور اپنی جناب کی طرف رفعت دینے والا ہوں اور (تجھے کافروں کی ناپاک تہمتوں اور الزاموں سے) پاک کرنے والا ہوں اور تیرے ماننے والوں کو ہمیشہ ہمیشہ تیرے منکروں پر حکمران رکھوں گا"

سورہ آل عمران کے اس رکوع میں جس میں یہ آیت شریف ہے بے انتہا عجائبات ہیں خدا کی ہستی پر دلیل - رسول کی رسالت حقہ پر گواہی - کتاب کا منجانب اللہ ہونا ظاہر ہے ان امور کو بڑی زبردست دلیل کے ساتھ یکجائی طور پر ثابت کیا ہے -

اس آیت میں چار امر بیان فرمائے ہیں -

اولاً مسیح علیہ السلام کا طبعی موت سے وفات پا جانا ایسے طور پر وفات پانا کہ دشمنوں کے قابو میں نہ ہوں - کیونکہ دشمن کے ہاتھ میں مرنا گو ایک قسم کی موت ہی ہوتی ہے مگر اسمیں ایک ذلت اور خفت ہوتی ہے جس سے بچا لینے کا خدا تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے اس کا ثبوت مفصل طور پر اگر بیان کریں تو ایک کتاب بکار ہو - اس لئے قرآن کریم سے جو خود مسیح علیہ السلام کا اقراری ہم بیان کریں گے اور وہ یہہ ہے فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم - جب تو نے مجھے وفات دیدی تو ہی ان پر نگران تھا - اس آیت میں خود مسیح علیہ السلام اپنی موت کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتے ہیں اور اس آیت وعدہ میں خدا اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور واقعات عظیمہ نے اس امر کو اور بھی اچھی طرح ثابت کر دیا ہے جن سے معلوم ہو گیا ہے کہ انھوں نے سری نگر میں آکر وفات پائی (چنانچہ یہ مفصل بحث مسیح ہندوستان میں ہو گی -

ثانیا رافعک الیّ - مسیح کا رفع الی اللہ اس کا ثبوت بھی قرآن میں موجود ہے بل رفعہ اللہ الیہ -

ثالثا مطہرک من الذین کفروا - یہہ ایک بدیہی بات ہے جب اللہ تعالےٰ نے انکو عزت سے وفات دی تو وہ جو قتل صلیب سے لعنت کا مورد بناتے تھے اس سے پاک کیا -

رابعا متبعان مسیح کا قیامت تک منکروں

پر غلبہ - یہہ ایک ایسا پکا گر اور اصول ہے جس سے قرآن کریم کی صداقت - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت - خدا تعالے کی فوق الفوق ہستی اور مسیح علیہ السلام کی تطہیر کامل طور پر ثابت ہوتی ہے۔

اب ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ مسیح کے حقیقی متبعین مسلمان ہیں اور منکران حقیقی یہود ہیں - پس مسیح کے اولًا بالذات قایل یعنے مسلمان اس کے بالذات منکروں پر حکمران ہیں - کیونکہ یروشلم جو یہودیوں کا قبلہ ہے وہ مسلمانوں کے تحت حکومت میں ہے اور مرکز پر مسلمانوں کی حکومت گویا یہودیوں پر حکمرانی ہے - پھر دوسرے درجہ پر مسیح کے قائل ہیں عیسائی - اور دوسرے درجہ کے منکر مجوس اور ہنود اور یہ منکر علی العموم عیسائیوں کے ماتحت ہیں۔

اب یہ واقعہ صحیحہ کیونکر رد ہوسکتا ہے پس اس ایک امر سے امور ثلاثہ سابقہ وفات طبعی - رفعت الی اللہ - تطہیر بھی بخوبی ثابت ہوتی ہے - اور قرآن کریم جس نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے اسکی صداقت کی دلیل ٹھہرتی ہے - آریہ کو یہ ملزم کرسکتی ہے اور دہریہ پر یہ حجت ہے - رہی یہہ بات کہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں کون سچا ہے اس کا جواب اس سے آگے خود خدا تعالے نے دیا ہے جو اسوقت ہمارا مقصود نہیں ہے - غرض یہ آیت مذاہب باطلہ اور حقہ میں ایک بین نشان ہے۔ سوچو اور غور کرو!

عبد الرحمن

نمبر ٦

(سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار الحکم ١٧ فروری ١٨٩٩ء)

اس سے پچھلے نمبر میں ہم نے عباد الرحمن کی پانچویں چھٹی اور ساتویں صفت پر بحث کی ہے - چونکہ ان تین عظیم الشان صفات پر حسنات کا مدار اور دوسرے پہلو سے یعنے انکے خلاف عامل ہونے سے جرائم اور بدکاریوں کو ترقی ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالے نے عباد الرحمن کی آٹھویں علامت کے بیان کرنے سے پہلے اُن ثمرات کو بیان کیا ہے جو اُن کے خلاف بیان کرنے سے پیدا ہوتے ہیں اور پھر اُن بدنتایج کا علاج بیان کیا ہے - کیونکہ اگر اُس زہر کا کوئی تریاق نہ ہوتا تو ایک بڑی بھاری مایوسی اور نامرادی پیدا ہوکر انسان کی زندگی اسپر دوبھر کردیتی اور خودکشی جیسے خوفناک اور مکروہ مسئلہ کا جواز ماننا پڑتا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے محترم ناظرین کے ذہن میں وہ صفات ثلاثہ مستحضر ہوں گی اور نہیں تو سلسلہ قائم کرتے وقت معلوم ہوسکتی ہیں -

ہم نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ اُن ہر سہ صفات میں سے لایدعون مع اللہ الٰھًا آخر والی صفت بطور ایک اصل درخت کے ہے اور زنا سے بچنا اور قتل نفس سے پرہیز اُس کے دو بڑے تنے ہیں - اور انکا تعلق شرک سے ہی - اُنکے ارتکاب پر جو ثمرات مترتب ہوتے ہیں اُن کا ذکر اب آتا ہے۔

زنا اور قتل نفس کے خطرناک ثمرات

ومن یفعل ذالك یلق اثامًا یضعف له العذاب یوم القیامة ویخلد فیه مھانا - یعنے جو کوئی بندوں میں سے ایسی کرتوت کرتا ہے وہ بڑی سخت بدکاری میں گرفتار رہوا - ایسے بدکار کے لئے عذاب بڑھا - اور ذلیل و خوار ہوکر اس عذاب میں رہ پڑا

اس امر کا اظہار ہم پچھلے نمبروں میں بخوبی کرآئے ہیں کہ قتل نفس بغیر حق اور زنا کا تعلق باہم بڑا زبردست ہے - زانی کو عورت ہو یا مرد اپنی برائی کے چھپانے کے لئے اسقاط - مانع حمل ادویات کا استعمال وغیرہ وغیرہ خطرناک منصوبے کرنے پڑتے ہیں اور کبھی کبھی اُن لوگوں کو جو اُنکی راہ کا پتھر ہوتے ہیں قتل کرنے کی تدبیریں سوچنی پڑتی ہیں - غرض زنا ایک ایسی چیز ہے کہ وہ قتل انسان بغیر حق کا ایک باعث ہوجاتا ہے - یضعف سے مراد زیادتی عذاب ہے دوچند - اور یہ بدیہی بات ہے۔

بدکار زانی کا دل کب راحت پاسکتا ہے جبکہ ہر آن اُسے گھبراہٹ اور خوف افشاء حیران کرتا رہتا ہے اور اسپر آتشک سوزاک کے امراض کا پیدا ہونا ہر آن ایک نئی موت اور تکلیف اسپر وارد کرتا ہے - مگر کیا کسی خطا کار کے لئے آخری اور انتہائی حد یہی عذاب ہے؟ اور وہ ایک عرصہ معینہ کی بدی کے لئے ابدی سزا کا مستوجب ہوگیا؟

نہیں! نہیں!!

اس کے لئے ابھی راحت کا سامان اور ذریعہ موجود ہے وہ کیا؟

الا من تاب وآمن وعمل عملًا صالحًا فاولٰئك یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات وکان اللہ غفورًا رحیمًا۔

لیکن ہاں جس نے بدی کو چھوڑ دیا اور تمام بھلائیوں کی اصل ایمان کو اختیار کرلیا اور اختیار ایمان کا ثبوت اپنے اعمال سے دیا یعنے اچھے عمل کئے ایسے لوگوں کی برائیاں جاتی رہتی ہیں اور ان کے بدلہ میں نیکیاں آجاتی ہیں اور اللہ تو ہر تائب کی توبہ قبول کرنے والا اور اسکی توبہ پر رحم کرنے والا ہے

توبہ کیا ہے؟

توبہ سے مراد وہی ہے جو اسی آیت میں آمن وعمل عملًا صالحًا الی الآیہ میں بیان ہوئی ہے چور کی توبہ چوری کا چھوڑ دینا ہے - زانی کا عفت اختیار کرلینا اور ہر بدکار کا بدکاری چھوڑ دینا ہے - زبان سے توبہ توبہ کہنے سے کچھ فائدہ مترتب نہیں ہوسکتا - اور بدیوں کے چھوڑ دینے پر انکی تبدیلی نیکیوں سے ہوجانا ایک امر واقعی ہے - اس پر کسی فلسفیانہ بحث کی حاجت نہیں - جب ایک زانی نے عفت اختیار کی تو کون کہہ سکتا ہے کہ اسکی بدی نیکی سے نہیں بدلی۔

اس مقام پر اللہ تعالے کی صفت رحیمیت کا اظہار صاف بتلا رہا ہے کہ یہاں عمل بکار ہے - اسی مضمون کو وسیع کرکے پھر اللہ تعالے نے بیان فرمایا ہے کہ توبہ کیا چیز ہے؟ ومن تاب وعمل صالحًا فانه یتوب الی اللہ متابا - جو کوئی بدی کو چھوڑکر بھلے کاموں کی طرف متوجہ ہوا وہی اللہ تعالے کی طرف سچے معنوں میں تائب ہوا اس سے صاف صاف لفظوں میں معلوم ہوا کہ کسی فعل بد سے توبہ کرنے سے یہی مراد ہے کہ اسکو ترک کرکے بالمقابل حسنات پر

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امام موسیٰ عبد صالح کہکر پکارے جاتے تھے۔ ایک دفعہ وہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور اول شب سجدہ میں جاکر عظم الذنب عندی فلیحسن العفو من عندک یا اھل التقوی و یا اھل المغفرۃ۔ بار بار اسی کو کہے جاتے تھے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔

سخی و جواد بہت ہی تھے۔ جب سن لیتے کہ فلاں شخص تنگدست ہے تو ایک تھیلی اس کے پاس بھیجدیتے۔ عموماً یہ عادت مبارک تھی کہ دو سو تین سو چار سو اشرفیوں کی تھیلیاں بنا لیتے اور مدینہ منورہ کے غربا کو تھیلیاں ہی تقسیم فرمایا کرتے۔ مدینہ منورہ میں قیام تھا۔ مہدی خلیفہ بغداد نے بلاکر حبس میں بھیجدیا۔ ایکرات کو امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا مہدی کو فرما رہے ہیں فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم۔ (ترجمہ) کیا تم اگر والی بنجاؤ تو قریب ہو اس بات کے کہ زمین فساد کرنے لگو اور رشتوں کو قطع کردو۔ ربیع (وزیر مہدی) کہتا ہے کہ رات کو ہی میرے پاس آدمی پہنچا کہ خلیفہ بلاتے ہیں۔ میں فوراً گیا۔ وہاں پہونچا تو دیکھا مہدی یہی آیت پڑھ رہا تھا۔ چونکہ آواز کا اچھا تھا اس لئے عجب اثر معلوم ہوتا تھا۔ مجھے دیکھکر کہا کہ موسیٰ بن جعفر (رضی اللہ عنہ) کو بلاؤ۔ میں انکو حبس سے لے آیا۔ مہدی نے معانقہ کیا اور انکو اپنے برابر بٹھلایا اور بیان کیا کہ میں نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں اس طرح پر دیکھا ہے کیا آپ مجھکو اطمینان دلا سکتے ہیں کہ آپ یا آپ کی کوئی اولاد مجھپر خروج نہ کریگی۔ فرمایا بخدا میں نے پہلے کبھی اس کا ارادہ نہیں کیا۔ اور نہ میری یہ شان ہے کہ میں خروج کروں۔ کہا آپ سچ فرماتے ہیں۔ پھر وزیر سے کہا کہ تین ہزار اشرفی آپ کو دو اور مدینہ کو جہاں آپ کے اہل و عیال ہیں بھیجدو۔ ربیع کہتا ہے کہ میں نے صبح کو ہی کے سفر کی تیاری کرنی چاہی۔ معلوم ہوا وہ روانہ ہو چکے تھے۔ مدینہ منورہ میں ہارون الرشید کے زمانہ تک امن و امان رہے۔ جب ہارون رشید ۱۷۹ ہجری میں عمرۂ رمضان کرکے واپس بغداد کو آنے لگا تو آپکو ساتھ لے آیا اور یہاں لاکر حبس میں بھیجدیا۔ اور حبس میں ہی آپ نے انتقال فرمایا۔

خطیب کا ہی بیان ہے کہ ہارون رشید حج کے بعد روضہ نبوی کی زیارت کو گیا۔ روضہ مبارک پر بہیان قریش و سرداران قبیلہ اور حضرت موسیٰ کاظم بیٹھے ہوئے تھے۔ ہارون رشید نے حاضرین پر اپنا فخر جتلانے کے لئے کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ یا ابن عم! اے رسول خدا اے چچا کے بیٹے آپ پر سلام ہوجیو!!! حضرت موسیٰ کاظم بولے۔ السلام علیک یا ابت۔ بابا جان آپ پر سلام ہوجیو! ہارون رشید کے چہرہ کا رنگ اڑگیا اور کہا بیشک یہہ فخر پورا پورا ہے۔

مسعودی مروج الذہب میں لکھتا ہے کہ عبداللہ خزاعی ہارون رشید کا کوتوال تھا۔ اس کا بیان ہے کہ ہارون رشید کا آدمی رات کو ایسے وقت میرے پاس آیا کہ کبھی نہ آیا تھا اور پھر مجھے کپڑے پہننے تک کی اس نے مہلت نہ دی اور ساتھ ہی لے لیا۔ مجھے نہایت خوف پیدا ہوا۔ جب میں محل کے قریب پہنچا تو ایک خادم نے دوڑ کر میرے آنے کی اطلاع کی۔ جب اجازت ہو گئی تو میں اندر گیا۔ میں نے دیکھا کہ ہارون بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے سلام کیا۔ ایک گھڑی تک کچھ جواب نہ دیا۔ تب تو میرے ہوش جاتے رہے اور سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد خلیفہ بولا۔ عبداللہ تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے کیوں طلب کیا ہے۔ میں نے عرض کی نہیں یا امیر المومنین۔ کہا میں نے ابھی ایک حبشی کو خواب میں دیکھا جس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار ہے وہ کہہ رہا ہے یا تو اسیوقت موسیٰ کاظم کو چھوڑ دے ورنہ تجھے ابھی اسی تلوار کیساتھ قتل کرتا ہوں۔ پس تو جا اور موسیٰ کو قید سے چھوڑ دے۔ میں نے کہا کہ کیا آپ پھر حکم دیتے ہیں کہ موسیٰ بن جعفر (رضی اللہ عنہ) کو چھوڑ دوں۔ کہا ہاں۔ میں نے تین دفعہ اسی طرح کہلا لیا۔ تیسری دفعہ ہارون رشید نے کہا ہاں اسیوقت جاکر چھوڑ دے اور تیس ہزار درہم بھی انکو دیدے اور میری طرف سے یہ بھی کہیو کہ اگر آپ یہاں ٹھہرنا پسند کریں تو یہاں ٹھہریں۔ آپ کے جملہ مصارف اور ضروریات کا میں ذمہ دار ہوں گا۔ اور اگر آپ مدینہ جانا چاہیں تو وہاں تشریف لیجائیں۔ عبداللہ کہتا ہے کہ جب میں مجلس میں پہونچا تو امام موسیٰ مجھے دیکھکر کھڑے ہو گئے۔ شاید انھوں نے سمجھا کہ میں انکی نسبت کوئی مکروہ حکم لیکر آیا ہوں۔ میں نے عرض کی کہ آپ خوف نہ کریں میں تو آپ کے چھوڑنے کے لئے آیا ہوں پھر میں نے عرض کی کہ آپ کے معاملہ میں میں نہایت حیران ہوں۔ فرمایا میں یہاں سو رہا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرمایا موسیٰ! تو مظلوم ہوکر زندان میں پڑا ہے یہ کلمات پڑھ۔ آج اسی رات یہاں سے رہائی پائے گا۔ کوتوال نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ کلمات تو بتلا دیجئے۔ فرمایا یا سامع کل صوت و یا سابق الفوت و یا کاسی العظام لحما و منشرھا بعد الموت اسالک باسمائک الحسنی و باسمک الاعظم الاکبر المخزون المکنون الذی لم یطلع علیہ احد من المخلوقین یا حلیما ذا اناۃ لا یقوی علی آیاتہ یا ذا المعروف الذی لا ینقطع ابدا و لا یحصی عددا فرج عنی۔

میں نے بھی پڑھا اور اس کا یہہ نتیجہ ہوتے دیکھا۔ آپ کی ولادت مدینہ میں یوم یکشنبہ قبل طلوع شمس ۱۲۹ھ (یا بقول خطیب ۱۲۸ھ) کو ہوئی۔ اور انتقال بغداد میں ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کو ہوا۔ بعض کا بیان ہے کہ آپ کو زہر دیا گیا رحمہ اللہ تعالےٰ۔ آپ کی کنیت ابوالحسن لقب کاظم ہے۔ اور ائمہ اثنا عشر میں آپ ساتویں امام ہیں۔ راقم قاضی محمد سلیمان عفی عنہ منصور پوری سرکار پٹیالہ۔

مذہبی دُنیا

انگلستان کے رومن کیتھولک عیسائیوں کا سرگروہ پادری ڈاکٹر ... نے ... سے کہ انجیل کے رو سے جنگ کی ممانعت نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی رائے ہی کو ... گال پر تھپڑ لگانے والے کے روبرو دوسرا گال

کردینے کا مسئلہ عیسائی پادریوں کے کام سے تعلق رکھتا ہے۔ سلطنتوں اور دیگر کاروبار سے اس کا تعلق نہیں ہے"۔ کیا خوب! خوب تفسیر کی گئی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا عیسائی پادری واعظ اس پر عمل بھی کرتے ہیں؟ ہم نے بیسیوں پادری دیکھے ہیں جو صرف بحث سے تنگ آکر پولیس کی دھمکیاں دیا کرتے ہیں اور بعض اوقات مکہ بازی پر بھی اتر آتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ انجیل کی تعلیم کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ جسکی تعمیل ناممکن بلکہ محال مطلق ہے۔ اور انجیل کی موجودہ تعلیم کے غیر یقینی اور صحیح نہ ہونے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہوسکتی ہے۔ صلیبی لڑائیوں کی تاریخ اور سپین میں عیسائیوں کی دست درازیوں کے واقعات سے آگاہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ مذہب کو کیا سمجھا گیا تھا بہرحال ہم یہہ کبھی بھی ماننے کو طیار نہیں اور نہ کوئی دانشمند کبھی مان سکے گا کہ موجودہ اناجیل کی تعلیم پادریوں کی اس تعلیم کیموافق ہے جو وہ اپنے قول و فعل سے تبلارہے ہیں۔

جاپان کے بُدھ اب عیسائی یورشوں سے گھبرا رہے ہیں۔ اسوقت عیسائی پادریوں کی کوششوں کو کسی قدر محدود کرنے کے لئے بودھ پوجاریوں کی کی طرف سے جدوجہد ہورہی ہے۔ جاپان کے بڑے بدھ گورو نے ایک ہزار روپیہ کولمبو (لنکا) کی بدھ سوسائٹی کو بھیجکر انھیں زیادہ کوشش کرنے کی ترغیب دی ہے۔

اسوقت ولایت میں جو بحث مذہبی رسوم پر چھڑ رہی ہے وہ کسی قدر ہمارے لئے بھی مفید ہوسکتی ہے۔ ایک طرف تو ہر ایک قسم کی رسوم شان و شوکت کو پوپ ازم کے نام سے پکارا جاتا ہے اور دوسری طرف کہا جاتا ہے کہ شان و شوکت، سے مذہبی رسوم کا بڑا اعلیٰ اثر پڑتا ہے اسپر ایک آریہ اخبار کہتا ہے کہ ہمارے ملک میں مصنوعی ذرایع کی ایشر میں دھیان لگانے کے لئے ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ ہمارے آریہ ہمعصر صاحب اس قول سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ جو سادگی اسلام نے عبادت الٰہی میں دنیا کو بخشی ہے وہ کوئی اور مذہب نہیں دے سکتا۔ ایک راہرو گھوڑے پر سوار نماز پڑھ سکتا ہے۔ جنگل میں گھر میں چھت پر غرض ہر جگہ خدا کی حمد کے ترانے گا سکتا ہے۔ لیکن ہون وسامگری کا پابند کشتا، ور پوجن سادھن کا غلام کہاں سادگی اور آزادی سے ایسا کر سکتا ہے۔ سب سے افضل سب سے سادہ اور پھر سب سے موثر طریق اگر عبادت کا کوئی ہوسکتا ہے تو وہ وہی ہے جو اسلام نے دنیا کو دیا ہے۔

ملکہ معظمہ کی سالگرہ پر جو دعائیں ہندو مسلمانوں اور عیسائیوں نے قیصرہ ہند کی درازی عمر کیلئے مانگی ہیں انپر ریمارک کرتا ہوا ست دھرم پرچارک کہتا ہے کہ جسقدر عمر کرمانوسار ملی ہے اسیقدر ملکہ کو بھی بھگتنی ہے۔ اس سے اس کا مطلب صرف یہہ ہے کہ ایسی دعائیں بے فائدہ اور فضول ہیں۔ ہم اسوقت دعا کی قبولیت یا عدم قبولیت پر بحث نہ کریں گے بلکہ اپنے معزز دوست سے صرف اتنا ہی پوچھیں گے کہ کیا بعض آریہ سماجوں نے جو اظہار نمک حلالی کے لئے اس موقع پر اور دعائیں مانگی ہیں وہ تہہ دل سے نہیں؟ بلکہ محض نمایشی اور دکھاوے کیطور پر ہیں۔ اگر ایسا ہے اور ہمارے ہمعصر کے خیال کے موافق ایسا ہونا چاہیے۔ تو سخت افسوس ہے کہ ہمارے ہمعصر نے قبل از وقت کسی سرکلر کے ذریعہ آریہ برادری کو ایسا کرنیسے منع نہ کر دیا۔

اشتہار

گورنمنٹ ہند ہوم ڈیپارٹمنٹ نمبری ۸۳۶ مورخہ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء

جناب معلی القاب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل اُن اختیارات کے رو سے جو جناب ممدوح کو وبائی بیماریوں کے ایکٹ (نمبر ۳ ۱۸۹۷ء) کی دفعہ ۲ کی ماتحتی دفعہ (۱) کے بموجب حاصل ہیں ہدایت فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو جو یکم جنوری ۱۸۹۷ء سے اُن ممالک میں جو جناب نواب گورنر بہادر بمبئی باجلاس کونسل کے زیر انتظام ہیں یا ریاست بڑودہ یا کسی ایسے ویسے والئی ملک یا ریاست کے علاقہ میں جو زیر شاہنشاہی حضرت ملکہ معظمہ ہو [جس شاہنشاہی (کے اختیارات) کا نفاذ بذریعہ جناب نواب گورنر بہادر بمبئی باجلاس کونسل ہوتا ہو] سکونت پذیر ہو یا اُن کے اندر گیا ہو یا انہیں سے گذرا ہو تا حکم ثانی برٹش انڈیا کے کسی بندرگاہ میں کسی جہاز پر بدیں غرض سوار ہونے کی اجازت نہ دیجائے گی کہ وہ برٹش انڈیا سے باہر کے کسی بندرگاہ کو بحیثیت مزدور یا تارک الوطن کے چلا جائے۔

مکتوبات امام الزمان

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

بعد ہذا آنمخدوم کا عنایت نامہ پہونچا آپ نے جو سوالات کئے ہیں انکی حقیقت خداوند کریم کو ہی معلوم ہے۔ اس احقر کے خیال میں جو گذرتا ہے وہ یہ ہے (۱) صوفی باعتبار اُس حالت کے کے سالک کا نام ہے کہ جب وہ اپنی تمام توجہ اور تمام عقل اور تمام اطاعت اور تمام مشغولی سے خدا تعالےٰ کی راہ میں قدم اٹھاتا ہے اور اپنی جان فشانیوں اور محنتوں اور صدقوں کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ تک پہونچ جاتا ہے تو اس حالت میں تمام کاروبار اُس کا وابستہ اوقات ہوتا ہے۔ اگر اپنے وقتوں کو ہر ایک لہو و لعب سے بچا کر یاد الٰہی سے معمور کرتا ہے تو اگر خدا تعالےٰ نے چاہا ہے تو کسی منزل تک پہونچ جاتا ہے۔ لیکن اگر حفظ اوقات میں خلل ہوتا ہے تو اس کا سارا کام درہم برہم ہو جاتا ہے پھر اگر چلنا چھوڑ دے بلکہ جنگل میں آرام کرنے کی نیت سے سو جائے تو قطع نظر عدم وصول سے جان کا بھی خطرہ ہے۔ سو جیسے مسافر ابن السبیل ہی سبیل کو قطع کرے تو کسی ٹھکانہ تک پہونچے ایسے ہی صوفی بڑا وقت ہے اپنے وقت کو خدا کی راہ میں لگا وے تو مقصود کو پا وے پس جبکہ حفظ وقت صوفی کے لازم حال پڑا ہے تو اپنے کام کو فردا پس فردا پر ڈالنا ہے اس کے حق میں مہلک ہے۔ اور نیز صوفی کے لئے بھی لازم ہے کہ اسی جہان میں اپنی نجات کے آثار نمایاں کا طالب ہو اور اپنے کام کے دن میں پہلے اپنی اجرت کا خواستگار ہو۔ فردا یعنے قیامت پر صوفی اپنا حساب نہیں ڈالتا اور

نسیہ اور اودھار کا روادار نہیں ہوتا بلکہ دست بدست مزدوری مانگتا ہے اور اس شریعت میں اس کا عمل ہوتا ہے۔ **من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ** پس صوفی اُن علماء کی طرح جو ظاہری ہیں نہیں ہوتا کہ جو ظاہری اعمال بطور عادت اور رسم کے بجالاکر اور تزکیہ نفس اور تنویر قلب سے یقیناً محروم رہ کر بہشت کی امید ہی باندھ رہے ہیں۔ بلکہ صوفی اسی جہان میں اپنے بہشت کو دیکھنا چاہتا ہے اور حرف وعدوں پر قناعت نہیں کرتا تو صوفی عمل کے رو سے بھی اور اجرت عمل کے رو سے بھی ابن الوقت ہے جو حفظ او قات ہی سے اس کے سارے کام نکلتے ہیں اور حاضر الوقت نعمتوں کو پاتا ہے۔ لیکن چونکہ متوز اپنی ہی قوتوں اور طاقتوں اور اخلاصوں اور صدقوں اور محنتوں اور مجاہدات پر اس کا مدار ہے اور مسافر کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ قدم رکھنا اس کا کام ہے۔ اس لئے وہ صاحب حال ہے صاحب مقام نہیں۔ کیونکہ حال وہ ہے جو تغیر پذیر ہو اور مقام وہ جسکو ثبات اور قرار ہو۔ سو صوفی ابھی مسافر کی طرح ہر ایک جگہ چھوڑتا ہے دوسری جگہ جاتا ہے دوسری چھوڑتا ہے تیسری جاتا ہے۔ لیکن صافی وہ ہے جسکو بعد حصول فنا ء اتم کی عنایات اللہ نے اپنی گود میں لیلیا ہے۔ اب اسکو ان محنتوں اور مشقتوں سے کچھ غرض نہیں کہ جو صوفی کو پیش آتی ہیں کیونکہ وہ کاسات وصال سے بہرہ یاب ہو گیا ہے اور دست غیبی نے اُن ہر ایک غربت بشریت کے لوث سے مصفیٰ اور مطہر کر دیا ہے اور جو اعمال دوسروں کے لئے بوجھ ہیں اوس کے حق میں سرور اور لذت ہو گئے ہیں اور وہ تکلفات حفظ اوقات اور دوام مراقبہ و مشغولی سے برتر داخل ہے بلکہ احوال **لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ** میں داخل ہے اور اس کا سونا اور اوس کا کھانا اور اس کا ہنسنا اور کھیلنا اور دنیا کے کاموں کو بجالانا سب عبادت ہے کیونکہ وہ منقطع اور مفرد ہے اور عنایات الہیہ نے اس کو اس کے نفس کے پنجہ سے چھین لیا ہی اور اُس کی سرشت کو بدلا دیا ہے۔ اب اس کا غیر پر قیاس کرنا اور غیر کا اسپر قیاس کرنا ناجائز ہے۔ صوفی بھی اُسکو نہیں پہچان سکتا کیونکہ وہ بہت ہی دور نکل گیا ہے اور وہ صاحب مقام ہے اور خدا نے اُسکو اپنی ذات سے تعلق

شدید بخشا ہے اور وہ ہر ایک وقت اور حال سے فارغ ہے کیونکہ بجائے اس کے عنایت الہیہ کام کر رہی ہے اور وہ مست و مدہوش کی طرح پڑا ہے اور تمام آرام اس کے حق میں بصورت انعام ہو گئے ہیں اجر کی خواہش ہی اسمیں نہیں۔ صوفی معمور الاوقات ہے اور وہ فانی الذات ہے پھر معموری کیا اور وقت کیا۔ صیقل زدم آنقدر کہ آئینہ نماند۔

اس تحقیق میں دوسرے سوال کا جواب بھی آگیا۔ (۳) موسیٰ اور فرعون سے روح اور نفس امارہ کا جنگ و جدال مراد ہے جو نور روح ہے جسکو نور قلب بھی کہتے ہیں وہ ہر وقت قالوا بلیٰ کا نعرہ مار رہا ہے اور بارگاہ خدا میں اپنی لذت اور سرور چاہتا ہے اور موسیٰ کی طرح شرور کا دشمن ہے اور نفس امارہ شرور کا خواہاں ہے اور شہوت کا طالب۔ اُن دونوں میں موسیٰ اور فرعون کی طرح جنگ ہو رہا ہے یہ جنگ اُسی وقت تک رہتا ہے جب انسان اپنی ہستی کو مقصود ٹھہرا کر فناء فی اللہ کی حالت سے گرا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن جب انسان اپنی ہستی سے بالکل کھویا جاتا ہے تو وہ پہلی بیرنگی جو عالم ہستی میں اسکو حاصل تھی پھر حاصل ہو جاتی ہے اور کوئی شائبہ وجود کا باقی نہیں رہتا اس مرتبہ پر نفس امارہ اور نور قلب کا جنگ ختم ہو جاتا ہے اور شہوات نفسانی حظوظ کا حکم پیدا کر لیتے ہیں اور فانی کا کھانا پینا ازدواج متعددہ کرنا وغیرہ امور جائے اعتراض نہیں ٹھہرتا اور نہ کچھ اسکو ضرر کرتا ہے کیونکہ وہ فانی ہے اور اب یہ خدا کے کام ہیں جو اس پر جاری ہوتے ہیں سو اس مقام پر آکر موسیٰ اور فرعون کی صلح ہو جاتی ہے۔ (۴) حرص و ہوا سے اول چیز جو انسان کو روکتی ہے جذبہ الٰہی ہے وہی جذبہ انسان کو صالحین کی صحبت کی طرف کھینچتا ہے وہی اسکو کسی صالح کا مرید کراتا ہے۔ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ انسان گناہ کرتا ہے پھر حضرت خداوندی میں روتا ہے کہ مجھ سے گناہ ہو گیا خدائے تعالےٰ اسکو بخش دیتا ہے اور اپنے فرشتوں کے روبرو اُسکی تعریف کرتا ہے پھر چند روز پاکر اُس بندہ عاجز سے گناہ ہو جاتا ہے پھر وہ جناب الٰہی میں روتا ہے چلاتا ہے اور ہر بار خدا تعالےٰ اُسکو بخشتا جاتا ہے اور فرشتوں کے روبرو اسکی

تعریف کرتا ہے آخر اسکو کہتا ہے **اعمل ما شئت فانی غفرت لک** یعنی اب جو تیری مرضی ہو کر میں نے تجھکو بخشدیا ہی۔ سو اسی روز سے وہ محفوظ ہوتا ہے۔ اور پھر ہوا و ہوس اُسپر غالب نہیں ہو سکتی۔ غرض جیسے جسمانی پیدایش کی ابتدا خدا ہی کی طرف سے ہے روحانی پیدایش کی ابتدا بھی خدا کی ہی طرف سے ہے۔ **یھدی من یشاء و یضل من یشاء**۔ جسکو وہ بلاتا ہے وہ دوسرے کی بھی سن لیتا ہے مگر جسکو وہ نہیں بلاتا وہ کسیکی نہیں سنتا جیسے کہ خود اُس نے فرمایا ہے **من یھدی اللہ فھو المھتدی و من یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا**۔ الجزو نمبر ۱۵ ۔ سورہ کہف یعنے ہدایت وہی پاتا ہے جسکو خدا ہدایت دے اور جس کو خدا گمراہ رکھنا چاہتا ہے اسکو کوئی مرشد ہدایت نہیں دے سکتا۔ چند انگریزی فقرات جو الہام ہوئے تھے وہ مطبع میں بھیجدیئے گئے اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں ایک ہندو لڑکا قادیاں کا لاہور پڑھتا ہے اوس نے دیکھے تھے۔

مرزا غلام احمد

دارالامان کا ہفتہ

مدرسہ تعلیم الاسلام

مدرسہ کی عام حالت رو بہ ترقی ہے جو آخر مئی ۱۸۹۹ کو درج رجسٹر طلباء کی تعداد ۸۹ تھی اور اوسط حاضری روزانہ ۷۷۔ کمیٹی نے مدرسہ کو زیادہ بہتر حالت میں بنانے کے لئے میاں شیر علی صاحب بی اے کو ہیڈ ماسٹر مقرر فرمایا ہے۔ اسوقت مدرسہ میں سات استاد کام کرتے ہیں لڑکوں کی جسمانی تعلیم کے لئے ایک ڈرل ماسٹر اور مانیٹر مقرر ہے۔ بورڈنگ ہوس کا انتظام ایک متدین سپرنٹنڈنٹ صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے دوستوں کو مدرسہ کی امداد کی طرف بہت بڑی توجہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ مدرسہ کی عمارت کے کام کی وجہ سے سرمایہ بہت خرچ ہو چکا ہے۔

آمد و رفت مہمانان

ہفتہ زیر اشاعت میں مندرجہ ذیل احباب تشریف لائے۔ جناب مرزا نیاز بیگ صاحب پنشنر ضلعدار کلانور سے۔ جناب مرزا ایوب بیگ صاحب سائنس ماسٹر چیفس کالج لاہور۔ جناب میاں معراج الدین صاحب لاہور۔ مرزا غلام حیدر بیگ صاحب چونیاں ضلع لاہور۔ شیخ عبد الصمد صاحب لاہور سے۔ خلیفہ نور الدین صاحب جموں سے خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی۔

حضرت اقدس آجکل کیا کر رہے ہیں

حضرت اقدس کی توجہ آجکل مسیح ہندوستان میں کے نام کی کتاب کی تصنیف میں مصروف ہے۔ الحمد للہ خدا کا احسان ہے کہ بڑے اہتمام سے اس کتاب کی تصنیف کا سلسلہ جاری ہے۔ ۷۶ صفحہ تک کتاب مذکور اردو میں چھپ چکی ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے اس کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ اصل کتاب کے ترجمے سے پہلے مولوی صاحب موصوف نے ایک مضمون اپنی طرف سے لکھا ہے جو گویا حضرت اقدس کی سوانح کا آئینہ ہے۔ یہ مضمون صرف انگریزی ترجمے کے ساتھ ہوگا اردو کے ساتھ نہ ہوگا۔

جناب مولوی عبد الکریم صاحب

مولوی صاحب خدا کے فضل و کرم سے حسب معمول حضرت اقدس کے خطوط کے جواب میں بہت بڑی محنت اور خلوص سے حصہ لے رہے ہیں۔ خطوط کا جواب عموماً مولوی صاحب دیتے ہیں۔ نماز پنجگانہ اور جمعہ کے امام بھی آپ ہی ہیں۔ مدرسہ کے منیجنگ کمیٹی کے سکرٹری بھی ہیں۔

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب

خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے جو فہم قرآن کا مولوی صاحب

کو دیا ہے۔ خدا کرے ہمکو اور ہمارے دوستوں بلکہ ہر مسلمان کو نصیب ہو۔ حسب معمول مولوی صاحب کا درس قرآن شریف ہوتا رہتا ہے جو ایک وسیع واقفیت اور معارف قرآنی کا مخزن ہوتا ہے۔

آجکل پانچواں سیپارہ شروع ہے۔ مولوی صاحب کا خاندان بھی بفضل الٰہی بخیریت ہے۔ مولانا صاحب نے جہاں ایک طرف بنی نوع انسان کی روحانی بھلائی کے لئے قرآن کریم کا درس شروع کر رکھا ہے۔ وہاں جسمانی بہتری کے لئے اپنے خرچ خاص سے ایک شفاخانہ بھی جاری کیا ہوا ہے۔ جس سے غربا کو مفت دوائی ملتی ہے۔

جزاہم اللہ احسن الجزاء

جو شخص انسان کا شکریہ نہیں کرتا وہ خدا کا شکریہ بھی نہیں بجا لا سکتا۔ پس اگر ہم اپنے مکرم بھائی محمد افضل صاحب اور معزز ہمدرد حافظ نور احمد صاحب ٹائم کیپر ممباسہ کی اوس گرانقدر امداد کے شکر گذار نہوں جو انھوں نے حال میں ملـ ۲۵ اور ۲۰ سے علی الترتیب فرمائی ہے تو کچھ شک نہیں کہ خدا کے بھی گنہگار ہوں گے اور ہم ایسی خطاکاری سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

پچھلے سال برادرم محمد افضل صاحب نے ایک سو روپیہ نقد بھیجکر کارخانہ اخبار الحکم میں شراکت چاہی تھی جسکو وہ کسی وجہ سے قائم نہ رکھ سکے۔ چونکہ وہ سو روپیہ اخبار الحکم کی ضروریات میں خرچ ہو چکا تھا۔ اور کارخانہ اس کا ایک نہج سے زیر بار تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل فضل و احسان سے بابو محمد افضل صاحب کو اور حافظ صاحب کو توفیق دی کہ وہ اس زیر باری سے محض خدا کی خوشنودی کے لئے الحکم کو سبکدوش کریں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ہم اپنے بھائیوں کی اس گرانقدر امداد سے کمال ازحد ممنون ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انکو اپنے مقاصد میں کامیاب فرماوے۔ آمین

ثم آمین

ادھر اودھر کی خبریں

تانجیر سے آئی ہوئی خبریں مظہر ہیں کہ سلطان مراقش نے روسی سفیر سے نہایت شان و شوکت سے ملاقات کی۔ لیکن اس موقعہ پر یہ بیان کرنا بیجا نہ ہوگا کہ مراقش میں اسکو نہ کوئی استحقاق حاصل ہے نہ یہاں پر اسکی کوئی رعایا ہے۔ الغرض اثنائے ملاقات میں ایک بدمزگی واقع ہوئی۔ یہہ بات مشہور ہے کہ سلطان تمام غیر ملکی سفراء سے ایک بڑے دربار میں ملاقات کرتے ہیں اور وہ خود گھوڑے پر سوار رہا کرتے ہیں۔ جسوقت ملاقات ختم ہوئی سفیر اپنے گھوڑے پر سوار ہونے چلا اور پھر پھسل کر گر پڑا۔ سفیر کو وہاں سے اٹھا کر مکان پر پہونچا دیا گیا جہاں سلطان کے پاس سے بار بار خط موصول ہوا کرتے تھے۔ اس حادثہ کی وجہ سے سفیر کو زیادہ دیر تک ٹھہرنا پڑا۔ گو مراقش میں اتنی دیر ٹھہرنے کا ارادہ نہ تھا۔

"لوکل انزیگر" جو برلن سے شایع ہوتا ہے مظہر ہے کہ اسکو سینٹ پیٹرزبرگ سے خبر ملی ہے کہ روسی معدنی انجمن نے تلاش معدنیات کے لئے تمام صوبہ آذربایجان کا ستر سال کا ٹھیکہ لیا ہے۔ روسی سفیر طہران نے اس رعایت کیلئے بڑی تائید کی ہے اور خود شاہ ایران نے یکم مارچ کو اپنے دستخط کئے۔ اجرائے حصص کے وقت روسی سرمایہ کو ترجیح دیجائے گی۔ اس سوسائٹی کا یہ فرض ہوگا کہ وہ جواہرات اور فلزات نکالے گی۔ سڑکیں اور ریلوے تعمیر کریگی اور نہر اراس کے انتظام کو اپنے ذمہ لیگی۔ اس صوبہ آذربایجان میں تمام ایران شامل ہے اور تانبا بکثرت ملتا ہے۔

ایشیائے کوچک کے مفلس ارامنہ کو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے جو تائید دیجاتی ہے اسمیں فلاکت زدہ مسلمانوں کا بھی لحاظ کیا جائے گا۔ اعلیٰ عثمانی دائروں میں اس امر کی بڑی تعریف ہوئی ہے۔

بغداد کے تاجر وسط ملا کھ پونڈ کے سرمایہ سے کمپنی قائم کرکے استنبول تک دو اسل ریل بنانیکا اجارہ دولت ...

انوار احمدیہ پریس قادیان دار الامان میں شیخ یعقوب علی ایڈیٹر نے شائع کیا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اخبار الحکم

نمبر ۲۱ | قادیان دارالامان والامان ۱۶ر جون ۱۸۹۹ء مطابق ۵- صفر ۱۳۱۷ھ | جلد ۳

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

خدا بیند و بپوشد و ہمسایہ بیند و خروشد

خدا تعالے کی ستاری ایسی ہے کہ وہ انسان کے گناہ اور خطاؤں کو دیکھتا ہے لیکن اپنی اس صفت کے باعث اسکی غلط کاریوں کو اُسوقت تک جبتک کہ وہ اعتدال کی حد سے نگذر جاویں ڈھانپتا ہے لیکن انسان کسی دوسرے کی غلطی دیکھتا بھی نہیں اور شور مچاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان کم حوصلہ ہے اور خدا تعالے کی ذات حلیم و کریم ہے۔ ظالم انسان اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھتا ہے اور کبھی کبھی خدا تعالے کے حلم پر پوری اطلاع نہ رکھنے کے باعث بیباک ہو جاتا ہے۔ اسوقت ذو انتقام کی صفت کام کرتی ہے۔ اور پھر اسے پکڑ لیتی ہے۔ ہندو لوگ کہا کرتے ہیں کہ پرمیشر اور ات ہیں دیر ہے۔ یعنے خدا حد سے بڑھی ہوئی بات کو عزیز نہیں رکھتا۔ بایں ہمہ بھی وہ ایسا رحیم کریم ہے کہ ایسی حالت میں بھی اگر انسان نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ آستانہ الہی پر جا گرے تو وہ رحم کے ساتھ اسپر نظر کرتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالے ہماری خطاؤں پر معاً نظر نہیں کرتا اور اپنی ستاری کے طفیل رسوا نہیں کرتا تو ہم کو بھی چاہیے کہ ہر ایسی بات پر جو کسی دوسرے کی رسوائی یا ذلت پر بنی ہو فی الفور مونہہ نکھولیں ۲۱ $\frac{4}{99}$

غفلت کا علاج توبہ ہے

بعض لوگوں کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ انکو ایسے اسباب پیش آجاتے ہیں مثلاً ملازمت یا کوئی اور وجہ کہ انکی عمر کا ایک بڑا حصہ ظلمانی حالت میں گذرتا ہے۔ نہ پابندی نماز کی طرف توجہ کرتے ہیں نہ قال اللہ اور قال الرسول سننے کا موقع ملتا ہے۔ کتاب اللہ پر غور کرنے کا انکو خیال تک بھی نہیں آتا۔ ایسی صورت میں جب ایک زمانہ ظلمت کا گذر جاوے تو یہ خیالات راسخ ہو کر طبیعت ثانیہ کا رنگ پکڑ جاتے ہیں۔ پس اسوقت اگر انسان توبہ اور استغفار کی طرف توجہ نکرے تو سمجھو کہ بڑا ہی بدقسمت ہے۔ غفلت اور سستی کا بہترین علاج استغفار ہے۔ سابقہ غفلتوں اور سستیوں کی وجہ سے کوئی ابتلا بھی آجاوے تو راتوں کو اٹھ اٹھ کر سجدے اور دعائیں کرے اور خدا تعالے کے حضور ایک سچی اور پاک تبدیلی کا وعدہ کرے۔ ۲۱ $\frac{4}{99}$

اپنے دعوی کی صداقت پر ایک دلیل

ہمارے دعوی الہام و مکالمہ الہیہ کی اشاعت کو یوں تو بہت سال گذرے۔ لیکن اگر براہین کی اشاعت سے بھی لیا جاوے تو بیس سال ہو چکے۔ ہمارے مخالف جو ہمکو جھوٹا اور اپنے دعوے میں مفتری قرار دیتے ہیں اُنسے کوئی سوال کرے کہ خدا تعالے تو کسی ایسے مفتری کو جو اسپر الہام اور مکالمہ کا افترا کرے مہلت نہیں دیتا۔ یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو بھی فرمایا کہ اگر تو بعض باتیں اپنی طرف سے کہتا تو ہم شاہ رگ سے پکڑ لیتے۔ پھر کسی اور کی کیا خصوصیت ہو سکتی ہے۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ تعالے پر الہام کا افترا کرنے والا کبھی بھی مہلت نہیں پا سکتا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ ہمارا سلسلہ خدا تعالے کا قائم کردہ نہیں ہے تو کسی قوم کی تاریخ سے ہم کو پتہ دو کہ خدائے تعالے پر کسی نے افترا کیا ہو اور پھر اُسے مہلت دیگئی ہو۔ ہمارے لئے تو یہ معیار صاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ۲۳ سال تک کا ایک دراز زمانہ ہے اُس صادق اور کامل نبی کے زمانہ سے قریبًا ملتا ہوا زمانہ اللہ تعالے نے ابتک ہمکو دیا کیونکہ براہین کی اشاعت پر بیس سال ہو لئے جو ناعاقبت اندیش معترضوں کے نزدیک افترا کا پہلا زمانہ ہے۔ اب ہم تو ایک مسلم صادق بلکہ جملہ صادقوں کے سرتاج صادق کے

زمانہ سے ملتا ہوا زمانہ پیش کرتے ہیں اور یہ ظلم تک بھی کیے جاتے ہیں کہ جھوٹ ہے۔ افسوس ہماری تکذیب کے خیال میں یہ لوگ یہانتک اندھے ہوگئے ہیں کہ انکو یہ بھی نظر نہیں آتا کہ اس انکار کی زد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسی پڑتی ہے۔ کیونکہ اگر بیس بائیس سال تک بھی خدا کسی مفتری کو مدد دیسکتا ہے تو تو پھر مجھے تو تعجب ہی آتا ہے نہیں بلکہ دل کانپ اٹھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر یہ کیا دلیل پیش کرینگے؟

ایک مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبع کے مونہہ سے جب وہ اتنا دراز عرصہ ایک مدعی کو مہلت پاتے ہوئے دیکھ لے کبھی یہ نہیں نکل سکتا کہ جھوٹا اور کاذب بھی اس قدر عرصۂ دراز کی مہلت پالیتا ہے۔ اگر اور کوئی بھی نشان اور دلیل ایسے مدعی کی صداقت کی نہ ملے تب بھی ایک سچے مسلمان کو حسن ظن اور ایمانداری کے رو سے لازم آتا ہے کہ انکار نہ کرے کیونکہ اس کا زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مشابہ ہوگیا ہے۔

اگر کوئی عیسائی کہے کہ مفتری کو مہلت مل سکتی ہے تو وہ اس امر کا ثبوت دے۔ مگر مسلمان تو ایسا کہہ ہی نہیں سکتا!۔ پس اب ہمارے مخالف بتلائیں کہ ایک کاذب دجال۔ مفتری علی اللہ طرز استدلال نبوت میں شریک ہوسکتا ہے؟ ماننا پڑیگا کہ ہرگز نہیں۔ پھر وہ ہمارے دعوے کو سوچیں اور اس زمانہ پر غور کریں جو استدلال نبوت کا زمانہ ہے۔ غرض ہر پہلو میں بہت سی باتیں ہیں جو سوچنے والے کو مل سکتی ہیں۔ اور ایک دور اندیش اُن سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ۲۲ ۹۹

مکتوبات حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف احقر عباد عائذ باللہ الصمد بہ مخدومی مکرمی مولوی نور محمد صاحب سلام علی من اتبع الہدیٰ۔ اما بعد نامہ گرامی آنمخدوم پہونچا یہ عاجز بباعث کم فرصتی و مشغولی ملاقات بعض احباب و نیز بوجہ ضعف طبیعت اب تک جواب لکھنے سے مقصر رہا اور اب بھی اس قدر طاقت و فرصت نہیں کہ مفصل لکھوں صرف مجمل طور پر عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ یہ عاجز اپنی ذاتی حالت کے رو سے فی الواقع نہایت آلودہ دامن اور ناچیز اور ہیچ ہے اور جس قدر بدظنی کیجائے وہ تھوڑی ہے۔ من آنم کہ من دانم۔ لیکن اگر رنج ہے تو صرف اسقدر ہے کہ جس بنا پر آپ اور آپ کے ان بزرگوں نے جن کے رویا اور کشوف آپ کے زعم خام میں قطعی اور یقینی ہیں جن میں وحی انبیاء کی طرح ایک ذرہ خطا اور غلطی کی گنجائش نہیں ہے اس احقر عباد پر کذب اور افترا کا الزام لگایا ہے اور اپنے گمان میں بہت کچھ فساد اور شرک اور کفر کی حالت کو بہ نسبت ایں احقر تسلیم کرلیا ہے ایسا یقین مسلمانوں کی حالت سے بعید ہے اللہم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب آپکو اور آپ کے بزرگوار کو بڑی وحشت میں اس خواب نے ڈالا ہے کہ جو بقول آپ کے اس بزرگوار نے دیکھی ہے جس میں ان کے متخیلہ پر ایسا ظاہر ہوا کہ گویا یہ عاجز ایک جھوٹے پر سوار ہے اور گلے میں زنار ہے اور جھوٹے کی دم کی طرف مونہہ ہے اور پھر اس بزرگ نے یہ دیکھا کہ یہ عاجز ایک ریچھ کی کھال پر بیٹھا ہوا ہے اور اسپر قرآن شریف رکھا ہوا ہے اور پھر ایک دوسرے بزرگ نے بقول آپ کے اس عاجز کی بینائی میں فرق دیکھا۔ ان دونوں خوابوں کی صورت پر نظر کرکے سیرت حسن ظن اسلامی کو آپ نے چھوڑ دیا اور جو کچھ تمہارے رب کریم نے تاکید فرمائی ہے کہ ظن مومنین و مومنات کا اپنے بھائیوں سے بخیر ہونا چاہیے اُس تاکید کو یک لخت بھول گئے اور بڑے دعوے سے زبان کھولی کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔ برادرم آپ ناراض نہ ہوجائیں یہ کلمہ کفر سے کچھ کم نہیں۔ کاش اگر آپ کو کچھ سمجھ ہوتی کسی مومن کی نسبت ایسے ایسے وجوہات سے کفر یا شرک یا فسق اور افترا کا یقین کرنا اور یہ کہنا کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے پرہیزگار اور نیک شعار اور نیک طبیعت مسلمانوں کا ہرگز طریق نہیں ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وما ہم بمومنین نعلوم کہ آپ اور آپ کے بزرگوار کہاں سے اور کس سے سُن آئے کہ جو صورت مثالی خواب یا کشف میں مشہود ہو وہی صورت حقیقت مقصودہ ہوتی ہے کیونکہ آجتک تمام معبرین کا اسی پر اتفاق ہے کہ ہر ایک نوع رویا اور کشوف میں اکثری اصول یہی ہے کہ جو امور صور حسیہ اور مثالیہ میں ظاہر ہوتے ہیں وہ اپنی ظاہری شکل پر حمل نہیں کئے جاتے کیونکہ وہ تمام معانی ہیں جن کو ان صورتوں سے بوجہ من الوجوہ مناسبت ہے اور یہ مناسبت ہے کہ جو صرف بوجہ اعتقاد رائی قوت متخیلہ میں پیدا ہوجاتے ہیں مثلاً ایک شخص اپنے دشمن کو سانپ کی صورت میں دیکھتا ہے سو یہ نہیں کہ سانپ کی صفات ذمیمہ فی الحقیقت اس دشمن میں موجود ہیں بلکہ ممکن ہے کہ دشمن اپنی ذاتی حالت کے رو سے پارسا اور نیک آدمی ہو اور صرف رائے کے خبث اعتقاد نے سانپ کی صورت پر اسکو کر دیا ہو۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو معانی صور مثالیہ میں مشتمل ہوکر قوت متخیلہ پر ظاہر ہوتے ہیں وہ شخصی رائے کی خود اپنی ہی حالت ہوتی ہے۔ اور جو خبث اور فساد کسی دوسرے کی نسبت وہ رائی دیتا ہے حقیقت میں وہ تمام خبث اور فساد اس کے اپنے ہی نفس میں بھرا ہوا ہے اور شخص مرئی جو کامل اور آئینہ صفت ہوتا ہے وہ آئینہ کی طرح وہ خبث اسپر ظاہر کر دیتا ہے مثلاً ایک شخص کہ جو نہایت بدشکل ہے جب وہ اپنی صورت آئینہ میں دیکھے گا تو ضرور اسکی شکل کا عکس آئینہ میں پڑے گا۔ اب یہ بات نہیں کہ آئینہ بدشکل ہے بلکہ بباعث نہایت صفائی کے اسمیں انعکاس بدشکلی کا ہوگیا ہے۔ اسی جہت سے محققین علم تعبیر لکھتے ہیں کہ جو لوگ فانی ہیں وہ بباعث آئینہ صفت ہونے کے محل انعکاسی صفات ہوجایا کرتے ہیں۔ اسیوجہ سے قدیم سے یہ تحریر ہوتا چلا آیا ہے کہ اکثر کفارہ فجارہ نے یا ایسوں نے جن کا خاتمہ بد تھا انبیا اور اولیاء کو خراب اور فاسد حالتوں میں دیکھا ہے اور آخر انجام ایسے لوگوں کا بد ہوا ہے اور کفر پر مرے ہیں تھوڑے عرصے کی بات ہے کہ ایک بزرگ مولوی فضل احمد نام نے کہ جو موضع فیروز والہ ضلع گوجرانوالہ میں رہتے ہیں اور ایام خورد سالی میں اس احقر کے استاد بھی تھے اور ابتک بقید حیات ہیں اس غا اس

ذکر کیا کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت خراب میں دیکھا و لباس و وضع و مکان و حالت وغیرہ امور میں نالائق باتیں مشاہدہ کیں اور مولوی صاحب فرمانے لگے کہ اس خواب کے سننے سے مجھے بہت انقباض ہے اور ہر چند اس وسوسہ کو دور کرتا ہوں مگر بے اختیاری ہے تب میں نے امام زین العابدین وغیرہ کے اقوال انکو پڑھکر سنائے اور معتبر رسائل تعبیر کے کھولکر انپر ظاہر کیا کہ اوس پلید باطن نے اپنے ہی نفس کو دیکھا ہے نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس کا خاتمہ بد ہوگا۔ تب مولوی صاحب سنکر بہت خوش ہوئے اور انکا تمام انقباض دور ہو گیا اور فرمانے لگے کہ وہ شخص کچھ تھوڑی مدت اس خواب کے بعد عیسائی بھی ہو گیا ہے سو خاتمہ بد پر بھی قوی علامت ہے اور نیز مولوی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ مجھکو اس عمدہ تعبیر کی ہرگز خبر نہ تھی اب مجھکو بہت بصیرت حاصل ہوئی۔ سچ ہے کہ بغیر علم کے انسان اندھا ہوتا ہے۔

غرض یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو شخص فانیوں کو حالت خراب میں دیکھتا ہے وہ درحقیقت اپنے ہی نفس کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہے اور سر اسمیں یہ ہے کہ جو شخص اپنے نفس سے فانی ہے وہ بباعث اپنی نہایت شفقت کے کہ جو اسکو عباد اللہ سے ہے دوسروں کی حالت پر کہ جن میں شخص خواب بین بھی داخل ہے ایسا ہی دردمند ہے کہ جیسا کہ خود صاحب درد کو ہونا چاہیئے پس اسی جہت سے شخص رائے کی حالت ناقصہ اس صاحب کمال میں کہ جو بوجہ غایت شفقت محو فی الخلق بھی بطور انعکاس دکھائی دیتی ہے اور سادہ لوح کو یہ دھوکہ لگتا ہے کہ واقعی طور پر یہ حالت اسمیں موجود ہے اور کبھی اس کا باعث یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی شخص کا حال اور مقام دریافت کرنے کے لئے باطنی طور پر توجہ کرتا ہے اور وہ شخص جس کا حال دریافت کرنا منظور ہے شخص متوجہ کے منبع نظر سے بہت دور ہوتا ہے۔ ناچار نظر باطنی کے تھکنے کی وجہ سے کچھ اپنے ہی حالات ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جیسے ایک شخص کہ جو آسمان کی سمت نظر کرتا ہے تو آسمان بوجہ دور ہونے کے اسکو نظر نہیں آتا۔ لیکن اپنی ہی آنکھوں کی کبودی سامنے فضاء آسمان میں دکھائی دیتی ہے اور دھوکے سے نادان آدمی یہ خیال کر لیتا ہے کہ آسمان برنگ کبود ہے حالانکہ وہ ایک نورانی اور پاک جوہر ہے سو اسی طرح نقصان توجہ سے بھی دھوکے لگتے رہے ہیں جنمیں سلب ایمان کا خطرہ رہا ہے۔

اب قصے کو مختصر کر کے گذارش کرتا ہوں کہ جو آپ کے بزرگوار نے خواب دیکھا ہے وہ تعبیر کے رو سے نہایت عمدہ خواب ہے۔ کاش آپ کے بزرگوار اور نیز آپ کو کچھ حصہ علم تعبیر سے ہوتا تا دونوں تہلکہ بدظنی سے بچ جاتے۔ سو جاننا چاہیئے کہ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زنار کا باندھنا نامستور الحال کے لئے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ خدا تعالے کی طرف سے صاحب عزم ہے اور نہ گھٹے گا اور نہ تھکے گا جبتک اپنے دشمنوں سے انصاف نہ لے اور گاؤمیش سے قوم لایعقل اور نفس پرست لوگ مراد ہیں اور اسپر سوار ہونا اشارہ بغلبہ و ظفر و فتح ہے۔ جس سے بالآخر سب نااہل و نفس پرست ذلیل ہو جائیں گے۔ اور حق ظاہر ہو جائے گا۔ اور یہ جو اس بزرگ نے دیکھا کہ سواری کی حالت میں دم کی طرف مونہہ ہے یہ اعتراض عن الجاہلین کی طرف اشارہ ہے یعنے جاہلوں سے مونہہ پھیرا ہوا ہے اور انکے جاہلانہ شور و غوغا کی طرف التفات نہیں سو دم کی طرف مونہہ کرنے سے یہی مراد ہے کہ جاہلوں سے اعراض کیا ہوا ہے اور آیت اعرض عن الجاھلین پر عمل ہے اور دوسری خواب پہلی خواب کی تائید میں ہے۔ ریچھ سے مراد احمق اور سفلہ آدمی ہے کہ جو ریچھ کی طرح ناحق الجھتے ہیں اور ریچھ کی کھال پر بیٹھنا تسلط تام سے مراد ہے اور ریچھ کی کھال اسکے اخلاق ذمیمہ کا پردہ ہے جس پردہ کو خداوند کریم بذریعہ اس عاجز کے فاش کرے گا۔ اور یہ جو دیکھا کہ قرآن شریف اس کھال پر رکھا ہوا ہے اسکی یہ تعبیر ہے کہ حجت قرآنی ایسے ریچھوں پر قائم ہو جائے گی گویا قرآن اس کھال پر رکھا گیا۔ اور فرق بینائی سے اندوہ و حزن مراد ہے کہ جو شفقتاً علی خلق اللہ طاری حال ہے چنانچہ ابن سیرین وغیرہ معبروں نے شخص نامستور الحال کے لئے یہی تعبیر لکھی ہے اور حوالہ اس آیت کا دیا ہے **وابیضت عیناہ من الحزن وھو کظیم**۔ یہ تعبیر اول کشف صریح کے ذریعہ سے اور پھر ابن سیرین وغیرہ کے معتبر اقوال سے بپایہ صداقت پہونچ گئی ہے **فالحمد للہ علی ذالک** افسوس کہ آپ کو ان قطعی اور یقینی الہامات سے کہ جو مخالفوں کی شہادت سے بپایہ ثبوت پہونچ گئے کچھ ہدایت نہ ہوئی کیا صدہا انوار یقینیہ قطعیہ کے سامنے کسی کی پیش جا سکتی ہے۔ خدا تعالے اس امت پر رحم کرے اور مرض خفاش سیرتی کی کہ جو ظلمت سے پیار اور نور سے بغض رکھنے کا موجب ہوا ہے آپ دور فرما دے۔ والسلام علی ارباب الصدق والدین۔ یکم مارچ ۱۸۸۴ء مطابق ۲ رجمادی الاول ۱۳۰۱ھ

معبود برحق

یہہ ہی معبود برحق ہے جسے جبار[1] کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے جسے قہار[2] کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے جسے غفار کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے جسے ستار کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ جو عالی و فایق ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ رات اور دن کا خالق ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ جو معبود کل ہووے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ جو مسجود کل ہووے

---

[1] الجبار۔ جبر کرنے والا یعنے نقصان کا عوض دینے والا اور ہر قسم کی شکست کی جو بندوں کو پہونچے مرمت کرنیوالا۔ یہ نام بھی باریتعالے کے خوب اور مبارک ناموں سے رحمن و رحیم و غفار وغیرہ ناموں کا مرادف ہے۔ مسلمان نماز میں بین السجدتین دعا پڑھا کرتے ہیں اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی واجبرنی۔ اس آخری کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ ای خدا میری شکستگی کی مرمت کر اور میری خستہ دلی کی مرمت فرما۔ اسی سے لفظ جبار نکلا ہے۔ [2] القہار غالب زبردست وھو القاھر فوق عبادہ یعنے وہ اپنے بندوں پر زبردست ہے۔ ہرگز ہرگز اس لفظ کا وہ منشاء و مدعا نہیں جو ہندوؤں اور پنجابیوں نے اپنی مفہوم میں خیال کیا ہے۔ تعالے شانہ عما یقولون۔

یہہ ہی معبود برحق ہے کہ مذکور زباں ہو وے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ معروف جہاں ہووے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ احساں اس کا بالا ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ احساں کرنیوالا ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ شان اسکی نرالی ہے
کوئی دن اور کوئی لحظہ نہ امر حق سے خالی ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے مرا ایمان اس پر ہے
یہی معبود برحق ہے کہ اطمینان اس پر ہے
یہی معبود برحق ہے امانت اس کی جاری ہے
اسی کی پاک امانت سے بیسر دینداری ہے
نہیں طاقت سوا اسکے بدی سے باز رہنے کی
وہی توفیق دیتا ہے کلام نیک کہنے کی
وہی معبود برحق ہے عبادت اس کی شایاں ہے
وہی معبود برحق ہے کہ حق اس کا نمایاں ہے
وہی معبود برحق ہے صداقت اور ایماں ہے
وہی معبود برحق ہے میں کہتا ہوں دل وجاں سے
وہی معبود برحق ہے کہ سب بندگی اس کی
ہماری بندگی کرنے میں ہے خورسندگی اس کی
وہی معبود برحق ہے کہ قبل از کل وجود اس کا
وہی معبود برحق ہے کہ بعد از کل نمود اس کا
وہی معبود برحق ہے کہ ہے جس کو بقا دائم
فنا اور موت سب کو ہے نظر آتے ہیں جو قائم
وہی معبود برحق ہے کہ عظمت میں وہ اعلیٰ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ کرم اور حکم والا ہے
وہی معبود برحق ہے کہ اکرم ہے کریموں سے
وہی معبود برحق ہے کہ ارحم ہے رحیموں سے
وہ انکو دوست رکھتا ہے کہ توبہ ہے شعار انکا
کراتا وا ہے باب رحم عجز و انکسار ان کا
وہی معبود برحق ہے کہ گمراہوں کا ہادی ہے
گرہ میں باندھنے کی بات ہے جو یہ سنادی ہے
وہی معبود برحق ہے وکیل العاجزیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے امان الخائفیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے پناہ ہے دادخواہوں کی
اسی کی ذات ہے فریادرس فریادخواہوں کی
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الناصریں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الحافظیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الوارثیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الحاکمیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الرازقیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الفاتحیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الغافریں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر [illegible] وہ ہے

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید میں سے چند باتیں

(ہمارے اپنے الفاظ میں)

۱۰ جون ۱۸۹۹ء کے درس میں جو سورہ النسا کے سترھویں رکوع سے شروع ہوا تھا آپ نے شرک کے متعلق چند ضروری باتیں نہایت وضاحت سے بیان فرمائیں۔ جنکو اصول کے طور پر ہم یہاں بتلاتے ہیں۔

شرک کیا ہے؟ کسی کو ساجھی کرنا۔ ملا دینا۔ خدا سے شرک کے یہ معنے ہیں کہ خدا کے اسما و افعال میں کسی دوسرے کو ساجھی کرنا۔ جو لوگ ایک خالق خیر اور دوسرا خالق شر یا خالق نور و خالق ظلمت مانتے تھے اور یزدان و اہرمن انکا نام علی الترتیب رکھتے تھے وہ بھی مشرک تھے گو اس کا اثر اعتقاداً ہی تھا۔ جوارح اور اعمال پر کچھ اثر نہ تھا اس لئے یہ شرک اعتقادی ہے۔ افعال اور اعمال میں کسی کو تعظیم لامر اللہ میں شریک کرنا شرک فعلی یا عملی ہے۔

شرک کیونکر پیدا ہوتا ہے؟ کسی غیر کو کامل تصرف اور کامل علم سے متصف ماننا شرک کا ابتدائی بیج ہے۔ اس سے امید و بیم کا ایک شگوفہ نکلتا ہے جس پر محبت اور تعظیم کا ایک درخت پھلتا ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

شرک کو خدا تعالےٰ معاف نہیں فرماتا ہے۔ یاد رکھو بعض گناہ شرک کے برابر اور بعض اس سے بڑھکر ہیں۔ انکار انبیا شرک کے برابر ہے اور انکار خدا شرک سے بڑھکر ہے۔

بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے شرک کا استیصال ایسے طور پر کیا کہ توحید الٰہی کے اقرار کے ساتھ اپنی عبودیت کا اقرار جزو لاینفک کی طرح مقرر کیا جس پر مسلمانوں کو عظیم الشان فخر حاصل ہے۔ کیونکہ بانیان مذہب کے خدا یا ہمسر خدا بنائے جانے کے اور اسباب میں سے یہ بھی ایک بڑا سبب ہے کہ انکی عبودیت کا اقرار دائمی طور پر انکی امت میں [illegible] نہ رہا [illegible] فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ (ایڈیٹ) - اس سے پیشتر ہم نے شرک پر ایک مفصل تقریر عباد الرحمن کے مضمون میں لکھی ہے۔ ایڈیٹر)

ان یدعون من دونہ الا اناثا۔ خدا تعالےٰ کے سوا اصنام کو پکارتے ہیں۔ شاہ عبد القادر صاحب نے اہل ہند کے مذاق پر اناثا کا ترجمہ دیویاں کیا ہے وہ بھی بہت لطیف ہے۔ اگرچہ یہ لفظ وسیع المعنی ہے اور ہر صنم یا معبود باطل پر اس کا اطلاق ہوتا ہے

ومن یعمل من الصٰلحٰت من ذکر او انثٰی وھو مومن فاولٰئک یدخلون الجنۃ۔ یعنے مومن مرد ہو یا عورت مگر اعمال صالحہ کرنے والا ہو کوئی ہو بہشت میں داخل ہوگا۔ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو اس آیت سے عورت اور مرد کی مساوات کا مسئلہ کیسا صاف ثابت ہے وہ نادان آریہ وغیرہ غور کریں جو غیر مساوات حقوق نسوان پر زور دیا کرتے ہیں۔

---

۱۲ جون کے درس میں سے جو اکیسویں رکوع سے شروع ہوا اس امر پر ایک لطیف تقریر کی کہ قرآن کریم میں جو آیات طلب معجزات کی ایسی ہیں جیسے کہ یہ آیت یسئلک اھل الکتاب ان تنزل علیھم کتابا من السماء الی الآیہ اور جن میں یہود کو طلب معجزات پر دھتکار دیا ہے ان پر کامل غور نکرنے کی وجہ سے معتزلہ اور نیچری تو معجزات سے انکار ہی کر بیٹھے ہیں۔ اور ایک گروہ ایسا ہے کہ جو منکر تو نہیں مگر کہتا ہے کہ انکے ایسے سوال چونکہ ضد اور تعصب سے تھے اس لئے انکو دھتکار آگیا ہے۔ مگر یہ ایک ایسی بات ہے جس کا تعلق دل سے ہے اس لئے اوس کا علم کسی دوسرے کو نہیں ہو سکتا۔

ایسی آیات میں جنہیں ایسے امور ہیں بہت غور کے بعد مجھے یہ راہ معلوم ہوئی ہے کہ شرارتی آدمی شرارت کرکے قسم قسم کی راہیں نکالتا ہے۔ چونکہ اہل کتاب کی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت تھیں اس سئے انھوں نے ایسے معجزات طلب کرنے شروع کئے جو ان بشارتوں کے خلاف تھے۔ اور اصل مطلب انکا یہہ تھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان معجزات

کے دکھانے کا دعوی کریں۔ تو یہہ عذر اور بہانہ تراش لیں کہ ہماری کتب مسلمہ کے نشانات موعودؑ کے خلاف ہے اس لئے ہم کو نبی موعود کے لئے دوسرے کی راہ تکنی چاہیئے۔ اور اگر انکار کریں تو انکار کے لئے صاف گنجائش ہے۔ غرض غرض اسی نوعیت کا سوال یہاں بھی ہے چونکہ اہل کتاب یسعیاہ اور استثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات میں سے ایک یہ بھی پڑھ چکے تھے کہ خدا کا کلام اسپر وقتاً فوقتاً یا متفرق طور پر نازل ہوگا اس لئے انھوں نے ایسا سوال کیا کہ گویا مجلد اور کل کتاب یکبارگی نازل ہو جائے۔ جس کا جواب خدا تعالے نے مناسب طریق پر دیا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ثبت اور حکیمانہ طرز اپنے اندر رکھتا ہے اور انکے مسلم الثبوت نشان کو حجت قرار دیا کہ موسی کی راستبازی کا معیار اور اسکی کامیابی کا بڑا برہان اس کا تسلط پاجانا ہے۔ اسی طرح مثیل موسیٰ علیہ السلام کو بھی **سلطانا مبینا** کا واضح نشان عطا ہوا ہے۔

سبت

سبت کے متعلق توضیح کرتے ہوئے مندرجۂ ذیل تین امر بیان فرمائے۔

اوّل سبت کے معنے آرام کے بھی ہیں پس خدا تعالے اگر کسی کو کسی قسم کی راحت کا سامان دے تو وہ اسکی قدر کرے تاکہ خدا تعالے کی برکات اور انعامات کی زیادتی ہو۔ ورنہ اگر کسی راحت اور آسایش کی قدر نہ کروگے تو یاد رکھو کہ ہلاک ہو جاؤگے تباہ اور ذلیل ہو جاؤگے۔ تاریخ اس امر کی مثبت اور شاہد عدل ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے سبت کی قدر نہیں کی یعنے انعامات الہیہ کو حقیر سمجھا نہایت ذلت اور خواری کے ساتھ تباہ اور ہلاک ہوئے۔

دوم۔ سبت کے معنے سنیچر کے دن کے یہودیوں کے اعتقاد کے موافق اور جمعہ کے مسلمانوں کے اعتقاد کے موافق ہیں۔ یہودیوں نے سبت کی بے قدری کرکے دیکھ لیا کہ دنیا میں ذلت اور مسکنت کی ضرب سے پاش پاش ہوئے۔ بے خانماں ہو گئے۔ مسلمان اگر جمعہ کی قدر نہ کریں گے اور جمعہ چھوڑ دیں گے تو ذلیل ہو جاویں گے اس لئے کہا گیا ہے کہ ترک جمعہ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے مسلمانوں کے ہندوستان میں زوال کی تاریخ عالمگیر کے بعد سے شروع ہوتی ہے اور یہ وہی زمانہ ہے جب سے جمعہ کا ترک شروع ہوا

سوم سبت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (اور یہ معنے پولوس نے کئے ہیں) جن کے ذریعے دنیا کو دوبارہ آرام ملا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبتی نبی ہیں۔ اب دیکھ لو جنھوں نے سبتی نبی کی قدر کی کیسا آرام پایا۔ عرب کو جو آرام ملا دنیا جانتی ہے۔ پھر جو جو قومیں مسلمان ہوئیں انھوں نے کیسا آرام پایا۔

الغرض یہ تینوں معنے سبت کے ہیں اور ہر ایک کی قدر نہ کرنے سے زوال ہلاکت کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ پس مسلمانو! جمعہ کی قدر کرو۔ خدا تعالے کی دی ہوئی راحتوں اور آسایشوں کی قدر کرو۔ اپنے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی قدر کرو۔

خطبہ (موعظت)

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۹ رجون ۱۸۹۹ء کو پڑھا

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ والذین لا یشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما۔

اللہ تعالے کے بندے وہ ہیں جو ایسی جگہوں میں جہاں جھوٹی اور گندی باتیں ہوتی ہیں کبھی حاضر نہیں ہوتے اور کبھی جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ یعنے خدا تعالے کی مرضی کے خلاف نہیں بولتے ہیں اور کبھی کسی بیہودہ جگہ کے پاس سے گذرنے کا اتفاق بھی ہو جائے تو اس کے ساتھ کسی قسم کی دلچسپی نہیں لیتے اور توجہ بھی نہیں کرتے بلکہ کنارہ کرتے ہوئے گذر جاتے ہیں۔ مگر جب اللہ تعالے کی آیتیں انکے پاس پڑھی جاتی ہیں تو پوری توجہ کرتے ہیں اور اندھوں بہروں کی طرح نہیں سنتے پوری قدر کرتے ہیں۔

بڑے تعجب کی بات ہے۔ ایک بھیڑ کا بچہ ایک بکری کا بچہ ہزاروں ہزار بھیڑوں کے ریوڑ اور گلہ میں سے اپنی ماں کو پہچان لیتا ہے۔ چند دن کا پیدا شدہ بچہ بھی بلا تکلف جوش محبت سے بھرا ہوا بلبلاتا ہوا دوڑ کر اپنی ماں کو جا لپٹتا ہے اگرچہ ہماری نگاہ میں سب بھیڑیں برابر ہیں اور کوئی نشان ایک کو دوسرے سے تمیز کرنے کا بظاہر نہیں ملتا ہے۔ لیکن ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ اس کا بچہ ایک بڑے ریوڑ میں بھی اپنی ہی ماں کو پہچان لیتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تمام پرندے اپنے نر و مادہ اپنے اپنے جوڑہ کو پہچان لیتے ہیں پر افسوس ہزار افسوس انسان غافل اپنے محسن۔ اپنے مولا۔ زندگے اور نور کے چشمہ۔ تمام بھلائیوں اور بہتریوں کی اصل۔ ہاں اپنے سچے اور حقیقی مربی مولا کو نہیں پہچانتا اور پھر نہیں پہچانتا۔ یہ مثال جو میں نے دی ہے ہر ایک سوچنے والی طبیعت کے لئے عبرت کو کافی ہے۔

خدا تعالے کے کاریگر ہاتھ نے جہاں ایک طرف ان حیوانات کو انسان کی زندگی کی جسمانی ضروریات کے لئے ایک یا دوسرے پہلو سے مفید اور خادم بنایا ہے وہاں دوسری طرف انکی رفتار زندگی ایک عظیم الشان سبق انسان کی روحانی تربیت اور اخلاقی اصلاح کے لئے پیش کرتی ہے۔ بے شک! بے شک! ان حیوانات کی زندگی غافل انسان کے لئے ایک سبق ہے کہ وہ اندھا ہو کر ہی نہ گذر جاوے۔ کیا وجہ ہے کہ انسان جو ان جانوروں کی تمام صفات کا مجموعہ ہے اسوقت جب کہ اس نے ابھی یہ انسانی جامہ نہ پہنا تھا الست بربکم کے جواب میں بلا تامل قالوا بلیٰ کہتا ہے۔ مگر اب کیا ہو گیا ہے کہ اس وقت تو اسکو ایک خاص ذوق اور معرفت کے ساتھ اس بلی کی تعمیل کرنی چاہیئے تھی لیکن اب ایسا غافل اور مدہوش ہوا ہے کہ گویا کچھ پتا ہی نہیں۔ میں بہت حیران ہو جاتا ہوں کہ خدائے تعالے کے سوال پر تو یہ ذرا بھی نہ ہچکچایا۔ اور بدون کسی قسم کے تامل

کے بلا بول اٹھا۔ جیسا سوال جان ہی سے نکلا تھا ویسے ہی معًا سچا اور صحیح جواب اسکی جان سے نکلا۔ مگر اب کیا ہوا فطرتی طور پر آنکھ دیکھتی ہے جب کھولو دیکھتی ہے لیکن ایک شخص ہے بظاہر آنکھ رکھتا ہے غانے صاف ہیں لیکن آنکھ رکھتا ہوا بھی نہیں دیکھ سکتا۔ موتیا بند غالب ہوگیا ہے پانی اتر آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فطرتی قویٰ ہیں جب کسی قسم کی رکاوٹ آجاتی ہے تو وہ اپنا کام نہیں دے سکتے۔ اسی طرح پر انسان کی روح کے اندر اسکی بناوٹ میں خداتعالےٰ کی ہستی کا اعتراف اور اقرار موجود ہے اور اس نے خدا کے حضور السّت بربّکم کے جواب میں قالوا بلےٰ کہکر تبلا دیا۔ لیکن اب جو وہ غافل ہوگیا ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اس معرفت ربی کی آنکھ میں کوئی موتیا بند ہے اور کسی قسم کا پانی اتر آیا ہے۔

جانوروں تک میں احسان شناسی

کا مادہ اور وفاداری کا نمونہ موجود ہے کتا بھی ایک ہڈی ڈالنے والے کو پہچانتا ہے اور اس کے سامنے دم ہلاتا ہوا وفاداری کے جوش میں احسان کا اقرار کرتا ہے۔ مگر یہ نالائق انسان! غافل انسان! اپنے محسن ومعطی حقیقی کی نسبت ایسا ہوگیا ہے کہ گویا اسے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں اور دل کی وہ قوت جو اپنے محسن ومولا کو پہچانتی تھی جاتی رہی ہے۔ انسان بیمار ہوتا ہے۔ ہر ایک آدمی نے اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی بیمار ہوکر یا اپنے کسی عزیز کو بیمار ہوتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ طبیب کہتا ہے کیا کھایا تھا؟ ابتدا کیونکر ہوئی۔ بیماری کی پہلی اٹھان کیونکر ہوئی۔ غرض ہر قسم کے اسباب معلوم کیئے جاتے ہیں اور مریض خود بھی طبیب کی ہر قسم کی منت اور خوشامد کرتا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ سعادت مند وہی ہے جو اس خطرناک بیماری کے وقت کہ روح خدا کو نہیں پہچانتی اور دل ناپاک ہوگیا ہے نماز میں لذت نہیں پاتا۔ قرآن پڑھتا ہے مگر ایک ذوق جو مومن صادق کو ملتا ہے اس کو حاصل نہیں۔ غرض جب اللہ تعالےٰ جیسے محسن ومولا۔ اور ولی نعمت سے غافل ہے اسوقت اگر اس ہلاک کردینے والے تپ دق کو محسوس کرتا ہے اور علاج کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو سمجھو کہ بڑا ہی بیدار بخت انسان ہے لیکن اگر باایں ہمہ بھی غفلت پر غفلت کرتا ہے تو پھر اسکی ہلاکت میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ آج اس زمانہ میں اس قسم کے مہلک امراض کے پیدا کرنے والے اسباب بہت ہیں۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ان سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہاں فکر کرتے ہیں جب یہ تپ دق اندر اندر گھن کی طرح کھا جاتی ہے اور آخری منزل میں پہونچکر پیغام موت لے آتی ہے پس میرے دوستو اس سے پہلے فکر کرو کہ جب فکر کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

اللہ تعالےٰ نے رحمٰن کے بندوں کی صفات کے بیان کرنے سے یہ مقصد رکھا ہے کہ تا ہر ایک شخص ان کا خلاف بھی سمجھ لے یعنے جن میں ایسی صفات ہونگی وہ تو عباد الرحمن اور اللہ کے مقبول ہیں مگر جن میں ان صفات کی ضدیں ہونگی وہ خداتعالےٰ کے نزدیک مردود اور مخذول ہوں گے۔

میں نے اس آیت کو اس زمانہ کے حسب حال دیکھکر اپنے اور اپنے دوستوں کی نصیحت کے لیئے اختیار کیا ہے اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ میرے نزدیک سلوک کی منزلوں کے طے کرنے کے لیئے یہ ایک ضروری نشان ہے۔ ہاں تو رحمان کے بندوں کا ایک نشان یہ ہے کہ ایسی مجلسوں میں جہاں غفلت اور تاریکی پیدا ہوتی ہے معصیت کی مجلسوں میں جہاں نہ کار دین نہ کار دنیا ایسے مشغلوں میں جہاں کوئی شخص جانے سے راندہ درگاہ الٰہی ہوجاتا ہے نہیں جاتے اور ان سے کنارہ کرتے ہیں۔ مٹی کھانے والا انسان مٹی کھاتا ہے۔ کھانے کا لفظ اسپر بھی بولا جاتا ہے مگر اسکو دیکھو کہ صالح خون جو زندگی اور خوبصورتی کے لیئے ضرور ہے اسمیں پیدا نہیں ہوتا بلکہ رفتہ رفتہ پہلے خون کو بھی وہ مٹی بھسم کرتی ہے اور آخر کو ایک بدنما اور بہت ہی کمزور بنا دیتی ہے اسی طرح پر وہ لوگ جو معصیت اور خطاکاری کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں اپنا وقت تو گذارتے ہیں لیکن آخر ہلاک ہوجاتے ہیں اور انکو وہ مزا اور راحت نہیں ملتی جو ایک مومن کو ملتی ہے وہ مزا اللہ تعالےٰ کا ذکر ہے میں محراب میں کھڑا ہوا اس انسان کے سامنے جسکو میں صادق مانتا ہوں اور اس وقت روئے زمین کے کل موجودہ انسانوں سے افضل جانتا ہوں۔ خداتعالےٰ کی کتاب ہاتھ میں لیئے ہوئے بقائمی ہوش و حواس کہتا ہوں اور ایسے انسان کے سامنے (جو موجودہ نسل کے کل انسانوں سے افضل اور اشرف ہے) جھوٹ بولنا خداتعالےٰ کے حضور جھوٹ بولنا ہے۔ میں نے کل اس کے سامنے اقرار کیا کہ اگرچہ عصبی بیماریاں مختلف رنگوں میں مجھے لگی ہوئی ہیں تشنج اور ضعف بھی غالب آجاتا ہے لیکن جب قرآن کی عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے تذکرے صلیب پرستی اور مردہ پرستی کی ہیکل کو گرا دینے کی باتیں سنتا ہوں اسوقت میں اپنے اندر ایک خاص قسم کی طاقت پاتا ہوں گویا یاقوتی یا فولاد یا مشک وعنبر کھاتا ہوں۔ میں اپنے تئیں پہلوان سمجھتا ہوں۔ میں اس سے نتیجہ نکالتا ہوں کہ ایک فہیم انسان کا دل جسقدر لذت اور سرور ذکر اللہ میں پاسکتا ہے اور کسی چیز میں نہیں۔ شرابیں پیتے اور زنا کرتے ہیں۔ عارضی اور ناپائدار لذت کے لیئے۔ لیکن ایک وقت آجاتا ہے کہ شراب چھوٹ جاتی ہے اور زنا چھوٹ جاتا ہے احمق اگر پہلے ہی سے ایسی چیز کو مونہہ نہ لگاتا تو کیا اچھا ہوتا۔ پاکیزگی اور طہارت کو پیار کرنے والے بڑھاپے میں جاکر بھی ایک طمانینت اور قوت پاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بڑی سچی بات ہے کہ جوانی میں خدا کو یاد کر کہ تیرے بڑھاپے کے دن آسانی سے گذریں گے۔ سچی یاقوتی اور حقیقی راحت اور اطمینان کا ذریعہ ذکر اللہ ہاں صرف ذکر اللہ ہے۔ دنیا میں حکم کتاب موجود ہے۔ الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔ کوئی لذت۔ راحت۔ سکینت نہیں جو دل کو حاصل ہوسکے مگر ہاں ایک اور صرف ایک راہ ہے اور وہ ذکر اللہ ہے۔ یہ سچا دعویٰ ہے۔ جو لوگ اپنے اوقات گندی اور ناپاک مجلسوں میں محض بیہودہ گپوں اور ہنسی میں گذارتے ہیں وہ

نہیں سمجھتے کہ ایک عظیم الشان نعمت کی ناقدر شناسی کر رہے ہیں۔ خدا نے ہر ایک سانس کے ساتھ جدا گانہ انعام کئے ہیں پس مناسب اور لازم یہ ہے کہ ہر سانس کے ساتھ خداتعالیٰ کی نعمت کا شکریہ کرے۔ پس وہ کیسا نادان ہے جو عزیز وقت رایگان کھوتا ہے میرے دوست جو اس وقت قادیاں میں ہیں سوچ سکتے ہیں کہ وہ کیسی قربانی کر کے وطن اور عزیزوں کو چھوڑ کر اور ان گلیوں کو چھوڑ کر جہاں خوشنما لباس پہن کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چلتے ہوں گے چھوڑ کر ایک گاؤں میں آکر بیٹھے ہیں جہیں کوئی نظارہ نہیں۔ خوبصورتی اور دلچسپی کا کوئی منظر نہیں اگر ان ساری باتوں کے چھوڑنے سے حضرت رضائے مولا حاصل کرنا غرض نہیں ہے تو پھر کیا غرض ہے۔ جب رضائے مولا مقصود ہے تو پھر وہ اپنے اندر سوچیں کہ اس کے حصول کے لئے کیا کچھ کر رہے ہیں۔

اب وقت ہے چھوٹی گندی اور بعض بیہودہ مجلسوں سے کنارہ کشی کرتے ہوئے گذر جانا مومن اور عباد الرحمن کا کام ہے۔ ہاں آیات اللہ جہاں پڑھی جائیں وہاں پوری توجہ اور دلچسپی سے کام لیتے ہیں۔ اور اندھوں اور بہروں کی طرح نہیں گذرتے اللہ تعالےٰ کی راہوں سے غفلت کا ایک بڑا باعث یہ بھی ہے کہ گرامی قدر اوقات کو لغویات میں کھوتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ بدپرہیز انسان کبھی صحت حاصل نہیں کر سکتا۔ اسے کوئی نسخہ اور کوئی دوا فائدہ نہ پہونچائے گی جب تک کہ وہ پرہیز اور احتیاط نہ کرے گا۔

میں پھر کہتا ہوں کہ روح اور دل کو کھا جانے والی بیماریاں۔ قرآن کی لذت نہ آنا۔ نماز سے حقیقی سرور کا حاصل نہ ہونا۔ دعا میں لذت کا نہ رہنا یہ ساری باتیں ناپاک مجلسوں میں اوقات ضایع کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ پس ان سے بچو اور پھر بچو۔ تمہاری نظر تمہارے ہاتھ پاؤں ایسے نہ ہوں، جنمیں حکم خدا نہیں ہے اور خدا کی کتاب کے جوئے کے نیچے نہیں ہیں۔ نہیں بلکہ ہر آن سے سروں کو خدا کی کتاب کے جوئے کے نیچے رکھ دو میں پھر کہتا ہوں کہ ہر آن اپنے سروں کو خدا کی کتاب کے جوئے کے نیچے رکھدو۔ راحت اسی میں ہے خداتعالےٰ تم پر اور مجھ پر رحم کرے۔ ہم اپنا نگران کتاب اللہ کو بنائیں اور اس کے پاک احکام کی تعمیل کی توفیق دے۔ ہم کو اس نے پاک مجلس دی ہے اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق شامل حال کرے۔ **ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنك رحمة انك انت الوھاب۔ آمین**

حسد پر عالموں کے خیالات

حاسد اپنا آپ دشمن ہے کیونکہ اس کا دل ہر وقت غمناک اور رنج کش حالت میں بھٹکتا پھرتا ہے۔

اگر ہم جانتے کہ دوسروں کی خوبیوں پر نگاہ بد کرنے سے ہم ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے تو شاید دنیا حسد سے خالی ہو جاتی۔

حاسدانہ خیالات سے ہمیں اپنا دل ہمیشہ بچائے رکھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ ناپاک شے دھرم کی پاک امانت کو داغ لگا دیتی ہے۔

اگر تم ظاہری دکھلاوا چھوڑ دو اپنی دولت کا گھمنڈ نہ کرو۔ سوچو کہ اوروں کو بھی تمھاری طرح زندگی بآرام گذارنے کا حق ہے تو اس صورت میں تم حسد سے بچ سکوگے۔

جہاں کہیں حسد کی آگ جلتی دیکھتا ہوں تو میں بڑا خوش ہوتا ہوں اور اسے خوب بھڑکاتا ہوں۔ حاسد کے سامنے اس کے محسود کی زیادہ تعریف کرتا ہوں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دل میں کڑھتا ہے اور اسے واجبی سزا ملجاتی ہے۔

ہم اکثر اوقات اپنی کمزوریاں اور نقص مان لیتے ہیں لیکن ایسا زہریلا اور بزدل غلبہ ہے کہ اس کا اقرار کرتے ہوئے جان جاتی ہے

تمام خرابیوں اور شرارتوں کی جڑ حسد ہے کیونکہ اس کے ساتھ سچائی اور حق شناسی کا رہنا ناممکن امر ہے۔

اگر حاسد کو اکیلا رہنے دیا جائے تو وہ بچھو کی طرح اپنے آپ کو ہی ڈنک مارتے ہوئے ملک عدم کا رستہ لیتا ہے۔

حاسد آدمی ناخوش اور رنجیدہ رہتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ وہ خود بدقسمت ہے بلکہ اس لئے کہ دوسرے خوش قسمت ہیں۔ دوسری طرف دیکھو کہ اگر سچ مچ دوسرے لوگ خوش قسمت ہیں اور وہ بدقسمت تو اس قابل رحم نالائق کی کیا حالت ہوگی۔

ہڈیوں کو چبانے والی دل کا دھڑکا پیدا کرنے والی اور پھیپھڑوں کو گندہ کرنے والی بیماری وہ نہیں جو حکیموں کے خیال میں ہے بلکہ وہ حسد ہے۔

جب خدا فیصلہ کرے گا سچ سچ اور جھوٹ جھوٹ نکلیگا تو حاسد کو بھی سزا ملیگی اگرچہ وہ عذر بھی کرے کہ وہ پیشتر ہی دل میں جل جل کر کافی سزا پا چکا ہے۔

کہتے ہیں کہ ہر چیز سیکھنے کے لئے استاد کی ضرورت ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ حسد کرنے کے لئے کس تعلیم کی ضرورت ہے ہاں اسکی وجہ شاید یہ ہے کہ یہ کوئی ہنر نہیں بلکہ بڑا بھاری عیب ہے۔

بشارت

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ ۴ صفر ۱۳۱۷ھ ہجری المقدس مطابق ۱۴ جون ۱۸۹۹ء بروز بدھ بوقت ۳ بجے بعد دوپہر حضرت اقدس جناب امامنا مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے مشکوئے معلی میں چوتھا **مبارک بیٹا** پیدا ہوا۔ اس تقریب سعید پر مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک دن کی تعطیل رہی۔ اخبار الحکم نے اپنا خاص پرچہ شایع کیا جو آج کے نمبر کے ہمراہ بطور ضمیمہ تقسیم ہوتا ہے۔

مولود مسعود کا نام حضرت امام صاحب نے **مبارک احمد** رکھا۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خداتعالےٰ اس مولود مسعود کو اپنی برکتوں اور رحمتوں کا مورد بنا دے اور خاندان۔ قوم۔ ملک بلکہ دنیا کے لئے اُسے مبارک کرے۔ آمین۔ ۱۵ جون کو ختنہ کیا گیا۔

بالکل طیار ہے

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر ایک خط" کا دوسرا ایڈیشن چھپکر

طیار ہوگیا ہے۔ کاغذ پہلے ایڈیشن کی نسبت اعلیٰ لگایا گیا ہے اور چھپائی میں بھی زیادہ احتیاط کی گئی ہے باایں ہمہ قیمت وہی ۲ آنہ ہے۔ جو صاحب منگوانا چاہیں جلد منگوالیں ورنہ پھر شکایت معاف کیونکہ اس مرتبہ بھی صرف چارسو کاپیاں چھپی ہیں۔

حضرت اقدس کی پرانی تحریروں کا پہلا حصہ چھپکر شایع ہو رہا ہے اور اب اسکی کوئی دو سو کاپی موجود ہے۔ شایقین جلد منگوالیں ورنہ ختم ہونے پر عدم تعمیل درخواست کی شکایت معاف فرماویں۔

قرآن کریم کیا ہے؟

قرآن کریم دنیا بھر کی صداقتوں کا مجموعہ اور تمام خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔

(۲) قرآن کریم ایک مفصل کتاب ہے۔

(۳) قرآن کریم ان لوگوں کا ہادی ہے جو رضائے الٰہی کے طالب اور دار السلام کے جویا ہیں۔

(۴) قرآن کریم ہر ایک قسم کی ظلمت سے خواہ وہ رسم کی ظلمت ہو یا عادت کی یا جہالت کی نور کی طرف لاتا ہے۔ اور ایسی باتوں پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم پہلے نہیں ہوتا ہے۔

(۵) وہ سب سے زیادہ سیدھی راہ سکھاتا ہے۔

(۶) قرآن کریم حق الیقین ہے اس میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں۔

(۷) وہ حکمت بالغہ ہے اس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے۔

(۸) قرآن کریم حق ہے اور میزان حق بھی یعنے آپ بھی سچا ہے اور سچ کے لئے محک بھی۔

(۹) وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایتوں کی اس میں تفصیل ہے حق اور باطل میں فرق بیان کرتا ہے۔

(۹) قرآن کریم کی نقل صحیفہ فطرت میں منقوش ہے یا یہ کہو کہ اس کا یقین فطری ہے

(۱۰) انه لقول فصل۔ وہ قول فیصل ہے

(۱۱) وہ اختلافات کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

(۱۲) وہ ایمانداروں کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔

(۱۳) قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو قابل ذکر اور تاریخی انسان بنا دیتی ہے۔

(۱۴) قرآن کیا ہے؟ کامیابیوں کی سبیل اور فتحمندیوں کی کلید۔

(۱۵) قرآن کریم مہیمن۔ امام۔ میزان اور ہادی ہے۔

عقیقہ

جناب حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا عقیقہ اس آیندہ اتوار یعنے ۲۶۔ جون ۱۸۹۹ء کو ہوگا۔

لعنة الله على الكاذبين

دانہ ضلع ہزارہ سے ہمارے ایک دوست اطلاع دیتے ہیں کہ امرتسر کے بعض لوگوں نے جناب مولانا حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کی نسبت ایک افواہ مشہور کی ہے کہ حضرت مولانا صاحب نے (نعوذ باللہ) حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام سے قطع تعلق کر لیا ہے۔"

ہم اسپر بجز اس کے اور کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ مولانا صاحب جس اخلاص اور سچی محبت اور پھر محض رضائے الٰہی کے طالب اور جویا ہوکر دار الامان میں بیٹھے ہیں وہ ایک نمونہ ہے ان لوگوں کی محبت اور اخلاص کا جو خیر القرون میں ہادی کامل کی صحبت میں بیٹھے تھے۔ گھر بار چھوڑ کر۔ سارے منافعوں اور فائدوں کو پس پشت ڈالکر امام صاحب کے حضور بیٹھ جانا یہ آسان امر نہیں ہے۔ ہم نہایت زور کے ساتھ اس غلط خبر کی تردید کرتے ہیں اور اپنے دوست کو اطلاع دیتے ہیں کہ امرتسر نے غالباً ایسی جھوٹی اور کذب مجسم خبروں کی اشاعت کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ چنانچہ پچھلے سال حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی کی نسبت ایسی افواہیں اڑائی تھیں۔ اور اور امسال حضرت مولوی صاحب کے متعلق۔ حیرت ہے کہ ایسے جھوٹے لوگ کیوں خدا کا خوف نہیں کرتے اور اس کی لعنت سے نہیں ڈرتے۔

گھڑیاں

ریلوے ریگولیٹر واچ۔

یہ ریلوے ریگولیٹر واچ جو ہم نے ابھی ولایت سے منگوائی تھی باوجود عدم موجودگی اشتہارات بہت سی تعداد ہاتھوں ہاتھ بک گئی تھی۔ اس کی صورت شکل حسب ذیل ہے۔ اوپن فیس یعنے کھلے مونہہ کی ہے۔ کیلس یعنے چابی ساتھ شامل ہے۔ سوئیاں موٹی اور ہندسے جلی ہیں جو دیکھنے میں نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ چینی کا سفید یا رنگدار ڈائیل ہے۔ اور سیکنڈ کا گھیرا بھی موجود ہے۔ سوئیاں پھرانے کے واسطے بیرونی پن لگا ہے۔ جرمن سلور کا گلٹ کیا ہوا کیس ہے اور دو قسم کی ہیں۔ یعنے

اول جسکی گارنٹی ۲ سال ہے میانہ قد نہ چھوٹی نہ بڑی۔ قیمت بلا محصول ڈاک ۵ روپیہ

قسم دوم چھوٹا قد گارنٹی ۳ سال محصول ڈاک ۸ علاوہ قیمت ۸ روپیہ

مفصل فہرست اشیاء دوکان درخواست پر ارسال ہوگی۔ ناولیں وکتب دیگر قسم برائے فروخت موجود ہیں۔

المشتہر

کشن چند سدانند اینڈ کمپنی سوداگران واچ کلاک۔ بازار انارکلی لاہور

دار الامان کا ہفتہ

موسم میں برسات کا رنگ پیدا ہونے لگا ہے ہفتہ زیر اشاعت میں اچھی بارش ہوگئی ہے۔

دار الامان میں یہ ہفتہ نہایت برکتوں اور خوشیوں کا ہے۔ کتاب "مسیح ہندوستان میں" ۸۸ صفحہ تک پریس جا چکی ہے۔ مدرسہ کی حالت روبہ ترقی ہے اس لئے امداد کی ضرورت تاکہ بورڈنگ تعمیر۔ باہر سے احباب اپنے لڑکے بھیجیں۔

انوار احمدیہ پریس میں شیخ یعقوب علی ایڈیٹر ومالک کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاص پرچہ اخبار الحکم قادیان دار الامان والایمان

مورخہ ۱۵- جون ۱۸۹۹ء

"امور منزلیہ"

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ہم خدا تعالےٰ کی حمد و شکر کرتے ہوئے نہایت مسرت سے ظاہر کرتے ہیں کہ کل ۱۴- جون ۱۸۹۹ء بروز بدھ مطابق ۴- صفر ۱۳۱۷ ہجری المقدس بعد دوپہر ۳ بجے جناب امامنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود دام اللہ برکاتہم کے مشکوئی معلے میں **مبارک بیٹا** پیدا ہوا اور اسطرح پر خدا کی فضل سے الہام ۱۳- اپریل ۱۸۹۹ء پورا ہوا اور وہ یہ ہے اِصْبِرْ مَلِیًّا سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا- یعنے تھوڑی دیر ٹھہر میں تجھے پاکیزہ لڑکا دونگا- والحمد للہ علیٰ ذالک- اس مبارک پسر کی ولادت پر انہی ایام کا حضرت اقدس کا ایک اور الہام بھی جو اسی ولادت سعیدہ کے متعلق تھا پورا ہوا اور وہ یہ ہے رَبِّ اَصِحَّ زَوْجَتِی ھٰذِہٖ- یعنے اے میرے پروردگار میری اس بیوی کی صحت بحال رکھ- چنانچہ ام المومنین سخت تکلیف کیوجہ سے خطرناک حالت کو پہونچ گئی تھیں یہانتک کہ سارا بدن یخ ہو گیا تھا اور ایسی نازک حالتیں اطباّ کے نزدیک جب بدن سرد پڑ جائے جان بری مشکل ہوتی ہے- مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسوقت کی دعا سے جو مریضہ کیحالت پر ترحم کرکے تضرع کر رہے تھے ام المومنین کو دوبارہ زندہ کیا- اور اس طرح پر مندرجہ بالا الہام بھی پورا ہوا- فالحمد للہ علیٰ ذٰلک- یہ الہامات ۱۴- جون سے پیشتر مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کاتب خطوط حضرت اقدس کی معرفت صدہا لوگوں میں شایع ہو چکے ہیں- بہرحال خدا تعالےٰ کا فضل و احسان ہے کہ اسنے ہمکو بھی ان لوگوں میں جگہ دی جنہوں نے ان مبارک کلمات کو اپنی کان سے براہ راست حضرت امام کے مونہہ سے سنا اور اپنی آنکھوں پورا ہوتے دیکھا- ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب- ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کی عمر میں برکت دے اور اپنے دین کا سچا خادم بنا دے آمین ثم آمین-

۱۵- جون ۱۸۹۹ء کی صبح کو ختنہ کیا گیا- اور اس تقریب پر مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک روز کی رخصت دی گئی-

احقر الناس **شیخ یعقوب علی** تراب- ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان- ۱۵- جون ۱۸۹۹ء

مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم — رجسٹرڈ ایل ۶۲

THE HAKAM QADIAN

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۲۴ | قادیان دارالامن والامان - ۱۰ - جولائی ۱۸۹۹ء - | جلد ۳

جناب مولوی عبدالکریم صاحب کے خطوط

میرا تیسرا خط

برادران! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ میری پہلی دو چٹھیاں امید سے زیادہ نافع اور مقبول ہوئیں - خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ میری غرض یہی ہے کہ میں کسی طرح اپنی استطاعت کیموافق اپنے غائب دوستوں کو اس سرور و ذوق سے بہرہ مند کروں جس نے مجھے سرشار کر رکھا ہے اور یہ لذت جو اس پاک صحبت سے مجھے مل رہی ہے وہمی اور خیالی نہیں جیسا کہ ایک جلد باز معترض فوراً کہدینے کو طیار ہو جائے گا بلکہ اخلاق میں ایک پاک تبدیلی عیاں دیکھتا ہوں آج صبح ہی میں عزیز برادر مفتی صادق سے کہہ رہا تھا کہ منجملہ اُن بیشمار سبقوں کے جو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک زندگی سے سیکھتے ہیں ایک بڑا بھاری سبق جس کی ہمیں انسان

اور تمدنی انسان بننے کے لئے اس عالم میں سخت ضرورت ہے - وہ کیا ہے؟ استقامت اور ہر قسم کے زلزلہ ڈالنے والی اور ہمت کی کمر کو ڈھیلا کر دینے والی اور جی کو ہرا کر بٹھا دینے والی شدتوں اور فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابل فوق العادۃ صبر - اخلاق پر لکھنے والوں نے اسپر بہت کچھ لکھا ہے اور اس قوت کے زندہ رکھنے اور نشو و نما دینے کے لئے بہت سی تدابیر لکھی ہیں - مگر حق یہ ہے کہ زندہ نمونہ اور انسان کامل کی عملی زندگی سے بہتر کوئی نمونہ نہیں - میں دیکھتا ہوں کس قدر خوفناک ابتلا اور فتنے ہمارے پیارے مسیح کے سامنے آتے ہیں - بعض اوقات کبھی سمت سے بظاہر چھکے چھڑا دینے والی خبر کان میں پڑتی ہے اور کبھی ایک معمولی انسان کو قطعاً مایوس کردینے والی بات واقع ہو جاتی ہے مگر یہ کیسا قلب ہے کہ اسے جنبش تک نہیں ہوتی - پیش نظر کتاب کی تصنیف میں - پیشدست شغل کے سرانجام میں کوئی روک اور

کوئی تردد رو نما نہیں ہوتا - پانچ وقت مسجد میں آنے میں کوئی خلل کوئی اضطراب واقع ہو جائے - خدام سے حسب معمول خندہ پیشانی سے پیش آنے اور لطف و کرم اور بسط و بے تکلفی سے باتیں کرنے میں کوئی فرق پڑ جائے - اندر گھر میں بچوں کے معمولاً سوال پر سوال کرنے دق کرنے اور ستانے سے کوئی چڑچڑاپن کا نشان دکھائے - اپنی محترمہ رفیقہ سے کسی وقت ایسی آواز ہی سے بول اٹھے جس سے درشتی اور کرختی کی بو آئے - ان باتوں میں سے کبھی بھی کوئی آشکار نہیں ہوتی - مجھے خوب یاد ہے کہ جبروز ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب قادیان میں حضرت کے مکان کی تلاشی کے لئے آئے تھے اور قبل از وقت اس کا کوئی پتا اور خبر نہ تھی اور نہ ہو سکتی تھی - اسکی صبح کو کہیں سے ہمارے میر صاحب نے سن لیا کہ آج وارنٹ ہتکڑی سمیت آئیگا میر صاحب حواس باختہ سراپا شکستہ حضرت کو اسکی خبر کرنے اندر دوڑے گئے اور غلبہ رقت کیوجہ سے بصد مشکل اس ناگوار خبر کے منہ سے بُرقع اُتارا - حضرت اُسوقت نور القرآن لکھ رہے تھے اور بڑا ہی لطیف اور نازک مضمون درپیش تھا سر اٹھا کر اور مسکرا کر فرمایا کہ میر صاحب لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی سونے

کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں ہم سمجھ لینگے ہم نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے - پھر ذرا تامل کے بعد فرمایا - مگر ایسا نہ ہوگا کیونکہ خدا تعالےٰ کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں وہ اپنے خلفائے مامورین کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا"- میں دہلی پٹیالہ لدھیانہ امرتسر لاہور سیالکوٹ کپورتھلہ اور جالندھر کے سفروں میں ساتھ رہا ہوں - کیا کیا ناگوار امور ان موقعوں پر پیش آئے اور اس اسداللہ الغالب نے کس بے التفاتی سے انہیں دیکھا - میں حلفاً کہتا ہوں مجھے انہی اداؤں نے اور کہیں کا نہیں رکھا -

ہر روز قوم ناسپاس کی طرف سے ایک دل کے دکھانے والی بات تحریراً تقریراً واقع ہو جاتی ہے مگر مامور الہی کے قدم میں ذرا لغزش پیدا نہیں ہوتی - برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں عام حالت انسان کی یہی ہے کہ ذرا سے تکدر اور خفیف سی نامرادی کے پیش آنے پر حواس میں خلل آگیا ہے کام چھوٹ گیا ہے کھانے پینے میں فرق آگیا ہاضمہ بگڑ گئی ہے - گھر میں بولتے ہیں تو سڑی کی طرح - اِسے گھور اُسے مار - غرض سب تانا بانا ہی ادھڑ جاتا ہے - مرحوم سر سید (جنکی زندگی کے آخری اوراق نے انکے مونہہ سے نقاب کھول کر انکے قلب کے سچے خط و خال دکھا دیئے) کالج کے ایک مالی نقصان کے بعد کیسے گرے کہ کمر ہی ٹوٹ گئی اور ایک کوتاہ نظر میٹریلیسٹ کی طرح ثابت کر دیا کہ بت تدبیر ہی کی ساری پرستاری تھی جو کچھ تھی - جب تقدیر کے حضرت محمود نے اس سومنات کو توڑا تو ساتھ ہی آپ بھی ٹوٹ گئے اور ایک لحظہ کے لئے بھی اس پاک استقامت نے ان کا ساتھ نہ دیا جو انبیا و صلحا و مامورین کا خاصہ غیر منفکہ ہے سٹر بیک کا قول ہے کہ اس نقصان کے بعد انھوں نے کبھی سید صاحب کو ہنستے اور مضبوط دل اور کشادہ پیشانی نہیں دیکھا - مجھے یاد ہے میں بھی اُس ایجوکیشنل کانفرنس میں جو علیگڈھ کالج میں منعقد ہوئی تھی موجود تھا - جب سید صاحب نے کمال یاس سے قوم کا جنازہ پڑھ دیا تھا -

ممکن ہے کہ ایمان باللہ اور صفات الہیہ سے بےخبر شخص ان امور کو نہ سمجھے اور مجھے سید صاحب پر بیجا اعتراض کرنے کا ملزم بنائے مگر حقایق الہیہ ایمانیہ سے واقف سمجھ سکتا ہے کہ ساری نبوتوں اور امامتوں اور ولایتوں کی جان اور کامیابیوں کی کلید یہی استقامت ہے اور اسکی جڑ حقیقت میں وہ ایمان و یقین ہے جو ایک راستباز کو خدا کے کلمات اور اس کے وعدوں پر ہوتا ہے یہی وہ استقامت یا ایمان بکلمات اللہ ہے جس نے مکہ کی کالی اور ڈراؤنی راتوں میں ہمارے سید و مولی سرور اہل بلا کو مشعل کا کام دیا اور بالآخر مدنی زندگی کے روشن اور سفید دن دکھائے اور ابتدائے آفرینش سے قیامت تک کامیابی کا کامل نمونہ آپ کی پاک ذات کو بنایا - یہی وہ استقامت ہے جس نے اُس تاریک گھڑی میں جبکہ مدینہ میں اس آفتاب حق و صدق نے اپنا مونہہ چھپا لیا اور بڑے بڑے صحابہ سے لیکر عوام میں ایک تہلکہ پڑ گیا اور بڑے بڑے دور اندیش دوربین دست و پا گم کر بیٹھے کہ اب کیا کریں اور حضرت شیر خدا مصداق لافتیٰ جسد اطہر کی ملازمت سے ہٹ نہ سکتے اور گھر سے قدم باہر رکھنے کی تاب نہ لاسکتے تھے ہاں ایسی زہرہ گداز گھڑی میں وہ استقامت ہی تھی جس نے اسلام کے آدم ثانی حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کا ساتھ دیا اور آپ نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو سنبھال لیا - میں سچ سچ کہتا ہوں یہی وہ استقامت ہے جو مسیح موعود کے دعوے کو دن بدن زور و قوت اور شوکت میں بڑھاتی چلی جاتی ہے - کیا یہ کوئی پوشیدہ بات ہے کہ سنہ ۹۱ء میں دعوے اور بینات کی کیا صورت تھی اور آج کیا صورت ہے - اس اثنا میں کسقدر آندھیاں آئیں - مولویوں شاعروں ناثروں صوفیوں جسمانی زور کی دھمکی دینے والوں نے غرض اپنوں اور بیگانوں نے کیا تھوڑے زور لگائے کہ اس مدعی کو مٹا دیں یا کم سے کم اس کے دعوے کو ہی کمزور اور پست آواز کر دیں مگر پھر یہ بات کیا ہے کہ زور اور تحدی دن بدن ترقی پر ہے - اتنے برس ایک بزدل اور مفتری اور کاذب کو مضبوط قدم رکھنے میں ساتھ نہیں دے سکتے - مادی چشموں سے پانی پینے والا آخر اکتا جاتا تھک جاتا اور ہار کھا جاتا ہے - مگر میرا مسیح میرا آقا ایدہ اللہ تواب سنہ ۹۹ء میں، جوان ہوا ہے - کفر کے فتوے اعدا کے منصوبے مخالفوں کے موذی مقدمے اور اِس اور اُس کی ساری تدبیریں اس کے کھیت کا کھاد بن گئیں - وہ جو نادانی سے ہنستے اور ناعاقبت اندیشی سے بغلیں بجاتے تھے کہ اب نبوت بند ہو گئی ذرا صبر کریں وہ دیکھیں گے اور انشاء اللہ جلد دیکھیں گے کہ خدا اپنے مرسل کا کیسا ناصر و مولی ہے اور چاہتا ہے کہ ایک عالم کو یقین دلا دے کہ مرزا غلام احمد لاریب مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے -

الغرض یہ بڑا بھاری سبق ہے جو ہم اس امام ہمام علیہ السلام کے وجود باجود سے سیکھتے ہیں - میں انشاء اللہ بشرط زندگی اسپر ایک مستقل اور مفصل مضمون لکھوں گا کہ میں نے یہاں بیٹھکر کیا سیکھا اور کیا دیکھا ہے - میری روح اس تمام مشاہدے سے ایک سرور و وجد کے عالم میں ہے جو میں نے یہاں گزشتہ ۸ سال سے ایک خاندانی ممبر کی طرح رہ کر معاینہ کیا ہے - میں چاہتا ہوں

کہ حضرت کی اندرونی اور معاشرتی زندگی کا نقشہ بیرونیوں کو دکھاؤں شاید کوئی سعید جس کا دل میرے دل سے ملتا جلتا اور میرے جیسے مشاہدات سے ذوق لینے کا عادی ہو میری تحریر سے فائدہ اٹھائے۔ میں اپنے تئیں بڑا خوش قسمت اور اسے نجات کا وسیلہ یقین کروں گا اگر یہ مضمون موثر طور پر میری قلم سے نکل گیا۔ اس چٹھی میں محض ایک ذوق نے مجھے اس وادی میں پھرایا۔ اور ایک بات کو اتنا طول دلایا ہے۔

اس ہفتہ میں سب سے عجیب اور دلچسپ بات جو واقع ہوئی اور جس نے ہمارے ایمانوں کو بڑی قوت بخشی وہ ایک چٹھی کا حضرت کے نام آنا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ جلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقہ میں یوز آسف نبی کا چبوترہ موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چبوترہ کے نام ہے۔ زیادہ تفصیل کا محل نہیں۔ اس خط سے حضرت اقدس اسقدر خوش ہوئے کہ فرمایا اللہ تعالے گواہ اور علیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپے لا دیتا تو میں کبھی اتنا خوش نہوتا جیسا اس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے۔ برادران! دینی بات پر یہ خوشی کیا یہہ منجانب اللہ ہونے کا نشان نہیں؟ کون ہے آج جو اعلائے کلمۃ اللہ کی باتوں پر ایسی خوشی کرے؟ میں اللہ تعالے کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اسوقت حضرت کی خوشی کو دیکھکر اور اندازہ کرکے اپنے دل میں سخت شرمندہ ہوتا تھا کہ میں بھی اگرچہ خوش ہوں اور اور احباب بھی خوشیاں منا رہے ہیں کہ باطل کی شکست کے لئے ایک اور راہ نکل آئی اور اب مسیح علیہ السلام کی رفتار کا پورا نقشہ ملگیا۔ مگر اُس پلپٹ خوشی کے مقابل ہماری ہنسی اور خوشی پھیکی معلوم ہوتی تھی۔ آخر میں بھی ایک مسلمان ہوں اور قرآن کی عزت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے قائم ہونے اور خلاف قرآن ورسول کے استیصال کا بھوکا پیاسا ہوں۔ مگر پھر کیوں اتنا خوش نہیں؟ برادران یہی وہ راز ہے جسے وہی سمجھ سکتا ہے جو ماموران الہی کی حقیقت اور منصب کو سمجھ سکتا ہے ہمارے ایمان کی تجدید و تقویت کے لئے ایک نشان یہ ظاہر ہوا کہ ظہر کے وقت اچانک یہ خط آتا ہے اور صبح حضرت اقدس کو یہ رویا ہوتی ہے کہ حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند سلمہا اللہ تعالے گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رویا میں عاجز راقم عبدالکریم کو جو اسوقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیئے۔ اس رویا کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرت الہی شامل ہونی چاہتی ہے اس لئے کہ حضرت ملکہ معظمہ کا اسم مبارک وکٹوریہ ہے جس کے معنے ہیں مظفرہ منصورہ اور نیز چونکہ اسوقت حضرت ملکہ معظمہ کل روئے زمین کے سلاطین میں سب سے زیادہ کامیاب اور خوش نصیب ہیں اسلئے آپ کا مہربانی کے لباس میں آپ کے مکان میں تشریف لانا بڑی برکت وکامیابی کا نشان ہے۔ خدا کا علم وقدرت دیکھیے ظہر کے وقت اس رویا کی صحیح تاویل پوری ہو گئی اللہ اللہ اس سے زیادہ نصرت کیا ہے کہ ایسے سامان مل رہے ہیں کہ جن سے دنیا کے کل نصاریٰ پر خدا کی روشن حجت پوری ہوتی ہے اور دور نہیں جبکہ عیاں ہو جائیگا کہ خدا کی سچی کتاب وہی ہے جس نے تیرہ سو برس ہوئے کس قوت سے دعویٰ کیا وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم۔ اب خدا دکھانا چاہتا ہے کہ وہ خدا کا برگزیدہ صلیبی موت سے بچکر کہیں اوپر کو نہیں اڑا بلکہ اس نے رفتار کے لئے ایک راہ اختیار کی جس کے جستہ جستہ نقش پا کہیں کہیں پائے جاتے ہیں اور منجملہ ان کے وہی چبوترہ ہے اور آخر کار اس رفتار نے سرزمین پاک کشمیر میں اپنا دورہ ختم کیا اور مرفوع ومطہر ہو کر اسی خطہ پاک میں سو گئے۔ یہ باتیں جب مجموعی طور پر اور مدلل کتاب میں نکلیں گی پھر ان کی دھاک پڑیگی اور بہت سے مونہہ اس سوال سے بند ہو جائیں گے کہ مسیح موعود نے آکر کیا کام کیا۔

فرمایا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ ان کا فرضی مسیح اور کام کیا کرتا یا کرے گا؟ اسکی اوقات زندگی کی یہی تقسیم بتاتے ہیں کہ دن کا ایک حصہ تو لکڑی یا لوہے یا پیتل یا سونے چاندی کی صلیبوں کے توڑنے میں بسر کریگا اور ایک حصہ سوروں کے قتل کرنے میں صرف کریگا۔ بس یہی کہ کچھ اور بھی؟ - فرمایا۔ یہ لوگ نہیں سوچتے کہ وہ بات کیا ہو جس سے اتنے کروڑ نصاریٰ پر حجت حق پوری ہو کیونکہ اگر نری تلوار ہو تو وہ تو احقاق حق کے لئے کبھی آلہ بن نہیں سکتی۔ کیا ایمان کبھی درشتی سے دلوں میں اتر سکتا اور حجۃ اللہ اکراہ سے کسی کے دل کو فریفتہ کر سکتی ہے؟ وہ تو اور بھی الزام کا موجب ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں بجز لٹھم لٹھا ہونے کے دلیل کوئی نہیں۔ فرمایا۔ آگے تھوڑا اور ناحق کا الزام لگاتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا؟ اور اب یوں اسے سچا کر دینا چاہتے ہیں اور معمولی کرامات ومعجزات سے بھی یورپ ودیگر نصاریٰ پر اثر نہیں پڑ سکتا اس لئے کہ ان میں لکھا ہے کہ بہت سے جھوٹے نبی آئیں گے جو نشان دکھائیں گے۔ پھر اب کیا ہے بجز اس کے کہ کوئی ایسی حجت ظاہر ہو جس کے آگے گردنیں خم ہو جائیں اور وہ وہی راہ ہے جو خدا میرے ہاتھ سے پوری کرے گا۔

اور اس ہفتہ میں لاہوری ملہم صاحب کا خط آیا جس میں انھوں نے حضرت اقدس اور آپ کے سلسلہ کے خلاف ایک دو پیشگوئیاں کی تھیں۔ اس کے متعلق میں زیادہ نہیں لکھتا عنقریب خود غیرت اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پر ایک مستقل رسالہ لکھیں گے بشرطیکہ انھوں نے اپنا موعودہ رسالہ شایع کر دیا مگر اسپر اسوقت چند باتیں فرمائیں وہ لکھتا ہوں۔ فرمایا اللہ تعالے جانتا ہے کہ ان لوگوں کی ہمدردی کے لئے کسقدر میرے دل میں تڑپ اور جوش ہے۔ اور میں حیران ہوں کہ کس طرح ان لوگوں کو سمجھاؤں۔ یہ لوگ کسی طرح بھی مقابلہ میں نہیں آتے۔ تین ہی راہیں ہیں۔ یا گزشتہ کے نشانوں سے میرے اپنے نشانوں کا مقابلہ کرلیں یا آئندہ نشانوں میں

مقابلہ کرلیں۔ یا اگر نہیں تو یہی دعا کریں کہ جس کا وجود نافع الناس ہے وہ بموجب وعدۂ الٰہی
(فاما ماینفع الناس فیمکث فی الارض)
درازیٔ زندگی پائے۔ پھر عیاں ہو جائے گا کہ خدا کی نگاہ میں کون مقبول و منظور ہے۔ فرمایا۔ افسوس یہ لوگ چھوٹے چھوٹے معمولی الہامی ٹکڑوں اور خوابوں پر اترائے بیٹھے ہیں اور سمجھ نہیں سکتے کہ کسی الہام کے خدا کی طرف سے ہونے اور دخل شیطان سے پاک ہونے کا معیار کیا ہے معیار یہی ہے کہ اس کے ساتھ نصرت الٰہی ہو اور اقتداری علم غیب اور قاہر پیشگوئی اس کے ساتھ ہو۔ ورنہ وہ فضول باتیں ہیں جو نافع الناس نہیں ہو سکتیں۔ فرمایا اگر کوئی شخص کسی جلسہ کے وقت دور بیٹھا ہوا کسی عظیم الشان بادشاہ کی باتیں معمولاً سن لے اور آکر کہے کہ میں نے فلاں بادشاہ کی باتیں سنی ہیں تو اس سے اسے اور دوسروں کو کیا حاصل۔ تقرب سلطانی کے بعد کی باتوں کے نشان اور ہی ہوا کرتے ہیں جنہیں دیکھکر ایک عالم پکار اٹھتا ہے کہ فلاں درحقیقت بادشاہ کا مہبط کلام و سلام ہے۔ فرمایا اگر میرے الہامات بھی ویسے ہی معمولی اور فضول ٹکڑے ہوتے اور ہر ایک میں علم غیب اور اقتداری پیشگوئیاں نہ ہوتیں تو میں انہیں محض ہیچ سمجھتا۔ فرمایا بھلا کوئی لیکھرام والی پیشگوئی کے برابر کوئی ایک ہی الہام بتاوے۔ فرمایا۔ میرے الہاموں سے قوم کا فائدہ اور اسلام کا فائدہ ہوتا ہے اور یہی معیار بڑا بھاری معیار ہے جو ان کے منجانب اللہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ فرمایا۔ میرے ساتھ خدا کے معاملات اور تصرفات اور اس کے نشان میری تائید میں عجیب ہیں۔ کچھ تو میری ذات کے متعلق ہیں۔ کچھ میری اولاد کے متعلق ہیں اور کچھ میرے اہل بیت کے متعلق ہیں اور کچھ میرے دوستوں کے متعلق ہیں اور کچھ مخالفوں کے متعلق ہیں اور کچھ عامۃ الناس کے متعلق ہیں۔ واقعی اللہ اس انسان کامل کا سراپا اور اس کے در و دیوار سب الٰہی نشان ہی ہیں۔ اس کی تقریب یوں ہوئی کہ مولوی نورالدین صاحب کو ایک مہینے سے زیادہ عرصہ ہوا لگاتار دانت کا سخت درد رہا اور سوائے اکھڑوانے کے کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا۔ فرمایا مجھے بھی ایک دفعہ خطرناک درد ہوا یہاں تک کہ مارے درد کے غشی ہو گئی اسمیں

الہام ہوا واذا مرضت فھو یشفی۔ جب اٹھا تو درد جاتا رہا۔ لاہور ہی ملہم کے مکرم دوستوں میں سے ایک حافظ صاحب کا پیغام پہونچا کہ وہ گزشتہ نشانوں کو بے پروائی سے دیکھتے ہیں اور انکا حوالہ سننا نہیں چاہتے فرمایا افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ خدا کی کوئی بات بھی ناقدر دانی کے قابل نہیں ہوتی۔ ایک قوم کو کیا پہلے بھی خدا تعالے نے یہ نہیں کہا اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیھم
کیا یہ گذشتہ نشان کا حوالہ نہیں۔ فرمایا۔ اب ایسا وقت ہے کہ ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ بہت دفعہ ملاقات کیا کریں تو کہ نئے نئے نشانوں کے دیکھنے سے جو روز بروز نازل ہوتے ہیں انکے ایمان و تقوی میں ترقی ہو۔

۶- جولائی کی رات کو خدا تعالے نے بہشت و دوزخ کا نظارہ آپکو دکھایا اول بہشت دکھائی گئی اور اس کے ہر قسم کے ثمرات و نعماء دکھائی گئیں۔ اتنے میں الہام ہوا یاتیک من کل فج عمیق۔ پھر دوزخ دکھایا گیا وہ سخت مکروہ اور پاخانہ کی شکل تھا اتنے میں الہاماً زبان پر جاری ہوا لولا فضل اللہ و رحمتہ علی لالقی راسی فی ھذا الکنیف۔ یعنے اگر خدا کا فضل و رحمت مجھپر نہ ہوتی تو میرا سر اس پاخانہ میں ڈالا جاتا۔ یہ ایک انعام الٰہی کی طرز ہے کہ خدا نے آپ کو ایسے مکان کے لئے بنایا ہی نہیں۔ اس سے پیشتر مدت ہوئی حضرت کچھ لوگوں کو اس تاریک غار میں دیکھ چکے تھے

برادران! یہ رویا اور الہام بتلاتے ہیں کہ متبعان مسیح موعود انشاء اللہ اس مکروہ جگہ سے بفضل خدا بچائے جائیں گے۔ مگر ساتھ ہی میں کہتا ہوں کہ اتباع مسیح بہت نازک امر ہے مجھے یہاں رہنے سے اپنے ایمان و عمل کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہوئی ہے۔ مجھپر کھل گیا ہے کہ مولوی بننا اور کہلانا بہت آسان۔ سجادہ نشین پیر بننا اور کہلانا اور اور کیا کیا بننا بڑا آسان ہے مگر حقاً کہ مسیح موعود کا اتباع بڑا ہی مشکل ہے۔ میرے

ایک معزز دوست منشی محمد اروڑا صاحب کپور تھلوی نے جالندھر میں حضور اقدس سے پوچھا ایمان کیا ہے۔ فرمایا۔ ایمان دو قسم ہے ایک موٹا اور ایک باریک۔ موٹا یہی ہے ظاہری آداب شریعت کی اتباع اور رسمی مسلمان بنجانا۔ اور باریک ہی میرے پیچھے ہو لینا۔ اگر میں اسکی شرح کر دوں تو چھٹی ایک رسالہ بنجاتی ہے۔ درحقیقت ہماری بیعت کا یہ فقرہ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا کیا کم دل ہلا دینے والا فقرہ ہے۔ پھر فرمایا میں دنیا میں اس لئے آیا ہوں کہ تا لوگوں میں قوت یقین پیدا ہو جائے۔

برادران! اگر عمل نہیں تو پھر نصرانیوں کا کفارہ حق ہے۔ اور اگر تم یونہی میرا مسیح میرا مسیح کرتے پھرو اور لوگوں سے تکرار اور لڑائی کرتے رہو اور اپنے نفسوں کو مغالطہ دو کہ تم اس سلسلہ کے لئے بڑی غیر تمند اور اسکے ناصر ہو اور تمہارے اعمال میں حقیقی ایمان کی خوشبو نہیں تو تم نے برنگ دیگر اس تثلیث و کفارہ کے برہمزن مسیح موعود پر ایمان لاکر اپنی بدچلنی سے کفارہ کے ہیچ جھوٹے مسئلہ کو پھر رواج دیا۔ مگر تم یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ سب سے سچی اور صادق مہیمن کتاب فرقان مجید اور قرآن حمید میں بارہا ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت اس لئے آیا ہے کہ ایک پہلی قوم اعمال صالحہ کی طرف التفات نکرنے اور اسے حقیقۃً جزو ایمان نہ سمجھنے کے سبب سے ضلال کے خوفناک گڑھے میں اوندھے گر گئے۔ پس مسیح موعود کا اتباع کیا ہے اسکی مانند کتاب اللہ کی خدمت کیلئے ہمیشہ چست رہنا ہادی کامل سید الاصفیا محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابراء ساحت کے لئے کامل سیحا رہنا کا اپنے اوپر وارد کرنا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان خشک دنوں میں جبکہ میں حقایق الامور سے قطعاً ناواقف تھا اور بیعت شدہ تو تھا مگر نہ بیعت کی حقیقت معلوم تھی اور نہ اپنے آقا کے ساتھ کوئی دلیں گدگدی کرنیوالی محبت تھی یونہی رسمی طور پر آتا جاتا تھا اچانک اور پہلی ہی دفعہ جس چیز نے مجھے اسیر کرہی لیا وہ حضرت اقدس کی ایک تقریر تھی جو قرآن کریم کی محبت اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے متعلق آپ نے فرمائی جو مکہ میں اپنے اندر عشق قرآن اور حامل قرآن کریم کی ایک مخفی چنگاری پاتا تھا۔ اپنے سے زیادہ عاشق خدا اور رسول کا فریفتہ ہوا اور پیچھے تو کھلا جو کھلا۔ اب میں ایک عرصہ کے لئے بھائیوں

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب کے درس قرآن مجید میں سے

ذبح کرنا رحم ہے

قربانی کے متعلق جانوروں کے ذبح کرنے پر ایک شخص نے سوال کیا کہ ذبح کرنا رحم نہیں ہے۔ اسپر حضرت مولانا صاحب نے فرمایا

سنو!!!

اول۔ خدا تعالےٰ کو ماننے والی کل قومیں خواہ وہ کوئی ہوں اس بات کی ہرگز قائل نہیں کہ خدا ظالم ہے۔ بلکہ خدا کو رحمٰن رحیم دیالو کرپالو مانتی ہیں۔ پس خدا تو ظالم نہیں اور بیشک وہ ظالم نہیں۔ اب خدا تعالےٰ کا فعل دیکھو کہ ہوا میں باز شکرے گد چرخ وغیرہ شکاری جانور موجود ہیں اور وہ غریب پرندوں کا گوشت ہی کھاتے ہیں۔ گھاس اور عمدہ سے عمدہ میوے اور اسی قسم کی کوئی چیز نہیں کھاتے۔ پھر دیکھو کہ آگ میں پروانہ کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ پھر پانی کی طرف خیال کرو کہ اس میں کسقدر خونخوار جانور موجود ہیں۔ گھڑیال اور بڑی بڑی مچھلیاں اود بلاؤ وغیرہ چھوٹے چھوٹے آبی جانداروں کو کھا جاتے ہیں بلکہ بعض مچھلیاں قطب شمالی سے قطب جنوبی تک شکار کے لئے جاتی ہیں۔ پھر ایک اور قدرتی نظارہ سطح زمین پر دیکھو کہ چیونٹی خور جانور کیسے زبان نکالے پڑا رہتا ہے۔ جب بہت سی چیونٹیاں اس کی زبان کی شیرینی کی وجہ سے اسکی زبان پر چڑھ جاتی ہیں تو جھٹ زبان کھینچکر سب کو نگل جاتا ہے۔ مکڑی مکھیوں کا شکار کرتی ہے۔ مگس خور جانور اپنی غذا ان جانداروں کو ہی مار کر بہم پہونچاتے ہیں۔ بندروں کو چیتا مار کر کھاتا ہے۔ جنگل میں شیر بھیڑیے تیندوے کی غذا جو مقرر ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔ اب بتلاؤ کہ اس نظارہ عالم کو دیکھکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ قانون ذبح کا جو عام طور پر جاری ہے یہ کسی ظلم کی بناء پر ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر انسان پر حیوان کے ذبح کرنے کے ظلم کا الزام کیا مطلب رکھتا ہے

دوم۔ انسان کے جوئیں پڑ جاتی ہیں یا کیڑے پڑ جاتے ہیں کو کیسے بے باکی سے انکی ہلاکت کی کوشش کیجاتی ہے کیا اس کا نام ظلم رکھا جاتا ہے؟ جب اسے ظلم نہیں کہتے صرف اس لئے کہ اشرف کے لئے اخس کا قتل جائز ہے تو ذبح پر اعتراض کیوں؟

سوم۔ قانون الہیٰ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر چیز بے انت بڑھنا چاہتی ہے۔ اگر ہر ایک بڑ کے بیج حفاظت سے رکھے جائیں تو دنیا میں بڑ ہی بڑ ہوں اور دوسری کوئی چیز نہ ہو۔ مگر دیکھو ہزاروں ہزار جانور اسکا پھل کھاتے ہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس بڑھنے کو روکنا منشاء الہیٰ ہے۔ اگر ساری گایوں کی پرورش کریں تو ایک وقت میں کیا دنیا کی ساری زمین بھی ان کے چارے کے لئے مکتفی ہوگی؟ آخر بھوک پیاس سے خود ان کو مرنا پڑے گا۔ جب کہ یہ نظارۂ قدرت موجود ہے تو ذبح خلاف منشاء الہیٰ کے کیوں ہے؟

چہارم۔ اگر کسی چیز کو ذبح نہ کریں تو پھر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ کبھی نہ مرے گی؟ جب آخر مرے گی تو سکھ کی موت ذبح ہو سکتی ہے یا یہ کہ بھوکا پیاسا رہ کر یا بیماری وغیرہ کے بہت سے شدائد اور تکالیف اٹھا کر مرے۔ ماننا پڑیگا کہ سکھ کی موت ذبح ہی ہے۔

پھر کوئی کہے کہ ذبح انسان بھی جائز ہو سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ذبح انسان کے لئے بھی عمدہ تو ہے اور یہی وجہ ہے کہ شہادت کو سب نے متفق اللفظ ہو کر اعلیٰ مانا ہے۔ مگر انسان کے ذبح نہ کرنے پر اور بہت سے قوی دلائل ہیں انسان کے ساتھ اوروں کے حقوق ہیں کسی کی پرورش ہے تو کسی کا کچھ۔ اگر ایسا حکم دیدیں تو مشکلات کا ایک بڑا سلسلہ پیدا ہو جاتا ہے اس لئے قتل انسان مستلزم السزا کو عرفی اور شرعی قانون میں سخت گناہ کہا گیا ہے۔

اب ان دلائل کو کوئی پڑھکر بتلاوے کہ کیا ذبح کرنا رحم ہے یا ظلم؟ ماننا پڑے گا کہ ذبح سے بڑھکر رحم نہیں ہے۔

۲۳- جون ۱۸۹۹ء کی شب کو قریب مغرب چاند گرہن شروع ہوا تھوڑی دیر میں سارا چاند گہنا گیا۔ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے اس موقع پر خسوف کی نماز پڑھائی۔ اور تا وقتیکہ چاند بالکل روشن نہ ہو گیا مسنون طریق کے موافق کھانا نہ کھایا گیا۔ بلکہ عشاء کی نماز پڑھ چکنے کے بعد جب چاند بالکل صاف ہو گیا کھانا کھایا۔ گویا تمام وقت نماز اور ذکر الہیٰ میں صرف ہوا۔ الحمد للہ۔

خدا کا فضل ہے کہ اخبار الحکم کا پانچواں نمبر اسی تقطیع اور اسی صورت میں شایع ہوتا ہے۔ ابھی تک ٹھیک وقت پر اشاعت پذیر ہونے کا انتظام نہیں ہو سکا جس کے لئے ہم خدا تعالےٰ کی مدد سے کوشش کر رہے ہیں۔ ہم کو خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ ان نقایص کے دور کرنے میں ہماری مدد کرے گا جو ابھی تک موجود ہیں۔ اس لئے ہم ناظرین سے امید رکھتے ہیں کہ وہ بھی صبر سے کام لیں اور ہر ایک قسم کی امداد میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔

جناب مولوی عبدالکریم صاحب کی چند باتیں۔

۲۳- جون ۱۸۹۹ء بعد جمعہ

خوف الہیٰ

دنیا میں عام قاعدہ ہے کہ انسان جس سے ڈرتا ہے تو وہ وہ اسکو اور بھی حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگتا ہے۔ لیکن برخلاف اس کے اللہ تعالےٰ سے جسقدر ڈرتا ہے اسیقدر وہ خدا کے حضور مقرب اور عزیز ہوتا جاتا ہے پھر چونکہ جزا بالمثل کا قانون ایک قانون الہیٰ ہے اس لئے جسقدر انسان خدا سے ڈرتا ہے اسیقدر رعب اور ڈر اسکا اللہ تعالےٰ اسکے دشمنوں

کے دل میں ڈالدیتاہے - پس خدا سے ڈرنا چاہیے نہ لوگوں سے جو دنیا کے کیڑے اور جیفہ دنیا پر گرے پڑتے ہیں -

---

لاہور میں تقریر کرتے وقت میرے دل میں خشیت الٰہی کے متعلق یہ بات پیدا ہوئی کہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان جن چیزوں سے ڈرتا ہے ان سے دور بھاگتا اور نفرت کرتا ہے - مثلاً شیر چیتے - سانپ وغیرہ سے انسان ڈرتا ہے اور اسی قدر ان سے نفرت کرتا اور دور بھاگتا ہے لیکن خدا سے جسقدر ڈرتا ہے اسی قدر اس کی روح میں اسکے حضور تقرب کی پیاس بڑھتی جاتی ہے اور قریب ہوتا جاتا ہے اور خدا سے پیار کرنے لگتا ہے -

---

تقوٰی بکار ہے نہ دھڑہ بندی

خدا کے برگزیدہ کے ساتھ تعلق پیدا کر کے اگر صرف ایک جماعت یا فریق کا آدمی کہلانا مقصود ہو تو یہ بالکل فضول اور لغو ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ایسے لوگ ہیں کہ جب دو پہلوان کشتی لڑتے ہیں تو حالانکہ انکے کشتی لڑنے سے دین یا دنیا کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا مگر نادان کسی ایک طرف ہو جاتے ہیں - یہانتک کہ اس دھڑہ بندی میں لڑائی تک نوبت پہونچ جاتی ہے - پس اگر ہم نے بھی **مرزا صاحب** کے ساتھ تعلق پیدا کر کے کوئی پاک تبدیلی پیدا نہیں کی تو بتلاؤ اس سے بڑھکر کیا خصوصیت ہوئی - آخر ایک طرف تو ہم نے ہونا ہی تھا - پس یاد رکھو جب دنیا کے لعن طعن کو لیا ہے تو اتنا تو کرو کہ پاک نمونے بنکر دکھاؤ - تقوٰے اختیار کرو اور دکھا دو کہ تمہاری غرض ایک مامور من اللہ کا ساتھ دینے سے کیا تھی -

---

مضمون حضرت اقدس جناب مسیح موعود مندرجہ اخبار عام مطبوعہ ۱۰- مئی ۱۸۸۵ء

آج ایک سوال ازطرف رام چرن نامی جو آریہ سماج اکبرآباد کے ممبروں سے ہے میری نظر سے گذرا - سو اگرچہ لغو اور بے حقیقت سوالات کی طرف متوجہ ہونا ناحق اپنے وقت کو ضایع کرنا ہے لیکن ایک دوست کے الحاح و اصرار سے لکھتا ہوں -

سوال یہ ہے کہ خدا نے شیطان کو پیدا کر کے کیوں آپ ہی لوگوں کو گناہ اور گمراہی میں ڈالا - کیا اس کا یہ ارادہ تھا کہ لوگ ہمیشہ بدی میں مبتلا رہکر کبھی نجات نہ پاویں -

ایسا سوال ان لوگوں کے دل میں پیدا ہوتا ہے جنھوں نے کبھی غور اور فکر سے دینی معارف میں نظر نہیں کی یا جنکی نگاہیں خود ایسی پست ہیں کہ بجز بیجا نکتہ چینیوں کے اور کوئی حقیقت شناسی کی بات اور محققانہ صداقت انکو نہیں سوجھتی - اب واضح ہو کہ سائل کے اس سوال سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اصول اسلام سے بکلی بیگانہ اور معارف ربانی سے سراسر اجنبی ہے - کیونکہ وہ خیال کرتا ہے کہ شریعت اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ گویا شیطان صرف لوگوں کے بہکانے اور ورغلانے کے لئے خدا تعالے نے پیدا کیا ہے اور اسی اپنے وسوسہ کو پختہ سمجھکر تعلیم قرآنی پر اعتراض کرتا ہے - حالانکہ تعلیم قرآنی کا ہرگز یہ منشاء نہیں ہے اور نہ یہ بات کسی آیت کلام الٰہی سے نکلتی ہے بلکہ عقیدہ حقہ اہل اسلام جسکو حضرت خداوند کریم جلشانہ نے خود اپنی کلام پاک میں بیان کیا ہے یہ ہے کہ خدا تعالے نے انسان کے لئے دونوں اسباب نیکی اور بدی کے مہیا کر کے اور ایک وجہ کا اسکو اختیار دیکر قدرتی طور پر دو قسم کے محرک اس کے لئے مقرر کئے ہیں - ایک داعی خیر یعنے ملائکہ جو نیکی کی رغبت دل میں ڈالتا ہے - دوسرے داعی شر یعنے شیطان جو بدی کی رغبت دل میں ڈالتا ہے لیکن خدا نے داعی خیر کو غلبہ دیا ہے کہ اسکی تائید میں عقل عطا کی اور اپنا کلام نازل کیا اور خوارق اور نشان ظاہر کئے - اور ارتکاب جرائم پر سخت سخت سزائیں مقرر کیں - سو خدا تعالےٰ نے انسان کو ہدایت پانے کے لئے کئی قسم کی روشنی عطا کی اور خود اسکے دلی انصاف کو ہدایت کے قبول کرنے کے لئے مستعد پیدا کیا - اور داعی شر بدی کی طرف رغبت دینے والا ہے تا انسان اس کے رغبت دینے سے احتراز کر کے اس ثواب کو حاصل کرے جو بجز اس قسم کے امتحان کے حاصل نہیں کر سکتا تھا - اور ثبوت اس بات کا کہ ایسے دو داعی یعنے داعی خیر و داعی شر انسان کے لئے پائے جاتے ہیں بہت صاف اور روشن ہے - کیونکہ خود انسان بدیہی طور پر اپنے نفس میں احساس کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ دو قسم کے جذبات سے متاثر ہوتا رہتا ہے کبھی اس کے لئے ایسی حالت صاف اور نورانی میسر آجاتی ہے کہ نیک خیالات اور نیک ارادے اس کے دل میں اٹھتے ہیں اور کبھی اس کی حالت ایسی پر ظلمت اور مکدر ہوتی ہے کہ طبیعت اس کی بد خیالات کی طرف رجوع کرتی ہے اور بدی کی طرف اپنے دل میں رغبت پاتا ہے - سو یہی دونوں داعی ہیں جن کو ملائک اور شیطان سے تعبیر کیا جاتا ہے اور حکمائے فلسفہ نے انہی دونوں داعی خیر اور داعی شر کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے یعنے انکے گمان میں خود انسان ہی کے وجود میں دو قسم

ی قوتیں ہیں ایک قوت ملکی جو داعی خیر ہے اور دوسری قوت شیطانی جو داعی شر ہے - قوت ملکی نیکی کی طرف رغبت دیتی ہے اور چپکے سے انسان کے دل میں خود بخود پڑجاتا ہے کہ میں نیک کام کروں جس سے میرا خدا راضی ہو - اور قوت شیطانی بدی کی طرف محرک ہوتی ہے غرض اسلامی عقائد اور دنیا کے کل فلاسفہ کے اعتقاد میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ اہل اسلام دونوں محرکوں کو خارجی طور پر دو وجود قرار دیتے ہیں اور فلسفی لوگ ان ہی دونوں وجودوں کو دو قسم کی قوتیں سمجھتے ہیں جو خود انسان ہی کے نفس میں موجود ہیں لیکن اس اصل بات میں کہ فی الحقیقت انسان کے لئے دو محرک پائے جاتے ہیں خواہ وہ محرک خارجی طور پر کچھ وجود رکھتے ہوں یا قوتوں کے نام سے انکو موسوم کیا جائے - یہ ایک ایسا اجماعی اعتقاد ہے جو تمام گروہ فلاسفہ اسپر اتفاق رکھتے ہیں - اور آجتک کسی عقلمند نے اس اجماعی اعتقاد سے انحراف اور انکار نہیں کیا وجہ یہ کہ یہ بدیہی صداقتوں میں سے ایک اعلیٰ درجہ کی بدیہی صداقت ہے جو اس شخص پر بکمال صفائی کھل سکتی ہے کہ جو اپنے نفس پر ایک منٹ کے لئے اپنی توجہ اور غور کرے اور دیکھے کہ کیونکر نفس اس کا مختلف جذبات میں مبتلا ہوتا رہتا ہے اور کیونکر ایک دم میں کبھی زاہدانہ خیالات اس کے دل میں بھر جاتے ہیں اور کبھی رندانہ وساوس اسکو پکڑ لیتے ہیں -

سو یہ ایک ایسی روشنی اور کھلی صداقت ہے جو ذو العقول اس سے منکر نہیں ہو سکتے - ہاں جو لوگ حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور کبھی انھوں نے اپنے نفس کے حالات کی طرف توجہ نہیں کی ان کے دلوںمیں اگر ایسے ایسے پوچ وساوس اٹھیں تو کچھ بعید نہیں ہے - کیونکہ وہ لوگ بباعث نہایت درجہ کی غفلت اور کور باطنی کے قانون قدرت الہی سے بکلی بیخبر اور انسانی خواص اور کیفیات سے سراسر ناواقف ہیں اور ان کے اس جہل مرکب کا یہی علاج ہے کہ وہ ہمارے اس بیان کو غور سے پڑھیں تا کہ انکو کچھ ندامت حاصل ہو کہ کسقدر تعصب نے انکو مجبور کر رکھا ہے کہ باوجود انسان کہلانے کے جو انسانیت کی عقل ہے اس سے بالکل خالی اور تہیدست ہیں اور ایسے اعلیٰ درجہ کی صداقتوں سے انکار کر رہے ہیں جنکو ایک دس برس کا بچہ بھی سمجھ سکتا ہے - پھر بھی سائل اپنے سوال کے اخیر میں یہ شبہ پیش کرتا ہے کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ خدا تعالے نے آدم کو تسلی دی تھی کہ شیطان تجھکو بہکا نہیں سکے گا - لیکن اسی قرآن میں لکھا ہے کہ شیطان نے آدم کو بہکایا -

یہ وسوسہ قلبی بھی سراسر قلت فہم اور کور باطنی کی وجہ سے سائل کے دل میں پیدا ہوا - کیونکہ قرآن شریف میں کوئی ایسی آیت نہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ شیطان آدم کو بہکانے اور گمراہ کرنے کا قصد نہیں کریگا یا آدم اس کے بہکانے میں کبھی نہیں آئے گا ہاں قرآن شریف میں ایسی آیتیں بکثرت پائی جاتی ہیں کہ خدا تعالے کے نیک بندے شیطان کے بہکانے سے ایسے وبال میں نہیں پڑتے جس سے انکا انجام بد ہو بلکہ حضرت خداوند کریم جل شانہ جلد تر انکا تدارک فرماتا ہے اور اپنے ظل حفاظت میں لے لیتا ہے سو ایسا ہی آدم کے حق میں اس نے کہا کہ آدم صفی اللہ خلیفۃ اللہ ہے اس انجام ہرگز بد نہوگا اور خدا کے محبوب بندوں میں رہے گا چنانچہ یہ امر ایسا ہی ظہور میں آیا اور خدا نے اخیر میں بھی آدم کو ایسا ہی چن لیا جیسا کہ پہلے برگزیدہ تھا - غرض یہ اعتراض معترض بھی سراسر تعصب اور جہالت پر مبنی ہے نہ انصاف اور عقلمندی پر والسلام علی من اتبع الہدیٰ - فقط

بیش قیمت خیالات

خودشناسی

اپنے دل کا امتحان کرو - اور اس کی صداقت کو خوب طرح تولو - ہر روز اپنی زندگی کا حساب کرو اور کمال غور سے دیکھو کہ تم نے کس قدر ترقی کی ہے یا تنزل تمھاری طبیعت و اطوار اخلاق اور خواہش میں کس قدر تغیر ہوا ہے کس قدر مغایرت یا موافقت خدا تعالےٰ سے حاصل کی ہے اور اس سے کسقدر قربت یا دوری ہے سب سے بڑھکر اپنی حالت کا مطالعہ ہے پس جو شخص اپنی حالت سے خوب محرم ہے اس نے گویا وہ علم تحصیل کیا ہے جو دیگر علوم سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے -

انصاف

کل ذی حیات مخلوق کے ساتھ انصاف کے ساتھ پیش آنا لازم ہے - انصاف کا بڑا اصول یہہ ہے کہ اپنی نسبت دوسرے کیطرف سے جن خیالات جن اقوال اور جن افعال کی آرزو رکھتے ہو - دوسرے کے لئے بھی اپنی طرف سے اُن ہی کو جایز قرار دو -

آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند

ذاتی ایثار

جہاں کہیں اپنی تکلیف سے دوسرے کی بھلائی ہوتی ہو وہاں پر ہمیشہ اپنی تکلیف کو بھول جاؤ اور مسرت کے ساتھہ اس کے برداشت کرنے کی عادت اختیار کرو -

کشادہ دلی

خیال میں کشادہ دلی کا اسوقت اظہار ہوتا ہے جب کہ انسان دوسرے کی کمزوریوں کو نظر عفو سے دیکھ سکتا ہو۔ گفتگو میں کشادہ دلی وہاں نمایاں ہوتی ہے جہاں انسان بلا ضرورت دوسرے کی کمزوری کے بیان کرنے میں پرہیز رکھتا ہو۔ کاموں میں کشادہ دلی اس طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ جب اور جس وقت اور جس انسان کے ساتھ جب کبھی کوئی موقع ہاتھ آئے تبھی اس کے ساتھ تنگ دلی سے نفرت کرکے کشادہ دلی سے برتاؤ کیا جاوے۔

اُلٹی سمجھ

دنیا کے لوگوں کا عجیب دستور ہے کہ اگر وہ اپنی قوم میں سے کسی شخص کو دیکھیں کہ وہ بے محاورہ الفاظ میں گفتگو کرتا ہے یا صحیح تلفظ نہیں کرتا یا صرف و نحو کے قواعد کے موافق نہیں بولتا ہے تو فوراً اسپر نکتہ چینی کرتے ہیں اور اسکی طرف حقارت سے دیکھتے ہیں۔ لیکن اگر انہیں سے کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے ... فریب دیتا ہے۔ اخلاقی اصولوں کو توڑتا ہے اس سے ذرہ بھی نفرت نہیں کرتے اور نہ رنجیدہ ہوکر اسپر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ العجب ثم العجب۔

دعا

دعا اس خاص کوشش اور حالت کا نام ہے جو انسان پر اپنے خالق کی ہستی کے خیالات میں طاری ہوتی ہے اس قرب خاص میں تعجب ہے جو اسے لذات محسوسات کی باتیں یاد رہیں ایک عالی جناب شاہنشاہ کے حضور میں پہونچکر اس سے ٹھیکریاں مانگنے کی درخواست کی مانند ہے۔ دعا کی قبولیت کا وقت انسان پر لذات محسوسات اور اپنی ہستی کے بھولنے کی حالت ہوتی ہے مگر جس دعا میں جسمانی خواہشوں کے ساماں مانگے جائیں وہ دعا نہیں۔

عبادت

عبادت دل میں فضل الہی کے قبول کرنے کی وسعت دینے کا نام ہے یا اپنی ہستی میں مبدء فیض کے عشق کی جھلک پڑنے کی استعداد پیدا کرنے کا نام ہے۔ بغیر عشق الہی کی روشنی کے آدمی ٹھیکرے کی طرح تاریک جرم ہوتا ہے اور آفتاب رحمت کی دھوپ سے اس میں چمک اٹھنے کا جوہر نہیں ہوتا
عبادت میں چار جزو ہیں۔
اول۔ رحمت الہی کی تعریف۔
دوم۔ خدا سے نزول رحمت کے لئے سوال کرنا۔
سوم۔ اپنی عاجزی اور گناہوں کا اقرار اور اس سے شرمندگی کا اظہار۔
چہارم۔ مغفرت کی درخواست۔

خوشخبری

مجموعہ اشتہارات

ہم تمام احباب کی ایک آرزو کو پورا کرنے پر آمادہ اور طیار ہوگئے ہیں یعنے حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے کل اشتہارات ابتدا سے آجتک جسقدر متفرق طور طور پر وقتاً فوقتاً حسب موقع شایع ہوتے رہے ہیں ہم نے اُن سب کو ایک جگہ جمع کرکے کتاب کی صورت میں ۲۲ × ۲۶ کی تقطیع یعنے اُس معمولی تقطیع پر جسپر حضرت اقدس کی کتابیں چھپتی ہیں چھاپنے کا بندوبست کرلیا ہے۔ اکثر احباب اس مجموعہ سے محروم تھے بلکہ بعض نے تو صرف چند ہی نئے اشتہارات جو تین چار سال کے ہیں پڑھے ہونگے اور جن کے پاس کچھ تھے تو وہ بھی پورے نہیں۔ اب ہم نے بہت کوشش سے ان اشتہارات کو جمع کر لیا ہے اور بہت بڑا حصہ اس مجموعہ کا تو ہمیں حضرت اقدس کے کتب خانہ سے ہی ملگیا ہے اور چند اشتہار جو ہمارے پاس نہ تھے وہ ہم کو بعض دوستوں نے مرحمت فرما دیئے۔ ہم انکی اس عنایت کے مشکور ہیں اس کے صلہ میں ایک ایک نسخہ اس مجموعہ کا مفت بعد طبع ہم انکو دیں گے۔

یہ مجموعہ غالباً ۴۰۰ صفحہ کے قریب ہوگا اور عمدہ چھپائی اور خوشخطی کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ اس لیئے اسکی قیمت کچھ زیادہ رکھنی پڑیگی کیونکہ خرچ بہت بڑھ جائیگا۔ لیکن جو صاحب طبع ہونے سے پہلے پہلے درخواست بھیج دیں گے انکے لئے قیمت میں بہت رعایت کیجائے گی لیکن بعد طبع پھر پوری قیمت لیجائے گی اس لئے ہم درخواستہائے خریداری کے منتظر ہیں۔ لیکن انتظام چھپائی ہم نے ابھی سے شروع کر دیا ہے۔ درخواستوں کے آنے تک کام کو التوا میں ڈالنا نہیں چاہا۔ کیونکہ ہمیں امید ہے کہ حضرت اقدس کے ان ہاتھوں سے نکلے ہوئے موتیوں کو ہر ایک سچا طالب بڑی آرزو سے لینے کی خواہش کریگا جو اسکے پاس نہیں۔

اس مجموعہ سے بڑے فوائد یہ ہیں۔ اول۔ گویا یہ ایک حضرت اقدس کی بیس سالہ سوانح عمری ہے۔ دوم۔ متفرق اور پراگندہ چھوٹے بڑے اوراق کو موزون تقطیع پر ایک شیرازہ میں جمع کرکے ہر ایک شخص کو مجموعہ سے مستفید کرنا جو اس صورت کے سوا بہت مشکل تھا۔ اور خاصکر آیندہ نسل کے لئے تو بالکل محال تھا کیونکہ پرانے متفرقات کو جمع کرنا آسان نہیں فقط

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی مالک مطبع کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۷۷ رجسٹرڈ ایل ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

THE HAKAM QADIAN

الحکم

ج ۳ | قادیان دارالامن والامان ۷ جولائی ۱۸۹۹ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ | ۲۴

مکتوب امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بجانب پنڈت دیانند سرستی

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

واضح ہو کہ ان دنوں میں اس عاجز نے حق کی تائید کے لئے اور دین اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کی غرض سے ایک نہایت بڑی کتاب تالیف کی ہے جسکا نام براھین احمدیہ ہے چنانچہ اسمیں سے تین حصے چھپ کر مشتہر ہو چکے ہیں اور حصہ چہارم عنقریب چھپنے والا ہے حصہ سوم میں اثبات کا کافی ثبوت موجود ہے کہ سچا دین جسکے قبول کرنے پر نجات موقوف ہے دین اسلام ہے کیونکہ سچائی کے معلوم کرنے کے لئے دو ہی طریق ہیں۔ ایک یہ کہ عقلی دلائل سے کسی دین کے عقائد صاف اور پاک ثابت ہوں دوسرے یہ کہ جو دین اختیار کرنے کی علت غائی ہے یعنی نجات اس کے علامات اور انوار اس دین کی متابعت سے ظاہر ہو جائیں۔ کیونکہ جو کتاب دعوی کرتی ہے کہ میں اندرونی بیماریوں اور تاریکیوں سے لوگوں کو شفا دیتی ہوں بجز میرے دوسری کتاب نہیں دیتی تو ایسی کتاب کے لئے ضرور ہے کہ اپنا ثبوت دے۔

پس انھیں دونوں طریقوں کی نسبت ثابت کر کے دکھلایا گیا ہے کہ یہ صرف اسلام میں پائے جاتے ہیں۔

اسلام وہ پاک مذہب ہے کہ جسکی بنیاد ایسے عقاید صحیحہ پر ہے کہ جنمیں سراسر جلال الٰہی ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن شریف ہر ایک جزو کمال خدا کے لئے ثابت کرتا ہے اور ہر ایک نقص و زوال سے اسکو پاک ٹھیراتا ہے۔ اسکی نسبت قرآن شریف کی یہ تعلیم ہے کہ وہ بیچون و بیچگون ہے اور ہر ایک شبیہ و مانند سے منزہ ہے اور ہر ایک شکل اور مثال سے مبرا ہے۔ وہ مبدا ہے تمام فیضوں کا اور جامع ہے تمام خوبیوں کا اور مرجع ہے تمام امور کا اور خالق ہے تمام کائنات کا اور پاک ہے ہر ایک کمزوری اور ناقدرتی اور نقصان سے اور واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور الوہیت میں اور معبودیت میں نہیں مشابہ اُس سے کوئی چیز اور نہیں جائز ہے کسی چیز سے اسکا اتحاد اور حلول۔ مگر افسوس کہ آپکا اعتقاد سراسر اس کے برخلاف ہے۔ اور ایسی روشنی چھوڑ کر تاریکی ظلمت میں خوش ہو رہے ہیں۔

اب چونکہ مینے اس روشنی کو آپ جیسے لوگوں کی سمجھ کے موافق نہایت صاف اور سلیس اردو میں کھولکر دکھلایا ہے اور اثبات کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ آپ لوگ سخت ظلمت میں پڑے ہوے ہیں یہانتک کہ جسکے سہارے پر تمام دنیا جیتی ہے اسکی نسبت آپکا یہ خیال ہے کہ وہ تمام فیضوں کا مبدا نہیں اور تمام ارواح یعنی جیو اور اُن کی روحانی قوتیں اور استعدادیں اور ایسا ہی تمام اجسام صغار یعنی پرکرتی خود بخود انادی طور پر قدیم سے چلے آتے ہیں۔ اور تمام ہنر یعنی گن جو اُنمیں ہیں وہ خود بخود ہیں اور اس فیصلہ کو صرف عقلی طور پر نہیں چھوڑا بلکہ آسمانی نشان بھی ثابت کئے ہیں کہ جو خدا کی برگزیدہ قوم میں ہونے چاہیئے۔ اور ان نشانوں کے گواہ صرف مسلمان لوگ ہی نہیں بلکہ کئی آریہ سماج والے بھی گواہ ہیں۔ اور بفضل خداوند کریم دن بدن لوگوں پر کھلتا جاتا ہے کہ برکت اور روشنی اور صداقت صرف قرآن شریف میں ہے اور دوسری کتابیں ظلمت اور تاریکی سے بھری ہوئی ہیں۔

لہذا یہ خط آپ کے پاس رجسٹری کرا کر بھیجتا ہوں اگر آپ کتاب براہین احمدیہ

کے مطالعہ کے لئے مستعد ہون تو مین وہ کتاب مفت بلاقیمت آپ کو بھیجدونگا آپ اُسکو غور سے پڑھین اگر اس کے دلائل کو لاجواب پاوین تو حق کے قبول کرنے مین توقف نہ کرین کہ دنیا روزی چند آخرکار با خداوند مین ابھی اس کتاب کو بھیج سکتا تھا مگر مینے سُنا ہے کہ آپ اپنی خیالات مین محو ہو رہے ہین اور دوسرے شخص کی تحقیقات سے فائدہ اُٹھانا ایک عار سمجھتے ہین - سو مین آپ کو دوستی اور خیر خواہی کی راہ سے لکھتا ہون کہ آپ کے خیالات صحیح نہین ہین - آپ ضرور ہی میری کتاب کو منگا کر دیکھین اُمید ہے کہ اگر حق جوئی کی راہ سے دیکھین گے تو اس کتاب کے پڑھنے سے بہت سے حجاب اور پردے آپ کے دور ہو جائینگے اور اگر آپ اردو عبارت پڑھ نسکین تاہم کسی لکھے پڑھے آدمی کے ذریعہ سے سمجھ سکتے ہین - آپ اپنے جواب سے مجھکو اطلاع دین اور جسطور سے آپ تسلی چاہین خداوند قادر کی صرف سچی طلب اور انصاف اور حق جوئی درکار ہے جواب سے جلد تر اطلاع بخشین کہ مین منتظر ہون - اور اگر آپ خاموش رہین تو پھر اس سے یہی سمجھا جائے گا کہ آپ کو صداقت اور روشنی اور راستی سے کچھ غرض نہین -

۲۰- اپریل سنہ ۱۸۹۳ء مطابق ۱۳ر جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۰ھ -

سورۃ الفتح
اور
استغفار کی حقیقت

*اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا

یعنی جب کہ آنیوالی مدد اور فتح آگئی جس کا وعدہ دیا گیا تھا اور تو نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج دین اسلام مین داخل ہوتے جاتے ہین پس خدا کی حمد اور تسبیح کر یعنی یہ کہہ کہ جو ہوا وہ مجھسے نہین بلکہ اُس کے فضل اور کرم کی تائید سے ہے اور الوداعی استغفار کر کیونکہ وہ رحمت کے ساتھ بہت ہی رجوع کرنیوالا ہے استغفار کی تعلیم جو نبیون کو دی جاتی ہے اُسکو عام لوگون کے گناہ مین داخل کرنا عین حماقت ہے بلکہ دوسرے لفظون مین یہ لفظ اپنی نیستی اور تذلل اور کمزوری کا اقرار اور مدد طلب کرنے کا متواضعانہ طریق ہے چونکہ اس سورہ مین فرمایا گیا ہے کہ جس کام کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے وہ پورا ہوگیا یعنی یہ کہ ہزار ہا لوگون نے دین اسلام قبول کرلیا اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کیطرف بھی اشارہ ہے چنانچہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک برس کے اندر فوت ہوگئے پس ضرور تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نزول سے جیسا کہ خوش ہوئے تھے غمگین بھی ہون کیونکہ باغ تو لگایا گیا مگر ہمیشہ کی آبپاشی کا کیا انتظام ہوا سو خدا تعالے نے اسی غم کے دور کرنے کے لئے استغفار کا حکم دیا کیونکہ لغت مین ایسے ڈھانکنے کو کہتے ہین جس سے انسان آفات سے محفوظ رہے اسیوجہ سے مغفر جو خود کے معنے رکھتا ہے اسی مین سے نکالا گیا ہے اور مغفرت مانگنے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جس بلا کا خوف ہے یا جس گنہ کا اندیشہ ہے خدا تعالی اُس بلا یا اُس گناہ کو ظاہر ہونے سے روکدے اور ڈھانکے رکھے سو اس استغفار کے ضمن مین یہ وعدہ دیا گیا کہ اس دین کے لئے غم مت کھا خدا تعالی اس کو ضائع نہین کریگا اور ہمیشہ رحمت کے ساتھ اس کیطرف رجوع کرتا رہیگا اور ان بلاؤن کو روکدیگا جو کسی ضعف کیوقت عاید حال ہو سکتی ہین -

اکثر **نادان عیسائی** مغفرت کی سچی حقیقت نا دریافت کرنے کیوجہ سے یہ خیال کر لیتے ہین کہ جو شخص مغفرت مانگے وہ فاسق اور گنہگار ہوتا ہے مگر مغفرت کے لفظ پر خوب غور کرنے کے بعد صاف طور پر سمجھ مین آجاتا ہے کہ فاسق اور بدکار وہی ہے جو خدا تعالے سے مغفرت نہین مانگتا کیونکہ جب کہ ہر ایک سچی پاکیزگی اُسی کیطرف سے ملتی ہے اور وہی نفسانی جذبات کے طوفانون کر محفوظ اور معصوم رکھتا ہے تو پھر خدا تعالے کے راستباز بندون کا ہر یک طرفۃ العین مین یہی کام ہونا چاہیئے کہ وہ اس حافظ اور عاصم حقیقی سے مغفرت مانگا کرین اگر ہم جسمانی عالم مین مغفرت کا کوئی نمونہ تلاش کرین تو ہمین اس سے بڑھکر اور کوئی مثال نہین مل سکتی کہ مغفرت اس مضبوط اور نا قابل بند کیطرح ہے جو ایک طوفان اور سیلاب کے روکنے کے لئے بنایا جاتا ہے پس چونکہ تمام زور تمام طاقتین خدا تعالے کی مسلم ہین اور انسان جیسا کہ جسم کی رو سے کمزور ہے روح کی رو سے بھی ناتوان ہے اور اپنے شجرۂ پیدائش کے لئے ہر یک وقت اُس لازوال ہستی سے آبپاشی چاہتا ہے جس کے فیض کے بغیر یہ جی ہی نہین سکتا اسلئے استغفار مذکورہ معانی کے رو سے اس کے لازم حال پڑا ہے اور جیسا کہ چارون طرف درخت اپنی ٹہنیان چھوڑتا ہے گویا اردگرد کے چشمہ کیطرف اپنے ہاتھون کو پھیلاتا ہے کہ اے چشمہ میری مدد کر اور میری سرسبزی مین کمی نہ ہونے دے اور میرے پھلونکا وقت ضائع ہونے سے بچا یہی حال راستبازو ہے - روحانی سرسبزی کے محفوظ اور سلامت رہنے کے لئے یا اُس سرسبزی کی ترقیات کی غرض سے حقیقی زندگی کے چشمہ سے سلامتی کا پانی مانگنا بھی وہ امر ہے جسکو قرآن کریم دوسرے لفظون مین استغفار کے نام سے موسوم کرتا ہے قرآن کو سوچو اور غور سے پڑھو استغفار کی اعلی حقیقت پاؤگے اور ہم ابھی بیان کر چکے ہین کہ مغفرت لغت کی رو سے

*حاشیہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین نہایت درجہ کا یہ جوش تھا کہ مین اپنی ہی زندگی مین اسلام کا زمین پر پھیلنا دیکھلون اور یہ بات بہت ناگوار تھی کہ حق کو زمین پر قائم کرنے سے پہلے سفر آخرت پیش آوے سو خدا تعالی اس آیت مین آنحضرت کو خوشخبری دیتا ہے کہ مینے تیری مراد پوری کردی اور کم و بیش اس مراد کا ہر ایک نبی کو خیال تھا مگر چونکہ اسدرجہ کا جوش نہین تھا اس لئے نہ مسیح کو اور نہ موسی کو یہ خوشخبری ملی بلکہ اسی کو ملی جس کے حق مین قرآن مین فرمایا لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین یعنی کیا تو اس سے ہلاک ہو جائیگا کہ یہ لوگ ایمان کیون نہین لاتے - منہ

اسپرد ڈھانکنے کو کہتے ہیں جس سے کسی آفت سے بچا مقصود ہے مثلاً پانی درختوں کے حق میں ایک مغفرت کرنے والا عنصر یعنی اُن کے عیبوں کو ڈھانکتا ہے - یہ بات سوچ لو کہ اگر کسی باغ کو برس دو برس بالکل پانی نہ ملے تو اس کی کیا شکل نکل آئیگی - کیا یہ سچ نہیں کہ اسکی خوبصورتی بالکل دور ہوجائیگی اور سرسبزی اور خوشنمائی کا نام ونشان نہیں رہیگا اور وہ وقت پر کبھی پھل نہیں لائیگا اور اندر ہی اندر جل جائیگا - اور پھول نہیں آئینگے بلکہ اُس کے سرسبز اور نرم لہلہاتے ہوئے پتے چند روز میں ہی خشک ہوکر گر جائینگے اور خشکی غالب ہوکر مجذوم کیطرح آہستہ آہستہ اُس کے تمام اعضا گرنے شروع ہوجائینگے یہ تمام بلائیں کیوں اُس پر نازل ہونگی؟ اسوجہ سے کہ وہ پانی جو اُس کی زندگی کا مدار تھا اُس نے اُس کو سیراب نہیں کیا - اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلشانہ فرماتا ہے

كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

یعنی پاک کلمہ پاک درخت کی مانند ہے پس جیسا کہ کوئی عمدہ اور شریف درخت بغیر پانی کے نشو ونما نہیں کرسکتا اسیطرح راستباز انسان کے کلمات طیبہ جو اُس کے مُنہ سے نکلتے ہیں اپنی پوری سرسبزی دکھلا نہیں سکتے اور نہ نشو ونما کرسکتے ہیں جب تک وہ پاک چشمہ اُن کی جڑوں کو استغفار کے نالے میں سے تر نہ کرے سو انسان کی روحانی زندگی استغفار سے ہے جس کی نالی میں ہوکر حقیقی چشمہ انسانیت کی جڑوں تک پہنچتا ہے اور خشک ہونے اور مرنے سے بچا لیتا ہے - جس مذہب میں اس فلسفہ کا ذکر نہیں وہ مذہب خدا تعالے کیطرف سے ہرگز نہیں اور جس شخص نے نبی یا رسول یا راستباز یا پاک فطرت کہلا کر اس چشمہ سے مُنہ پھیرا ہو وہ ہرگز خدا تعالے کیطرف سے نہیں اور ایسا آدمی خدا تعالے سے نہیں بلکہ شیطان سے نکلا ہے کیونکہ شیطِ مرنیکو کہتے ہیں پس جس نے اپنے روحانی باغ کو سرسبز کرنے کے لئے اس حقیقی چشمہ کو اپنی طرف کھینچنا نہیں چاہا - اور استغفار کی نالی کو اس چشمہ سے لبالب نہیں کیا وہ شیطان ہے یعنی مرنیوالا ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ کوئی سرسبز درخت بغیر پانی کے زندہ رہ سکے ہرایک متکبر جو اس زندگی کے چشمہ سے اپنے روحانی درخت کو سرسبز کرنا نہیں چاہتا وہ شیطان ہے اور شیطان کیطرح ہلاک ہوگا - کوئی راستباز نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے استغفار کی حقیقت سے مُنہ پھیرا اور اس حقیقی چشمہ سے سرسبز ہونا نہ چاہا - ہاں سب سے زیادہ اس سرسبزی کو ہمارے سید ومولے ختم المرسلین فخر الاولین والآخرین

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگا اس لئے خدا نے اُس کو اُس کے تمام ہم منصبوں سے زیادہ سرسبز اور معطر کیا *

....

خطبہ

(موعظت)

جو حضرت مولنا مولوی **عبد الکریم صاحب** سیالکوٹی سلمہ ربہ نے ۱۴ - جولائی ۱۸۹۹ء کو پڑھا - اور جسکو ہمنے برعایت اختصار اپنے طور پر لکھا - کیونکہ حضرت مولنا موصوف نے اول تو یہ خطبہ پنجابی میں پڑھا تھا دوسرے آپ بوجہ عدیم الفرصتی ہمارے صاف کردہ مسودہ پر نظر ثانی نہیں فرما سکے اس لئے ممکن ہے کہ ہمارے مشتاق ناظرین پورا حظ نہ اُٹھا سکیں لیکن باایںہمہ ہم اُمید کرتے ہیں کہ مولوی صاحب ممدوح کی تقریر کا خلاصہ بھی دلچسپی اور ترقی ایمان کا موجب ہوگا -

ایجیرز ایڈیٹر

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ

مومنو مان لیا کرو اللہ اور اُس کے رسول کی باتیں جسوقت وہ تمکو بلاوے اُن باتوں کیطرف جو زندگی بخشتی ہیں ہاں جو مردوں کو زندہ کرنے والی ہیں - اُن باتوں کے ماننے میں ٹال مٹول نہ کرو - یہ خوب یاد رکھو کہ اگر ٹال مٹول کروگے تو اللہ تعالے قبولیت اور مان لینے کی طاقتکو جو انسان میں ودیعت رکھی ہوئی ہے چھین لیگا - یا یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ قلب اور انسان کے درمیان ایک رُکاوٹ ہو جاتی ہے اور آخر اُسی کیطرف تمکو اکٹھا ہونا ہے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ انسان خدا تعالے کی باتیں ماننے کے لئے طیار اور ہمہ تن مستعد ہوتا ہے دل میں ایک رقت اور قبولیت کیلئے ایک خاص جذبہ ہوتا ہے لیکن جب وہ ٹال مٹول کرتا ہے اور اُن زندگی بخش باتوں کی قبولیت اور علی رؤس الاشہاد اظہار کے لئے صبح وشام کا انتظار کرتا ہے تو پھر عشق الٰہی کی آگ جو اندر ہی اندر کسی مخفی تحریک پر بھڑک اُٹھتی تھی بجھنے لگتی ہے یہانتک کہ بالکل سرد ہو جاتی ہے - یہ بہت ہی خطرناک حالت اور وقت ہے جو بدبخت انسان پر آجاتا ہے اور اُسے معاً سعادت اور رشد کی مستحکم چٹان سے شقاوت اور بدبختی کے تاریک غار میں گرا دیتا ہے -

میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ بہت سے لوگ اس قسم کے دنیا میں موجود ہیں اور میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ اگر اُن کو دنیا کا کوئی کام پیش آجاوے اُس کے مفاد تو منافع یقینی بھی نہ ہوں اور جھوٹا نہیں ہونے لیکن پھر بھی وہ مجسم عجلت ہوکر اُسکی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ گویا وہ کوہ ندا کی آواز ہے جو انھیں کھینچ لے گئی - لیکن اگر دین کا کوئی کام آجاوے تو نہایت ہی سستی اور غفلت سے کام لیتے ہیں اسوقت میرے سامنے دو زندہ مثالیں موجود ہیں ایک میرے دوست نومسلم ہیں خدا تعالے اُنکو اسلام پر قائم رکھے اور جس صدق اور وفاداری سے اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر قدم مارا ہے اکثروں کو نصیب ہو - وہ کون؟

شیخ عبد الرحیم صاحب اور دوسرے ایک اور بھائی ہین ان دونو کو مینے کفر کے بھیس مین دیکہا ہے دونو کے دل مین **اسلام** کا خیال پیدا ہوا اور ایک جوش سے دونو کے دلومین تحریک کی اس حالت اور صورت مین اندازہ نہوسکتا تھا کہ کسکا جوش زیادہ اور سے جز ہے - مگر تجربہ نے دکھایا - اول الذکر نے معاً اپنی تمام رکاوٹون اور بندشون کو توڑ کر مردانہ وار اسلام کیطرف قدم اُٹھایا اور جو نور اُس کے سینہ مین چمکتا تھا اپنے عمل اور علے رؤس الاشہاد اظہار سے بتلادیا کہ دنیا کی کوئی روک اُسکو اُس سے مستفید ہونے سے نہین روک سکتی - اب اگر اُسکو قسم دیکر کوئی پوچھے تو وہ لذت اور سرور جو اسلام مین آنے سے اُسکو حاصل ہوئی ہے بتلا سکتا ہے -

دوسرے نے بھی ہمارے سامنے اسلام کی صداقت کا اعتراف کیا اور اسکی خوبیون کا اظہار - اور ہم اس دوسرے کی زبانی عشق کے تو دلدادہ تھے اور گمان تھا کہ یہی پہلے دولت اسلام سے مالا مال ہونگے مگر انھون نے بدبختی سے جب کہا یہی کہا کہ ابھی فلان کام کا سرانجام باقی ہے فلان امر کا تصفیہ ہولے تو پھر اظہار کرونگا مین بس تیار ہی تو ہون - اور یون افسوس ایک عرصہ گذر گیا اُسکی حالت کو دیکھکر رحم آتا ہے کہ وہ عہد بر عہد کرکے پیچھے ہٹتا ہے خدا جانے اُس کا انجام کیا ہے - ؟

اس مثال سے میری غرض یہی ہے کہ انسان کا دل ایک وقت گداز اور روح مین جوش ہوتا ہے اور وہ سچی بات کے قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہوتا ہے مگر جب دوسرے وقتون پر اُسے ٹالتا ہے تو پھر وہ توفیق کسی وقت چھن جاتی ہے اور اسے ایسا ہی بدبخت چھوڑ جاتی ہے

رقت اور گدازش دل کے وقت انسان کو کیا معلوم تھا کہ آسمان پر کیا فضل اور فیض تھا کہ یہ حالت تھی لیکن دوسرے وقت مین پھر پاک اور پسندیدہ بات بھی روکھی اور خشک معلوم ہوتی ہے - پس سوچو ! اور غور کرو !! کہ جس شخص کو رضاء الٰہی اور راہ حق کیطرف بلایا جاوے وہ دیر نہ کرے ورنہ غیور خدا اُس سے توفیق چھین کر دوسرے کو عطا کردیگا -

اس آیت پر غور کرنے سے پتہ لگ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس قسم کی زندگی مُردون کو عطا کرتے ہین اور نہ صرف یہ بلکہ عام طور پر اُس احیا کا پتہ لگتا ہے جو خدا تعالےٰ کے مامور اور مرسل دنیا مین آکر کرتے ہین - نادان ہین وہ لوگ جو اسکے خلاف کہتے ہین - کتاب مجید کی ایک ایک بات زندگی ہے اور جسقدر نا اہل انسان عمل مین کوتاہی کرتا ہے اُسی قدر موت اسپر وارد ہوجاتی ہے اسکا مشاہدہ ہم نظام جسمانی مین کرسکتے ہین ایک انسان اگر اپنے ہاتھ کو ہلائے نہین لیکن دوسرے اعضا کو خوب حرکت دے خواہ کیسی ہی ریاضت اور ورزش کیون نہ کرے قدرت کا اٹل قانون اُس کے ہاتھ کو بحس و حرکت کرکے چھوڑیگا ایسا ہی کوئی عضو ہو اگر اُسے بیکار چھوڑ دیا جاوے تو وہ مردہ ہوجاویگا - یہی نظام روحانی ہے جس قدر انسان اعمال صالحہ اور بجا آوری احکام الٰہی مین سستی اور غفلت کریگا اُسی قدر حصہ اُس کا مردہ ہوتا جاویگا - یہانتک کہ روح مردہ ہوجاوے گی -

خدا کی کتاب آب حیات اور ابدی زندگی کا چشمہ ہے جو چاہتا ہے کہ ابدی زندگی اور دائمی راحت حاصل کرے ہان جسکو آرزو ہے کہ وہ اپنے شجر ایمان کو سرسبز اور شاداب رکھے وہ کتاب اللہ کیطرف آئے کہ زندگی کی روح اُسمین ہے - اور وہ سرور عالم ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھکے کہ حیات لازوال کا چشمہ وہ ہے یہی ایک کتاب ہے جو انسان کے ایمان کو سرسبز رکھ سکتی ہے اور اسکو مثمر بہ ثمرات کرسکتی ہے -

مین اسوقت بڑے افسوس سے دیکھتا ہون کہ بعض آدمی گو نماز و مین بھی آتے ہین مگر جو بات ایمان کے لئے [illegible] بلحاظ ہے ہان جس سے ایک تار [illegible] و رنئی روشنی ملتی ہے جو سلوک کی راہو مین ایک ہری کین (لالٹین) کا کام دیتی ہے اُس کے لئے ان کے دلون مین تڑپ اُنکی روحون مین اضطراب نہین پاتا وہ چیز کیا ہے اللہ تعالےٰ کے دین کی غیرت !

جینے دیکہا ہے کہ اگر کوئی آدمی کسیکی پگڑی کرتا یا کسی معمولی چیز کو برا کہدے تو لڑنے مرنے کو طیار ہوجاتا ہے مگر اللہ تعالےٰ کے دین اور اُس کے برگزیدہ اور مطہر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور کتاب اللہ کی ہتک سُنکر اُسکا دل نہین پسیجتا اور اُسے غصہ نہین آتا - میرا یہ منشا نہین کہ دست و گریبان ہوجاؤ - نہین نہین غیرت اور چیز ہے یہ تو وحشیانہ طریق ہے کہ دست و گریبان ہو اسلام نے اسکو پسند نہین کیا -

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ

پر عمل کرو ایسے طریق پر کاربند ہوجاؤ کہ امن اور صلحکاری پھیلے - ایسے لوگون سے میل ملاپ چھوڑدو راہ و رسم قطع کرو - اگر یہ نہین ہے تو یاد رکھو ایسی نماز کچھ سودمند نہین ہے اور اس مین حیات کی روح نہین ہے -

میری سمجھ مین یہ بات نہین آتی ہے کہ کوئی آدمی اپنے دشمن کے ساتھ کیونکر ملسکتا ہے اور کیونکر اُسکی صحبت اور مجلس مین اُسے راحت مل سکتی ہے - خدا کے دشمنون اللہ اور رسول کی باتون پر استہزا کرنے والون کے ساتھ پھر تمھارے تعلقات کیون ہون - وہ تمھاری مجلسو مین اور تم اُنکی مجلسون مین کیون بیٹھو - ایک قوم ہے نماز مین شامل نہین ہوتی بلکہ شامل ہونے والون پر ٹھٹھا کرتی ہے - خدا کے بندون پر ناجائز بالکل افک اور جھوٹھ مجسم تہمتین لگاتے ہین پھر اگر تم دین اللہ کی غیرت رکھتے ہو تو اُن سے کیون پیار کرتے ہو -

صحبت اور ہمنشینی سے دو فائدے ہین یا دین کا فائدہ یا دنیا کا مگر ایسے لوگون سے ملکر نہ دین کا فائدہ ہے نہ دنیا کا کوئی نفع -

دین کا فائدہ عظیم الشان فائدہ ہے جو صرف اُن لوگون کے پاس بیٹھنے سے حاصل ہوسکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی حکومت کے نیچے آتے ہین اور اُس کے دین کے لئے ایک سچی غیرت اور حقیقی جوش اپنے اندر رکھتے ہین - ایسے آدمیون کا نمونہ وہ ہے جو آج اس زمانہ مین حجۃ اللہ علی الارض ہے اور نصرت دین اور غیرت دین کے لیے

اس قدر تڑپ اپنے اندر رکھتا ہے کہ اُسکا اندازہ بھی ممکن نہیں اُس کا پتہ مین تمہین دیتا ہون - وہ کون ہے؟

وہ حضرت مرزا غلام احمد

ایدہ اللہ بنصرہ

مین خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہون اور یاد رکھو مین پورے شعور اور خدا تعالےٰ کو حاضر ناظر سمجھکر قسم کھاتا ہون - بیوقوفون اور سفلون کی طرح نہین کہ مین جو اس پاک انسان کے پاس بیٹھا ہون وہ ایک چیز ہے جس نے میری روح کو ذوق اور لذت سے معمور کر دیا وہ بات یہی ہے کہ اس پاک وجود مین خدا تعالےٰ کے پاک دین اسکی سچی اور مہیمن کتاب اُس کے کامل و خاتم النبیین رسول کے لئے ایک بے نظیر غیرت پاتا ہون ہان یہی عشق اور محبت کی چنگاری ہے جسنے میرے سینہ کو منور کر دیا ہے اور مین دیکھتا ہون کہ اس دل مین اُس نے کہانتک ترقی پائی ہے مجھے بھی بحیثیت ایک مسلمان کے پھر ایک محقق مسلمان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت اور سچا عشق ہے کتاب مجید کے ساتھ ایک دلچسپی اور اُس کے لئے میرے دل مین ایک خاص قدر ہے اور نہایت عزت ہے - مگر مینے خوب اندازہ کر کے دیکھ لیا - اور اب مین پوری بصیرت کے ساتھ کہتا ہون کہ ایک بھی دل نہین جو ایسا سوز اور عشق رکھتا ہو جو میرے آقا میرے ہادی و پیشوا حضرت مرزا غلام احمد کے دلکو ہے - دین کی نصرت اعلاء کلمۃ الاسلام کے لئے وہ کیا کیا بے آرامیان سہتا اور دُکھ اُٹھاتا ہے مین بیان نہین کر سکتا مگر ایک ان تھک محنت اور کوشش کے ساتھ اس میدان مین اگر کوئی دوڑ رہا ہے تو وہ وہی ہے جسکو خدا نے اپنے ہاتھ سے مسیح بنا کر بھیجا ہے - اور وہ وہی ہے جو تم مین سے ہی ایک انسان ہے -

پس مین پھر آخر مین کہنا چاہتا ہون کہ اُن لوگون سے سانپ کیطرح بھاگو جو اسلام اور اُس کے پاک ارکان پر استہزا کرتے ہین -

ایک وقت آئے گا کہ اس گاؤن کے لوگ اس پاک وجود کی قدر کرین گے اور اُس آواز کی عزت کرین گے جسکی قدر اب نہین کی -

پس یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی باتون کو سنکر ہنسی اور استہزا مین نہ ٹالدو خدا تعالےٰ کے ایام کے آنے سے پہلے اپنے لئے پناہ تلاش کرو - خدا تعالےٰ کا احسان ہے کہ اُس نے ایک راہ پیدا کی ہے جیسے نوح علیہ السلام نے طوفان سے پیشتر بتلا دیا تھا کہ آنے والے طوفان سے وہی بچیگا جو کشتی مین سوار ہو گا - اسی طرح جیسے مسیح موعود علیہ السلام نے آنیوالے طوفان سے بچانے کے لئے بیعت کی کشتی خدا تعالےٰ کی آنکھون کے سامنے اور اس کے حکم سے طیار کی ہے پس مبارک ہے وہ جو اس کشتی پر سوار ہوا - ہمین ہر وقت دعا مانگنی چاہئے کہ نہین بیٹھے ہوون کو خدا تعالیٰ باہر نہ نکالدے

اللہ تعالےٰ مجھکو اور آپ کو توفیق دے کہ ہم اُسکی پاک باتو پر کان رکھین اور اُسپر عمل کرین

آمین

عیسائیونکی کتاب مقدس

نظم

انجیل جو کہ اُتری تھی حضرت مسیح پر[1]
افسوس اُسکا ملتا جہان مین پتا نہین
کہتے ہین بے کتاب ہی تھے حضرت مسیح
اُن پر کوئی صحیفہ اُتارا گیا نہین
ایسا رسول ہو کے نہ ہو صاحب کتاب[2]
عیسائیو سمجھین یہ آتا ذرا نہین
موسیٰ کو جب کتاب الٰہی ہوئی عطا
عیسیٰ پہ اُتری کوئی کتاب جدا نہین
کہتے ہو کس لئے کہ مسیحا ہے الرسول
اُتری کتاب اُسپہ اگر مطلقاً نہین
کچھ شک نہین کہ اصلی بھی انجیل تھی ضرور
اُتری جو تھی مسیح پہ اُس مین خطا نہین
انجیل تمسے کھوئی گئی حادثات مین[3]
پھر اُس کے بعد تم کو پتہ کچھ لگا نہین

....

[1] اصل انجیل جو حضرت مسیح پر نازل ہوئی اور جسکا قرآن شریف مین ذکر ہے اسکا دنیا مین کہین پتہ نہین لگتا۔

[2] رسول اور نبی مین فرق یہی ہے کہ رسول نئی شریعت والا اور صاحب کتاب ہوتا ہے اور نبی پہلی کتاب کا متبع پس اگر حضرت مسیح پر کوئی کتاب نازل نہین ہوئی اور وہ بے کتاب ہین تو وہ صرف ایک نبی ہوئے - پھر عیسائی انھین رسول کیون کہتے ہین؟ رسول نبی سے بڑا ہوتا ہے دیکھو متی باب ۱۰

[1] چنانچہ عیسائیون کے اقوال سے بھی اس اصل انجیل کا کچھ پتہ لگتا ہے - بشپ مارش و اکھارن وغیرہ کہتے ہین کہ مسیح کے حالات مین ابتداءً ایک تحریر تھی جسکی نقلین قدرتاً مؤلفین اناجیل کے پاس تھین - انہین نقول سے ان لوگون نے اناجیل مرتب کین اور کچھ اپنی طرف سے اضافہ کیا - چنانچہ فاضل نورٹن اپنی کتاب کی جلد اول کے دیباچہ مین لکھتا ہے کہ اکھارن نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ ابتداءً مسیح کے حالات مین ایک چھوٹا سا رسالہ تھا ممکن ہے کہ اسکو اصل انجیل کہا جائے - اور یہ رسالہ تمام ان انجیلون کا ماخذ تھا جو پہلی اور دوسری صدی مین رائج تھین اور انجیل متی اور لوقا اور مرقس کے لئے بھی ماخذ تھین - اس قول کی تفصیل دیکھو چیمبرس سائیکلوپیڈیا جلدہ مطبوعہ ۱۸۶۸ء لنڈن بیان گاسپل - خود انجیل سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کے زمانہ مین کوئی انجیل تھی چنانچہ مرقس ۱ باب ۱۴-۱۵ مین ہے پھر یوحنا کی گرفتاری کے بعد یسوع نے جلیل مین آکر منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہوا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آئی توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ - پھر مرقس ۱۰ باب ۲۹ مین ہے یسوع نے جواب مین انھین کہا مین تم سے سچ کہتا ہون ایسا کوئی نہین جس نے گھر یا بھائیون یا بہنون یا باپ یا مان یا جورو یا لڑکون یا کھیتون کو میرے اور انجیل کے لئے چھوڑ دیا ہے اسی طرح متی ۲۴ باب ۱۴ مین ہے جوان کہین انجیل کی منادی ہوگی - ہارن صاحب کے انٹروڈکشن کی چوتھی جلد مین لیکلریب - کوپ - سکاتیلس - بیگ - بارش وغیرہ علماء متقدمین کی رائے اسطرح منقول ہے کہ شاید متی اور مرقس اور لوقا کے پاس ایک کتاب عبری زبان مین تھی جسمین حضرت مسیح کے حالات لکھے تھے اُن مین سے متی نے زیادہ نقل کیا اور مرقس اور لوقا نے کم - اب جبکہ خود انجیل اور عیسائیون کے تواتر سے پتہ لگتا ہے - کہ اصل انجیل کوئی اور ان اناجیل کے سوا تھی تو مسلمان لوگ ان اناجیل مروجہ کو کسطرح باور کرلین - راڈویل صاحب ترجمہ قرآن کے ص۴۳۵ مین لکھتے ہین کہ انجیل کے لفظ سے یہ مجموعہ عہد جدید کا یا اُسکا کوئی حصہ نہ سمجھنا چاہئے بلکہ وہ وحی سمجھنی چاہئے جو خط کیطرف سے عیسیٰ پر بھیجی گئی - انتہیٰ -

[3] پادری عماد الدین صاحب اپنی کتاب ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء کے ص ۷۰ مین لکھتے ہین کہ بعد زمانہ کے سبب اور مختلف مقامون مین جدی جدی انجیلین جاری ہونے کے سبب اور رات دن معتبین عیسائیون پر آپہنچے

محمد اسمٰعیل

جو یاد تھے زبانی مقولے مسیح کے
وہ تم نے لکھ لئے ہین شک اسمین ذرا نہیں

....

بقیہ حاشیہ ص۵ سبب روایات متفق علیہ محققین کو نہ ملین اسلئے اختلاف واقع رہا۔ پس ان حادثات مین نہ صرف روایات متفق علیہ نہین بلکہ خود اصلی انجیل بھی کھوئی گئی۔ اور اس کے بعد عیسائیون نے اپنی ایمانی کتاب کے ضائع ہونے سے گھبرا کر بیسیون انجیلین تالیف کین اور حواریون کے نام منسوب کردین اگر اصلی انجیل دنیا مین موجود ہوتی تو کبھی بیسیون انجیلون کے تالیف ہونے کی نوبت نہ پہنچتی اور نہ ان چار اناجیل کا وجود پایا جاتا بلکہ ایک ہی انجیل ہوتی چار کی کیا ضرورت تھی اور چار کا فائدہ کیا تھا وکیا ایک حواری پر اعتبار نتھا اور ایک پر خدا سے کمل الہام نہ کیا جو دوسرون کو تین اور انجیلین تالیف کرکے ساتھ جوڑنی پڑین فتفکروا یا اولی الالباب عیسائیون پر شدید مصائب کا پڑنا سخت انقلابات کا واقع ہونا کمال قلت کتاب طوالت زمانہ جہالت وتاریکی عیسائیان۔ کثرت جعلسازان اندرونی و بیرونی دشمنون کیطرف سے تحریف کے واقع ہونے کا مفصل حال جس صاحب کو دیکھنا ہو وہ کتاب تواریخ کا کلیسا ہم مطالعہ کرے۔

۱ چنانچہ ان جملون کے ملاحظہ سے اظہر من الشمس ہے کہ کسی قدر کلام حضرت مسیح کا ہے اور کچھ مصنفین نے اپنی طرف سے مخلوط کردیا ہے اس بات کا کلی تصدیق نامہ قرنتی ۷ باب ۱۰-۱۲ سے ہوتی ہے جہان پولوس فرماتے ہین کہ یہ انکو جنکا بیاہ ہوا ہے مین نہین بلکہ خداوند حکم کرتا ہے کہ جورو اپنے خصم کو نہ چھوڑے بر باقیون کو خداوند نہین مین کہتا ہون کہ اگر بھائی کی جورو بے ایمان ہو الخ یہ مین کہتا ہون کا لفظ قابل غور ہے اور ایسا ہی کئی جگہ اس مجموعہ عہد جدید مین آیا ہے؟

....

منسوب کردئے ہین بنام حواریان
ہو کر دلیر خوف خدا کچھ کیا نہین
قول بشر سے قول خدائی مین خلط ملط
الہام سے کسی نے بھی انکو لکھا نہین

....

۱ سوائے ان ۲۷ کتب عہد جدید کے ۱۴۳ کتب اور ہین جنہین سے کئی انجیلون کے نام سے مشہور ہین ان کی فہرست ہارن صاحب نے اپنے انٹروڈکشن مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء جلد ۱ ص۲۹ مین لکھی ہے انمین کتنی کتابین کئی وقتون مین الہامی تصور کی گئین اور پھر دوسرے وقت خارج کی گئین۔

تصنیف کی گئی ہین اناجیل بیسیون
کچھ فرق جعلسازی مین تم نے کیا نہیں
ہوتی رہی ہین کونسلین پھر بعد مین بہت
آیا فلان کتاب ہے اصلی کہ یا نہین
چھانٹی گئین یہ چارون اناجیل آخرش
اور یہ خطوط جو تھے کلام خدا نہین
دیکھا جو مدعا کے موافق وہ ٹھیک ہے
پھر آیا اسکو پوچ جو حسب ہوا نہین
تحریف تب سے جاری ہے اسمین بھی راتدن
محفوظ اس کتاب کو بھی پھر رکھا نہین
بازار جعلسازی کا گرم اب تلک
ہے کون جعل تم نے جو اس مین کیا نہین
عیسائیو تمھاری وہان ہوگی کیا نجات
جب اصل پر تمھاری کتاب خدا نہین
گھر خالہ جی کا ہے نہ نجات اے کرسچنو
کرتوت ایسی اسپہ یہ دعوی روا نہین
منہ دھو رکھو نجات سے گھر ہے تمھارا نار
کہتا ہون صاف صاف شک اسمین ذرا نہین

....

۱ جعلی انجیلین اپنے مسلمہ عقاید ومقاصد کے موافق بنالینا یہ امر عیسائیون مین فلسفہ افلاطون کی بدولت رائج ہوا جسکا یہ اصول تھا کہ مسیح کی تائید جھوٹ سے جائز بلکہ مستحسن ہے چنانچہ آنریبل ولیم میور صاحب اپنی کتاب اردو تواریخ کلیسا مطبوعہ ۱۸۴۸ء کے صفحہ ۱۸۱-۱۸۵ مین لکھتے ہین کہ قدیم فلسفیون کے درمیان یہ رسم ایک عرصہ سے جاری تھی۔ کہ اپنی تصنیف کسی دوسرے ایسے شخص کے نام سے مشہور کردین جسکو سب مانتے ہون تاکہ لوگ انکے مضامین کو دل دیکر پڑھین لیکن جب اس نے دین عیسوی مین راہ پائی تو بجز اس کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا تھا کہ عموماً بدگمانی اور تکرار پیدا ہوا اسکی اسوقت کی صفائی مین داغ لگے اور آیندہ کے لئے بڑی بڑی خرابیون کا سامان پیدا ہوا یعنی ان جعلی انجیلون کی۔ اعمالون کی۔ مکاشفاتون کی جڑ ہوئی جو لوگون نے کسی نہ کسی حواری کے نام سے مشہور کردی ہین۔ جو کتابین کہ بہت دنون کے بعد لکھی گئی لوگون نے مسیح کے حواریون کی تصنیف بتلادین ارجن کیوقت مین جعلی کتابین تصنیف کرکے حواریون کے نام سے مشہور کرنے کا دستور زیادہ رائج ہوا اور چھ سو برس تک رہا اب ایسے اندھیر مین کون انصاف کرسکتا ہے کہ یہ اناجیل مروجہ جعلی اور مصنوعی انجیلون مین سے نہین؟

۲ سب سے پہلی کونسل جو قسطنطین کے حکم سے شہر نائسیس مین منعقد ہوئی تھی اس مین ایک کتاب جو ڈتھ بھی کتب الہامیہ مین شامل کی گئی تھی پھر ۳۶۴ء مین ایک کونسل لوڈیسیا نام سے قائم ہوئی جس نے علاوہ کتاب جوڈتھ کے اور سات کتابین شامل کین یعنی کتاب آستر نامہ یعقوب نامہ ۲ پطرس نامہ ۲-۳ یوحنا نام یہودا عبرانیون کا خط اور اس حکم کو جابجا مشتہر کرادیا پھر ۳۹۷ء مین ایک اور کونسل قائم ہوئی جسکو کارتھیج کہتے ہین جسمین علاوہ اسطن کے جو بڑا عالم تھا ۱۲۶ اور بڑے بڑے عالم تھے اس کونسل نے یہ سات کتابین اور شامل کین کتاب وزدم کتاب ٹوبیا مین۔ کتاب باروق کتاب ایکلیزیاسٹیکس کتاب مقابیس اول ودوم مکاشفات یوحنا اس کے بعد تین کونسلین اور ہوئین جسکو کونسل ٹریو کونسل فلارنس کونسل ٹرنٹ کہتے ہین ان کونسلون نے کونسل کارتھیج کے حکم کو بحال رکھا پس یہ کتابین بارہ سو سال تک واجب التسلیم رہین۔ یہانتک کہ فرقہ پروٹسٹنٹ نے جو ۱۵۳۰ء مین قائم ہوا کہ یہ باروق کتاب ٹوبیاس کتاب جوڈتھ کتاب وزدم کتاب ایکلیزیاسٹیکس مقابیس اول ودوم کو رد کردیا اور لغو سمجھا اور کتاب آستر کے بھی چند بابون کو الحاقی بتانا اور اس کے ۱۶ باب مین سے اب ۹ باب اور دسوین کی بعض آیات کو مانتے ہین اور باقی سب کو جعلی بتاتے ہین ۱۲-۶۔ اسکا مفصل حال ہماری کتاب عیسائیون کی دینداری کا نمونہ مین دیکھو کونسل نائسیز جو عجیب وغریب طریقہ کتب الہامی وغیرہ الہامی کی شناخت کا ایجاد کیا تھا وہ بھی سننے کے لائق ہے۔ فاضل پتیس اپنی کتاب سانشو ڈکمن مین لکھتا ہے کہ جب بہت سی انجیلین اکٹھی ہوگئین تو اس کونسل نے ان کی الہامی اور غیر الہامی ہونیکی یہ تصفیہ کیا۔ کہ گرجا مین میز کے نیچے کل کتابین گڈ مڈ کرکے رکھدی جائین اور تمام بشپ اسطرح دعا کرین کہ اے خداوند جو کتابین الہامی ہین وہ میز پر چڑھ جائین اور غیر الہامی ہین نیچے پڑی رہین اور اسی کیمطابق وقوع ہوا۔ رائیسلس انز بلیڈ ص۱۱۵ جلد ۲ مطبوعہ نیویارک ۱۸۸۶ء مولفہ ایچ۔ پی۔ بلاوٹسکی۔

۳ ہارن صاحب مفسر اپنی تفسیر کی جلد ۴ مین لکھتے ہین کہ بڑا سبب اختلاف عبارت کا ایسی خرابیان یا تبدیلیان ہین جو کسی فرقہ کی مطلب براری کیلئے دانستہ کی گئین ہین خواہ وہ فرقہ درست مذہب رکھتا ہو یا بدعتی۔ یہ بات محقق ہے کہ ان لوگون نے بھی جو دیندار کہلاتے ہین قصداً بعض خرابیان یا تبدیلیان اس دور اندیشی سے کین کہ جو مسئلہ تسلیم کیا ہے اسکو تائید ہو یا جو اعتراض اس مسئلہ پر ہوتا ہو وہ نہو سکے انہی ان خرابیون اور تبدیلیون سے ایک یہ ہے کہ کسی تثلیث کرنیوالے نے اول یوحنا باب ۵-۷ مین یہ الفاظ بڑھادئے ہین تین ہین جو آسمان پر گواہی دیتے ہین باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینون ایک ہین دیکھو کسی دیندار صاحب نے کسقدر چالاکی کی ہے کہ صریحاً تثلیث کا عقیدہ انجیل مین داخل کردیا (مفصل دیکھو عیسائیون کی دینداری کا نمونہ)

کچھ نصیحت کی باتیں

حقوق اللہ کے متعلق ۱۔ تم خدا کو اپنے جسموں اور روحوں کا رب سمجھو جس نے تمہارے اجسام اور ارواح کو پیدا کیا وہی تم سب کا خالق ہے اس بن کوئی چیز موجود نہیں ہوئی اور نہ زندہ و قائم رہ سکتی ہے کیونکہ حی و قیوم وہی ہے

۲۔ زمین۔ آسمان۔ چاند سورج اور جس قدر نعمتیں زمین و آسمان میں نظر آتی ہیں یہ کسی عمل کنندہ کے عمل کی پاداش نہیں ہے بلکہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میری فلاں نیکی کے عوض خدا نے سورج بنایا زمین کا فرش بچھایا یا پانی کو پیدا کیا۔

۳۔ تو سورج اور دیگر اجرام علوی کی پرستش نہ کر کسی آدم زاد اور کسی جسمانی چیز کو خدا مت سمجھ کیونکہ یہ سب چیزیں تو تیرے ہی لئے پیدا کی ہیں اور بطور خادم کے کام کرتی ہیں۔ پھر مخدوم کا رتبہ انہیں حاصل نہیں۔ چہ جائیکہ معبود ہوں۔

۴۔ خدا تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی حقیقی طور پر تعریف نہ کر کیونکہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا مصداق اور مرجع وہی ذات پاک ہے بجز اس کے کسیکو اس کا وسیلہ مت سمجھ کہ وہ تجھسے تیری رگ جان سے بھی زیادہ عزیز ہے

۵۔ تو اسکو ایک سمجھ کہ جسکا کوئی ثانی نہیں تو اسکو قادر سمجھ جو کسی فعل قابل تعریف سے عاجز نہیں ہے تو اسکو رحیم سمجھ کہ جس کے رحم اور فیض پر کسی عامل کے عمل کو سبقت نہیں۔

عام ہدایتیں گناہ کی ممانعت میں

۱۔ تو سچ بول اور سچی گواہی دے اگرچہ اپنے حقیقی بھائی پر ہو یا باپ پر ہو یا ماں پر ہو یا کسی اور عزیز پر ہو اور سچائی کی راہوں سے الگ مت ہو۔

۲۔ تو خون مت کر کیونکہ جس نے ایک بیگناہ کو مار ڈالا۔ وہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے سارے جہان کو مار ڈالا۔

۳۔ تو اولاد کشی اور دختر کشی مت کر تو کسی ظالم یا قاتل کا مددگار نہ ہو۔

۴۔ تو زنا مت کر۔

۵۔ تو کوئی ایسا فعل نہ کر جو دوسرے کے ناحق آزار کا موجب ہو۔

۶۔ تو قمار بازی مت کر۔ تو شراب مت پی۔ سود مت لے۔ اور جو اپنے لئے اچھا سمجھتا ہے وہ دوسرے کے لئے کر۔

۷۔ تو نامحرم پر ہرگز آنکھ مت ڈال نہ شہوت سے نہ خالی نظر سے کہ یہ تیرے لئے ٹھوکر کھانے کی جگہ ہے۔

۸۔ تم اپنی عورتوں کو میلوں اور محفلوں میں مت بھیجو اور ان کو ایسے کاموں سے بچاؤ کہ جہاں وہ ننگی نظر آویں۔ تم اپنی عورتوں کو زیور چھنکاتے ہوئے خوش نظر پسند لباس میں کوچوں اور بازاروں میں اور میلوں کی سیر سے منع کرو اور ان کو نامحرموں کی نظر بازی سے بچاتے رہو۔

۹۔ تم اپنی عورتوں کو تعلیم دو اور دین اور عقل اور خدا ترسی میں ان کو پختہ کرو اور اپنے لڑکوں کو علم پڑھاؤ۔

۱۰۔ تو جب حاکم ہو کر کوئی مقدمہ کرے تو عدالت سے کر اور رشوت مت لے اور جب تو گواہ ہو کر پیش ہو۔ تو سچی سچی گواہی دیدے اور جب تیرے نام حاکم کیطرف سے بغرض ادا کرنے کسی گواہی کے حکم طلبی کا صادر ہو تو خبردار حاضر ہونے سے انکار مت کر اور عدول حکمی مت کر۔

۱۱۔ تو خیانت مت کر۔ تو کم وزنی مت کر اور پورا تول تو جنس ناقص کو عمدہ کی جگہ مت بیچ تو جعلی دستاویز مت بنا اور اپنی تحریر میں جعلسازی مت کر تو کسی پر تہمت مت لگا اور کسیکو ایسا الزام نہ دے کہ جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں۔

۱۲۔ تو چغلی نہ کر۔ تو گلہ نہ کر تو نمامی مت کر اور جو تیرے دل میں نہیں وہ زبان پر مت لا۔

۱۳۔ تجھ پر تیرے ماں باپ کا حق ہے جنہوں نے تجھے پرورش کیا۔ بھائی کا حق ہے محسن کا حق ہے۔ سچے دوست کا حق ہے۔ ہمسایہ کا حق ہے۔ ہموطنوں کا حق ہے۔ تمام دنیا کا حق ہے۔ سب کو رتبہ برتبہ ہمدردی کر۔

۱۴۔ شرکا سے بد معاملگی مت کر یتیموں اور ناقابلوں کے مال کو خورد برد مت کر۔

۱۵۔ اسقاط حمل مت کر۔ زنا کی تمام قسموں سے پرہیز کر۔ کسی عورت کی عزت میں خلل ڈالنے کی نیت سے اس پر بہتان مت لگا۔

۱۶۔ رو بخدا ہو۔ رو بدنیا مت ہو۔ کہ دنیا ایک گذرنے والی چیز ہے اور وہ جہان ابدی جہان ہے بغیر ثبوت کامل کے کسی پر الزام تہمت مت لگا کہ دلوں اور کانوں اور آنکھوں سے قیامت کے دن مواخذہ ہوگا۔

۱۷۔ کسی کے مال میں لاپرواہی سے نقصان مت پہنچا اور نیک کاموں میں لوگوں کو مدد دے

۱۸۔ اپنے ہم سفر کی خدمت کر اور اپنے مہمان کو بتواضع سے پیش آ۔ سوال کرنیوالوں کو خالی ہاتھ مت پھیر اور ہر ایک جاندار بھوکے پیاسے پر رحم کرو

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے درس قرآن مجید میں سے چند باتیں۔ (ہماری اپنے الفاظ میں)

....

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ قرآن کریم نے کیا لطیف اور محکم بات فرمائی ہے

کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد بھی تمکو کندن بنا دیتا ہے ۔ خدا تعالیٰ کا فضل خواہ کوئی بھی کیوں نہ ہو کبھی عبث اور بیہودہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں انسان کی بہتری اور بہبودی مضمر ہوتی ہے ۔ اولاد۔ اموال۔ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں۔ انکی خبرگیری۔ احتیاط حسن سلوک تربیت وغیرہ وغیرہ سے انسان کی اخلاقی قوتوں کا نشو و نما ہوتا ہے اپنے پاک نمونہ سے انسان ایک دائمی نیکی کا بیج بوتا ہے مگر جس شخص کو ایسا موقع حاصل نہیں ہے وہ ان اخلاق فاضلہ کو جو اولاد کی تربیت اور تعلیم اور احتیاط و سلوک کی تہ میں ہیں کیونکر حاصل کرسکتا ہے ۔ ہماری شریعت۔ اعتقادات صحیحہ اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ کا مجموعہ ہے

یہی وجہ ہے کہ اسلام رہبانیت اور تجرد کو پسند نہیں کرتا بلکہ جائز نہیں رکھتا - اللہ تعالے کی دی ہوئی طاقتون کا برمحل اتفاق نہ کرنے سے انسان کے ایمان مین نقص اور کمی راہ پاتی ہے - یہانتک کہ اندیشہ ہو جاتا ہے کہ ان الذین کفروا کے زمرہ مین داخل نہ ہو جاوے -

اسلام نے جو کچھ بیان کیا ہے اس دعوے کو دلائل سے موکد کیا ہے اور یہ فخر جملہ مذاہب مین سے اسلام ہان صرف اسلام کو ہی حاصل ہے کہ وہ اپنے مبلغ کو و عادی کی تصدیق اور تائید کے لئے خارجی دلائل کی تفتیش اور تلاش کا محتاج نہیں بناتا ہے -

مگر یہ بات بھی یاد رکھو کہ کوئی چیز خواہ کیسی ہی مفید اور بہتر کیون نہ ہو لیکن وہ مفید نہیں ہو سکتی جب تک کہ اسکا استعمال عمدہ نہ ہو ادویات کے خواص محدصحت مسلم ہین لیکن تا وقتیکہ ہم عمدہ طور پر قواعد طب کی رعایت سے ان کو استعمال نہ کرین کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے -

مکر کے کیا معنی ہین

مکر کے معنے کرنے مین مخالفان دین اسلام خصوصا عیسائیون نے محض عداوت اور حسد کی راہ سے اور دیاسندی آریون نے ان کی تقلید سے بہت غلطی کہائی ہے یا فریب دینا چاہا ہے - مکر - کید - حیلہ - وغیرہ ملٹری ٹرمس - (فوجی اصطلاحین) ہین اور ان کے معنے قریب قریب ایک ہی ہین - چنانچہ اس آیت مین اذ یمکر بك الذین کفروا لیثبتوك او یخرجوك او یقتلوك و یمکرون و یمکر اللہ واللہ خیر الماکرین - مین مکر سے مراد تدابیر جنگ ہی ہین یعنی جب کہ بے ایمان کافر تیری نسبت خفیہ تدابیر کر رہے تھے کہ تجھے قید کر لین یا جلا وطن کرین یا مار ہی ڈالین - اور باریک در باریک تدبیرون مین لگے ہوئے تھے اور اللہ تعالے بھی تدبیر کر رہا تھا (آخر ثابت ہوگیا) کہ اللہ کی تدابیر ہی خیر و برکت کی بھری ہوئی ہین - اس مقام پر صاف ظاہر ہے کہ اہل عرب کے منصوبہ بازیون اور خفیہ تدابیر کو مکر کے لفظ سے بیان کیا ہے -

عرب نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین تدابیر کین یعنی اخراج - قید قتل - مگر پہلی دو تدبیرون کو کمزور سمجھکر آخر انھون نے تدبیر قتل پر اتفاق کیا - مگر اللہ کی تدابیر کیسی غالب اور خیر و برکت کا موجب ہوئین کہ ان نا عاقبت اندیشون کی ہی تدابیر مین سے بظاہر ایک تدبیر ایسی نکل آتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری حفاظت کے ساتھ مکہ سے نکل جاتے ہین اور پھر وہی ہجرت آپ کی بے نظیر کامیابیون اور برکتون کا بنیاد ی پتھر رکھدیتی ہے ہجرت کے بعد آپ کی کامیابیان اللہ تعالےکے خیر الماکرین ہونے کی کیسی مثبت ہین -

نا عاقبت اندیش انسان جلد بازی اور عداوت سے الفاظ کے معنے کرتے ہین موقع محل متکلم اور مخاطب کے حالات کا لحاظ نہیں کرتا - اور سچ تو یہ ہے کہ راستباز سے بیجا عداوت اسکو پاس کرنے نہیں دیتی - اسلئے اللہ تعالے سے ہر وقت دعا مانگنی چاہئے - کہ راستبازون کی مخالفت اور انکار سے بچاوے بلکہ کونوا مع الصدقین کے زمرہ مین داخل کرے -

افسوس ہے

کہ جولائی ۱۸۹۹ء مین اخبار کی اشاعت مین غیر معمولی بے ترتیبی واقع ہوئی - چونکہ ناظرین کو اسباب رکاوٹ سے اطلاع نہین ہوئی اس لئے نہایت اضطراب اور بیقراری سے بھرے ہوئے شکایتی خطوط کا لگاتار سلسلہ شروع ہو جاتا ہے ہم انکی اطلاع کی خاطر اسقدر عرض کرنا چاہتے ہین کہ ۱۰ر جولائی کا الحکم ابھی چھپنا شروع نہ ہوا تھا کہ یکایک پتھر ٹوٹ گیا جسکی وجہ سے ۱۰ر کا پرچہ کوئی ۲۱ یا ۲۲ کو جا کر اشاعت پذیر ہوا - اور پھر بارش کیوجہ سے خدا کی قدرت ہے وہ مکان جسمین پریس لگا گیا - مجبورًا وہان سے پریس اکھاڑ کر دوسری جگہ لگایا گیا - اور اس نقل مکانی مین اور پریس کی ضروری مرمت نے ۱۷ر جولائی کے پرچہ مین پھر دیر کی - بہرحال ہم نے یہ پسند نہین کیا کہ ان نمبرون کو چھوڑ کر دوسرے نمبر شائع کرین اس لئے یہ انتظام کیا ہے کہ اگست کے پہلے پرچہ کے ساتھ ۲۴ر جولائی کا الحکم اور دوسرے کے ہمراہ ۳۱ - جولائی کا الحکم ناظرین کو ڈبل نمبر کی صورت مین پہنچا دین - ان قدرتی اور اتفاقی حادثات کیوجہ سے ہمارے ناظرین ہمین معذور سمجھین گے -

اثبات خلافت شیخین

حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کے مندرجہ عنوان لاجواب لیکچر نے جسقدر فائدہ اہل اسلام کو پہنچایا ہے اور جسقدر قبولیت اس نے حاصل کی ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آج ایک کاپی بھی اس کی نہیں ملتی - ہم نے بہت سے دوستون کے بیحد اصرار سے اس کو دوبارہ چھاپنے کا ارادہ کیا ہے اور ہمارے محسن و مخدوم مولنا صاحب نے اس لیکچر کو مزید حواشی اور فٹ نوٹس کے ساتھ اور بھی مزین کر کے دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور مولنا صاحب نے محض دینی عزت اور حمایت اسلام کی غرض سے اس کام کو نہایت خوشی کے ساتھ کرنیکا مستعد ارادہ فرمایا ہے - اور اس خیال سے کہ الحکم کو امداد پہنچے مکرر چھاپنے کی اجازت دی ہے - جس خوبی اور پایہ کا یہ لیکچر ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آجتک کسی شیعہ کا قلم اس کے جواب مین نہیں اٹھ سکا -

قرآن کریم کی عظمت کو دنیا مین قائم کرنے کے لئے ایسے لیکچرون اور رسالون کی ضرورت ہے - بالکل قرآن کریم سے ہی جس مضمون کو لیا ہے ادا کیا ہے - ہمکو کسی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے احباب الحکم کی امداد کی غرض سے اس کی متعدد کاپیان خرید کر تقسیم کرین گے اور مفت تقسیم کرنے والون کو ہم یہ لیکچر ۲۵ فیصدی نفع کے ساتھ دین گے اور درخواستین جلد آنی چاہئین -

منیجر اخبار الحکم قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دوستوں کی نظر غور کے لئے

مسیح موعود کے جان نثار خادم - حضور ممدوح (ایدہ اللہ) کے مقاصد سے واقف - یعنی ضرور تون کی سیاسی نگاہ سے پرکھنے والی قوم - پھر مین ناحق کا دردسر اٹھا کر قصہ کو لمبا کرون زمانہ کے سروقت چکنے چپڑے فقرے کہون کیا حاصل صاف اور سیدھی بات کہے دیتا ہون کہ مدرسہ

تعلیم الاسلام کو آپ کی ہمدردی کی سخت ضرورت ہے - ممکن ہے کہ اب تک بعض کو معلوم

انوار احمدیہ پریس مین شیخ یعقوب علی (تراب) مالک نے چھاپ کر شائع کیا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۔۔۔ رجسٹرڈ ایل ۔۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اخبار الحکم

قادیان دار الامن والامان ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۷ مطابق ۴ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء

خطبہ (موعظت)

جو حضرت مولٰنا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ۲۱ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء کو پڑھا اور ایڈیٹر نے مولانا ممدوح کے پنجابی خطبہ کو شائستہ اردو مین لکھا۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

اور ایک شخص نے جو تھا قوم فرعون ہی مین کے مگر مومن تھا۔ اور اپنے ایمان کو مخفی رکھتا تھا ان لوگون کہا (سنو) کیا تم ایک شخص سے برسرپیکار ہوتے اور اس کے قتل کے منصوبے کرتے ہو جو کہتا ہے اَللّٰہُ رَبِّیْ یعنی جو اپنا محسن و مربی اس پاک ذات کو قرار دیتا ہے جو جمیع صفات ستودہ سے متصف اور کل صفات ناقصہ اور ردیہ سے منزہ ہے اور پھر اپنے اس قول کی کہ (رَبِّیَ اللّٰہ) تصدیق مین کھلی کھلی نشانیان لیکر آیا ہے (دیکھو اگر تم ان آثار اور نشانات بینہ کو جو اللہ تعالے کے اپنے ساتھ معیت کے وہ دکھاتا ہے) دیکھکر بھی اس کی تکذیب سے باز نہین آتے اور مجادلہ نہین چھوڑتے تو آسان فیصلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ درحقیقت کاذب ہے اور خدا تعالے پر افترا باندھتا ہے تو اسکی ہلاکت اور سزا کے لئے اسکا جھوٹ ہی کافی ہے لیکن اگر وہ سچا ہے تو پھر یہ بھی یاد رکھو کہ ان وعدہ‌ہاے سے تمکو کوئی پہنچ رہے گا جو وہ تم سے کرتا ہے۔ پس اسی معیار کو تم رہنے دو کیونکہ اللہ تعالی کی یہ سنت اور پختہ قانون ہے کہ وہ کبھی کبھی بھی اپنی حد سے باہر قدم رکھنے والے اور خدا تعالے پر جھوٹ بولنے والے انسان کو سرفراز اور سرسبز نہین کرتا۔ اللہ تعالے نے قرآن کریم مین ایک صادق۔ مامور من اللہ۔ راستباز کا ذکر فرمایا ہے جو بنی اسرائیل کو مصر کے آہنی تنور اور فرعون کی غلامی سے رہائی دینے کے لئے اُس زمانہ کے متکبر اور رعونت مجسم انسان کے سامنے جاکر تبلیغ حق کرتا ہے اور پورے زور اور قوت کے ساتھ اپنے مخالف کی جو اسوقت دنیوی جاہ و جلال کی کرسی پر بیٹھا ہوا شیخی بگھار رہا تھا ہلاکت کی پیشگوئی کرتا ہے اس کے دعوے کی قوت اسکی جرءت اور پُرہیبت آواز اس امر کا ثبوت دے رہی ہے کہ اُس کا مربی اللہ تھا۔ کسقدر قوت یقین اور استقلال رکھتا ہے۔ نادان فرعون اپنے جاہ و جلال اپنے حشم و خدم کے گھمنڈ مین سرشار اس عاجز انسان کے قتل کا ارادہ کرتا ہے لیکن اُسی قوم کا ایک مومن انسان اُٹھکھڑا ہوتا ہے اور اُن سب کو جو **موسیٰ علیہ السلام** کے قتل کے درپے تھے مخاطب کرکے ایک معقول بحث کرتا ہے اور قوم پر حجت ملزمہ قائم کر دیتا ہے۔

اس قصہ کے بیان سے خدا تعالیٰ کا یہ منشا ہے کہ تا وہ پاک اور سچا اصول دنیا کے سامنے پیش کرے جو استقرا کے طور پر

مامور من اللہ کی صداقت اور جانچ کا ایک کامل العیار محک ثابت ہوا ہے اور وہ یہ ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ

یعنی خدا تعالے کبھی بھی ایسے انسان کو برومند اور سرسبز نہیں کرتا جو اپنی حد سے بڑھ جانے والا ہو اور خدا تعالے پر افترا اور جھوٹ باندھتا ہو۔ اس سنہری اصول پر غور کرو خدا تعالے نے اپنا لاتبدیل قانون اور لاتحویل قاعدہ بتلا دیا ہے کہ جو لوگ اپنی حد سے باہر قدم رکھتے ہیں اور جس عہدہ اور اعزاز کی قابلیت نہیں رکھتے پھر اپنے آپ کو اسکا سزاوار اور مستحق قرار دیتے ہیں خدا کی ذات پر جھوٹ بولتے ہیں یعنی مامور اور منجانب اللہ نہیں ہوتے لیکن اپنی ماموریت کا دعا کرتے ہیں وہ فائز المرام نہیں ہوتے۔

مسرف کسکو کہتے ہیں۔ ایک شخص جو اپنے آپ کو مالدار اور ذی حیثیت دکھانے کے لئے محض ہنود کیطرح فضول خرچیاں کرتا ہے یہانتک کہ ایک وقت اس پر آجاتا ہے کہ دیوالیہ ہو جاتا ہے ادھر سے ڈگری ہوتی ہے اودھر سے گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوتے ہیں اور پھر وہ ساری شیخی کرکری ہوکر رہجاتی ہے۔ وہ عزت و مکنت جو کہ بو الفضول چاہتا تھا کہاں گئی۔ اسکی عزت پر پانی پھر گیا۔ اور ٹکڑے سے محتاج ہوکر ذلت اور نکبت کے قعر مین جا پڑا۔ یہ ایک ایسا ثابت شدہ امر ہے کہ ہمکو کسی بحث کی اسپر ضرورت نہیں آئے دن ایسے تباہ کار لوگون کے حالات دیکھ جاتے ہین۔

پھر وہ کذاب جو خدا تعالی پر افترا کرکے دو چار فقرے سُنا کر مامور من اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے حالانکہ اسکو خدا تعالے کیطرف سے مامور ہونے کا اعزاز نہین دیا گیا۔ غلط فہمی غلط کاری سے ایک راستباز کے بالمقابل بول اٹھتا ہے کہ مین کامیاب ہونگا اور بالمقابل راستباز کو مسرف کذاب کہتا ہے۔ اور ادھر یہ راستباز بولتا ہے کہ مجھے کہا گیا ہے **انا الفتاح**

افتح لک تری فتحا مبینا۔ یاتیک

من کل فج عمیق

اب یہ اصول اس موقع پر کیسا کام دیتا ہے اگر اول الذکر جو دوسرے کو مسرف کذاب کہتا ہے فی الحقیقت خدا تعالے کیطرف سے نہین بولتا ہے تو اسکا پول کھلجاویگا اور مسرف کذاب کا خود ہی مصداق ہوکر بے نیل مرام دنیا سے اٹھ جائے گا اور وہ شخص جو منصر کائنات عالم الغیب خدا کے کہنے سے بولتا ہے کہ **انا الفتاح** وہ کامیاب ہوکر اور بھی اس کے جھوٹ پر مہر کر دیگا۔ غرض یہ ایک بین اور معًا ایک نازک اصول ہے

آج بھی ایک صدا مامور من اللہ ہونے کی کانون مین ایک عرصہ سے گونج رہی ہے اور خدا کا احسان اور اسکا فضل ہے کہ اس آواز کی حقیقت ہمپر کھلی اور اسے تسلیم کرنے کی توفیق ہمکو ملی۔ اس نے کہا کہ

اس زمانہ کا امام مین ہون

اسپر نادانون نے شور مخالفت بلند کیا۔ تکفیر کے فتوون کے لئے تگ و دو کی۔ غرض کہین کچھ کہین کچھ ہر قسم کی مخالفت سے چاہا کہ اس نور اللہ کو بجھا دین مگر وہ تو روشن ہی ہوتا گیا۔

مین کہتا ہون کہ آہ! کیون ان عاقبت اندیش حقیقت و حق سے مہجور لوگون نے قرآن کریم کے اس مقدس اصول کو زیر نظر نہ رکھا اور کیون اب بھی اس پر توجہ نہین کرتے۔ گھبرانے اور حیرت مین پڑنے کی کیا ضرورت ہے مدعی کے سچ اور جھوٹھ کے دریافت کرنے کے لئے کسی اور معیار کی تلاش فضول ہے۔ یہ بہت سچا اور خطا نہ کرنے والا محک موجود ہے۔

ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ایک تاریک غار سے نکلکر جس مین کوئی انسان آسایش و آرام کے ساتھ نہین بیٹھ سکتا باوجودیکہ کسی قسم کا سہارا اور آسرا قوم یا کسی انسان کا نہین ایک اکھڑ اور سرکش قوم کے سامنے کہتے ہین۔

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝

اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ

باایںہمہ بے سامانی و بیکسی وہ انسان کامل قوم کو یہ سناتا ہے اور ابھی معلوم نہین کہ نادان قوم سے کیا کیا پیش آتا ہے مگر یہ اسے پہلے سے کہے دیتا ہے کہ چونکہ میرا استاد میرا محسن و مربی مکرم ہے اس لئے مین بھی معزز و محترم ہونگا۔

ایک دہریہ جو اپنی ناقص عقل مین ہستی الٰہی کے لئے کوئی زبردست دلیل یا شہادت نہین پاتا (بہ خیال خویش) مین خدا ہی کو گواہ رکھکر کہتا ہون کہ اگر وہ ہماری کتاب مجید مین غور کرے اور سید الاولین و الآخرین علیہ افضل الصلوۃ والسلام کی اس شان مین جو کتاب مجید نے دکھائی ہے فکر کرے تو اسکو ایک چمکتا ہوا **خدا** نمایان طور پر نظر آئے گا۔ کیا ایک عاجز انسان عرب جیسی قوم کے سامنے خود بخود بغیر بلائے یہ کہہ سکتا ہے کہ اقرء وربک الاکرم آہین بڑی بھاری غرض بیان کی گئی ہے کہ تیرا مربی جو خود مکرم ہے محترم ہے اور جب اسکی کنار عاطفت مین تو نے پرورش پائی ہے پھر تو بھی اعزاز و تکریم کی کرسی پر بیٹھے گا۔ پھر دیکھلو کہ کسقدر عزت حاصل کی۔ ہمارے ہادی و مولے سید الاصفیا کی شرافت اور بزرگی کے کنہ تک آج کون پہنچ سکتا ہے۔ ہر آن جبکے مدارج و مراتب مین ایک رفعت اور کثرت ہورہی ہے۔ اللہ اللہ ایسا بڑا جلیل القدر انسان!!! جسنے بنی نوع انسان کے کمالات کو یکجا جمع کرکے دکھا دیا۔

غرض بات یہ ہے کہ وربک الاکرم کہنے والا واقعی خدا تھا ورنہ باوجود اسقدر رکاوٹون کے اور مخالفون کے کیا ممکن تھا کہ ایک بےکس بےبس بےزر بے پر انسان اسقدر کامیاب ہوسکتا

مسیلمہ کذاب کا ہی معاملہ دیکھلو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ آدھی زمین مجھے دیدو اور آدھی تم لے لو۔ لیکن آپ نے اس مسرف کذاب کے جواب مین لکھا

ان الارض للّٰہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین

زمین خدا تعالےٰ کی ہے جسکو چاہتا ہے اپنے بندوں مین سے وارث کرتاہے اور انجام نیک متقیون کا ہے یعنی ہم دونو مین سے جو متقی ہوگا آخر کامیاب ہوگا۔

دوسرے لفظون مین یون کہو کہ حامل قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام صاف دلیری سے دعویٰ کرتے ہین کہ مین متقی ہون اسلئے خدا تعالےٰ کا فتویٰ ہے کہ کامیاب ہونگا وارث مین ہون گا اگر یہ انسانی افترا نعوذ باللہ ہوتا تو یہان بھی وہی ناکامی پیش آتی جو مسیلمہ کے پلہ پڑی لیکن واقعات نے دکھادیا کہ لاریب آپ سید الاتقیا تھے اور انا اعطینٰک الکوثر کے سچے مخاطب تھے۔

مین پھر اصل کیطرف رجوع کرکے کہتا ہون کہ یہ کیا عجب اور مستحکم اصول ہے کہ ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب۔ جو اپنی چادر سے باہر قدم رکھتا ہے اور کذاب ہے خدا اسکو کامیاب نہین کرتا۔ سمجھ نہین آتا دل گھبراتا اور ایک ایک وقت میری گلے مین آکر اٹک جاتاہے کہ وہ قوم جسکے پاس ایسے مستحکم اصول راستباز اور مسرف کذاب مین امتیاز کے موجود ہین اور جو ایسی کتاب اپنے پاس رکھتے ہے جسکو قول فصل خدا نے آپ کہا ہے جو میزان اور مہیمن کہلاتی ہے کیا .... ان آیات کو نہین پڑھتی اور پڑھتے ہین تو پھر ان سے کیا مراد لیتے ہین۔ ایک دو نہین بائیس برس سے زیادہ عرصہ گذرنے کو آیا۔ یہ خدا کا راستباز پکار پکار کر کہتا ہے کہ مین مہدی ہون اور خدا نے مجھے ھدی و مسیح بنا دیا ہے پہلے اگر دھیمی آواز سے بولتا تھا تو اب ایک گرج اور کڑک سی بولتا ہے بلکہ اس کی آواز آج اس زور مین ہے کہ گرجتی ہوئی یورپ کے عظیم الشان گرجون کی صلیب پر جا کر گرتی ہے۔ اگر کوئی میرے جیسا مذاق رکھتاہے اور میرا دل کسی مین ہے تو وہ اس سے لذت اٹھا سکتا ہے۔

غیظ و غضب کو دور کرکے تعصب اور ضد چھوڑ کر کوئی دیکھے کہ اس آواز مین کیسی قوت کیسا یقین اور استقلال ہے پھر نری آواز ہی نہین بلکہ اس کے ساتھ نمایان نصرتین اور برکات الہیہ کے بین اور کھلے نشان

مین کیا ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ خود حق اور باطل مین التباس کرے تعالیٰ شانہ ہو نہین سکتا! ایک جھوٹا وہ نصرتین پا سکے جو ایک راستباز کو ملتی ہین ممکن نہین؟

انسان ایک مستقیم دل سے کر سوچے تو حیران ہو جاتاہے کہ کیون تیرہ سو برس پیشتر اپنے رسول کی زبان سے کہلایا کہ ان لمہدینا آیتین کیا خدا قادر نتھا کہ وید اور پران کیطرح احادیث کی اصلیت کو گم کر دیتا۔ کیا احادیث کے الفاظ کا محفوظ رہنا اور پھر خسوف کسوف کا اسی فرمودہ کے موافق ہو جانا صاف طور پر نہین بتلاتا کہ منشاء الٰہی یونہی تھا پھر اسی نشان کو کیون ایک ایسے مدعی کے وقت مین پورا کیا۔ اونٹ کیون بیکار ہوگئی ریل اور چھاپہ کا اجرا اسی کے زمانہ مین کیون بسرعت ترقی ہوتاہے۔ کیون ایسا ہوتاہے کہ طاعون کی خبر بھی اس کے زمانہ مین پوری ہوئی پھر علاوہ بران ایک کپکپا دینے والی پیشگوئی کا پورا ہونا ایک بیدل شخص کا اپنی بدزبانیون اور دریدہ دہنیون کی پاداش مین خدا تعالےٰ کے غضب کی قہری چھری سے اس کے کہنے کے موافق عین میعاد کے اندر ہلاک ہونا اگر اسے ہلاک بھی ہونا تھا تو خدا تعالےٰ اسکو صرف اس لئے بچا لیتا کہ اس جھوٹے کو ترقی نہ ہوتی؟ مگر نہین اے قوم! ناقدر شناس قوم سن۔! اور کان لگا کر سن۔ آسمان نے اسکی صداقت پر مہر کردی زمین نے اپنے خزانے اگلدئے اور اسکی تصدیق کے لئے تمام نشانون کو پورا کردکھایا مشیت الٰہی یونہی تھی۔ خدا کا مامور آیا۔ اور اپنے وقت پر آیا اسکی تائید و تصدیق مین نشان کیون پورے نہ ہون؟ اے قوم تو اب اور کیا چاہتی ہے جو تیری خوشی کا موجب ہو۔ اللہ اللہ خدا کا کلام جلی اور زرین حروف مین لکھا ہوا ہے کہ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

اور پھر تم دیکھ چکے کہ یہ نوبنت نئی قوت اور ہر روز ایک تازہ نصرت کے ساتھ ترقی کرتاہے پس آؤ مخالفت سے باز آؤ کہ یہ خدا تعالےٰ سے لڑائی ہے اور اس سے لڑنے مین خیر و برکت نہین ہے۔ ناسپاس قوم! اٹھ اور شکر کے سجدے کر۔ اپنی نشابکاریون سے توبہ کر۔ اور اپنے ہمدرد اور خیرخواہ کی باتین سن کہ تیرے لئے برکت کا موجب ہے!!!

میرے دوستو! ہان اے وہ لوگو جنھون نے اس امام کو پہچان لیاہے اور اس کا ساتھ دیاہے تم بھی سن رکھو کہ تم پر حجت پوری ہو چکی تم نے نشانات کو دیکھ لیا۔ تم صرف اس بات پر نازنہ کرو کہ امام کے ساتھ ہو یاد رکھو کہ تقویٰ کے بغیر کچھ نہین۔ ساری امیدین اور کامیابیان متقیون کے واسطے ہین۔ پس اسکا ساتھ دینا کیا ہے اسکی ہر ادا اس کے خط و خال نشست برخاست غرض اسکی بات سے محبت کرنا تاکہ تقویٰ کی حقیقت کا یقین ہونے لگے۔ مین اس خطبہ کی گھڑی مین اپنے لئے اور اپنے حاضر و غائب دوستون کے لئے دعا کرتا ہون کہ خدا تعالےٰ تقوی اللہ کی توفیق دے۔ اور امام کے ساتھ سچی محبت اور ارادت عطا فرماوے اسکی محبت مین زندہ رکھ اور اسکی محبت مین دنیا سے اٹھا کر اور اس کے محبون کے زمرہ مین

جلائے

آمین

مکتوب امام الزمان علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ المخدوم کا عنایت نامہ پہنچا حدیث نبوی بغیر فہم غیری کے معنے جو اس عاجز کے دل مین ڈالے گئے ہین یہ ہین کہ غیر کے لفظ سے نفس ماسوی اللہ مراد نہین بلکہ نفس نااہل و ناآشنا مراد ہین مگر جو لوگ مومن حقیقی ہین وہ بباعث استعداد فنا اور زوال حجب کی کبریائی دامن کے اندر داخل ہین۔ اور غیر نہین ہین خود خدا تعالےٰ نے بعض مصالح اہل کتاب کے حق مین اپنی کتاب مجید مین فرمایا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم یعنی وہ لوگ پیغمبر آخر الزمان کو جو امام الدنیا اور سید الاولیا ہے اسطرح پر شناخت کرتے ہین جیسے وہ اپنے بیٹون کو شناخت کررہے ہین اور اسی طرح روحانی

روشنی کی برکت سے اولیا اولیا کو شناخت کر لیتے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اویس کے وجود کو یمن میں شناخت کر لیا ہے اور بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یمن کی طرف سے رحمٰن کی مجھکو خوشبو آرہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کے مراتب معلوم تھے اور ہر ایک کی نورانیت باطنی کا اندازہ اُس قلب منور پر مکشوف تھا ہاں جو لوگ بیگانہ ہیں وہ بیگانہ حضرت احدیت کو شناخت نہیں کرسکتے جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

یعنی وہ تیری طرف (اے پیغمبر) نظر اُٹھا کر دیکھتے ہیں پر تو اُنھیں نظر نہیں آتا اور وہ تیری صورت کو دیکھ نہیں سکتے۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انوار روحانی کا سخت چمکارہ بیگانہ بعض پر بھی جا پڑتا ہے جیسے ایک عیسائی نے جب کہ مباہلہ کے لئے آنحضرت صلعم مع حسنین و حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم عیسائیوں کے سامنے آئے دیکھکر اپنے بھائیوں کو کہا کہ مباہلہ مت کرو مجھکو پروردگار کی قسم ہے کہ میں ایسے منہ دیکھ رہا ہوں کہ اس پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اٹھ جا تو فی الفور اُٹھ جائیگا۔ تو خدا جانے کہ اسوقت نور نبوت و ولایت کیسا جلال میں تھا کہ اُس کافر بد باطن اور سیہ دل کو بھی نظر آگیا اور عام طور پر باستثنا خواص اہل اللہ و اکابر اولیا کی حقیقت لا یہ کہ جو قرب الٰہی کا نام ہے بجز حضرت احدیت کے کسیکو اُسپر آگاہی نہیں ہوسکتی ہے اس حقیقت کے انوار و آثار جیسے صبر استقامت رضا جود سخا صدق و فا شجاعت حیا اور نیز خوارق و دیگر علامات قبولیت لوگوں پر ظاہر ہو جاتے ہیں مگر یہ سب آثار ولایت ہیں اور حقیقت ولایت ایک مخفی امر ہے جس پر غیر اللہ کو ہرگز اطلاع نہیں واللہ اعلم بالصواب

اور جو آپ نے دریافت کیا ہے کہ خوارق و کرامات ریاضات شاقہ کا نتیجہ ہے یا کیا حال ہے اسمیں تحقیق یہ ہے کہ بلاشبہ ریاضات شاقہ کو کشوف وغیرہ خوارق میں دخل عظیم ہے بلکہ اسمیں کسی خاص مذہب بلکہ توحید کی بھی شرط نہیں اور اسی جہت سے فلاسفہ یونان اور اس ملک ہند کے جوگی اپنے تپوں جپوں کے ذریعہ سے صفائی نفس حاصل کرتے رہے ہیں اور اُنکا قلب اپنے معبود

باطلہ پر جاری ہوتا رہا ہے اور مکاشفات بھی اُنکے ظہور میں آتے رہے ہیں چنانچہ کسی تاریخدان اور صاحب تجربہ پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا اب بیخبر کو بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ جب کشوف و خوارق باطل پرستوں اور استدراج والوں سے بھی ہوسکتے ہیں تو پھر اُنمیں اور اہل حق میں کیا فرق باقی رہا اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت احدیت کے برگزیدے بندے تین علامات خاصہ سے شناخت کئے جاتے ہیں اور وہ علامتیں ایسی ہیں کہ گویا باطل پرست لوگ اپنی کجروی کی محنتوں سے گداز بھی ہو جائیں تب بھی وہ علامات اُنمیں متحقق نہیں ہوسکتیں۔ چنانچہ اوّل اُنمیں سے ایک یہ ہے کہ اہل حق کو صرف کشفی صفائی نہیں اخلاقی صفائی بھی عطا ہوتی ہے اور وہ اخلاق فاضلہ میں اسقدر پایہ عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ جیسے خدا کو اپنے اخلاق پیارے ہیں ویسا ہی وہ باخلاق اُنکو پیارے ہو جاتے ہیں اور اُنکی سرشت میں الوہیت کی تجلیات گھر کر جاتی ہیں اور بشریت کی آلودگیاں اور تنگیاں اُٹھ جاتی ہیں پس اُن سے نیک اور پاک خلق ایسے عجیب اور خارق العادت کے طور پر صادر ہوتے ہیں کہ بشری طاقتوں سے بجز خاص تائید الٰہی کے اُنکا صادر ہونا ممکن نہیں انسان بشریت کے تخلیات اور نفس امارہ کی زنجیروں میں اور ننگ و ناموس کی قیدوں میں اور خانہ داری کے جانگداز فکروں میں اور شدائد اور آلام کے حملوں میں اور وساوس اور اوہام فیشنر نیوں میں سخت عاجز ہو رہا ہے اور اگر دعوی کرے کہ میں اپنے آپ ہی سے ان بھاری بوجھوں سے نکل سکتا ہوں تو وہ جھوٹھا ہے پس اہل اللہ میں یہ بزرگی ہے کہ وہ توفیق یافتہ ہوتے ہیں اور دست غیبی اپنی خاص حمایت اور قوت سے اُنکو ان تمام بوجھوں نیچے سے نکال لیتا ہے سو اُن سے ایسا توکل اور ایسا صبر اور ایسی سخا اور ایسا ایثار اور ایسا صدق اور ایسی رضا بقضا صادر ہوتا ہے کہ دوسروں سے ہرگز ممکن نہیں کیونکہ درپردہ الٰہی ستارے اُن کے مددگار ہوتے ہیں اور لغزشوں سے بچائے جاتے ہیں اور جسکی محبت میں وہ دنیا کو کھو بیٹھے ہیں اور دنیوی عزتوں اور ناموس سے بیزار ہو گئے ہیں وہ محبوب حقیقی اُنکا متولی ہو جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اہل حق مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت پاتے ہیں جو تائیدات خاصہ کی بشارتوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور نیز اُنمیں وہ مراتب عالیہ اُنپر ظاہر کئے جاتے ہیں کہ جو اُن کو حضرت احدیت میں حاصل ہیں۔ اور یہ نعمت غیروں کو ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی۔

اسجگہ یہ توجہ یاد رکھنا چاہئے کہ الہامات و مکالمات اسکو جو ایسی پیشگوئی پر مشتمل ہوں جنمیں شخص ملہم کی تائیدات عظیمہ کا وعدہ ہے وہ اہل اللہ کی شناخت کے لئے نہایت روشن علامات ہیں اور کوئی خارق عادت اُنسے برابر نہیں ہوسکتا کیونکہ خدا تعالیٰ کا اپنے بندہ سے کلام کرنا اور پھر اُس کلام کی ایسی پیشگوئیوں پر مشتمل ہونا کہ جو تائیدات عظیمہ کے مواعید ہیں اور پھر اُن مواعید کا اپنے وقتوں پر پورا ہونا محبت اللہ کا ایک روشن نشان ہے

تیسرے علامت یہ ہے کہ خواص اولیا ریاضات شاقہ کے محتاج بھی نہیں ہوتے ایک قسم کی ولایت کہ جو وہ نبوت سے بہت مشابہ ہے اس قسم کے لوگ جب دنیا میں آتے ہیں تو ہوش پکڑتے ہیں عنایت الٰہیہ اُنکی متولی ہو جاتی ہے اُنکو سالکوں کی پر تکلف حالت سے کچھ مناسبت نہیں ہوتی اُن کو کچھ خبر نہیں ہوتی کہ کب فنا آئی اور کب بقا حاصل ہوئی کیونکہ دست غیبی نے اُنکو فطرت میں ہی درست کر لیا ہوتا ہے اور بعضیہ بشریت میں داخل ہی نہیں ہوتے تعلقات شدیدہ عشق الٰہی کے اُن کی فطرت سے لگے ہوئے ہیں اور ابتداء فطرت سے کسی ریاضت کے محتاج نہیں ہوتے و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اور ایسے لوگوں سے بغیر حاجت ریاضات شاقہ کے خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ شان نبوت اُنپر غالب ہے سو اگر اکابر نقشبندیہ نے ظہور خوارق کے ریاضات شاقہ کو شرط ٹھہرایا ہے تو ایسے کمل لوگوں کو مستثنیٰ رکھلیا ہوگا اور ایسے لوگ نہایت قلیل الوجود اور نادر الظہور میں کبھی کبھی شدت حاجت کیوقت خلق اللہ کی بھلائی کے لئے دنیا میں بھیجے جاتے ہیں اور اُنکا آنا لوگوں کے لئے ایک رحمت عظیم ہوتا ہے اور امت محمدیہ مرحومہ پر حضرت احدیت کیسے یہ رحمت ہے کبھی کبھی آخر صدی پر اصلاح اور تجدید دین کے لئے اس شان کے لوگ مبعوث ہوتے ہیں اور دنیا اُن کے وجود سے نفع اُٹھاتی ہے اور دین زندہ ہوتا ہے اور یہ بات کہ ظہور خوارق ولایت کے لئے شرط ہے یا نہیں اکثر صوفیوں کا اتفاق اسی پر ہے کہ شرط نہیں پر اس عاجز کے نزدیک ولایت تامہ کے لئے ظہور خوارق شرط ہے ولایت کی حقیقی قرب اور معرفت الٰہی ہے سو جو شخص صرف منقولی یا معقولی طور پر ایمان لاتا ہے اور وہ کشوف عالیہ اور زوال حجب اُسکو نصیب نہیں ہوا جس سے ایمان اُسکا تقلید سے تحقیق سے ساتھ مبدل ہو جاتا تو کیونکر کہا جاوے کہ اُسکو

ہو بیت ۔ بہ نصیب ہوگی ۔ بعض بزرگون نے جیسے حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ اپنے مکتوبات مین لکہا ہے کہ یقین کرنی معجزات نبوۃ کافی ہین مین کہتا ہون کہ کافی نہین کیونکہ وہ اس شخص کے حق مین کہ صد ہا سال بعد پیدا ہوا ہے منقولات کا حکم رکھتے ہین اور دیدہ اور شنیدہ مین جسقدر فرق ہے ظاہر ہے علاوہ بریٔن زیادہ تر اور کون معجزات سے واقف ہوگا گروہ معجزات کہ جنکی رویت سے ہزارہا صحابہ یقین کامل تک پہنچگئے تھے اب اُن کے ذریعہ کر علماء ظاہر کو اسقدر اثر بھی نہین کہ اُنہین اُن معجزات کی ہیبت سے اخراج نفسانیت ہی ہو مگر یہ بھی نہین اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا ہے کہ سماوی نشانون کے ازدیاد ایمان مین دخل عظیم ہے اور خود ولایت نامہ کی حقیقت جبکہ قرب تامہ ہے تو پھر ظاہر ہے کہ قرب اور مشاہدہ عجائبات لازم ملزوم ہین جو شخص ہمارے مکان پر آتا ہے اُسے ضرور ہے کہ مکان کی وضع اور اسکی کیفیت کمیت سے اطلاع پیدا کرے لیکن اگر بعد از وصول بھی ایسا ہے جو قبل از وصول تھا تو گویا اُس نے مکان کو دیکھا ہی نہین انبیاء کے یقین کو بھی خدا نے نشانون سے ہی بڑھایا ہے اور قرآن شریف مین رب ارنی کیف تحیی الموتیٰ نے حضرت ابراہیم کا سوال ہی موجود ہے پھر کیونکر کہا جاوے کہ ولایت بغیر خوارق کے حاصل ہو سکتی ہے بلاشبہ جسقدر مشاہدہ خوارق کا زیادہ ہو اسیقدر علم زیادہ ہے خدا تعالےٰ خود آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین فرماتا ہے کہ ہم نے اسکو مسجد اقصےٰ اور آسمان کا سیر کرایا تاکہ اسکو اپنی آیات خاصہ سے مطلع کرین ۔ ہان یہ ضروری ہے کہ جس ولی کو منصب ارشاد اور ہدایت کا عطا نہین کیا گیا اُسکے خوارق اور لوگون پر ظاہر ہونا ضرور نہین ہے کیونکہ اسکو لوگون سے کچھ واسطہ اور تعلق نہین ہے لیکن خود اُسپر تو ظاہر ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ حقیقت ولایت تک اُسکا قدم پہنچنا اسی سے وابستہ ہے مسجد کے بارہ مین جو فقرہ خداوند کریم کیطرف سے الہام ہوا تھا جسمین خیال کیا جاتا ہے کہ تاریخ مسجد اسمین موجود ہے اور وہ فقرہ الہامیہ یہ ہے مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ خداوند تعالےٰ کی عجیب قدرت ہو کہ اس مسجد مبارک کے بارہ مین پانچ مرتبہ الہام ہوا منجملہ اُن کے ایک نہایت عظیم الشان الہام ہے جسکے ایک فقرہ سے آپ کو اطلاع دیچکا ہون مگر بعد اسکر ایک دوسرا فقرہ بھی الہام ہوا اور وہ دوسرا فقرہ یہ ہے

فیہ برکات للناس و من دخلہ کان امنا

یعنی اسمین لوگون کیلئے برکتین ہین جو اسمین داخل ہوا وہ امن مین آگیا۔ علماء ظاہر شاید اسمین اعتراض کرین کہ یہ تو بیت اللہ خانہ کعبہ کی شان مین وارد ہے مگر وہ لوگ برکات وسیعہ حضرت احدیت سے بیخبر ہین اور معذور ہین اور نیز ایک الہام یعنی مکالمہ حضرت احدیت اس ذلیل ناچیز عاجز سے واقعہ ہوا باعث رابطہ اتحاد آپکو لکہتا ہون اور چونکہ یہ عاجز اعلاق کا اذن بھی پاتا ہے اس لئے کتاب مین یعنی حصہ چہارم مین درج بھی کیا جائیگا خداوند تعالیٰ کی الوہیت کی موجبین مین کہ اس ناکارہ بندہ کو جو فی الواقعہ بی ہنر اور تہیدست ہے ایسے مکالمات سے یاد کرتا ہے روحی فداہ سبیلہ بالشان من جلیلہ اور وہ الہام یہ ہے بشری لك یا احمدی انت مرادی و معی غرست کرامتك بیدی بشارت ہو ترا یا احمد من

تو مراد منی و با منی نشاندم درخت بزرگی ترا بدست خود بخدمت خواجہ علیصاحب و مولوی عبدالقادر صاحب و منشی بہرام خانصاحب وغیرہ جناب آنصاحب سلام مسنون پہنچے ۱۳ ستمبر ۱۸۸۳ء مطابق ذیقعد ۱۳۰۰ ہجرے نبوے ۔

گورنمنٹ اور ہم

ایک معزز افسر جو کسی تقریب پر اگلے دن قادیان تشریف لای تو حضرت اقدس اماما مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے بھی اُن کی دعوت کی جبکہ سب مہمان کھانے کیواسطے جمع ہوسے تو دستر خوان کے بچہائے جانے سے پہلے حضرت اقدس امام صاحب نے اُس مہمان کو اور دوسرے احباب کو مخاطب کرکے جو گفتگو کی وہ ایسی مفید اور کار آمد باتون پر مشتمل تھی کہ مینے اکثر فقرون کو اپنی عادت کے موافق اُسی وقت اپنی نوٹ بک مین جمع کیا اور بعد مین مجھے خیال آیا کہ بذریعہ اخبار الحکم مین دوسرے احباب کو بھی اس پر لطف تقریر کے مضمون سے حظ اُٹھانے کا موقع دون تاکہ اللہ تعالےٰ کے اُس احسان کے شکریہ مین کہ مجھے چند دن مسیح کے قدمون مین رہ کر ایمان مین ترقی کرنے کا موقع ملاہے خلقت کی خدمت ہو جاے لہذا اُن فقرات کی مدد سے اور اپنے یاد داشت کے ذریعہ مینے مفصلہ ذیل عبارت ترتیب دی ہے

حضرت نے اُس معزز مہمان کو مخاطب کرکے فرمایا ۔

کہ جب کبھی آپ اسجگہ قادیان مین تشریف لادین بے تکلف ہمارے گھر مین تشریف لایا کرین ہمارے ہان مطلق تکلف نہین ہے ہمارا سب کاروبار دینی ہے اور دنیا اور اُس کے تعلقات اور تکلفات سے ہم بالکل جدا ہین گویا کہ ہم دنیا داری کے لحاظ سے مثل مردہ کے ہین ہم محض دین کے ہین اور ہمارا سب کارخانہ دینی ہے جیسا کہ اسلام مین ہمیشہ بزرگون اور اماموں کا ہوتا آیا ہے اور ہمارا کوئی نیا طریق نہین بلکہ لوگون کے اُس اعتقادی طریق کو جو کہ ہر طرح سے اُن کے لئے خطرناک ہے دور کرنا اور اُن کے دلون سے نکالنا ہمارا اصل منشا اور مقصود ہے مثلاً بعض نادان یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ غیر قومون کے لوگون کی چیزین چرا لینا جائز ہے اور کافرونکا مال ہمارے لئے حلال ہے اور پھر اپنے ان نفسانی خواہشون کی خاطر اس کے مطابق حدیثین بھی گھڑ رکھی ہین ۔ پھر وہ یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ حضرت عیسیٰ جو دوبارہ دنیا مین آنیوالے ہین تو انکا کام لاٹھی مارنا اور خونریزیان کرنا ہے حالانکہ جبر سے کوئی دین دین نہین ہو سکتا ۔ غرض اسی قسم کے خوفناک عقیدے اور غلط خیالات ان لوگون کے دلو نمین پڑے ہوے ہین جنکو دور کرنے کے واسطے اور پر امن عقائد انکی جگہ قائم کرنیکے واسطے ہمارا سلسلہ ہے جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے کہ مصلحون کی اور اولیاء اللہ کی اور نیک باتین سکھانے والون کی دنیا دار مخالفت کرتے ہین ایسا ہی ہمارے ساتھ بھی ہوا ہے اور مخالفون نے غلط خبرین محض افترا اور جھوٹ کے ساتھ ہماری برخلاف مشہور کین یہانتک کہ ہمکو ضرر پہنچانیکے واسطے گورنمنٹ تک غلط رپورٹین کین کہ یہ مفسد آدمی ہین اور بغاوت کے ارادے رکھتے ہین اور ضرور تھا کہ یہ لوگ ایسا کرتے کیونکہ نادانون نے اپنے خیر خواہون یعنی انبیاء اور اُن کے وارثین کے ساتھ ہمیشہ اور ہر زمانہ مین ایسا ہی سلوک کیا ہے مگر خدا تعالےٰ نے انسان مین ایک زیرکی رکھی ہے اور گورنمنٹ کے کارکن ان لوگون کو خوب جانتے ہین چنانچہ کپتان ڈگلس صاحب کی دانائی کیطرف خیال کرنا چاہئے کہ جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ہمری نسبت کہا کہ یہ بادشاہ ہونے کا دعوی کرتے ہین اور اشتہار

اُس کے سامنے پڑھا گیا تو اُس نے بڑی زیرکی سے سمجھا کہ یہ سب ان لوگوں کا افترا ہے اور ہمارے مخالف کی کسی بات پر توجہ نہ کی۔ کیونکہ اسمین شک نہین کہ ازالہ اوہام وغیرہ دوسری کتب پر ہمارا لقب **سلطان** لکھا ہے مگر یہ آسمانی سلطنت کیطرف اشارہ ہے اور دنیوی بادشاہوں سے ہمارا کچھ سروکار نہین ایسا ہی ہمارا نام **حکم** عادل بھی ہے جسکا ترجمہ اگر انگریزی مین کیا جائے تو گورنر جنرل ہوتا ہے اور شروع سے یہ سب باتین ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیون مین موجود ہے کہ آنیوالے مسیح کے یہ نام ہین۔ یہ سب ہماری خطاب کتابون مین موجود ہین اور ساتھ ہی انکی تشریح بھی موجود ہے کہ یہ آسمانی سلطنتون کی اصطلاحین ہین اور زمینی بادشاہون سے اُنکا تعلق نہین ہے اگر ہم ہنگو چاہنے والے ہوتے تو ہم جہاد وغیرہ سے لوگون کو کیون روکتے اور زندگی سے ہم مخلوقات کو کیون منع کرتے۔ غرض کپتان ڈگلس صاحب مغفرت نے ان سب باتون کو پالیا اور پوری پوری انصاف سے کام لیا اور دونون فریق مین سے ذرہ بھی دوسرے فریق کیطرف نہین جھکا اور ایسا نمونہ انصاف پروری اور دادرسی کا دکھلایا کہ ہم بدل خواہشمند ہین کہ ہماری گورنمنٹ کے تمام معزز حکام ہمیشہ اسی اعلے درجہ کے نمونہ انصاف کو دکھلاتے رہین جو نوشیروانی انصاف کو بھی اپنے کامل انصاف کیوجہ سے ادنی درجہ کا ٹھیراتا ہے اور یہ کس طرح سے ہو سکتا ہے کہ کوئی اس گورنمنٹ کے پُرامن زمانہ کو بُرا خیال کرے اور اس کے برخلاف منصوبہ بازی کی طرف اپنا ذہن لیجاوے حالانکہ یہ ہمارے دیکھنے کی باتین ہین کہ سکھون کے زمانہ مین مسلمانون کو کسقدر تکلیف ہوتی تھی صرف ایک گائے کے اتفاقاً ذبح کئے جانے پر سکھون نے چھ سات ہزار آدمیون کو تہ تیغ کر دیا تھا اور نیکی کی راہ اسطرح پر مسدود تھی کہ ایک شخص مسمی کرم شاہ اس آرزو مین ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دعائین مانگتا تھا کہ ایکدفعہ **صحیح بخاری** کی زیارت ہو جائے اور دعا کرتا کرتا رو پڑتا تھا اور زمانہ کے حالات کی وجہ سے نا اُمید ہو جاتا تھا آج گورنمنٹ کے قدم کی برکت سے وہی صحیح بخاری چار پانچ روپے مین ملجاتی ہے اور اُس زمانہ مین لوگ اسقدر دور جا پڑے تھے کہ ایک مسلمان نے جسکا نام خدا بخش تھا اپنا نام خدا سنگھ رکھ لیا تھا۔ بلکہ

اس گورنمنٹ کے ہمپر اسقدر احسان ہین کہ اگر ہم یہان سے نکل جائین تو نہ ہمارا مکہ مین گذارا ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ مین۔ تو پھر کسطرح سے ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل مین رکھین۔ اگر ہماری قوم کو خیال ہے کہ ہم گورنمنٹ کے برخلاف ہین یا ہمارا مذہب غلط ہے تو اُن کو چاہیئے کہ وہ ایک مجلس قائم کرین اور اس مین ہماری باتون کو ٹھنڈے دل سے سُنین تاکہ اُن کی تسلی ہو اور اُن کی غلط فہمیان دور ہون جھوٹے کے مُنہ سے بدبو آتی ہے اور فراست والا اُسکو پہچان جاتا ہے صادقون کے کام سادگی اور یکرنگی سے ہوتے ہین اور زمانہ کے حالات اُس کے مؤید ہوتے ہین۔

آجکل دیکھنا چاہیئے کہ لوگ کسطرح عقائد حقہ سے پھر گئے ہین ۲ کروڑ کتب اسلام کے برخلاف شائع ہوئی ہین اور کئی لاکھ آدمی عیسائی ہو گئے ہین۔ ہر ایک بات کے لئے ایک حد ہوتی ہے۔ اور خشک سالی کے بعد جنگل کے حیوان بھی بارش کی اُمید مین آسمان کیطرف مُنہ اُٹھاتے ہین آج ۱۳۰۰ برس کی دھوپ اور امساک باران کے بعد آسمان سے بارش اُتری ہے اب اسکو کوئی روک نہین سکتا۔ برسات کا جب وقت آگیا ہے تو کون ہے جو اسکو بند کرے یہ ایسا وقت ہے کہ لوگون کے دل حق سے بہت ہی دور جا پڑے ہین ایسا کہ خود خدا پر بھی شک ہو گیا ہے حالانکہ تمام اعمال کیطرف حرکت صرف ایمان سے ہوتی ہے مثلاً سم الفار کو اگر کوئی شخص طباشیر سمجھ لے تو بلا خوف وخطر کئی ماشون تک کھا جاویگا اگر یقین رکھتا ہو کہ یہ زہر قاتل ہے تو ہرگز اُسکو مُنہ کے قریب بھی نہ لاوے گا حقیقی نیکی کے واسطے یہ ضروری ہے کہ خدا کے وجود پر ایمان ہو۔ کیونکہ مجازی حکام کو یہ معلوم نہین کہ کوئی گھر کے اندر کیا کرتا ہے اور پس پردہ کسی کا کیا فعل ہے اور اگرچہ کوئی زبان سے نیکی کا اقرار کرے مگر اپنے دل کے اندر وہ جو کچھ رکھتا ہے اس کے لئے اسکو ہمارے مواخذہ کا خوف نہین اور دنیا کی حکومتون مین سے کوئی ایسی نہین جسکا خوف انسان کو رات مین اور دن مین اندھیرے مین اور اُجالے مین خلوت مین اور جلوت مین ویرانے مین اور آبادی مین گھر مین اور بازار مین ہر حالت مین یکسان ہو پس درستی اخلاق کیواسطے ایسی ہستی پر ایمان کا ہونا ضروری ہے جو ہر حال اور ہر وقت مین اس کے نگران

اور اُس کے اعمال اور افعال اور اُس کے سینہ کے بھیدون کی شاہد ہے کیونکہ دراصل تائب وہی ہے جس کا ظاہر اور باطن ایک ہو اور جسکا دل اور باہر ایک ہے وہ زمین پر فرشتہ کیطرح چلتا ہے۔ دھریہ ایسی گورنمنٹ سے بیخبر ہین کہ وہ حسن اخلاق کو پا سکے۔ تمام نتائج ایمان سے پیدا ہوتے ہین چنانچہ سانپ کی سوراخ کو پہچان کر کوئی اُنگلی اُسمین نہین ڈالتا۔ جب ہم جانتے ہین کہ ایک مقدار اسٹرکینا کی قاتل ہے تو ہمارا اس کے قاتل ہونے پر ایمان ہے اور اس ایمان کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اُسکو مُنہ نہین لگائین گے اور مرنے سے بچ جائین گے۔ اور تقدیر یعنی دنیا کے اندر تمام اشیا کا ایک اندازہ اور قانون کے ساتھ چلنا اور ٹھیرنا اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ اسکا کوئی مقدر یعنی اندازہ باندھنے والا ضرور ہے گھڑی کو اگر کسی نے بالارادہ نہین بنایا تو وہ کیون اسقدر ایک باقاعدہ نظام کے ساتھ اپنی حرکت کو قائم رکھکر ہمارے واسطے فائدہ مند ہوتی ہے ایسا ہی آسمان کی گھڑی کہ اس کی ترتیب اور باقاعدہ اور باضابطہ انتظام یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ بالارادہ خاص مقصد اور مطلب اور فائدہ کے واسطے بنائی گئی ہے اسطرح انسان مصنوع سے صانع کو اور تقدیر سے مقدر کو پہچان سکتا ہے لیکن اس سے بڑھکر اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے ثبوت کا ایک اور ذریعہ قائم ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ قبل از وقت اپنے برگزیدون کو کسی تقدیر سے اطلاع دیدیتا ہے اور اُن کو بتلا دیتا ہے کہ فلان وقت اور فلان دن مین سے فلان امر کو مقدر کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ شخص جسکو خدا نے اس کام کے واسطے چنا ہوا ہوتا ہے پہلے سے لوگون کو اطلاع دیدیتا ہے کہ ایسا ہوگا اور پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کہ اُس نے کہا تھا اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے واسطے یہ ایسی دلیل ہے کہ ہر ایک دہریہ اس موقع پر شرمندہ اور لاجواب ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمکو ہزارون ایسے نشانات عطا کئے ہین جنسے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا ہوتا ہے ہماری جماعت کے اسقدر لوگ اسجگہ موجود ہین کون ہے جس نے کم از کم دو چار نشان نہین دیکھے اور اگر آپ چاہین تو کئی سو آدمی کو باہر سے بلوائین اور اُن سے پوچھین اسقدر احباب اور اخیار اور متقی اور صالح لوگ جو کہ ہر طرح سے عقلمند

راستہ رکھتے ہین اور دنیوی طور پر اپنے معقول روزگارون پر قائم ہیں کیا ان کو تسلی نہین ہوئی کیا انھون نے ایسی باتین نہین دیکھین جنہین انسان کبھی ... نہین ہے اگر ان سے سوال کیا جاوے تو ہر ایک اپنے آپ کو اول درجہ کا گواہ قرار دیگا۔ کیا ممکن ہے کہ ایسے ہر طبقہ کے انسان جنہین عاقل اور فاضل اور طبیب اور ڈاکٹر اور سوداگر اور مشائخ سجادہ نشین اور وکیل اور معزز عہدہ دار ہین بغیر پوری تسلی پانے کے یہ اقرار کر سکتے ہین کہ ہم نے اس قدر آسمانی نشان بچشم خود دیکھے اور جب کہ وہ لوگ واقعی طور پر ایسا اقرار کرتے ہین جسکی تصدیق کے لئے ہر ایک شخص مکذب کو اختیار ہے تو پھر سوچنا چاہئے کہ ان مجموعہ اقرارات کا طالب حق کے لئے اگر وہ فی الحقیقت طالب حق ہے کیا نتیجہ ہونا چاہئے کم سے کم ایک ناواقف اتنا تو ضرور سوچ سکتا ہے کہ اس گروہ مین جو لوگ ہر طرح سے تعلیم یافتہ اور دانا اور فرسودہ روزگار اور بفضل الہی مالی حالتون مین دوسرون کے محتاج نہین ہین اگر انھون نے ہمارے ... ہمارے دعوے پر یقین حاصل نہین کیا اور پوری تسلی نہین پائی تو کیون وہ ... وطن کو چھوڑ کر اور عزیزون سے علیحدہ ہو کر ... اور مسافری مین اسجگہ میرے پاس ... رہتے ہین اور اپنی اپنی مقدرت کیموافق ... مین میرے سلسلہ کے لئے فدا اور دلدادہ ہین۔

... ایکبات کا وقت ہے بہار کا بھی وقت ہے اور برسات کا بھی وقت ہے ... کوئی نہین جو خدا کے ارادے کو ٹالدے۔

محمد صادق بھیروی

لطیفہ

حضرت مولوی نورالدین صاحب اپنے طالب علمی کے زمانہ کی بات سنایا کرتے ہین کہ ہندوستان مین جب کہ ہم تعلیم پاتے تھے تو ہمارے ایک مہربان ستھے بڑے پرہیزگار

اور صالح آدمی انکا اسم شریف تھا شاہ جی عبدالرزاق مین ان کی ملاقات کبھی جایا کرتا تھا۔ ایک دفع ایسا اتفاق ہوا کہ بہت دنون تک ان کے پاس نہ گیا اور پھر جب مین ان کی ملاقات کے لئے گیا تو تو انھون نے فرمایا تم اتنی دیر تک کیون نہ آئے مینے عرض کی کہ ایسے ہی آنا نہ ہوسکا فرمایا کہ کیا تم کبھی قصاب کی دوکان پر نہین گئے۔ کیا تم کبھی قصاب کی دوکان پر بھی نہین گئے۔ اس فقرہ کو دو تین دفعہ دہرایا مین نہ سمجھ سکا کہ اس سے آپ کا کیا مطلب ہے پھر آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے مجھکو سمجھایا کہ قصاب کسطرح اپنی دونون چھریونکو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسری سے ملا لیتا اور رگڑ لیتا ہے۔ اس سے عارف کو سبق لینا چاہئے کہ دنیا کے دھندون اور تعلقات کے درمیان انسان کے قلب پر بہت جلد ایک زنگ چڑھجاتا ہے اور معرفت کی تیزی جلد کند ہونے لگ جاتی ہے جسکے واسطے ضروری ہے کہ انسان وقتاً فوقتاً نیک صحبت کے ساتھ قوت پکڑتا رہے چنانچہ قرآن کریم نے اس کیطرف اشارہ فرمایا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

تقوی اختیار کرو اور صادقون کے ساتھ ہو ان کی معیت سے قوت پکڑو۔ مبارک ہین وہ جو صادق کو پہچانتے ہین اور اسکی خدمت مین حاضر ہو کر اس کے منور چہرہ کے دیدار سے نور حاصل کرتے ہین اور اسکی جاری کی ہوئی نہرون سے ایسا پانی پیتے ہین کہ پھر کبھی پیاسے نہین ہوتے۔

محمد صادق

• فٹ نوٹ اس آیۂ کریمہ پر بغور نظر کرنے سے ہمارے بالغ خرد ناظرین اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہین کہ تقوی اللہ کی حقیقت اسوقت تک متحقق نہین ہوسکتی جب تک کہ ایک فانی مرد کی پاک صحبت مین بیٹھکر اس کے انفاس طیبہ کی برکت سے بہرہ ور نہون۔ اس سے ان لوگون کو سبق لینا چاہئے جو کہا کرتے ہین کہ اپنے گھر مین بیٹھکر استغفراللہ کر لینا کافی سمجھتے ہین۔ اور کسی صادق کے ہاتھ پر بیعت توبہ کو ضروری نہین سمجھتے تقوی اللہ سے انسان محسنون کے زمرہ مین داخل ہوسکتا ہے مگر اس تقوی اللہ کی حقیقت ایک صادق کے حضور بیٹھکر کھلتی ہے۔

(ایڈیٹر)

ضرور پڑھ لین

مندرجہ ذیل کتابین ہمارے پاس موجود ہین مگر بعض انمین سے اب بہت تھوڑی باقی ہین اسلئے قرآن کریم کے اسرار اور نکات سے مزہ لینے والے احباب جسقدر جلد ممکن ہو منگوالین ورنہ بعد مین عدم تعمیل ارشاد کے لئے ہمکو معاف رکھین۔ کیونکہ اول تو یہ کتابین چھپتی ہی تھوڑی ہین اور پھر اکثر احباب جو کارخانہ کی اعانت اپنا فرض سمجھتے ہین محض بد تقسیم کرنے کے لئے متعدد کاپیان خرید لیتے ہین اس لئے بعد مین پھر جو درخواستین آتی ہین ہم ان کی تعمیل نہین کر سکتے شکایت رہجاتی ہے لہذا اطلاع دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل کتابین اسوقت موجود ہین

رپورٹ جلسہ سالانہ

جسمین حضرت اقدس کی تین مبسوط تقریرین تقوی اللہ کی فلاسفی اپنے دعاوی کی توضیح اسلام کی حقیقت اور ایمان کی حقیقت پر مشتمل ہین غرض یہ کہ امام الزمان کا کلام ہے۔ اور دو زبردست تقریرین حضرت مولینا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی اس مضمون پر ہین کہ قرآن کریم کا منشا جبکہ اخلاقی تعلیم تھی تو پھر تحدیانہ پیشگوئیان کیون کی ہین سوال کی وقعت سے جواب کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ قرآنی فلسفہ کے مزہ لینے والے ضرور پڑھین

پھر حضرت مولینا مولوی حکیم نورالدین صاحب کی ایک لطیف تقریر اثبات رسالت اور ضرورۃ امام پر ہے قرآن کریم کے بعض مقامات کی لطیف تفسیر۔

علاوہ ازین ایڈیٹر کیطرف سے دو جزو
مین حضرت اقدس کی بست سالا کار
روائی پر ایک ریویو کیا گیا ہے قیمت ۸ﻌ

انذار

طاعون کے متعلق حضرت اقدس کی کل
کارروائی کا مجموعہ - جسمین جناب مولانا
مولوی نور الدین صاحب اور حضرۃ
اقدس کی دو جدا گانہ تقریرین اور جناب
سید حامد شاہ صاحب کی ایک
دلپسپ نظم حالات زمانہ پر ہے قیمت ۴ر

حضرت اقدس کی ایک **تقریر** مسئلہ وحدت
وجود پر **خط** - نماز کی حقیقت
اور دعا کا فلسفہ بیان فرمایا - اور مسئلہ وحدت
وجود کی حقیقت کھول کر دکھائی ہے - بے نظیر
مضمون ہے دوبارہ چھپی ہے قیمت ۲ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین

۱۸۷۸ء و ۱۸۷۹ء مین حضرت اقدس کے جو مضامین
اسلام کی تائید اور حقیقت مین مخالفین پر
حجت پوری کرنے کی غرض سے ہند و باندھو
مین شائع ہوے تھے انمین سے پہلا حصہ ہر
قابل قدر مضمون ہین

وید و فرقان کا مقابلہ

الہام اور مسئلہ قدامت روح

قیمت ۲ر

حضرت مولنا مولوی نور الدین صاحب

کے

درس قرآن مجید مین سے چند باتین

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

بیا و فات نادان پادری اور انکی کورانہ
تقلید سے کم عقل آریہ اسلام پر جبر و اکراہ کا
الزام لگاتے ہین مگر مین حیران ہوتا ہون کہ
اسلام کیا ؟ اور جبر و اکراہ کیا ؟ خود لفظ اسلام
جو سلم سے مشتق ہے اپنے اندر صلح اور آشتی
کے معنے رکھتا ہے گویا بذاتہ اسلام مین صلح
اور آشتی کا مادہ موجود ہے - اور یہ بالکل سچ
ہے کہ ایمان جو تصدیق قلبی کا نام ہے جبر
و اکراہ سے ممکن نہین - اسلام ایکطرف
منافقون کی مذمت بیان کرتا ہے پھر دوسری
طرف کب روا رکھ سکتا تھا کہ ایک انسان ایسے
طور پر داخل اسلام ہو جس سے نفاق کا اندیشہ
ہو ؟ چنانچہ اس آیت سے جو مدنی سورۃ کی
ایک آیت ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ
قبول اسلام مین کسی قسم کا جبر و اکراہ جائز
نہین ہے - جب کہ حق و باطل بالکل واضح
ہو چکے پھر اس مین اکراہ کی حاجت ہی کیا
اسلام کے اصول بجائے خود اس قسم کے ہین
کہ ایک سلیم الفطرت انسان کو ان کے قبول
کرنے کے بدون چارہ ہی نہین رہتا -

مین اس الزام پر کہ اسلام بجبر پھیلایا گیا ذرا
کھول کر بیان کرنا چاہتا ہون - اسلام مین شرط ہی
کہ انسان صدق دل سے اللہ تعالی کی الوہیت
اور اس کے صفات کاملہ اور رسالت اور یوم
آخرۃ وغیرہ ضروریات دین پر ایمان لاوے
تب وہ مسلمان ہوتا ہے اور یہ بات کیسی صاف
اور سیدھی ہے کہ جبر و اکراہ سے کبھی کوئی
دلی یقین پیدا نہین ہو سکتا - مین دعوے سے
کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپ کے واجب الاحترام جانشینون کے عہد مین
کوئی شخص بھی جبر و اکراہ سے داخل اسلام
نہین کیا گیا - بلکہ مین اس خیال کو یہان تک
وسیع کر کے کہہ سکتا ہون کہ محمود غزنوی اور
عالمگیر کے عہد مین بھی کوئی عاقل و بالغ جبر و
اکراہ سے مسلمان نہین بنایا گیا اور ہرگز نہین
بنایا گیا - دنیا مین تاریخ موجود ہے اگر کوئی
ہے تو صحیح تاریخ سے اسکو ثابت کر دکھائے -
ایک رئیس نے عالمگیر کا تذکرہ مجھسے کیا - میری
جب اسکو جواب دیا کہ عالمگیر متعصب نتھا
اور نہ اس نے کسی کو جبرًا مسلمان کیا تو اسنے
مجھسے کہا کہ آپ نے خافی خان کی تاریخ نہین پڑھی
مینے جواب دیا کہ مین ایسی تاریخون کو پڑھنا

نہین چاہتا جسکا نام ہی بتلا رہا ہو کہ خافی خان کی
بات وہ ہے جو مردون کے مبدان ہو -
غرض یہ ہے کہ اسلام نے کیسکو جبرا داخل اسلام
کرنے کی اجازت نہین دی اور نہ کسی نے ایسا
کیا - ہمکو تاریخ بتلاتی ہے کہ زمانہ رسالت مآب
مین اور خلافت راشدہ مین صلح اور امن کے
معاہدہ کے بعد کل مذاہب کے لوگ مذہبی آزادی
حاصل کر لیتے تھے خیبر کے یہود بحرین اور عمان
کے عیسائی حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم
اور خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ کیوقت شام کے یہود
اور عیسائی اسلام کے رعایا تھے اور اپنے مذہبی
فرائض کی بجا آوری مین بالکل آزاد تھے -
عالمگیر پر بڑا الزام دیا جاتا ہے گو اس کے عہد مین بڑے
بڑے عہدون پر ہندو ہی مختار تھے اگر کہا جاوے
کہ اسکی لڑائیان مذہبی لڑائیان تھین تو یہ بھی تاریخ
کی ناواقفیت کی وجہ سے ہے ورنہ کون نہین جانتا
کہ عالمگیر نے دکن کے ایک سید بادشاہ تانا شاہ پر
چڑھائی کی اور اپنے مسلمان باپ اور بھائیون کو
جو کیا وہ مخفی نہین - یہ امور پولیٹیکل تھے نہ مذہبی
ایسا ہی محمود کی نسبت کہین تاریخ سے پتہ نہین لگتا
کہ اس نے اشاعت اسلام اور دعوت اسلام مین ہمت
صرف کی - اپنے بھائی مسلمان امیر اسمعیل سے
جنگ کی یہان وہ مذہبی جنگ تھی اور ہند کے ملک
راجہ جیپال نے خود کرائے جسنے ابتدائی ورنہ
محمود بلا وتار نار کو فتح کرنا چاہتا تھا - القصہ
اسلام کا دامن اس الزام ناپاک سے بالکل پاک ہے

ضروری اطلاع

ہمارے مکرم چودھری رستم علیخانصاحب کورٹ انسپکٹر
انبالہ سے اطلاع دیتے ہین کہ انبالہ سے گذرکر جو صاحب
قادیان شریف جانیوالے ہون یا قادیان شریف سے
واپس ہوتے ہوے انبالہ سے گذرین وہ انبالہ مین انکو
بشرط فرصت ضرور مل لیا کرین - اس سے باہمی محبت
اور تعارف بڑھتا ہے - اور اگر کوئی کام ہو تو وہ
بھی ہو جاتا ہے - اور اگر کسی صاحب کو اُترنے کی
فرصت نہ ہو تو مجھے بذریعہ کارڈ صحیح وقت اور
تاریخ سے اطلاع دیا کرین مین خود سٹیشن پر آکر
مل لیا کرونگا -

(ایڈیٹر)

مطبع انوار احمدیہ واقع قادیان شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا - الحمد للہ علی ذلک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انّ اللہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّٰی یغیّروا ما بانفسہم

الحکم

نمبر — قادیان دار الامن و الامان ۳۱ جولائی ۱۸۹۹ء ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ — جلد

ہماری حیدر آبادی جماعت

حیدر آباد دکن میں جناب سید محمد سعید صاحب کی کوشش اور سرگرمی عمدہ نتائج پیدا کر رہی ہے سید صاحب تبلیغ حق میں بڑی دلچسپی سے حصہ لے رہے ہیں اور ڈیڑھ سو کے قریب آدمی صرف انکی مساعی جمیلہ سے اس سلسلہ حقہ میں داخل ہو چکے ہیں اس کام کو اور بھی عمدہ طریق پر سر انجام دینے کیلئے آپنے بتائید و سرپرستی میر محمد رضوی صاحب وکیل ایک انجمن قائم کی ہے جسکی روئیداد ذیل میں درج کی جاتی ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہر ایک جگہ کی حقانی جماعتیں حیدر آبادی جماعت کے نقش قدم پر چلیں امید ہے کہ میر صاحب موصوف کی یہ کوششیں دینی ترقی کا موجب ہوں گی۔ (ایڈیٹر)

نقل

مقاصد و دستور العمل مجلس اتحاد اسلامی جماعت حضرت اقدس امام الزمان

تمہید

میرے معزز احباب و شرفاء قوم نے بندۂ بیمقدار و خادم محبان کو مقاصد و اغراض ترقی اتحاد اسلامی جماعت حضرت اقدس فیضمند کی تحریر کے لئے شرف اعزاز بخشا ہے جسکا شکریہ ادا کرکے اپنی بے بسی اور ناتجربہ کاری سے سخت پشیمانی ہے۔ بہتر ہوتا کہ یہ اہم کام کسی ایسے سعید و بصیر و لئیق شخص کے سپرد فرمایا جاتا جو اس کام کا ہر طرح اہل ہوتا لیکن اس خیال سے گذارش کی جرأت ہو سکتی ہے کہ مصلحان و رہنمایان قوم ہدایت و اصلاح کے لئے بدل وجان ساعی و داعی ہیں۔ اور المسلم مراٰۃ المسلم کے فیض نما۔ اور اپنی جماعت کے لئے اس راعی کے فرائض کو مد نظر رکھتے ہیں جو اپنے کسی بھیڑ کو گلہ سے باہر ہونے نہیں دیتا اس امت مرحومہ کی صفات میں سے ایزد جل جلالہ نے یہ بھی ایک بڑی صفت ارشاد فرمائی ہے کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔

نام دستور العمل

پس حسب تجویز جلسہ منعقدہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۱۷ھ روز جمعہ یہ مسودہ مرتب کرکے بغرض ترمیم و منظوری پیش کیا جاتا ہے اس کا نام

دستور العمل ترقی اتحاد اسلامی جماعت حضرت اقدس واقع حیدر آباد دکن

رکھا جاوے۔

(نفاذ) اس کا اجرا ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ یوم عید السعید و المیلاد یعنی روز جمعہ سے ہوگا۔ اور تا وقتیکہ اجلاس عام سے اس کے خلاف میں کوئی امر طے نہ کیا جاوے واجب العمل ہر شریک پر ہوگا۔ الغرض حسب الارشاد عالی غالبا مقاصد و اغراض اتحاد اسلامی یہ ہونی چاہئیں۔

مقاصد

مقاصد و اغراض ترقی اتحاد اسلامی جماعت حضرت اقدس یہ ہوں گے۔

فقرہ (۱) کل فرق اہل اسلام میں باہم حقیقی اتحاد و اتفاق پیدا کرنا۔

(تشریح) حقیقی اتحاد سے غرض یہ ہے کہ اہل اسلام عملی طور پر اتفاق کے پابند ہوں کیونکہ اسلام کی لا انتہا خوبیوں میں سے یہی مہتم بالشان ایسی خوبی ہے جو بنی نوع انسان کو متحد الخلق و الخلق و العمل و الخیال بننے کی تعلیم دیتی ہے۔ مگر وائے برحال ما کہ اسوقت یہ ساری باتیں ہماری زبان اور کتابوں میں برائے گفتن خواندن ہیں عملی نتیجہ تو الا ماشاء اللہ حکم عنقا رکھتا ہے۔ بلکہ قریب تھا کہ یہ جوش لسانی و تحریری بھی بالکل بیسود پڑ جائے

مگر وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ کے ازلی اور زبردست اقتضاء نے ایسے نازک وقت میں ایک متبع سنت اور نائب الرسول **امام الوقت** کو اس کی تقویت کیلئے **حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ** کی صفت عنایت فرما کر کھڑا کر دیا جو **ملک پنجاب** سے ہدایت کے انوار کو بڑے زور کے ساتھ ساری دنیا میں پھیلا رہا ہے اور ہمارے **نبی** فداہ امی و ابی کا **زندہ معجزہ** ہے لہٰذا اب ہم سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ باہم سچے **اتفاق** سے اس **مقدس امام** کی پیروی کریں۔ اور زندہ اسلام سے مشرف ہو کر اپنی گم کردہ گرانمایہ پونجی کو پھر حاصل کریں۔

فقرہ (۲) قرآن مجید کی تسلیم اور اس کی اتباع میں ہر شریک بقدر طاقت خود حصہ لیا کرے۔

فقرہ (۳) باہمی ہر شریک اس جماعت کے اغراض و مقاصد کا محافظ رہے گا اور حتی الوسع باہمی مواسات و ہمدردی ذاتی بھی کرنی ہوگی۔

(شریک) ہر شخص موجودہ حیدرآباد جسکو حضرت اقدس سے بیعت ہو یا حضرت موصوف کا معتقد ہو ایک شریک جماعت حضرت اقدس کا ہو سکے گا۔

چندہ

ہر شریک جماعت کے سامنے فہرست چندہ پیش کی جاوے گی ہر شخص اپنی استطاعت اور طیب خاطر سے جو مقدار چندہ درج فہرست کر دیگا ماہانہ اس کی ادائی اس پر لازم ہوگی۔

محافظ و خازن اور خازن کا فرض

اس جماعت سے دو شخص منتخب کئے جائینگے جنمیں سے ایک کو محافظ کی خدمت اور دوسرے کو خازن کی سپرد رہیگی اور شخص خازن کے پاس ماہانہ چندہ ہر شریک ماہانہ جلسہ میں دیدیا کرے گا۔ اور اس کے لئے ایک کتاب رہیگی جس میں نام شریک چندہ دہندہ کے نام کے محاذی بعد وصول رقم چندہ خازن لکھ لیا کرے گا۔

رجسٹر اسماء

ایک کتاب جس میں کل شرکاء جماعت کے نام مع ولدیت و سکونت و علاقہ بتصریح درج رہیں گے وہ خازن کے پاس رہے گی۔

رجسٹر مصرف

ایک کتاب مصرف چندہ کی جس میں ابواب خرچ وقتاً فوقتاً لکھے جایا کریں گے خازن کی تحویل میں رہیگی۔ شریک جماعت جسوقت چاہے معائنہ کرلے۔ اور سالانہ جماعت موجودہ حساب کتاب کو جانچ لیا کرے گی۔

فقرہ (۴) حضرت اقدس کی کل تحریرات یعنی کتب اشتہارات و اخبار وغیرہ کسی خاص مقام میں جو اندرون بلدہ واقع ہو فراہم کر دئے جائیں اور کتب کا سلسلہ ہمیشہ مکرر ہو تاکہ خریدار کی بھی حاجت روائی ہو سکے قیمت مع خرچ مساوی رہے **(ا)** کتب و اخبارات و اشتہارات دیکھنے کے عام و خاص مجاز رہیں بشرطیکہ وہ کتاب وغیرہ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔ **(ب)** کتب کی نگہداشت و سلسلہ خرید و فروخت محافظ کے سپرد رہے جو کم سے کم تین روپے ماہوار کا تجویز کیا جائے **(ج)** محافظ کو لازم ہوگا کہ وہ بہت خوش اخلاق نرم مزاج و متحمل ہو اور اپنی کارگذاری کا حال ہفتہ وار بذریعہ تحریر کسی خاص رکن یا ارکان کو دکھایا کرے اور خازن کے دستخط لیا کرے **(د)** ممکن ہو تو ملاحظہ کنندگان کتب کے اسماء کسی رجسٹر میں درج کرلے۔

فقرہ (۵) حضرت اقدس کی تصانیف سے ہفتہ وار بعد نماز جمعہ دو گھنٹہ کے لئے ہمیشہ کچھ پڑھا جائے جسکو علی الخصوص ہماری جماعت کے لوگ سنیں اور بشرط مصلحت عام لوگوں کو بھی اس کے سننے کی اجازت رہے **(ا)** علی الخصوص رجوع الی اللہ اور تاکید نماز وغیرہ کا مضمون پڑھا جائے **(ب)** حضرت اقدس کے خطوط اخبار الحکم کا مضمون بقدر ضرورت سنایا جائے **(ج)** از قسم مذکورہ بالا مضمون حضرت کے کسی خادم کا جسکو ارکان مجلس پسند فرمالیں پڑھنے کی اجازت رہے

فقرہ (۶) اس کام کے لئے وسیع مکان کی ضرورت ہے جو اندرون بلدہ ہو اور ہماری جماعت میں سے کوئی صاحب سردست بلا کرایہ دیدیں **(ا)** اس مکان میں پانی وغیرہ کا انتظام صاحب خانہ سے متعلق رہے اور اس کے اسباب کی نگرانی فقرہ (۴) ذیل (ب) کے سپرد رہے۔

فقرہ (۷) اس مجلس سے کسیکو مناظرہ وغیرہ کرنے کا حق نہ ہوگا اور نہ یہ جماعت بطور خود کسی سے مناظرہ کریگی اس جماعت کے ہر شخص کو لازم ہے کہ وہ اپنے غصہ کا سخت دشمن بنکر **وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ** کا ثواب لیں **(ا)** جو صاحب بعد ملاحظہ کامل کتب حضرت اقدس کے کوئی شبہ حق جوئی کے طور پر تحریری یا تقریری پیش کریں تو حسب تقرر مجلس وقت معینہ پر جواب ادا کیا جائے۔

فقرہ (۸) ہماری جماعت کو جہانتک ممکن ہو ہفتہ وار حسب تصریح فقرہ (۵) کارروائی کے لئے مقام مقررہ پر حاضر رہنا ہوگا اور ماہانہ حاضری یعنی ہر ماہ کے آخر جمعہ کو بلا عذر لازم سمجھی جاوے گی۔

فقرہ (۹) ممکن ہو تو اس مجلس کو اضلاع بلدہ کی جماعت کیلئے جو ہماری جماعت ہے اگر وہ منظور کریں صدر قرار دیا جائے اور وہاں کی حوائج کا رفع یعنی مقاصد و دستور العمل ہذا کے حتی المقدور اس مجلس سے ہو

فقرہ (۱۰) حضرت اقدس امام الزمان سے عرض معروض و مراسلت کا دائمی سلسلہ جاری کرکے وقتاً فوقتاً مقاصد مجلس کی اشاعت میں استمداد و استمداد ہوا کرے اور نیز ان کی کارروائیوں کو اگر مصلحت سمجھی جاوے تو کسی اخبار یا اخبار الحکم کو اشاعت کے لئے دیا جائے مگر کوئی شخص بطور خود اسکا مجاز نہوگا کہ وہ کسی

...رہائی کو کسی اخبار کو دے سکے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

ملتمسہ

میر محمد سعید

بتائید جناب مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد

مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب

ہائے یہ بھی کس غضب کا جملہ ہے اُف کیسی حسرت ٹپک رہی ہے! نہیں معلوم دیکھنے والے نے اسلامی دنیا میں کس بلا کا چھایا ہوا سناٹا دیکھا ہوگا کس قسم کی اُداسی برستی ہوئی دیکھی ہوگی کہ جسکو دیکھتے ہی دیکھتے اس کا دل بھر آیا اور بے اختیار اُسکی زبان سے نکل گیا کہ " مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب " اصل تو یہ ہے کہ خدا کسی دشمن کو بھی وہ روز بد نہ دکھائے کہ کسی مذہب کا کوئی آدمی خود اپنے ہی مذہب پر سوز و گداز کے ساتھ مرثیہ پڑھنے کے لئے بیٹھے۔

دل میں اک درد اُٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا!

اسلام ایک جامع صفات انسانی طریقہ کا نام تھا مگر افسوس اب تو اسکی صورت کچھ ایسی بدل گئی کہ پہچانی ہی نہیں جاتی۔ عرب کی سرزمین پر جاہلیت کے زمانہ میں کفر کی اندھیاں چل رہی تھیں جب ضلالت اور گمراہی کی گھٹا گھنگور گھٹائیں بڑے زور شور کے ساتھ چاروں طرف سے اُٹھ رہی تھیں نفاق پھیلا ہوا تھا خود پسندی ہر شخص کی گھٹی میں پڑی تھی اسوقت اسلام کے چمکتے ہوئے آفتاب نے خاک بطحی سے نکلکر اہل دنیا کی آنکھیں کھولدیں اور پھر اُنھوں نے اسلام کی اس پیاری صورت کو دیکھا جو سر سے پاؤں تک دلکش زیوروں سے آراستہ تھی اور جس میں دلفریبی کچھ ایسی کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی تھی کہ جسکو لوگ دیکھتے ہی دیکھتے دل پکڑ کر رہ گئے اور پھر یکے بعد دیگرے اپنے اس آبائی مذہب کو جسکی محبت اُن کے خون کے ساتھ ان کی رگوں میں دوڑ رہی تھی چھوڑ چھوڑ کر اسلام کے شمع جمال کے پروانے بنگئے اور لطف یہ تھا کہ جو مسلمان ہوتا تھا وہ اسلام کی اس دلکش صورت کا ایک بہت اچھا آئینہ بنجاتا تھا جھوٹ سے اسکو قطعی دشمنی ہوجاتی تھی غیبت کو وہ برا جانتا تھا۔ بُری باتوں سے اس کو نفرت ہوجاتی تھی اور اچھے کاموں کی طرف بالطبع رغبت۔ اس کے دل میں اسلام کا ایک نیا جوش پیدا ہوجاتا تھا جس سے وہ سخت سے سخت آنیوالی آفتوں کا بہت استقلال کے ساتھ مقابلہ کرتا تھا۔ اس کے ہر کام کی بنا خلوص اور محبت پر ہوتی تھی اور جو کام وہ کرتا تھا خاص خدا ہی کے لیے کرتا تھا۔ مکر اور فریب کو ان کے اعمال میں دخل نہ تھا آپس میں ایک دوسرے کا سچا بہی خواہ اور ہمدرد تھا اور رنج و خوشی کا دل سے شریک۔ آپس میں بھائی بھائی تھے۔ اخوت تھی اتفاق تھا اور ان عمدہ خصلتوں نے اسلام کو وہ برقی قوت عطا کر دی تھی کہ تھوڑے ہی دنوں میں اس کی روشنی مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک پھیل گئی تھی۔ گو نومسلموں کو اپنے قدیم آبائی مذہب کو چھوڑنے اور اسلام کے قبول کرلینے کی وجہ سے ان کے اعزا اقارب اور دوست احباب کی طرف سے ان پر سخت سخت اذیتیں پہونچائی جاتی تھیں۔ طعنہ کشی ہوتی تھی گھربار سے نکالے جاتے تھے کھانا پینا بند کر دیا جاتا تھا۔ تاجر اور دوکاندار ان کے ہاتھ کوئی چیز بیچتے نہ تھے مگر وہ اسلام کے کچھ ایسے جان دادہ اور عاشق تھے کہ یہ سب کچھ سہتے تھے مگر اسلام نہیں چھوڑتے تھے۔ کسیطرح نہیں چھوڑتے تھے اس موقع پر اسلام سے میری مراد فقط اسیقدر نہیں ہے کہ خدا کی خدائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ہی وہ قائل ہوں۔ بس اور کچھ نہیں۔ نہیں وہ ان سب صفات کے بھی جامع تھے جنکا سبق اسلام نے ان کو دیا تھا۔ زہد ان پر فخر کرتا تھا اور پرہیزگاری ان پر ناز کر رہی تھی بُری خصلتوں سے ان کو عار تھا۔ جس سے ملتے تھے خلق سے ملتے تھے۔ خلوص اور صفائی انکا شعار تھا۔ اپنے پرائے کے حقوق کو وہ اچھی طرح پہچانتے تھے اور بہت مستعدی کے ساتھ ان باتوں پر انکا عمل تھا وہ اسلام کے سچے عاشق تھے اور رات دن اُن کو اُنھیں باتوں کا شوق تھا جنکی طرف اسلام اپنی تیکھی چتونوں سے اشارہ کر رہا تھا اسلام زبان سے فقط ایک بار

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کہہ لینے کا نام نہیں ہے بلکہ اس پر سچے دل سے اعتقاد لانا اور اسی کے ساتھ ان احکام پر ایمان لانا بھی مشروط تھا جنکے کرنے نہ کرنے کے لئے اس کا کلام پاک نصیحت کا مجموعہ بنکر نازل ہوا تھا یا جس کی ہدایت اس کے رسول برحق نے فرمائی تھی۔

صوم صلوۃ حج اور زکوۃ خیر یہ تو اسلام کے رکن ہیں ان کو فرض نہ جاننے والے پر تو کفر کا اطلاق ہوجاتا ہے لیکن اگر وہ حسن خلق۔ حسن معاشرت۔ تمدن۔ صلہ رحم۔ ذوی القربی کے حقوق۔ مسافر فقرا اور یتیموں کے ساتھ اور عہد کی وفا۔ قول کی راستی اور ان کے علاوہ وہ سب باتیں جنسے انسان۔ انسان ہوسکتا ہے۔ اگر ان کی پابندی کے احکام کلام مجید میں ڈھونڈوگے تو ایک نہیں۔ صدہا آیتیں ملیں گی۔

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔ خدا کا حکم ہے عدل کرو احسان

ذو القربے کے حقوق ادا کرو۔ بُری۔ بدنما اور فساد کی باتوں سے پرہیز کرو۔ خدا تمکو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم اُن کو یاد رکھو۔ ان پر عمل کرو۔

یہ ایک چھوٹی سی آیت تھی مگر غور کرنے کے قابل ہے کہ اس پر عمل کرنا انسان کو کہان تک لوگون کی نظرون مین ذی عزت بنا سکتا ہے اسی کے بعد پھر ارشاد فرماتا ہے

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا۔ جس بات کا عہد کرو۔ وعدہ کرو اُسکو پورا کرو اور قسم کھا کر بدلو نہین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو جسکو سنت رسول اللہ کہتے ہین اگر غور سے دیکھین گے تو معلوم ہوگا کہ ہم سب آپسمین کسطرح پیش آتے ہین۔ کسطرح آنا چاہئے اور ہمارے رسول بابی و امی کس طرح ہر کس و ناکس کے ساتھ پیش آتے تھے آپ کے حضور مین جب کفار آتے تھے تو آپ اپنی چادر مبارک ان کے لئے بچھا دیتے تھے اور کفار کے لئے اپنی جگہ خالی کرتے کرتے اس جگہ تک پہنچ جاتے تھے جہان پر جوتے رکھے ہوتے تھے۔

رَوَى هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ اَحَدٌ اَحْسَنَ خُلُقًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دَعَاهُ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِهِ وَلَا مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ اِلَّا قَالَ لَبَّيْكَ۔ ہشام ابن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھین کہ رسول اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دنیا مین کوئی خلیق نتھا اصحاب یا اہل بیت مین سے جب کوئی آپ کو پکارتا تھا تو آپ جواب مین لبیک ہی فرماتے تھے یعنی حاضر ہون

قَالَ اَنَسٌ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ فِيْ شَيْءٍ فَعَلْتُهُ لِمَ فَعَلْتَ وَلَا فِيْ شَيْءٍ لَمْ اَفْعَلْهُ هَلَّا فَعَلْتَ

حضرت انس کہتے ہین کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین دس برس رہا اتنے زمانہ مین کبھی کسی کام پر حضرت نے اعتراضًا یہ نہین فرمایا کہ تم نے ایسا کیون کیا۔ اور مجھسے آپ کا کوئی کام نہو سکا تو آپ نے تحکمًا اتنا بھی نہین فرمایا کہ یہ کام تم نے کیون نہین کیا۔

یہی وہ خوبیان تھین جنمین مقناطیسی قوت تھی جو لوگون کے دل بے اختیار اپنی طرف کھینچے لیتی تھی اور عام لوگ مسلمانون کا طرز عمل دیکھہ دیکھہ کر بڑے ذوق و شوق کے ساتھہ جوق جوق اسلام مین داخل ہوتے جاتے تھے۔ جو مسلمان ہوتا تھا وہ اسلام کا سچا عاشق ہوتا تھا۔ اور اس کے عشق مین جو جو تکلیفین کھانے پینے اور جسمی اذیتون کی ان پر ہوتی تھین انکو وہ اسی طرح راحت سمجھتا تھا جسطرح کسی دلستان کے عشق مین اس کا جاندادہ عاشق سب طرح کی مصیبتین جھیلتا ہے مگر منہ نہین موڑتا ہے۔ جس کی تصدیق کے لئے حضرت بلال کا واقعہ بہت مشہور ہے وہی لوگ شریعت کے احکام کے دل وجان سے اتباع کرتے تھے۔ امین وہ تھے۔ سچے وہ تھے۔ جو کہتے تھے وہ کرتے تھے۔ اور جس امر کا وعدہ کرتے تھے۔ اسکو وفا کرتے تھے۔ رحمدل وہ تھے۔ محسن وہ تھے۔ اعزا اقارب کے حقوق وہ پہچانتے تھے۔ کسی بندۂ خدا کے ٹھیس لگتی تھی تو ان کے دل پر چوٹ لگتی تھی۔ اگر کسی کے چوٹ لگتی تھی تو ان کے دل مین درد ہوتا تھا۔ کسی کے درد ہوتا تھا تو ان کے آنسو نکل آتے تھے اور اگر کسی کی آنکھون سے آنسو نکلتے دیکھتے تھے تو بے اختیار وہ چیخ اُٹھتے تھے۔ اصل تو یہ ہے کہ وہی سچے مسلمان تھے اور انھین کا ایمان تھا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے جسقدر بعد ہوتا گیا ویسا ہی سلام

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ کا مصداق بنتا گیا۔ اسلام کے ہری بھرے باغین ادرہی ہوائین چلنے لگین۔ انقلاب ہو چلا اور اُداسی دوڑنے لگی۔ موسم بہار کی رت تو تھی پھول کھلے ہوئے بھی تھے مگر وہ انکا اگلا سا روپ ورنگ نتھا۔ نہ وہ رنگ مین شوخی تھی اور نہ وہ بھینی بھینی خوشبوئین اُن سے آتی تھین جو پہلے نکلی تھین۔ غنچے چٹکتے تو تھے مگر چٹکے مین درد کی صدا آتی تھی۔ شاخین جھوم تو رہی تھین مگر ان مین وہ لوچ نتھا جسکو دیکھتے ہی بے اختیار حسینون کی کلائیان یاد آجاتی ہین۔ پتے ہرے تو تھے مگر وہ بھی کچھ افسوس سے ہاتھہ مل رہے تھے۔ رفتہ رفتہ بہار یہان سے رخصت ہونے لگی اور خزان کا گذر ہو چلا ہرے ہرے پتون پر زردی دوڑنے لگی پھول کملانے لگے اور پھر خزان کے جھونکے بڑے زور شور کے ساتھہ یہان بھی چلنے لگے۔ یہ اس زمانہ کا تذکرہ ہے جب تبع تابعین کا زمانہ گذر چکا تھا مگر خیر مسلمانون کا طرز عمل اب تک اسلامی عظمت وجبروت کو کسیقدر سنبھالے ہوئے تھا اور مسلمان کچھہ اسلام کے نام کا لحاظ و پاس کرتے تھے۔ اس کے بعد پھر جو زمانہ آتا گیا خراب ہی آتا گیا اور اس کے مخالف ہوائین اسلام کے لئے ناسزاوار ہی رہین اور اب تو کہا ہی نہین جاتا۔ اسلامی صفات یا تو اب کتابون مین ملین گی۔ یا پہلے مسلمانون کی قبرون مین۔ لیکن اُن مسلمانون کو تو زمین کھا گئی اور ان کتابون کو اب زمانہ کا انقلاب کہا جاتا ہے۔ اس زمانہ کے مسلمانون کا حال نہ پوچھئے صاف صاف کہتے ڈرتا ہی ہیبت تو غیبت اندیشہ یہ ہے کہ کہین لائبل کیس نہ ہو جائے۔ خیر کسیکو تو ہم کیا کہین مثال دیتے کی خود ایک ہماری ذات کیا کم ہے

۵

نہ گلم نہ برگ سبزم نہ درخت سایہ دارم
ہمہ حیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

ایمان کی تو یہ ہے کہ ہم مین اسلامی خوبوکین نام کو بھی نہین چھو گئی ہے۔ حسد۔ بغض عداوت۔ فریب۔ بیرحمی۔ جھوٹھہ۔ ریا دغابازی۔ خلف وعد۔ اور بیغیرتی۔ الغرض دنیا مین جسقدر بُری باتین ہین وہ سب ہم مین اسیطرح بھری ہوئی ہین جسطرح ہمارے

محمد اسمٰعیل

اسلاف مین کبھی خوبیان تھین ع
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یہ ہے ہمارا ایمان - اور ایسے ہین ہم مسلمان - ! لیکن یہ کیون ؟ اس لئے کہ وہ اسلامی زمانہ جسمین سچے اور دیندار مسلمانون کی جیتی جاگتی مثالین بکثرت موجود تھین جنکے طرز عمل کو دیکھہ دیکھکر دوسرون کو غیرت آتی تھی دلونمین جوش پیدا ہوتا تھا اب وہ زمانہ بہت دور گیا اور وہ علم بھی اُٹھہ گیا اور اگر نہین اُٹھہ گیا ہے تو اب اُٹھا جاتا ہے جو ارکان دین اور عقاید درست کر دینے کے ساتھ اخلاق کو سنبھال سکتا تھا اور آپ یہ اور ستم زا ہوگیا کہ ہمارا اسلام اب آبائی ہوگیا - اب ہم کو اس سے بحث نہین کہ ہمارا مذہب ہے کیا اور ہم کو اس کی رو سے کیا کیا کرنا چاہئے لب ہمارے لئے اسقدر کافی ہے کہ مسلمان کے گھر مین پیدا ہوے اور زیادہ کیا چاہئے - ہمارا اسلام اب رسم و عادت کی قبیل سے ہوگیا - چاہئے تو یہ تھا کہ مسلمان بن مسلمان ہوکر ہمارے ایمان اور اسلام کو پہلے ایمان والون سے بھی زیادہ قوت ہوتی - اُن سے زیادہ دلون مین جوش ہوتا رگ و پے مین اسلام کی محبت بھری ہوتی اور محبت محبت کے درجہ سے بڑھکر عشق کے مرتبہ کو پہنچ جاتی - مگر نہین ہم نے اسلام کو آبا و اجداد سے بطور میراث مین ملا تھا مگر ہماری گاڑھی کمائی کا نہ تھا اسکو ہم نے اسی طرح بیقدری سے برباد و تباہ کر دیا جسطرح [illegible] اور اپنے مرجانے والے ماں باپ کا اندوختہ بڑی بیدردی کے ساتھہ آوارہ گی مین اڑا دیتے ہین -

ہماری افلاس - ہماری بیغیرتی - اور ہماری نکبت کا یہی قوی سبب ہے کہ ہمنے اپنے اچھے اور طریقون کو بُرے عادات سے بدل لیا - اور پھر ہم اس آیہ کریمہ کے مصداق بنگئے -

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ - حق تعالے کسی قوم کی حالت نہین بدلتا جب تک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلے -

اشتہار

اپنی جماعت کے نام

اور نیز

ہر ایک شریف کے نام جو خواہشمند ہو

ہماری جماعت مین اول درجہ کے مخلص دوستون مین سے مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہین جنھون نے علاوہ اپنی دوسری لیاقتون کے ابھی وکالت کا بھی امتحان پاس کیا ہے اور وہ بہت سا حرج اُٹھا کر چند ماہ سے ایک دینی کام کے انجام کے لئے یعنی بعض میری تالیفات کو انگریزی مین ترجمہ کرنے کے لئے میرے پاس قادیان مین مقیم ہین اور یقین ہے کہ جب وہ بعد فراغت اس کام کے اپنے کام وکالت پر جائینگے تو کسی قریب ضلع مین ہی کام شروع کرینگے اور مین اس مدت مین یعنی جب سے کہ وہ میرے پاس ہین ظاہری نظر سے اور نیز پوشیدہ طور پر اُن کے حالات کا اخلاق اور دین اور شرافت کی رو سے تجسس کرتا رہا ہون سو خدا تعالے کا شکر ہے کہ مین نے انکو دینداری اور شرافت کے ہر ایک پہلو مین بھی نہایت عمدہ انسان پایا ہے - غریب طبع با حیا اور نیک اندرون پرہیزگار آدمی ہے اور بہت سی خوبیون مین رشک کے لائق ہے - ان دنون مین انکو شادی کی ضرورت ہے - عمر تخمینا چوبیس برس کے قریب ہوگی - خاندان کے زمیندار شریف اور موضع مرار علاقہ ریاست کپورتھلہ کے باشندے ہین - پہلے بھی مین نے اُن کے لئے اپنی جماعت مین تحریک✱ کی تھی مگر بعض وجوہ کے سبب سے اُس وقت اس کام کی انجام دہی مین معذوری پیش آئی - اور اب وہ وقت ہے کہ بخیر و خوبی وہ کام کیا جاوے لہذا دوبارہ یہ اشتہار جاری کیا گیا - میرے نزدیک جہانتک مجھے علم ہے ہماری جماعت ایسا انسان پاکوئی اور شخص بہت ہی خوش قسمت ہوگا جس کی لڑکی یا ہمشیرہ کا رشتہ مولوی صاحب موصوف سے ہو جائیگا یہ بات ظاہر ہے کہ ایسے ہونہار لڑکے جو ہمہ صفت موصوف ہون اور بہلو [illegible] لائق اور معزز درجہ کے ہون تلاش کرنے سے نہین ملتے اور لوگ اکثر دھوکا کھا لیتے ہین اور اپنی لڑکیون پر ظلم کرتے ہین - چاہئے کہ ہر ایک صاحب بہت جلد مجھے اطلاع دین اور یہ یاد رہے ضروری ہے کہ لڑکی علاوہ شکل اور صورت خداداد کے سنجیدگی اور شعور اور ضرورتون کے موافق علم ادب یا قرآن سے کافی بہرہ رکھتی ہو - زیادہ کی ضرورت نہین - والسلام

المشتہر

خاکسار **مرزا غلام احمد** از قادیان

✱ **حاشیہ** جن صاحبون نے پہلے اشتہار کے وقت اس بارہ مین خط بھیجے تھے وہ خط محفوظ نہین رہے لہذا انکو بھی چاہئے کہ دوبارہ اطلاع دین - منہ

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خط کا انتخاب

یہ خط فرزند یا بھتیجے کے نام ہے -

دھوم دھام

دھوم دھام ہے خوش اس لئے ہون کہ یہ دونون باتین بڑی سعادت کی ہین - اور نہایت اندیشہ مین بھی پڑا ہوا ہون یہ شہرت کیطرف سے ! یہ سارے پھندے خود میرے راستون مین پڑ چکے ہین اور مین انمین بار ہا پھنسا ہون - مجھے یہ خوف ہے کہ یہ تمھاری پرہیزگاری اور تقوی اور طہارت کی بلند نامی ظاہر پرست اہل دنیا کو تمھارے گرد جمع کر دے انکی اطاعت اور خوشامد اور تعریفین نفس کو سرکشی مین مدد دین اور تمھین مریدون کا سرا اپنی ذات کی عاجزی اور کمزوری سے بیخبر کر دے - ہم تم دونو ہی اکیمینٹ کچھ نہین ایک سخت درجہ کے گنہگار ہین اگر کچھ ہین تو بس اتنا کہ مدتون بعد ہم مین اپنی ہستی کی نسبت سوچ کا مادہ پیدا ہو چلا تھا - اور صرف اپنا محض نکما اور ہیچمیرز ہونا ہمپر کھلتا جاتا تھا اگر ہم سے کسی طرح اپنی ذات کی نسبت اتنی سی پہچان (جو دوسری عارفون کے دریائے عرفان کے ایک قطرہ سے بھی کم ہے مگر ہمارے لئے غنیمت ہے) وہ بھی چھن جائے تحالات میز ہماری شور بختی بڑے افسوس کے لائق ہوگی -

اصل یہ ہے کہ یہ خوبی اور قوت ماموربن اللہ کو دیجاتی ہے کہ بیرونی محرکات خواہ وہ کسی قسم کے کیون نہون اس کے جذبات کو اپیل نہین کر سکتی - لوگون کی خوشامد اس مین خود پسندی اور انانیت کا مادہ پیدا نہین کر سکتی - کیون ؟ اس کی زندگی اس کا چال چلن اس کی ہر ادا تو دنیا کے لئے ایک نمونہ ہوتی ہے اس لئے ان کی وہ قوتین گویا سلب ہو جاتی ہین جو خارجی محرکات سے جوش مین آکر ملکی خواص کو دبا لیتی ہین - چونکہ ان کو اخلاق کے مختلف شعبون کی تعلیم دینی منظور ہوتی ہے اور عملی طور پر اس تعلیم کی سہولت دکھانی مدنظر اس لئے ہر ایک قسم کے امور ان کو پیش آتے ہین تاکہ وہ مکمل طور پر ہدایت کر سکین سبق نہین لیتا ہمارے محسن و مخدوم مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے اپنے سالہا سال کے تجربہ کے بعد ایک ایسا گر بتلایا ہے جو سلیم الفطرت انسانون کے لئے ہر حالت مین خضر طریقت ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ راستباز کی مخالفت کے لئے کسی کا کوئی اعتراض یا طعن کبھی بھی باعث نہیں ہونا چاہیے خواہ وہ طعن کرنے والا کیسا ہی بڑا عابد و زاہد کیوں نہ ہو - کیونکہ آخر ابو البشر خلیفہ اول آدم علیہ السلام پر طعن کرنے والے ملائکہ سے تو بڑھا ہوا نہ ہوگا پس اس کے طرز عمل کو دیکھو اس کی تسلیم پر غور کرو کہ منہاج نبوت کے خلاف تو نہین - بہر حال ہماری غرض اس وقت یہ ہے کہ شخص جب موصوف اس خط مین جو کچھ ارقام فرماتے ہین لاریب وہ سالک کے لئے بہت ہی مفید امر ہے لیکن کوئی نادان اس قاعدہ کو ماموربن اللہ کے متعلق قائم کرکے دھوکا نہ کھاوے - وہ عوام الناس سے وحشت اور نفرت نہین کر سکتا اور نہ اسے کرنی چاہئے - بلکہ اسکے اندر موانست اور تالیف قلوب کی ایسی قوت ودیعت رکھی جاتی ہے کہ عام لوگون سے وحشت وہ کر ہی نہین سکتا - ہر قسم کے انسان اس کے حضور آتے ہین تاکہ وہ اطمینان کے ساتھ تبلیغ حق کر سکے - اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ ماموربن اللہ کو کسقدر وسعت اخلاق عطا ہوتی ہے اور اس کے سینہ مین کیسی انشراح ہوتی ہے -

ایڈیٹر

تریاق القلوب
جاذب الارواح الی حضرۃ المحبوب

مندرجہ بالا نام کا ایک رسالہ ان دنون زیر اشاعت ہے جب ہوگی دنیا کو معلوم ہو جاوے گا کہ کس فوق العادۃ استقامت اور جرأت کے ساتھ اسکا مصنف لوگون کو اپنے مشن کیطرف بلا رہا ہے اور اپنی صداقت کے لئے کسقدر زبردست تائیدی نشان اس کے ہاتھ پر صادر ہو چکے ہین - اللہ تعالی کی پاک ذات پر ایمان اور کامل ایمان کا نمونہ اس کی زندگی مین نظر آتا ہے - نظر انصاف اور فکر مستقیم سے اگر ایک دہریہ اور مادہ پرست انسان بھی اسکو پڑھ لیگا - تو ہمارا دل شہادت دیتا ہے کہ اسے اگر اور کچھ نہین تو اتنا ماننے مین تو کلام نہین ہو سکے گا کہ خدا تعالے پر ایک کامل ایمان کے جس معراج پر یہ انسان پہنچا ہے - آج دنیا مین اس کی نظیر مشکل ہے - بہر نمط اللہ تعالے کے فوق الفوق ہستی پر ایمان پیدا کرنے اور منہاج نبوت کے اسرار کی کلید ہے اور لاریب دل کی زہرناک روحانی امراض کے لئے تریاق ہے اس کی **قیمت** ہر تجویز ہوئی ہے ابھی مکمل نہین ہوا - بہر حال اپنی روحانی امراض کا مداوا چاہنے والے مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس امام علیہ السلام قادیان کے نام درخواست بھیجین -

ہجرت

اکثر احباب کے عنایت نامے خاکسار کے نام آتے ہین تو وہ سرساوہ آتے ہین اور سرساوہ سے قادیان آتے ہین تو اسمین بڑی دقت اور مشکل ہوتی ہے اب مین ہر ایک صاحب کو جو مجھسے واقفیت رکھتے ہین اطلاع دیتا ہون کہ اب جو صاحب خاکسار کے نام خط لکھین وہ سیدھا قادیان بھیجین کس لئے کہ اب یہ خاکسار ہمیشہ ہمیشہ کو ہجرت کرکے مع اہل و عیال دارالامان مین حضرت امام علیہ السلام کے قدمون مین آپڑا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرہم عیسےٰ مرہم رسل مرہم حواریین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہی جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کی نشان معدوم کرنیکے لئے نہایت نافع ہے
یہ وہ مرہم ہے جو واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یعنی اُن کے صلیبی زخموں کیواسطے بنائی گئی تھی جبکہ حضرت مسیح صلیب کے بعد حواریوں کو ملے اور اپنے وہ زخم اُن کو دکھائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپکے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کی کیل ٹھوکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کی اُن چوٹوں اور زخموں کیلئے یہ مرہم تیار ہوئی

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کی صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خداتعالیٰ نے آپکو شفا بخشی

اور اس مرہم اس تواتر سے طبی کتابوں میں ذکر ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب اور کیا اطبار اسلام نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کی بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے حواریوں نے اسکو بنایا تھا چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ اس مرہم عیسیٰ کا ذکر مع وجہ تسمیہ درج ہی اور اس کے عجیب غریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہی اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہی غرض اس مرہم کی تعریف میں قدر لکھنا کافی ہی کہ

حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے حضرت مسیح کو اچھا کیا

یہ مرہم تمام قسم کے زخموں کیلئے نہایت پرتاثیر دوا ہے

اس کے لگانیکے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہی اور پھر زخم مندمل ہو جاتے مندرجہ ذیل امراض کیلئے جسقدر مرہم اور مالش کے تیل آجکل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہی نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کر کے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے۔

طاعون - سرطان کی زخم - خنازیر کے گھاؤ - گلٹیاں - چوٹوں کی زخم

پھنسی - پھوڑے - گنج - خارش - اور طرح طرح کی جلدی بیماریاں - ہر قسم کے ناسور - پرانے گندے زخم - تلی کے ورم -

بواسیر کے درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کان سے ریم کا بہنا - جانوروں کا کاٹ لینا - جل جانا - عورتوں کی خطرناک بیماریاں

قیمت فی ڈبیہ عہ - ۱۲ر

کارخانہ مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین

لاہور بھاٹی دروازہ سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سرمہ سفید۔ اعلیٰ قسم فی تولہ ۳ر خالص ممیرا فی ماسہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی جانا۔ دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے بہت پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے بیز بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔
راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے طیار ہے مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکومین حزبہ و غور دوانے نکلی ہوئی تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دُکھتی تھین انہین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ رکھی جاتی تھین صفائی کے ساتھ نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ **راقم** خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے طیار کیا ہے اُن مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین۔ استعمال کر کے دیکھا۔ مفید پایا۔ میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے
راقم ڈاکٹر برج جلاس گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سند ات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ واقع قادیان شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰

شیخ یعقوب علی ایڈیٹر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۲۸	قادیان دار الامن و الامان ۱۰ اگست ۱۸۹۹ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ	جلد ۳

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر

قربان تیرے اے ہمارے **مجدد**
اس اختلاف کا قضیہ بھی چکا دیا۔ تصویر کی
بحث لفظ پرستوں سے ناشناسوں میں دیر سے
چلی آتی تھی خلیفۃ اللہ نے جو مصداق
مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ہے اپنے عمل سے
اس راہ کو صاف کر دیا۔
حضرت اقدس امام علیہ السلام کی تین تصویریں
ایک لسٹ (نصف قد) اور ایک
پورے قد کی اور ایک گروپ
ہیں۔ قیمت ذیل میں درج ہے
درخواستیں مشتہر کے نام جلد آنی
چاہئیں۔ درخواست کی تعمیل نقد
قیمت پر یا وی پی کے ذریعہ سے ہو گی

المشتہر

معراج الدین عمر ٹھیکیدار لنگے منڈی لاہور

تصاویر حضرت اقدس

ہول پلیٹ ۔ لسٹ	[illegible]
ہول پلیٹ ۔ پوری	[illegible]
کیبنٹ سائز ۔ لسٹ	[illegible]
گروپ ۔ ۔	۱۴ر
	[illegible]

جس تصویر کی پشت پر مشتہر کے دستخط نہ ہوں وہ مال مسروقہ تصور ہو گا۔

مولوی عبد الکریم صاحب کی معمولی ڈاک میں سے ایک دوست کے نام خط

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا خط مجھے ملا۔ درد دل سے دعا کی گئی حضرت اقدس کی خدمت میں مفصل عرض کیا گیا حضور ممدوح نے پختہ وعدہ فرمایا اگر کوئی دنیا کے کسی قانون پر کسی وعدہ پر کسی عہد پر وثوق کر سکتا ہے تو ہمیں اپنے خدا کے لاتبدیل کلام اسکے استمراری سنتوں پر اُس سے زیادہ قوی ایمان ہے اور وہ فرماتا ہے اِنَّ اللہَ لَا یُضِیعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ اور پھر فرماتا ہے وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ تو پھر ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ تعالےٰ کا مخلص و محسن اور متقی بندہ بنے لوگ کسقدر بھوکے پیاسے اس امر کے ہوتے ہیں کہ کوئی مجرب نسخہ اُنھیں ملے بڑے بڑے ملکی مدبر گذشتہ تواریخ کو پڑھکر اور پھر یکساں واقعات مجربہ کو دیکھکر ایک استقرائی نتیجہ نکال لیتے ہیں اور پھر اُسکو دستور العمل بنانے کیلئے خوش ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ نتائج علی الغالب صحیح ہوتے ہیں اور نہاں در نہاں اسباب

کی وجہ سے کبھی خطا بھی کرجاتے ہین مگر ایک استقرائی تجربہ اور مجرب نسخہ ہم مسلمانون کے پاس ایسا موجود ہے کہ جو لامعلوم وقتون سے برتا جا رہا ہے اور کبھی نتیجہ خیز ہونے سے خطا نہین کی **آدم** سے ہمارے سید الاصفیا اسوۃ الاتقیا صلے اللہ علیہ وسلم اور پھر ہمارے حضرت **مسیح** علیہ السلام تک تمام **منعم علیہم** کی اسپر مہر ہے اور وہ یہی ہے کہ خدا کی ساری نصرتین اور تائیدین صفت تقوی سے متصف ہونے پر موقوف ہین خدا کی گورنمنٹ ممیز گورنمنٹ ہے اگرایک انسان دوست دشمن اور نیک و بد سے یکسان معاملہ نہین کرتا تو علیم حکیم کی کب شان ہے کہ ایسا کرے کتاب مجید مین فرماتا ہے **ام نجعل المتقین کالفجار**۔ کیا ہم فاجرون اور متقیون سے یکسان معاملہ کرینگے ؟ ہرگز نہین تو سب سے ضروری امر یہی ہے کہ انسان متقی بننے کی کوشش کرے اور راتدن استغفار کے حصن حصین مین پناہ ڈھونڈتا رہے نامراد وہ جو عورت کے پیٹ سے نکل کر ایک لحظہ بھر کے لئے بھی استغفار سے غافل ہوتا ہے آہ ! ایسے جنگل مین کہ لا انتہا چیتے اور بھیڑیے چارون طرف سے کھانے کو لپک رہے ہین کیونکر ایک شخص مزہ سے سو سکتا ہے۔

آپ ہرگز قناعت نہ کرین جب تک دعا مین سرور اور ذوق پیدا نہ ہو جاوے اور کوشش کرین کہ نماز مین رکوع سجود کے اذکار بعد مسنونانہ تسبیحات کے اپنی بولی مین لمبی لمبی دعائین آمرزش گناہان کے لئے کی جاوین اور جب تک دل بول نہ اٹھے کہ آسمان کو اب میری آوازین چیرنے لگ گئی ہین کسی اور حالت پر بس کرنا مومنانہ جوانمردی سے بعید سمجھنا چاہیئے یہی حالت ہے جسمین انسان **ادعونی استجب لکم** کی صحیح کیفیت سمجھنے لگتا ہے اور یہی وہ نقطہ ہے جہان پہنچکر اس کی آواز جناب ایزدی مین مسموع ہوتی ہے اور قبولیت کی لذیذ بشارتین اسے ملتی ہین بہت لوگ گھبرا گھبرا کر پوچھتے ہین کہ دعا کیونکر قبول ہو۔ اور پھر کہتے ہین کہ اتنے روز دعا مانگی کوئی اثر ظاہر نہین ہوا۔ کم حوصلہ مضطرب فطرت جلد اکتا جاتے اور سررشتہ صبر ہاتھ سے دے بیٹھتے ہین ظاہری معالجات مین بھی ایسا ہی کرتے ہین۔ دو روز ایک طبیب کا نسخہ برتا پھر اکتا گئے اور دوسرے کیطرف رجوع کیا اور پھر اس سے بھی ہٹ گئے یہ راہ حسن ظن اور استقامت چاہتی ہے کبھی خائب و خاسر نہین ہوا وہ جسنے یہ دو مدرتے ساتھ لئے

آپ بھی سچی توبہ کے ساتھ اس عمل پر مواظبت فرماوین۔ مین بھی انشاءاللہ دعا کرونگا اور حضرت **روح اللہ علیہ السلام** سے بھی کراؤنگا اور عادت ہالو وسے ذرا جلدی اپنے حالات سے مطلع فرمایا کرین۔

اگرچہ یہ ابتلا آپ کو تو تلخ ہی معلوم ہوتے ہونگے مگر مین تو آپ کے حق مین انھین مبارک اور ایمانی ترقی کا موجب دیکھتا ہون مین آپ کے حالات مین دیکھ رہا ہون کہ ان مخالفتون کی وجہ سے آپ ایک پختہ مسلمان بنگئے ہین اور اغیار سے شدید نفرت روح مین پیدا ہوگئی ہے۔ برادرم یہی گر ہے جس سے ایمان کامل حاصل ہوتا ہے خدا کہتا ہے۔ **ومن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی** جب تک ابتلا کے کورہ مین انسان ڈالا نہ جائے کندن نہین ہوسکتا بڑے بدنصیب ہین وہ جو ہر وقت آرام اور چین مانگتے ہین کہ یہ ابرار و اخیار کی زندگی کی شان نہین ہمیشہ فسق و فجور نے انہی مخلون مین راہ پائی ہے جہان سے ابتلا و فتن رخصت ہوے اور آسودگی اور آرام نے جگہ لی خدا کی کتاب کہتی ہے **واذا اردنا ان نہلک قریۃ امرنا مترفیہا ففسقوا فیہا فحق علیہا القول فدمرناہا تدمیرا** تمام انبیا اور صلحا کی سوانح پڑھکر دیکھ لین یہ لوگ سدا بے آرامی کے طالب رہے ہین۔ یہ لوگ دیوانے تو نہین ہوتے کہ تن پروری اور تن آسانی کو چھوڑ کر دروازہ دروازہ سے دھکے کھاتے پھرتے ہین اور جنکی خیر خواہی کرتے ہین ان سے کیا کیا سنتے ہین آخر اس بے آرامی مین ہی کیا جو ان سب تلخیون کو گوارا کرا دیتا ہے ان کی اس استقامت و رہت کو دیکھکر تو دنیا پرست تن آسانیون کے مبتلا انھین مجنون کہہ اٹھتے ہین آخری زمانہ مین اس برگزیدہ گروہ کا ایک کامل انسان جو ہم مین موجود ہے اسی لہجہ سے کہتا ہے۔ ؎

ہمہ در دوران عالم امان و عافیت خواہند
چہ افتاد این سرما کہ میجوید مصیبت را

مینے بارہا اپنے محبوب مرشد سید الاولیا **عیسی موعود علیہ السلام** کی زبان مبارک سے سنا ہے آپ فرماتے ہین ہم اسپر قادر ہین کہ ایسی تقریرین کرین اور ایسی تحریرین شائع کرین کہ لوگون کی مصطلح صلح کل کے ڈھانچہ مین ڈھلی ہوئی ہون اور سب قومین علی اختلاف المشارب خوش ہوجاوین اور حکام و رعامین سے کسیکو بھی کبھی ان پر نکتہ چینی کا موقع نہ مل سکے مگر اس خبیث دنیا کو خوش کرکے اپنے خدا کی دھتکار کی طاقت ہم کہان رکھ سکتے ہین۔

اس نکتہ کیطرف اشارہ کرتی ہے یہ حدیث جو سید اہل بلا **محمد** مصطفٰے علیہ الصلواۃ و التسلیمات سے مروی ہے کہ مین چاہتا ہون کہ خدا کے رستہ مین مارا جاؤن پھر جلایا جاؤن پھر زندہ کیا جاؤن۔ الخ۔ مین خود اس راہ مین صاحب تجربہ ہون حزن و اندوہ کی گھڑیون میں جب کہ مجنون کے ہاتھون سے سخت ستایا گیا ہون اور ان کی زبان سے ناگفتنی باتین سنین جنکی زبان میری مدح کرتے کرتے سوکھ جاتی تھی تو ایسے اوقات مین تضرع و خشوع و ابتہال کی سیڑھی کے ذریعہ بڑی آسانی سے جناب الہی مین پہنچ گیا ہون مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ وہ ذوق و سرور کسی شادی مین نہین دیکھا جو ایسے وقت مین دعا مین حاصل ہوتا ہے اور بسا اوقات طبیعت اگر کچھ روز ابتلا دور ہوجائے تو پریشان اور روکھی سوکھی ہو جاتی ہے مینے ہمیشہ ایسے حال مین محسوس کیا ہے کہ اب دعا قبول ہوگئی اور رویا اور کشف کے ذریعہ مجھے استجابت دعا کی اطلاع بھی دیگئی آپ پر یقینا خدا کی رحمت ہے کہ آپ کو بدسگال منصوبہ سازون

کے بر نہ میں پھنس دیتا ہے اس لئے نہیں کہ وہ موذی آپ پر مسلط ہو جاوین اور آپ کو ہلاک کر ڈالین بلکہ اس لئے کہ آپ کا ایمان قوی ہوا ور زمین سے تنگ ہو کر آسمان کی طرف دیکھنے کی عادت آپ ہو جاوے آخر مین مجبور ہون کہ ایک دو باتین آپ کو اور سنا دون - مین دیکھتا ہون کہ آپ باوجود معرفت کے حضرت ید اللہ کے ہاتھ مین ہاتھ دینے سے پہلو تہی کر رہے ہین کوئی عذر ہو وہ یہی ضعف ہے جو خدا تعالےٰ پر کامل بھروسہ نہ ہونے سے پیدا ہوتا ہے کیا دنیا کا خوف ہے - مین آپ کی نسبت ایسا گمان نہین کر سکتا اس لئے کہ یہ کمزوری پست فطرت مخنث طبع لوگون کا خاصہ ہے اور کوئی روحانی تردد ہے اسکی تردید تو آپ پہلے خط مین کر چکے اور وعدہ کر چکے ہین کہ اب بیعت کی راہ مین کوئی روک نہین - ہی وقت چونکہ نازک ہے اور زندگی کا اعتبار نہین سردست خط ہی کے ذریعہ سے بیعت کر لین ملاقات پر پھر دیکھا جاویگا - میری بڑی آرزو ہے کہ اس سدرۃ المنتہیٰ سے آپ کی شاخ کو پیوند نصیب ہو جائے

والسلام و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ -

آپ کا عاجز دوست
عبد الکریم سیالکوٹی

حضرت اقدس
اور
ایک ہندو گرو

یکم اگست ۱۸۹۹ء کو بعد مغرب حضرت اقدس کی ملاقات کے لئے ایک ہندو سادھو صاحب جو اپنے طبقہ مین مشہور گرو ہین تشریف لائے حضرت اقدس جیسا آپ کا معمول ہے نہایت ملاطفت اور خندہ پیشانی سے پیش آئے اور باتین کرتے رہے آخر مین گرو جی کے ایک ایک سوال پر حضرت نے ایک بے نظیر تقریر فرمائی - چونکہ مغرب کا وقت تھا تاریکی کے دسبب ہم پہین جانے کی وجہ سے ہم اُس پر قادر نہ ہو سکے کہ حسب معمول اسکو نوٹ کرتے - لہذا اس ملاقات مین سے کچھ باتین جو حافظہ کے نوٹ بک مین محفوظ ہو گئین اُنکو قلم بند کر کے اور اپنے محسن و مخدوم حضرت مولٰنا مولوی عبد الکریم سیالکوٹی ایدہ اللہ کی اصلاح سے ناظرین کی روحانی اور ایمانی ترقی کے لئے پیش کرتے ہین پھر ہم اتنا کہے دیتے ہین کہ یہ حضور کی گفتگو کا خلاصہ یا مفہوم ہے جسکو ہمنے الفاظ مین قلم بند کیا ہے

(ایڈیٹر)

(**حضرت اقدس**) آپ کے ہان جوگ کا طریق سناتن دھرم کے اصول پر ہے یا آریہ سماج کے اصول پر -

(**سادھو**) سناتن دھرم کیموافق -

(**حضرت اقدس**) آریہ سماج ایک ایسا فرقہ ہے جسمین صرف کہنا ہے کرنا نہین -

(**سادھو**) بیشک یہ لوگ گورو کی ضرورت نہین سمجھتے - اور یہانتک کہ دیانند کو بھی گرو کی حیثیت سے نہین مانتے کہنے مین کہ وہ ایک راہ بتا گیا ہے - اُسپر چلنا چاہئے

(**حضرت اقدس**) آپ کے جوگ کے لئے بڑی بڑی مشقتین ہین -

(**سادھو**) جی ہان -

(**حضرت اقدس**) اس مشقت کے بعد کیا کوئی ایسی قوت اور طاقت پیدا ہو جاتی ہے جس سے اُس پریم کا پتہ لگ جاوے جو اُس ریاضت کرنے والے کو خدا کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ محبت کا پتہ در وجود اُسوقت تک نہین ملتا جب تک کہ دونون طرفسے کامل محبت کا اظہار نہ ہو ادھر سے محبت کے جوش مین ہر قسم کے دُکھ اور تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے طیار ہو اور ادھر سے یعنی پرمیشر کیطرف سے ایسا پرکاش (روشنی یا نور) اُس کو ملے کہ وہ عام طور پر لوگوں مین متمیز ہو جاوے -

(**سادھو**) ہان کچھ بل اور طاقت آہی جاتا ہے -

(**حضرت اقدس**) بھلا کوئی ایسی طاقت اور بل کی بات آپ سنائین جو آپ کی سنی ہوئی نہ ہو بلکہ دیکھی ہوئی ہو یعنی آپ کے گرو مین یا اُن کے گرو مین - کیونکہ بات یہ ہے کہ سُنی ہوئی بات کچھ ایسی مؤثر نہین ہوتی خواہ وہ کتنی ہی صحیح کیون نہ ہو - قصے کہانی کے ذیل مین سمجھی جاتی ہے جیسے مثلاً کوئی کہے کہ ایک ولیش ہے وہان آدمی اُڑا کرتے ہین اب ہمکو اُس کے ماننے مین ضرور تامل ہوگا کیونکہ ہمنے تو ایسے اُڑتے دیکھے ہین اور نہ خود اُڑے ہین پس قوت ایمان اور یقین کے بڑھانے کے لئے سنی سنائی باتین فائدہ نہین پہنچاتی ہین بلکہ تازہ بتازہ جو سامنے دیکھی جاوین اور اس سے بھی بڑھکر وہ جو خود انسان کی اپنی حالت پر وارد ہون پس میرے اس سوال سے یہ غرض ہے کہ آپ کوئی ایسی بات بتلائین جو اس ریاضت کرنے والون مین آپ نے دیکھی ہون یا سُنی ہون -

(**سادھو**) ہان ہمارے جو گرو تھے اُن مین بعض بعض باتین ایسی تھین جو دوسرے کے مَن کی بات بوجھ لیتے تھے اور پھر جو مُنہ سے کہہ دیتے تھے ہو جاتا تھا - اور جو اُن کے گرو تھے اُنمین بھی بہت سی باتین ایسی ہوتی تھین - مگر اُن کو دیکھا نہین تاہم دیکھنے کے برابر ہے کیونکہ اُن کو مرے کوئی اسی برس کے قریب ہوئے اور اُن کے دیکھنے والے ابھی موجود ہین +

(**حضرت اقدس**) آپ نے بھی کوئی ریاضتین کی تھین +

(**سادھو**) جی ہان مینے بھی کی ہین -

(**حضرت**) کیا کیا +

(**سادھو**) پہلے چلہ کشی کیا کرتے تھے یہانتک کہ آٹھ مہینے کا ایک ہی چلہ تھا -

(**حضرت**) اُس مین کیا کھاتے تھے +

(**سادھو**) پہلے چاولوں کا آٹا کھایا کرتے تھے پھر صرف پانی جو پکا کر رکھا ہوا تھا - یعنی ایک گاگر کا نصف جب رہجاوے تو وہ رکھ لیا کرتے تھے اور اُس مین سے سیر کچا بھگو پی لیا کرتے تھے اور اُسیوقت پیشاب کر لیا کرتے تھے اور پھر کچھ نہین (ناظرین اس مقام کو یاد رکھین ایک لطیفہ سنائین گے)

(**حضرت**) کیا اُس مین لونا وغیرہ تو نہ ہوتا تھا ؟ -

(**سادھو**) نہین +

حضرت اقدس) پھر کیا اس ریاضت کی حالت مین آپ کو کچھ عجیب وغریب نظارے نظر آئے۔

سادھو) ہان کبھی روشنی نظر آتی تھی جو اندر ہو جاتی تھی اور دور دور سے آتے جاتے آدمی نظر آجاتے تھے۔

اس کے بعد ادھر ادھر کی باتین قصبہ مکیریان کی جہان سادھو صاحب رہتے تھے ہوتی رہین اور کچھ باتین سادھو جی کے ایک چودہ پندرہ سالہ چیلے اور انکی گدی وغیرہ کے متعلق ہوتی رہین اور چند منٹ خاموشی رہی۔ پھر اس مہر سکوت کو سادھو صاحب نے اپنے اس ایک سوال سے توڑا۔

سادھو) کیا آپ پرمیشر کو اکار مانتے ہین یا نراکار۔

(حضرت مولوی نورالدین صاحب نے اس موقع پر بطور تشریح عرض کیا کہ مورتی کے قابل یا ایسا خدا کہ مورتی کی ضرورت نہ ہو)

حضرت اقدس) ہم تو خدا کو مانتے ہین اس کی عبادت اور پرستش کے لئے نہ تو ان استھنون اور ریاضتون کی ضرورت ہے اور نہ کسی مورتی کی حاجت ہے اور ہمارے مذہب مین خدا تعالے کو حاصل کرنے اور اس کی قدرت نمائیون کے نظارے دیکھنے کے لئے ایسی تکالیف کے برداشت کرنے کی کچھ بھی حاجت نہین ہے اپنے سچے پریمی بھگتون کو آسان طریق سے ... ہمنے خود تجربہ کرکے دیکھ لیا ہے بہت جلد ملتا ہے انسان اگر اسکی طرف ایک قدم اٹھاتا ہے تو وہ دو قدم اٹھاتا ہے انسان اگر تیز چلتا ہے تو وہ دوڑ کر اسکے ہردے مین پرکاش کرتا ہے۔

میرے نزدیک مورتی بنانے والون نے خدا تعالے کی اس حکمت اور راز کو نہین سمجھا جو اس نے اپنے آپ کو بظاہر ایک حالت غیب مین رکھا ہے خدا تعالے کا غیب مین ہی ہونا انسان کے لئے تمام تلاش اور جستجو اور کل تحقیقاتون کی راہون کو کھولتا ہے جسقدر علوم اور معارف انسان پر کھلے ہین وہ گو موجود تھے اور ہین لیکن ایک وقت مین وہ غیب مین تھے انسان کی سعی اور کوشش کی قوت نے اپنی چمک دکھائی اور گوہر مقصود کو پالیا جسطرح پر ایک عاشق صادق ہوتا ہے اس کے محبوب اور معشوق کی غیر حاضری اور آنکھون سے بظاہر دور ہونا اس کی محبت مین کچھ فرق نہین ڈالتا۔ بلکہ وہ ظاہری ہجر اسکے اندر ایک قسم کی سوزش پیدا کرکے اس پر حجم شیفتگی کو اور بھی بڑھا دیتا ہے۔ اسی طرح مورتی سے کہ خدا کو تلاش کرنے والا کب سچی اور حقیقی محبت کا دعویدار بن سکتا ہے۔ جبکہ مورتی کے بدون اسکی توجہ کامل طور پر اس پاک اور کامل ہستی کیطرف نہین پڑسکتی۔ انسان اپنی محبت کا خود امتحان کرے اگر اسکو اس سوختہ دل عاشق کیطرح چلتے پھرتے بیٹھتے اٹھتے غرض ہر حالت مین بیداری کی ہو یا خواب کی اپنے محبوب کا ہی چہرہ نظر آتا ہے اور کامل توجہ اسی طرف ہے تو سمجھے کہ واقعی مجھے خدا تعالے سے ایک عشق ہے اور ضرور ضرور خدا تعالے کا پرکاش اور پریم میرے اندر موجود ہے لیکن اگر دنیاوی امور اور خارجی بندھن اور رکاوٹین اسکی توجہ کو پھرا سکتی ہین اور ایک لحظہ کے لئے بھی وہ خیال اس کے دل سے نکل سکتا ہے تو مین سچ کہتا ہون کہ وہ خدا تعالے کا عاشق نہین اور اس سے محبت نہین کرتا۔ اور اسی لئے وہ روشنی اور نور جو سچے عاشقون کو ملتا ہے اسے نہین ملتا۔ یہی وہ جگہ ہے جہان آکر اکثر لوگون نے ٹھوکر کھائی ہے اور خدا کا انکار کر بیٹھے ہین۔ نادانون نے اپنی محبت کا امتحان نہین کیا اور اسکا وزن کئے بدون ہی خدا پر بدظن ہو گئے ہین۔ پس میرے خیال مین خدا تعالے کا غیب مین رہنا انسان کی سعادت اور رشد کو ترقی دینے کی خاطر ہے اور اس کی روحانی قوتون کو صاف کرکے جلا دینے کے لیے تاکہ وہ تو اس مین پرکاش ہو ہم جو بار بار اشتہار دیتے ہین اور لوگون کو تجربہ کے لئے بلاتے ہین بعض لوگ ہمکو دوکاندار کہتے ہین کوئی کچھ بولتا ہے کوئی کچھ۔ غرض ان بھانت بھانت کی بولیون کو سنکر جو ہر ملک مین جو اس دنیا پر آباد ہے یورپ امریکہ وغیرہ مین اشتہار دیتے ہین اسکی غرض کیا ہے ہماری غرض بجز اس کے اور کچھ نہین تاکہ لوگون کو اس خدا کیطرف رہنمائی کرین جسے ہمنے خود دیکھا ہے کسی سنائی بات اور قصہ کے رنگ مین ہم خدا کو دکھانا نہین چاہتے۔ بلکہ ہم اپنی ذات اور اپنے وجود کو پیش کرکے دنیا کو خدا تعالی کا وجود منوانا چاہتے ہین۔ یہ ایک سیدھی بات ہے۔ خدا تعالے کی طرف جسقدر کوئی قدم اٹھاتا ہے خدا تعالی اس سے زیادہ سرعت اور تیزی کے ساتھ اسکی طرف آتا ہے۔ دنیا مین ہم دیکھتے ہین کہ جب ایک معزز آدمی کا منظور نظر عزیز اور واجب التعظیم سمجھا جاتا ہے تو کیا خدا تعالے کا تقرب حاصل کرنے والا اپنے اندر ان نشانات مین سے کچھ بھی حصہ نہ لیگا جو خدا تعالے کی قدرتون اور بے انتہا طاقتون کا نمونہ ہون۔

یہ یاد رکھو کہ خدا تعالے کی غیرت کبھی تقاضا نہین کرتی کہ اسکو ایسی حالت مین چھوڑے کہ وہ ذلیل ہو کر پیسا جاوے نہین بلکہ جیسے وہ خود وحدہ لاشریک ہے وہ اپنے اس بندہ کو بھی ایک فرد اور وحدہ لاشریک بنا دیتا ہے۔ دنیا کے تختہ پر کوئی انسان اس کا مقابلہ نہین کرسکتا ہر طرف سے اسپر حملے ہوتے ہین اور ہر حملہ کرنے والا اس کی طاقت کے اندازہ سے بیخبر ہو کر جانتا ہے کہ مین اسکو تباہ کرڈالونگا لیکن آخر اسکو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا بچ نکلنا انسانی طاقت سے باہر کسی قوت کا کام ہے۔ کیونکہ اگر اسے پہلے سے یہ علم ہوتا تو وہ حملہ بھی نہ کرتا پس وہ لوگ جو خدا تعالے کے حضور ایک تقرب حاصل کرتے ہین اور دنیا مین انکے وجود اور ہستی پر ایک نشان ہوتے ہین بظاہر اس قسم کے ہوتے ہین کہ ہر ایک مخالف اپنے خیال مین یہ سمجھتا ہے کہ میرے مقابلہ مین یہ بچ نہین سکتا۔ کیونکہ ہر قسم کی مدبیر اور کوشش کے نتائج اسے یہین تک پہنچاتے ہین لیکن جب وہ اس رو مین سے ایک عزت اور احترام کے ساتھ اور سلامتی

سے نکلتا تھا تو ایک دم کے لئے تو اسکی حیران ہونا پڑتا ہے کہ اگر انسانی طاقت کا ہی کام تھا تو اس کا بچنا محال تھا لیکن اب اس کا صحیح سلامت رہنا انسان نہیں بلکہ خدا کا کام ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ مقربان بارگاہ الٰہی پر جو مخالفانہ حملے ہوتے ہیں وہ کیوں ہوتے ہیں معرفت اور گیان کے کوچہ سے بیخبر لوگ ایسی مخالفتوں کو ایک ذلت سمجھتے ہیں مگر ان کو کیا خبر ہوتی ہے کہ اس ذلت میں ان کے لئے ایک عزت اور امتیاز نکلتا ہے جو اللہ تعالےٰ کے وجود اور ہستی پر ایک نشان ہوتا ہے۔ اسی لئے یہ وجود آیات اللہ کہلاتے ہیں۔

غرض ہم جو اشتہار دے دیکر لوگوں کو بلاتے ہیں تو ہماری یہی آرزو ہے کہ ان کو اس خدا کا پتہ دیں جسے ہمنے پایا اور دیکھا ہے اور وہ اقرب راہ بتلائیں جس سے انسان جلد با خدا ہو جاتا ہے پس ہمارے خیال میں قصہ کہانی سے کوئی معرفت اور گیان ترقی نہیں پا سکتا جب تک کہ خود عملی حالت سے انسان نہ دیکھے۔ اور یہ بدوں اس راہ کے جو ہماری راہ ہے میسر نہیں اور اس راہ کے لئے ایسی صعوبتوں اور مشقتوں کی ضرورت نہیں یہاں دل بکار ہے خدا تعالیٰ کی نگاہ دل پر پڑتی ہے۔ اور جس دل میں محبت اور عشق ہو اسکو مورتی سے کیا غرض؟

مورتی پوجا سے انسان کبھی صحیح اور یقینی نتائج پر پہنچ نہیں سکتا۔

خدا تعالےٰ کی نگاہ انسان مخلص کے دل کے ایک نقطہ پر ہوتی ہے جسکو وہ دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ اسکی خاطر وہ خوشی دل سے ہر صعوبت و مکروہ کو برداشت کرلیگا۔ یہ ضرور نہیں کہ کوئی بڑی بڑی مشقتیں کرے اور دائم حاضر باش رہے ہم دیکھتے ہیں کہ خاکروب ہمارے مکان میں آکر بڑی تکلیف اُٹھاتا ہے اور جو کام وہ کرتا ہے ہمارا ایک بڑا معزز مخلص دوست وہ کام نہیں کرسکتا تو کیا ہم اپنے وفادار احباب کو بیقدر سمجھیں اور خاکروب کو معزز و مکرم خیال کریں۔ بعض ہمارے ایسے بھی احباب ہیں جو مدتوں کے بعد تشریف لاتے ہیں اور اُنھیں ہر وقت ہمارے پاس بیٹھنا میسر نہیں آتا۔ مگر ہم خوب جانتے ہیں کہ ان کے دلوں کی بناوٹ ایسی ہے اور وہ اخلاص و مودت سے ایسے خمیر کیے گئے ہیں کہ ایک وقت ہمارے بڑے بڑے کام آسکتے ہیں۔ نظام قدرت میں بھی ہم ایسا ہی دیکھتے ہیں کہ جتنا شرف بڑھ جاتا ہے محنت اور کام ہلکا ہو جاتا ہے ایک مذکوری کو دیکھلو اُسکو پروانہ کا اُسے دیا جاتا ہے اور ایک ہفتہ کے اندر حکم ہے کہ تعمیل کرکے حاضر ہو۔ برسات ہو دھوپ ہو جاڑا ہو دیہات کے رستے خراب ہوں کوئی عذر سنا نہیں جاتا اور تنخواہ پوچھو تو پانچ روپے۔ ادھر حکام بالا دست کا معاملہ اس کے بالکل برخلاف ہے۔ اس قانون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا قانون بھی اپنے برگزیدوں سے ایسا ہی ہے۔ خطرناک ریاضتیں کرنا اور اعضا اور قویٰ کو مجاہدات میں بیکار کردینا محض نکمی بات اور لاحاصل ہے۔ اسی لئے ہمارے ہادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ

یعنی جب انسان کو صفت اسلام (گردن نہادن بر حکم خدا و موافقت تامہ بقادیر الٰہیہ) میسر آجائے تو پھر رہبانیت یعنی ایسی مجاہدوں اور ریاضتوں کی کوئی ضرورت نہیں۔

اس کے بعد ساہو صاحب تشریف لے گئے اور کھانا رکھا گیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے رہبانیت کو نہیں رکھا۔ اس لئے کہ وہ معرفت تامہ کا ذریعہ نہیں ہے۔

لطیفہ

ساہو صاحب نے اپنے تپ کے اندر خوراک کا ذکر کرتے ہوئے پانی کا ذکر فرمایا ہے کہ ان ایام میں ان کی وہی غذا تھی اس پر حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے ایک لطیفہ بیان فرمایا ہے کہ ان سے ایک تجربہ کار نے کہا کہ اگر بہت سا پانی پکایا جاوے یہانتک کہ پیالہ رہجاوے تو بہت مقوی ہوتا ہے کیونکہ وہ دراصل پانی نہیں ہوتا بلکہ ان کیڑوں کی جو پانی میں ہوتے ہیں یخنی ہوتی ہے۔

چہ خوش کہاں گوشت کھانا منع اور کہاں آبی کیڑوں کی یخنی۔ ہمارے خیال میں گوشت کا چسکا اجازت نہیں دیتا کہ ہڈی بھی چھوڑی جاوے اس لئے کیڑوں کے کل وجود کا ست لذیذ اور خوشگوار معلوم دیتا ہے اور جوگی ابہاسا کی منزلوں میں اس کی خوراک کا جواز احسن قرار دیا ہے۔

(ایڈیٹر)

مکتوب امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مشفقی مکرمی حضرت پیر عباس علی شاہ صاحب زاد عنایتہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بعد ہذا دو قطعہ ہنڈوی ع۵۰ پہنچ گئے جزاکم اللہ خیراً۔ امور خمسہ کی بابت جو آپ نے حبّ الارشاد منشی احمد جان صاحب تاکید لکھی ہے مناسب ہے کہ آپ بعد سلام مسنون منشی صاحب مخدوم کی خدمت اس عاجز کیطرف سے عرض کردیں کہ حتی الوسع آپ کے فرمودہ پر تعمیل ہوگی اور آپ کو خدا جزائے خیر بخشے یہ بھی گذارش کیجاتی ہے کہ حصہ سوم کتاب براہین احمدیہ میں جو دس وسوسوں کا بیان ہے وہ آریہ سماج والوں کے متعلق نہیں آریہ سماج ایک اور فرقہ ہے جو وید کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور دوسری کتابوں کو نعوذ باللہ انسانوں کا اختراع سمجھتے ہیں اس فرقہ کے رد کرنے کے لئے کتاب براہین احمدیہ میں دوسرا مقام ہے لیکن دس وساوس جو حصہ سوم میں لکھے گئے ہیں وہ برہمو سماج والوں کا رد ہے۔ یہ ایک اور فرقہ ہے جو کلکتہ اور ہندوستان کے

اکثر مقامات مین پھیلا ہوا ہے اور لاہور مین بھی موجود ہے یہ لوگ کتب الہامیہ کا انکار کرتے ہین اگرچہ ہندو ہین مگر وید کو نہین مانتے نہ اس کی تعلیم کو عمدہ سمجھتے ہین یہ لوگ آریہ سماج والون کی نسبت بہت ذی علم اور دانا ہوتے ہین اور کئی اصول ان کے اسلام سے ملتے ہین مثلاً یہ تناسخ کے قائل نہین بت پرستی کو بُرا سمجھتے ہین - خدا کو صاحب اولاد اور متولد ہونے سے پاک سمجھتے ہین مگر کتب الہامیہ کے منکر ہین اور الہام صرف ایسی باتونکا نام رکھتے ہین جنکو انسان خود اپنی عقل یا فکر کے ذریعہ سے پیدا کرے یا معمولی طور پر اس کے دل مین گذر جائین اور انبیاء کی متابعت کو ضروری نہین سمجھتے اور صرف عقل کو کافی قرار دیتے ہین الہام ربانی سے انکار کرنا انکا ایک مشہور اصول ہے جیسا رسالہ برادر ہند مین جو پنڈت شیو نرائن کی طرف سے شایع ہوتا تھا چھپتا رہا ہے چونکہ ہندوستان مین ان کی جماعت بہت پھیل گئی ہے اور ان کے وساوس کا ضرر نو تعلیم یافتہ لوگون کو بہت پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے اسلئے ضرور تھا کہ ان کا رد لکھا جاوے اور انکا کتب الہامیہ سے انکار کرنا ایسا جزو مذہب ہے جیسا کہ ہمارے یہان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار اصل مذہب ہے -

غرض آریہ سماج ایک الگ فرقہ ہے جو بہت ذلیل اور ناکارہ خیال رکھتا ہے اور وہ عقل کے پابند نہین بلکہ صرف وید پر چلتے ہین اور بہت سے واہیات اور مزخرفات کے قائل ہین مگر برہمو سماج کا فرقہ دلائل عقلیہ پر چلتا ہے اور اپنی عقل ناتمام کیوجہ سے کتب الہامیہ سے منکر ہے چونکہ انسان کا خاصہ ہے کہ معقولات سے زیادہ اور جلد تر متاثر ہوتا ہے اس لئے اطفال مدارس اور بہت سے نو تعلیم یافتہ ان کی سوفسطائی تقریرون سے متاثر ہو گئے اور **سید احمد خان** بھی انھین کی ایک شاخ ہے اور انھین کی صحبتون سے متاثر ہی پس ان کے زہرناک وساوس کی بیخکنی کرنا ازحد ضرور تھا - لاہور کے برہمو سماج نے پرچہ رفاہ مین بہ نیت رد حصہ سوم کچھ لکھنا بھی شروع کیا ہے مگر حق محض کے آگے ان کی کوششین ضایع ہین عنقریب خدا انکو ذلیل اور رسوا کرے گا اور اپنے دین کی عظمت اور صداقت ظاہر کردیگا

منشی احمد جان صاحب نے جو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ تعریف مین مبالغہ نہو اسکا مطلب اس عاجز کو معلوم نہین ہوا اس کتاب مین تعریف قرآن شریف اور حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے سو وہ دونو دریا بے انتہا ہین اگر تمام دنیا کے عاقل اور فاضل انکی تعریف کرین تب بھی حق تعریف کا ادا نہین ہو سکتا چہ جائیکہ مبالغہ تک نوبت پہنچے - ہان الہامی عبارت مین کہ جو اس عاجز پر خداوند کریم کی طرف سے القا ہوئے کچھ کچھ تعریفین ایسی لکھی ہین کہ بظاہر اس عاجز کیطرف منسوب ہوتے ہین مگر حقیقت مین وہ سب تعریفین حضرت خاتم الانبیاء کی ہین صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی وقت تک کوئی دوسرا انکی طرف منسوب ہو سکتا ہی کہ جب تک اس نبی کریم کی متابعت کرے اور جب متابعت سے ایک ذرہ منہ پھیرے تو پھر تحت الثرےٰ مین گر جاتا ہی ان الہامی عبارتون مین خداوند کریم کا یہی منشا ہے کہ تا اپنے نبی اور اپنی کتاب کی عظمت ظاہر کرے -

۸ر نومبر سنہ ۱۸۸۲ء مطابق ۲۶ر ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۹ھ

فلسفہ مذہب

یہ کہتے ہین دانائے اسرار نیچر
کہ ہوا ایک سے دوسرا جلوہ گستر
ہے پانی سے مٹی تو مٹی سے پتھر
ہون پانی بخارات ارضی نکل کر
رگڑنے سے ہوئی آگ عالم مین پیدا
ہے اسٹیم مین اُسکی طاقت ہویدا
اسی طرح چلتے چلے جاؤ اوپر
ملین گے پتے تمکو ایسے ہی یکسر
مگر دور پہنچو گے جب یان سے چلکر
تو ہو جائے گی عقل حیران و ششدر
نہ نکلو گا وان کام عقل بشر سے
نہ سمجھو گے اسکو نہ دیکھو نظر سے
خدا نے کئے ہین عناصر جو پیدا
ہین ترکیب اجسام کے چند اجزا
اگر ہم بنا ئین کوئی ان سے پتلا
بنے گا نہ ہم سے کوئی ایک بھنگا
بس اب جان لو یہ کہ صنعت ہی کسکی
بشر جس سے عاجز وہ حکمت ہی کسکی
اگر آپ سے آپ ہم بن بھی جاتے
عناصر سے اجسام ترکیب پاتے
مگر یہ حواس و خرد کیسے آتے
جو یون مغز سر اور دلین سماتے
بناؤ یہ ادراک کس نے دیا ہے
شناسائے عالم یہ کس نے کیا ہے
خدا ہے وہی عقل مین جو نہ آئے
اُسی کی ہے طاقت جو سب مین سمائے
اُسی نے ہین یہ چاند سورج بنائے
اُسی نے ہین یہ غنچہ و گل کھلائے
اُسی نے یہ اجسام کو روح دی ہی
اُسی سے یہ ارواح مین آگہی ہی
جو ہے نفس ناطق ہمارا تمھارا
جسے روح کہتے ہین عالم مین دانا
جو ہے سب حقایق کا ادراک کرتا
سمجھتا ہے جو خوب اپنا پرایا
تو سل وہ رکھتا ہے قرب خدا سی
مدارج ہین حاصل اُسے کبریا سی
ہے ادراک خالق سے لاچار دنیا
ہے مافوق عقل بشر ذات والا
منابع سے کب ہی خبر وار دریا
نہ جانے کوئی ذرہ تعریف صحرا
خبر آگ کو کیا وہ آئی کہان سے
ہوا کو خبر کیا چلی وہ جہان سے
اجمادات کیا ہین یہی خاک پتھر
ہون الماس و یاقوت یا لعل احمر
ہو چاندی کہ سونا ہو مٹی کہ کنکر
موثر ہے ان سب مین ترکیب نیچر
حرارت برودت رطوبت یبوست
بنائے انھین حسب فرمان قدرت
مری آنکھ سے دیکھ بندہ خدا کے
بتون مین جو آئین نظر اُس کے جلوے
نشان وزہ ذرہ مین اُس کے ہین ملتے
جدا سب کی صورت جدا سب کے سانچے

ہے ہر ذرہ سورج سے آنکھیں لڑائے
کوئی ایک ذرہ تو ایسا بنائے
جمادات مین ہر شجر کے ہے لب پر
کہ خالق مرا ہے خداوند اکبر
ہے ہر نخل خالق کی قدرت کا دفتر
ہے ہر برگ مین صنعتِ خاص مضمر
کرین جذب اجسام مین حسب عادت
حرارت برودت رطوبت یبوست
کھڑا ہے وہ دیکھو جو نخل تناور
وہ چھوٹے سے اس بیج مین ہے سراسر
یہ صنعت ہے کسکی کرو غور دم بھر
کہ اس بیج مین آگیا وہ سمٹ کر
ذرا بڑکو تم بیج مین بڑکے دیکھو
اثر بیج پتے مین تم جڑکے دیکھو
درختون کے نر مادہ کا کام دیکھو
توالد کا ان کے سرانجام دیکھو
کہین نطفہ و شکل ارحام دیکھو
کہین خاص قدرت کہین عام دیکھو
کرو غور سر نہانی مین ان کے
بڑھاپے لڑکپن جوانی مین ان کے
کہین مادہ سے نر ملاتا ہے جوڑا
رہے رحم مین نطفہ مادہ کے نر کا
کہین رحم مین نطفہ لیجائے کیڑا
ہوا سے کہین اڑکے پہونچے وہ نطفا
بتاؤ تو یہ کارسازی ہے کس کی
زمانہ مین یہ ہاکبازی ہے کس کی
کہین تخم بونے سے اوگے زمین پر
کہین بیل پھیلے درختون پہ تکبر
کہین ہو رہے شاخ قلم بار آور
کہین شاخ پیوند ہو سایہ گستر
بدن مین جو انسان کے ترکیب دیکھو
شجر مین وہی حسن ترتیب دیکھو
نباتات کے بعد حیوان کو دیکھو
بناوٹ مین ترکیب انسان کو دیکھو
ہرن اور شیر نیستان کو دیکھو
نہنگ اور ماہی و سرطان کو دیکھو
طیور و وحوش اور سباع و بہائم
چرند و پرند و عزائم غنائم
عیان سب سے ہے صنعت حق کی قدرت
کہو تم خدایا لکھو اس کو فطرت
ہے ہر شے مین اس کی نمودار صنعت
ہے ہر فرد اس کی حسن ادا پہ حجت

وہ صانع وہ خالق وہ مالک ہے سب کا
اسی سے عیان جلوہ ہے روز و شب کا
جہان آئینہ ہم ہین تصویر اُس مین
خدا کی ہے صنعت سے تنویر اُس مین
ہزارون صنائع ہین تحریر اس مین
ہے جلوہ فزا رنگ تقدیر اس مین
مٹے شکل یا اس کا آئینہ ٹوٹے
مصور کا اس سے تعلق نہ چھوٹے
یہ فوٹوگراف اور یہ تار برقی
جو ہین معجزات کمالات علمی
یہ ساری کلین جو ہین نازِ ترقی
ہون منسوب اس سے ہین ایجاد جسکی
جو موجد ہین اس کے وہی حق نما ہین
جدا جو ہون ان سے وہ حق سے جدا ہین
ہے آواز کی چال تم سب نے دیکھی
ہوا کی ہے رفتار چلنے مین آندھی۔
چراغ اور سورج کی ہے چال برقی
گرج کی صدا سے چلے جلد بجلی
اگر گننے سیارے پاؤگے ایسے
جو بجلی سے ہین سیکڑون درجہ آگے
مگر ہمکو دی ہے خدا نے وہ طاقت
ملی ہے نفوس بشر کو وہ قدرت
جو سب سے زیادہ ہے سرگرم سرعت
ہے دل کے خزانہ مین یہ سب امانت
ادھر ہمنے سوچا اُدھر ہمنے پایا
تصور خدا انگ گیا اور آیا
بنام الٰہی سے جو تم نے برادر
کرو اس کے مطلب کو تم یاد ازبر
خدا نے کیا سب کو پیدا برابر
وہ ہے ایک مذہب مین ہے پاک و برتر
خدا کو ہر اک حال مین یاد رکھنا
مریجان مری روح کو شاد رکھنا

نکاح

ہفتہ زیر اشاعت مین ہمارے مکرم حکیم فضل الدین صاحب بھیروی کا مولوی بہار الدین صاحب احمد آبادی کی دختر نیک اختر سے نکاح ہوا بعد نماز مغرب مجلس نکاح منعقد ہوئی۔ حضرت اقدس مع جمیع احباب و خدام تشریف فرما تھے۔ مولوی نور الدین صاحب نے نہایت موثر مگر مختصر خطبہ نکاح پڑھا اور آخر میں یہ کہکر ختم کیا کہ خطبہ کا بلحاظ قرآن کریم کے بیان کردہ احکام معاشرت ... [illegible] اس سے خطبہ ... ضرورت ... [illegible]

لاہوری ملہم پارٹی اور ہماری حضرت اقدس

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشتم دانستم
کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را۔

ہمارے محترم ناظرین لاہوری ملہم کے نام سے الحکم کے کالمون مین مختلف نمبرون مین حضرت اقدس کے کسی مخالف کا ذکر پڑھ چکے ہین اور یا بیتوجہ کہ انھون نے مخالفت مین الہامی رنگ اور دعوی رکہا تھا اور رکہا ہے ناظرین کو ان کے متعلق چند ضروری امور اور کوائف کی معلوم کرنے کی بڑی آرزو ہے اول ہی اول جبکہ مولوی عبد الکریم صاحب کی سرکلر لیٹر مین یہ نام آیا تو خود مولانا کو اور ہمکو بہت سے خطوط حالات مزید کے معلوم کرنیکے لئے پہنچے لیکن نہ تو مولانا ممدوح کا اور نہ ہم بعض ضروری مصالح دین کی خاطر ان خطوط پر توجہ کرسکے لیکن الحکم کا نمبر زیر اشاعت ہمارے محسن و مخدوم مولوی نور الدین صاحب کا ایک پردہ برانداز خط لیکر شائع ہوتا ہے اور آیندہ اس سلسلہ کے جاری رہنے کی امید کیجاتی ہے اسلئے ناظرین کو لاہوری ملہم اور اُنکی پارٹی کے متعلق انٹروڈیوس کرادینا ضروری ہے۔ لاہوری ملہم صاحب کا نام الٰہی بخش ہے جو محکمہ نہر مین اکونٹنٹ ہین۔ کچھ عرصہ ہوا جب آپ قادیان تشریف لائے تھے اور اُنکی اصلاح کے لئے ضرورۃ الامام گرانقدر رسالہ کی ضرورت پڑی۔ منشی صاحب نے دعوی کیا کہ مجھے حضرت مرزا صاحب کے خلاف الہام ہوئے ہین اسپر حضرت اقدس نے صرف اسلام کی حالت پر اور بنی نوع انسان پر رحم کرکے یہ مناسب سمجھا کہ چونکہ یہ امر ایک سخت حربہ اسلام اور نفس الہام پر ہے مناسب سمجھا کہ ان لوگون کے مخالف الہام جمع کرکے توجہ کی جاوے تاکہ کوئی فیصلہ ناطق ہو جاوے کیونکہ اس سے لوگ وبدہا مین پڑینگے کہ جبکہ خدا ہی کی طرف سے الہام ہوتے ہین تو متضاد الہام کے کیا معنے۔ غرض اس بنا پر خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا جو درج اخبار ہوگا۔ مگر لاہوری ملہم صاحب اتنک اپنا پیچھے ہی مین ہین آپ کی پارٹی مین ہین اور صاحب اپنا جنمین سے منشی عبد الحق صاحب پنشنر اکونٹنٹ آپ کے الہامات کے مفسر ہین اور سید فتح علی شاہ صاحب خان بہادر ڈپٹی کلکٹر اور حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر آپ کے پرانے رفیق ہین غرض یہ چار آدمیون کی پارٹی ہے جو سردست اتنا ہی کہدینا کافی ہے اور حضرت اقدس کے خطوط اور مولوی نور الدین صاحب کے باقی خطوط جب درج ہونگے اُن کے ساتھ مختصر طور پر ضروری کوائف بتلائے جاوینگے منشی صاحب کی طرز عمل سے ہر چند پایا جاتا تھا کہ اُنکی مخالفت سلسلہ ایک خاموشی کے عالم مین رہیگا بلکہ سنا گیا ہے کہ ملہم پارٹی منشی الٰہی بخش ... [illegible]

[illegible]

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب

کا

ایک ضروری خط

برادرم منشی تاج الدین صاحب !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - پرسون شام کے وقت ایک میرے مکرم معظم دوست نے برسرمجلس ذکر فرمایا جسکا خلاصہ یہ تھا منشی تاج الدین صاحب نے ارقام فرمایا ہے ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب نے مجھے دریافت کیا ہے کہ کیون ابتک منشی الٰہی بخش صاحب نے اپنے الہامات دربارہ حضرت مرزا صاحب شائع نہین فرمائے - ڈپٹی صاحب نے فرمایا کہ نور الدین نے کیا میعنی اس راقم خاکسار نے منشی جی کو منت وسماجت خط لکھا ہے کہ منشی صاحب ایسے الہامات کے شائع کرنے سے باز رہین اس لئے منشی صاحب نے اشاعت الہامات مخالفہ مرزا صاحب سے اعراض کیا

برادرم ! اس کلام کے سننے سے مجھو تعجب اور حیرت ہوئی - اور مین عام اہل اسلام کی حالت پر دیر تک افسوس کرتا رہا تعجب اسلئے کہ ایک ملہم من اللہ جسکو الہام الٰہی سے ثابت ہو گیا کہ فلان شخص اللہ رسول کا مخالف ہے تو اس مخالف اللہ ورسول کا پردہ فاش کرنیکے لئے ہمہ تن متوجہ ہونا چاہیئے تھا کسی کے روکنے سے وہ کیونکر رک سکتا تھا -

۲ جب منشی الٰہی بخش صاحب کو ثابت ہو چکا کہ مرزا صاحب کے الہامات نعوذ باللہ شیطانی ہین اور غلط ہوتے ہین اور انکو پختہ طور پر معلوم ہے کہ نور الدین مرزا جی کا دل سے جان سے مال سے اور عزۃ و آبرو سے فدائی ہے اور پورا معتقد ہے تو مرزا کے ایسے معتقد کے خط بخلاف الہامات آلٰہیہ کیون متبع ہوتے - **۳** نص صریح ہے کہ مامورین اللہ ان لوگون سے کشیدہ نہین ہوا کرتے تو اگر نور الدین نے مداہنت چاہی تھی تو منشی الٰہی بخش صاحب پر واجب تھا کہ نور الدین کا وہ خط جسمین اسنے منشی جی کو روکا ہے الہامات کے ساتھ شائع کر دیتے تاکہ سب پر منشی صاحب مرزا جی کے ساتھ مرزا کو

ایک مرید کی بھی پردہ دری ہو جاتی اور اس سے عام لوگ نتیجہ نکال لیتے کہ یہ جماعت کیسی مکار ہے **۴** اگر وہ الہامات منشی جی کے منجانب اللہ ہوتے تو وہ کسی کے کہنے سے انکی اشاعت سے کیون رکتے کیا انکو خبر نہین - بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کس کتاب کا حکم ہے کیا ان کو خبر نہین کہ ودوا لو تدھن فیدھنون کون کہتا ہے **۵** مرزا صاحب نے منشی جی کو براہ راست خطوط لکھکر تحریک کی پس اس تحریک کے مقابل نور الدین کا پرائیویٹ خط کیون زیادہ موثر ہوا - **۶** مرزا صاحب اپنے الہامات اپنی تحقیقات کی اشاعت مین کیسے دلیر ہین انکے مخالفون کو چاہیئے تھا کہ مرزا صاحب سے زیادہ دلیر ہوتے - کیون ؟ وہ لوگ اپنے گمان کیا یقین مین راستباز اور مرزا صاحب نعوذ باللہ مفتری ہین **۷** منشی صاحب نے وعدہ کا ایفا نکیا - اور نور الدین کے کہنے سے ان العھد کان مسئولا سے کیون بے پروائی کی **۸** ڈپٹی صاحب اول سید اہلبیت دوم دنیا مین معزز عہدہ پر ممتاز میرا دل نہین پسند کرتا کہ مین مان لون ایسا بڑا آدمی جھوٹھہ بولتا ہو - جھوٹھہ بولنا بڑے ہی کمینون کا کام ہے جھوٹا ذلیل ہوتا ہے پس مجھو حیرت ہے کہ یہ غیر واقعہ کلمات کہانسے نکلے **۹** میرے نزدیک مامور من اللہ اور دوسرے مین یہ بھی ایک فرق ہے کہ مامور من اللہ ہمت نہین ہارتے - تھکتے نہین - ڈرتے نہین - گبھراتے نہین مشکلات کیوقت دلیر ہوتے ہین آخر کامیاب ہوتے ہین - دیکھلو مرزا صاحب نے مخالفون کے مقابلہ مین کیسے کیسے کام کئے ہین - کیا ہمت ہاری ہے نہین ! تھکا ! نہین ! ڈرا ہے ؟ نہین کیا دلیر نہین ہوا ؟ کیا کامیاب نہین ہوا ؟ سوچو !!! **۱۰** وتلک عشرۃ کاملۃ -

اگر منشی صاحب اپنے الہامات اور پیش از وقت اپنی پیشگوئیان شائع کرتے تو انکو پتہ لگ جاتا کہ ان پیشگوئیون کی اشاعت مین کیا کیا مشکلات آتی ہین اور پھر انکو یہ بھی پتہ لگ جاتا کہ جو جو اعتراض انھون نے مرزا جی پر کئے ہین کیا وقعت رکھتے ہین - مثلا مرزا جی کے وعدے پر - براہین احمدیہ کی اشاعت پہلے یوں التوا مین ہے حالانکہ مخالفون کے لئے بار بار اشتہار دیئے گئے کہ وہ براہین کا روپیہ واپس لے لین - اور روپیہ دیا بھی گیا) مثلاً آتھم کی پیشگوئی کہ آیا شرط پوری ہوئی جیسے الہام مین مشروط تھی یا نہ ہوئی - مثلاً بشیر احمد کے متعلق کہ وہ موعود فرزند ہے حالانکہ وہ موعود حسب الہامات بحمد اللہ موجود ہین - مثلاً انکا خیال کہ مسجد کا روپیہ مسجد پر خرچ ہوا یا نہین - یا معرض التوا مین ہے وغیرہ وغیرہ - ابتک تو منشی صاحب اپنے گھر مین خاص خاص احباب کے سامنے بیان فرماتے ہین اور ان کے احباب بھی فرماتے ہین کہ ان کی پیشگوئیان بہ نسبت مرزا جی کے بہت مصفی اور صحیح ہین مگر جب معاملہ پبلک مین عام طور پر مرزا جی کیطرح پیش ہوتب ظاہر ہو جاویگا کہ مامور من اللہ کون ہے ؟ عند الامتحان یکرم الرجل او یہان

برادرم یاد رکھو جو باتین الہامی طور ثابت ہون انہین اعلیٰ وہی ہین جو لکھی ہوئی ہم دیکھین - قرآن کریم مین اللہ فرماتا ہے ام عندھم الغیب فھم یکتبون نبی کریم کے مخالفون پر بھی الزام قائم ہوا ہے کہ اگر ان کے پاس غیب ہے تو اسے لکھا ہوا پیش کرین - میرے بھائی آخر مین آپکو بڑے زور اور جوش سے نصیحت کرتا ہون کہ آپ کامل استقلال کامل بردباری کامل حوصلہ اعلیٰ ہمت سے کام لیکر اسوقت ڈپٹی صاحب سے دریافت فرماتے کہ لیس الخبر کالمعائنۃ - ہمین وہ خط نور الدین کا دکھاوین آپ ڈپٹی صاحب اگرچہ راستباز ہین مگر راستی کا ثبوت دینا راستبازی کے مخالف نہین - مولی کریم بھی سچا مولی کا رسول بھی سچا - مگر پھر بھی دونون نے اپنی صداقت کے ثبوت دیئے ہین - پس آپ راستباز سہی ہمین راستبازی کے ثبوت سے محروم نفرماوین - بہرحال اب پھر کوشش کرین شاید اسی ذرہ سی بات مین حق ظاہر ہو جاوے کہ ڈپٹی صاحب اور انکو منشی صاحب کو یہ خبر دینے والا کیسا راستباز ہے ہمین تو ایسی خبرین فیات کا موجب ہین اور انشاء اللہ بہتون کیلئے ترقیات کا باعث ہونگی - اب آپ ہمت بلند سے کام لین اور اس خط کو نکلوائین جسمین نور الدین نے خوشامد کرکے منشی جی کو روکا ہے - میرے بھائی مین دلیری سے عرض کرتا ہون کہ میری تحریرین بچپن سے لیکر آجتک کبھی بھی ایسی نہین جنکی اشاعت سے مجھے کسی نوع کا خطرہ ہو -

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَھٰذَا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلَیَّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ

۷ اگست ۱۸۹۹ء

محمد اسمٰعیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرہم عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حوارین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہی جو زخمون اور جراحتون اور نیز زخمون کے نشان معدوم کرنیکے لئے نہایت نافع ہے

یہ وہ مرہم ہے جو واقع صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یعنی اُن کے صلیبی زخمون کے واسطے بنائی گئی تھی۔ جب کہ حضرت مسیح صلیب کے بعد حواریون کو ملے اور اپنے وہ زخم اُن کو دکھائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپ کے ہاتھون اور پیرو مین لوہے کے کیل ٹھونکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے ان چوٹون اور زخمون کے لئے یہ مرہم طیار ہوئی۔

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کے صلیبی زخمون پر لگتی رہی اور اسی سے خداتعالیٰ نے آپکو شفا بخشی۔

اور اس مرہم کا اس تواتر سے طبی کتابون مین ذکر ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب اور کیا اطبّاء اسلام سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابون مین لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ مین یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے حواریون نے اسکو بنایا تھا* چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ مین اس مرہم عیسیٰ کا ذکر مع وجہ تسمیہ درج ہے اور اس کے عجیب و غریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اس کی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبون نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریف مین اسیقدر لکھنا کافی ہے کہ

حضرت مسیح تو بیمارون کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے حضرت مسیح ع کو اچھا کیا

یہ مرہم تمام قسم کے زخمون کے لئے نہایت پر تاثیر دوا ہی

اس کے لگانیکے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہی اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہین مندرجہ ذیل امراض کیلئے جس قدر مرہم اور مالش کے تیل آجکل رائج ہین سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہے نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کر کے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہی۔

طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر کے گھاؤ - گلٹیان - چوٹون کے زخم - پھنسی - پھوڑے - گنج - خارش اور طرح طرح کی جلدی بیماریان - ہر قسم کے ناسور - پرانے گندے زخم - تلی کے ورم - بواسیر کے درد - ہاتھون کا سردی سے پھٹ جانا - **کان سے ریم کا بہنا - جانورونکا کاٹ لینا - جلجانا** - عورات کی خطرناک بیماریان سرطان رحم وغیرہ وغیرہ

قیمت فی ڈبیہ ۱۲/-

کارخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین لاہور

بھاٹی دروازہ سے طلب کرو۔

* اور اس کی [illegible] حضرت عیسیٰ کے صلیبی زخمون کیلئے [illegible] بنائی گئی [illegible] مرہم عیسیٰ [illegible] اسکو بنایا تھا [illegible]

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا نزول سرخی ابتدائی۔ موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اعداد ویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا میرےکا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۱۸ خالص ممیرو فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۸ ہر خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرےکا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے الحضور مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرےکا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۱۷ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ رہتی اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں۔ استعمال کرکے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر پرجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا۔ میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹر نمبر L 77

رجسٹر نمبر ایل ۷۷

قیمت سالانہ ... عوام سے تین روپیہ

مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۱۴ء

نمبر ۳۲ جلد ۱۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اخبار الحکم

قادیان دار الامان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

قادیان ۱۱- اگست ۱۹۱۴ء

میرا چوتھا خط

اخوانی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بہت دنون سے ایک اخلاقی نقص نے میری توجہ اپنی طرف پھیر رکھی ہے مین چاہتا ہون کہ اس کی اصلاح کی نسبت چند باتین لکھون شاید کسیکو فائدہ ہو جائے -

بہت سے خطوط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت مین دعا کے لئے آتے ہین اور جواب مین لکھا جاتا ہے کہ دعا کی گئی - اور یہ واقعی امر ہے کہ حضرت موعود علیہ السلام دعا کی ہر درخواست پر توجہ کرتے ہین تھوڑے دنون کے بعد بعض لکھتے ہین کہ کچھ فائدہ نہین ہوا اور وہ حال سے خالی نہین یا تو آپ نے دعا نہین کی یا اگر کی ہے تو توجہ سے نہین کی ،، یہ ایسی خطرناک ٹھوکر ہے کہ اس کا نتیجہ آخرکار مُنہ کے بل گرنا ہوتا ہے - مین نے ایکدن اسبارہ مین عرض کیا فرمایا سخت ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ دُعا کے مضمون پر پھر قلم اُٹھایا جائے اور پہلے مضمون کا حق ثابت نہین ہوے - فرمایا دُعا نہایت نازک امر ہے - اس کے لئے شرط ہے کہ مستدعی اور داعی مین ایسا رابطہ مستحکم ہو جائے کہ اسکا درد اس کا درد ہو جائے اور اس کی خوشی اس کی خوشی ہو جائے جسطرح شیرخوار بچہ کا رونا ماں کو بے اختیار کر دیتا اور اس کی چھاتیون مین دودھ اُتر آتا ہے ویسے ہی مستدعی کی حالت زار اور استغاثہ پر داعی سراسر رقت اور عقد ہمت بنجائے - فرمایا اصل بات یہ ہے کہ یہ سب امور خدا تعالیٰ کی موہبت ہین اکتساب کو اہین دخل نہین - توجہ اور رقت بھی خدا کے ہان سے نازل ہوتی ہے جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کے لئے کامیابی کی راہ نکال دے - مگر سلسلہ اسباب مین ضروری ہوتا ہے کہ داعی کو کوئی محرک شدید جنبش دلیبکو والا ہو - اس کی تدبیر بجز اس کے نہین کہ مستدعی اپنی حالت ایسی بنائے کہ اضطراراً داعی کو اس کی طرف توجہ ہو جائے - فرمایا کہ جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی اور جسے دیکھکر مین دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہون وہ ایک ہی بات ہے کہ مین کسی شخصکو معلوم کر لون کہ یہ خدمت دین کے سزاوار ہے اور اس کا وجود خدا کے لئے خدا کے رسول کے لئے خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندون کے لئے نافع ہے - ایسے شخصکو جو درد والم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے فرمایا ہمارے دوستون کو چاہئے کہ اپنے اپنے دلونمین خدمت دین کی نیت

باندہ لین جس طرز اور رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے - پھر فرمایا مین سچ سچ کہتا ہون کہ خدا تعالے کے نزدیک قدر و منزلت اُس شخص کی ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے ورنہ وہ کچھ پروا نہین کرتا کہ لوگ کتون اور بھیڑون کی موت مرجائین۔

مینے جہان تک تجربہ کیا ہے اور خدا تعالے کے کلام سے بھی وہی مستنبط ہوتا ہے قبول دعا کے لئے اور کسی مرد خدا کے دل مین دعا کی تحریک پیدا کرنے کے لئے ایک ہی گر ہے اور وہ اضطرار ہے۔ خدا تعالے فرماتا ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ یہ آیت صاف بتاتی ہے کہ مضطر کی دعا سُنی جاتی ہے - درحقیقت جیسے اس سلسلہ اسباب مین ہر مسبب کے لئے ایک مناسب سبب ہے ویسی ہی استجابت دعا کے لئے انسان کے اندر حالت اضطرار کا پیدا ہونا ہے جب انسان کی حالت اس نقطہ تک پہنچ جاتی ہے لامحالہ قبولیت اسکا استقبال کرتی ہے - مین اعتراف کرتا ہون کہ یہ حالت بھی موہبت الٰہی ہے مگر جیسی ہر شئے کے حصول کے لئے کسی منشر و طریقہ اس کے لئے بھی کچھ اسباب ہین ان کے اکٹھا کرنے کی فکر کرنا فائدہ طلب انسان کو ضروری ہے سب سے بڑا سبب وہ ہے جو خدا کی کتاب فرماتی ہے

فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ؁

یعنی مین قریب ہون اور داعی کی پکار سنتا ہون مگر داعی کو چاہیئے کہ قبول دعا کی شرائط اپنے اندر پیدا کرے اور پھر میری ذات اور میری صفات اور میرے اقتدار پر پورا بھروسا رکھے اور بدظنی اور بے صبری اور عجلت کو دل مین جگہ نہ دے اور بہت جلد ملول نہ ہو جاوے تب اسکو کامیابی اور قبولیت کی راہ ملیگی - میرے نزدیک ان شرائط کو حصول اور اسباب معینہ معلومہ کے جمع آوری کا نشان کسی شخص مین یہ ہے کہ اسکو خدا تعالے سے توفیق ملجائے کہ وہ خلیفۃ اللہ لسان اللہ (علیہ السّلام) کے زیر نظر رہے یہان تک کہ خود خداوند کریم اس داعی کی توجہ اس کی طرف پھیر دے مگر اس کے لئے بھی ازبس ضروری ہے کہ اس کے قلب کے کسی گوشہ مین استبعاد اور سوء ظن اور بے صبری کا شائبہ نہ ہو اور ہر حال مین ایک لذیذ یقین اور قوی رجا اور کامل حسن ظن اس کے رفیق ہون آہ آہ کہتے ہین اور الفاظ مین یہ بات کسقدر آسان ہے اور کیسے مختصر الفاظ مین طے ہوگئی مگر درحقیقت ایسی حالت کا پیدا ہونا اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذرنا ہے ہان جسے خدا چاہے اُسے یہ نعمت مل سکتی ہے فللہ الحجۃ البالغۃ والیہ یرجع الامر کلہ -

افسوس جہان قوم سے اور خوبیان دور ہوگئی ہین اور رذائل نے ان کی جگہ لے لی ہے - حسن ظن اور استقامت کی جگہ سوء ظن اور بے صبری اور ملالت نے لے لی ہے - کوئی کہتا ہے مینے اتنے دن دعا کی اور آپ کے ارشاد کے موافق اتنے روز استغفار بھی پڑھا اور درود شریف بھی پڑھا اور یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ بھی پڑھتا رہا مگر خاک بھی کام نہین ہوا - کوئی کہتا ہے کہ ہماری خدا سُنتا ہی کب ہے - ہم اس قابل ہی نہین کہ ہماری آواز اُس تک پہنچ سکے اور جو ہم اس قابل ہوتے تو آپ کو تکلیف ہی کیون دیتے - یہ سب شیطانی وسوسے اور خدا تعالے کے کلام کے خلاف ہین - خدا تعالے نے عبادی کے لفظ سے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ مین کل بندون کو قبول دعا کی بشارت دی ہے ہان اسمین شک نہین کہ اس کا بندہ ہونا اور شیطان کی غلامی سے نکلنا شرط ہے بدنصیب ہے وہ جو مقصد کے حصول کی شرائط و اسباب تو اکٹھے نہین کرتا اور حرمان مقصود سے زار نالے کرتا اور آخر خدا اور اس کے بندون سے بھی تردد مین پڑ جاتا ہے -

بھری قوم - میرے دوستو مین چلا چلا کر کہتا ہون کہ تم مین بہتیرے اس مرض مین گرفتار ہین اور یہ بڑا خطرناک مرض ہے اور یقینا مہلک مرض ہے حضرت اقدس ایک روز فرماتے تھے کہ دو دوستون مین دوستی اسی صورت مین نبھ سکتی ہے کہ کبھی وہ اس کی مان لے اور کبھی یہ اس کی - اگر ایک سدا اپنی ہی منوانے کے درپے ہوجائے تو معاملہ بگڑ جاتا ہے یہی حال خدا اور بندہ کے رابطہ کا ہونا چاہیئے کبھی اللہ تعالے اس کی سن لے اور اس پر فضل کے دروازے کھولدے اور کبھی بندہ اُس کی قضا و قدر پر راضی ہو جائے حقیقت یہ ہے کہ حق خدا تعالے کا ہی ہے کہ وہ بندون پر امتحان ڈالے اور یہ امتحان اُس کی طرف سے انسان کے فوائد کے لئے ہوتے ہین - اسکا قانون قدرت ایسا ہی واقع ہوا ہے کہ امتحان کے بعد جو اچھے نکلین انہین اپنے فضلون کا وارث بناتا ہے۔

ہماری پیاری مان ھاجرہ صلوات اللہ علیہا و برکاتہا فاران کے وادی غیر ذی زرع مین ایک شیر خوار بچہ کے ساتھ اکیلی اس لئے چھوڑی گئی تھین کہ ہلاک ہوجائین نہین وہی امتحان اُن کے لئے کیسی برکت کا موجب ہوا کہ اُن کا بیٹا اسمٰعیل صلوات اللہ علیہ وسلامہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا باپ ہوا اور یہ امتحان اُن کا قیامت تک مومنین کے لئے اُسوہ قرار پایا - ابو الانبیاء سیدنا ابراھیم صلوات اللہ علیہ وسلامہ کی نسبت خدا تعالے فرماتا ہے -

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ

محمد اسمٰعیل

جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔

کیا یہ نمونے اور سچے نمونے یہ حیثیت نہین رکھتے کہ ایک مسلمان کی پشت ایمان کو قوی کردین اور جزع وفزع اور ہرایک قسم کی بیقراری و ناشکیبائی سے بچالین۔ ہمین جو مسلمان ہین۔ انبیاء علیہم السلام کی دعائین قرآن کریم مین اور خدا کا اُنھین قبول فرمانا اور نبیون کا اپنے اعمال سے اس کا ثبوت دینا کہ وہ خدا کی قبول دعا کے بھروسے پر کیسے کیسے اعمال شاقہ بجالانے پر قادر ہین کافی سبق دیتا ہی کہ نبیون جیسے ایمان کو ساتھ لے کر اور اُس نور بصیرت کی مدد سے دعا مانگا کرین۔ اور اُسی طرح کامل بھروسا خدا تعالے کے وعدون پر رکھین پھر گوہر مراد کا دامن مین پڑنا کوئی بعید امر نہین۔

کنعان کے فرقت زدہ باپ نے باوجود اتنی دراز جدائی کے پھر کس قوت قلب سے اپنے مسافر بیٹون سے کہا

يَا بَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

غرض بڑی بدبختی ہے کہ ایک شخص دعا کرتا ہے اور اندر ہی اندر کوئی اُسے کہتا ہے کہ کہان منظور ہوگی۔ تیرے ایسے بخت کہان کہ خدا اُسے سُنے۔ یہی استبعاد ہے جو اس راہ کا رہزن غول ہے اور یہی معوی ہے جو آخرکار دہریت کے بے آب وگیاہ بیابان مین سرگردان کردیتا ہے۔ بدنصیب ہے وہ جو اپنے خدا کو امتحان مین ڈالتا ہے اور دل مین قرار دے لیتا ہے کہ میری من مانی مرادین اگر وہ پوری کردے تو مین اُسے خدا مانون گا۔ احمق خدا پر احسان کرتا ہے گویا اس کے اقرار کے سوا اُس کی خدائی کی کل چل سکتی ہی نہین۔

مجھے یاد ہے کہ کشمیر مین ایک شیخ قانون گو رئیس کے ڈیرہ پر مین اور میرے مخدوم مولوی نور الدین صاحب بیٹھے تھے اس کا ایک ہی بیٹا تھا اور وہ سخت بیمار تھا۔ بڑی جوش سے اُس نے مولوی صاحب سے کہا اگر یہ میرا بیٹا مرگیا تو مین خدا کو کبھی نہ مانون گا۔ سبحان اللہ بحمد اللہ اُس گھڑی سے پھر اُس کا پانی تک نہ پیا بدقسمت تھوڑے دنون کے بعد خود ہی لقمہ نہنگ اجل ہوگیا اور بیٹا اب تک جیتا ہے۔

ہمنے تجربہ کیا ہے کہ شرطی ایمان والے ہمیشہ ٹھوکر کے سزاوار رہتے ہین اس راہ مین ٹھوکرون کا کھانا اور فتنون کا آنا ضروری ہے۔ جو یہ چاہتا ہے کہ اس سلسلہ مین داخل ہوکر آرام وتنعم سے زندگی بسر کرے اور کوئی ناملائم امر اُسے پیش نہ آئے وہ غلطی پر ہے ابھی تھوڑے روز ہوے ایک شخص حضرت مسیح علیہ السلام کی خدمت مین لکھتا ہے کہ یا حضرت کیا سبب ہی کہ مین آپ کا مرید ہوکر ایسی مصیبتون مین گرفتار ہون اور لوگ مجھے طعنے دیتے ہین کہ وہ مسیح کیسے ہین جو تمھاری مصیبت کو ٹال نہین سکتے۔ ایسی ہی ایک اور واقعہ ہوا ہمارے ایک دوست ڈاکٹر صاحب کسی ابتلا مین گرفتار ہین۔ اس سے پہلے ضلع راولپنڈی کے ایک گدی نشین سے اُن کا کوئی پیوند تھا۔ گستاخ گدی نشین اور خدا کی سنتون سے ناواقف آدم زاد اس کی نسبت ایک روز کہتا ہے کہ مرزا سے تو کچھ بن نہین پڑا کہ اس کی تکلیفون کو دور کرسکتا۔ اگر وہ میرے پاس آجائے اور مجھ سے بیعت کرے تو مین اُسے اس ورطہ سے نکال دون گا۔

الله الله! اسرف خدا کی صفات سے ناواقف بشریت کی حدود سے باہر پاؤن نکالنے کی جراٴت کرنے والے! کیا یہ لوگ نہین جانتے کہ مامورین اور اہل اللہ اس لئے تو نہین آتے کہ خدا تعالے کی قضاء وقدر کے نظام کو باطل کردین۔ کیا ہمارے سید و مولے خاتم النبین صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مین حوادث آسمانی کی راہین زمین پر بند ہوگئین اور صحابہ سے قضاء وقدر کے نافذ کرنیوالے فرشتون نے مصالحت کرلی تھی۔ اہل اللہ پر سب سے زیادہ امتحان اور مصائب نازل ہوتے ہین اس لئے کہ وہ مخلوقات کے لئے خدا کی قضاء وقدر سے پوری موافقت وصلح کرنے کے باب مین نمونے ٹھہر جائین چونکہ نظام الٰہی نے حکمت سے ایسا ہی چاہا کہ یہ دار الابتلا طرح طرح کی آفات کا عرصہ بنا رہے اور صفات الٰہی کا یہ بھی تقاضا ہے کہ خدا صبر اور رضاء بالقضاء سے بہت پیار کرتا اور بڑے بڑے انعام صابرین ومحتسبین پر نازل فرماتا ہے اور ناشکیبائی سے اُسے بغض ہے۔

اسلئے ضروری تھا کہ وہ ایسی قوی دل مضبوط ایمان والی قوم کو چن لیتا جو اس راہ مین کامل اُسوہ بنتے۔

یہ خدا کا اٹل قانون قدرت ہے مصائب اور فتن اور آلام واسقام اس عالم کی فطرت مین مجبر کئے گئے ہین۔ اُنکا بڑا علاج وہی ہے جو انبیاء علیہم السلام کے مطب مین پایا جاتا ہے اور وہ ہے قضاء وقدر سے پوری صلح کرلینا۔

یورپ مین خودکشی کا نمبر اس لئے بڑھ گیا ہے کہ وہان اُن کے سر پر زندہ خدا نہین اُن کے ہاتھ مین زندہ کتاب نہین پھانسی ملنے والی مردہ انسان بناوٹی خدا۔ اپنے ہاتھون کے بنائے ہوئے بت اپنے منہ سے بولے ہوے الفاظ میگا سے کوئی کیا دل لگائے اور اُس سے اُمید کیا کرے خدا کی زندہ کتاب کہتی ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

یعنی مومنون کا نشان یہ ہے کہ ایمان باللہ کے تحقق کے بعد انھین حزن اور خوف نہین رہتا۔

کیسی افسوس اور رونیکی بات ہے اگر کوئی اسلام کا حی قیوم خدا اور قرآن جیسی زندہ بابرکات کتاب اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کامل نمونہ اور حضرت مسیح موعود جیسا امام حق رکھتا ہو اور پھر اُس کے دل مین یاس جگہ لے سکے۔ مجھے بڑا ہی پیارا لگتا ہے اپنے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک قول اور فعل کہ آپ نے فرمایا کہ مین خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہین پڑھون گا۔ اور نہین پڑھا۔ خدا پر بھروسا کرنے اور کبھی بھی کسی حال مین مایوس نہ ہونے کا کیسا نمونہ ہے۔ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ**۔ خدا پر بدظنی کرنے والا اول چھوٹی خودکشی کرتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ قریب ہو جاتا ہے کہ یہ بدعادت اُسے بڑی ملعون پھانسی تک پہنچا دے۔

دعا کے معاملہ مین

مینے دیکھا ہے کہ ہمارے حضرت امام صادق کی عادت ہے کہ اگر کوئی دینی مصیبت مین گرفتار ہو تو آواز کان مین پڑتے ہی بے اختیار ہو جاتے اور پوری رقت اور عقد ہمت اپنے اندر پاتے ہین۔ اسکو یون سمجھو کہ اس انسان کامل کو دین سے ایسا ہی پیار ہے کہ ہمہ تن دین ہی دین ہے یا یون اسے تعبیر کرو کہ خداتعالیٰ کی توجہ محض دین ہی کے امور کیطرف اور اُس کا محبوب دین ہی ہے کہ وہ دین کے لئے دعا کو فوراً سنتا ہے۔ غرض حضرت اقدس کی توجہ اشرف دینی امور کی طرف ایسی متوجہ پاتا ہون کہ دنیا اور اُس کے امور اُن کی پاک اور بلند نگاہ مین رسنہ کے تنکے سے زیادہ خسیس ہین۔ میرے سامنے کی بات ہے ایک نوجوان نے آپ کی حضور مین دنیا کی مصائب کی کہانی شروع کی اور طرح طرح کے ہم و غم بیان کئے۔ آپ نے بہت سمجھایا کہ ہمہ تن ان امور مین کھویا جانا خسارت آخرت کا موجب ہوتا ہے اس قدر جزع فزع مومن کو نہین چاہئے آخر وہ زور زور سے رونے لگا۔ حضرت اقدس باوجود جبلی رحم و کرم اور نہایت ہی رقیق طبیعت ہونے کے ایسے خفا ہوے کہ مین حیران ہو گیا۔ اُسے کہا بس کرو مین ایسے رونے کو جہنم کا موجب جانتا ہون میرے نزدیک جو آنسو دنیا کے ہم و غم مین گرائے جاتے ہین وہ آگ ہین جو بہانے والے کو ہی جلا دیتے ہین میرا دل سخت ہو جاتا ہے ایسے شخص کے حال کو دیکھ کر جو ایسی جیفہ کی تڑپ مین کڑھتا ہے۔

ایک روز مین حضور اقدس کی خدمت مین اندر بیٹھا تھا۔ خداتعالےٰ پر توکل کی بات چل پڑی۔ حضور اقدس نے فرمایا۔ مین اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہون جیسے سخت حبس ہوتا اور گرمی کمال شدت کو پہنچ جاتی ہے لوگ وثوق سے امید کرتے ہین کہ اب بارش ہوگی ایسا ہی جب اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہون تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور خداتعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے جو ذوق و سرور خداتعالےٰ پر توکل کا اُس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے مین اس کی کیفیت بیان نہین کر سکتا اور وہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانیت انگیز ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ کیسہ بھرا ہوا ہو۔

اور فرمایا انہ یون مین جب کہ دنیوی مقدمات کی وجہ سے والد صاحب اور بھائی صاحب طرح طرح کے ہموم و غموم مین مبتلا رہتے تھے وہ لبیا اوقات میری حالت دیکھکر رشک کھاتے اور فرماتے تھے کہ یہ بڑا ہی خوش نصیب آدمی ہے اس کے نزدیک کوئی غم نہین آتا۔

برادران دعا کے مضمون مین **حضرت اقدس کے یہ کلمات طیبات** مینو اسلئے لکھے ہین کہ واقف و ناواقف جان لین کہ اس سے افضل وہ کسکو دنیا مین پا سکتے ہین۔ اور ہمین اپنی رفتار زندگی مین اگر ایسے ہادی و قائد کی ضرورت نہین تو اور کس کی ہے

غرض بھائیو کبھی نفس و شیطان کے دھوکے سے مطمئن نہ بیٹھو جب تک اپنے اندر خالص ایمان کی چمک نہ دیکھو جس مین کسی دنیوی غرض کی آمیزش نہو خداتعالےٰ کے فرستادون کا کام ہے صراط مستقیم دکھا دینا اپنے قول سے اپنے فعل سے اور اس راہ کی ٹھوکرون سے واقف کرنا۔ یہ کہان سے معلوم ہوا ہے کہ اولیاء اللہ کا کام ہے کہ اُن کے متوسلین و خدام پر آسمان سے جو قضاء و قدر نازل ہوتی ہین وہ انھین ٹال دیا کرتے ہین اور نعوذ باللہ خدا اُن کے کسی منتر جنتر یا کسی عمل یا کسی وظیفہ کا مسخر و منقاد ہوتا ہے کہ جو چاہین اور جب چاہین اُس سے کرا لین۔ یہ مشرکانہ عقائد ہین جو خداتعالےٰ کی صفات کاملہ کی عدم واقفیت سے دنیا مین پھیلے ہین۔ افسوس بہت سا حصہ مسلمانون کا مشرکین اور کفار کی تقلید پر اپنی بزرگون کی نسبت ایسا ہی خیال کرتا ہے اور اس بنا پر مین دیکھتا ہون کہ اکثر خطوط مین حضرت مسیح علیہ السلام سے اسی قسم کی درخواستین کیجاتی ہین اور بہتیرے ان مین ایسے ہین جو اس سلسلہ مین داخل ہین کاش وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پڑھین اور قرآن کریم مین تدبر کرین۔

اب مین اس سلسلہ کو اسجگہ بس کرتا ہون اور اگر ضرورت ہوئی اور خدا نے میرا سینہ اور زیادہ منشرح کیا تو پھر کبھی اسپر لکھون گا۔

ایک اور بڑی عظیم الشان بات جسکی طرف مین اپنے دوستون کو توجہ دلانا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے الفاظ و عقائد کی نسبت محاسبہ کیا کرین جو وہ حضرت اقدس امام صادق علیہ السلام کی نسبت مُنہ سے نکالتے اور دل مین رکھتے ہین۔ یہ مقام سراسر ادب ہی اور ادب ہی سے انسان فلاح پاتا ہے جو مقام

ومنزلت خدا تعالےٰ نے کسیکا مقرر فرمایا ہے وہ درحقیقت توفیقی ہے دوسرے کسی شخص کا اختیار نہین کہ اُس پر زیادت کرے یا اُس کے نقص پر زبان کھولے نصاریٰ نے حضرت ابن مریم علیہ السلام کی نسبت اطراکر کے کیا پھل پایا ہے جو اس مسلک پر چلنے والا آیندہ توقع رکھہ سکتا ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ہمارے ایک دوست نے جو حضرت امام کی محبت مین فنا شدہ ہین آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ کیون نہ ہم آپ کو مدارج مین شیخین سے افضل سمجھا کرین اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب قریب مانین۔ الله الله! اس بات کو سُنکر حضرت اقدس کا رنگ اُڑگیا اور آپ کے سراپا پر عجیب اضطراب و بیتابی مستولی ہوگئی مین خدائے غیور قدوس کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ اس گھڑی نے میرا ایمان حضور اقدس کی نسبت اور بھی زیادہ کردیا۔ آپ نے برابر چھہ گھنٹے کامل تقریر فرمائی۔ بولتے وقت جیبی گھڑی دیکھلی تھی اور جب آپ نے تقریر ختم کی جب بھی دیکھی پورے چھہ ہوئے ایک منٹ کا فرق بھی نہتھا۔ اتنی مدت تک ایک مضمون کو بیان کرنا اور مسلسل بیان کرنا ایک خرق عادت تھا اس سارے مضمون مین آپ نے رسول کریم علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے محامد و فضائل اور اپنی غلامی اور کفش برادری کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور جناب **شیخین علیہما السلام** کے فضائل مذکور فرمائے اور فرمایا کہ میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ مین ان لوگون کا مداح اور خاک پا ہون جو جزئی فضیلت خدا تعالےٰ نے اُنھین بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اور شخص پا نہین سکتا۔ کب دوبارہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا مین پیدا ہون اور پھر کسیکو ایسی خدمت کا موقع ملے جو جناب شیخین علیہما السلام کو ملا۔

افسوس اس وقت نہ تو شیخ یعقوب علیصاحب تھے جو اس تقریر کو قلمبند کرتے اور نہ مجھے اتنی استطاعت تھی کہ مین ہی لکھہ لیتا۔

غرض محبت کے جوش مین ہمیشہ اپنی زبان و دل کو شریعت حقہ کے تصرف و حکم کے نیچے رکھنا چاہیئے مین بڑے افسوس سے بعض خطوط مین پڑھتا اور بعض وسائط سے سنتا ہون کہ ہمارے بھائیون مین کسی کسی بات پر آپس مین تکرار ہو جایا کرتی ہے۔ کوئی دل آزار بات ہمین اتنا دُکھہ نہین دیسکتی گولی گالی کوئی تکفیر و تفسیق کا فتوے ایک پرکاہ کی برابر بھی ہماری توجہ کو کھینچ نہین سکتا۔ جتنی یہ بات دل کو ایذا پہنچاتی ہے کہ ہمارے بھائی کسی بات پر آپس مین جھگڑین اور خدا کا فرستادہ اُن مین موجود ہو۔

یاد رکھو امام کی ضرورت ایک وحدت کی روح پھونکنے کے لئے ہی تو ہے جو قوم بننے اور قومی ترقیات کی جان ہے۔ اور ہم جہان ضرورت امام کے دلائل اس زمانہ کے فرزندون کے آگے پیش کرتے ہین۔ منجملہ اور دلائل کے بڑی دلیل یہی دیا کرتے ہین کہ اس وقت اسلامی قومون اور فرقون کا تفرق و تشعب جنسے قوم کو ذلیل کردیا ہی چاہتا ہے کہ ایک ایسی زبردست قوت ان پر وحدت ارادی کی حکومت کرنے والی ہو جسکے حکم ہوتے یہ سب کے سب راضی ہو جائین اور پھر لازماً اُسی طرح ترقی کرین جسطرح آغاز مین کی تھی۔ تو پھر کیسے رنج کی بات ہے اگر بعض لوگ اس پاک سلسلہ کے اغراض و مقاصد سے ناواقفیت کی وجہ سے یا اور اغراض نفسانیہ کے سبب سے جاہلیت کی کنڈیان ہلاہین۔ اسپر مین زیادہ لکھنا نہین چاہتا۔ حضرت اقدس حکم عدل کا ایک صحیفہ گرامی نقل کردیتا ہون جو آپ نے ایک نزاع کے فیصلہ کے لئے ارقام فرمایا ہے اور روانہ کرنے سے پہلے مین نے بھائیون کے فائدہ کیلئے حضور اقدس سے لے لیا۔ ورعمداً مکتوب الیہ اور سمت مقصودہ کو حذف کردیا ہے کہ غرض اصل مطلب سے ہے۔

میرے دوسرے خط مرقومہ ۲۴ر جولائی ۱۸۹۹ء مین جو حضرت اقدس ایدہ اللہ کا الہام لکھا گیا تھا

"پہلے بیہوشی پھر غشی پھر موت"

وہ .... ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر بوڑیخان صاحب اسسٹنٹ سرجن قصور کے وجود مین اواخر جولائی ۱۸۹۹ء کو پورا ہوگیا۔ ڈاکٹر صاحب خدا مغفرت کرے بڑے مخلص بے ریا آدمی تھے۔ تھوڑے دنون میرکے حضرت امام کی شناخت اُنھین نصیب ہوئی اُنھون نے اتباع سنت نبوی مین نمایان ترقی کی اس سلسلہ عالیہ کی بدولت وہ اسلام کی حقیقت سے واقف ہوے اس سے قبل اُن کی زندگی اسلام سے پوری بیخبری مین بسر ہوئی۔ مگر چند روز مین خدا تعالی نے اُن پر ایسا فضل کیا اور خلیفۃ اللہ کی عشق مین جان و مال سے اُنھون نے ایسے ثبوت دئے کہ میرا دل یقین ہے کہ انکا نیتونسے اُن کی میزان اعمال زیادہ ثقیل ہوگی جو ایک عمر دراز تک بڑی بڑی ریاضتین کرتے ہین اور بلا کسی اُسوۂ حسنہ کے اقتدا کے مرجاتے ہین۔ حضرت اقدس نے جمعہ کے بعد اُن کا جنازہ پڑھا اور بہت دیر تک اُن کی مغفرت کے لئے دعا مانگی۔ کیا ہی خوش نصیب ہین وہ جو حضرت امام ہمام کے سامنے مرتے اور اس پاک اعتقاد پر اُٹھاکر جلتے ہین اور پھر خلیفۃ اللہ اُن پر صلوۃ پڑھتا ہے وہ یقیناً فردوس کے وارث ہون گے خدا تعالےٰ فرماتا ہے

اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ

مین اپنی سناتا ہون مجھے تو بڑا ہی رشک اُن لوگون کے حال پر آتا ہے۔ اس لئے کہ انکا خاتمہ تو یقیناً اچھا ہوگیا کہ وہ اس ایمان پر دنیا سے اُٹھے اور ہم ابھی زندہ ہین اور ہمارا ایمان امید و بیم مین معلق لٹک رہا ہے

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ + رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ

المیعاد خداوند کریم ہم سب کا خاتمہ اس ایمان پر کرے ۔ آمین

عاجز عبدالکریم سیالکوٹی

اور وہ صحیفہ گرامی حضرت اقدس کا یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

محبی عزیزی اخویم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ عنایت نامہ پہنچا حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو جو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آ گیا ہے جیسا کہ یہ الہام ہوا ۔ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ اور جیسا کہ یہ الہام ہوا جَرِيُّ اللّٰهِ فِي حُلَلِ الْأَنْبِيَاءِ

اور جیسا کہ الہام ہوا ۔

\# دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا

ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جنمیں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے بلکہ رسول کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالے کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسقدر مراد ہے کہ خدا سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتلانے والا سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اسکا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لیئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے

وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے جسطرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے ایسا ہی وہ بھی خطرناک حالت میں ہے جو شیعوں کیطرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے ۔ جاننا چاہیئے کہ خدا تعالے نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے ۔ اور ہم محض دین اسلام کے خادم بنکر دنیا میں آئے ہیں اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بناویں ہمیشہ شیاطین کی رہزنی سے اپنے تئیں بچانا چاہیئے اور اسلام سے سچی محبت رکھنی چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بھلانا نہیں چاہیئے ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں ۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانیکو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پا کر پوشیدہ باتوں یا پوشیدہ حقایق اور معارف کو بیان کرنا سو اس حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھکر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالے سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں ۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے سو دین کو بچوں کا کھیل بنانا نہیں چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوے بالمقابل نہیں ہے اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے ہم اپنے نبی کریم کے ذریعہ سے فیض و برکات پاتے ہیں اور قرآن کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے ۔ ورنہ وہی خدا تعالے کے نزدیک اس کا جوابدہ ہوگا ۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے زیادہ خیریت ہے والسلام

مورخہ ۷؍ اگست ۱۸۹۹ء

\# **نوٹ** ایک قرارت اس الہام میں یہ بھی ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا ۔ اور یہی قرارت براہین میں درج ہے اور فتنہ سے بچنے کے لئے یہ دوسری قرارت درج نہیں کی گئی ۱۲ منہ

امام اعظم رضہ کا عہدہ قضا منظور کرنے سے انکار

خلیفہ منصور نے امام اعظم ابوحنیفہ کو طلب کرکے ان کے لئے قضا کا عہدہ تجویز کیا ۔ امام صاحب نے صاف انکار کیا ۔ اور کہا کہ میں اسکی قابلیت نہیں رکھتا منصور نے کہ جسکو امام صاحب سے پہلے بھی کسی وجہ سے ناراضگی تھی خفا ہو کر کہا کہ تم جھوٹے ہو امام صاحب نے کہا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ دعوی ضرور سچا ہے کہ میں عہدہ قضا کے قابل نہیں کیونکہ جھوٹا شخص قاضی مقرر نہیں ہو سکتا یہ تو ایک منطقی لطیفہ تھا لیکن دراصل وہ ایسے محتاط تھے کہ قضا کی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتے تھے مگر منصور نہ مانا اور اس نے اصرار کیا امام صاحب اپنے انکار پر قائم رہے خلیفہ نے انھیں قید کیا اور اسی قید میں قید ہستی سے رہا ہو گئے ۔۔۔

مولانا بالفضل اولنا حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کا خط

خاکسار نورالدین اللھم اجعلہ کاسمہ آمین بخدمت حافظ محمد یوسف صاحب۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ گذارش پرداز ہے

جناب کو معلوم ہے کہ جناب واحد احد کی یکتا ذات پاک وحدۃ کو کیسی پسند فرماتے ہین۔ ہمارے سردار و مولے افضل الرسل خاتم النبین پر احسانات کا اظہار فرماتے فرماتے ارشاد کرتا ہے

لٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ

اور اس کے بالمقابل اختلاف پر اپنا سخط یون ظاہر فرمایا۔

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ

جناب حافظ صاحب صرف مطاعن سے کام لینا کوئی پسندیدہ امر اور مقصود تک پہنچانے والی بات نہین۔ پہلے خلیفہ فی الارض حضرت ابو البشر **آدم** صفی اللہ صلوات وسلامہ پر خود ملائکہ نے مطاعن سے کام لیا مگر کیا فائدہ اُٹھایا یہ قصہ سورہ بقرہ مین جو فاتحہ کی اعظم ترین تفسیر ہے بڑی عبرۃ کے لئے درج ہوا ہے غور کرو۔

مامور من اللہ پر دو قسم کے معترض اعتراض کرتے ہین ایک طرف ملائکہ اور دوسری طرف ابلیس پس ہم کسی اچھے یا بُرے معترض کے باعث ایک مامور امام کو کیون چھوڑ سکتے ہیں۔

حضرت موسی صاحب الشریعہ پر بھی ایک منسفی بادشاہ اعتراض کرتا ہے جیسے بیان ہوا **ھُوَ مَھِیْنٌ وَّلَا یَکَادُ یُبِیْنُ**

لولا انزل علیہ اسورۃ منذھب

تمام شیعہ اور خوارج صرف مطاعن سے کام لیکر شیخین ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہما اور ختنین علی و عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافتون سے انکار کر گئے ہمارے لئے کچھہ بھی مشکل نہین۔ اگر ہم تواضع وانکسار و توبہ و استغفار کے بعد تھوڑی سی غور کرین۔ کیونکہ۔

اوّل تو پہلے انبیاء ورسل اور تمام راستبازون کی تعلیمین ہمارے پاس ہین ان کے ساتھہ **نئے مامور من اللہ** کی تعلیم ملالین

دوم عقل کا معیار پاس ہے عقل سے تول لین کیونکہ **افلا تعقلون** سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ نعمت بیکار نہین۔

سوم وجدان وفطرۃ صحیحہ اگر وہم اور غضب سوا سے نہ دبایا جائے اور اُسے بیکار نہ چھوڑا جائے تو بھی دین قیم کو ظاہر کرینگا عمدہ سامان ہے

چہارم تائیدات سماویہ پر نظر کرین کہ آیا اس مدعی کے شامل حال ہین یا نہین

پنجم۔ نقل کو دیکھین اور مسلم الثبوت نقل کو دیکھین کہ آیا وہ اس مامور من اللہ کی موئد ہے یا نہین۔

ششم ہمین دیکھنا چاہیئے کہ جس مامور من اللہ نے مامور من اللہ ہونیکا دعوے کیا ہے آیا اس کے دعوے کا وقت بھی ہے یا نہین۔

ھفتم ہمین مامور کی گزشتہ زندگی کو دیکھنا چاہیئے کہ کیسے گزری۔

ھشتم جس کام کے لئے مامور مقرر ہوا ہے آیا اُس مین لیاقت بھی اس کام کرنے کی ہے یا نہین۔

نہم مامور کی قوت نظریہ علمیہ اور قوت عملیہ کیسی قوی ہے۔

دھم آیا کوئی ممتاز قوم تیار کر سکتا ہے یا نہین۔

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ۔

اب مین پوچھتا ہون کہ جسکو مینے امام مانا ہے اس مین یہ دانہ از خروار اور قطرہ از انبار علامات موجود ہین یا نہین

(۱) پہلی نشانی کے لئے مرزاجی کی تعلیم موجود ہے غور کرلو کوئی امر تعظیم الٰہی یا شفقت علی خلق اللہ کے خلاف ہے۔ مین دلیری سے کہونگا اور کہتا ہون کہ نہین۔

۲۔ نشانی دعوی ہے کہ عیسی بن مریم فوت ہوچکے۔ دعوی ہے کہ مُردے واپس نہین آتے۔ کیسی صاف باتین ہین جنکو عقل بلا تامل قبول کرتی ہے۔

۳۔ نشانی اُنیس سو برس سے ایک مفقود الخبر انسان کیا زندہ رہ سکتا ہے۔

(۴) اجتماع کسوف وخسوف ایسے رنگ مین ہوا کہ عقل حیران ہوجاتی ہے۔ عطار اولاد حسب وعدہ ایسی عطا ہوئی کہ باید و شاید۔

۵۔ امر کو غور کرو سورہ نور مین مولی کریم وعدہ فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ۔ کہ تم لوگون مین مومن اور نیک اعمال والے ایسے خلفاء ہون گے جیسے پہلے ہوئے۔ اور باجماع اہل حدیث وکتب احادیث عیسی بن مریم کا نزول ثابت ہے۔ جیسے سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم مثل موسی تشریف لائے تھے آپ کی صدای چہاردہم مین مثل عیسی ضروری تھے اور یہ عیسی بن مریم کے نزول کے لئے نقل مفید ہے نہ کسی مونثی کے واسطے

۶۔ کسر صلیب کا وقت بھی ہے پس جسکی کامل توجہ کسر صلیب پر مبذول ہے وہی مامور من اللہ ہوسکتا ہے

۷۔ ہمارے مامور اور امام کی گزشتہ زندگی کے واسطے اسکا ہمدرس محمد حسین گواہ حافظ محمد یوسف منشی الٰہی بخش تمام قادیان کے عمائد گواہ ہین۔ یستحق ان یقول

وَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

۸۔ لیاقت کا حال لکھون تو کیا لکھون مخالف وموافق نے سلطان القلم مانا ہوا ہے اور اس پر آشوب زمانہ مین جس مین لوگ مادر پدر آزاد ہو رہے ہے۔ ایک عظیم الشان کثیر التعداد سپاہ کا سپہ سالار ہے۔

۹۔ علم وعمل کا کوئی تجربہ کرکے دیکھے باین امراض کیسے نکات اور کسقدر تصنیف کرسکتا ہے قابل غور ہے۔

۱۰۔ ممتاز نمونہ کا تیار کرنا۔ اس کی ممتاز جماعت سے ظاہر ہے۔

آریہ۔ برہمو۔ سناتن۔ سکھ۔ پادری۔ بہو دی صفت ملان۔ سجادہ نشین۔ عوام۔ خواص۔ اس کی دشمنی میں کیسی سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں۔ مقدمات کئے۔ فتوے لگائے۔ جھوٹے اتہامات کے لئے ایمان فروشی کی مگر انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوۃ الدنیا کا سچا وعدہ کیسی زور سے جلوہ گر رہا۔ والحمد للّٰہ رب العلمین۔ مولوی لوگوں۔ فلسفہ دہریہ۔ وغیرہ وغیرہ کا مباحثہ تو ذرہ بھی مشکل نہیں بالکل سہل ہے اور انکا ضرر بھی کوئی معتدبہ ضرر نہیں۔ کیونکہ اس کے باعث جناب الٰہی کی شان میں واقعی کوئی بٹہ نہیں لگ سکتا۔

الا سردست آپ کی جماعت کچھ ایسا فکر کر رہی ہے کہ اسلام کے نازک سر پر ایک پہاڑ گرا دے اور اسکا سر پھوڑ کر چور کر دے اگرچہ انشاء اللہ اسلام کا حافظ و ناصر السلام نام ذات ہی ہے۔ پر ماننے کی بات نہیں حافظ صاحب غور کرو کہ ایک طرف مرزا دعوی کرتا ہی کہ میں مامور من اللہ ہوں۔ آپ بھی آجتک اس کی تصدیق کرتے رہے۔ کم سے کم اگر مفتری و کذاب ہوتا تو آپ لوگ اس سے تعلق نہ رکھتے۔

پھر وہ کہتا ہے کہ میرے متبع ہمیشہ تک ہاں قیامت تک میرے منکروں پر بڑھے چڑھے رہیں گے۔

مرزا کا دعوی ہے کہ میں امام برحق ہوں جو مجھ امام برحق کو نہ مانے گا جاہلیت کی موت مریگا۔ دوسری طرف منشی الٰہی بخش صاحب کو الہام ہوتے ہیں کہ مرزا مسرف کذاب ہی۔ اور کم سے کم مرزا کی بیعت کو تو آپ بھی ایک لغو امر یقین کرتے ہیں جیسے آپ کے فعل سے ظاہر ہے۔

پس کیا دونوں الہام۔ مرزا جی کے اور منشی جی کے ایک چشمہ سے نکل سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں نہیں وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا۔

آزاد خیال۔ مخالفان اسلام۔ بل عامہ موافقان اسلام کو بھی کیسا موقع ہے کہ کہدیں۔ کہ الہام بھی لغو اور بیہودہ چیز ہے کہ ملہم باہم ایسے متخالف ہیں حالانکہ الہام الٰہی ہی اختلاف مٹا دینے کا ایک عمدہ ذریعہ ہو سکتا ہے۔

حیرت ہے کہ ایک طرف تو خدا کہی کہ تو عیسی بن مریم۔ مہدی۔ مجدد الوقت ہے اور دوسری طرف کہے کہ نہ فلاں شخص تو موسی و عیسی برگزیدہ وہ دوسرا عیسی مفتری و کذاب ہے۔

اب بتائیے کہ کس معیار سے ہم دونوں میں تفرقہ کریں۔ حافظ صاحب غور کرو اور سوچو اور تامل سے کام لو۔

آپ کی بعض تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ مرزا خاموش ہوجائے حتی کہ محمد حسین سے صلح کرلے۔ دعاوی ترک کر دے۔ مگر فرمائیے کہ جسکو الہام ہوتے ہوں کہ تو مہدی ہے۔ مجدد ہے۔ عیسی بن مریم ہے۔ تو دعوی کر۔ دعوت میں ہوشیار ہوجا۔ تو کامیاب ہوگا۔ وہ آپ کے کہنے پر کیونکر خاموشی اختیار کرے اور امام ہو کر آپکا کیونکر ماتحت ہو۔

العاقبۃ للمتقین کا پاک جملہ اور تائیدات الٰہیہ کا مقدس سلسلہ یقین دلاتا ہے کہ فیصلہ ہو کر رہیگا۔

مگر انسان کو سعی کرنا لابد ہے اور سنت اللہ کے مطابق ہے اس لئے عرض ہے کہ جناب کوئی موقع دیں جسمیں میں اور آپ ملیں تو اس معاملہ پر روبرو کچھ گفتگو کی جاوے۔ یہ ایک خطرناک مصیبت ہی کہ دو آدمیوں کو متخالف الہام ہوتے ہیں اور دونوں منجانب اللہ ہوں۔

اگر منشی الٰہی بخش صاحب کچھ ارقام فرماتے ہیں تو آپ جانتے ہیں کہ مرزا جی لکھنے میں بے نظیر شجاع ہیں۔ بلکہ وہ تحریر کو اپنے لئے ایک تائید الٰہی اور کرامت و معجزہ یقین کرتے ہیں وَالْاَمْرُ حَقٌّ۔

حافظ صاحب ہماری جماعت میں بھی بہت سارے ملہم ہیں۔ اگر صرف الٰہی الہام عام اشخاص کا خلفاء اللہ کو خلافت امامت مہدویت سے بیکار کر سکتا ہے تو تمام انبیاء و رسل اور آئمہ مہدیین کی خلافت باطل ہو سکتی ہے۔ مجھے آپ کی حق پسند طبیعت اور مصالحت کی خواہش کرنے والی آپکی ارادت نے یہ خط لکھوایا ہی۔ آپ اس معاملہ میں بہت غور کرکے کوئی جگہ اور کوئی وقت مقرر فرما دیں جہاں میں اور آپ مل سکیں۔ شاید حضرت حق سبحانہ و تعالے کوئی عمدہ سبیل نکالدے۔ صرف آدمی کو اسی واسطے روانہ کیا ہے۔ آپ ازراہ کرم بہت تامل کے بعد جواب دیں۔ اور بعد از ملاقات کم سے کم آپ تسلی کرلیں۔ کہ

اوّل کہ تائیدات الٰہیہ کھلے طور سے اور کامل زور سے کس کے ساتھ ہیں۔

دوم برس چھ مہینے مخالفت چھوڑ کر آپ لوگ خاموش ہو رہیں اور دیکھیں کیا جلوہ گری ہوتی ہے۔

سوم انتظار فرماویں کہ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ۔ کا نشان دیکھنے والے کیلئے کس طرح پر ظہور فرماتا ہی۔ یا گزشتہ نشانوں سے مقابلہ کریں کہ کھلے طور پر اور زور سے کس کی تائید ہوئی۔ اور دوسری بات میں انتظار کیا جاوے کہ آئندہ برس یا چھ ماہ تک تائیدات الٰہیہ کس کے شامل حال رہتے ہیں۔

چہارم بات یہ ہے کہ دیکھا جاوے کہ کس کا وجود اپنی بقا سے مفید ہے اور کس کا وجود نکما اور بیکار ہو کر دنیا کے لئے برکت کا موجب نہیں ہوتا ہے ۔۔

ضروری یادداشت

معزز ناظرین! یہ وہ خط ہے جسپر لاہوری ملہم پارٹی نے حضرت مولانا صاحب کو اس خط لکھنے کی ضرورت محسوس کرائی جو گذشتہ نمبر میں شائع ہوا ہی اسی خط سے لاہور کی ملہم پارٹی نے یہ نتیجہ نکالا کہ گویا ہمارے محسن و مخدوم مولانا نور الدین صاحب نے اُن کو حضرت اقدس کے خلاف الہامات شائع کرنے سے بہت روکا ہے۔ ناظرین خود اندازہ کریں! اور جس لفظ پر ان لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے اسپر کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ایک واضح نوٹ لکھا جاوے گا۔۔۔۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرہم عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حواریین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کی نشان معدوم کرنیکیلئے نہایت ہی نافع ہی
یہ وہ مرہم ہے جو واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یعنی ان کے صلیبی زخموں کیواسطے بنائی گئی تھی جبکہ حضرت مسیح صلیب سے بعد حواریوں کو ملا اور اپنے وہ زخم انکو دکھائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپکے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کی کیل ٹھونکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے ان چوٹوں اور زخموں کیلئے یہ مرہم طیار ہوئی

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کے صلیبی زخم پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپ کو شفا بخشی

اور اس مرہم کا اس تواتر سے **طبی کتابوں** میں ذکر ہے کہ ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب اور کیا اطبائے اسلام سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حواریوں نے اس کو بنایا تھا ❊ چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ میں اس مرہم **عیسیٰ** کا ذکر مع وجہ تسمیہ درج ہے اور اس کے عجیب و غریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریفیں اسقدر لکھنا کافی ہے کہ

حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کیا کرتے تھے مگر اس مرہم نے خود حضرت مسیح کو ہی اچھا کیا

یہ مرہم تمام قسم کے زخموں کے لئے نہایت پُر تاثیر دوا ہے۔

اس کے لگانے کے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل کے لئے جس قدر مرہم اور مالش کے تیل آجکل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہے نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کر کے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے۔

طاعون- سرطان کے زخم- خنازیر کے گھاؤ- گلٹیاں- چوٹوں کے زخم - پھنسی- پھوڑے - گنج- خارش- طرح طرح کی جلدی بیماریاں- ہر قسم کے ناسور- پرانی گندی زخم- تلی کے ورم- بواسیر کے درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کان سے ریم کا بہنا جانوروں کا کاٹ لینا- جلجانا- عورتوں کی خطرناک بیماریاں- سرطان رحم وغیرہ

قیمت فی ڈبیہ

عہ - ۱۲ار

کارخانہ مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین لاہور بھاٹی دروازہ سے

طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم عہ فی تولہ سے خالص ممیرا فی ماسہ عہ مصری سرمہ فی تولہ تھر محصول ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے ضرور بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میاسنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداس پور۔

(ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے)

مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگہ اہلو والیہ نے طیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموما آنکھہ آنا کہتے ہین چلن کمزوری ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے بہت پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے مین بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے

راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

---

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگہ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵۰ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکونمین خود بخود واسنے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اُن کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی تھین ان مین سے کثرت سے ہوا نکلتا تھا اُس کی بینائی مین فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو سردار میاسنگہ نے طیار کیا ہے اُن مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے

راقم ڈاکٹر بر جلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگہ اہلووالیہ نے طیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے مین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام جو لاہور کے نیشنل بینک مین اس کتاب کے دیباچہ مین جمع کیا گیا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

الحکم

جلد | قادیان دار الامان ۲۴ر اگست ۱۸۹۹ء | نمبر

مکتوب امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ہذا آنمخدوم کا خط پہنچا۔ جسقدر آنمخدوم نے کوشش اور سعی اُٹھائی ہے اور اپنے نفس پر مشقت اور تحمل مکروہات روا رکھا ہے یہ سب خداوند کریم کی عنایت ہے تا آپ کو اُس کے عوض مین وہ اجر عطا فرماوے جسکا عطا ہونا انھین کوششون پر موقوف تھا۔ جس کریم رحیم نے اس عاجز نالائق کو اپنے غیر متناہی احسانون سے بغیر عوض کسی عمل اور محنت کے ممنون اور پرورش فرمایا ہے وہ محنت کرنے والون کی محنت کو ہرگز ضائع نہین کرتا۔ خدا کی راہ مین انسان ایک ذرہ بات مُنہ سے نہین نکالتا اور ایک قدم زمین پر نہین رکھتا جسکا اُسکو ثواب نہین دیا جاتا۔ لیکن مین اسجگہ یہ بھی ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہون کہ آپ اپنے جوش دلی کے باعث سے لوگون کے پاس جاتے ہین کہ جو ظنون فاسدہ اپنے دل پر رکھتے ہین اور غرور اور استکبار نفس سے بھرے ہوئے ہین یہ ہرگز نہین چاہیئے اس کام کی خداوند کریم نے اپنے ہاتھ سے بنیاد ڈالی ہے اور وہ ایسی اسباب کے تعلق ہو رہا ہے کہ شوکت اور شان دین کی ظاہر کرے اور اسبارہ مین اُس کی طرف سے کھلی کھلی بشارتین عطا ہو چکی ہین سو جس بات کو خدا انجام دینے والا ہے اُسکو کوئی روک نہین سکتا۔ دنیا مرداری اور جسقدر کوئی اُس سے نزدیک ہے اُسی قدر ناپاکی مین گرفتار ہے اور بد باطن اور بدبودار ہے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ مومن کے لئے لازم ہے کہ دنیا دار کے سامنے تذلل اختیار نہ کرے اور اُس کی شان باطل کو تحقیر کی نظر سے دیکھے۔ انسان دنیا دار کے سامنے نرمی اور تواضع اختیار کرتا ہے یہان تک کہ حضرت خداوند کریم عز و جل کے نزدیک مشرک ٹھیرتا ہے سمجھنا چاہیئے کہ بجز قادر توانا کے کوئی کام کسی کے اختیار مین نہین اور تمام آسمان و زمین اور تمام دل اُس کے قبضہ مین ہین اور قدرت سخت درجہ پر متصرف ہے اور اگر وہ کسی کام مین توقف کرتا ہے تو اسلئے نہین کہ وہ اُس کے کرنے سے عاجز ہے بلکہ اُس توقف مین اُس کی حکمتین ہوتی ہین مخلوق سب ہیچ اور ادنےٰ سے اور مردود ہین اُس سے کچھ نقصان متصور ہے اور نہ نفع۔ دنیا دارون سے مطلب براری کے لئے نرمی کرنا دنیادارون کا کام ہے۔ اور یہ کام خالق السموات والارض کا ہے مجھکو یا آپ کو لازم نہین کہ ایک بدنصیب دنیا دار سے ایسی لجاجت کرے کہ جس سے اپنے مولی کی کسرشان لازم آوے جو لوگ ذات کبریا کا دامن پکڑتے ہین وہ متکبرون کے دروازہ ہرگز نہین جاتے اور لجاجت سے بات نہین کرتے سو آپ اس طریق کو ترک کردین اگر کسی دنیا دار مالدار کو کچھ کہنا ہو تو کلمہ مختصر کہین اور آزادی سے کہین اور صرف ایک بار پر کفایت رکھین۔

اور بار بار مجھکو روپے بھیجنے سے منع کرین

محمد اسمٰعیل

اور مناسب ہی کہ آپ یہ سلسلہ غریب مسلمانون مین جاری ۔ کھین دوسرے لوگون کا خیال چھوڑ دین اس مین ذرہ تردد نہ کیا کرین ۔ تعجب کہ آپ جیسے آدمی متردد ہو جائین ۔ اگر ایک کا فر بھی جو دولت مند ہو کسیکو وعدہ دے جو میز تیری مشکلات پر بڑی مدد کرون گا تو وہ اُس کے وعدہ سے تسلی پکڑ جاتا ہے لکھا ہے کہ اول مرتبہ مین جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابی کو برعایت ظاہر اپنی جان کی حفاظت کے لئے ہمراہ ۔ کہا کرتے تھے پھر جب یہ آیت نازل ہوئی واللہ یعصمک من الناس یعنی خدا تجھکو لوگون سے بچائے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سبکو رخصت کر دیا اور فرمایا کہ اب مجھکو تمہاری حفاظت کی ضرورت نہین اسواسطے سمجھین کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو خدا تعالی کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ اگر تمام لوگ مُنہ پھیرین تو مین زمین کے نیچے سے یا آسمان کے اوپر سے مدد کر سکتا ہون ۔ پھر جب قادر رحمن رحیم ساتھ ہے اور اُسکی طرف سے مواعید ہین تو کیا غم ہو دنیا دار کیا چیز ہین اور کیا حقیقت تا اُن کے سلسنے لجاجت کی جائے اور اگر خدا چاہتا تو اُن کو ایسا سخت دل نہ کرتا ہم نے یہی چاہا تا کہ اُس کے نشان ظاہر ہون ۔ تاریخ ۲۴ر اکتوبر ۱۸۹۸ء مطابق ۷ ذوالحجہ ۱۳۱۶ھ ہجری ۔

اسلام پر ایک نظر

از مولانا مولوی نورالدین سلمہ ربہ

اسلام نے کوئی عمدہ تعلیم اور پسندیدہ بات نہین جس کا حکم اور کوئی بری اور ناپسند بات نہین جس کی ممانعت نہ کی ہو ۔ بار ہا سوال ہوا ہے اسلام کو ہماری معاشرت اور دنیوی امور مین دخل ہے یا نہین مجھے یقین ہو اسلام ہمارے اُن امور مین جنکا تعلق ہماری عام حالت صحت اور مرض سے ہے راحت بخش مقنن ہے یہ صحت یا مرض روحانی ہو یا جسمانی ۔ ہان ایسے امور مین جو خاص ملک یا خاص آب و ہوا یا خاص اسباب مختص الزمان یا مختص المکان کے ساتھ تعلق رکھتے ہون

اسلام آزادی بخش مذہب ہی

توحید کا وہ بیان کہ ہادی علیہ الصلوۃ والسلام اپنی عبودیت کا اقرار ایمان کا لازمی جزو قرار دے کوئی انکار کر سکتا ہے ؟ کہ کتب سابقہ کے ان الفاظ نے " اسرائیل میرا پہلوٹھا ہے " " میرا اکلوتا بیٹا " موسی خدا سا " وغیرہ وغیرہ اور سجدہ کی عام رسم نے توحید الوہیت مین نقصان نہین پہنچایا ؟

ویدون مین اگر صاف صاف حکم ہوتا کہ سورج اور چاند اور عنصری آگ اور دیوون کو سجدہ اور عبادت نہ کرو تو یہ جھگڑا جواز یا عدم جواز بت پرستی کا آریہ ورت مین کیون پڑتا ۔

اخلاق وہ کسی نبی پر کوئی اعتراض نہین سب کا ماننا سب کا ادب اسلام مین ضرور ہوا ؟

قولوا للناس حسنا

لوگون سے بھلی باتین کہو

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ

(اور تم لوگ اُنکو برا کہو جو ماسوی اللہ کو پکارتے ہین) اس سے بڑھکر کون حکم ہے جو مصدر اخلاق ہو سکے ۔ تعجب آتا ہے الزامی طور پر بھی قرآن عیوب کا اشارہ نہین کرتا ۔

آپ نے کوئی حکم ایسا نہین فرمایا جسمین آج ہمین کہنا پڑے کہ کاش اسلام مین یہ حکم نہ ہوتا ۔ کسی ایسی چیز سے منع نہین فرمایا جس مین آج ہم کو یہ کہنے کی ضرورت ہو کہ کاش اسلامیون کو منع نہ فرماتے ۔

تمام عمدہ اور ستھری چیزون کی اجازت ہے ۔ کُل بری اور خبیث اشیاء سے ممانعت ہے ۔ نہایت پسندیدہ صفات مین عدل تھا

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ

(تحقیق اللہ تعالے عدل کا حکم دیتا ہے) فرماکر اُس کی تاکید کی ۔ اور ظلم سے

أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

(خبردار ہو خدا کی لعنت ظالمون پر ہی) کہہ کر سخت ممانعت کی ۔ (شرک بڑا ظلم اور عدل کی ضد ہے ۔) صدق ہو

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

(مومنو! تقوی اللہ اختیار کرو اور صادقون کے ساتھ ہو جاؤ)

کہا اور کذب کے حق مین

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ

(جھوٹے پر خدا کی لعنت ہے) فرمایا ۔ منشاء صفات کاملہ علم ہے اُس کے لئے

قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا

(کہ اے رب میرا علم بڑھا) آیا ۔ منشاء شرور جہل ہے اُسے

إِنِّيْ أَعِظُكَ أَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ

(مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ تو جاہلون سے نہ ہو) کہہ کر ہٹایا ۔ احسان کی ترغیب

إِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ

(اللہ تعالے کی رحمت احسان کرنے والون کے قریب ہوتی ہے ۔) سے ظاہر ہے ۔ اور مدمقابل کی برائی

وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ

(اور جب پیٹھ پھیرے دوڑتا پھرے ملک مین کہ اُس مین ویرانی کرے اور ہلاک کرے کھیتیان اور جانین اور اللہ فساد کرنے والون کو دوست نہین رکھتا۔) سے عیان ہے۔

معاد اور قیامت کا اعتقاد جو ہر خوبی اور نیکی اور دلی محبت وسلوک کا سرچشمہ اور تمام خوشیون اور امیدون کی غایت ہی ایسے دلائل قویہ قانون قدرت سے مستحکم کیا ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہین۔ ہان علوم مین جادو ٹونے نجوم کا عملی حصہ وغیرہ ردیات سے ہے۔

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ

(اور پیچھے لگے ہین اُس علم کے جو پڑھتے تھے شیطان سلطنت ملک سلیمان کی) فرما کر منع فرمایا۔ تمام امت کو کس امر کی تاکید کی۔ امت کو کیا کام سپرد کیا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

(یعنی تم سب اُمتون سے جو پیدا ہوئین بہتر ہو۔ لوگون مین پسندیدہ باتون کا حکم کرتے ہو اور بری اور ناپسندیدہ باتون سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔) اسلام کی خوبی کیا بتائی۔ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ یعنی اسلام کے معترف مسلمان کی خوبی یہ ہے کہ وہ بیفائدہ غیر مقصود چیز کو چھوڑ دے اور پھر ایمان کا مدار اسپر رکھا **لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ** یعنی تم مین سے کوئی مومن کامل نہین ہو سکتا جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے اسی چیز کو دوست نہ رکھے جو وہ اپنے نفس کے لئے دوست رکھتا ہے۔

یہ ہے **اسلام** اور اسکی **تعلیم**

اب بتلاؤ کہ ایسے ملک مین جو سراسر جہالت ہو اور کوئی کتاب اس ملک مین نہ ہو ایسی بصیرت اور تعلیم کا آدمی جسکی تمام تعلیم قوی فطری اور قانون قدرت کے موافق ہو جس مین تمام روحانی ضرور یتین موجود ہون اگر معجزہ اور خرق عادت نہین تو تیرا دو

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے درس قرآن مجید مین سے چند باتین

(ہمارے اپنے الفاظ مین)

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ ہم نے انسان کو خلاصہ مٹی سے پیدا کیا

صلصال کے دو معنے ہین اور دونون صورتون مین قرآن کریم کا فلسفہ متعلق پیدائش انسان صحیح اور درست ہے اول صلصال کہتے ہین خلاصہ کو اور یہ اس صورت مین سلۃ سے نکلا ہے۔ دوم جبکہ یہ صلۃ سے مشتق ہو اُسوقت اس کے معنے ہین مختلف اجزا مین سے کھنچا ہوا۔

بہرحال انسان کی پیدائش پر غور کرو۔ ایک دانہ جو زمین مین ڈالا جاتا ہے مٹی کے ساتھ ملکر وہ ایک پودہ کیصورت مین نشو ونما پاتا ہے گویا اس دانہ کا خلاصہ وہ درخت ہے اور اُس درخت مین سے ایک سبز بال نکلتی ہے جو اُس پودہ کا لب لباب ہی پھر مختلف عمل کرنے کے بعد وہ دانہ جدا ہوتا ہے اور پھر اُس دانہ کا خلاصہ ایک آٹا بنتا ہے اسمین بھی بعض اجزا ملے ہوئے ہوتے ہین اس لئے اُسکا خلاصہ چھلنی کے ذریعہ نکلتا ہے اور انسان اُسکو کھاتا ہے۔ معدہ مین جا کر مختلف قسم کے تیزاب اُس کے خلاصہ بنانے مین کام کرتے ہین۔ غذا کو اندرونی مشین مین بہت مرتبہ چکر کھانا پڑتا ہے یہان تک کہ آخر اُس کا فضلہ پاخانہ کے راستہ سے نکل جاتا ہے اور پھر اصل خلاصہ خون کی شکل اختیار کرتا ہے جب کہ جگر صفرا کو الگ کر دیتا ہے۔ اور پیشاب الگ ہو جاتا ہے از ان بعد یہ خون حرکت کرتا ہوا خصیہ مین پہنچتا ہے جہان منی بنتی ہے اور جو انسان کی پیدائش کا موجب ہوتی ہے لیکن ابھی یہ خلاصہ ہوتا ہے اور اُس منی سے پھر سے لوتڑا (علق) بنتا ہے اب غور کرو کہ کیسا خلاصہ ہے قرآنی فلسفہ کی تائید مشاہدہ قدرت کیسے کھلے کھلے طور پر کر رہا ہے۔

یہ ہے قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کا ایک زبردست ثبوت منجملہ اور دلائل قویہ کے۔ غرض خدا تعالے نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بالکل سچ ہے۔

اَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ مجھے یوم بعث تک ڈھیل دے

یہ شیطان کا مقولہ ہے۔ جو سورۃ الحجر مین اللہ کریم نے نقل فرمایا ہے۔ شیطان کیا ہے اُسپر اسوقت کسی بحث کی ہمکو ضرورت نہین متعدد مرتبہ مختلف صورتون مین شیطان کے متعلق مضامین ہم شائع کر چکے ہین اور خدا تعالے چاہے گا تو کسی وقت جداگانہ بحث بھی اس مضمون پر ہو گی سردست ہمکو یہ بتلانا ہے کہ یوم یبعثون سے کیا مراد ہے۔ بعثت کے دن سے قیامت بھی مراد ہوتی ہے مگر اس مقام پر قیامت مراد نہین بلکہ اس مقام پر انسان کا اپنی غفلتون سے بیدار ہونیکا ذکر ہے۔ انسان دھوکا کھا سکتا ہے جبتک کہ اس کے اندر ایک نئی تبدیلی نہ ہو۔ پاکیزہ خیالات پاکیزہ باتین اسمین پیدا نہ ہون جب انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرتا ہے تو وہ گویا اپنی پہلی حالت سے جو موت کے مشابہ ہوتی ہے نئے سر سے پیدا ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام یا اُن کے نقش قدم پر آنے والے مجددون کیوقت بھی ایک بعثت ہوتی ہے۔

تو اصل بات یہی ہے جو اس آیت مین

اللہ کریم نے بیان فرمائی ہے کہ انسان اُسی وقت تک شیطان کی حکومت کے نیچے رہتا ہے جب تک کہ وہ صلاحیت اور تقوی پیدا نہیں کرتا۔ لیکن جب وہ مخلصین کے زمرہ اور عباد اللہ کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے تو شیطان کا کوئی تسلط اُس پر نہیں رہ سکتا۔ جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ یہ بات ہمارے اپنے خیال میں مایوس کرنے والی ہے کہ شیطان قیامت تک انسانکو گمراہ کرتا ہے۔ کیونکہ جب قیامت تک ایک باعث اور محرک سیات لگا ہوا ہے تو بیشک انسان ایک مخمصہ میں ہے۔ مگر یہ بات نہیں انسان جس وقت چاہے اس کے محرکات سے بچ سکتا ہے۔ عِبَادُ اللّٰہ کے زمرہ میں آئے اور فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ معزز خطاب حاصل کرے پھر اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ خدا کا وعدہ سچ ہے۔ ہاں ضرورت ہے تبدیلی کی ضرورت ہے تقوی اللہ اور خشیت الٰہی کی ضرورت ہے ایک مخلص دل کی۔ پھر اللہ تعالے کا فضل خود دستگیری کرتا ہے۔ بس جو چاہتا ہے کہ شیطان کی غلامی سے نکلے اور ملائکۃ اللہ اُسے سجدہ کریں وہ وہ دل پیدا کرے

جو آدم کو ملا

لَہَا سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ — جہنم کے سات دروازے ہیں۔

حضرت مولنا صاحب نے اسپر فرمایا کہ خدا تعالے کے خاص فضل میں سے جو اُس نے فہم قرآن کے متعلق مجھے دیا ہے یہ بھی ہے کہ جہنم کے سات دروازوں کی حقیقت بتلائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے بتلائی۔ وہ سات راہیں یا سات دروازے جنسے انسان جہنم میں داخل ہوتا ہے یہ ہیں۔

اوّلاً۔ اللہ تعالے کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرنا۔

ثانیاً۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔

ثالثاً کسی کو ناحق قتل کرنا۔

رابعاً۔ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا

خامساً فی سبیل اللہ جنگ میں پیٹھ دینا۔

سادساً یتیموں کا مال کھانا۔

سابعاً جھوٹھی قسم کھانا۔

پس ان سات راہوں کو چھوڑدو کہ جہنم تک لیجاتے ہیں۔ ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو اللہ تعالے محفوظ رکھے آمین ثم آمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ اللّٰہَ الْعَلِیَّ الْعَظِیْمَ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

دوستو اک نظر خدا کے لئے

مسیح موعود کے جان نثار خادم۔ حضور ممدوح ایدہ اللہ کے مقاصد سے واقف۔ دینی ضرورتوں کی مہیا کرنیکی پیاس رکھنے والی قوم۔ پھر میں ناحق کا دردسر اٹھا کر قصہ کو لمبا کروں زمانہ کے معروف چکنے چپڑے فقرے لکھوں کیا حاصل صاف اور سیدھی بات کہے دیتا ہوں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو آپ کی ہمدردی کی سخت ضرورت ہے۔ ممکن ہے کہ اب تک بعض کو معلوم نہ ہو کہ مدرسہ کا خرچ کہاں تک بڑھ گیا ہے اور یہی وجہ اُن کی بے التفاتی کی ہو۔ سو سُن لو۔ یکم اگست سے مدرسہ کا ماہوار خرچ مالہ عہ ہوگیا ہے۔ علاوہ ماسٹر شیر علی صاحب بی اے کے ایک لایق ٹرینڈ انڈر گریجوایٹ سکنڈ ماسٹر منگوا لیا گیا ہے۔ ان سب پر بورڈنگ ہوس بنانے کے لئے روپیہ درکار ہے اسلئے کہ طلباء مدرسہ کی ترقی کی تعداد قطعاً اسی پر موقوف ہے۔

دائمی چندہ دینے والے مقرر رقم میں کچھ اضافہ کریں۔ غافل ہوشیار ہو جائیں۔ اور خدا کے لئے مافات کی تلافی کریں اور مقدور والے اچھی یکمشت رقموں سے اعانت کرکے اجر لیں۔ وَالسَّلَام

المشتہر

عَبْدُ الْکَرِیْم سیالکوٹی

منجانب سکرٹری مدرسہ تعلیم الاسلام

خطبہ موعظت

جو حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۲۸ جولائی ۱۸۹۹ء کو پڑھا

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَۃٌ فَمِنْہُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ اَیُّکُمْ زَادَتْہُ ھٰذِہٖٓ اِیْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْہُمْ اِیْمَانًا وَّھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْہُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِہِمْ وَمَاتُوْا وَھُمْ کٰفِرُوْنَ سورۃ توبہ

جب اللہ کیطرف سے کوئی سورۃ

آتار ! جاتی ہے تو اُن مین سے بعض لوگ کہتے ہین کہ اس سورہ کے نازل ہونے سے کس کے ایمان مین ترقی ہوئی - خدا تعالے فرماتا ہے کہ ترقی اُن لوگون ہی کے ایمان مین ہوئی ہے جنکو پہلے سے نور ایمان و یقین عطا ہوا ہی نئی سورۃ کے نازل ہونے سے اُنکو ایک نئی لذت اور نیا سرور ملتا ہے آپس مین خوشیان مناتے ہین لیکن جن کے دل مین روگ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نہین جانتے اُن کے خبث باطن کو اور بھی ترقی ہوتی ہے اور کیٹ پرکیٹ بڑھتی ہے یہان تک کہ اُنکی عناد و عداوت اور اُنکی جلن و سوزش مین ہلاک ہو جاتے ہین -

خدا تعالےٰ نے انسانی فطرت کی افتاد ایسی رکھی ہے کہ وہ بہت جلد مختلف اسباب سے غفلت کے نیچے دب جاتی ہے چونکہ غفلت کے اسباب سہل اور آسان اور بظاہر خوشنما اور راحت بخش نظر آتے ہین نادان انسان اُن سے متاثر ہوکر غفلت کا بندہ اور غلام بنکر خدا سے دور جا پڑتا ہے - ایک ایسا زنگ دل پر بیٹھ جاتا ہے جسکے صیقل کرنے کے ہتھیار (جو استغفار اور رجوع الی اللہ ہین) بدون فضل الٰہی حاصل نہین ہو سکتے -

مشاہدہ قدرت مین جو خدا تعالیٰ کا کھلا ہوا صحیفہ ہے ہم دیکھتے ہین کہ جیسے نازک اور خوشنما پھول درخت پر آبپاشی چاہتے ہین اور بدون اسکے وہ تازہ اور شگفتہ رہ ہی نہین سکتے خواہ وہ پانی زمین سے آوے یا آسمان سے ٹھیک اسی طرح پر ایمان و یقین کا راحت رسان پھول شگفتہ نہین رہ سکتا جب تک کہ تازہ اور زندہ نشان جو ایمانی ترقی کا موجب ہوتے ہین نازل نہ ہون - اگر ایسا نہو تو جیسے وہ غنچہ بند کا بند ہی پژمردہ ہو جاتا ہے جبکہ اُسکو عین وقت پر پانی نہین ملتا - ویسے ہی ایمان کا لہلہاتا پودہ یکدم مرجھا کر مردہ ہو جاتا ہے - قرآن کریم نے اس امر پر ایک بات بیان کی ہے -

فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ

یہ نصاریٰ اور یہود کی قساوت قلبی اور سنگ دلی کی وجہ بیان فرمائی ہے کہ کیونکر وہ **انبیاء علیہم السلام** کی پاک ہدایات اور مقدس نصائح کو بھول گئے) جواب دیا ہے **فطال علیهم الامد** اُن کی امیدونکا زمانہ دراز ہو گیا اُن کی اس انتظاری پر کہ کوئی عالم باعمل آوے مدتہائے دراز گذر گئین - اُن کی شبہائے تار کی انتہا نہ ہوئی - آخر سنگ دلی اور اپنے مخترعہ خیالات مین مشغول ہو گئے -

اس سے صاف طور پر پتہ لگتا ہے کہ جیسے بارش وقت پر سرسبز کرتی ہے اور انسانون کے کھیتے غلہ سے بھرتے ہین ایسے ہی روحانی بارش کی ضرورت شجر ایمان کے نشو و نما اور تر و تازہ ہونے کے لئے ہے - بڑی ہی بدقسمت ہی وہ قوم! جس مین روحانی سرسبزی اور بہتری کے لئے یہ سلسلہ نہین ہے !!

بڑا ہی بدنصیب ہے وہ انسان ! جسکی امید دن کا خاتمہ ہو چکا اور جسنے مان لیا کہ فلان فلان وقت تک یہ سلسلہ چل کر محدود ہو گیا ایسے انسان! ایسی قوم کے نزدیک خدا تعالے کہان قادر مطلق ! اور کہان ہمہ اُمید اور ہمہ رحمت ہو سکتا ہے - سچ پوچھو تو اُن کا خدا خدا ہی نہین بلکہ ایک مردہ اور بیت و یا خدا ہے - پھر بالمقابل وہ قوم کیسی مبارک اور بیدار بخت قوم ہے جنکا ایمان ہے کہ ہر ضرورت حقہ پر اللہ تعالے کا کلام نازل ہوتا ہے اور اُسی نظام کے موافق جو اس جسمانی اور ظاہری سلسلہ مین ہم دیکھتے ہین کہ جب شدت کی گرمی پڑتی ہے تو ساون ٹھنڈے جھونکے یک بیک طبیعتون کو نزول باران رحمت کی بشارت دیجاتے ہین اسی طرح پر ٹھیک اسی نظام پر ایمان خشک سالی اور یقین اور معرفت کی تونگی پر (جب بارش نہین ہوتی اُسکو اوڑ لگا کہتے ہین) ویڈیٹر - خدا تعالے کی رحمت جوش مارتی ہے اور اپنے برگزیدہ کے ذریعہ روحانی بارش بھیجکر مردہ اور خشک ایمان مین ایک نئی روح پیدا کر دیتی ہے اور یقین اور معرفت کی آنکھ کو کھولدیتی ہے -

آج روئے زمین مین دیکھو یہ آیت موجود ہے مگر ذرا سوچو اور بلند نظری سے کام لو کہ اس سے لذت اُٹھانے والی کونسی قوم ہے ؟ وہ کون لوگ ہین جنکو ایمان اس کے پڑھنے سے تازہ اور مضبوط ہوتے ہین ؟ کیا وہ جو باوجودیکہ دیکھتے ہین کہ جسمانی نظام مین وقت پر بارشین ہوتی ہین لیکن روحانی دنیا مین اب ابد الآباد کے لئے روحانی بارش کا امساک قرار دے بیٹھے ہین ؟ یا کیا وہ جو مانتے ہین کہ اب بھی خدا اپنے برگزیدہ بندہ کے ذریعہ سے اپنے فضل و رحمت سے دنیا مین معرفت اور یقین کی روشنی پھیلا رہا ہے اور روحانی امراض کے مبتلاؤن کے لئے اُس کا **مسیح** تریاق القلوب کے ذریعہ سے ایک زندگی بخش رہا ہے؟ یقیناً یقیناً وہی آخری قوم ! وہی آخری گروہ !! جو **آخرین منہم** کا مصداق ہی وہ بدنصیب کیا لذت اُٹھا سکین گے جنھون نے خدا کو ایک گونگا خدا بنایا ہی!!!

ہمارے ہادی کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک وقت ہی اُس روحانی معلم کے پاس کچھ لوگ جمع ہوے اُن کی تعلیم و تربیت کیونکر ہوئی ؟ اسکو کچھ وہی لوگ سمجھ سکتے ہین جنکے دل نور معرفت سے بہرہ ور ہین مگر وہ جو لوگون کے خود ساختہ و خود تراشیدہ خیالات کی پیرو ہین وہ تو غالباً سمجھ بھی نہین سکتے کہ صحابہ نے سلوک کی منزلین کیونکر طے کین - مختلف اخلاقی قوتون کے پیدا کرنے کے لئے کیا سامان کیا جو ایسے مستقیم الایمان لوگ پیدا ہو گئے جنھون نے صرف اپنی روحانی اور ایمانی قوت اور یقین کی طاقت سے دنیا کو دکھلا دیا کہ وہ کیسے کیا بن سکتے تھے ! اور بن گئے کبھی وہ دیکھتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر دشمنون کیطرف سے

ایک ایسا حملہ ہوا ہے کہ اگر وہ خدا تعالیٰ کی آغوش ربوبیت کا تربیت یافتہ نہ ہوتا تو ہلاک ہو جاتا - کبھی بدر کی لڑائی اُن کی عظمت کا نشان ہوتی ہے کبھی احزاب کبھی فتح مکہ کبھی کوئی اندرونی نشان بات بات میں اللہ تعالیٰ کی فوق الفوق اور غیب الغیب ہستی کا پتہ لگتا ہے کبھی کسی رؤیا اور کشف کا سُننا اور پورا ہونا اُن کی ایمانی قوتوں کے بڑھانے کا موجب ہوتا ہے - جسطرح بارش سے سبزہ بڑھتا ہے اُسی طرح پاک صحبت میں رہ کر یہ گروہ ایمانی نشو و نما پاتا اور نشان پر نشان دیکھکر خدا کے زندہ ہونیکا یقین تازہ کرتا تھا - پس یاد رکھو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک پاک نمونہ دنیا میں موجود ہے - اب اگر اس نمونہ کے خلاف کوئی صوفی اور پیر اخلاقی اور روحانی قوتوں کے تزکیہ اور نجاستوں کے پاک کرنے کے واسطے کوئی ریاضت یا وظیفہ بتلاتا ہے تو میں کھول کر کہتا ہوں کہ یاد رکھو اور پھر یاد رکھو کہ وہ طریقہ خدا سے نہیں اور وہ نمونہ حقہ نہیں ہے بجز اس کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا اور صحابہ نے جس کی شاگردی کی وہی منجانب اللہ ہے باقی اپنے خیالات اور خود تراشیدہ باتیں ہیں -

پس اُن سے بچو! اور دور ہٹو!! کہ انمیں زندگی کی روح نہیں!!!

اب پھر میں اصل مطلب کیطرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نشان جب نازل ہوتے ہیں تو کس کا ایمان بڑھتا ہے؟ ایمان میں اُن کے ترقی ہوتی ہے جنکو پہلے سے نور ایمان ملا ہے - آفتاب کی روشنی سے وہی بہرہ ور ہوگا جس کی آنکھ میں روشنی ہے اندھا اُس سے کیا فائدہ اُٹھائے گا - میرے دوستو!! کیا آج اللہ تعالیٰ کی شکر گذاری کی جگہ نہیں ہے کہ ٹھیک اسی طرح جیسے ہمیشہ سے سنت اللہ چلی آئی ہے خدا تعالیٰ کے نشانات کی بارش ہو رہی ہے - ہر ہفتہ میں دو تین مرتبہ خدا کے برگزیدہ اور خلیفہ کے مُنہ سے ایسی باتیں سنی جاتی ہیں جو انسانی طاقتوں سے برتر ہوتی ہیں - پھر اُن کو اُسیطرح پورا ہوتے دیکھکر یقین و معرفت کی قوت میں ایک استحکام اور طاقت آتی ہے - آج صرف ہم ہیں جو ان آیات کے موافق کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا ایمان بڑھتا اور تازہ ہوتا ہے - ایک عاجز انسان بے زر - بے سامان - بے زور یعنی دنیوی زور اور طاقت نہیں رکھتا اور پھر ایک گاؤں میں پڑا ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ وہ نہ کسی قسم کے منصوبے کرتا ہے اور نہ کر سکتا ہے نہ کسی خادم کو دُکھ دیتا ہے نہ اُس کے ہاتھوں میں کبھی گدگدی ہوتی ہے کہ کسی بڑے سے بڑے قصور پر بھی کسی کو تھپڑ مارے پھر اس بیکسی و ناطاقتی کی حالت میں کبھی بدر کے قائمقام کسی ایک پادری نہ ایک نہ دو بلکہ سیکڑوں بعض ہندوؤں اور ناعاقبت اندیش مسلمانوں کی مجموعی طاقت سے اُسکو نیچا دکھانے کے لئے اور بیگناہ پھانسی کے واسطے اقدام قتل کا مقدمہ کیا جاتا ہے - ایکطرف مادی عقل کے بندے نہیں بیٹے ایسی متفقہ کوشش کو دیکھکر فتوے دیتے ہیں کہ اب اس کا خاتمہ ہے - مگر ادھر آسمان سے ملائکہ اُسکو ابرأ بے قصور ٹھیرانا کی راحت بخش آواز سے تسلی اور اطمینان بخشتے ہیں اور وہ پورے زور سے اپنی بریت کی بشارت دیتا ہے - اب واقعات بتلاتے ہیں کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر کے مقام پر فتح ہوئی ٹھیک اُسی کے رنگ میں اس کو بد اندیش دشمنوں کے مقابلہ پر بالکل اُسی طرح جیسے وہ پہلے کہہ چکا تھا فتح ملتی ہے - اور یون خدا کی باتیں پوری ہوتی ہوئی ہم آئے دن دیکھتے ہیں -

اس نے مقدمہ میں کسی کے پاس دانت نکالکر تضرع نہیں کی - اور نہ اُسے ضرورت پڑی مگر پھر بھی وہ فتحمند ہوا - جسکو انا الفتاح کہنے والے نے بشارت دی تھی والحمد للہ علی ذالک

اب تم ہی بتلاؤ! اے قوم کے برگزیدہ لوگو! اے رفتار زمانہ سے آشنا مردو!! ذرا انصاف تو کرو اور کہو کہ کیا ایسے وقت میں قبل از وقت اُسحالت میں جبکہ مادہ پرست سطحی خیالات کے بندے!! دنیوی تدبیروں کے فرزند اُس کے استیصال کا فتویٰ دیتے ہوں اور بیشک ظاہری حالات اسی قسم کے ہوں یہ کہدینا کہ میں بری ہوں گا خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے بدون ممکن ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں!

پھر

آج کون صوفی یا گدی نشین ہے جسکے پاس رہ کر اس الحاد کے زمانہ میں خدا تعالیٰ پر ایمان زندہ رہ سکتا ہے؟ بولو تو سہی! کیا سنگھڑ - اور رتڑ چھتر - بریلی - کلیر - پاک پٹن یہاں وہاں کی گدی ایمان کو زندگی بخش سکتی ہے -؟ یقیناً نہیں ان گدیوں میں فاسق کا فر ہوں ان میں کچھ امتیاز نہیں کوئی فتنہ و امتحان ایسا نہیں جو یہاں ہے حاکموں کی طرف سے کوئی نگرانی نہیں کوئی قطع تعلق اور فتنہ نہیں - قوم کی طرف سے کفر کے فتوے اور قتل کے فتوے نہیں - یہی ثبوت اس امر کے لئے کافی ہے کہ وہ خدا سے نہیں ہیں - ایمان کے زندہ کرنے کے لئے ابتلا ضروری ہیں مامور من اللہ ابتلاؤں کے نرغہ میں ہوتا ہے کہ خدا پر ایمان زندہ کرے - اسکو مختلف قسم کے معرکے اور ہنگامے پیش آتے ہیں اور قبل از وقت خبر دیکر وہ کامیاب ہوتا ہے تا لوگوں کو دکھلائے کہ وہ خدا کی نگرانی میں ہے - بجز اس کے اور کوئی راہ نہیں جو خدا تک پہنچا سکے اور یقیناً نہیں!!!

میں خدا تعالیٰ کو گواہ رکھکر اسوقت مسجد میں اور پھر محراب میں کھڑا ہو کر خدا کے پاک کلام کو ہاتھ میں لئے ہوئے ایک قوت اور بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہی ایک سلسلہ ہے جو نادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم کے

نقش مرتسم پر ہے - پس میرے دوستو! جو دور ہو یا نزدیک ہو سنو کہ کسقدر خوشی کی بات ہے کہ ہمارا ایمان نئی نئی شادابی حاصل کرتا ہے تم جانتے ہو کہ اس روز جب **لقمان** کی خبر آئی تھی کہ وہان حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کی نشانات کا ایک پتہ ملتا ہے تو ہمارے سید و مولیٰ **امام** کو کسقدر خوشی ہوئی تھی میں نے اس خوشی کو محفوظ رکھا ہے یہ خوشی صرف دین کی کامیابی کی راہ نکلنے کی وجہ سے تھی - اس خوشی کا باعث صرف یہ تھا کہ اسلام کی زندگی! ہادی انام علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی!! اور قرآن کریم کی حیات کی ایک ممتاز راہ ہے یاد رکھو کہ اس قسم کی غیرت اور دینی حمایت ماموریت کے سوا ہو نہین سکتی!!!

پس میرے دوستو!

تم جہان ہو سنو کہ خدا نے ہمکو موقع دیا ہے کہ ہم اپنے ایمان کو تازہ کرین اور ایک بصیرت اور معرفت حاصل کرین۔

مگر یہ امر بھی سا تعجب ہی ہے کہ وہ جنکے دل بیمار اور جنکی روح مردہ ہے وہ ایمان کی لذت اور یقین کی حلاوت کی حس کو کھو بیٹھے ہین اس لئے نشان پر نشان دیکھتے ہین مگر مردہ کیطرح بے حس و حرکت پڑے ہین - دیکھو! **کسوف خسوف** نے کسکو خوشی دی؟ ہمکو لیکھرام اور آتھم نے کسکو خوش کیا؟ ہمکو!! لیکن جو بدظنیون کے گڑھے مین گرے ہین انھون نے اور بھی بغض وعداوت مین ترقی کی - کاش! وہ دیکھتے اور ذرا دانش سے کام لیتے کہ ہر سال اُنپر کیسی شرمندگی کی بلا آتی ہے - ہر سال ہمارے دشمن ہماری قطعی ہلاکت کا حکم لگاتے ہین مگر جب وہ دیکھتے ہین کہ پہلے سے زیادہ قوت اور زور کے ساتھ ہم بڑھتے ہین تو ندامت سے ڈوب نہین مرتے مجھے خوب یاد ہے کہ جب ہمارے امام دہلی مین تھے میرے مخدوم مولوی نورالدین صاحب نے آنے کا ارادہ کیا عبدالواحد غزنوی نے کہا کہ مت جاؤ مرزا دہلی مین ہی یا دہلی سے نکل کر ہلاک ہو جاویگا

مگر **کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ** کیا حی و قیوم خدا کا اسکو اب تک زندہ رکھنا ان لوگون کے لئے ڈوب مرنے کی جگہ نہین۔؟

ہنری کلارک کے مقدمہ مین دشمن کہتے تھے کہ خاتمہ ہو گیا؟ کیا نجات کے بعد ان کے لئے منہ چھپانیکا مقام تھا؟

ابھی پچھلے مقدمہ مین سنت اللہ سے ناواقف - خدا کی باتون سے ناآشنا الہام کے مدعی کہہ اُٹھے تھے کہ اب اس مقدمہ کے بعد اس سلسلہ کا خاتمہ ہے؟ کیا دن دونی رات چوگنی ترقی نے ان کو ابھی سوچنے اور غور کرنے کی طرف توجہ نہ دلائی؟ آہ! وہ کیون نہین سوچتے!! اور کیون نہین سوچتے!!! حق تو یہ تھا کہ اب خدا کے اس مامور پر ایمان لے آتے اور اس ایمانی لذت اور معرفت یقین کی حلاوت سے بہرہ اندوز ہوتے جو مومن کے لئے مخصوص ہے مین اس سلسلہ کو کہان تک لمبا کرون یہ ناعاقبت اندیش ہر سال مین دو دفعہ یا ایک دفعہ بربادی کا حکم لگاتے ہین مگر ان کی باتین ان کے ہی منہ پر ماری جاتی ہین اور یہ سلسلہ خدا کا مرد بڑھتا ہے اور پہلے سے زیادہ قوت و استحکام کے ساتھ قدم اُٹھاتا ہے **ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ**۔

ان ناعاقبت اندیشون نے جب ہر طرف سے ذلت ہی ذلت دیکھی تو اب مشہور کیا ہے کہ ولایت ختم ہو گئی مگر عنقریب **تریاق القلوب** ان کو بتلا دے گا کہ وہ کیا کرتا ہے۔

الغرض دوستو! آج ان آیات کی عظمت اور سچائی دنیا مین صرف یہی سلسلہ عملی طور پر دکھا رہا ہے پس اس کی قدر کرو - اور اس سے فائدہ اُٹھاؤ -

اللہ تعالےٰ مجھکو اور میرے حاضر و غائب دوستون کو سچی قدر کی توفیق دے اور ہماری زندگی موت اور حشر اسی سلسلہ مین ہو **رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ** آمین

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

مندرجہ بالا الفاظ جو اسلام کے پہلی اصل کے نام سے موسوم ہین اپنے اندر جو کمالات رکھتے ہین ہم چاہتے ہین کہ کسی قدر مختصر طور پر انھین بیان کرین -

اس کلمہ کے دو جزو ہین - پہلا جزو **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** ہے جس کے معنی ہین کہ کوئی بھی (خواہ وہ کچھ ہی کیون نہو) بجز اللہ تعالےٰ کے محبوب مطلوب معبود اور مطاع نہین +

محبت کا منبع اور اصل دو چیزین ہین - اوّل محبوب کا کامل حسن مین یکتا اور فرد ہونا دوم اس کے احسانات اور انواع و اقسام کی مروتون کا بے انتہا ہونا - پس اللہ تعالےٰ کے حسن اور احسان کے مقابل مین کیا چیز ہو سکتی ہے - جب کہ ہر ایک چیز اُس کی مخلوق اور پھر ہر چیز انسان کی خادم اور بے منت و مزدوری اسکے کام مین لگی ہوئی ہے اور ہر ایک اپنی زبان حال سے **یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ** - کے مصداق ہے

لہذا کوئی محبوب - اگر ہو سکتا ہے تو وہی جسکو **اللّٰہ** کہتے ہین - اور **اللّٰہ** لغت عرب کی رو سے اسکو کہتے ہین جو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقایص اور عیوب سے منزہ اور مبرا ہو یہی وجہ ہے کہ **اللّٰہ** تعالےٰ کو **قرآن** شریف مین ہر جگہ موصوف کیا ہے

غرض **اسلام** نے بتلایا ہے کہ دنیا مین اگر کوئی محبوب ہو سکتا ہے تو وہ **اللّٰہ** ہے - محبوب مطلوب ہی ہوتا ہے اور لذت محبت کا تقاضا ہی عبادت جون جون انسان پر خدا تعالےٰ کے حسن و احسان کے نظارے کھلتے جائین گے اور ظلمانی حجب اور درمیانی پردے اُٹھتے جائین گے وہ اپنی عبودیت کے اقرار مین ترقی کرتا جائے گا اور اُس کی رضا جوئی کے لئے مشتاق وار دوڑے گا۔

پرستش کے بھی تین درجے ہوتے ہین یا ازروئے خوف کے ہو یا پرستش ازروئے طمع کے یا پرستش ازروئے محبت کے۔ ان تین مراتب کے علاوہ ایک اور درجہ بھی پرستش کا ہے جو ازروئے تشکر کے ہو اکرتی ہے اور حقیقت مین شکر اُس حمد کا نام ہے جو منعم کے عطائے انعام پر کی جاتی ہے اور یہ پرستش ہر سہ اقسام متذکرہ بالا پر مشتمل ہے۔ اب معلوم ہوا کہ تحقق کامل مضمون لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا یہ ہے کہ صرف اُسی سے ڈرے اور اُسی سے اُمید رکھے اور اُسی ایک سے پیار کرے

ڈر انسان کو اُس سے پیدا ہوسکتا ہے جو انسان کی اپنی مجموعی طاقتون سے بالاتر اور قوی تر ہو۔ پس اللہ تعالیٰ سے بڑھکر جو اَلْقَھَّار ہے کون قوی ہوسکتا ہے ھُوَ اُس کی صفت اَلْقَھَّار اُسکی صفت غَالِب اُسکی صفت ذُوانْتِقَام اُسکی صفت وہ پھر کوئی قوت کوئی طاقت زمین آسمان مین کونسی ہوسکتی ہے جس سے انسان ڈرے ؟ صرف اُسی سے اور ہان اُسی سے جو اللّٰہ ہے طمع اور اُمید اُس سے پیدا ہوسکتی ہے جو افلاک و خزائن کا مالک ہو۔ اور با این ہمہ احسان اور عام ربوبیت اُس کی شان ہو۔ اب غور کرو کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھکر کون خزائن و افلاک کا مالک ہوسکتا ہے وہ جسکو چاہے بادشاہ کرے اور جسے چاہے ذلیل کرے وہی ہے جو خزائن کا مالک ہے اور پھر وہی ہے جو رَبُّ الْعٰلَمِیْن ہے رَحْمٰن ہے رَحِیْم ہے بدون کسی عمل کے ہماری پرورش کر رہا ہے اور بے انتہا اجرام ارضی و سماوی کو ہماری کام مین لگا رکھا ہے پس اُس سے بڑھکر جائے اُمید کون ؟

محبت کے لئے ہم حسن اور احسان اصل بتلا چکے اور یہ اکمل طور پر اللہ تعالیٰ مین پائے جاتے ہین بلکہ ایسے طور پر کہ کل دنیا کی مخلوق بھی ابدًا ابدًا اُس کے احسانات و حسن کا ایک شمہ بھی بیان نہین کرسکتے۔

غرض توحید کے ان مدارج کو حاصل کرنا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مفہوم و مقصود ہے۔ مگر اس توحید تک پہنچنا انسان کے اپنے ہاتھ مین نہین ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ اُسکی رحمت کا دسترخوان وسیع اور عام ہے اپنے اس فضل کو بھی مخصوص نہین کیا عام کیا جو چاہے اُس سے بہرہ حاصل کرے۔ ہان جیسا کہ اُسکا قانون اور سنت ہے کہ ہر ایک حاجت کے پورا کرنے کے لئے ایک ایک وسیلہ اور اسباب رکھدیا ہے جیسے کانون کی شنوائی کے لئے ہوا کا وجود ہے بینائی کے لئے سورج کی روشنی۔ اسی طرح پر اُس فضل کے حقدارون کے لئے ایک ذریعہ رکھا ہے جو قرآن شریف کے نام سے موسوم ہے۔ اسجگہ اُن لوگون کے وہم کا بھی ازالہ ہوتا ہے جو یہ کہتے ہین کہ جب مدار نجات توحید پر ہے تو پھر مسلمان کی کیا خصوصیت ہے بلکہ جو شخص توحید اختیار کریگا وہ نجات پالے گا۔ یہ ایک دھوکا ہے جو غور نہ کرنے والی کج رو طبیعتون کو پیدا ہوا ہے اُن کو خیال کرنا چاہئیے کہ بیشک مدار نجات توحید پر ہے لیکن توحید کا حاصل کرنا اور صدہا وساوس اور ظنون متناقضہ توحید سے اپنے دل کو پاک کرنا یہ ایک ایسا امر ہے جو ایک کامل قانون اور مصفا اور اتم ہدایت کے بدون ممکن نہین ہے جو قرآن شریف ہے کیونکہ اکمل و اتم ہدایت ہونے کا اُسکا دعویٰ ہے اور نہ صرف دعوے بلکہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ دنیا مین بجز اہل اسلام کے اور کوئی فرقہ توحید خالص پر قائم نہین اور ذات باری کے ساتھ مختلف شریک اُن کو تجویز کرنے پڑے۔ پس توحید کامل جس پر مدار نجات ہے وہ صرف قرآن شریف لایا ہے اور دوسرے لوگون کی توحید در اصل توحید ہی نہین۔ بلکہ وہ شرک کی ملونی اپنے اندر رکھتی ہے پس قرآن شریف پر ایمان لانا ضروری ہوا۔ تاکہ وہ کامل نقش جو توحید کا مفہوم ہے حاصل ہو۔ اور یہ اُسیکو دیا جاتا ہے جو کتاب اللّٰہ پر ایمان لاتا ہے۔ اور یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ توحید کامل محبت الٰہیہ کے لئے لازمی ہے۔ اور یہ امر خدا تعالیٰ نے خود فیصل کردیا ہے کہ محبت الٰہیہ کا حصول بدون محبت رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہو نہین ہوسکتا جیسے کہ خدا نے فرمایا

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ پس کلمہ شریف کے دوسرے جزو پر ایمان لانا ضروری ہوا۔ یہ ہے مختصر حقیقت کلمہ طیبہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کی

ستارہ قیصرہ

مندرجہ بالا نام کا ایک مختصر رسالہ ابھی چھپکر طیار ہوا ہے جسمین حضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی برکات کا ذکر ہے اور یہ بیان ہے کہ جناب ملکہ ممدوحہ کے عہد عدالت مہد مین اور اُن کے نہایت روشن ستارہ کی تاثیر سے انواع اقسام کی زمینی اور آسمانی برکتین ظہور مین آئی ہین۔ الغرض یہ ایک عجیب اور لطیف رسالہ ہے اسکی صرف (۲) کاپیان طبع ہوئی ہین قیمت ۲ ؍ ہے مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیان کے نام درخواست کرنے پر مل سکتا ہے۔

قبول اسلام

اخبار عام مظہر ہے کہ مرادآباد کی مشہور منشی امداد حسین ابو کے نبیرہ جگوتی سہاری پیارلال نرائن وہس پلیڈر نے دہلی مین اسلام قبول کیا۔ منشی امداد حسین کو جسقدر اسلام کے ساتھ صدق اور عقیدت تھی وہ اظہر من الشمس ہے مگر شدہ قدرت تو دیکھو اُنکی نسل مین سے اسلام کی صداقت پر مہر لگانیوالا پیدا ہوا والحمد للہ علیٰ ذٰلک

مرہم عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حواریین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہی خونی زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنیکے لئے نہایت نافع ہے

یہ وہ مرہم ہے جو واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے صلیبی زخموں کے واسطے بنائی گئی تھی جبکہ جب مسیح صلیب سے کے بعد اپنے حواریوں کو ملے اور اپنے وہ زخم ان کو دکھائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپ کے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کے کیل ٹھونکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے ان چوٹوں اور زخموں کے لئے یہ مرہم طیار ہوئی

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کی صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپکو شفا بخشی

اور اس مرہم کا اس تواتر سے طبی کتابوں میں ذکر ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب اور کیا اطبار اسلام سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حواریوں نے اسکو بنایا تھا ✤ چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ میں اس مرہم عیسیٰ کا ذکر معہ تسمیہ درج ہے اور اس کے عجیب و غریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریف میں اسقدر لکھنا کافی ہے کہ

حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے حضرت مسیح کو اچھا کیا

یہ مرہم تمام قسم کے زخموں کیلئے نہایت پر تاثیر دوا ہے

اس کے لگانے کے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل امراض کے لئے جسقدر مرہم اور مالش کے تیل آجکل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہی نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کر کے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے

طاعون سرطان کے زخم ✤ خنازیر کے گھاؤ ✤ گلٹیاں ✤ چوٹوں کے زخم ✤ پھنسی ✤ پھوڑے گنج ✤ خارش ✤ طرح طرح کی جلدی بیماریاں ✤ ہر قسم کے ناسور ✤ پرانے گندے زخم تلی کا ورم ✤ بواسیر کا درد ✤ ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا ✤ کان سے ریم بہنا ✤ جانوروں کا کاٹ لینا جلجانا ✤ عورتوں کی خطرناک بیماریاں ✤ سرطان وغیرہ قیمت فی ڈبیہ عہ ۱۲/

کارخانہ مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین لاہور بھاٹی دروازہ سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں و الیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی دھندجالا پڑوال غبار پھولا شبکوری سُرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائی اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۱۰ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۵ خالص ممیرہ فی ماشہ ۲۰ مصری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلوالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلوالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص معضلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے۔ اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے معضلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ **راقم** ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلوالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھتی رہتی تھیں اُن میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی مرض مذکورہ سے کلی صحت پائی ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج۔

۳ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر اُن مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل۔

۴ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلوالیہ نے تیار کیا ہے اپنی زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی اسناد میں جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دیوے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے ایک بنک میں اسی مطلب کے لئے تاریخ ۔۔۔ کو جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی مالک وایڈیٹر کے لئے چھپکر شایع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۸

الحکم

نمبر ۳۱ قادیان دار الامن والامان ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۷ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۸۹۹ء جلد ۳

مکتوب امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علیشاہ صاحب سلمہ اللہ تعالے۔ بعد سلام مسنون آنمخدوم کا عنایت نامہ پہونچا یہ عاجز اگرچہ بہت چاہتا ہے کہ آنمخدوم کے بار بار لکھنے کی تعمیل کرے مگر کچھ خداوند کریم ہی کی طرف سے ایسے اسباب آپڑتے ہین کہ رک جاتا ہون نہین معلوم کہ حضرت احدیت کی کیا مرضی ہے عاجز بندہ بغیر اُس کی مشیت کے قدم اٹھا نہین سکتا

ایک رات **خواب** مین دیکھا کہ کسی مکان پر جو یاد نہین رہا یہ عاجز موجود ہے اور بہت سے نئے نئے آدمی جنسے سابق تعارف نہین ملنے کو آئے ہوے ہین اللہ **آپ** بھی اُن کے ساتھ موجود ہین مگر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور مکان ہے **اُن لوگون نے** اس عاجز مین کوئی بات دیکھی ہے جو انکو **ناگوار** گذری ہے سو اُن **سب کے دل منقطع ہوگئے**

اُس وقت مجھکو کہا **وضع بدل لو** بنے کہا کہ نہین **بدعت ہے** سو وہ لوگ بیزار ہوگئے اور ایک دوسرے مکان مین جو ساتھ ہے بیٹھ گئے تب شاید آپ بھی ساتھ ہین۔ مین آپ کے پاس گیا تا اپنی امامت سے اُن کو نماز پڑھاؤن پھر بھی اُنھون نے بیزاری سے کہا کہ ہم نماز پڑھ چکے ہین تب اس عاجز نے اُن سے علحدہ ہونا اور کنارہ کرنا چاہا اور باہر نکلنے کے لئے قدم اٹھایا معلوم ہوا کہ اُن سب مین سے **ایک شخص** چلا آتا ہے جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو **آپ مین**

اب اگرچہ خوابون مین تعینات معتبر نہین ہوتے اور اگر خدا چاہے تو تقدیرات معلقہ کو مبدل بھی کردیتا ہے لیکن اندیشہ ہی گذرتا ہے کہ خدانخواستہ وہ آپ ہی کا شبیہ نہ ہو۔

لوگون کے شوق اور ارادت پر آپ خوش نہ ہون۔ حقیقی شوق اور ارادت کہ جو لغزش اور ابتلا کے مقابلہ پر کچھ ٹھہر سکے لاکھون مین سے کسی ایک کو ہوتا ہے ورنہ اکثر لوگون کے دل تھوڑی تھوڑی بات مین بدظنی کیطرف جھک جاتے ہین

اور پھر پہلا حال سے پچھلا حال اُن کا بدتر ہوجاتا ہے بمصداق الارادت وہ شخص ہے کہ جو رابطہ توڑنے کے لیے جلدتر طیار نہ ہوجاوے اور اگر ایسا شخص جسپر ارادت بھی کسی فسق اور معصیت مین مبتلا نظر آوے یا کسی اور قسم کا ظلم اور تعدی اس کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا دیکھے یا کچھ اسباب اور اشیا منہیات کے اس کے مکان پر موجود پاوے تو جلدتر اپنے جامہ سے باہر نہ آوے اور اپنی دیرینہ خدمت اور ارادت کو ایک ساعت مین برباد نہ کرے بلکہ یقیناً دل مین سمجھے کہ یہ ایک ابتلا ہے جو میرے لئے پیش آیا اور اپنی ارادت اور عقیدت مین ایک ذرہ فتور پیدا نہ کرے اور کوئی اعتراض پیش نہ کرے اور خدا سے چاہے کہ اسکو اس ابتلا سے نجات بخشے اور اگر ایسا نہین تو کسی نہ کسی وقت اس کے لئے ٹھوکر درپیش ہے۔

جنپر خدا کی نظر لطف ہے اُن کو خدا نے ایک مشرب پر نہین رکھا بعض کو کوئی مشرب بخشا اور بعض کو کوئی اور۔ ان لوگون مین ایسے مشرب بھی ہین کہ جو ظاہری علماء کی

نوٹ شیخ عبد القدوس قطب العالم گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب مین یہ جو بہت صحیح تحریر فرمایا ہے کہ (علمائے ظواہر جہلائے مطلق اند) - جمالی

سمجھ سے بہت دور ہیں حضرت موسیٰ جیسے اولوالعزم مرسل خضر کے کاموں کو دیکھکر سراسیمہ اور حیران ہوئے اور ہرچند وعدہ بھی کیا کہ میں اعتراض نہیں کرونگا پر جوش شریعت سے اعتراض کر بیٹھے اور وہ اپنے حال میں معذور تھے اور خضر اپنے حال میں معذور تھا غرض اس مشرب کے لوگوں کی خدمت میں ارادت کے ساتھ آنا آسان ہے مگر ارادت کو سلامت لے جانا مشکل ہے بات یہ ہے کہ خدا کو ہر ایک زاہد کا ابتلا منظور ہے تا وہ ان پر اُنکی چھپی ہوئی بیماریاں ظاہر کرے سو نہایت بدقسمت وہ شخص ہے کہ جو اس ابتلا کے وقت تباہ ہو جائے کاش اگر وہ دور کا دور ہی رہتا۔ تو اس کے لئے اچھا ہوتا ابو جہل کچھ سب سے زیادہ شریر تھا رسالت کے زمانہ نے اسکا پردہ فاش کیا اگر کسی بعد کی صدی میں کسی مسلمان کے گھر پیدا ہو جاتا تو شاید وہ خبث اس کی چھپی رہتی سو خبث امتحان ہی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آنمخدوم ابھی اس عاجز کی تکلیف بیعت کے لئے بہت زور نہ دیں کہ کئی اندیشوں کا محل ہے۔ یہ عاجز معمولی زاہدوں اور عابدوں کے مشرب پر نہیں اور نہ ان کی رسم اور عادت کے مطابق اوقات رکھتا ہے بلکہ ان کے پیرایہ سے نہایت بیگانہ اور دور ہے سیفعل اللہ ما یشاء اگر خدا نے چاہا تو وہ قادر ہے کہ اپنے خاص ایما سے اجازت فرماوے ہر ایک کو اسجگہ کے آنے سے روکدیں اور جو پردہ غیب میں مخفی ہے اس کے ظہور کے منتظر رہیں باقی سب خیریت ہے ۱۰ جنوری ۱۸۸۳ء مطابق ۸ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ

یہ مکتوب مقدس

خوب غور سے پڑھا جاوے کیونکہ اس سے اس عظیم الشان پیشگوئی کا پتہ لگتا ہے جو عباس علی کے انکار سے وابستہ ہے یہ اللہ تعالے کا فضل ہے جس نے سترہ برس پہلے ایک واقعہ کی خبر دی اور وہ پوری ہوئی۔ (ایڈیٹر)

معیار الصادقین

۲۵ اگست ۱۸۹۹ء کے جمعہ کے خطبہ میں ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولٰنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے جو مضمون بیان فرمایا اس میں ایک راستباز مامور من اللہ مؤید بتائید کی شناخت پر قرآن کریم کی ایک آیۃ شریفہ سے استنباط کیا گیا تھا۔ اس لئے آج کے خطبہ کو ہم مندرجہ بالا عنوان سے لکھتے ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالے نے اپنے مرسل اور مامور بندوں کی شناخت اور امتیاز کے مختلف اصول بتلائے ہیں انہیں سے ایک اصول اور امتیازی نشان جو خصوصیت کے ساتھ ان کو دیا جاتا ہے وہ ہے جو ہمارے محسن و مخدوم نے بیان فرمایا ہے ایک کسی تمہید کے بغیر ہم مولانا صاحب کی تقریر کو درج کرتے ہیں

(ایڈیٹر)

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

میرے دل میں ایک خیال ہے۔ خیال نہیں بلکہ اک عرصہ دراز کی فکر اور غور کا یقینی نتیجہ اور تجربہ جسنے میرے دل کو ایک طاقت اور میری روح کو ایک لذت بخشی ہے اور جسنے مجھے بصیرت کے ساتھ ان باتوں پر پہنچا دیا ہے جو اس آیت کے متعلق اپنے دوستوں کو سناتا ہوں۔

خدا فرماتا ہے ہماری ابدی عادت اور لاتبدیل سنت ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں اپنے رسولوں کو نصرت رسولوں کو بلکہ ان کے سچے متبعین مؤمنین کو بھی ایک امتیازی نصرت کا نشان دیتے ہیں۔ اور اس دن کہ جب کل اولیا و اخیار کل راستباز اور صادق غرضیکہ کل مخلوق اس میدان محشر میں جمع ہوگی ان کو اور بھی عزت و امتیاز دیا جائے گا۔

یہ ایک قانون الٰہی ہے جو مرسلین اور مؤمنین کے ساتھ ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ میں ابھی بتلاؤنگا کہ اللہ تعالے کی اس سنت محکمہ نے مختلف اوقات میں کیونکر اپنی صداقت کی چمکار دکھلائی ہے اور کیونکر ہر زمانہ میں اس کے تجربہ نے گواہی دی ہے۔ میں یہ بھی بتلاؤنگا۔ کہ اللہ تعالے کا یہ بیان اور کبھی کبھی بھی خطا نہ کرنے والا وعدہ قرآن کریم کی عظمت۔ اللہ تعالے کی ہستی کا زبردست ثبوت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل رسالت کی برہان اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ جب اس کو ہم بالکل اپنے الفاظ کے ساتھ پورا ہوتا ہوا ہر زمانہ میں دیکھتے ہیں تو کسقدر ایمان اللہ تعالے کی مقتدر ہستی اس کی پاک اور کامل کتاب اور اس کے اصفی الاصفیا نامی کامل پر بڑھتا ہے۔

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی بڑے آدمی سے دوستی رکھتا ہو تو اس کی دوستی کے ایسے بین ثبوت اسکو پاس ہوتے ہیں کہ دنیا کو پتہ لگ جاتا ہے اور وہ خود سمجھ جاتی ہے کہ فلان عظیم الشان انسان سے اسکا تعلق ہے۔ ایک جلیل القدر بادشاہ کا مقرب کیونکر مقرب سمجھا جاتا ہے اس کے پاس امتیاز کا ایک علانیہ اور روشن نشان ہوتا ہے بادشاہ کے آئے دن انعام و اکرام اور اس کو مختلف قسم کے رتبے اور اعزاز عنایت کرنا اس کی باتوں کو سننا اس کی خاطر سے بعض انتظاموں کو جو لوگوں کی نظر میں لاتبدیل اور غیر ممکن سمجھے گئے ہوں بدل دینا۔ یہ ایسی باتیں ہوتی ہیں جو عام طور پر مقرب بارگاہ سلطانی کی شناخت کا معیار سمجھی جاتی ہیں۔ مگر ایک شخص جو کہیں دور سے بادشاہ کی کسی بات کو سنکر یہ کہتا ہے کہ میں

بادشاہ کی بات سنی اس کے الفاظ ببری گنبد کان مین گونجے کیا اسکو سزاوار ہے کہ وہ یہ دعوے کرے کہ مین بادشاہ کا مقرب ہون وہ فخر نہین کرسکتا۔ اور اگر وہ ایسا دعوے کرے تو اسے ضرور خبطی اور بے سمجھ کہا جاویگا اور کوئی دانشمند اس کی اثبات پر بدون کسی ایسے امتیازی نشان کے جو ایک مقرب سلطانی کو ملتے ہین ہرگز ہرگز یقین نہ کرے گا۔ الغرض مین سمجھتا ہون کہ اس بات کا سمجھہ لینا مشکل نہین کہ تقرب کے لئے خواہ کسی سے ہو خاص نشان ہین اور وہ ایسے عام ہوتے ہین کہ مقرب الیہ کی طاقت اور قوت کے آثار اپنے مقرب مین جلوہ گر ہوتے ہین اور وہ سب ان کو شناخت کرسکتے ہین جو ایک فراست اور روشنی اپنے اندر رکھتے ہین۔

مین اس شبہ کو بھی ساتھ دور کردینا چاہتا ہون کہ یہ نشانات عام طور پر لئے ہین جنکو سب جانتے ہین بعض خاص نشان بھی اسکو دئے جاتے ہین جس سے عام لوگ کسی قسم کا اندازہ کرنے کی سمجھہ نہین رکھتے۔ اور بعض نادان جو اپنی اندرونی بیماریون کی وجہ سے غور و فکر کی قوتین کھو بیٹھتے ہین وہ ان نشانات کو دیکھکر بھی بہک جاتے ہین۔ غرض یہ ایک عام اصول ہے جو اس مادی نظام مین ہم دیکھتے ہین اور جس سے انکار نہین ہوسکتا اسی طرح پر اس کے ہمرنگ روحانی دنیا کا ایک نظام اور قانون ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین جو مینے پڑھی ہے بیان فرمایا ہے۔ آج ہم دیکھتے ہین کہ بہت سے مدعی موجود ہین جو تقرب الٰہی کا دعوے کرتے ہین۔ کوئی گدی نشین اور سجادہ نشین ہونے کا مدعی ہے۔ کوئی خلق اللہ کی مشکلکشائی اپنی مٹھی مین قرار دیتا ہے بلا خیال اس امر کے کہ تعظیم لامر اللہ کے مخالف ہے یا موافق۔ اسی طرح پر بہت سے دعویدار موجود ہین۔ پس کیا معیار ہے جس سے ان مدعیون کے دعاوی کی تحقیق اور کامل جانچ پڑتال ہو کر ایک صادق راستباز شناخت ہو؟ کیا یہ معاملہ کچھ ملتبس اور مشکوک ہے اور کیا خدا نے راستی اور صداقت کے طلبگارون کو ایک حیرانی مین ڈال رکھا ہے اور کوئی راہ امتیاز کا نہین رکھا؟ دنیا کے جسمانی اور مادی عالم مین ہر ایک چیز کی شناخت کے لئے مختلف معیار ہین سونے چاندی کی کسوٹیان موجود ہین۔ حساب کے پیمانے اور ناپ تول کے اوزان مقرر ہین پھر کیا روحانی عالم کے لئے جو انسان کی زندگی کا اصل مقصود اور محبوب ہے کوئی معیار نہین؟ نہین نہین ہے اور زبردست معیار موجود ہے جو انسان کو گھبراہٹ اور حیرت کی تاریکی سے نکال کر یقین اور صداقت کی روشنی مین لے آتا ہے۔

وہ عظیم الشان معیار اور کبھی خطا نہ کرنے والا محک جسپر **توریت** اور تمام **صحف انبیاء** نے مدار رکھا ہے اور جسکو آخر کامل و خاتم الکتب **کتاب** نے معیار قرار دیا ہے اور جو ثابت کرتا ہے کہ ایک راستباز کب خدا کیطرف سے مامور اور مؤید ہوتا ہے یہ ہے کہ الہام مین ایسی پیشگوئیان ہون جنمین اقتدار اور قاہری طاقت ہو۔ اور خدا کے وجود کو بتلا دینے والی اور کپکپا دینے والی قدرت ہو اور پھر اللہ جلشانہ ٹھیک اسی طرح جسطرح اس کے الفاظ کا منشا ہو جو پیشگوئی مین موجود ہے اسکو پورا کردے۔ بڑے بڑے عقلمند اور دانشمند زمانہ سچائی کے معیار مقرر کرنے مین ٹھوکرین کھاتے رہتے ہین۔

مینے یورپ کے بڑے بڑے فلاسفرون کی کتابین پڑھی ہین اور دیکھا ہے کہ اس امر نے انکو سخت حیران کیا ہے؟ بلکہ ایک تو راستی اور صداقت کے موجود ہونے سے ہی منکر ہو بیٹھا اور دنیا کی ہر بات کو خواہ وہ تجربہ صحیحہ سے بھی کیسی ہی ثابت شدہ صداقت کیون نہ ہو؟ ایک ظنی امر خیال کرتا ہے۔ مگر خدا کی روشن کتاب یہ معیار بتلاتی ہے اور بس یہی معیار ہے۔ تجربہ اور تاریخ شہادت دیتی ہے کہ ایک بے کس بے بس بے حشم کوئی مدد لشکر اور سامان اس کے ساتھ نہین اسی بیکسی کیحالت مین کہتا ہے کہ دیکھو مین مظفر و منصور ہونگا اور میرے دشمن کے شامل حال خذلان اور ناکامی ہوگی۔ خدا کا مقابلہ کرنے والا لایفلح ہوگا۔ یہ بات ایسی ہے کہ اسوقت ناعاقبت اندیش مخالفون کے نزدیک ایک معمولی بات تھی مگر آخر واقعات نے دکھلا دیا کہ کامیابی نے کس کی رکاب کو چوما۔ اور ذلت و ناکامی نے کس کو اپنی گود مین اٹھا لیا۔ یہ بات ایسی ثابت شدہ صداقت ہے کہ کوئی فلسفی اور عقل پرست اسکو رد نہین کرسکتا۔ احمقون نے بڑے بڑے اعتراضات معجزات پر کئے ہین اور اپنے خیال مین معجزہ کی ایسی تعریف کی ہے کہ اسپر اعتراض ہونا چاہئے۔ مینے جہانتک معجزات پر اعتراض کرنے والون کی رائے کی توزین کی ہے یہی معلوم ہوا ہے کہ ایک گدھا دوسرے گدھے کی پیروی کرتا رہا ہے۔ ان نادانون کو جو **اسلام** اور اس کے **کامل ھادی علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی عزت پر حرف لانے والے تھے خدا نے رد کردیا اور محروم کر کے اپنی معرفت اور نور کا کرشمہ کسی اور کے ذریعہ سے دکھایا جو اس **صدی کا مجدد** اور امت مرحومہ کے **مردونکا مسیح** اور گمراہ قوم کا **مہدی** ہے اس نے اس راز کو کھولا۔ کہ **قرآن کریم** نے جس معجزہ کا دعویٰ کیا ہے اور جو قیامت تک تازہ اور تیار رہیگا اور کوئی اسے رد نہین کرسکتا وہ ہی غالب اور مقتدر پیشگوئی کرنا اور پھر اس کا پورا ہونا۔ کیونکہ یہ تو ایک مسلم امر ہے کہ ایک محدود خیالات محدود قوت کا انسان جو آئے دن ضعف اور بیماریون کا عرضہ بنا ہوا ہے۔ پس ایسی ضعیف ہستی جو قدرت کے نشانہ کی نشانہ ہو رہی ہے ممکن نہین ایک ہیبت و جبروت

اصلاح — ہمارے الحکم نمبر ۳۰ جلد ۱۳ کے صفحہ ۱۱ کالم ۱ کی سطر ۱۹ کو یوں پڑھنا چاہیئے۔ ان لوگوں میں چونکہ انتظار اور امتحان آسمانی کا سلسلہ نہیں ہوتا اس لئے منافق اور مومن اور فاسق اور فاجر اور متقی اور صالح کی امتیاز اور تمیز کی کوئی سبیل نہیں۔

بھری ہوئی پیشگوئی کر سکے اور پھر اُسی طرح پوری بھی ہو۔

لہٰذا جبکہ صحیفوں اور کلام اللہ کی بنا پر خدا اسکے مقرب کا یہ نشان ہے کہ خدا ان سے کلام کرتا ہے اور اُس میں خدا کے اقتداری اور جبروتی پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ اور وہ نہیں ٹل سکتیں۔ زمین و آسمان ٹل جاویں مگر خدا کی باتیں پوری ہی ہوتی ہیں۔ یہ پیشگوئیاں بتلا رہی ہیں کہ وہ خدا سے ہے اور خدا میں ہو کر بولتا ہے لیکن ایک آدمی جو کہتا ہے کہ مجھے الہام ہوتا ہے اور میری دعا سے فلان صاحب کے گھر لڑکا ہو گیا اس کا کیا ثبوت ہے۔ ایسا ہر ایک شخص کہتا ہے اور یہ کہہ سکتا ہے میرے دوستو! جب تک اُس کے کلام میں خدایانہ پیشگوئی نہیں اور پھر وہ اپنے الفاظ کے منشا کے موافق پوری نہیں ہوتی اُس کی باتیں نری باتیں ہی باتیں ہیں۔ میں کسقدر خوشی سرور اور بصیرت سے سُناتا ہوں **انا لننصر رُسُلنا** یعنی ہم کو اپنی ذات کی قسم ہے ہماری خدائی یون ہی چلتی ہے ہاں ہماری الوہیت کا یہی اقتضا ہے کہ ہم اپنے رسولوں کی نصرت کرتے ہیں اور پھر یہ نصرت اُدھار نہیں اور وعدہ ہی کے رنگ میں نہیں بلکہ اسی دنیا میں دکھا دیتے ہیں کہ وہ سچے ہیں اور پھر اُن کے ساتھ والے سچے مومن اور متبع بھی اس نصرت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

اب یہ ایک معیار ہے جو خدا تعالےٰ نے خود اپنے صادقوں راستبازوں اور ماموروں کی حقیقت اور صداقت کی پرکھ کے لئے مقرر کیا ہے آج جو مدعی اس کا ہو بہتر اور مناسب یہی ہے کہ اُس کے دعوے کو اس کسوٹی پر پرکھ لیں۔ کچھ ضرور نہیں کہ لفظی بحثوں اور فضول جھگڑوں میں پڑیں۔ خدا کا مقرر کردہ معیار موجود ہے اسپر آزماؤ حضرت اقدس جناب **مسیح موعود** کے متعلق اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا ثبوت ہے کہ میں کہتا ہوں **انا لننصر رُسُلنا** خدا کا فرمودہ ہے اگر اُس کی تائید اور نصرت اُسی نہج اور طریق سے ہوتی ہے جسطرح ماموران اللہ نصرت پاتے ہیں تو پھر ماننے میں کیا عذر! میں تو دعوے کے ساتھ اور نری لاف وگزاف کے طور پر نہیں ایک لمبے تجربہ کے بعد سالہا سال اُنکے پاس بیٹھکر اور دیکھکر اب بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ خدا کی روح پاک کی باتیں اُس کے مُنہ سے نکلتی ہیں۔ وقت سے پہلے ہر ایک قسم کا معجزہ اُسے گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔ یہ ناتوان کمزور اور بیمار ہستی جو دنیا میں کوئی جتھا اور برادری نہیں رکھتی کوئی طاقت اور قوت اُسے حاصل نہیں پھر وہ کس زور اور جرأت کے ساتھ کہتا ہے

انا الفتاح افتح لک فتحا مبینا

یہ الفاظ اُس کے مُنہ سے نکلتے ہیں۔ میں نے یہ الفاظ لاہور کے عظیم الشان مجمع میں جو بابو میران بخش کی کوٹھی پر ہوا تھا اُس وقت سُنے تھے جب کہ مولوی **محمد حسین** پاس کی ایک مسجد کی شکستہ اور منہدم دیوار پر چلّا چلّا کر کہتا تھا کہ یہ جھوٹا ہے بیشک ایک مادی آدمی کو جس کی نگاہ میں دھندلا پن ہے اور جو دور تک پہونچ نہیں سکتی ایسا ہی کہنا چاہیئے اسوقت تکفیر کا زور تھا۔ کوئی جماعت ساتھ نہ تھی۔ کسی قسم کی نصرت کا نشان نہ تھا۔ ایک پودہ تھا کہ جس کا ڈھنڈل تک بھی نہ نکلا تھا اُس وقت یہ عجز و بیکسی کی تصویر پکار پکار کر کئی ہزار آدمی کے مجمع میں کہہ رہی تھی کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ **میں جیت جاؤں گا تم گواہ رہو** اور مجھے اُس نے کہا ہے

کہ تیری دشمن ٹھوڑیوں کے بل گریں گے اور کہیں گے کہ اے خدا کے مسیح ہمارے لئے خدا سے استغفار کر ہمنے نہیں پہچانا

سات برس پیچھے نکل جاؤ اور آج دیکھو کہ خدا کی کیسی نصرتیں شامل حال ہوئی ہیں اب وہی پودہ ایک بڑ کا درخت ہے اور اس کو کوئی ہلا نہیں سکتا۔ اور ابدًا ابدًا نہیں ہلا سکتا۔ واقعات نے بتلا دیا ہے کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے اور اس کا بانی خدا سے ہے۔ کس طرح خدا نے دکھایا کہ وہ اپنے ماموروں کی کیسی نصرتیں کرتا ہے۔ نادان مخالفوں نے کیا کیا منصوبے کئے قتل کی دھمکیاں دیں۔ اقدام قتل کے مقدمہ میں پھنسانا چاہا۔ سرکار دربار میں چغلیاں کھائیں مگر خدا نے نصرت کی **وکو خیر الناصرین**

میرے دوستو! اب کیا چاہتے ہو خدا کی نصرتوں کا وقت ہے **امام** کے ساتھ ہو لو۔ اُس کی اتباع میں وہ لذت پاؤ جو دائمی ہے۔ اپنے آپ کو اس قابل بنا لو کہ اللہ تعالےٰ ہمارا ناصر ہو۔

میں اس وقت **خطبہ** کی گھڑی میں جو قبولیت دعا کی گھڑی ہے اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے دعا کرتا ہوں اور اپنے **امام** کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ آمین کہے کیونکہ اُس کی آمین رد نہیں ہوتی۔ کہ خدا تعالےٰ ہمارا خاتمہ ایمان پر کرے ہر ایک قسم کی کجی اور زیغ سے بچاوے مجھ رات دن اس فکر نے گداز کر رکھا ہے ایسا نہ ہو کہ اس پاک سلسلہ سے کٹ جاؤں خدا تعالےٰ مجھے اور سب احباب کو محفوظ رکھے اور ہمارا پیوند اس شجرۂ طیبہ سے رہے اور ہر یک قسم کی برائی سے بچاوے اور تقویٰ اور خشیت الٰہی کی توفیق رفیق حال ہو

آمین

وھو ولی التوفیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ العلی العظیم و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

دوستو اک نظر خدا کیلئے

مسیح موعود کے جان نثار خادم۔ حضور

ممدوح ایدہ اللہ کے مقاصد سو وقت دینی ضرورتوں کے مہیا کرنیکی پیاس رکھنے والی قوم۔ پھر مین ناحق کا درد سر اٹھا کر قصہ کو لمبا کرون۔ زمانہ کے معروف چکنے چپڑے فقرے لکھون کیا حاصل۔ صاف اور سیدھی بات کہے دیتا ہون۔ کہ

مدرسہ تعلیم الاسلام

کو آپ کی ہمدردی کی سخت ضرورت ہے۔ ممکن ہے کہ اب تک بعض کو معلوم نہ ہو کہ مدرسہ کا خرچ کہانتک بڑھ گیا ہے اور یہی وجہ ان کی بے التفاتی کی ہو۔

سوسن لو۔ یکم اگست سے مدرسہ کا ماہوار خرچ ایک سو گیارہ روپیہ ماہوار ہو گیا ہے علاوہ ماسٹر شیر علی صاحب بی۔ اے۔ کے ایک لائق ٹرینڈ انڈر گریجوایٹ سکنڈ ماسٹر منگوایا گیا ہے ان سب پر بورڈنگ ہوس بنانے کے لئے روپیہ درکار ہے کیونکہ مدرسہ کی ترقی طلباء قطعاً اسی پر موقوف ہے دائمی چندہ دینےوالے مقدار رقم مین کچھ اضافہ کرین غافل ہوشیار ہو جائین اور خدا کے لئے مافات کی تلافی کرین اور مقدور والے اچھی یکمشت رقمون سے اعانت کر کے اجر لین والسلام۔

المشتہر

عبد الکریم سیالکوٹی منجانب سکرٹری مدرسہ تعلیم الاسلام

مقدمہ خارج

نہایت خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ گوڑگانوہ والے مقدمہ دیوانی اصغر حسین بنام حضرت اقدس خارج ہوا مفصل حالات پھر۔ اخبار عام اور ست دھرم پرچارک وغیرہ وغیرہ ہندو اخبارات جو قبل از مرگ واویلا شور مچاتے تھے اور طرح طرح کی لن ترانیاں ہانکتے تھے سوچین۔ اور اپنے رپارک پڑھکر کچھ شرم کرین کہ کرنی والے صاف بچ یا نہین

(ایڈیٹر)

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ

کا

ایک اور گرامی نامہ

مولوی عبد الجبار غزنوی ثم امرتسری کے نام

ذیل مین ہم اپنے محسن و مخدوم حضرت مولنا مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ ربہ کا ایک اور گرانقدر گرامی نامہ درج کرتے ہین جو مولوی **عبد الجبار** غزنوی ثم امرتسری کے نام آپ نے مسلمانون کی اس حالت پر رحم کھا کر درد دل سے لکھا تھا۔ جو آجکل روحانی طور پر خصوصاً بگڑ رہی ہے۔ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ یہ بتلایا جاوے کہ یہ خط کیون لکھا گیا اور اس کا کیا نتیجہ ہوا۔

ہمارے ناظرین سے یہ امر اب پوشیدہ نہین رہا۔ کہ لاہور مین منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ نے کچھ دنون سے الہامی رنگ مین حضرت اقدس کی مخالفت کا اظہار کیا ہے۔ اور اپنے دو چار پرانے رفقا کی دوست نوازی کی بنا پر کچھ ہاتھہ پیر نکالے ہین چونکہ اس سے ایک عظیم الشان اور خطرناک حربہ اسلام پر ہوتا ہے کہ جب کہ ایک ہی مقدس ذات سے الہامات کا سلسلہ جاری ہے پھر کیا وجہ ہے کہ متضاد الہام ہون؟ ایک کو **اول المومنین** اور **مسیح موعود** ہونے کا الہام ہو اور دوسرے کو اس کے خلاف۔ اس لئے حضرت اقدس نے عامۃ المسلمین کی ہی خواہی کے لئے چاہا۔ کہ ان مخالف الہامون کو جمع کر کے توجہ کیجاوے تاکہ اللہ تعالےٰ کوئی فیصلہ اور یقین کی راہ نکالدے۔ اس پر ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا نے غزنوی گروہ کے امام کے نام ذیل کا خط لکھا تاکہ ان کے پاس جو الہام حضرت اقدس کے خلاف موجود ہون وہ لکھکر بھیجدین۔ ان خطوط سے جو مختلف اوقات مین کبھی حافظ محمد یوسف کبھی منشی الٰہی بخش کبھی مولوی عبد الجبار وغیرہ کے نام لکھے گئے کوئی غرض اور غائت بجز اس کے نہ تھی کہ تا مسلمانون پر رحم کر کے انکو اس ٹھوکر سے بچایا جاتا اور اس صدمہ سے محفوظ رکھا جاتا جو ان کو اس ابتلا سے پہنچ سکتا تھا۔ مگر افسوس اور صد افسوس کہ ان لوگون کو رحم نہ آیا اور حوصلہ نہ پڑا۔ کہ ان الہامات کو شائع کرتے یا ان کی ایک نقل ہی جیسا کہ مانگی گئی تھی دیتے۔ مولانا صاحب کے اس خط پر یہی جواب دیا گیا کہ ہمارے پاس کوئی نقل نہین۔ اور بجائے اسکے کہ مولانا صاحب کی اس درد دل کی جو انکو مسلمانون کی ایسی حالت پر ہمیشہ پہنچتا ہے کچھ قدر کی جاتی اور ان کے سچے اخلاص سے فائدہ اٹھایا جاتا یہ مشہور کیا گیا کہ حضرت مولانا صاحب نے معاذ اللہ حضرت اقدس سے قطع تعلق کر لیا ہے غرض جھوٹی اور ناپاک افواہین اڑائی گئین جنکی تردید الحکم کے ذریعہ ہم خود اور حضرت مولانا کے خطوط سے کر چکے ہین اور اس خط کے اندراج کا وعدہ بھی کیا تھا علاوہ اس کے ملہم پارٹی کے نام خطوط کے سلسلہ مین سے یہ ایک خط ہے اس لئے اس کو درج کرنا ضروری سمجھا۔

امید ہے کہ ہمارے ناظرین اور عام پڑھنے والون کے لئے فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ ایڈیٹر۔

اور وہ گرامی نامہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم خاتم الانبیاء والہ مع التسلیم۔

من نور الدین الی الفاضل عبد الجبار

اما بعد۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

فقیر خاکسار نے آپ کی کتاب تلبیس ابلیس بھیجدی ہے ان شاء اللہ تعالٰی پہنچی ہوگی اس وقت اپنا رضاعی برادر حافظ محی الدین ایک دینی غرض کے لئے روانہ کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ ان الدنیا قد فسدت بلادھا عامرۃ وھی خراب الا من کان اللہ و فی عون اللہ فلہ الفوز وحسن ماب

جناب من۔ ایک دردمند دل جسکو الٰہی رضامندی مقصود ہے وہ بھی بعض وقت اپنی بعض غفلتون اور نادانیون سے ابتلا مین پھنسکر ہلاکت تک پہنچ سکتا ہے۔ ولا عصمۃ الا لمن عصمہ اللہ اس واسطے مجھے ایمان بین الخوف والرجاء ملجاوے تو اُمید واثق ہے کہ میرا انجام اچھا ہو ہان مین جہان تک اپنے آپ کو دیکھتا ہون میرے لئے ایک بات بحمد اللہ موجود ہے کہ مین الٰہی رضا کا طالب اور اُس کا اُمیدوار ہون اور غضب الٰہی سے خائف اور خائف فی اللیل والنہار ہون مینے بابن اعتقاد اوّل کتاب اللہ اور پھر سنت رسول اللہ کو ایام فتن مین اپنے دائین بائین ہمیشہ رکھا ہے اور آئمۃ الاسلام آئمہ اربعہ فقہا اور آئمۃ الفقہ والحدیث بل آئمۃ اہل التصوف کی محبت کو بھی بحمد اللہ لحہ کے لئے نہین چھوڑا اگر آپ سوچو تو عبد الواحد کو اپنی لڑکی امامہ رحمہا اللہ کا نکاح تمھارے والد ماجد کی محبت کا ہی ثمرہ تھا ابتدا سے میرے کانون مین شیخ الاسلام الشیخ ابن تیمیہ و تلمیذ الشیخ ابن قیم کی مذمت پہنچی مگر میرا دل اُنکی محبت سے پُر ہے مین موافق اور مخالف کی باتین سُن لیتا ہون مگر مجھے بحمد اللہ۔ اللہ تعالٰی کی کتاب قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی محبت مین ترقی ہوتی ہے مینے دنیا کے بڑے بڑے تعلقات اور آمدنی کو جو بظاہر مفید عام ہوتی ہے اور راحت رسان ترک کرکے قادیان کی اقامت چند ایسے ہی امور پر نظر کرکے اختیار کرلی ہے۔

میری عمر کا بڑا حصہ گذر گیا ہے اور کم باقی معلوم ہوتا ہے قسم قسم کے امراض آئے دن لاحق ہوتے ہین اس لئے مین کونسی دنیوی امید پر رسول کریم کو ناراض کرنے کی جرأت کرسکتا ہون۔

مینے بتجربۃ الہامات الصحیحین

مرزا غلام احمد قادیانی

کو صادق یقین کیا ہے اور ہر طرح کامل ارادہ اور استقلال سے اُسکا ساتھ دیا ہے۔ دنیا کے لعن وطعن کی پروا کی وھذا امر ظاھر اجد الاخفاء فیہ

آفتاب آمد دلیل آفتاب

لاکن آجکل ایک عظیم الشان امر پیش آگیا ہے جس مین آپ سے اعانت چاہتا ہون واعتقد ان المعین ھو اللہ یارب ایاک نعبد وایاک نستعین اور مجھے یقین ہے کہ آپ کی اعانت بمصداق ما کان العبد فی عون اخیہ المسلم کان اللہ فی عونہ باعث برکات ہوگی اور وہ امر عظیم یہ ہے۔

کہ مجھے میان الٰہی بخش اکونٹنٹ اور عبد الحق الغزنوی اور مولوی محی الدین لکھو کے والے اور آپ کے جدّ ادکی نسبت بھی کامل یقین ہے کہ ہر ایک ان مین سے مفتری علی اللہ نہین اور ہرگز نہین اور مینے پختہ طور پر سُنا ہے کہ ان لوگون کو مرزا جی کے خلاف الہامات ہوئے ہین پس مین چاہتا ہون کہ ان مخالف الہامات کو سنون۔ آپ سعی فرمادین کہ ایک مجموعہ ایسے الہامات کا جو مرزا جی کے خلاف ہون جمع کرلون پھر اُسپر کامل توجہ اور غور سے کام لون آپ ضرور کوشش سے کام لین۔ یہین ہر طرح انشاء اللہ فائدہ ہے ضرر کا واہمہ نہین وما رئیت منی خبثا فقط۔

والحمد للہ رب العٰلمین

بیک کرشمہ دو کار

"تقریر حضرت اقدس"

جو جلسہ دھرم مہوتسو کی تقریب پر لاہور مین پڑھی گئی تھی۔ اسلام کی حقیقت سے اگر واقفیت پیدا کرنا چاہو تو اسے ضرور پڑھو یہ تقریر چھوٹی تقطیع پر جداگانہ چھپی ہے اور اس کی قیمت ۸/ ہے مگر ہمارے ایک مخلص دوست اس خیال سے کہ اس کی اشاعت ہو اور بندگان خدا کو روحانی فائدہ پہنچے اُن لوگون مین جو بالکل خریدنے کی استطاعت نہین رکھتے مفت تقسیم کرنا چاہتے ہین انھون نے یہ بھی مناسب سمجھا ہے کہ اس تقریر کی فروخت سے جو کچھ وصول ہو وہ حضرت اقدس کے مشن مین دیا جاوے۔ اس لئے وہ اشتہار دیتے ہین کہ اس تقریر کی قیمت وہ (۸/) سے لے کر (۸/) تک تجویز کرتے ہین۔ پس جو صاحب اس تقریر کو لینا چاہین وہ (۸/) یا ۸/ کے ٹکٹ مع آدہ انہ کے ٹکٹ برائے محصول مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجدین۔ ہم امید کرتے ہین کہ حضرت اقدس کی اس بے نظیر تقریر کے شائق اس موقع کو ہاتھ سے نہ دین گے اور فوراً درخواستین بھیجکر منگوالین گے۔ پتہ یہ ہے میان عبد العزیز انبالوی معرفت چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ۔

ضروری اطلاع

اکثر احباب نے شکایت کی ہے کہ انکو اخبار کے دو نمبر اکٹھے پہونچے ہمکو اس سے پیشتر بار بار لکھنا پڑا ہے کہ ایک گاؤن مین جسقدر مشکلات مطبع کے متعلق ہوسکتی ہین وہ علی العموم کوئی نہ کوئی رکاوٹ ڈال کر حارج ہوجاتی ہین یہ نہین کہ ہم اُن کے دور کرنے کی کوشش نہین کرتے حتی الوسع سعی کی جاتی ہے مگر اللہ تعالٰی جب چاہیگا اُن کو آسان کردیگا۔

انھین رکاوٹون نے ۲۴ اور ۳۱ اگست کے الحکم مین غیر متوقعہ دیر کرادی ہے جسکو ہمارے یہان کے احباب خوب جانتے ہین اس لئے ایسی مجبوریون پر ہمکو معذور سمجھا جاوے۔ (ایڈیٹر)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرہم عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حواریین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہی جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنے کیلئے نہایت نافع ہی

یہ وہ مرہم ہے جو واقع صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یعنی اُن کے **صلیبی زخموں** کے واسطے بنائی گئی تھی جب کہ حضرت مسیح صلیب کے بعد حواریوں کو ملے اور اپنے وہ زخم اُن کو دکھلائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپ کے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کے کیل ٹھونکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے اُن چوٹوں اور زخموں کے لئے یہ مرہم طیار ہوئی۔

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کے صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالےٰ نے آپ کو شفا بخشی

اور اس مرہم کا اس تواتر سے **طبی کتابوں میں** ذکر ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا **عیسائی ڈاکٹر** اور کیا **یہودی مجوسی طبیب** اور کیا **اطبار اسلام** سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حواریوں نے اس کو بنایا تھا ٭ چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ میں اس مرہم عیسیٰ کا ذکر مع وجہ تسمیہ درج ہی اور اس کے عجیب وغریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہی غرض اس مرہم کی تعریف میں اسیقدر لکھنا کافی ہی

کہ حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے حضرت مسیح کو اچھا کیا۔

یہ مرہم تمام قسم کی زخموں کیلئے نہایت پُر تاثیر دوا ہی

اس کے لگانے کے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل امراض کے لئے جسقدر مرہم اور مالش کے تیل آج کل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہی نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کرکے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہی

طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر کے گھاؤ - گلٹیاں - چوٹوں کے زخم - پھنسی - پھوڑے

گنج - خارش - طرح طرح کی جلدی بیماریاں - ہر قسم کے ناسور - پُرانے گندے زخم - تلّی کے ورم

بواسیر کے درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کان سے ریم کا بہنا - جانوروں کا کاٹ لینا

عورتوں کی خطرناک بیماریاں - سرطان رحم وغیرہ وغیرہ قیمت فی ڈبیہ ۱۲؍

کارخانہ مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین لاہور بھاٹی دروازہ سے طلب کرو

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۱۲ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم ۸ فی تولہ ہے - خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ - خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیری سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئے

المشتہر پروفیسر میاسنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اسنسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیری کا سرمہ جو سردار میاسنگہ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوائی بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھہ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ یا پرا اور اندکی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسیکو لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اسلئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیری کا سرمہ ضروری ہے
راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

۲ مین بڑی خوشی سے ممیری کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگہ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴۰ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین حوز دخدہ دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین انمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ خود ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی -
راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل

۳ مین نے ممیری کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے -
راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رای بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیری کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگہ اہلووالیہ نے طیار کیا ہے اپنی زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیری کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے -
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید مبشر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کی اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

الحکم

قادیان دار الامن و الامان ۳ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۷ھ مطابق ۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء

حضرت مولینا مولوی عبد الکریم صاحب کی پانچوین چھٹی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

امابعد برادران۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مین درد دل سے خدا کے لئے چند باتین سناتا ہون بڑی توجہ سے سنئے۔ کئی روز سے بعض اطراف سے ایسی آوازین میرے کان مین آرہی ہین کہ مین اپنے تئین گنہگار سمجھون گا اگر ان مفاسد کی اصلاح کے لئے مقدور بھر کوشش نہ کرون۔ جبدن سے تصویر کا اشتہار ہوا ہے بعض طبائع مین کورانہ تقلید کی وجہ سے شورش پیدا ہوئی ہے اور بعض نے غلبہ اضطراب اور ضعف قلب کی وجہ سے اس آڑ مین پناہ لینا چاہی ہے کہ گویا وہ مزید اطمینان کے لئے یا شرح صدر کے لئے اس پر نصوص یا دلائل چاہتے ہین۔ اگرچہ مین خدا تعالے کا شکر کرتا ہون کہ ایسے لوگون مین ہمارے احباب کی وہ پاک مخلص جماعت داخل نہین جنکی زبان پر بڑی صفائی سے یہ بات جاری رہتی ہے کہ **لو کشف الغطاء ما ازددت یقیناً** اور علم فضل فہم فراست اور رسم کے ارادون اور تمناؤن کے رہزن عزل ان کی راہون سے دور ہو چکے اور وہ بالکلیہ اپنے امام و مقتدا کے اتباع مین کھوئے جا چکے ہین۔ مگر بعض کمزور دل بھی حق رکھتے ہین کہ ان کی ہمدردی کی جاوے شاید کوئی کسی حق بات کے سننے سے راہ پر آجاوے۔

مین اس وقت موقعہ نہین دیکھتا کہ تصویر کی نسبت نقلی مباحث کی الجھیڑ مین پڑون۔ شاید اس کے لئے کسی اور وقت ضرورت اور موقعہ نکل آوے۔ مگر مین ایک عظیم الشان دلیل جس کے ذوق سے میرا سراپا مسرور ہے ایسی پاتا ہون کہ اس کے بعد ان کے لئے خصوصاً جو کسی طرح حضرت اقدس کو **امام زمان** اور **مؤید من اللہ** مان چکے ہین اور دوسرون کے لئے بھی اگر وہ طبع سلیم رکھتے ہون اس سے زیادہ صاف اور قوی دلیل نہین ہو سکتی۔ اور وہ کیا ہے خود حضرت **مؤید من اللہ مکلم اللہ مقرب اللہ** کا عمل۔ اور حضرت **حکم عدل** کا فعل۔ ایک جلدباز عجز کی عادت نہ رکھنے والا جھٹ بول اٹھے گا کہ ہم جس کورانہ تقلید سے لوگون کو چھڑانا چاہتے اور اس پر انہین ملامت کرتے ہین اپنی جگہ اپنی باتون کے لئے پھر اسی کی تعلیم دیتے ہین۔ ایسا نہین۔ تھوڑی فکر کرنے سے یہ عقیدہ کھل جاتا ہے۔ خدا تعالے کے کامل رسول **خاتم النبیین** نے (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے کامل العلم کے بتانے سے **مسیح موعود** کا نام **حکم** رکھا ہے۔ اگر وہ ایسی الجھنون کو جنہین قوم کے علماء و دانشمند مدتون سرگردان رہے اور کوئی مخرج نہ پاسکے اور بیسیون مختلف اقوال نقل کرنے پر سارے علم و فضل کا مدار رکھا اور کوئی قول فیصل لکھ نہ سکے ہان اگر وہ **حکم** ایسی الجھنون کو نہ سلجھاوے اور ایک بین و قطعی فیصلہ کی راہ نہ دکھاوے تو

اُس نے رسول کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کے رکھے ہوئے نام کی کیا عزت رکھی اور اُس کا سچا مصداق کیونکر ہوا۔ حَکَم کا لفظ بڑا عظیم الشان لفظ ہے اور حقیقت مین دانشمند کے لئے اس راہ مین ہر مشکل کے حل کرنے کی کلید ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ اختلاف اور تنازعین کیا ہوسکتی ہین جنکے لئے ضرور تھا کہ ایک حکم آتا۔ مادی اور ارضی تنازعین اور اختلاف تو مقصود مین ہی نہین اور نہ کوئی اسبات کا قائل ہوا ہے۔ توپھر دینی اور ایمانی اختلاف ہی ہوے۔ مگر پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتب مدونہ احادیث کے موجود ہوتے اور علما سلف کی مجلدات فتاوے کے موجود ہوتے پھر اختلاف کیا اور حکم کیا۔ مگر یہ واقعہ ہے اور وقوع ہی اس کا شاہد عدل ہے کہ باوجود ان سب سامانون کے اختلاف بھی ہے اور نزاع بھی ہے اور معًا یہ واقعہ حقہ بھی دوپہر کے آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ نبی اللہ خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) قطعی اور یقینی خبر دیچکے ہین کہ مسیح موعود تم مین حکم عدل ہوکر آئے گا۔ اب اگر غور سے دیکھین تو سارے سوالون اور اعتراضون کا ہدف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدل والی خبر ٹھیرتی ہے۔ اور درحقیقت اگر کسی کی تیز طبیعت ایسے سوالات اور اعتراضات پیدا کرنے کی جرأت کرسکتی ہے تو اُس ناعاقبت اندیش کی کرسکتی ہے جس نے خدا کے کامل رسول (علیہ افضل الصلوات والتسلیمات) کے مُنہ کی باتون کا پاس کرنا اور ایسی شوخیون سے ہراس کرنا نہ سیکھا ہو۔ اب بات صاف ہے کہ مخبر صادق (علیہ السلام والصلوٰۃ) نے امت کے لئے ایک حکم عدل کی خبر دی ہے۔ اور اُس پیشگوئی کیوقت خدا تعالےٰ بھی جانتا تھا کہ قوم مین قرآن وحدیث توضرور ہی ہوگا باوجود پھر بھی اسنا کہ یہ خبر بھی دی اور ضرور دی اور تمام امت اسے تسلیم کرچکی ہے تو اب خدا کے لئے اسمین غور کرنی چاہیئے کہ وہ حکم بجز اس کے اور کیا کریگا کیا کرنا اس کا

فرض منصبی ہے کہ متخالف اور متعارض اقوال اور انبار اقوال مین سے ایک کی نسبت قطعی فیصلہ کردے کہ حق وصدق اسی مین دائر ہے اور یون امت مرحومہ کو صدیون کی سرگردانیون اور قیل یقال کے حیرت افزا گورکھ دھندے سے نجات دی۔ ہان یہ بات باقی رہجاتی ہے کہ اس حکم مین دوسرے علماء کی نسبت مزیت اور فضیلت کیا ہوسکتی ہے کہ اُسی کی بات کو مان لیا جاوے۔ اِس کا جواب بڑا صاف اور تسلی بخش یہ ہے کہ وہ اپنی تائید مین آسمانی نشان رکھتا ہے اور موید من اللہ ہونے کے بین ثبوت اُس کے ہاتھ مین ہین۔ اختلاف کی تہ برتہ تاریکیون سے نکلنے کے لئے بجز اس کے اور کوئی راہ ہو ہی نہین سکتی اور فطرت انسانی اضطرارًا اس امر کی مقتضی ہے کہ انسان تمدنی عالم مین ایک ایسا مدار علیہ اور مشار الیہ انسان کامل ہو جو براہ راست راستی کے سرچشمہ ذات باری تعالےٰ سے واسطہ وتعلق رکھتا ہو اس لئے کہ قانون قدرت نے ایسا چلایا نہین کہ ہر فرد کی رائے سچائی کی کھلی روشنی رکھتی اور خطا سے محفوظ ہو مگر ایک بین اور مبرہن اور معصوم رائے اور مستقیم راہ کا ہونا ضروری اور انسانی فطرت کا مقتضا ہے سو حکم موید منصور کا ہونا قانون قدرت کا مقتضی اور تمام شرائع حقہ کا مدعا ہے ہمارے ہادی کامل خاتم النبیین (صلے اللہ علیہ وسلم) کے من جانب اللہ ہونے اور آپ کی نظر کے دور بین ہونے اور آپ کے مشن کے مطابق قانون قدرت اور صحیفہ فطرت ہونیکا یہ بڑا ثبوت ہے کہ آپ نے اس حکم عدل کی پیشگوئی سے مقتضیات فطرت کے سارے پہلوون کو پورا کردیا ہے۔ نظام ظاہری مین ہم ایسے افراد دیکھتے ہین کہ اُن کی رائین اور فیصلے پولٹکس مین نسبتًا بڑی وقعت سے دیکھے جاتے اور لاکھون انسانون کی قسمتون کا مدار اُن ہی کی رایون اور فیصلون پر آٹھیرتا ہے

اُن کی اس مزیت اور ترجیح کے لئے قوم کے دانشمندون کے نزدیک کوئی معیار تو ہے اسی طرح روحانی نظام مین خدا کی مشیت نے اقتضا فرمایا ہے کہ بعض افراد ایسے ہون جو انسانی عقول اور آراء کی گھمسان لڑائی کیوقت جبکہ انسانی تمدن کی تباہی کا وقت قریب آگیا ہو ایک فلاح اور فوز کی راہ طیار کردین اور طبائع وحدت ارادی سے بیچون وچرا اس راہ پر قدم مارنے لگ جائین اور بڑے بڑے انانیت کے پتلے اور کسی کے آگے سرنیچا نہ کرنے والے اور خودستائی پر اترانے والے بھی شرح صدر سے سرتسلیم خم کردین۔ ہان یہ امر غور طلب رہ جاتا ہے کہ ایک حکومت کا مدعی درحقیقت اس منصب کا حقدار اور موید من اللہ ہے بھی؟ یہ بات اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے ایک منکر یا مذبذب کے نزدیک دھندلی ہو مگر مومن کے نزدیک تو مسلّم اور صاف ہے چونکہ پیرایہ روئے سخن اپنی قوم کیطرف ہے اور اُن ہی کی قوت معرفت کی ترقی کے لئے مینے قلم اُٹھایا ہے اس لئے مین ایسی طرز تحریر کو اختیار نہ کرونگا جو منکرون کے مقابل اختیار کی جاتی ہے ہان اگر کوئی اس بحث کو دیکھنا چاہے تو کتاب ایام الصلح پڑھ لے۔ اُس مین حضرت مسیح موعود حکم عدل نے (ایدہ اللہ) بڑی عمدگی سے اس امر کا فیصلہ کیا ہے کہ کیون ایک منجانب اللہ شخص کا فیصلہ ہمعصر علماء کے مقابل ماننے کے قابل ہوتا ہے۔

غرض وہ لوگ جو ایک شخص کو حکم مان چکے ہین وہ خدا کے فضل اور توفیق سے اس ایمان کے ساتھ ہزارون حیران کرنے والی ظلمتون سے نکل چکے اور نجات کے بلند سطح پر قدم لگا چکے ہین۔ اُن کے ہاتھ مین قومی ترقی کی کلید آچکی ہے جسکی تلاش مین آج ساری قومین قابل رحم سرگردانیان کھینچ رہی ہین اور سیکڑون تدبیرین سوچتے اور زمینی منصوبون اور مادی عقلون سے کام لیکر نئی نئی راہین نکالتی ہین مگر چونکہ خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ کے خلاف چلتے ہین کوئی بات بنتی نہین۔ تم اب اُن لوگون کا فرض کیا ہے جو ایک امام تائید کو

اُس کے پورے معنی مین تسلیم کر چکے ہین یہی کہ اس کی ہر حرکت ہر سکون ہر قول ہر فعل غرض اُس کی ہر ادا کے ساتھ اُنھین کلی صلح اور پوری موافقت ہو جائے اور دل کے کسی گوشہ مین اُس کے کسی فیصلہ پر کوئی اعتراض اور نکتہ چینی باقی نہ رہے۔ اُس وقت ایک سرسبز زمانہ کے آنے کے آثار پیدا ہون گے اور وہ مبارک گھڑی نمودار ہوگی جس مین کوئی شخص فخر اور بجا فخر سے کہہ سکے گا **فاصبحتم بنعمتہ اخوانا** اسی ایمان کامل اور موافقت تامہ کی طرف اشارہ ہے حکیم کتاب کی اس آیتہ مین **فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما**۔ یعنی خلاصہ ان امور کا یہ ہے کہ مومن نہین ہو سکتے ہان تیرے رب کی قسم (اس مین اشارہ ہے کہ خدا نے اپنی مشیت اور ارادہ سے تیری خاص تربیت کی ہے اور تیری فطرت ہی اس قسم کی بنائی ہے کہ تو حکم عدل ہو اور تیرا فیصلہ حق و صدق اور فلاح کی راہ ہو اور دوسرے لوگ فطرتاً ایسے بنائے گئے ہین کہ تیری طرف رجوع کرین اس لئے کہ ربوبیت الٰہیہ نے ایسا ہی چاہا ہے) مومن ہو نہین سکتے جب تک اپنے ہر قسم کے اختلافی امور مین تجھے حکم نہ بنائین پھر (یعنی یہی کافی نہین کہ بس حکم مان لیا اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ ہی رکھی) تیرے قطعی فیصلہ سے کوئی گھبراہٹ اور اٹک اُن کے دل مین پیدا نہ ہو (یاد رہے حرج ایک قسم کی خطرناک گھاس ہوتی ہے جس کو کھا جانے سے اونٹ کے پیٹ مین مہلک درد پیدا ہوتا اور اُس کا پیٹ پھول جاتا ہے اور اُس کی وہ حالت ہوتی ہے جسے ہم سوُل کہتے ہین۔ خدا کی بلاغت بھری کتاب مین جو اپنی زبان کے لحاظ سے بھی عظیم الشان معجزہ ہے اور جو عجیب مناسبت سے لغات کو استعمال کرتی ہے اس لفظ حرج کا لانا بتاتا ہے کہ خواہ نخواہ مُنہ سے مان لین اور چونکہ مرشد اور حکم مان چکے ہین اور گلو پڑا ڈھول بجانا ہے اس لئے جیسے تو اقرار کر دے مگر اندر کراہت اور ناراضگی سے پیٹ پھول جائے اور بالآخر انکار و ارتداد کی موت سے ہلاک ہو جائے) اور (یہان تک تو روحانی حالت اور مخفی ارادون کا بیان ہے اور آگے اظہار عمل ہے جس پر تمدن کا مدار ہے) اُس کے مقابل سر تسلیم پوری طرح جھکا کر اُس پر عمل در آمد کرین۔

غرض یہ آیت قرآن کریم کی بڑا عظیم الشان سبق اور قابل اخذ گر ہے اُن لوگون کے لئے جو قومی ترقی کے دلدادہ ہین اور کسی ہادی اور اصول کی تلاش مین سرگردان ہو رہے ہین۔ یاد رکھو کبھی کوئی قوم قوم نہین بن سکتی جبتک اس مین وحدت کی روح نفخ نہ ہو جائے اور وحدت پیدا ہو نہین سکتی جب تک گرد مین وحدت ارادی سے ایک روحانی لیڈر کے آگے جھک نہ جائین۔ خصوصاً ایسی قوم کا متحد اور متفق ہونا جیسے مسلمان ہین جو سیکڑون گروہ ہون اور مذہبون اور مشربون کا مجموعہ ہین اور پھر ایسی صورت مین کہ ہر گروہ اپنے اپنے طریق و مشرب کی نسبت سخت متعصب اور حامی ہے اور حریف کی تکفیر و تفسیق سے ذرا بھی ہراس نہین رکھتا۔ ان کی ترقی کے لئے وہی پہلا آسوہ ہے اور وہی زینہ ہے اور کوئی راہ نہین ہرگز نہین۔ غلط ہین اور راہین اور باطل ہین اور سب تدابیرین جو اُس پہلے پاک نمونہ پر نہین۔ اگر کسی نیچری نے ایک پہلو اور خدا کی نگاہ مین ذلیل ترین پہلو لیا ہے تو دوسرے ہزارون اور حیات ابدی کے پہلوؤن سے چشم پوشی کی ہے اور اس لئے اپنے عبرتناک انجام سے مادی دنیا اور پیروان مادہ کو کافی سبق دیا ہے کہ آخر دنیوی تدبیرون کا انجام ناکامی اور حسرت سے مرنا ہے۔ پہلا حال قوم کا اور پھر اُس اسوہ پر چلنے کے بعد کا کیا ہی عجیب طرح ان مختصر لفظون مین کتاب حکیم نے دکھایا ہے حقیقت مین حضرت ہادی اکمل **خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم)** سے پہلے کی حالت اور آپ کے وجود باجود کی ضرورت اور آپ کی دعوت تبلیغی کی پوری کامیابی کا نقشہ کھینچ دیا ہے اور وہ یہ ہے **واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا**۔ اب بھی مسلمانون کی وہی حالت ہے۔ مسجدون کی نمازیون سے بھر جانے اور مسلمان کہلانے والون کی تعداد کثیر کسی کو دھوکے مین نہ ڈالے اور اس ظاہری نظارہ سے کوئی ایسی بات کہنے کی جرات نہ کرے کہ مسلمان بہت ہین اُن کا کچھ بھی بگڑا نہین اور کسی مصلح کی کوئی ضرورت نہین وہ بات جس سے قوم قوم بنتی ہے اور قوم بننے کی جان ہے وہ کہان ہے۔ کوئی کسی رنگ مین ادا کرے اور کوئی کسی طرح اظہار کرے اس بات کا رونا اور جھینک تو سب کو ہے کہ قوم مین کچھ بھی نہین رہا۔ مین کہتا ہون اور حقیقت اور حق کی کہتا ہون اور بظاہر اُسی لہجہ مین کہتا ہون جس طرح اور اصلاح چاہنے والے کہتے ہین کہ قوم مین تقویٰ و طہارت اور خدا کی صفات پر ایمان بہت کم ہو گیا الا ماشاءاللہ اور خدا نے قوم بننے اور نصرت و تائید کرنے کا ایک ہی قاعدہ بتایا ہے اور وہ **تقویٰ** ہے اور یہ عظیم الشان بات نہین حاصل ہو سکتی جب تک ایک شخص کو جو خدا کے ہاتھ سے پاک کیا گیا اور **روح قدس** نے اُسے چھوا ہے امام اور نمونہ تسلیم نہ کیا جاوے۔ خدا کا شکر ہے کہ قوم کی اصلاح کے دن آ گئے ہین اور وہ شخص آ گیا ہے جس کا علم و عمل قومی اجتماع کی روح و روان ہے کاش دردمند دل والے غور کرین اور کسی کی تلاش کی گدگدی دل مین محسوس کرنے والے اُٹھین اور ڈھونڈین مین مبارک دیتا ہون اُن سعیدون کو جنھی

روحین امام زمان مصلح دوران کی محبت ہاں مخمر کی گئی ہین اور ان کو بھی جنھین اس راستی کی کچھ بھی پہچان ملی ہے۔ مگر مین بار بار یہی کہونگا کہ شرط استقامت یہی ہے اور خدا کی خوشنودی اسی مین ہے کہ ایمان مین اپنے تئین قرآن کریم کی اُس آیۃ کے مصداق بنائین اور اس کی سب باتون کو روح اور راستی سے قبول کرین اور اس علم حق کے مقابل اپنے علم خشک کی پگڑیان اتار دین۔ جیسے ایک شخص کے مُنہ سے سنا اور مین خیال کرسکتا ہون کہ اور بھی اس کے مثیل ہونگے وہ کہہ رہے تھے کہ ہماری تحقیقات حضرت اقدس کی تحقیقات سے بعض امور مین الگ ہے اور ہم اُنھین امور مین اُن کی اتباع کے لئے مکلف ہین جن کی نسبت وہ دعویٰ کرین کہ الہام الٰہی سے لکھے گئے ہین۔ مین ایسے دل کا آدمی ہون کہ میری روح ایسی تفریق و تقسیم سے ان امور مین کوسون بھاگتی ہے۔ میری روح جس اتباع سے لذت اُٹھاتی ہے وہ حضرت ابن عمر کا سا اتباع ہے جو اُنھون نے اُس ٹھوکر تک کی پیروی کو بھی نہ چھوڑا۔ علاوہ بران وہ محل جس مین یہ تفریق و تقسیم صورت پکڑتی ہے غور کے قابل ہے۔ خدا نے انسان کے جوف مین دو قلب پیدا نہین کئے ایک دل مین اپنی علمیت و تعلّی پر بھی ناز اور انکار ہو اور ایک اور شاہد ہمہ حسن کا دلدادہ اور اسمین بکلی فنا شدہ بھی ہو یہ دو ضدین ہین جو جمع نہین ہوسکتین یا کم سے کم میرے جیسا دل اسے سمجھ نہین سکتا۔ میرا خیال ہے کہ ایک شخص کی نسبت باوجود تسلیم کرنے اس کی بہت سی خوبیون کے اس کی ذرا سی کمزوری کا دھیان دل مین رکھو یا اپنے دل کو اس سے کسی ایک بات مین اختلاف کرنے کی حیثیت دو تو وہ خفیف سا نقطہ پھیلتے پھیلتے آخر سارے دل پر برص کے مرض کی طرح محیط ہو جائے گا و نعوذ باللہ منہا۔ مین ان امور مین خود صاحب تجربہ ہون مین ۹۳ء تک بہت سے امور مین حضرت امام زمان سے اختلاف کرتا اور اکثر بیٹھتا تھا اور اسے طبیعت کی آزادی اور دلیری اور قوت تحقیق پر محمول کرتا تھا اور حقیقت مین وجہ یہ تھی کہ اس سے قبل مجھے حضرت کی خدمت مین اکثر دوستون کی طرح بہت کم بیٹھنا ملا تھا اور نہ مجھے ان علوم حقہ پر اطلاع تھی جو خدا نے اپنے برگزیدہ کو عطا فرمائے تھے۔ مگر اس کے بعد جو توفیق الٰہی نے مجھے مہینون اور سالون حضور اقدس کے آستانہ کی ملازمت کا شرف بخشا اور میرا سینہ ان انوار و علوم حقہ سے بھرا جو صرف آسمان ہی سے اُترتے اور کسی چترائی اور زبان درازی اور مادی تجویزون سے مل نہین سکتے تو اب میرا یہ حال ہے کہ مین بحمد اللہ اطمینان قلب اور شرح صدر سے آپ کی ہر ادا سے اپنے دل کو پورا مصلح اور موافق پاتا ہون اور مین پوری بصیرت سے صاف صاف یہ بات کہتا ہون کہ کبھی فتنہ اور ٹھوکر سے مطمئن نہ بیٹھے وہ شخص جسے یہ رتبہ اور توفیق نہین ملی اگرچہ با این ہمہ ہر نماز مین کئی دفعہ اس آیۃ کو پڑھتا ہون ربنا لا تزغ

قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنك رحمة انك انت الوھّاب ٥

مین نے بہت دفعہ اپنے آپ مین سوچا ہے اور آخر میرے دل نے مجھ یقین دلایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو مان کر مجھے وہ لذت ملی ہے جو ایک واقعی اور لابدی شے کے حصول سے حاجت مند انسان کو ملتی ہے۔ اس لئے کہ میرا یقین ہے کہ جیسے ضروریات بقاے نوع مثلاً غذا ہوا روشنی پانی وغیرہا انسان کے لئے ضروری ہین اور ان کے عدم و وجود دونون صورتون مین انسان ایک کھلا فرق پاتا ہے ایسا ہی ایمان بھی بقاے روح اور اطمینان روح اور سکینت روح کے لئے ضروری شے ہے اور ایک سلیم اور زندہ روح کو اس کے عدم و وجود مین فرق محسوس ہونا چاہیے۔ یا بلفظ دیگر مین کہہ سکتا ہون کہ مقتدا ایک تکیہ گاہ اور سہارا ہے اور ہر شخص اگر کوئی سہارا اور اُمید گاہ اور حاجت پوری کرنے والا شفیق رکھتا ہے تو وہ اُس سہارے اور اُمید کی لذت کو محسوس کرسکتا ہے مین پڑھنے اور لکھنے بسا اوقات تھک جاتا ہون اور میری کمر مین ایک کوفت سی محسوس ہونے لگتی ہے تو پیٹھ کو کرسی کا سہارا دلاتا ہون اور یون ایک آدہ منٹ مین کوفت رفع ہو جاتی ہے۔ مین کہتا ہون کہ جس طرح پیٹھ نے سہارے کو واقعی محسوس کیا اور حقیقۃً آرام پایا کیا اسی طرح ہماری روحین محسوس کرتی ہین کہ ہماری دل اور لذیذ اعتقاد کی تکیہ گاہ **امام زمان** ہے اور اس سہارے کو محسوس کرکے واقعی طمانیت اور سکینت انھین حاصل ہوگئی ہے۔ اگر یہ ہے تو مبارک ورنہ ایمان کی اور زندہ ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ مردہ ایمان اور مذبذب ایمان اور ظلمتون کے تحت الثریٰ مین گرا ہوا ایمان کیا نفع پہنچا سکتا ہے۔ بالفعل اس بارہ مین اتنے پر اکتفا کرتا ہون خدا کرے کہ میرے سب دوست لذیذ ایمان سے بہرہ مند ہون اور ہم سب کو حضرت **امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام** کے اتباع کی پوری توفیق ملے۔

ایک اور عجیب بات بھائیون کو سناتا ہون جو اگرچہ ایک معنی مین پرانی ہے مگر لذت مین نئی اور ایمان کے بڑھانے مین بالکل نئی ہے چند روز ہوئے بریلی سے ایک شخص نے حضرت کی خدمت مین لکھا کیا آپ وہی مسیح موعود ہین جسکی نسبت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے احادیث مین خبر دی ہے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر آپ اس کا جواب لکھین۔ جیسے معمولاً رسالہ تریاق القلوب سے دو ایک ایسے فقرے جو اس کا کافی جواب ہو سکتے تھے لکھدئے۔ وہ شخص اس پر قانع نہوا اور پھر مجھے مخاطب کرکے لکھا کہ مین چاہتا ہون کہ حضرت مرزا صاحب خود اپنے قلم سے قسمیہ لکھین

کہ آیا وہ وہی **مسیح موعود** ہیں جن کا ذکر احادیث اور قرآن شریف میں ہے

میں نے شام کی نماز کے بعد دوات قلم اور کاغذ حضرت کے آگے رکھدیا اور عرض کیا کہ ایک شخص ایسا لکھتا ہے حضرت نے فوراً کاغذ ہاتھ میں لیا اور یہ چند سطریں لکھدیں۔

"میں پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں اُس خدا تعالیٰ کی قسم کھاکر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ **میں وہی مسیح موعود ہوں** جس کی خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن احادیث صحیحہ میں دی ہے جو **صحیح بخاری** اور **صحیح مسلم** اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔"

وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا

الراقم مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ وایدہ۔ ۱۷ر اگست ۹۹ء

اس ذکر سے میری دو غرضیں ہیں ایک یہ کہ اپنی جماعت کا ایمان بڑھے اور اُنھیں وہی ذوق اور سرور حاصل ہو جو یہاں کے خوش قسمت حاضرین کو اس گھڑی حاصل ہوا اور اُنھوں نے سچے دل سے اعتراف کیا کہ اُن کو نیا ایمان ملا ہے اور دوسرے یہ کہ منکرین اور بدظن اس علی بصیرۃ قسم میں ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچیں کہ متعمد کذاب اور مفتری مختلق کی یہ شان اور اُسے یہ جرأت ہوسکتی ہے کہ ذو الجلال خدا کی ایسی اور اسطرح اور ایسے مجمع میں قسم کھائے۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! بڑا بدکار اور بڑا ہی نابہنجار ہے وہ جو خدا پر افترا کرتا اور جلد نحث جانے کے لائق ہے وہ ظالم جو اپنے دل سے باتیں بناتا اور خدا کی طرف انھیں منسوب کرتا ہے اور سخت ہی ظالم اور سیہ کار ہے وہ بھی جو حق بین کی تکذیب کرتا ہے اور نشانات دیکھکر اور کئی مرتبہ تصدیق کر کر اور علی رؤس الاشہاد شہادت دیکر اور ایک وقت کے لئے اس حق کی خاطر ملامتوں کا نشانہ بن کر پھر نفس شریر کے کہنے سے اُس کا انکار کرتا آپ ہلاک ہوتا اور دوسروں کو نار سعیر کی راہ دکھاتا ہے۔

برادران اس اقرار سے اور اس سوال سے وہ سنت پوری ہوئی جو ایک شخص نے ہادی کامل (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی ایسی ہی قسم دیکر پوچھا تھا کہ آپ رسول اللہ ہیں الخ۔ میرا تو دل کانپ اُٹھتا ہے جب میں تصور کرتا ہوں کہ ایسے قلوب بھی ہیں جو اس کپکپا دینے والے اظہار پر بھی التفات نہیں کرتے اور کاذب کاذب کہے جاتے ہیں۔

میں سچے یقین سے پکار کر کہتا ہوں اور ایک عالم کو اس پر گواہ کرتا ہوں کہ ایک کاذب مفتری کی یہ شان ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتی۔ اے مسلمانوں کی اولاد۔ اے وہ لوگو جن کے پاس خدا کی سنتوں کا علم آگیا ہے اور جو خدا تعالیٰ کے فرستادوں کے لب ولہجہ سے آشنا ہوچکے ہیں اسی غور سے پڑھو اور خدا سے ڈرو اور قبل اس کے کہ خدا کی گرفت کا دن آجاوے اور نامہ اعمال سامنے رکھے جائیں تلافی مافات کرلو۔ اے تفرقہ پرداز الہام کے مدعی اگر تجھ میں واقعی جسارت ہے اور تو علی بصیرۃ بولتا ہے تو نقاب سے منہ باہر کر اور برقع پرے پھینک دے اور گھر کے آنگن سے پاؤں باہر نکال اور پست آواز اور چلمن کے پیچھے کی رنگ آرائی چھوڑ اور مردانہ وار میدان میں نکل اور ایسا ہی اور ان لفظوں میں دعوے کر اور حضرت خلیفۃ اللہ الرحمٰن مسیح موعود اور مہدی مسعود کی علانیہ صاف لفظوں میں تکذیب کر پھر دیکھ خدا کس کی طرف ہوتا ہے

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

ان سب باتوں کے بعد میں نے ضروری سمجھا کہ بھائیوں کو اُن تازہ مبشر الہامات سے آگاہ کروں جو گذشتہ ہفتہ حضرت مکلم اللہ پر نازل ہوئے۔ ۲۷ر اگست ۹ بجے دن کے "خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھا دے اور تیرے نام کی خوب چمک آفاق میں دکھاوے۔" پھر ۲۷ر اگست چار بجے بعد دوپہر۔ "آسمان سے کئی تخت اُترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔" پھر ۲۹ر اگست کو خدا کا کلام یوں اُترا۔ "دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت ملائکہ نے تیری مدد کی۔" پھر ۳۰ر اگست کو خدا نے اپنے برگزیدہ کو یوں بشارت دی ہے "رحمت الٰہی کے چھلکے سامان۔"

اسی تاریخ کو رؤیا میں حضرت اقدس نے نبض پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اس سے ذلت کی آواز آتی ہے یا نصرت کی۔ تو نبض سے نصرت کی آواز آئی۔

اب یہ تو خدا کی باتیں اور اُس کے کلمات ہیں یا اقلاً یہ کہ ہم تحدی سے دعوے کرتے ہیں کہ یہ خدا کے مبشر وعدے ہیں اور یقیناً خداوند کریم ان کو اپنے اپنے وقت پر پورا کرے گا۔ سو اے مخالفو۔ لاہور میں ہو تو۔ اور امرتسر میں ہو تو۔ اور اے وہ جو ٹڈی کی طرح ادھر ادھر منتشر ہو اور کوئی خیر تمھارے ہاتھ سے سرزد نہیں ہوتی اور اے گدی نشین صوفیو اور فقیرو جہاں کہیں ہو اکیلے اکیلے اور مل کر دعائیں کرو اور ان مبشرات کی نظیر اپنے لئے تم بھی لاؤ۔ اچھا یاد رکھو ہرگز ہرگز نہ لاسکوگے کیونکہ اگر کوئی تم میں سے راستباز کے مقابل ایسی جرأت کریگا تو غیور خدا اُسے شرمندہ کرے گا اور اُن کے دعووں کے خلاف ظاہر کرکے اُسکو اسی عالم میں نیچا دکھائے گا اور نہیں تو اے حاسدو حضرت **امام زمان** کے ان مبشر **الہامات** کے خلاف تم وعیدی الہامات شائع کردو۔ کوئی تو مردی کا کام دکھاؤ۔

الٰہی اے رحمٰن رحیم خدا قوم کو فہم عطا کر کہ اپنی ذلیل حالت کو سمجھیں اور اُس وسیلہ کو شناخت کریں جو اس عالم میں ہر قسم کی خیر وبرکت کا ایک ہی وسیلہ ہے آمین۔

آپ کا عاجز دوست

عبد الکریم سیالکوٹی۔

اشتہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ اللہ العلی العظیم
ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دوستو اک نظر خدا کے لئے

مسیح موعود کے جان نثار خادم۔ حضور ممدوح ایدہ اللہ کے مقاصد سے واقف۔ دینی ضرورتوں کے مہیا کرنے کی پیاس رکھنے والی قوم۔ پھر مین ناحق کا دردسر اُٹھا کر قصہ کو لمبا کرون زمانہ کے معروف چکنے چپڑے فقرے لکھون کیا حاصل صاف اور سیدھی بات کہے دیتا ہون کہ

مدرسہ تعلیم الاسلام

کو آپ کی ہمدردی کی سخت ضرورت ہے۔ ممکن ہے کہ اب تک بعض کو معلوم نہو کہ مدرسہ کا خرچ کہانتک بڑھ گیا ہے اور یہی وجہ اُن کی بے التفاتی کی ہو۔ سو سُن لو۔ یکم اگست سے مدرسہ کا ماہوار خرچ ماللعہ ہوگیا ہے۔ علاوہ ماسٹر شیر علی صاحب بی اے کے ایک لائق ٹرینڈ انڈر گریجوایٹ سکنڈ ماسٹر منگوایا گیا ہے۔ ان سب پر بورڈنگ ہوس بنانے کے لئے روپیہ درکار ہے اس لئے کہ طلبا مدرسہ کی ترقی کی تعداد قطعاً اسی پر موقوف ہے

دائمی چندہ دینے والے مقرر رقم مین کچھ اضافہ کرین۔ غافل ہوشیار ہوجائین۔ اور خدا کے لئے آفات کی تلافی کرین اور مقدور والے اچھی یکمشت رقمون سے اعانت کرکے اجر لین۔ والسلام

المشتہر عبدالکریم سیالکوٹی

منجانب سکرٹری مدرسہ تعلیم الاسلام

تضمین جمالی

برغزل امام علیہ السلام

احمد مرسل کہ آمد صاحب خلق عظیم
ہم قسیم ست وجسیم ست ونسیم ست ووسیم
کس نیارد گفتنش کوہست حادث یاقدیم
شان احمد راکہ داند جز خداوند کریم
آنچنان از خود جدا شد کز میان افتاد میم

باہمہ مشغولی اشغال تعلیم و وداد
باہمہ مصروفی فیض و ہدیٰ ودین وداد
عاشق حق بود و درعشقش بجوش انقیاد
زان نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم

بارک اللہ جلوۂ حُسن تو اے روحی فداک
لوحش اللہ خوبی نور تو اے قلبی ہواک
میکشد دل را وجان را حسن روی تابناک
بوئے محبوب حقیقی می دمد زان روی پاک
ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم

گرچہ دارند ابلہان در اعتقادم قیل وقال
گرچہ نادانان بجز و بندند صدگونہ خیال
غافلان را گرچہ باشد گونہ گونہ احتمال
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد وضلال
چون دل احمد نمی بینم دگر عرش عظیم

اہل دنیا را طلب درنان وآب آمد بکار
اہل دین دارند بر زہد و ورع دار ومدار
ہردو از عشق محمد غافلند اے ہوشیار
منت ایزد را کہ من بر رغم اہل روزگار
صد بلا را میخرم از ذوق آن عین النعیم

گر دطعن طاعنان جان ودلم را چاک چاک
غاویان بامادیان دارند چون مہر وتپاک
گرچہ من ہستم بعشق احمدی اندوہناک
از عنایات خدا واز فضل آن داد ار پاک
دشمن فرعونیانم بہر عشق آن کلیم

نازنم الطاف خدارا کز رہ نام نشان
میبرم احسان خدارا کز کمال جسم وجان
برگزیدہ کرد ذاتش از ہمہ اہل جہان
آن مقام ورتبت خاصش کہ بر من شد عیان
گفتمی گردیدے طبعی درین راہ سلیم

من نمیخواہم کہ گنج ودولت و ملکم بود
من نمیخواہم کہ در دین عزت وجاہم شود
من ہمیخواہم ہمیخواہم زخلاق صمد
دررہ عشق محمد این سر وجانم رود
این تمنا این دعا این دردلم عزم صمیم

مخمس

حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہان پوری

مسلمانون کو کہتے کس لئے ناحق بُرا تم ہو
ڈرو اللہ سے کس خوئے بد مین مبتلا تم ہو
ابھی سے اس قدر کس واسطے ہم سے خفا تم ہو
سمجھ لو پہلے اتنا بر سرِ حق ہم ہین یا تم ہو
یون ہی تکفیر مین سرگرم کیون بیفائدہ تم ہو

خلائق سے نہین ہے شرم خالق سے تو شرماؤ
کرو تا مصطفیٰ کو ترک ہٹ دھرمی سے باز آؤ
کہین ایسا نہ ہو پل کر کف افسوس پچتاؤ
یہ کس پر کفر کا لکھتے ہو فتویٰ کچھ تو فرماؤ
یہ کس کے واسطے سوچو تو سرگرم جفا تم ہو

محبت جو کہ رکھتے ہین کلام پاک سبحان سے
تعشق ہے دلون کو جنکے شاہنشاہ ذیشان سے
رہا کرتے ہین فکر دین مین جو ہر وقت قرآن سے
فدا ہین جو رہ اسلام مین ہردم دل وجان سے
اُنھین کو ہائے بے ایمان کہتے بر ملا تم ہو

نہین ہوتے ہین لوگ آیات قرآن دیکھکر قائل
دلون سے آہ کیسا نور ایمان ہوگیا زائل
جہالت سے لبون پر رہتی ہے تقریر لاطائل
کلام حق سے روگردان بیان خلق پر مائل
تمھین انصاف سے کہدو کہ ایسے ہم ہین یا تم ہو

کہو تو کس سے سیکھا تم نے نیکون کو برا کہنا
کسی کو ناسزا کہنا کسی کو ناروا کہنا
بنا نا خوب ہٹ دھرمی کو تم نے واہ کیا کہنا
مگر اب مان لو اتنا مرا بہر خدا کہنا
اجی انصاف کی جانب بھی مائل اک ذرا تم ہو

جو شوق اتباع سید ابرار ہے تم کو
تو موت حضرت عیسی سے کیون انکار ہے تم کو
یہ کیون ہے اسقدر ضد کس لئے تکرار ہے تم کو
یہ کیسے امر حق کے ماننے مین عار ہے تم کو
ہم اہل حق ہین کہنے کو یہ کہتے بار ہا تم ہو

رسول حق سے جب کم ہین صفات حضرت عیسی
نہین افضل جب آنحضرت سے ذات حضرت عیسی
بھلا تسلیم ہو پھر کیون حیات حضرت عیسی
ہوئی قرآن سے ثابت وفات حضرت عیسی
کہو اب پیرو فرمان خالق ہم ہین یا تم ہو

نزول انکا جو تم سمجھے ہوئے ہو تمکو دھوکا ہے
یہ سوچو تو ہوا جو فوت وہ واپس بھی آیا ہے
احادیث نبی مین بھی یہی مرقوم سرجا ہے
کلام اللہ مین بھی فوت ہونا انکا لکھا ہے
نہ واقف ہوگے اس سے ایسے واقف بھی کیا تم ہو

جو آیا اس جہان مین اسکو لازم موت آنی ہے
یہ ثابت ہوگیا آناہی جانے کی نشانی ہے
نہین منکر کوئی ہر شخص نے یہ بات مانی ہے
مسلم ہو گیا یہ مسئلہ انسان فانی ہے
سمجھتے ہو نہ اس کو ناسمجھ ایسے بھی کیا تم ہو

کوئی کل ہو گیا رخصت کسی کی آج ہے باری
کسی کی آج ہے نوبت کسی کی کل ہے تیاری
غرض سب پر یون ہی ہو جائیگی ایکدن فنا طاری
سمجھ لینے مین پھر اسبات کے ہے کیون دشواری
خدا کے فضل سے جب صاحب ذہن رسا تم ہو

نہ اب جو لوگ ہٹ دھرمی سے باز آئین گے
کف افسوس مل مل کر بہت آنسو بہائین گے
جو ان کے منتظر ہین یاد رکھین منہ کی کھائین گے
کہان ہین حضرت عیسی جو اب تشریف لائین گے
عبث اس قصۂ باطل پہ کیون ایسے فدا تم ہو

یہی قول رسول اللہ بھی لکھا ہوا پایا
یہی قرآن مین خالق نے بھی ارشاد فرمایا
درست اس کا عقیدہ کب ہوا جو ہم سے شک لایا
ہوا جو فوت دنیا مین وہ پھر واپس نہین آیا
اسی تو مدتون سے دیکھتے صبح و مسا تم ہو

نہ ہون اس قصۂ باطل سے سون خشمگین کیونکر
یہ باتین مانکر کھودے کوئی ایمان و دین کیونکر
مسلمان ہین ہمین ہو ان فسانون سے یقین کیونکر
بھلا آئین گے عیسی بعد ختم المرسلین کیونکر
بتاؤ تو یہی اس وہم مین کیون مبتلا تم ہو

علاج درد پنہان و عیان ہین میرزا صاحب
شفا بخشندۂ آزار جان ہین میرزا صاحب
خدا کے مرسل باعز و شان ہین میرزا صاحب
امام الوقت مہدی زمان ہین میرزا صاحب
معاذ اللہ معاذ اللہ انھین کہتے برا تم ہو

بنایا ہے خدا نے انکو موردِ لطف بیحد کا
ہوا ہے بول بالا انکے باعث دین احمد کا
بڑا ہے مرتبہ نزد خدا ان کے سعید کا
یہی ہین وہ زمانہ منتظر تھا جنکی آمد کا
یہی ہین وہ یہی ہین اب بدل انپر فدا تم ہو

یہی ہین مدتون سے تکتے تھے سب راستہ جن کا
یہی ہین قبل بعثت بھی زمانہ تھا فدا جن کا
یہی ہین وہ ہوا کرتا تھا چرچا جابجا جن کا
یہی ہین ذکر فرماتے تھے شاہ دوسرا جن کا
یہی ہین وہ یہی ہین طالب عفو خطا تم ہو

حق آگاہ و امین و متقی و مرسل رحمان
شفیق و غمگسار و باعث تسکین غم ناکان
غلام احمد ختم الرسل شاہنشہ دین قادیان
امام الوقت و مہدی زمان و عیسی دوران
یہی ہین ہان یہی ہین شک ہے اب کیون مبتلا تم ہو

یہی ہین ہو رہے ہین جنسے اہل عالم مین سب عاجز
فصیحان عجم عاجز بلیغان عرب عاجز
کسی سے یہ زمانہ مین ہوئی کرتوت کب عاجز
مخالف ہوتے جاتے ہین انھین سے روز و شب عاجز
یہی ہین آج جنکا شور سنتے جابجا تم ہو

یہی ہین وہ لقب جنکا ہے مہدی کرم گستر
مصدق ہین انھین کے قول کے اقوال پیغمبر
کلام اللہ بھی کرتا ہے تائید ان کی سرتاسر
شہادت دیکھتے ہین مہر و مہ بھی انکی دعوے پر
بتاؤ چاہیئے اب کیا ثبوت اس کے سوا تم ہو

خدا کیواسطے باز آؤ اب شیخی و نخوت سے
کرو اس ضد کو تم فی الفور دور اپنی طبیعت سے
دل اپنا صاف کرلو مرسل حق کی کدورت سے
نصیحت کر رہا ہون مین نہایت جوش الفت سے
نہین منظور مجکو ہرگز وہ اشقیا تم ہو

یہ حکم امت کو صادر کر گئے ہین سرور امت
کہ جس کے سامنے ہون جلوہ گر مہدی با عظمت
سلام ان کو ہمارا بھی وہ پہنچا کر بصد شفقت
ادب سے پھر کرے یہ عرض خود ان سے کہ حضرت
ہمارے رہنما تم ہو ہمارے مقتدا تم ہو

بیان ہو ہائے کیا طوفان بحر کفر کی حالت
جھکولے دے رہی ہے ہر طرف سے موج پر آفت
بچاؤ ڈوبنے سے اسکو ہے کون ایسا با ہمت
طلاطم مین پڑی ہے کشتی دین شہ امت
مسیح وقت اس کے ناخدا بہر خدا تم ہو

اگر یہ چاہتے ہو خوش ہو تم سے خالق اکبر
تو ہے ہر وقت لازم پیروی قول پیغمبر
مٹا کر دل سے نقش اتباع نفس سرتاسر
کرو بیعت امام الوقت کے دست مبارک پر
اگر پابند فرمان محمد مصطفی تم ہو

خدا ہے بخشنے والا اگر تم اب بھی باز آؤ
نہ مایوس اتنے ہو لا تقنطوا کو یاد فرماؤ
نصیحت ہے یہی مختار کی اس کو بجا لاؤ
ادب کے ساتھ پیچھے پیچھے مہدی کے چلے جاؤ
جو ڈھونڈا چاہتے جنت کا سیدھا راستہ تم ہو

ذیل کا اشتہار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے

شائع کیا جاتا ہے امید ہے کہ بہت جلد توجہ کی جاوے گی۔ (ایڈیٹر)

ضرورت تعمیر مکان

ہمارے ناظرین کو معلوم ہے کہ صاحبزادہ پیر سراج الحق جمالی نعمانی سرساوی ہجرت کر کے دار الامان میں حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن کے آستانہ علیا پر ہمیشہ کے لئے آ گئے ہیں اور عنقریب وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے موافق بعض ضروری دینی خدمات کے سرانجام دینے کے لیے ایک لمبا سفر کرنے والے ہیں۔

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تجویز کی ہے کہ اس سے پیشتر کہ صاحبزادہ صاحب اپنے مقررہ سفر کے لئے روانہ ہوں اُن کے اہل و عیال کے رہنے کے لئے ایک مختصر سا مکان باہمی چندہ سے طیار کرا دیا جاوے اور خود حضرت اقدس اور حضرت ام المومنین نے اس کار خیر میں سبقت فرمائی ہے جیسا کہ فہرست چندہ سے معلوم ہو گا۔ لہذا بتعمیل ارشاد حضرت مسیح موعود اپنی جماعت کے مخلص احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ حسب استطاعت اس چندہ میں شریک ہوں۔ کل روپیہ اس تعمیر مکان کے متعلق حضرت میر ناصر نواب صاحب مہتمم کی خدمت میں بھیجا جاوے جس کی رسید بذریعہ اخبار شائع ہوتی رہیگی اب ذیل میں ان احباب کے نام درج کئے جاتے ہیں جنھوں نے اس مکان کی تعمیر کے لئے چندہ دیا ہے۔

حضرت اقدس امام الزمان	ہمہ
حضرت ام المومنین۔	۵
حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب۔ کسقدر کٹری	
حافظ غلام محی الدین صاحب	۱ر
[illegible] محمد [illegible] صاحب	۸ر
مولوی [illegible] مدرس [illegible]	۲ر
مرزا اسمٰعیل بیگ [illegible]	۲ر
پیر منظور محمد صاحب	عہ
غلام محمد صاحب طالب العلم	۲ر
قاضی سید امیر حسین صاحب	۴ر
حضرت میر ناصر نواب صاحب	۶ر
محمد اکبر خان صاحب سنوری	۴ر
یار محمد صاحب	۸ر
شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرسا وی	۸ر
حاجی فضل حسین صاحب شاہجہانپوری	عہ
مولوی محمد علی صاحب ایم اے	عہ
متفرق معرفت میر ناصر نواب صاحب	۱۰ر
ماسٹر شیر علی صاحب بی اے	عہ
شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر	۸ر
پیر سراج الحق صاحب	صہ
عبد الرؤف صاحب	۱۶ر
منشی کرم علی صاحب سنگ ساز	۸ر
شیخ نذر محمد صاحب	عہ

(ایڈیٹر)

تریاق القلوب

اکثر احباب تریاق القلوب کے متعلق استفسار کرتے ہیں کہ وہ اب تک شائع ہوا یا نہیں؟ جوابا اطلاع دیتے ہیں کہ تریاق القلوب قریبا ۶۴ صفحہ تک چھپ چکا ہے اور ابھی معلوم نہیں کہ کب تک طیار ہو سردست وہی چھپ رہا ہے اشاعت پر اطلاع دیجاوے گی۔

گوڑگانوہ والا مقدمہ

یہ خبر ہم سنا چکے ہیں کہ مندرجہ بالا مقدمہ خارج ہو چکا ہے اس دعوی کی بنیاد وہ اشتہار تھا جو (ایک ہزار روپیہ انعام) کے عنوان سے پادریوں پر حجت پوری کرنے کی غرض سے شائع ہوا تھا۔ **اصغر حسین** نام ایک مولوی نے اپنے آپکو عیسائی قرار دیکر دعوی کیا تھا کہ چونکہ میں سب رسولوں کا ماننے والا ہوں اور مسیح علیہ السلام کو بھی مانتا ہوں اس لئے میں عیسائی ہوں۔ اس پر بعض نا فہم کوتاہ اندیش اور قبل از مرگ واویلا کرنے والے متعصب اخبارات نے عجیب عجیب قسم کے بیہودہ پیرائے بدلے آخر خدا کا راستباز کامیاب ہوا۔ اور خدا تعالی کی سنت ہی نا واقف نادان شرمندہ ہوئے۔ اس مقدمہ کی پیروی ہمارے مہربان مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ اور مرزا خدا بخش صاحب اور مرزا فضل بیگ صاحب مختار قصوری کر رہے تھے جس اخلاص اور کوشش کے ساتھ انھوں نے اس مقدمہ کی پیروی کی ہے اللہ تعالی انکو جزائے خیر دے بیشک مندرجہ بالا احباب کی مساعی جمیلہ قابل نمونہ ہے۔

معزز ناظرین!

آپ کو معلوم ہے کہ اخبار الحکم کا مالی سال آخر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو ختم ہو گا جس میں اب صرف ڈیڑھ مہینہ ہی رہ گیا ہے۔ لہذا اپنے اپنے حساب بیباق کی طرف توجہ فرماویں۔ خصوصا وہ احباب نظر عنایت کریں جنہوں نے جون ۱۸۹۷ء سے لے کر آج تک قیمت اخبار میں ایک حبہ تک نہیں دیا باوجودیکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اُن کی سرد مہریوں سے زیر بار بھی ہونا پڑتا ہے۔ قومی اخبار قومی مقاصد کی تکمیل کے لئے پورے طور پر اس وقت میں کامیاب ہو گا جب قوم متوجہ ہو۔ امید ہے کہ ناظرین توجہ کرینگے

خان بہادر سید فتح علی شاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر

نے ایک رجسٹرڈ خط حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے نام بجواب اُس خط کے جو ۲۴ر جولائی ۱۸۹۹ء کے الحکم میں شائع ہوا ہے روانہ کیا ہے عنقریب اس خط کا جواب شائع کیا جائے گا بظاہر یہ خط شاہ صاحب کے نام سے لکھا گیا ہے لیکن پردہ زنگاری کے پس پشت بیٹھکر کارروائی کرنے والے برقع نشین کا پتہ اس خط سے خوب ملتا ہے بہرحال جواب بھی شاہ صاحب ہی کے نام ہو گا اور چونکہ یہ خط ایک طرح سے ہم پارٹی کے اعتراضات کا اچھا خاصہ مجموعہ ہے اس لئے امید ہے کہ جواب بہت ہی دلچسپ اور فائدہ بخش ہو گا۔

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریون مین سے کسی علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا کوئی اور دوائی ہرگز ہرگز نہ خریدو۔ یہ بے نظیر مرہم فوراً مقام مرض پر اثر کرتی ہے آج تک ایسی کوئی مرہم ایجاد نہین ہوئی

مرہم عیسیٰ

ضرور آزماؤ کیونکہ یہ مرہم ایک بزرگ نبی کی یادگار ہے

[illegible]

تریاق اعظم

یہ بہت سی تریاقی دواؤن کا ایک مرکب ہے جو وبائی کیڑون کو ہلاک کرتی اور سمیت کو دور کرکے انسان کے لئے ٹھنڈک پہنچاتی ہے اور بہت سی عفونتی بیماریون کو روک دیتی ہے اور باذن اللہ طاعون اور وبا سے محفوظ رہنے کے لئے سب سے عمدہ دوا ہے اور سمیت کو بدن مین پھیلنے نہین دیتی اور جمیع سموم کی فادزہر ہے۔ اور نزلات کھانسی تپ سہال تشنگی اطفال ام الصبیان اسقاط حمل ضعف دل غشی ہول دل ہمولی قوی کی کمی کثرت سیلان خون دماغ اور نخاع اور اعصاب اور معدہ کی کمزوری ذیابیطس بقدر سل وغیرہ کے لئے مجرب ہے

قیمت فی ڈبیہ للعہ

لاہور
بھاٹی دروازہ
کارخانہ مرہم عیسیٰ
حکیم محمد حسین

معزز بھائیو! کوئی تعجب

کرنے کی بات نہیں۔ مرہم عیسیٰ اسکو اس لئے کہتے ہیں کہ صلیب کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بچ گئے تو آپ کے صلیبی زخموں پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بناپر اُنکے حواریون نے اسکو طیار کیا تھا۔ خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ میں اترا اُس مقدس بشر کے زخمونکے چنگا کرنے مین معجزہ ثابت ہوا۔ ہر ایک زمانہ کے نامی فاضل طبیبوں نے اسکو آزمایا۔ اور اسکی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا حکماء یورپ بھی اسکے اعجازی خواص کے قائل ہیں۔ ہم نے بڑی محنت اور احتیاط سے اسکے اصل بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے منگائی ہیں خالص یقینی صحیح اور آلایش سے پاک مرہم صرف ہم ہی طیار کرتے ہیں **قیمت** فی ڈبیہ ۱۲ / ۔ علاوہ محصول

ان مرضون کے لئے شفا ہے

ہر قسم کی طاعون۔ سرطان کے زخم۔ خنازیر گلٹیان۔ چوٹون کے زخم۔ پھنسی پھوڑے گھاو۔ خارش۔ گنج۔ طرح طرح کی جلد کی بیماریان ہر قسم کے ناسور۔ پرانے گندے زخم۔ زخمون کے کیڑے۔ تلی کے ورم۔ بواسیر کے درد ہاتھون کا سردی سے پھٹ جانا۔ جل جانا کان سے ریم کا بہنا۔ جانورون کا کاٹ لینا عورات کی خطرناک بیماریان سرطان رحم وغیرہ وغیرہ

ممیرے کا سُرمہ

مصدّقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولائیت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پربال غبار پھولا سبل سُرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۸ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر۔ پروفیسر میاسنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

ا میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہنا جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔ لنڈن

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پربال پڑنے تھے اُس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و سپرنٹنڈنٹ آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳ میں ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور تھیں اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر بیلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل

۴ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کی نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے ۱۸ مارچ ۱۹۰۹ء سے جمع کرایا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

B.O. ... JULLUNDUR

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی

الحکم

قادیان دار الامن والامان جمادی الاول ۱۳۱۷ھ مطابق ستمبر ۱۸۹۹ء

ایمان بالغیب کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ خدا تعالے اور عالم مجازات اور دیگر امور مبدء اور معاد کے ماننے مین فلسفیون کا طریقہ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ سے بہت مختلف ہے نبیون کے طریق کا اصل اعظم یہ ہے کہ ایمان کا ثواب تب مترتب اور بارور ہوگا کہ جب غیب کی باتون کو غیب ہی کی صورت مین قبول کیا جائے اور ظاہری حواس کی کھلی کھلی شہادتین یا دلائل ہندسیہ کے یقینی اور قطعی ثبوت طلب نہ کئے جائین کیونکہ تمام وکمال مدار ثواب اور استحقاق قرب و توصّل آلٰہی کا تقوےٰ پر ہے اور تقوے کی حقیقت وہی شخص اپنے اندر رکھتا ہے جو افراط آمیز تفتیشون اور لمبے چوڑے انکارون اور ہر ایک جزئی کی موشگافی سے اپنے تئین بچاتا ہے اور صرف دور اندیشی کے طور سے ایک راہ کی سچائی کا دوسری راہون پر غلبہ اور رجحان دیکھکر بحسن ظن قبول کرلیتا ہے اسی بات کا نام ایمان ہے اور اسی ایمان پر فیوض آلٰہی کا دروازہ کھلتا ہے اور دنیا و آخرت مین سعادتین حاصل ہوتی ہین۔ جب کوئی نیک بندہ ایمان بحکم قدم مارتا ہے اور پھر دعا اور نماز اور فکر اور نظر سے اپنی حالت علمی مین ترقی چاہتا ہے تو خدا تعالے خود اُس کا متولی ہوکر اور آپ اُس کا ہاتھ پکڑکر درجہ ایمان سے درجہ عین الیقین تک اُس کو پہنچا دیتا ہے مگر یہ سب کچھ بعد استقامت و مجاہدات و ریاضات وتزکیہ و تصفیہ نفس ملتا ہے پہلے نہین اور جو شخص پہلے ہی تمام جزئیات کی بکلی صفائی کرنا چاہتا ہے اور قبل از صفائی اپنے بدعقائد اور بداعمال کو کسی حالت مین چھوڑنا نہین چاہتا وہ اس ثواب اور اس راہ کے پانے سے محروم ہے کیونکہ ایمان اُسی حد تک ایمان ہے جب تک وہ امور جنکو مانا گیا ہے کسی قدر پردہ غیب مین ہین یعنی ایسی حالت پر واقعہ ہین جو ابھی تک عقلی ثبوت نے ان پر احاطہ تام نہین کیا اور نہ کسی کشفی طور پر وہ نظر آئے بلکہ اُن کا ثبوت غلبہ ظن تک پہنچا ہے وبس۔

یہ تو انبیار کا سچا فلسفہ ہے جس پر قدم مارنے سے کروڑہا بندگان خدا آسمانی برکتین پا چکے ہین اور جس پر ٹھیک ٹھیک چلنے سے بیشمار خلق اللہ معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ چکے ہین اور ہمیشہ پہنچتے ہین اور جن اعلے درجہ کی تقیبون کو سلوخی اور جلدی سے فلسفی لوگون نے ڈھونڈا اور نہ پایا وہ سب مراتب ان ایمان دارندون کو بڑی آسانی سے مل گئے اور اس سے بھی بڑھکر اس مین معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ گئے کہ جو کسی فلسفی کے کانون نے اُسکو نہین سُنا اور نہ اُس کی آنکھ نے دیکھا اور نہ کبھی اس کے دل مین گذرا لیکن اس کے مقابلہ پر خشک فلاسفرون کا جھوٹا اور مغشوش فلسفہ جس پر آج کل کے نوتعلیم یافتہ لوگ فریفتہ ہورہے ہین اور جس کے بدنتائج کی بیخبری نے بہت سے سادہ لوحون کو برباد کردیا ہے بات یہ ہے کہ جب تک کسی اصل یا فرع کا قطعی طور پر فیصلہ نہ ہو جائے اور بکلی اُس کا انکشاف نہ ہوجائے تب تک اُسکو

محمد اسمٰعیل

ہرگز ماننا نہین چاہیے گویا خدا ہو یا کوئی اور چیز ہو ان مین سے اعلی درجہ کے اور کامل فلاسفر جنھون نے ان اصولون کی سخت پابندی اختیار کی تھی اُنھون نے اپنا نام محققین رکھا جنکا دوسرا نام دہریہ بھی ہے ان کامل فلاسفرون کا یہ پابندی اپنے اصول ذریعہ یہ مذہب رہا ہے کہ چونکہ خدا تعالے کا وجود قطعی طور پر بذریعہ عقل ثابت نہین ہو سکتا اور نہ ہم نے اُس کو بچشم خود دیکھا اس لئے ایسے خدا کا ماننا ایک امر مظنون اور مشتبہ کا مان لینا ہے جو اصول متقررہ فلسفہ سے بکلی بعید ہے سو انھون نے پہلے ہی خدا تعالے کو درمیان سے اڑایا پھر فرشتون کا یون فیصلہ کیا کہ یہ بھی خدا تعالے کی طرح نظر نہین آتے چلو یہ بھی درمیان سے اُٹھاؤ۔ پھر روحون کی طرف متوجہ ہو اور یہ رائے ظاہر کی کہ ہم کوئی ثبوت قابل اطمینان اس بات پر نہین دیکھتے کہ بعد مرنے کے روح باقی رہ جاتی ہے نہ کوئی روح نظر آتی ہے اور نہ واپس آکر کچھ اپنا قصہ سناتی ہے بلکہ سب روحین مفارقت بدن کے بعد خدا اور فرشتون کی طرح بے اثر و بے نشان ہین سو اُن کا بھی وجود ماننا خلاف دلیل و برہان ہے۔ ان سب فیصلون کے بعد ان کی نظر عمیق نے تکالیف شرعیہ کی مشقت اور حلال و حرام کا فرق اصول فلسفہ کا سخت مخالف سمجھا اس لئے انھون نے صاف صاف اپنی رائے سے ظاہر کردی کہ مان اور بہن اور جورو مین فرق کرنا یا اور چیزون مین سے بلا ثبوت ضرر طبی بعض چیزون کو حرام سمجھ لینا یہ سب بناوٹی باتین ہین جنپر کوئی فلسفی دلیل قائم نہین ہو سکتی۔ اسی طرح انھون نے یہ بھی بیان کیا کہ ننگا رہنے مین کوئی شناعت عقلی ثابت نہین ہوتی بلکہ اس مین طبی قواعد کے رو سے فوائد ہین اسی طرح ان فلاسفرون کے اور بھی مسائل ہین اور خلاصہ اُن کے مذہب کا یہی ہے کہ وہ بجز دلائل قطعیہ عقلیہ کے کسی چیز کو نہین مانتے اور اُن کی فلسفیانہ نگاہ مین گو کیسی ہی کوئی بد عملی ہو جب تک اس مین کوئی طبی ضرر یا دنیوی بد انتظامی متصور نہ ہو تب تک اُس کا ترک کرنا بیجا ہے مگر جو دوسرے درجہ کے فلاسفر ہین اُنھون نے لوگون کے لعن طعن سے اندیشہ کرکے اپنی فلاسفری کے اصولون کو کچھ نرم کر دیا ہے اور قوم کے خوف اور ہم جلسون کی شرم سے خدا اور عالم جزا اور دوسری کئی باتون کو ظنی طور پر تسلیم کر بیٹھے ہین لیکن یہ اعلے درجہ کے فلاسفر اُن کو سخت نالائق اور بد فہم اور غبی الطبع اور بزدل اور اپنی سوسائٹی کے بدنام کنندہ خیال کرتے ہین کیونکہ انھون نے فلاسفر ہونے کا دعوی تو کیا لیکن اصول فلسفہ پر جیسا کہ حق چلنے کا تھا نہین چلے اس لئے اول درجہ کے فلاسفر اس بات سے عار رکھتے ہین کہ ان ناقصون کو فلاسفر کے باعزت لفظ سے مخاطب یا موسوم کیا جائے کیونکہ انھون نے کچھ کچھ تو فلسفہ کے طریقہ پر قدم مارا اور کچھ عام لوگون کی ملامت لعنت سے ڈر کر بنیون کے عقاید مین بھی (جو فلسفیون کے منشار کے موافق قطعی اور یقینی دلائل سے ثابت نہین ہو سکتے) ٹانگ اڑا دی اس لئے یہ لوگ اُنکی نظر مین نیم حکیم ہین حقیقی فلاسفر نہین ہان ممکن بلکہ قرین قیاس ہے اور اُمید کی جاتی ہے کہ جیسے جیسے ایک سخت جوش قطعی اور یقینی اور نہایت واشگاف ثبوت عقلی طلب کرنے کا ان کے مستعد اور ہونہار لوگون کے دلو مین آتا جائے گا ویسی ویسی وہ کسرین جو باقی رہ گئی ہین اُن کے خیالات سے وہ سب نکل جائین گے اور عقاید اور اعمال مین پوری پوری مطابقت اپنے بڑے بھائیون سے کرلین گے تب وہ شیطانی اور ظلمانی دو کانپانی دنیا کے برباد کرنے کے لئے ایک ہی ہوکر رہین گے اور اگر آیندہ ذریت مین فلسفہ نے ترقی کی تو وہ بجائے اسکے کہ حال کے فلسفیون کی طرح یہ سوال کرین کہ اگر ملائک یا شیاطین کچھ چیز ہین تو ہمین دکھلاؤ یہ اعلے درجہ کے سوالات کرین گے کہ اگر خدا اور اُس کی قدرتین کچھ چیز ہین تو ہمین ظاہر ظاہر بلا واسطہ اسباب دکھلاؤ اور اگر روحین بعد مفارقت بدن باقی رہ جاتی مین اور اُن کا وجود بھی کچھ چیز ہے تو وہ بھی ہمین دکھلاؤ غرض جیسے جیسے ان نوآموزون کے فلسفہ مین صیقل ہوتا جائے گا اعلے سے اعلے سوال ان کے دلون مین پیدا ہوتے جائین گے یہان تک کہ اول درجہ کے فلاسفرون سے ہاتھ جا ملائین گے ابھی تو حال بھی کچا اور خیال بھی کچا ہے۔ (حضرت اقدس امام الزمان)

حقیقت الصلوه

۸ ستمبر ۱۸۹۹ء کے جمعہ مین جو خطبہ حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا تھا اُس مین کسی قدر حقیقت نماز بیان فرمائی تھی چونکہ وقت تنگ تھا اس لئے جس قدر مولانا بیان کرنا چاہتے تھے اُسقدر وسعت سے بیان نہ کر سکے بہرحال جو کچھ فرمایا وہ قلبی اور روحانی امراض کے لئے ایک شفابخش نسخہ ہے۔ اُمید ہے کہ اکثر بیمار دلون کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

(ایڈیٹر)

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ

یہ کتاب جو تیری طرف وحی کی گئی ہے وہ پڑھ سنا۔ اور نماز کو ٹھیک رکھ۔ نماز ہر قسم کی بدکاری اور بُری باتون سے روکتی ہے۔ نماز ہی ذکر اللہ ہے اور ذکر اللہ تمام چیزون سے بڑھکر ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

چونکہ وقت بہت تھوڑا ہے اور خطبہ کو لمبا کرنا جائز نہین ہے۔ اس لئے

مین جو کچھ کہون گا بہت مختصر کہون گا۔ یہ آیت مینے خصوصاً اس لئے پڑھی ہے کہ آداب نماز کے متعلق چند باتین جو میرے دل مین ہین آپ کو سناؤن۔

مین دیکھتا ہون کہ ہر مجلس اور دربار کے کچھ قواعد اور آداب ہوتے ہین اور کوئی شخص جو اُس مجلس اور دربار مین جانا چاہے اُس کو ان آداب کی رعایت اور نگہداشت لازم طور پر کرنی پڑتی ہے اگر وہ پرواہ نہ کرے یا کوئی فروگذاشت کرے تو وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

مسجد کیا ہے؟ اللہ کریم کا ایک دربار ہے پس جب نماز کے لئے مسجد مین جاؤ تو یقیناً یقیناً دل کی بصیرت اور بینائی کے ساتھ اعتقاد رکھو کہ خدا کے حضور جاتے ہین اور نماز کے ارکان قیام رکوع۔ سجود۔ قومہ۔ جلسہ۔ وغیرہ۔ سب کے سب آداب الصلوٰۃ ہین۔ پس اگر کوئی آدمی ان آداب اور قواعد کی اُسی طرح پر رعایت نہ کرے جیسا کہ اس عظیم الشان مجلس کے بانی یا ان قواعد کے مرتب کرنے والے مقنن نے فرمایا ہے تو وہ گویا مجلس کی توہین کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے اور ضرور ضرور ذلیل ہوگا مین مسلمانون کی حالت پر جب ایک لمبی نگاہ کرتا ہون تو میرے دل مین ایک درد اُٹھتا ہے کہ انھون نے مسنون طریقون مسنون اذکار کو چھوڑ کر خود تراشیدہ وظائف اور اوراد مقرر کر لئے ہین۔ اور اُن مین یہان تک منہمک ہوگئے ہین کہ فرائض کی بجاآوری تک چھوڑ دی ہے بات یہ ہے کہ جب کسی قوم کے برے دن آتے ہین تو اُس کی خوبیان نکل جاتی ہین اور برائیان اُن کی جگہ آجاتی ہین۔ مسلمانون کی بدقسمتی سے ایسے صوفی اور بدعت پسند مشائخ پیدا ہوگئے جنھون نے اللہ اور اُس کے برگزیدہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ کی پرواہ نہ کرکے من عند النفس وظائف تراش لئے۔ اور وہ حزب جس پر اللہ تعالے کی مہر تھی اور جو منزل مقصود تک پہنچانے کے واسطے ایک سیدھی راہ اور تجربہ کار بدرقہ کا کام دیتا تھا جس کے ساتھ ہزارون ہزار برگزیدگان الہٰی کی شہادتین موجود تھین اُسے چھوڑ دیا۔ پاک اسلام نے کبھی یہ پسند نہین کیا کہ کوئی شخص دنیا کے تمام ضروری اور عظیم الشان کامون سے کنارہ کشی کرکے صرف تسبیح ہی لے کر بیٹھا رہے۔ ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک اسوہ یعنی عمل درآمد سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے نمونہ سے دکھا دیا ہے کہ فرائض انسانی کیا ہین۔ اُن کو میدان جنگ مین دیکھنے والا کبھی خیال بھی نہین کر سکتا تھا کہ یہ لوگ مسجدون مین خشوع و خضوع اور پورے تبتل سے نمازین پڑھتے ہون گے اور اُس وقت ایسے مستغرق ہون گے کہ قطرہ قطرہ خون نہ نکلے اور نماز مین اُن کو دیکھنے والا نہین کہہ سکتا تھا کہ یہ ایسے تیغ زن اور بہادر ہو سکتے ہین جیسے وہ تھے اور کہ ایسے لوگ رقت قلب اور سوز و گداز کے منازل سے کیا واقف ہون گے۔ غرض وہ لوگ ہر کام مین مستعد اور ہوشیار تھے اور جو کچھ کرتے دل سے اور خدا کے لئے کرتے تھے اصل یہ ہے کہ جو کام انسان کی فطرت مین مرکوز اور انسانیت کی غائت ہین وہ سب کے سب ایک مومن اور مسلمان کو کرنے چاہئین لیکن شرط یہ ہے کہ خدا مین ہو کر کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پر ایک گہری نگاہ کرو اور دیکھو کہ آپ کو کیا کچھ کرنا پڑا ہے مین پورے یقین اور شعور کے ساتھ اور ایمان کی بصیرت کے ساتھ کہتا ہون کہ مینے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پر غور کی ہے اور ہر روز کرتا ہون کیونکہ جب قرآن شریف کی ایک آیت بھی پڑھتا ہون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی لائف میرے سامنے آجاتی ہے اور آپ کی زندگی کے واقعات کا ایک نقشہ میرے دل کے سامنے کھنچ جاتا ہے اور مین آپ کو انسانی نوع مین خدا کے قدس کی طرح ایک عظیم الشان اور کامل انسان اور یکتا دیکھتا ہون اور اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ خدا کی طرح اس انسان کامل کی کنہ تک بھی پہنچنا محال ہے۔ تو اب غور کرو کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھیون کی طرح کوئی خاص حزب پیش دست لئے بیٹھے رہتے تھے اور کوئی شغل نہ تھا آپ کا عام وظیفہ صرف نماز تھا اور یون تو آپ کی زندگی کا ایک لمحہ بھی ایسا نہ پاؤ گے جو ذکر اللہ اور وظیفہ سے خالی ہو آپ کا رزہ بکتر پہننا بھی ذکر اللہ تھا۔ آپکا بیویون کے ساتھ معاشرت کرنا بھی ذکر اللہ تھا۔ آپ کا مہمانون کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آنا ذکر اللہ تھا اور اُنکی مہمان نوازی بھی ذکر اللہ ہی تھا غرض آپ کا ہر فعل ہر حرکت و سکون ذکر اللہ تھا آپ کی مقدس اور مطہر زندگی سے مومن کے لئے ایک تسلی دینے والا سبق ملتا ہے کہ جب وہ ہر فعل خدا مین ہو کر کرتا ہے تو وہ سب کے سب ذکر اللہ ہی ہوتے ہین کاش کوئی سوچنے والا سوچے اور سعید بعد غور کرے!!

جب نحوست کے دن آئے اور اسلام کی ہدایتون پر عمل نہ رہا۔ تو ہزارون ہزار وظائف اور ہزارون کے انبار ورد نئے نئے طیار کئے گئے۔ چشتیون نے اپنے ورد وظائف الگ سہروردیون اور نقشبندیون نے الگ اور قادریون نے الگ تجویز کئے اور چودہ خانوادون نے ان کے سوا جو تودہ طوفان بنایا اس کا کچھ شمار ہی نہین اور انبار اشغار اور قصائد کے اور بڑون کے نامون کے خدا کے ذکر کی جگہ قائم کر دئے۔ چونکہ یہ باتین یہ اوراد و وظائف خدا سے نہ تھے اور خدا مین ہو کر نہ تھے اخلاق اور عادات کی تبدیلی مین وہ قطعاً کوئی اثر پیدا نہ کر سکے جو خدا تعالے کے فرمودہ کے موافق حزب اور وظائف نے ہر کے دکھلایا۔ قوم کی جو گت اس طرح پر بنی وہ بھی اور بالکل ایک ظاہر امر ہے مجھے اس پر کچھ کہنے کی ضرورت اور حاجت نہین۔ مگر ان وظائف اور اوراد نے کیون اثر نہ کیا؟ اس لئے کہ

اُن کے ساتھ کوئی زندہ شہادت اور تعلیمی کی دلیل موجود نہ تھی اُن کی علت غائی زیادہ سے زیادہ حُبّ و بُغض اور دیگر اغراض یہاں تک مقصود تھی - یہ بات صرف کتاب اللہ میں ہی ہے کہ اُس کی ہر بات تزکیہ قلب اور تصفیہ روح کے لئے ہوتی ہے اور پھر ہر دعوے کے ساتھ ہر قسم کے دلایل موجود - عقلی شہادتیں اور ہر زمانہ میں تجربہ کے زندہ شواہد ساتھ ہوتے ہیں - ان وظائف کو عالموں نے اغراض کی تحریک سے سر پر اُٹھا تو لیا مگر ہمیشہ ناقابل تحمل بوجھ سمجھا گئے اور رسم و عادت سے نبھاتے رہے یہی وجہ ہے کہ نہاں در نہاں خیانتوں اور بعض جیسی بدکاریوں اور بعض اعمال خلاف شریعت حقہ سے محفوظ نہ رہ سکے - اور اُن وظائف کے ساتھ دلائل حقہ کے نہ ہونے کے باعث سے شرح صدر سے اُن کو اُٹھا نہ سکے - مگر قرآن کریم کی حالت اس کے خلاف ہے اس نے ہر حکم کے ساتھ علت موجبہ اور مدلل دلیل دی ہے چنانچہ اسی نماز کی نسبت فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ نماز کو قائم کر - کیوں؟ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ اس میں فائدہ اور حکمت یہ ہے کہ یہ ہر فعل بد اور ہر قول بد سے بچا لیتی ہے - میں اپنی کہتا ہوں کہ ایسے اخلاق ذمیمہ سے جن کی اصلاح سے میں قریب قریب ناامید سا ہو گیا ہوں نماز ہی کے واسطہ سے میں بچا ہوں اور بخدا میں اسے اپنا بڑا رفیق اور محافظ سمجھتا ہوں - میں نے تجربہ کیا ہے کہ اگر کوئی ناسزا لفظ جوش نفس سے میرے مُنہ سے نکل گیا جس کی نسبت میرے ایمان نے یقین دلایا کہ اُس میں للّٰہیت کی بو نہ تھی اور معًا اس کے بعد نماز کا وقت آ گیا کیونکہ ہر فعل کے بعد ضرور ہے کہ ایک نہ ایک نماز کا وقت بھی آ جائے تب مجھ کو ایسی شرم لاحق ہوئی کہ اس ناپاک گندے مُنہ سے اب خدا کے آگے اپنے حالات عرض کروں گا اور بار بار یہ خیال برق کی طرح سامنے آتا کہ لوگوں کے ساتھ معاملہ

اور خدا کے روبرو اب منافقانہ طور پر اب کہے گا اِیَّاکَ نَعْبُدُ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یعنی ہمارے اقوال و افعال تیرا ہی جلال و کمال ظاہر کرتے ہیں - غرض یہ ہے مہنید نماز کی انسان کو پاک کرنے ناسزا کردنی اور گفتنی امور سے اسی طرح کی تواتر واردات نے میرے جیسے تباہ حال کو اُمید دلادی ہے کہ میں انشاء اللہ اپنے مقصود کو پالوں گا بہر حال نماز کمال درجہ کی فروتنی اور تواضع اور تمام قوی کا گرا دینا سکھاتی ہے اور اس میں ذاتی خاصیت کہ نفس کے جذبات و اشتعالات کو فنا کر دیتی ہے اور میرا اعتقاد ہے کہ اُس وقت تک انسان راستباز نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے جوش نفس سے اس طرح پر باہر نہ آ جاوے جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکل آتا ہے - اور وہ پاکباز جو مرنے کے قریب جانتا ہے اور عرش عظیم کے سامنے کھڑا ہونے کا یقین رکھتا ہے اُس کو چونکہ ہر گھڑی کبھی ظہر اور کبھی عصر کی نماز میں خدا کے حضور حاضر ہونا پڑتا ہے ضرور ہے کہ اپنے افعال اور اقوال میں خوف خدا کو مدنظر رکھے اور جب کہ ایک عام دربار میں جانے والا اپنے کپڑوں کو گوبر میں لت پت کر کے نہیں جاتا اور ایسی ادا کو کبھی روا نہیں رکھتا جو آداب مجلس کے خلاف ہو تو پھر اس حقیقی دربار میں حاضر ہونے والا کیونکر اپنی کسی ادا کو کریہ اور بدنما بنانے کی جرأت کر سکتا ہے -

غرض یہ بڑا مجرب اور کبھی خطا نہ کرنے والا وظیفہ ہے جو انسان کو منعم علیہ گروہ کا بنا دیتا ہے اور جس کے مجرب اور مفید ہونے کی لاکھوں راستبازوں نے شہادت دی کہ نمازوں کو درست کرو - اور سچا خشوع اور خضوع پیدا کرو اور چاہیئے کہ نمازوں کو دعاؤں کا مخزن بنایا جاوے - خلاف سنت ہے یہ بات کہ نمازوں کو جلد جلد ختم کر لیا جاوے اور پھر آدھ گھنٹہ تک دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا کر بیٹھے رہیں اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص جب تک بادشاہ کی حضور میں رہا اور عرض معروض کا پورا موقع بھی ملا اور خود حضرت سلطان نے ہر قسم کی درخواست اور خواہش کے بیان کرنے کی اجازت بھی دیدی تھی مگر وہاں تو بدقسمت چپ رہا اور جب باہر آیا تو لگا دانت نکال کر مانگنے اور رونے دھونے پس نمازوں میں دعائیں مانگو سجود میں قبولیت کا ایک وقت ہوتا ہے قانون قدرت نے یہ امر ثابت کر دیا ہے کہ ہر فعل کے لئے ایک وقت ہے - علم موسیقی کے ماہر بتلاتے ہیں کہ راگوں کی تاثیرات کے لئے اوقات ہیں اسی طرح پر نفحات الٰہیہ کے لئے اوقات ہیں - جب انسان پوری عجز اور نیازمندی کے ساتھ سجدہ میں گر کر

مولانا صاحب کے اس استدلال نے ایک لطیف اور ضروری سوال کا حل بھی کر دیا ہے جو اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم کو یہ کیونکر معلوم ہو کہ ہماری نماز قبول ہوئی ہے؟ ہر چیز اپنے آثار سے ثابت ہوتی ہے یا بقول سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے - پس نماز کے لوازمات اور ثمرات ہیں ہر قسم کی بدکاری و بداطواری سے محترز رہنا - اگر نماز پڑھنے سے یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں اور ہر ایک قسم کی بُرائی میں کمی اور تنزل ہو رہا ہے تو بیشک وہ نماز موجب برکات ہو رہی ہے ورنہ ہم کو زیادہ استغفار اور زیادہ دعا کی ضرورت ہے + نماز کے ان ثمرات کے مترتب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اُن آداب کا لحاظ رکھا جاوے جو مولانا صاحب نے بیان فرمائے ہیں نماز اس کی قبولیت اور حقیقت کے متعلق پوری واقفیت چاہتے ہو تو حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کی وہ تقریر پڑھو جو آپ نے صرف نماز پر فرمائی ہے اور جو دفتر الحکم سے مل سکتی ہے

(ایڈیٹر)

سبحان ربی الاعلٰی کہتا ہے خدا کی الوہیت اُس سے مزا لیتی ہے اور اُس ذلت عبودیت اور ربوبیت سے مل کر ایک چیز پیدا ہوتی ہے جو مومن یا انسان کی علت غائی ہے اور یہی نماز کا حقیقی ثمرہ ہے پس میرے عزیزو یاد رکھو کہ ہر قسم کی دعا خواہ وہ ایک سوئی یا تسمہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو مسنون تسبیحوں کے بعد نماز میں نہایت عجز و نیاز سے مانگو خدا بڑا کریم ہے۔ جھوٹا اور نادان ہے وہ انسان جس کی روح ان دعاؤں میں لذت نہیں پاتی اور اور راہوں سے لذت طلب کرتا ہے ہم نے خود دیکھا ہے اور چکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نماز کے اندر کی دعاؤں کے وقت داعی کے قریب ہو جاتا ہے آخر میں ایک بات اپنے دوستوں کو کہنی چاہتا ہوں اکثر دفعہ دیکھا گیا ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ آداب نماز کی رعایت نہیں کی جاتی جو نماز پڑھتے ہیں وہ اس قدر جلد مسجد سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا جب تک نکل نہ جاویں ان کو ڈر ہے کہ چھت ان پر ٹوٹ نہ پڑے۔ بعض بوڑھوں نے مجھ سے بھی اور میرے مخدوم مولوی نور الدین صاحب سے بھی شکایت کی ہے۔ کہ اکثر دفعہ ایسا دھکا لگتا ہے کہ نماز پڑھنے والے کو اپنے مرکز سے اُٹھا دیا جاتا ہے تم جانتے ہو کہ تم مبارک خدا کے راستباز کی نگاہ کے نیچے درس سیکھنے آئے ہو۔ تم شہداء علی الناس بنو۔ خدا اور اس کا رسول تم پر گواہ ہو اگر تم قابل گرفت چلن رکھتے ہو تو پھر نمونے بننے والے کون ہوں گے؟ سوچو! اور اپنی کمزوریوں کے لئے خدا سے مدد چاہو۔ خدا تعالےٰ مجھکو اور تمکو برکت دے کہ اس کے مسیح مبارک انسان کے نقش قدم پر چلیں اور لوگ بول اُٹھیں کہ ان کا قول و فعل اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ کے موافق ہے آمین آمین

مکتوب امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا یہ عاجز یہ دعا کرتا ہے کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے آنمخدوم کی عمر میں برکت بخشے زیادہ تر اس بات میں کوشش کرنی چاہیئے کہ کسی طرح مولےٰ کریم راضی ہو جاوے ہر ایک سعادت اسی کی رضا سے حاصل ہوتی ہے دنیا میں جو کچھ انسان رسوم کے طور پر کرتا ہے وہ کچھ چیز نہیں ہے مگر جو کچھ خالصاً مرضات اللہ کے حاصل کرنے کے لئے صدق قدم سے کیا جاتا ہے وہ عمل صالح ہے جس کی انسان کو ضرورت ہے عمل صالح بڑی نعمت ہے خداوند کریم عمل صالح سے راضی ہو جاتا ہے اور قرب احدیت حاصل ہوتا ہے مگر جس طرح شراب کے آخری گھونٹ میں نشہ ہوتا ہے اسی طرح عمل صالح کے برکات اس کے آخری جز میں مخفی ہوتے ہیں جو شخص آخر تک پہنچتا ہے اور عمل صالح کو اپنے کمال تک پہنچاتا ہے وہ ان برکات سے متمتع ہو جاتا ہے لیکن جو شخص درمیان سے ہی عمل صالح کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کو اپنے کمال مطلوب تک نہیں پہنچاتا وہ ان برکات سے محروم رہ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ باوجود اس کے کہ کچھ کچھ عمل صالح بجا لاتے ہیں مگر برکات ان اعمال کی ان میں نمایاں نہیں ہوتی۔ کیونکہ جب تک کوئی میوہ خام ہے وہ پختہ اور رسیدہ میوہ کی لذت نہیں بخش سکتا سب برکتیں کمال میں ہیں اور عمل ناتمام میں کوئی بھی برکت نہیں بلکہ بسا اوقات ناقص العمل انسان کا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے اور اُن لوگوں میں جا ملتا ہے جو خسر الدنیا والآخرۃ ہیں سو حقیقی طور پر عمل صالح اس عمل کو کہا جاتا ہے کہ جو ہر ایک قسم کے فساد سے محفوظ رہ کر اپنے کمال کو پہونچ جائے اور اپنے کمال تک کسی عمل صالح کا پہونچنا اس بات پر موقوف ہے کہ عامل کی ایسی نیت صالح ہو کہ جس میں بجز حق ربوبیت بجا لانے کے کوئی اور غرض مخفی نہ ہو یعنی صرف اس کے دل میں یہ ہو کہ وہ اپنے رب کی اطاعت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور گو اطاعت بجا لانے پر ثواب مترتب ہو یا عذاب مترتب ہو اور گو اس کا نتیجہ آرام و راحت ہو یا نکبت اور عقوبت ہو لیکن بہرحال وہ اپنے مالک کی اطاعت میں رہیگا کیونکہ وہ بندہ ہے پس جو شخص اس اصول پر خدا کی عبادت کرتا ہے وہ اس راہ کی آفات سے امن میں ہے اور اُمید ہے کہ اُس پر فضل ہو لیکن اُسے یہ لازم ہے کہ کسی اُمید پر بنیاد نہ رکھے اور اطاعت اور عبودیت کو ایک حق ربوبیت کا سمجھے کہ جو بہرحال ادا کرنا ہے اور سرگرمی سے خدمت میں لگا رہے اور اپنی کارگزاری اور خدمت کو کچھ چیز نہ سمجھے اور مولیٰ کریم پر احسان خیال نہ کرے دنیا مزرعہ آخرت ہے اور فارغ باشی کچھ چیز نہیں وہی لوگ مبارک ہیں کہ جو دن رات اپنی زور سے اپنے تمام اخلاص سے اپنے تمام رجوع سے رضائے مولےٰ حاصل کرنا چاہتے ہیں

۲۸ فروری ۱۸۸۴ء مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۱ ہجری

(ولہ) علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی مولانا اخویم مولوی محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ آنمخدوم پہونچا باعث ممنونی ہوا الحمد للہ والمنۃ کہ علمائے شرع کی طرف سے حسن ظن اور رفق اور نرمی ظہور میں آئی اور اگر بعض نے طریق نزاع اختیار کیا ہے تو اس میں بھی حضرت ارحم الراحمین کی طرف سے کوئی مصلحت ہوگی یہ عاجز بخوبی جانتا ہے

کہ جناب الٰہی کی یہ عادت نہین ہے کہ ایسے کامون کو چپکے چپکے یکدفعہ کمال تک پہونچا دے اور ہر ایک فہم کے دل سے بیکبارگی اٰمنّا صدّقنا کا اقرار کرا دے اگر ایسا ہوتا تو ہست سے ثواب کہ جو شداید اور مکروہات کے دیکھنے پر موقوف ہین۔ نبیون اور مرسلون کو اور ہم لوگون کو جو ان کے متبعین ہین ہرگز حاصل نہ ہو سکتے بلکہ انواع و اقسام کے اسرار مخفی رہ جاتے اور کئی قسم کی تائیدات اور برکات سماوی اور آیات رحمانی جنکا ظہور بروز کسی موذی کی ایذا سے وابستہ ہے پردۂ اخفا مین چھپی رہتی

۱۵ ؍ فروری ۱۸۸۴ء

مطابق

۱۶ ؍ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ

نظام شمسی مین تغیر عظیم

اور

ایک عظیم الشان مصلح یا مثیل مسیح کی ضرورت

اخبار ٹریبیون لاہور ولایت کے ایک اخبار سے ناقل ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے ایک نیا دور حرکات آفتاب اور اس کے متعلق کل نظام شمسی کا شروع ہوتا ہے سنہ ۱۸۹۰ء سے لے کر سنہ ۱۹۰۱ء تک ایک بڑے دائرہ کا خاتمہ نظر آتا ہے۔ جس کے اخیر مین سورج ایک نئے طرح کے سلسلہ برج مین داخل ہوگا۔ قریبًا ۲۱۶۰ سال کے بعد ایک دفعہ ایسا واقع ہوتا ہے۔ اور نظام شمسی پر اس کا بہت اثر پڑتا ہے۔ اس وقت ستارے ایک خاص طور کے اقتران مین ہوتے ہین۔ جس کا زمین پر بھی بڑا اثر پڑتا کر ٹھیک حساب کرنے سے معلوم ہوا ہے

کہ جب پچھلی دفعہ ایسا واقعہ ہوا تھا تو وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے پیدا ہونے کا وقت تھا۔ دراصل عیسوی سنہ ہمارے شمار سے ۱۶۰ سال بعد شروع ہوا تھا۔ یعنی جسکو ہم عیسوی سنہ ۱۶۰ دان سال قرار دیتے ہین وہ دراصل ابتدائی سال ہے۔ اہل ہنود کے حساب کے مطابق (حضرت مسیح کی پیدائش سے پہلے) جب ایسا واقع ہوا تھا۔ تو اس وقت کرشن جی مہاراج نے جنم لیا تھا جوگی فقرا اس بات پر اصرار کرتے ہین کہ سنہ ۱۹۰۱ء مین لوگس ایک نیا جنم دھارے گا۔ جو کہ زمین پر مظہر الٰہی ہوگا۔ اور خلق اللہ کے لئے وہی کچھ کرے گا جو یسوع مسیح نے اپنے وقت مین کیا تھا۔ اہل نجوم اس بات کے قائل ہین کہ ۲۱۶۰ سال کے وقفہ کے بعد ہمیشہ زمین پر ایک ایسا آدمی پیدا ہوتا رہتا ہے۔ جو زمین پر مسیح یا بدھ کا سا کام کرتا ہے وہ اہل دنیا کو پاک ترین زندگی کی طرف ترقی دیتا ہے اور وہ پاک علوم جو صدیون صرف چند لوگون کے سینون تک محدود رہے تھے۔ اس کے ذریعہ سے تمام مخلوقات کو عطا کئے جاتے ہین۔

(ہم انگلش لوگون کو جو ایک روحانی ریفارمر یا زیادہ واضح الفاظ مین یون کہو کہ مسیح موعود کی ضرورت کو مختلف پہلوؤن سے محسوس کرتے ہین یہ خوشخبری سنانا چاہتے ہین کہ آنے والا مسیح آگیا جس کی دیکھنے کی آنکھین ہون دیکھے اور جس کے کان سننے کے ہون سنے۔

(ایڈیٹر)

حضرت اقدس امام الزمان

کا

ایک تازہ الہام

یہ چار الہام جو ذیل مین درج کئے جاتے ہین ۱۳ ؍ ستمبر ۱۸۹۹ء کو ہوئے نہایت خوشخط اور خوبصورت لکھواکر حضرت اقدس نے مسجد بیت الذکر مین ۱۶ ستمبر ۱۸۹۹ء چسپان کرائے ہین کلام الٰہی کے الفاظ بجائے خود ایک عظیم الشان بشارت اور نشان کی خبر دیتے ہین ہماری غرض اس اشاعت سے صرف یہی ہے کہ جس وقت یہ الہام پورا ہو مومنون کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔

(ایڈیٹر)

الہام یعنی کلام الٰہی جو حضرت اقدس پر نازل ہوا یہ ہے

ایک عزت کا خطاب
ایک عزت کا خطاب
الک خطاب العزۃ
ایک بڑا نشان اسکے ساتھ ہوگا

کیا آپ نے نہین پڑھی

سالانہ جلسہ ۱۸۹۹ء کی مفصل رپورٹ عرصہ سے چھپکر شائع ہو چکی ہے اگر آپ نے اب تک بھی نہین پڑھی تو ضرور پڑھین کہ اس مین مندرجہ ذیل بزرگون کی تقریرین علاوہ اس دیباچہ کے جو دو جزو پر خاکسار ایڈیٹر نے لکھا ہے درج ہین

(۱) حضرت اقدس ؑ کی ۳ تقریرین
(۲) حضرت مولانا نور الدین صاحب کی ۱ تقریر
(۳) حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی ۲ تقریرین
(۴) حضرت مولوی مبارک علی صاحب کا ۱ قصیدہ
(۵) مولوی غلام الدین صاحب کا ۱ ״

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مرہم عیسیٰ

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں میں سے کسی علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا کوئی اور دوائی ہرگز نہ خریدو یہ بے نظیر مرہم فوراً مقام مرض پر اثر کرتی ہے آج تک ایسی کوئی مرہم عمدہ ایجاد نہیں ہوئی۔ ...

....

....

ضرور آزماؤ کیونکہ یہ مرہم ایک بزرگ نبی کی یادگار ہے

ضرور خرید

اس مرہم کے نہایت پر تاثیر عجیب و غریب ہونے کی سندات بکثرت موجود ہیں

کارخانہ مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین لاہور بھاٹی دروازہ

معزز بھائیو! کوئی تعجب کرنے کی بات نہیں۔ مرہم عیسیٰ اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ صلیب کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بچ گئے تو آپ کے صلیبی زخموں پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بنا پر اُن کے حواریوں نے اس کو طیار کیا تھا خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ میں اُترا اُس مقدس بشر کے زخموں کے چنگا کرنے میں معجزہ ثابت ہوا۔ ہر ایک زمانہ کے نامی فاضل طبیبوں نے اس کو آزمایا اور اس کی سچائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا حکماء یورپ بھی اس کے اعجازی خواص کے قائل ہیں ہم نے بڑی محنت اور احتیاط سے اس کے اصل بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے منگائے ہیں خالص یعنی صحیح آلائش سے پاک مرہم صرف ہم ہی طیار کرتے ہیں۔

ان مرضوں کے لئے شفا ہے

ہر قسم کی طاعون۔ سرطان کے زخم۔ خنازیر گلٹیاں۔ چوٹوں کے زخم۔ پھنسی۔ پھوڑے گھاؤ۔ خارش۔ گنج۔ طرح طرح کی جلد کی بیماریاں ہر قسم کے ناسور۔ پرانے گندے زخم۔ زخموں کے کیڑے۔ تلی کے ورم۔ بواسیر کے درد ناخنوں کا سردی سے پھٹ جانا۔ جل جانا۔ کان سے ریم کا بہنا۔ جانوروں کا کاٹ لینا۔ عورت کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ وغیرہ

باقی غرض

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی ڈاکٹرون نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا اسبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جاتا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتا ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۶ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ ۱۰ خاص ممیرہ فی ماشہ ۹ مصری سرمہ فی تولہ ۴ محصول ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے -

المشتہر بہوپسیر میاسنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلین گرہ ند قطر ناخنہ یا ہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے - اس لئے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے -

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم - بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی مین اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی -

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو سردار میاسنگھ تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا - میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے -

راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے -

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید مشتاق ... ایل ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر - میڈیکل کالج لاہور -

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا - جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے -

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان مین شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

جلد ۳ | قادیان دارالامن والامان ۱۷ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۷ھ مطابق ۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء | نمبر ۳۵

J-3 IN SET № 2 6 00.

مکتوب
حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی حضرت والاشان نواب صاحب سلمہ اللہ تعالے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ہذا والانامہ آنحضرت عین انتظار مین اس احقر عباد کو پہونچا خداوندکریم کے لطف واحسان کا کیا شکر ادا کیا جاوے جس نے اس ناچیز کی دعا کو قبول فرمایا الحمد للہ ثم الحمد للہ آن مخدوم کا منی آڈر بھی پہونچ گیا۔ جزاکم اللہ خیرا واحسن الیکم فی الدنیا والآخرۃ۔ آنمخدوم نے اپنے دلی اعتقاد سے بہت سی مدد فرمائی خدا تعالے آپ کو خوش وخورم رکھے اور آپ کی عمر اور عزت اور عاقبت مین برکت اور ترقی بخشے۔

حضرت خداوندکریم کی قبولیت کی ایک یہ نشانی ہے کہ بعض اوقات آپکی توجہات کی مجھکو وہ خبر دیتا رہا ہے اور پرسون کے دن بھی ایک عجیب بات ہوئی کہ ابھی آنمخدوم کا منی آڈر نہین پہنچا تھا اور نہ خط پہنچا تھا کہ ایک منی آڈر آپ کی طرف سے برنگ زرد مجھکو حالت کشفی مین دکھلایا گیا اور پھر آن مخدوم کے خط سے اس عاجز کو بذریعہ الہام اطلاع دی گئی اور آپ کے مافی الضمیر سے اور خط کے مضمون سے مطلع کیا گیا اس مین بہ پیرایہ الہامی عبارت بطور حکایت آنمخدوم کی طرف سے یہ بھی فقرہ تھا میرے خیال مین یہ آپ کی توجہ کا اثر ہے۔ چنانچہ یہ خط کا مضمون اور مافی الضمیر کا منشا ربتین ہندوون اور بہت سے مسلمانون کو بھی بتلایا گیا ازان بعد آنمخدوم کا منی آڈر اور خط بھی آگیا سو حضرت خداوندکریم کا پیش از وقوع آپ کے نام اور آپ کے منی آڈر اور آپ کے خط اور آپ کے مافی الضمیر سے مطلع فرمایا اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت ارحم الراحمین کی آپ پر رحمت شامل ہے فالحمد للہ علی ذلک۔

آنمخدوم کے لئے یہ عاجز دعا کریگا اور آپ کا دلی اعتقاد اور ربط بھی بمقام دعا کا ہی ہوتا ہے دلی محبت اور ربط کو دعا مین بہت کچھ دخل ہے اور جس سے دلی ربط اور توجہ ہو اگرچہ اُس کے حق مین کسی وقت دعا نہ کرین تب بھی اثر ہو جاتا ہے۔ مجھکو یاد ہے اور شاید عرصہ تین ماہ یا کچھ کم وبیش ہوا ہے کہ اس عاجز کے فرزند نے ایک خط لکھکر مجھکو بھیجا کہ جو سینے امتحان تحصیلداری کا

دیا ہے اُس کی نسبت دعا کریں کہ پاس ہو جاوے اور بہت کچھ انکسار اور تذلل ظاہر کیا کہ ضرور دعا کریں مجھکو وہ خط پڑھ کر بجائے رحم کے غصہ آیا کہ اس شخص کو دنیا کے بارہ میں کس قدر ہم اور غم ہے چنانچہ اس عاجز نے وہ خط پڑھتے ہی بہ تمام تر نفرت و کراہت چاک کر دیا اور دل میں کہا کہ ایک دنیوی غرض اپنے مالک کے سامنے کیا پیش کروں اُس خط کو چاک کرتے ہی الہام ہوا کہ (پاس ہو جاویگا) اور وہ عجیب الہام بھی اکثر لوگوں کو بتلایا گیا چنانچہ وہ لڑکا پاس ہو گیا فالحمد للہ۔

سو خداوند کریم کی عالیشان درگاہ میں نازک آداب ہیں جب کوئی عرض آداب کے مطابق صادر ہو جاتی ہے تو قبول ہو جاتی ہے اور ربط اور محبت اور اعتقاد کو ان معاملات میں بہت کچھ دخل ہے اور صاحب محبت اور ارادت کے بہت سے ایسے آفات اور مکروہات بباعث عین محبت دور کئے جاتے ہیں کہ ان کی اسکو خبر بھی نہیں ہوتی۔ فقط

۱۱ر مئی ۱۸۸۴ء مطابق ۱۴ر رجب ۱۳۰۱ ہجری

وَلَهُ

عَلَیہِ السَّلَام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ۔ السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

بعد ہذا آپ نے جو اس عنایت نامہ مرقومہ ۲۹ر فروری ۱۸۸۴ء میں ایک سوال تحریر فرمایا تھا آج تک میں نے بباعث ملالت طبع اُس کی طرف توجہ نہیں کی اور اب بھی بباعث ضعف دماغ و دور دسر طبیعت حاضر نہیں ہے لیکن جو آن مخدوم کا وہ خط دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ سوال صرف ایک نزاع لفظی ہے کیونکہ جس مرتبہ توحید کو آنمخدوم ابتدائی مرتبہ تصور فرماتے ہیں وہ مرتبہ اس عاجز کے نزدیک ان معنوں کر کے انتہائی مرتبہ توحید کا ہے کہ وہ سیر اولیا کا منتہا اور آخری حد ہے جس سے فناء اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اگرچہ دریائے احدیت بے نہایت ہے لیکن جس کمال توحید کو انسان اپنے مجاہدہ سے اپنی کوشش سے اپنے تزکیہ نفس سے اپنے سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ یہیں تک ہے۔ پھر بعد اس کے محض تفضلات الٰہیہ اور مواہب لدنیہ ہیں جن تک کوششوں کو راہ نہیں ساری کوششیں اور محنتیں صرف اس حد تک ہیں کہ انسان اپنے اور تمام خلق کو ہیچ اور لاشے محض سمجھکر اور اپنی ہوا اور ارادہ سے باہر ہو کر بکلی خدا کے لیے ہو جاوے اور اپنی ناچیز ہستی بشہود ہستی حقیقی حضرت باری تعالےٰ کے نابود اور معدوم دکھائی دے اور جیسا فی الواقع انسان بمحبت وجود حضرت قادر مطلق کے ہیچ اور ناچیز ہے ایسی ہی حالت پیدا ہو جائے گویا اب بھی وہ نیست ہے جیسا پہلے نیست تھا سو یہ مرتبہ عبودیت کی آخری حد ہے اور یہی اس توحید کا انتہائی مقام ہے کہ جو سعی اور کوشش اور سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہیے یہ سچ ہے کہ بعد اس کے مرتبہ سیر فی اللہ ہے لیکن اس مرتبہ کے حصول کے لئے کوششوں کو دخل نہیں بلکہ یہ محض بطریق فضل اور موہبت کے حاصل ہوتا ہے اور کوششیں صرف اسی مرتبہ فنا تک ختم ہو جاتی ہیں کہ جو اوپر ذکر کیا گیا ہے مثلاً ایک شخص کئی منزلیں طے کر کے بادشاہ کے ملنے کے لئے آیا ہے اور جس قدر راہ میں موانع تھے سب سے خلاصی پا کر بادشاہ کے خیمہ تک پہنچ گیا ہے اب خیمہ میں داخل کرنا اور بارگاہ میں دخل دینا یہ خاص بادشاہ کا کام ہے کہ جو ایک خاص اجازت بادشاہ ہی پر موقوف ہے ناچیز بندہ کیا حقیقت رکھتا ہے کہ جو اپنی بشری طاقتوں کے ذریعہ سے اور اپنے اختیار سے خود بخود بلا اجازت بارگاہ میں داخل ہو جاوے۔

اور اب بباعث ضعف زیادہ لکھ نہیں سکتا۔

آپ نے جو کئی شعروں کے معنی دریافت فرمائے ہیں وہ کسی اور وقت اگر خدا نے چاہا تحریر کروں گا اور امرت سر سے واپس آگیا ہوں اور واپس اگر میر علی مراد صاحب کا خط ملا سو اُن کی نسبت اور آنمخدوم کے لخت جگر کی نسبت دعا خیر کر کے حوالہ بخدا کرتا ہوں جب طبیعت رو بصحت ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ بشرط یاد آنمخدوم کے سوال یعنی اشعار کے معنوں کی بابت لکھا جاویگا۔

۱۱ر مارچ ۱۸۸۴ء مطابق ۱۳ر جمادی الاول ۱۳۰۱ ہجری

اسلام

اور غیر مذاہب والوں سے محبت

واضح ہو کہ یہ تمام ناقص اور ادھوری انجیل کی نحوستیں ہیں کہ عیسائی لوگ حق اور حقیقت سے دور جا پڑے ورنہ اگر ایک گہری نگاہ سے دیکھا جاوے کہ محبت کیا چیز ہے اور کس کس محل پر اس کو استعمال کرنا چاہیے اور بغض کیا چیز ہے اور کن کن مقامات میں برتنا چاہیے تو فرقان کریم کا سچا فلسفہ نہ صرف سمجھ ہی میں آتا ہے بلکہ روح کو اس سے معارف حقہ کی ایک کامل روشنی ملتی ہے۔

اب جاننا چاہیے کہ محبت کوئی تصنع کا کام نہیں بلکہ انسانی قویٰ

مین سے یہ بھی ایک قوت ہی اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ دل کا ایک چیز کو پسند کرکے اُس کی طرف کھنچے جانا اور جیساکہ ہر ایک چیز کے اصل خواص اُس کے کمال کے وقت بدیہی طور پر محسوس ہوتے ہین یہی محبت کا حال ہے کہ اس کے جوہر بھی اُس وقت کھلے کھلے ظاہر ہوتے ہین کہ جب اتم اور اکمل درجہ پر پہنچ جاوے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْعِجْلَ یعنی اُنھون نے گوسالہ سے ایسی محبت کی کہ گویا اُن کو گوسالہ شربت کی طرح پلادیا گیا درحقیقت جو شخص کسی سے کامل محبت کرتا ہے تو گویا اُسے پی لیتا ہے یا کھا لیتا ہے اور اُس کے اخلاق اور اُس کے چال چلن کے ساتھ رنگین ہوجاتا ہے اور جسقدر زیادہ محبت ہوتی ہے اُسی قدر انسان بالطبع اپنے محبوب کی صفات کی طرف کھینچا جاتا ہے یہانتک کہ اُسی کا روپ ہوجاتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہی یہی بھید ہے کہ جو شخص خدا سے محبت کرتا ہے وہ ظلّی طور پر بقدر اپنی استعداد کے اُس نور کو حاصل کر لیتا ہے جو خدا تعالےٰ کی ذات مین ہے پس جبکہ محبت کی حقیقت یہ ہے تو پھر کیونکر ایک سچی کتاب جو منجانب اللہ ہے اجازت دے سکتی ہے کہ تم شیطان سے وہ محبت کرو جو خدا سے کرنی چاہیے اور شیطان کے جانشینون سے وہ پیار کرو جو رحمٰن کے جانشینون سے کرنا چاہیے افسوس کہ پہلے تو انجیل کے باطل ہونے پر ہمارے پاس یہی ایک دلیل تھی کہ وہ ایک عاجز مشت خاک کو خدا بناتی ہے اب یہ دوسری دلایل بھی پیدا ہوگئین کہ اُس کی دوسری تعلیمین بھی گندی ہین کیا یہ پاک تعلیم ہوسکتی ہے کہ شیطان سے ایسی ہی محبت کرو جیساکہ خدا سے۔ اور اگر یہ عذر کیا جاوے کہ یسوع کے منہ سے سہوًا باتین نکل گئین کیونکہ وہ الہیات علمے

فلسفہ سے ناواقف تھا تو یہ عذر نکمّا اور فضول ہوگا کیونکہ اگر وہ ایسا ہی ناواقف تھا تو کیون اُس نے قوم کے مصلح ہونے کا دعوے کیا۔ کیا وہ بچہ تھا اُسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ محبت کی حقیقت بالالتزام اس بات کو چاہتی ہے کہ انسان سچے دل سے اپنے محبوب کے تمام شمایل اور اخلاق اور عبادات پسند کرے اور اُن مین فنا ہونے کے لیے بدل وجان ساعی ہوتا اپنے محبوب مین ہوکر وہ زندگی پاوے جو محبوب کو حاصل ہے سچی محبت کرنے والا اپنے محبوب مین فنا ہوجاتا ہے اپنے محبوب کے گریبان سے ظاہر ہوتا ہے اور ایسی تصویر اُس کی اپنے اندر کھینچتا ہے کہ گویا اُسے پی جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اُس مین ہوکر اور اُس کے رنگ مین رنگین ہوکر اور اُس کے ساتھ ہوکر لوگون پر ظاہر کردیتا ہے کہ وہ درحقیقت اُس کی محبت مین کھویا گیا ہے۔

محبت ایک عربی لفظ ہے اور معنی اس کے پُر ہوجانا ہے چنانچہ عرب مین یہ مثل مشہور ہے کہ تَحَبَّبَ الْحِمَارُ اور جب یہ کہنا منظور ہوتا ہے کہ گدھے کا پیٹ پانی سے بھر گیا تو کہتے ہین شَرِبَتِ الْاِبِلُ حَتّٰی تَحَبَّبَتْ اور حب جو دانہ کو کہتے ہین وہ بھی اسی سے نکلا ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ وہ پہلے دانہ کی کیفیت سے بھر گیا اور اسی بنا پر اِحْباب سونے کو بھی کہتے ہین کیونکہ جو دوسرے سے بھر جائے گا وہ اپنے وجود کو کھو دے گا گویا سو جائیگا اور اپنے وجود کی کچھ حس اس کو باقی نہین رہے گی پھر جب کہ محبت کی یہ حقیقت ہے تو ایسی انجیل جس کی یہ تعلیم ہے کہ شیطان سے بھی محبت کرو اور شیطانی گروہ سے بھی پیار کرو دوسرے لفظون مین اس کا ماحصل یہی نکلا کہ اُن کی بدکاری مین تم بھی شریک ہوجاؤ خوب تعلیم ہے

ایسی تعلیم کیونکر خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوسکتی ہے بلکہ وہ تو انسان کو شیطان بنانا چاہتی ہے خدا انجیل کی اس تعلیم سے ہر ایک کو بچاوے۔

اگر یہ سوال ہو کہ جس حالت مین شیطان اور شیطانی رنگ وروپ والون سے محبت کرنا حرام ہے تو کس قسم کا خلق اُن سے برتنا چاہیے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کا پاک کلام قرآن شریف یہ ہدایت کرتا ہے کہ اُن پر کمال درجہ کی شفقت چاہیے جیساکہ ایک رحیم دل آدمی جذامیون اور اندھون اور لولون اور لنگڑون وغیرہ دُکھ والون پر شفقت کرتا ہے اور شفقت اور محبت مین یہ فرق ہے کہ محب اپنے محبوب کے تمام قول اور فعل کو بنظر استحسان دیکھتا ہے اور رغبت رکھتا ہے کہ ایسے حالات اُس مین بھی پیدا ہوجائین مگر مشفق شخص مشفق علیہ کے حالات بنظر خوف وعبرت دیکھتا ہے اور اندیشہ کرتا ہے کہ شاید وہ شخص اس تباہ حالی مین ہلاک نہ ہوجاوے اور حقیقی مشفق کی یہ علامت ہے کہ وہ شخص مشفق علیہ سے ہمیشہ نرمی سے پیش نہین آتا بلکہ اُس کی نسبت محل اور موقع کے مناسب حال کارروائی کرتا ہی اور کبھی نرمی اور کبھی درشتی سے پیش آتا ہے بعض وقت اُس کو شربت پلاتا ہے اور بعض اوقات ایک صادق ڈاکٹر کی طرح اُس کا ہاتھ یا پیر کاٹنے مین اُس کی زندگی دیکھتا ہے اور بعض اوقات اُس کے کسی عضو کو چیرتا ہے اور بعض اوقات مرہم لگاتا ہے۔ اگر تم ایک دن ایک بڑے شفاخانہ مین جہان صدہا بیمار اور ہر ایک قسم کے مریض آتے ہون بیٹھکر ایک حاذق تجربہ کار ڈاکٹر کی کارروائیون کو مشاہدہ کرو تو اُمید ہے کہ مشفق کے معنی تمھاری سمجھ مین آجائین گے سو تعلیم قرآنی ہمین یہی سبق دیتی ہے کہ نیکون اور ابرار

مذ ہیل

اخیار سے محبت کرو اور فاسقوں اور کافروں پر شفقت کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ یعنی اس قدر یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہیں سکتا اور نہایت درجہ خواہشمند ہے کہ تم ان بلاؤں سے نجات پا جاؤ۔ پھر فرماتا ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ یعنی کیا تو اس غم سے ہلاک ہو جائے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے مطلب یہ ہے کہ تیری شفقت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ تو ان کے غم میں ہلاک ہونے کے قریب ہے اور پھر ایک مقام میں فرماتا ہے تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَۃِ یعنی مومن وہی ہیں جو ایک دوسرے کو صبر اور مرحمت کی نصیحت کرتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ شدائد پر صبر کرو اور خدا کے بندوں پر شفقت کرو اس جگہ بھی مرحمت سے مراد شفقت ہے کیونکہ مرحمت کا لفظ زبان عرب میں شفقت کے معنوں پر مستعمل ہوتا ہے قرآنی تعلیم کا اصل مطلب یہ ہے کہ محبت جس کی حقیقت محبوب کے رنگ رنگین ہو جانا ہے بجز خدا تعالیٰ اور صلحاء کے اور کسی سے جائز نہیں بلکہ سخت حرام ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ اور فرماتا ہے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤی اَوْلِیَآءَ اور پھر دوسرے مقام میں فرماتا ہے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ یعنی یہود اور نصاریٰ سے محبت مت کرو اور ہر ایک شخص جو صالح نہیں اس سے محبت مت کرو۔ ان آیتوں کو پڑھ کر نادان عیسائی دھوکا کھاتے ہیں کہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ عیسائی وغیرہ بیدین فرقوں سے محبت نہ کریں۔ لیکن نہیں سوچتے کہ ہر ایک لفظ اپنے محل پر استعمال ہوتا ہے جس چیز کا نام محبت ہے وہ فاسقوں اور کافروں کی اُسی صورت میں پایا جانا متصور ہے کہ جب ان کے کفر اور فسق سے کچھ حصہ لے لے وہ نہایت سخت جاہل وہ شخص ہوگا جس نے یہ تعلیم دی کہ اپنے دین کے دشمنوں سے پیار کرو ہم بار ہا لکھ چکے ہیں کہ پیار اور محبت اسی کا نام ہے کہ اُس شخص کے قول اور فعل اور عادت اور خلق اور مذہب کو رضا کے رنگ میں دیکھیں اور اس پر خوش ہوں اور اس کا اثر اپنے دل پر ڈال لیں اور ایسا ہونا مومن سے کافر کی نسبت ہرگز ممکن نہیں۔ ہاں مومن کافر پر شفقت کرے گا اور تمام دقائق ہمدردی بجا لائے گا اور اس کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا غمگسار ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب ملت کے تم لوگوں سے ہمدردی کرو بھوکوں کو کھلاؤ غلاموں کو آزاد کرو قرضداروں کے قرض ادا کرو اور زیر باروں کے بار اٹھاؤ اور بنی نوع سے ہمدردی کا حق ادا کرو اور فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی یعنی خدا تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ عدل کرو اور عدل سے بڑھ کر یہ کہ احسان کرو جیسے بچہ سے اُس کی والدہ یا کوئی اور شخص محض قرابت کے جوش سے کسی کی ہمدردی کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ یعنی نصاریٰ وغیرہ سے جو خدا نے محبت کرنے سے ممانعت فرمائی تو اس سے یہ نہ سمجھو کہ وہ نیکی اور احسان اور ہمدردی کرنے سے تمہیں منع کرتا ہے نہیں بلکہ جن لوگوں نے تمہارے سے قتل کرنے کے لئے لڑائیاں نہیں کیں اور تمہیں تمہارے وطنوں سے نہیں نکالا وہ اگرچہ عیسائی ہوں یا یہودی ہوں بے شک ان پر احسان کرو ان سے ہمدردی کرو انصاف کرو کہ خدا ایسے لوگوں سے پیار کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے اِنَّمَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظٰھَرُوْا عَلٰۤی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی خدا نے جو تمہیں ہمدردی اور دوستی سے منع کیا ہے تو صرف ان لوگوں کی نسبت جنھوں نے دینی لڑائیاں تم سے کیں اور تمہیں تمہارے وطنوں سے نکالا اور بس نہ کیا جب تک باہم مل کر تمہیں نکال نہ دیا سو ان کی دوستی حرام ہے کیونکہ یہ دین کو مٹانا چاہتے ہیں اس جگہ یاد رکھنے کے لائق ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تولّی ✤ عربی زبان میں دوستی کو کہتے ہیں جس کا دوسرا نام مودت ہے اور اصل حقیقت دوستی اور مودت کی خیرخواہی اور ہمدردی ہے سو مومن نصاریٰ اور یہود سے اور ہنود سے دوستی اور ہمدردی اور خیرخواہی کر سکتا ہے احسان کر سکتا ہے مگر ان سے محبت نہیں کر سکتا۔ یہ ایک باریک فرق ہے اس کو خوب یاد رکھو۔

(حضرت اقدس امام الزمانؑ)

مسئلہ تصویر

حضرت اقدس مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے فوٹو کی متعلق بعض دوستوں نے کئی قسم کے سوال کئے ہیں اور اس مسئلہ کی تحقیقات کی ہے ... رہا ہے ہمارے محسن و مخدوم مولانا مولوی عبد الحکیم صاحب سیالکوٹی نے جس طرز اور اسلوب پر اس مسئلہ کو

✤ نوٹ تولّی کی تا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تولّی میں ایک تکلف ہے جو مغائرت پر دلالت کرتا ہے مگر محبت میں ایک حد تک مغائرت باقی نہیں رہتی۔ منہ

اپنی چٹھی نمبر ۵ مطبوعہ الحکم مورخہ ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء مین حل کیا ہے ہمارے خیال مین اس سے بہتر ممکن نہین ہے- مولانا صاحب کا طرز ایک بصیرۃ اور ایمانی قوت اپنے اندر رکھتا ہے- اور اگر ہمارا ایمان اس قسم کا نہین تو بے شک ٹھوکر اور خطرہ کا اندیشہ ہے کیونکہ اُس حکم عدل کا ایک فعل ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ٹھیرایا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا گو اُس کے بعد کسی اور مضمون کی اس مسئلہ پر ضرورت نہ تھی تاہم ہم ذیل مین ایک اور مضمون درج کرتے ہین جو ہمارے محترم بھائی منشی عبد العزیز دہلوی نے کرزن گزٹ مین چھپوایا ہے-(ایڈیٹر)

یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ کتب سابقہ کی تعلیم مختص الزمان اور مختص المکان تھی اور اس بات کا حق صرف اسلام کو ہی حاصل ہے کہ اس کے تمام عالمگیر اصول کل دنیا کے واسطے اور ہر زمانہ کے لئے قواعد فطرت انسانی کے موافق نہایت موزون اور مناسب ثابت ہوئے ہین اور کوئی ایک اسلامی مسئلہ بھی ایسا نہین مل سکتا ہے جو گوش خوش کن ابلہ فریب ڈھکوسلون کی طرح محض خیالی ہون اور اُن پر عمل درآمد کرنے کی کبھی کسی نے کوشش نہ کی ہو اگر کتب سابقہ کی تعلیم پر کسی کو پورا پورا عمل درآمد ہو تو سمجھنا کہ دن ریل محکمہ ڈاک خانہ اور تار برقی اور بعض دیگر کارخانجات کا کام بند کردینے سے تمام کارخانہ درہم برہم ہوجاتا ہے لیکن الحمد للہ کہ ہمارے پیارے مذہب اسلام مین کوئی ایک بھی ایسا مسئلہ نہین ہے جس کی وقعت ایک تصور یا خیال کے برابر ہو- اور جس پر عمل درآمد ہونے سے تمام کارخانہ عالم درہم برہم ہوجاتا ہو- وہ لوگ جنھون نے اپنے ہر ایک خلاف فطرت خیالات کے اثبات اور تصدیق کا ٹھیکہ لے رکھا ہے خواہ کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی اُن خیالات کی پابندی نہ کی ہو وہ ہمارے مخاطب نہین ہین البتہ محققانہ طبیعتون کے واجب التعظیم خیالات کی ہماری نگاہ مین وقعت ہے اس لئے ہم جواز و حرمت تصویر کی بابت مختصر الفاظ مین اپنے خیالات ظاہر کرتے ہین تصویر کی حرمت کی بابت پہلے بھی بہت کچھ بحثین ہوچکی ہین لیکن افسوس ہے کہ ان پر مجموعی نگاہ ڈالنے سے جواز یا عدم جواز کی بابت کوئی قطعی رائے قائم نہین ہوسکتی ہے اس لئے ہم فی الحال چند مختصر نوٹ کرزن گزٹ کے ناظرین کی واسطے پیش کرتے ہین اور آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ تمام حدیثون اور اقوال کو یکجا جمع کرکے اس مسئلہ پر مفصل بحث کرین گے-

حرمت تصویر کی بابت کلام الٰہی مین تو کہین بھی ذکر نہین ہوا ہے اب رہین احادیث سو اکثر احادیث پر عمیق نگاہ ڈالنے سے یہ ضرور پتہ لگتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کپڑون کو جن پر تصویرین ہوتی تھین بعض صحابی کے گھر مین دیکھنے سے ناراضگی ظاہر فرمائی ہے لیکن یہ ہرگز ثابت نہین ہوتا ہے کہ آپ نے کبھی اُن کپڑون کو بالکل ضائع کردینے کے واسطے ارشاد فرمایا ہو بلکہ اُن کپڑون کو پھاڑ کر تکیہ وغیرہ بنانے کا حکم دینے سے تو اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ تصویر کا گھر مین رکھنا قطعی حرام تو نہین ہے کیونکہ اگر قطعی حرام ہوتا تو ضرور اُن کپڑون یا چیز تصویرین ہوتی تھین قطعاً ضائع کردیا جاتا ان کے علاوہ بعض احادیث ایسی بیان کی جاتی ہین کہ جس کے گھر مین تصویر ہوتی ہے وہان رحمت کے فرشتہ کا دخل نہین ہوتا ہے- اگر اس قسم کی احادیث واقعی صحیح ہین تو بھی اُن سے تصویر کی حرمت ثابت نہین ہوسکتی ہے کیونکہ اول تو اس بات کی تحقیق کرنی چاہیئے کہ مخبر صادق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد تصویر سے کیا تھی ہم سمجھتے ہین کہ ضرور اس موقعہ پر تصویر سے مراد بت تھے ورنہ جب آپ جانتے تھے کہ محض تصویرون کے گھر مین رہنے سے رحمت کے فرشتہ کا گذر ہونا بند ہوجاتا ہے تو آپ تصویردار کپڑون کے تکیہ اور فرش بنانے کی بابت ہرگز ارشاد نہ فرماتے بلکہ اُنکو جلا کر ضائع کردینے کا حکم فرماتے- اب ہم دیکھنا چاہتے ہین کہ جو لوگ تصویرون کے گھر مین رکھنے سے رحمت کے فرشتہ کی آمد و رفت بند ہوجانے کا عقیدہ رکھتے ہین آیا اُنھون نے کبھی اپنے خیالات کے موافق کاربند ہونے کی کوشش کی یا نہین- سو ہم دعوے سے کہتے ہین کہ نہین اور ہرگز نہین ان کی مثال بعینہ ایسی ہے کہ مچھر کو چھانتے اور اونٹ کو نگل جاتے ہین- یہ سخت حماقت بلکہ بے شرمی کی بات ہے کہ اپنی خودغرضی اور تن آسانی کے واسطے سرکاری سکہ کو جس پر تصویر موجود ہے کئی کئی تھیلون مین بند کرکے رکھا جاوے بلکہ کمینہ طور پر بھی اگر یہ تصویرین ہاتھ آسکتی ہون تو اُن کے حاصل کرنے سے دریغ نہ کیا جاوے اور ان کی وقعت دل مین اس درجہ قایم کرلی جاوے کہ خدا پر بھروسا کرنے کی بہ نسبت اس پر حد درجہ جان فدا کی جاوے لیکن معمولی تصویرون کی بابت ایسی شد و مد سے بحث کی جاوے ہماری راے مین ان سکون سے بڑھ کر اور کونسی تصویرین ہوسکتی ہین جن کی وجہ سے انسان خدا اور رسول کریم کی طرف سے از حد غافل ہوجاتا ہے بلکہ اور تصویرون کی تو اس زمانہ مین جس قدر بے قدری ہوئی ہے شاید ہی کسی زمانہ مین ایسی ہوئی ہوگی- البتہ ان تانبے چاندی اور سونے کی تصویرون نے جس قدر دنیا کو قبلۂ حاجات کی طرف سے دور اور مہجور کرنے مین کامیابی حاصل کی ہے اگر اس پر ان تصویرون والے خیالی احکام کو چسپان کرنے کی کوشش کی جاوے تو شاید بیجا نہ ہوگا لیکن ہم کو کوئی شخص ایسا نہین دکھائی

دیتا ہے جس سے ایک لمحہ کے لئے بھی اس پر عمل درآمد کرنے کی کوشش کی ہو کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ ایسے ناقابل عمل احکام اسلام کی تعلیم میں ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص تصویر کے گھر میں نہ رکھنے کی بابت اس درجہ کا پابند ہو کہ وہ شیشہ بھی دیکھنا چھوڑ دے کیونکہ اس میں خود اپنی ہی تصویر کھنچی کھنچائی سامنے موجود ہو جاتی ہے بلکہ ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ خواہ کوئی اس مسئلہ پر اس درجہ پر کاربند ہو جاوے کہ ہر وقت اپنی آنکھیں بند رکھنے لگے کیونکہ یہ ثابت شدہ بات ہے کہ دونوں آنکھوں میں جو کچھ سامنے موجود ہوتا ہے اس کا عکس پڑنے سے ہر وقت آنکھوں میں وہ تصویریں کھنچی ہوئی ہیں لیکن کوئی ذی شعور باور نہیں کر سکتا ہے کہ ان سے احکام اسلام کچھ بھی تعلق رکھتے ہوں یہ سخت غلطی ہے کہ کسی مسئلہ میں اپنے خیالات کی پابندی سے حد درجہ مبالغہ کیا جاوے۔ جہاں تک ہم خیال کرتے ہیں ہم کو شریعت کی [illegible] کی بابت کوئی قطعی حکم نہیں ملتا ہے [illegible] اس بات سے کہ حکم پر عمل درآمد [illegible] امر محال ہے [illegible] ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور ایسے ناقابل عمل احکامات سے اسلام کو کچھ تعلق نہیں ہے

([illegible])

غض بصر

مندرجہ بالا مضمون پر ہمارے محسن مخدوم مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ایک مختصر سا خطبہ ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کو پڑھا تھا۔ ہم اس مضمون کو اپنے الفاظ میں بیان کرنا چاہتے ہیں۔

قرآن کریم کا یہ عام اصول ہے کہ وہ مبادی گناہ تک سے روکتا ہے جو تقویٰ اللہ کی باریک سے [illegible] ہے۔ آنکھ کا بے محل اٹھنا بہت سی خرابیوں کا موجب ہو کر اس لئے قرآن کریم نے غض بصر یعنی نیچی نگاہ رکھنے کی تعلیم دی چنانچہ فرمایا

قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم ذلك ازكى لهم ان الله خبير بما يصنعون

یعنی مومنوں سے کہدو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔ اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ نہایت پسندیدہ بات ہے بے شک اللہ ان تمام باتوں سے آگاہ ہے جو وہ کرتے ہیں

اس آیت کو اللہ تعالیٰ نے باہمی معاملات اور اصول تمدن پر تعلیم دیتے ہوئے سورہ نور میں فرمایا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم کے نیچے ایک عظیم الشان نور موجود ہے اور عدم تعمیل سے ایک خوفناک اندھیرا قلب پر چھا جاتا ہے جو آخر دل دماغ سب کو تباہ کر کے انسان کو تاریکی کا فرزند بنا دیتا ہے۔

جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے کہ قرآن کریم باریک سے باریک مبادی گناہ سے بچنے کی ہدایت فرماتا ہے اس مقام پر بھی قرآن کریم کی پہلی آیتوں پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ اول ان موٹی موٹی باتوں کی ہدایت کی ہے جو انسان کو شرمناک گناہ حرامکاری سے روکتی ہیں اور پھر سلسلہ وار ذکر کرتے کرتے **غض البصر** کی ہدایت فرمائی ہے۔

بہت سے گناہ ایسے ہیں کہ ان سے بچنے میں کسی نہ کسی قسم کی ریا کو دخل ہوتا ہے یا کم از کم ہو سکتا ہے مثلاً اگر شراب پینے سے بچتا ہے تو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ لوگ شرابی سمجھ کر نکو نہ بنائیں یا جھوٹ سے احتراز کرتا ہے تو بے اعتبار بننے کے خیال سے مگر غض بصر کا ایک حکم ایک ایسا حکم ہے کہ اس پر چلنے والا اور اس کی پابندی کرنے والا بالکل [illegible] اور خدا تعالیٰ ہی کے لئے اس کی تعمیل کرنے والا جوانمرد ہے۔ کیونکہ آنکھ کی چوری ایک ایسی چوری ہے کہ انسان نامحرم کو دیکھ بھی سکتا ہے اور کوئی آگاہ بھی نہیں ہو سکتا وہ بڑا فسق یعنی زنا اگر اس کی تاریخ پر غور کرو۔ اور ان ہزاروں لاکھوں آباد شہروں پر نظر کرو جو اس زنا کی وجہ سے تباہ ہو کر کھنڈرات بن گئے۔

ہاں جس بدکاری کی وجہ سے زمین کانپتی اور کوشش کرتی ہے کہ زانی کو نگل لے۔ جس نے ہزارہا قوموں کے نام نشان مٹا دئے اس کی علت موجبہ آنکھ ہی کی چوری ہے۔ پہلے آنکھ کسی نامحرم کو تاڑتی ہے پھر زبان اس کے متعلق حالات دریافت کرتی ہے اور کان سنتے ہیں۔ پھر یہاں تک کہ زنا تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ پس دیکھو قرآن کریم نے اس اصل مرض سے بچنے کے لئے اول ہدایت کی کہ تم اپنی نگاہیں نیچی رکھو۔ چونکہ یہ حکم **قل للمؤمنين** سے شروع ہوا تو معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے غض بصر ایک لازمی شے ہے اگر ہم غض بصر کی پرواہ نہیں کرتے اور آنکھ کو ہر محرم و نامحرم جگہ پر کھلا اور آزاد چھوڑتے ہیں تو یاد رکھو کہ یہی نہیں کہ ہم ایک بربادی اور تباہی کے لئے سامان بنا رہے ہیں بلکہ ایمان کو ہاتھ سے دے رہے ہیں اسی لئے ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن جب زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے۔

بے شک یہ امر واقعی ہے کیونکہ ارتکاب زنا تک تو بہت سی بے ایمانیوں کا ارتکاب کر چکا۔ ایک بدی دوسری بدی کا نتیجہ اور تیسری کی علت ہوتی ہے۔ یوں یہ یوں ہی ترقی ہوتی ہے اور ایمان زائل ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ ایمان سلب ہو جاتا ہے (اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے آمین)

اس امر کو اور بھی واضح کرنے کے لئے فرمایا ویحفظوا فروجھم اور اپنے شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں۔ ترتیب قرآن کریم پر غور کرو۔ اوّل غض بصر کا حکم دیا۔ پھر حفاظت فروج کی ہدایت فرمائی۔

چونکہ انسان کے وہ تمام سوراخ جو حواس کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ مثلاً کان۔ ناک۔ دہن۔ وغیرہ ان سب کا عمل نظر کے بعد شروع ہوتا ہے اس لئے اس ہدایت کو غض بصر کے بعد میں رکھا۔ اس کو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ غض بصر اگر کریں گے تو حفاظت فروج کی توفیق ضرور ملے گی۔

اور ایک اور نصیحت اور پاک ہدایت بھی یحفظوا فروجھم میں مرکوز ہے کہ غض بصر تو کرو۔ اس سے کہیں یہ سمجھ لو کہ منہ سے ناپاک باتیں کریں یا کانوں سے گندی اور ناپاک باتیں سنیں اس میں کوئی گناہ نہیں۔ نہیں نہیں ایسا بھی مت کرو۔ بلکہ ہمارے اپنے خیال میں ناپاک اور مخرب اخلاق فسانوں اور ناولوں کا پڑھنا بھی اس حکم کے رو سے صحیح نہیں ہے۔

تو غرض یہ ہے کہ زنا اور بدکاری کے تمام مبادی سے اللہ کریم نے انسان کو بچنے کی ہدایت فرمائی ہے اور پھر اس کا نتیجہ بھی بتلایا کہ ذٰلك أزكى لهم یہ تمہارے لئے بہت ہی پسندیدہ بات ہے تزکیہ قلب اور تصفیہ روح کے لئے یہ بہترین نسخہ ہے خدا قدوس اور پاک خدا ہے وہ پاکیزگی چاہتا ہے اور پاکیزگی کے لئے یہ راہ ہے۔

اس وقت ہم ضرورت نہیں سمجھتے کہ زنا کی برائیوں پر کوئی مضمون لکھیں کیونکہ یہ ایک مسلّم برائی ہے خود زانی اور حرامکار اس کو برا سمجھتے ہیں۔ اس کے نتائج ایسے بدیہی ہیں کہ ان پر بھی کسی بحث کی ضرورت نہیں نہ جسمانی صحت درست رہ سکتی ہے نہ روحانی حالت ٹھیک ہو سکتی ہے آتشک اور جذام کا مریض ہو کر دنیا سے دور اور دنیا کا ملعون۔ اور حدود اللہ کے توڑنے کی وجہ سے خدا سے دور اور ملعون ہو جاتا ہے۔ پس اس سے بچنے کے لئے شفابخش نسخہ اگر کوئی ہے تو یہی غض بصر ہے۔

پھر غض بصر کو شاید کوئی مشکل امر اور ناممکن بات خیال کرے کہ یہ ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کا علاج بتلایا کہ غض بصر کیونکر ہو سکتی ہے یاد رکھو انّ اللہ خبیر بما یصنعون۔ اللہ تعالیٰ ان تمہاری کرتوتوں سے واقف ہے جو وہ کرتے ہیں۔ یعنی جو کچھ اپنی زبان سے کہتے اور کانوں سے سنتے دل و دماغ سے سوچتے اور اعضاء سے کام لیتے ہیں۔ خدا ان سے بیخبر نہیں۔

یہ ایک ایسا گر ہے کہ اگر انسان اس کو ہر وقت پیش نظر رکھے تو یقیناً یقیناً وہ نیکی اور پاکیزگی کی راہوں پر قدم مارنے کی توفیق پائے گا جب انسان کوئی کام کرے تو وہ سوچے کہ کیا اللہ تعالیٰ کی نظر سے یہ پوشیدہ اور مخفی ہے؟ اور جب مخفی نہیں تو پھر اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ سوچے کہ کیا اس میں اس کی رضا اور اجازت ہے یا نہیں؟ اگر اجازت نہیں تو اس سے احتراز کرے اور اگر اس کی رضا کا ذریعہ ہو تو الی القدر کرے۔

الغرض خدا تعالیٰ نے مومنین کو غض بصر کی ہدایت کی جو ان کے لئے پاک اور بہترین نتائج کی مثمر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے پڑھنے والوں کو اس پاک ہدایت کی توفیق دے۔ آمین

کچھ اپنی نسبت

یہ امر جلد سے ناظرین سے مخفی نہیں کہ جون ۱۸۹۹ء سے جب سے کہ اخبار کی ظاہری حالت میں ایک نمایاں تبدیلی ترقی کی صورت میں کی ہے سابق اور حال کے اخراجات میں دو اور تین کی نسبت ہو گئی ہے ہم کو خیال تھا کہ ہمارے ناظرین بجائے خود اس امر پر توجہ کریں گے لیکن ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بجز چند ایک دوستوں کے کسی نے اس ضرورت کو محسوس نہیں کیا چنانچہ انہوں نے اخراجات کی بیشی پر لحاظ کر کے نہایت خوشی سے لکھا کہ اگر اخبار کی قیمت میں کچھ بیشی کر دی جائے تو مناسب ہے اور وہ دینے کو طیار ہیں۔ مگر ہم نے عام ناظرین کی حالت کا اندازہ کرنے کے لئے اس امر پر کوئی توجہ نہیں دلائی۔ اور پہلے یہ چاہا کہ ہم خود اس طرز پر اخبار کو چلا کر تو دیکھیں۔ سو الحمد للہ کہ چار مہینے سے الحکم نئی طرز پر شائع ہو رہا ہے اور خدا کے فضل سے دوسرا نمبر پہلے نمبر سے بہتر ہی ہوتا ہے۔

ہاں

بعض مشکلات اور دقتیں جو اس راہ میں ہیں اور خصوصاً ہماری راہ میں وہ بعض اوقات ہمارے شوقین ناظرین کو منتظر کر دیتی ہیں بے شک انکا حد سے بڑھا ہوا شوق انکو اس حالت تک پہنچا دیتا ہے لیکن اگر ہماری مشکلات کا جو یہاں ہو سکتی ہیں اندازہ بھی وہ کر لیں تو ممکن ہے کہ حد سے بڑھے ہوئے اضطراب تک وہ نہ پہونچیں۔ بہرحال یہ سب کو ماننا پڑے گا کہ اخبار کی حالت پہلے کی نسبت اچھی اور عمدہ ہے۔

مگر

اس کے قیام اور استقلال کے لئے ناظرین

کی توجہ کی ضرورت بدستور ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ ہمارے اس اپیل پر جو مارچ ۱۸۹۹ء مین شائع کی گئی تھی بہت کچھ توجہ ہوگی مگر بجز دو تین خطون کے کسی نے اظہار ہمدردی بھی تو نہ کیا۔ البتہ آفریقہ والے ہمارے دو تین احباب اس سے مستثنیٰ ہین جنھون نے مالی امداد دیکر ایک بوجھ سے سبکدوشی فرمائی امید کی گئی تھی کہ اگر اور کچھ نہین تو کم از کم ہمارا زر واجب ہی دیکر ہماری مدد کی جاوے گی لیکن اکثر دوستون کی طرف سے ایسا سلوک ہوا ہے جو الٹے نقصان کا موجب ہوا ہے۔ بعض نے وی پی منگوا کر واپس کئے۔ بعض نے جنکو اطلاع دیکر وی پی بھیجا تھا۔ باوصفیکہ اول کوئی جواب نہین دیا پھر کیک عذر کرکے واپس کر دیا۔ بعض نے یہ کمال دکھایا کہ اخبار لینے سے جب قیمت طلب کی تو ہنہ تدار و گمنام گئے ہمارا خیال ہے کہ اس قسم کے آدمی ہمارے احباب مین سے نہین ہونگے۔ ہم مناسب نہین سمجھتے کہ ان کے نام نامی کا اظہار کیا جاوے بہر حال اس وقت تک ایک بہت بڑا حصہ بیباق نہین ہوا۔ اور ابھی کوئی تین سو سے اوپر اخیر ۱۸۹۹ء تک خریداران موجودہ کے ذمہ ہے۔ اگر یہ روپیہ جلد وصول ہو جاوے تو اس مین سے اخراجات نکال کر پہلی زیر باریون سے کسیقدر مخلصی ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہمے تجویز کیا ہے کہ آیندہ تا وقتیکہ یہ اول بیباق نہ ہولین۔ ہر ایک کے نام اس کے بقایا حساب کے لئے جب چاہین وی پی بھیجکر قیمت وصول کرین۔ اور اگر کسی کو کوئی عذر ہو تو وہ ہم کو اطلاع دے ورنہ پھر اس کا حق نہ ہوگا کہ ہم کو سخت کا نقصان پہنچاوے ۱۸۹۹ء تک کا حساب بیباق ہو جانا

ضروری ہے۔ اس کے بعد آیندہ کے لئے جو مناسب ہوگا وہ ناظرین کے مشورہ سے ہوگا۔

ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے دست وباز و ناظرین پوری توجہ فرماوینگے۔

ہمارے مخالف نئے بھیس مین

شعر

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

لاہور سے خادم ہند نام ایک پندرہ روزہ چو ورقہ شائع ہوا ہے جس کی پاک اور ضروری خدمت شاید یہ قرار پائی ہے کہ وہ حق پرست راستباز نیکی خواہ نوع انسان کی ذات پر ناپاک اور ناقابل شرم حملے کرے۔ اس کا ایک نمبر ہمارے پاس بھی پہنچا ہے جس مین حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود ادام اللہ برکاتہم پر ملا جعفر زٹلی نے ایک خواب کے پیرایہ مین حسب معمول نہایت کمینے حملے کئے ہین ہم کو جعفر زٹلی کے مخاطب کرنے کی تو کچھ ضرورت نہین ہے ہان ملک کی حالت پر رحم آتا ہے کہ اگر اس کا مذاق اور اخلاقی اور روحانی حالت بگڑی ہوئی نہین تو کیون ایسے رسالے یا اخبار اشاعت پاتے ہین۔ بہر حال جبکہ مسٹر ڈوئی آج کل لاہور مین کمشنر ہین جنکے زمانہ ڈپٹی کمشنری گورداسپور مین وہ مشہور مقدمہ ہوا تھا جس مین مولوی محمد حسین بٹالوی اور جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بطور فریق ثانی تھے اور جس مین انھون نے آیندہ کے لئے فریقین کو اپنے اور اپنے دوستون کی سخت تحریرون کے شائع کرنے سے ہدایت کی تھی) تو کم از کم یہ اخبار ان کی نظر سے گذرنا

چاہیئے۔ اور گورنمنٹ کو یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے کہ کس عزیز نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے اور یہ دوسرا موقعہ ہے ہم ایسی تحریرون کو پسند نہین کرتے اور خصوصاً جبکہ ہمارے حضرت نے ان لوگون کو مخاطب کرنے سے بھی عام اشتہار کے ذریعہ منع فرمایا ہے پس ہمارے مخالفون کو کم از کم متانت اور تہذیب کا شیوہ اختیار کرنا چاہئے اور گورنمنٹ کو ایسے لوگونکا خیال رکھنا چاہئے جو ایسی تحریرون سے ایک جماعت کی دل آزاری کرتے ہین

فہرست آمد چندہ مکان

چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ ۵
مفتی محمد صادق صاحب معرفت مولوی محمد علی صاحب ... عہ
حکیم فضل الدین صاحب معرفت ... ۶
محمد صدیق صاحب سکنہ سیکھوان ... لعہ
امام الدین صاحب ... لعہ
خیر الدین صاحب ... عہ
منشی عبد العزیز صاحب پٹواری ... عہ
محمد یامین صاحب از ورتہ ... عہ

قابل توجہ و تعمیل

تمام برادران جماعت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت مین التماس ہے کہ چونکہ مین حضرت اقدس کی تصدیق مین ایک کتاب لکھ رہا ہون اور اس مین یہ بھی لکھا گیا ہے کہ لوگون کے خوابون اور الہامون اور کشوف کو بھی درج کتاب کیا جاوے جنکی رو سے حضرت اقدس کو راستباز اور مہدی اور مسیح موعود سمجھنے لگے ہین۔ لہذا آپ قسم کھا کر سچ سچ لکھکر میرے پاس قادیان مین بھیج دین تا کہ ان کو بعد شہادت درج کیا جاوے

خاکسار مرزا خدا بخش

مرہم عیسیٰ

ان مرضوں کے واسطے شفا ہے

ہر قسم طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر (کنٹھ مالا) گلٹیاں - بدھ - طرح طرح کے ناسور - زخموں کی کیڑے پڑ جانے گندے زخم - پھنسی - پھوڑے گھاؤ - گنج - خارش - تلی کے ورم - طرح طرح کی جلد کی بیماریاں - موچ - چوٹوں کے زخم - بواسیر کے درد - ناخنوں کا سردی سے پھٹ جانا کانوں سے ریم کا بہنا - جل جانا چاقو وغیرہ کا کاٹ لینا - عورات کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ وغیرہ -

قیمت فی ڈبیہ ۸ ؎ - ۱۲ ؎ - علاوہ محصول ڈاک -

معزز بھائیو!

کوئی تعجب کی بات نہیں مرہم عیسی اسکو اس لئے کہتے ہیں کہ صلیب پر کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسی علیہ السلام زندہ بچ گئے تو ان کے صلیبی زخموں پر لگانے کے لئے الہام الہی کی بنا پر حواریوں نے اس کو طیار کیا تھا - اسی لئے اس کو مرہم حواریین بھی کہتے ہیں ۔

خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ میں اترا اس مقدس بشر (مسیح) کی زخموں کے چنگا کرنے میں معجزہ ثابت ہوا - ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبوں نے اسکو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا - حکماء یورپ بھی اس کے اعجازی خواص کے قائل ہیں -

ہم نے کمال محنت و احتیاط سے اسکے بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے منگائے ہیں خالص یقینی صحیح اور آلایش سے پاک مرہم خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی طیار کرتے ہیں -

یہ بے نظیر مرہم وزرا مقام مرض پر اثر کرتی ہے - آج تک ایسی کوئی مرہم ایجاد نہیں ہوئی

اس کے نہایت مفید اور پر تاثیر ہونے کے ثبوت میں بکثرت **سندات** موجود ہیں -

اس مجرب مرہم کو ضرور ضرور خرید کر نفع اٹھاؤ

کارخانہ مرہم عیسیٰ سے

حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت "تاریکی چشم دھند جالا پردال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ لعہ خالص ممیرا فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور ہون نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب احاطہ

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص معضلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ یا پراور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے معضلات مین جہان لایق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے مین بلاتکلف وشبہ بشارت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے - راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم ساگلی صاحب بہادر ایم۔بی۔ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے طیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم و بوی عمرہ ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکوں مین جوڑو جوڑو دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی تھی ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی مین فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے طیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے مین حاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے - راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے طیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید مبارک شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی جعلی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے ۵ مارچ ۱۹۰۵ء مین جمع کیا گیا ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

قادیان دارالامن والامان ۲ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۸۹۹ء

منشی عبدالحق صاحب لاہوری کے اعتراضات اور حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی طرف سے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

ساصرف عن ایتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق -

مین مدتون اس مین حیران رہا یون سمجھئے کہ میرے دل کی ایسی بناوٹ ہی نہ تھی کہ مین جلد اس راز کو پا جاتا اور حیرانی کی زیادہ زحمت نہ اٹھاتا کہ ایک کھلی صداقت کا کیونکر انکار کیا جاتا ہے اور ایک دیکھے ہوئے پرکھے ہوئے راستباز سے انجھکر کیا معنے - بارہا رہ رہ کر مینے اس آیت کو سوچا ہے وقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون ہ مجھے اس سے بڑھکر قوم پر حجت پوری کرنے والی بات نظر نہین آتی - یہ حجت سیدھی تیر کی طرح کلیجون کے اندر لگتی اور انسانی کانشنس کے آگے دردانگیز اپیل ہے - اسی لئے اس کے منقطع مین افلا تعقلون لایا گیا ہے حقیقت مین ایک شخص چالیس سال تک اٹھتی ہوئی جوانی کے جوشون اور پرزور جذبات کے ہیجان کے وقت ایک ایسی سوسائٹی مین رہ کر جس مین بے قیدی کی کوئی حد و پایان نہ ہو مسلم این - امون اور متقی ہو - حیرت انگیز امر ہے - یہ توجیہ نہ ہوگا کہ گرد و پیش کے نظارون کو اس کا محرک و موثر کہا جائے کہ اس کی پاک تہذیب اور تصفیہ باطنی اور ممتاز سیرت کے وہ باعث ہوئے اس لئے کہ یہ امر مسلم ہے کہ اس کے آس پاس کوئی پاکیزہ منظر اور اس کی تطہر کے لئے کوئی دلکش میدان نہ تھا - اور قومی مالوفات اور معاشرت و تمدن کا حال خود عیان ہے - پھر یہ بلند پروازی اور بلند حوصلگی اور یہ تقدس اور تطہر اور مالوفات و محبوبات قومی سے یہ بیزاری - یہ مہذب اخلاق یہ پرلے درجہ کی راست بازی اور یہ مادی جسمانی چیزون سے کامل انقطاع اور تبتل الی اللہ اگر کسی اندرونی تحریک یا بلفظ دیگر یون کہو اور یہی درست اور اکمل پیرایہ ہے کہ کسی مادی اور مالوف اسباب سے وراء الورا تحریک کا اثر نہین تو کیا ہے دانشمندون اور انسانی حالات کے واقف کارون کے لئے غور کرنے اور اس سے اور زیادہ آگے بڑھنے کے لئے اتنا سامان کافی تھا اور جنھون نے اس جدید دعوت کرنے والے داعی کو قبول کیا ان ہی قرائن کے مدمہ کی رہبری سے کیا ہے - اسی سے تو ان حسن ظن مین سبقت لے جانے والون اور قرائن مرجحہ کی بنا پر قبول کر لینے والون کا نام صدیق ہوا - خدا کی باتین کیا ہی درست اور پر حکمت ہین لیہلک من ہلک عن بینۃ و

یحییٰ من حیّ عن بینۃ۔

بہر حال چونکہ ہر مرض کا سبب ضرور ہوتا ہے اس خطرناک مرض کا بھی تو کوئی سبب ضرور ہونا چاہیئے۔ کہ ایک انسان کو رحیم برنگ بات میں معروف و مسلّم پھر اُس کا انکار ہی نہیں کیا گیا۔ بلکہ اُس کے استیصال کے لیے ہر قسم کے منصوبے سوچے گئے۔ مین بیخبری کے ایام میں جب کبھی قرآن کریم کی آیت **یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم** پڑھتا مجھے بڑا تعجب آتا کہ باوجود معرفت پھر انکار اور جدال کیا۔ مگر عمر نے یہ معما کھول دیا کہ مختلف قسم کے نہان در نہان امراض کی وجہ سے انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے اور یہان تک اس کی حالت ہو جاتی ہے کہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور سنتے ہوئے نہیں سنتا۔ اس حالت کو خدا نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے **ختم اللّٰہ علی قلوبھم و علی سمعھم و علی ابصارھم غشاوۃ**۔ ہم اپنے دل کی رقت کو دیکھتے ہیں کہ قصداً ادنیٰ سی ایذا کسی کو دینے کی جرات نہیں کر سکتا اور اگر کبھی سہواً کوئی درشت کلمہ جوش نفس سے کسی کے حق میں نکل جائے تو پشیمانی سے گھنٹوں دماغ کی حالت ایسی رہتی ہے کہ گویا کوئلون کی ایک انگیٹھی ہے جو جل رہی ہے اور پھر ایک ایسے سنگدل انسان کا تصور کرتے ہیں جو چند روپیہ بلکہ چند پیسون کے لالچ سے انسان کے پیارے ننھے بچہ کا خون کر دیتا ہے تو حقیقت میں حیرت انگیز مقابلہ نظر آتا ہے۔ مگر باریک بین سمجھ سکتا ہے کہ ہر بات کا سبب ہے۔ یقیناً مبادی ہین جو آخر دل کے اس درجہ تک کی قساوت کے موجب بن گئے۔ مگر خدا کی کتاب نے جو حیرت کی تاریکی سے نکال کر نور کے بلند سطح پر لانے والی ہے راستبازون کے انکار اور ان سے جدال کے مرض کی ایک وجہ بیان فرمائی ہے اور وہ بڑا عجیب روحانی

اور قلبی علم ہے اور وہ وہ آیت ہے جسے میں عنوان میں لکھ آیا ہون اس کا مطلب یہ ہے کہ "میں اپنے نشانون (مامور اور مرسل لوگ اور ان کے تائیدی نشانات) سے اُن لوگون کا منہ پھیر دون گا (یعنی سمجھنے اور پہچاننے کی توفیق اُن سے چھین لون گا) جو قوم اور ملک میں خواہ نخواہ بڑا بننا چاہتے ہین اور بڑائی کی کوئی اہلیت اور استحقاق نہیں رکھتے۔ اس وجہ موجہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ راستبازون کے انکار کی وجہ کبر ہی ہوا کیا ہے اور کبر کیا ہے کہ ایک شخص خود عصائے بزرگی اور اہلیت کا لباس پہننا چاہتا اور امتیاز کا تاج سر پر دھرنے کی کوشش یا آرزو کرتا ہے مگر خدا نے اس کے باطن کو جھانک کر آسمان کی نگاہ میں اُسے مردود و مخذول کر دیا ہوتا ہے۔ ایسا شخص خدا کے مقبول کے قبول عام کو دیکھ نہیں سکتا اس کے روز افزون تکریم و تعظیم کو دیکھ کر انگلیان کاٹتا اور اس کی جگہ اپنے تئین بٹھانے کے لیے زمینی منصوبون اور ناپاک حیلہ بازیون سے ریشہ دوانیان کرتا اور آخر الٰہی خذلان کی وجہ سے ناکام رہ جاتا ہے۔ کیا ہی عجیب نقشہ متکبرون کے دل کے سرجوش کا اس آیۃ نے کھینچا ہے۔

وقالوا لولا نزل ھذا القراٰن علی رجل من القریتین عظیم

یعنی مہبط انوار الٰہی ہونے مکلم اللہ ہونے مثیل موسیٰ ہونے مبشر مسیح ہونے اور موعود ابراہیم ہونے کے لیے یہی چھوٹا سا اور کس مپرس آدمی رہ گیا تھا۔ ایک بڑا نامی آدمی منتخب ہونا چاہیئے تھا۔ نادان متکبر اور احمق نکتہ چین کو یہ غلطی لگی ہے کہ اس نے اپنے علم و فہم اور اپنے حدس و فراست کو

مردم شناسی اور انتخاب کا آلہ سمجھا ہے اور اس پر قیاس کیا ہے کہ تمدن عالم میں لوگون کی رائے سے ایک بڑا آدمی انتخاب کیا جاتا ہے۔ مگر خدا کی حکمت نے انتخابی اصول اور ہی رکھے ہین اور یہ سب کچھ پہلے آسمان پر ہو ہوا جاتا ہے اس لیے ضرور ہے کہ زمین پر زمینی آدمی اس سے نزاع کرین۔

الغرض یہ بڑی مزے کی بات اور لمبی بات ہے اور اس کو چھیڑ کر جانا اصل مقصد سے بہت دور لے جانے کا احتمال رکھتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ میرے پاس حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پاک کی نسبت چند اعتراض پہنچے ہین۔ ان اعتراضون کو پڑھ کر میں تمیز نہیں کر سکا کہ میں ان کو پرانے معترض مولوی صاحب کے دل و دماغ کا نتیجہ کہون یا ایک صوفی مذاق کسی زمانہ کے مصداق حسن ظن کا دعویٰ کرنے والے منشی **عبد الحق** اکونٹینٹ پنشنر کی طبع عالی کے لطائف تسلیم کرون۔ منشی صاحب خود تو جیسے تھے تھے مگر میں اس بات کے کہنے سے رک نہیں سکتا کہ اُن کے متکبر دوست سڑی دوست اور خود پسند دوست اور دشمن انبیاء علیہم السلام سے ناواقف دوست کی روح کا اثر اُن پر پڑا اور وہ پُر ظلمت روح اُن کے چارون طرف محیط ہو گئے اور ایک گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اُنھین چھوڑ دیا۔ کاش وہ اب بھی سمجھین اور ایک تاریکی کی روح کی صحبت سے خدا کی حضور میں استعاذہ کرین کہ رحیم خدا اُن کی سمجھ کھول دے اور پشیمانی اُنھین پھر اُس کھوئی ہوئی جگہ پر پہنچا دے۔ ان نکتہ چینیون کے جواب میں قلم اُٹھانے سے میرا مدعا یہ ہے کہ اس تقریب سے حق کی اشاعت اور حضرت خلیفۃ اللہ کی خوبیون کا اظہار ہو ورنہ

بخدا اب اس سلسلۂ عالیہ کی جڑ ایسی ثابت اور محکم ہوگئی ہے کہ اعدائی منفرد اور متفق کوششون کی آندھیون کا اسے ذرہ بھر کھٹکا نہین رہا اور خدا تعالے کے آسمانی اور زمینی نشانون نے حضرت موعود علیہ السلام کی صداقت کو عالم پر حقایق ثابت شدہ کی طرح مسلم اور آشکار کردیا ہے۔ اور جیسے حضرت کلیم اللہ مسیح موعود علیٰ بصیرۃ بولتے اور کامل یقین رکھتے ہین کہ وہ خدا تعالے کی طرف سے ہین ویسے ہی اُن کے متبع مومن بصیرۃ سے جانتے ہین کہ یہ کارخانہ حق اور صدق ہے اور خود خداوند قادر قاہر اس پر ثمر پیڑ کا باغبان ہے اور وہ اس کے لئے جو اس کے کاٹنے کو دوڑے گا خود ہی کافی ہے۔

اب مین اُن اعتراضون کو قولہ اقول کے پیرایہ مین لکھتا ہون۔

وباللہ التوفیق

قولہ مرزا صاحب راستباز نہین۔

اقول راست باز کے لفظ کے کوئی خاص اور معین معنے معترض کے دل مین ہون یا مجاب اللہ اور محدث اور مکلم اللہ اور جری اللہ اور مرسل اللہ اور مامور موعود کا مرادف اس لفظ کو ذہن مین رکھتا ہو۔ مین خدا کے فضل اور اس کے روح القدس کی تائید سے علیٰ بصیرۃ کہتا ہون کہ ان سب الفاظ کے مصداق حضرت مرزا صاحب ہین۔ اس مشکل کے سلجھانے کے لئے مین لمبی اور پیچیدہ راہون پر چلنا نہین چاہتا اور نہ مین بڑے بڑے اصول موضوعہ کی پیش بندیان تیار کرنا چاہتا ہون میرے نزدیک یہ بات بہت جلد طے ہوتی اور ہر قسم کا اختلاف بآسانی فیصلہ پا جاتا ہے۔ ایک ہی معیار ہے جو اس مقام مین یعنی سلسلۂ نبوت اور ان کے اتباع کے سلسلہ مین کھرے اور کھوٹے کے پرکھنے کے لئے ہے وہ ہے

تائید سماوی اور نصرت الٰہی

اگر نفس نکتہ چینی کسی امر کے خفیف کرنے کے لئے آلہ بن سکتی اور اعتراض کسی اہل کا استحقاق چھین سکتا ہے تو اس سے اوپر چڑھ جاؤ اور بتاؤ کون صالحین مین سے تیز طبیعتون کے تیر افگنی کا آماج گاہ نہین ہوا بیخ کنی کے ارادے کرنے والے اور اپنی قوم مین بڑے دور اندیشن اور دوربین دشمنون نے راستبازون پر اخلاقی اور روحانی اعتراض ہی نہین کئے بلکہ اُن کی وجاہت اور شہرت عام کو داغدار کرنے کے لئے اُن کے خانگی امور پر اُن کے اہل بیت پر بھی حملے کئے۔ ناشکر گذارون نے شاعر کہا مجنون کہا ساحر کہا کاہن کہا ڈکاندار کہا شہرت طلب بڑائی کا بھوکا پیاسا کہا لوگون کے روپے مار کھانے والا کہا اور یہ کچھ تھوڑا نہ تھا مگر اس سے معلوم ہوا اُن کے اندر کی جلن بجھ نہ سکی اور بڑی دور کی سوجھی اور اپنے نزدیک ہر شکست کے کافی انتقام وتلافی کی سوجھی یعنی صدیقہ عفیفہ زوجہ پر افک باندھ دیا اور درحقیقت سارے سلسلہ کو خاک مین ملا دیا تھا اگر خدا کی نصرت نے دستگیری نہ کی ہوتی درحقیقت اندرونی باتون یا اخلاقی باتون کا فیصلہ ہی کون کر سکتا ہے اور لفظی مباحثات نے کب کسی میدان کو خس وخاشاک سے پاک کیا ہے۔ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لفظ فارقلیط کی جہت سے ماننے کی راہ مین جو ٹھوکرین آپ کے ہم عصر نصاریٰ نے کھائین وہی آج ہین لفظون کے لحاظ سے مطلع مخالفون کے نزدیک نہ تو جب صاف تھا نہ اب ہے اور مثیل موسیٰ (علیہما الصلوٰۃ والسلام) مدینہ کے یہود کے لئے اولاً وخصوصاً اور تمام یہودیون کے لئے عموماً مبشر شکل مین ظاہر ہوا اور صاف صاف کہہ دیا عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکٰفرین حصیرا۔ یعنی اب وقت آگیا ہے کہ خداوند تمہارا خدا تم پر رحم کرے اور تمہین غلامی کے گڑھے سے نکال کر سلطنت کے اوج اور آزادی کے بلند سطح پر پہنچائے اور اگر تم نے اس مثیل موسیٰ کو نہ مانا اور وہی شرارتین شروع کین جو کیا کرتے اور راست بازون کے مقابل تم کرتے رہے ہو تو ہم بھی تمہاری سزا دہی کے لئے وہی ہتھیار نکالے بیٹھے ہین اور اس نعمت کے ناقدر شناسون کو ہم جہنم مین جھونک دین گے۔

ظاہر ہے کہ یہود مرتے مرگئے اور قریظہ اور نضیر کیسی کیسی ذلتون اور تباہیون کے ہدف بنے مگر ابھی تک اسی پر اڑے بیٹھے ہین کہ مثیل موسیٰ بنی اسرائیل سے ہونا ضروری ہے نہ بنی اسمٰعیل سے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس وقت جن سعیدون کو دولت اسلام کا شرف ملا اور نصاریٰ اور یہود سے بہتیرے صدق دل سے مسلمان ہوئے تو کیا یہ الفاظ وہ اور دو چار کیطرح اُن پر منکشف ہوگئے تھے۔ یہ تو سنت اللہ ہی نہین۔ اور نہ آئندہ قیامت تک کبھی ہوگا کہ پیشگوئیان ہندسی حقایق کیطرح کھل جائین اور موعودین آفتاب کی طرح واضح ہو جائین ورنہ وہ ایمانیات مین سے نہ رہین گے اور خدائے علیم نے وجود رُسُل کو ایمانیات مین داخل کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تائیدات سماویہ اور نصرتہائے الٰہیہ نے جو حضرت احمد فارقلیط مثیل موسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شامل حال تھیں اور وہی بیّن فارق اور مابہ الامتیاز تھیں آپ میں اور دوسروں میں سعید فطرتوں کو یقین دلا دیا کہ حضور سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) حق پر ہیں اور آپ کے مخالف بطلان پر۔ آج بھی باطل خیالات اور باطل مذاہب کے پیرو اپنے اپنے خیال اور ہوا کی تائید میں تھوڑی تقریریں نہیں کرتے۔ ایک ظلم عظیم اور شرک جسیم یعنی انسان کو خدا بنانے اور منوانے کی تائید و اعانت میں نصاریٰ کیا کچھ کر رہے ہیں۔ اس بیّن بطلان کی حمایت میں اس اس سرحتی اور عنو ان کی کتابیں اور اس قدر لکھی ہیں کہ انکا شمار خدا ہی جانتا ہے۔ مینے خود اوپڈ نسٹر آف کرسچینٹی کے متعلق بڑی بڑی ضخیم کتابیں دیکھی ہیں۔ ان باطل پرست نصاریٰ کے پیرو آریہ ایک مردہ اور مخذول کتاب اور تناسخ اور نیوگ جیسے کپکپا دینے والے مسئلہ کی حمایت پر کیسے تلے ہوئے اور آفتاب صداقت سید المعصومین امام الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیسی اہانت کرتے ہیں کہ ایک غیور دل سینہ سے تڑپ کر باہر نکل جاتا ہے۔ اب اگر تقریروں اور لفاظیوں پر ہی مدار ہو یا کبھی ہوا ہو تو پھر ظلمت اور نور میں کبھی امتیاز نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے قرآن کریم نے کیوں واقعۂ بدر کو یوم الفرقان کہا۔ یہ لفظ بڑی غور کے قابل ہے اور بار بار مسلمانوں کو وعدہ دیا تھا کہ ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا یعنی اگر تم اللہ کے لئے متقی بنجاؤ گے تو خدا تم میں اور تمہارے غیر میں ایک فارق امر پیدا کرے گا۔ اور وہ یوم کیا تھا تھوڑے تھا وبدقریش کا میدان جنگ میں کھیت رہنا معمولاً

دنیا میں لڑائیاں ہوا ہی کرتی ہیں اور دو لڑنے والوں میں آخر ایک جیتا ہی کرتا ہے۔" اور یوں ایک معمول و معروف واقعہ ہوا جاتا ہے مگر قرآن جیسی حکیم کتاب نے اس پر ناز کیا اور ثبوت نبوت میں اس پر بڑا زور دیا بلکہ اس کو کل صداقتوں کا مدار ٹھیرایا ہے۔ قرآن مجید میں علمی اور نظری دلائل کیا کچھ تھوڑے ہیں۔ دنیا میں کوئی کتاب نہیں بجز قرآن کے جس کے صفحہ صفحہ میں اپنے دعاوی پر دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ ہوں۔ تو بات کیا ہے کہ ان نظری اور علمی دلائل اور حجج کو الفرقان کے نام سے موسوم نہیں کیا۔ دلائل نظریہ اور علمی بیان ایک بہت گہری شئے اور بہت تھوڑے ذہنوں پر اس کا راز آشکارا ہوتا ہے اور وہ بھی چونکہ ایسا میدان ہے کہ زمانہ کے فلاسفر اور حکما اور علما بھی اس میں اپنی اپنی قدر پر گھوڑے دوڑا چکے ہیں۔ اس لیے اُس کا حق میں ہونا کھل نہیں سکتا اور ایک التباس واشتباہ کی چادر کا پلہ اس کے کسی نہ کسی رُخ پر ڈھکا رہتا ہے۔ مگر نصرت الٰہی ہمیشہ ایک فارق امر اور بیّن امتیاز ہوا کیا ہے انبیا میں اور مادی حکما اور فلاسفروں میں کیا یہ یارا اور دل گردہ کسی فلسفی اور دوسرے باطل پرست کو نہیں ملا کہ تحدی سے کہے اور بے سامانی اور کامل درویشی کی حالت میں کہے اور باسامان اور کافی احتشام والی جماعت کو کہے کہ میں منصور و مؤید ہوں گا اور میرے دشمن ذلیل و خوار و نامراد ہوں گے۔

خدا کی پہلی کتابیں بھی یہی خبر دیتی ہیں کہ اس دن تیدبد کی حشمت جاتی رہے گی اور آخر قرآن حکیم نے بھی اسی کو اپنی نبوتوں کی صداقت کا معیار ٹھیرایا۔ اگر وہی رسیاں اور عصا کا

پھینکنا رہتا اور آگے کوئی بیّن نشان نہ چلتا تو موسیٰ کی نبوت ہو چکی تھی۔ قرآن حکیم نے جس امر میں اپنے نبی کریم کو موسیٰ کا مثیل ٹھیرایا ہے کیا اتنی ہی بات ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے رسیوں کو باطل کر دیا اور سوٹے کا سانپ بنا دکھایا۔ بس ایک ہی بات ہے جو پہلے ہی کہی گئی تھی انا قد اوحی الینا ان العذاب علیٰ من کذب وتولیٰ۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے کس دلیری سے اور کس سامان کے برتے پر اور کس کو کہا کہ مجھکو خداوند خدا نے صاف کہدیا ہے کہ تو میری تکذیب و اعراض پر سزا پائیگا یہی ایک مقام ہے اور بجز ایسی ایک موقعہ ہے جہاں ایک دھریہ اور میٹیریلسٹ اور پورا بے باک بھی سر نوا دیتا ہے۔ اُس معصوم بچہ اور بے زبان ننھی سی جان کو کنوئیں میں پھینک کر جانے والے اپنے نزدیک کیا ہی خوش نصیب اور کامیاب ہو گئے اور مادی نگاہوں میں پورے کامیاب ہو گئے اس لیے کہ انھوں نے اپنا ارمان نکال لیا اور ایک رقیب کو میدان سے باہر نکال پھینکا اگر خدا کی نصرت و تائید اُس مظلوم و مہجور یوسف کو مصر کا منصور سردار یوسف نہ بنا دیتی اور پھر اُن ناعاقبت اندیش اکڑوں والوں کو ہاتھ باندھے ہوئے اس کے سامنے لا کر کھڑا نہ کر دیتی اور ضرور تھا کہ یہ سب کچھ ہوتا اور یوں ہی ہونا ضرور تھا اس لئے کہ کتاب پہلے سے کہہ چکی تھی کہ لَتُنَبِّئَنَّهُم بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ؀ یعنی تو یقینا یقینا ایسی جگہ اور منزلت پر پہنچے گا کہ سربلندی اور بزرگی کے لہجہ میں تو انھیں ان کے اس ذلیل معاملہ اور سلوک بد کی داستان سنائے گا پر انھیں اس وقت پتا نہیں کہ یہ کیسے سرنگوں اور ذلیل ہوں گے۔

اسد اکبر جنگل کے متروک کنوئیں مین ایک معصوم بچہ اور اس بھیانک منظر مین ایک ننھی سی جان جو کبھی تو مان کے کنار عاطفت مین اور کبھی پدر کے مردمک چشم مین جاگزین ہے اور وہ جس نے ناز و نعم کی چار دیوارے سے کبھی پاؤن باہر رکھا ہی نہین جس کی نسبت عادتاً یہ توقع ہونی چاہیے تھی کہ بلک بلک کر دم توڑ دیتا اور سسک سسک کر ٹھنڈا ہو جاتا وہ اس قوت اور تحدی کی پیشگوئی کرتا ہے اور ایسی زور آور لہجہ مین بولتا ہے کہ مین ایک وقت عزیز ہو جاؤن گا اور یہ میرے نامہربان بھائی ذلیل ہو جائین گے۔

مادی عقلون پر ناز کرنے والو سوچو اکیلے اکیلے مل مل کر۔ جرمن کے فلاسفرون سے سر ملاکر۔ یورپ کی تیز دوربین لگا کر تمھاری سمجھ مین کوئی سبب آتا ہے کہ وہ بچہ کیونکر بولا۔ کاش بوڑھا سید اور مرحوم سید جو زمین سے لگی ہوئی اور منہ کے بل چلنے والے یورپ کی تقلید مین راہ سے ایک طرف ہٹ گیا تھا اس مین غور کرتا مگر کیونکر کر سکتا اور اسے راہ ہی کیونکر ملتی جب تک ایک صادق کی صحبت اختیار نہ کرتا اور اس نور سے مستنیر نہ ہوتا جو آسمان سے اترتا ہی بہر حال اگر سید اس نکتہ معرفت مین سے لے جاتا تو وحی کے بیان مین تحت الثری تک پہنچانے والی ٹھوکر نہ کھاتا کہ "وحی فوارہ کی طرح دل ہی سے نکلتی اور دل پر پڑتی ہے"۔ محض غلط اور خطرناک غلطی ہے۔ وہ کچھ دل کس قدرتی نظارہ اور فیلسوف اور کن محرکات سے متاثر ہے جو اس قدر یقینی اور قطعی بات کہتا ہے لتنبئنھم (لام تاکید اور نون تاکید قائم مقام عظیم الشان قسم اور فوق العادۃ تاکید کے ہوتا ہے جیسے کبھی ٹلتا ہی نہین ہوتا) اور پھر کتنی مدت مین کیا کیا سامان بنتے اور اس کی موافقت مین بنتے ہین یہان تک کہ اس پیشگوئی کے موافق وہ کامیاب ہوتا ہے اور اس کے مخالف تباہی پر تباہی دیکھتے اور قحط کا عرصہ بنتے آخر قدرت کے زور آور ہاتھ سے دھکے کھاتے ہوئے اسی کے آگے کھڑے کئے جاتے ہین یہ ترتیب ذرات کائنات اور یہ تقلیب نظام عالم کیا اس بچہ کے ہاتھ مین تھی۔ نہین یہ اس قادر مطلق خدا کی آواز تھی یہ اس کی وحی تھی جس کے ہاتھ مین سارا نظام عالم ہے اور وہ اپنے کامل ارادے اور کامل علم اور کامل قدرت سے ہر وقت اس پر حکمران اور متصرف ہے اور وہ جو ہمیشہ سے متکلم ہے اور ہمیشہ متکلم رہے گا اور وہ جو اپنی ہستی کا پتا آپ ہی اپنے کلام سے دیتا اور کسی حکیم ارضی کے کھوج کھوج مصنوعات سے پتہ لگانے کا اس کا مشکور و مرہون خدا نے کا کبھی بھی محتاج نہین ہوا۔

الغرض یہی ایک بات ہے جو مذہب حق کی جان ہے یا صاف صاف یون کہو کہ قرآن کریم کا فخر اور امتیازی نشان ہے۔

اگر کسی مذہب مین سب کچھ ہے اور یہی نہین تو کچھ بھی نہین۔ افسوس اسلام کے نادان دوست اس فضیلت کا انکار کرتے ہین۔

اور دوسرے مردہ مذہبون اور کتابون کی طرح اسلام اور قرآن کریم کو پہلون کی قصہ کہانیون اور تھوڑی ہوئی باتون کا مجموعہ مانتے اور صاف اقرار کرتے ہین کہ نصرتین اور تائیدین پہلے ہو چکین اور برکات اور تاثیرات کسی زمانہ مین تھین اور وہین تک رہین۔ اب صرف مان لینا اور آنکھ بند کرکے چلے جانا ہے۔

افسوس انھین زندہ ایمان یقین بخش ایمان اور گناہ سوز ایمان کی ضرورت ہی محسوس نہین ہوتی۔ اور کبھی سوچتے نہین کہ صحابہ نے تو خدا کو اپنی آنکھون سے دیکھ لیا تھا جب ہی اخلاق کی اس اعلی معراج پر وہ پہنچے تھے پر تم نے کیا دیکھا ہے اور کیا تم مین وہ صحابہ کا سا نور یقین اور قوت ایمان اور گناہ سوز بصیرۃ ہے۔

اور تعجب آتا ہے کہ صراط الذین انعمت علیھم پڑھتے ہیں یہ اپنے ذہنون مین کیا مدعا اور کیا معنی رکھتے ہین۔ ان پر کیا انعام ہوا تھا اور وہ کیا صراط تھا جس پر چلنے سے وہ برکات انھین ملی تھین۔ اور کونسی صراط اور کیا انعام یہ لوگ چاہتے ہین۔

الغرض خدا کے برگزیدہ اور اس کے مرسل کی عداوت کے سبب سے اسلام کے فخر اور یگانہ امتیاز سے انکار کر بیٹھے ہین۔ اور جس قدر وہ موعود مرسل اس پر زور دیتا اور دعوی سے کہتا ہے کہ مین موید من اللہ اور نصرت یافتہ الہی ہون اور مجھے ان نصرتون اور آسمانی نشانون سے پہچانو اور مجھ مین اور غیرون مین یہی بڑا امتیاز اور فارق ہے کہ آسمان میری تائید مین بولتا اور زمین میرے صدق پر گواہی دیتی ہے۔ غرض جس قدر وہ بندۂ خدا اس پر زور دیتا ہی اتنا ہی انھیں اس اصول سے بیزاری بڑھتی جاتی ہی تا کہ ثابت ہو جاوے کہ اہل اللہ کی عداوت سے ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

آج تیسرے روز کی بات ہی مولوی عبد الواحد غزنوی جو غزنوی جرگہ مین نیک بخت اور ذہین مانے جاتے ہین مولوی نور الدین صاحب کے تعلق کی وجہ سے قادیان مین آئے اور حضرت اقدس (علیہ السلام) سے بھی ملے۔ حضرت اقدس نے سنت انبیاء (علیہم السلام) کے اقتدا پر کہ ملاقات خدا کے لئے ہو جاوے کہ خدا انفاس ضائع نہ ہون

بڑی دل سوزی اور ہمدردی سے جو اس پاک رحیم جماعت کا خاصہ ہے مولوی عبد الواحد کو تبلیغ شروع کی۔ مولوی صاحب چپکے سنا کئے مگر جب حضرت اقدس نصرت و تائید الٰہی کے بیان پر پہونچے تو جھنجھلا کر بول اُٹھے کہ تائید و نصرت الٰہی کوئی معیار نہیں اور مفتری کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کہ کب اس کے افترا پر خدا کی گرفت پڑے اور آپ لوگ بار بار یہی دعوے کرتے ہیں مگر ہمارے نزدیک یہ کوئی معیار نہیں۔ اور معًا یہ بھی کہدیا کہ میں کوئی بحث کرنا نہیں چاہتا اور نہ زیادہ سننا چاہتا ہوں۔

عبد الواحد اس اعتقاد میں اکیلے نہیں بدقسمتی نے چونکہ قوم کو قرآن کریم میں تدبر کرنے سے روک دیا اور بیجا رسوم سنن آبائیہ سے جہالت قوم کے اکثر افراد خصوصا دینی رہنماؤں کے حصہ میں آگئی ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اس مغالطہ کی چادر کو حقیقت کے خوبصورت منہ سے اٹھا دیا جاوے۔

نصرت الٰہی پر تو کسی قدر میں لکھ آیا ہوں اور یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ اسلام میں یہی کامل اور بڑا معیار ہے اب رہی یہ بات کہ مفتری کو کب پکڑا جانا چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ کہاں تک اس کی میعاد ہونی چاہیئے۔ ہمارا دعوی ہے کہ اس کے لئے ہمارے نبی کریم خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ۲۳ برس کی کی زندگی کامل اور اکمل معیار ہے۔ مکہ میں جناب نبوت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعوی کیا اور استغنا کی اس آیت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاوے گا یہ تحدی کی وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اور وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ لَاَخَذۡنَا مِنۡہُ بِالۡیَمِیۡنِ ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡہُ الۡوَتِیۡنَ فَمَا مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ عَنۡہُ حٰجِزِیۡنَ یعنی خدا تم کو کفار کے ہاتھوں یعنی ان کے قتل کے منصوبوں سے بچائے گا۔ اگر یہ شخص مفتری ہوتا اور کوئی ایک بات بھی جھوٹی اپنی طرف سے ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اسے بڑی مضبوطی اور قوت سے پکڑ کر اس کی رگ جان کاٹ دیتے اور کوئی تم میں سے اسے بچا نہ سکتا۔ یوں آنجناب کا تیرہ برس تک اُس خونخوار مقام میں ننگی تلواروں کے مقابل اس پر تحدی دعوی کے بعد معصوم و محفوظ رہنا سنت اللہ ٹھیر گیا کہ دعوے نبوت اور دعوے ماموریت من جانب اللّٰہیت کے بعد اگر کوئی شخص اس حد تک معصوم و محفوظ رہے اور آسمانی عذاب اور خدا کی گرفت اُس پر نہ پڑے تو یقین جانو کہ وہ صادق ہے۔ اور اگر ہم اسے اور زیادہ وسعت دیں اگرچہ چنداں ضرورت نہیں تو حضور علیہ السلام کے کامل ۲۳ برس کی زندگی کو اُسوہ اور معیار قرار دے سکتے ہیں۔ اگر کوئی بخل اور حسد سے اس اصول کو نہ مانے اس لئے کہ حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں تو افسوس وہ اپنی نادانی سے قرآن کریم کو ایک خطرناک فروگذاشت اور نقص کا داغ لگائے گا۔ اس لئے کہ قرآن کریم نے مہیمن اور کامل اخلاق میں حکم ہونے کے ساتھ ایک محیط دعوی کر دیا ہے اور ہم اپنی استطاعت اور فہم کے موافق اس کو ہر دعوے میں صادق پاتے ہیں۔ تو کس قدر ناقابل عفو غلطی اور افسوس ہوگا کہ مفتریوں اور صادقوں ہی میں اُس نے کوئی امر فارق اور مابہ الامتیاز قائم نہیں کیا اور مفتری کے ابطال و استیصال کے بعض پہلو تو بیان کئے اور ایک ضروری اور اہم امر کو قطعًا چھوڑ دیا۔ مگر نہ بر کرنے والے خدا کے کلام اور خدا کے فعل سے لطف اُٹھاتے ہیں کہ ایک طرف کلام میں وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اور وَلَوۡ تَقَوَّلَ الخ دعوی کر دیا اور عملًا مشاہدہ میں حضرت دعوے کنندہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو معصوم و محفوظ رکھ کر اپنی سنت پر مُہر لگا دی اور یوں قیامت تک صادق اور مفتری کے امتحان کی صاف راہ کھول دی۔ اب ایسی صاف اور واضح حجت کے ہوتے بھی اگر کوئی انکار کرے اور حضرت مرسل اللہ کے ساتھ بغی و حسد کی وجہ سے انکار کرے تو ہم بجز اعراض کے اور کیا کر سکتے ہیں۔

حاصل نصرت الٰہی ہی ایک بڑا معیار حق و صدق ہے۔ میں حیران ہوں اور سمجھ ہی نہیں سکتا کہ قوم کو کیا ہوگیا ہے کم سے کم اتنے میں غور کریں اور اس میں ڈوب کر سوچیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کس شعور اور بصیرۃ کے ساتھ اس دعوی پر کھڑے ہیں نہ اب سے بلکہ براہین احمدیہ میں اور پرایویٹ خطوط میں بھی یہی دعوے پایا جاتا ہے وہ ہے کون سی بات جس نے اتنی مدت تک انہیں تھام رکھا ہے اور دل اس یقین سے بھرا ہوا اور اس لذت سے سرشار ہے کہ وہ منصور و مؤید ہیں۔ اگر کوئی آسمانی پشتی اور دلی بصیرۃ نہ ہوتی تو کبھی دل ڈر جاتا اور اندر ہی اندر ڈوب کر رہ جاتا۔ اپنے اپنے نفوس میں سوچ کر دیکھو کوئی ایک لحظہ کے لئے نصرت و تائید کا دعوے تو کر دیکھے اور نہیں تو تنہائی میں خود اپنے ہی نفس کو تسلی یا مغالطہ دے کر دیکھے اور پھر اپنے اندر جھانک کر ڈالکر دیکھے کہ اندر سے آواز کیا

آتی ہے اور دیکھیے اپنا دل خود اپنی صاف صاف تکذیب کرتا ہے۔ بہرحال یہ مسلم امر ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ۳۴ برس سے متواتر اور متصل یہ دعوے کر رہے ہیں کہ خدا کی نصرت میرے ساتھ ہے اور میں من جانب اللہ ہوں اور بارہا خدائے عزیز رب العرش کی قسمیں خلوت میں جلوت میں عام جگھوں میں حتٰی کہ مسجدوں میں اور تحریروں میں کھائیں اور کپکپا دینے والے پیرایہ میں کھائیں ہیں اور اس پر عجیب مطابقت و موافقت اور قابل غور کے یہ بات ہے کہ مدتوں پہلے جبکہ ہنوز پبلک لائف یا یوں کہو کہ دوستی دشمنی کے نشیب و فراز میں قدم نہیں رکھا تھا اپنے مقتدا و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرز پر دعوے بھی کیا یعصمك الله ولو لم يعصمك الناس۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہیں اس کش مکش کے برسوں پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام درج ہے۔

اب یہاں ایک خدا ترس اور مرنے کے بعد مقام الرب سے خوف کرنے والا ٹھہر جاتا ہے اور ضرور ٹھہرنا چاہئیے کہ کیا باتیں ہیں کم سے کم اس کے دل پر رعب پڑتا اور اپنی جبیبہ کو دستی کیطرح چلنے اور اعمال کا سبز کیفیت کاٹنے سے روکنے پر متوجہ ہوتا ہے کہ یہ کارخانہ یوں ہی لغو تو نہیں اور یہ نظارہ ہنسی اور استہزا سے تو ٹال دینے کے لایق نہیں۔

غرض حضور اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی لائف سے اپنے مقتدا و مولے (صلی اللہ علیہ وسلم) کی لائف کی عمر پا کر آسمان سے زمین سے ملائکہ سے۔ خدا سے اور مومنین سے گواہی ملی ہے کہ حضور اقدس اپنے دعوے میں صادق و مصدوق ہیں۔

اب پھر میں منشی عبد الحق کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر خدا طلبی اور تقوی اور خشیت اللہ کی کچھ بھی بو ان میں باقی رہ گئی ہے تو اس میں غور کریں اور ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

اور اگر وہ حضرت اقدس کو کسی اور معنی میں کہتے ہیں کہ وہ راست باز نہیں ہیں۔ اور وہ چھوٹی چھوٹی باتیں ان کے دل میں ہیں جو بوجہ اپنی خفت و سفاہت و بے وقری کے درحقیقت ایسے نہاں معاملات ہوتے ہیں کہ اگر کسی کورٹ میں بھی پیش کئے جائیں تو فیصلہ نہ پا سکیں تو وہ خدا سے ڈریں اور وقار اور متانت اور معاملات دنیا کی واقف کاری کی قوت سے مدد لیں کہ ایک طرف اتنا عظیم الشان دعوے اور دوسری طرف وہ کمینہ باتیں اور سفیہانہ چلن جو آپ کی چھاتیوں پر سانپ کی طرح لوٹ رہا ہے ممکن ہے؟ ایک عامی مسلمان اور متقی مسلمان ایسے رویہ کے اختیار کرنے سے تحاشی کرتا ہے چہ جائیکہ ایک عظیم الشان انسان۔ یہ میری تقلیدی بات نہیں مقدس تاریخ بتاتی ہے کہ آپ ایسے دل کے آدمی اور ایسے کم حوصلہ اور تنگ ظرف آدمی پہلے بھی تھے۔

مدینہ میں جب غنایم کے ڈھیروں ڈھیر آنے شروع ہوئے اور حساب و کتاب کا نہ کوئی رجسٹر اور نہ کوئی اکونٹنٹ اور اس پر یہ قول کہ نحن قوم امیون لا نکتب ولا نحاسب علی الحساب جتنا جس کی نسبت چاہا دیدیا تو بعض کے دل میں کچھ خیال آگیا۔ رپورٹ ہونے پر صادق قاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اگر ہم عدل نہیں کرتے تو پھر اور کون کرے گا اور اگر میں لوگوں کے مال پر امین نہیں تو لوگوں کے ایمان پر کیونکر امین ہو سکتا ہوں۔ شاید آپ جیسے باقاعدہ حساب رکھنے والے اکونٹنٹ کو تو حضرت رسالت مآب کا یہ جواب بڑا ہی ناگوار اور خلاف دیانت و امانت معلوم ہوگا اس لیے کہ موجود مشہود خلیفۃ اللہ پر آپ کا یہی اعتراض ہے اور آپ اس اعتراض سے جھکتے نہیں اور یہ موجودہ حالت گواہی دیتی ہے کہ اگر آپ اس وقت ہوتے تو ابن سلول سے ضرور ہاتھ ملاتے۔ اگرچہ آپ کو یہ جواب ناپسند ہو مگر واللہ مومن اس سے بڑی لذت اٹھاتے ہیں اور ان کی روح قوت و ذوق سے بھر جاتی ہے کہ لاریب خلیفۃ اللہ ایسا ہی ہونا چاہئیے۔ ایسے بینوں بقالوں تنگ دلوں زر پرستوں کے سے حساب کتاب سے کیا کام۔

الغرض ایک ہی بات ہے جو مختلف نتیجے پیدا کرتی ہے مومن اسے اور رنگ میں لیتے ہیں اور وہی حق پر ہوتے ہیں اور منکرین اور محل پر اسے اتارتے ہیں۔ یہ ساری باتیں آپ کی ہم نے بھی پڑھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ رب العزت گواہ ہے کہ نہ دھڑے بازی کے خیال پر بلکہ خدا کے خوف سے ان میں غور کیا ہے اور آخر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ لوگوں نے خدا جانے کس پنہانی معصیت الٰہی کی وجہ سے اپنے قلوب کو یہاں تک سخت کر دیا ہے کہ پست فطرت تنگ حوصلہ ملاؤں کی ٹوٹی ہوئی گھنونی چٹائی پر جا بیٹھے ہیں۔

بس ایک ہی راہ اور صرف ایک ہی راہ ہے جسے میں مکرر لکھ آیا ہوں اور وہ تائید سماوی ہے اس میں آپ لوگ حضرت خلیفۃ اللہ کا مقابلہ کر لیں۔ اور بات بھی بڑی عجیب اور سہل خوب صاف ہو گئی ہے اس لئے کہ اگر حضرت مرزا صاحب آپکے نزدیک ایسے ہی ہیں جیسے آپ الزام لگاتے ہیں تو امید ان میں وہ ضرور ضرور شکست کھائیں گے۔ رسالہ بازیوں سے کچھ نہیں بنتا اگر آپ نے پانچ ورق لکھے تو کوئی دو ورق لکھ دیگا۔

کیا آپ اس بات کا بھی دلی شعور رکھتے ہیں اور کوئی کھٹکا ہے کہ مرزا صاحب اس مقابلہ میں غالب ہو جائیں گے تو پھر آپ پر حجت پوری ہو گئی ورنہ دیر کیا ہو آئیے۔ بسم اللہ۔

باقی آئندہ انشاء اللہ

عاجز عبد الکریم سیالکوٹی ۲۰ ستمبر

از قادیان

ایک شیعہ سے خط و کتابت

ذیل میں ہم وہ خط و کتابت درج کرتے ہیں جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور ایک شیعہ صاحب کے درمیان ہوئی ہے۔ جن لوگوں نے مولانا صاحب کا اثبات خلافت شیخین کے عنوان والا لیکچر پڑھا ہے۔ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ مولانا صاحب اہل التشیع کے جملہ اعتراضات کا خاتمہ کر چکے ہیں۔ جو اسلوب اور طرز مولانا صاحب نے حضرت اقدس امام ہمام مسیح موعود دام اللہ فیوضہم کے طرز پر مخالفین اسلام کو جواب دینے کا اختیار کیا ہے وہ ایک مومن قرآن کریم کی عظمت و شان کے شیدا مسلمان کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہے لاریب دنیا میں کل ملل باطلہ کی تردید کے لئے جو ہتھیار امام وقت نے پیش کیا ہے وہ کبھی بھی خطا نہ کرنے والا حربہ ہے وہ کیا ؟ قرآن کریم۔

اور یہ واقعی امر ہے کہ اگر قرآن کریم کو قول فیصل اور امام اور حَکَم مانتے ہوئے بھی اسی سے کل نزاعوں کا فیصلہ نہیں کرتے تو ایک طرح سے شان قرآن مجید کی ہتک کرتے ہیں (خدا نہ کرے کہ ہم اُن لوگوں میں ہوں) مولانا صاحب کی ذیل کی خط و کتابت پڑھ کر جو لذت اور حلاوت ہم نے اپنے اندر محسوس کی ہے اور جو فائدہ قرآن کریم کی عظمت کو نگاہ رکھنے کا ہمکو ملا ہے ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے احباب کو بھی ہو جس اسلوب پر مولانا صاحب نے شیعہ صاحبکو قرآن کریم کے حَکَم بنانے پر مجبور کیا ہے وہ نیا اور لطیف طرز ہے۔ امید ہے کہ یہ خط و کتابت جہاں ایک طرف اہل التشیع کے اعتراضات کا لطیف جواب ہوگی دوسری طرف حضرت مسیح موعود ؑ کی مشن کی خصوصیت کو اسلامی دنیا پر روشن کرے گی۔ اور بتلا دیگی کہ اس فرقہ کی نگاہ میں قرآن کریم کی کسقدر عظمت ہے اور یہ حقائق معارف قرآنی بیان کرنے میں یکتائی خود انکی تطہیر قلب کی دلیل ہے۔ لا یمسہ الا المطہرون سے صاف اس امر کی شہادت ملتی ہے۔

اصل جواب شایع کرنے سے پہلے شیعہ صاحب کا خط درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

شیعہ صاحب کا خط

مکرم بندہ جناب مولوی صاحب۔ السلام علیکم۔ گرامی نامہ پہنچا۔ آپ کی مہربانی اور حسن ظن کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ غالباً آپ جناب امیر کی نسبت میرا عقیدہ دریافت فرماتے ہیں سو وہ یہ ہے۔ کہ وہ رسول خدا کے وصی مطلق تھے خلیفہ بلا فصل تھے امام برحق تھے اور معصوم تھے۔ الغرض بعد از نبی بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اب آپ فرمائیے کہ اس میں حد سے بڑھ جانے والی کونسی بات ہے اگر کوئی ہے تو براہ کرم مطلع فرمایا جاؤں جیسے کہ آپ حضرت اقدس کی جماعت کہلاتے ہیں ہم کو حضرت علیؑ کی جماعت ہونے کا فخر ہے اور بموجب حدیث الثقلین کے فرقہ حقہ ہونے کا ناز ہے یہ اور بات ہے کہ شیعوں کو خواہ مخواہ ہدف ملامت بنایا جاوے۔

الراقم بندہ غلام مرتضیٰ خان از کھیوڑہ ضلع جہلم

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خان صاحب۔ السلام علیکم۔ مجھ آپ کے خطوط سے آپ کی نسبت گمان ہوا ہے کہ آپ صلح جو آدمی ہیں مگر کیا آپ خلاف طبیعت اور مخالف رسم و عادت سننے پر بھی صبر کر سکیں گے درحقیقت کمال حوصلہ ایسے ہی امتحان کے وقت آزمایا جاتا ہے۔ چونکہ ابتدائی سوال آپ کی طرف سے ہے اور آپ نے بقول آپ کے طلب حق کے لئے قدم اُٹھایا ہے مجھے خیال کر لینا چاہیئے کہ آپ ٹھنڈے دل سے میری معروضات کو سنیں گے اور رسم و عادت کی پیروی کی جوش سے یکبارگی بیزار نہ ہو جائیں گے۔ ہنیں سنیئے آپ جانتے ہیں شیعہ سُنی کا جھگڑا بہت پُرانا ہے اور آسان اور ہلکی سی بات نہیں بہت خطرناک زہرہ گداز نزاع ہے۔ اس نزاع سے جو جو واقعات اور حوادث مسلمانوں پر نازل ہوئے ہیں تاریخوں کے صفحے ہنوز خون سے رنگین اور تر ہیں۔ خلفائے عباسیہ کی با رونق سلطنت اور شہر بغداد کی خون رُلا دینے والی تباہی جس میں ۱۴ لاکھ علماء و فقہا و زہاد بھیڑ بکری کی طرح ذبح کیے گئے۔ علقمی وزیر اور نصیر الدین طوسی کی سازش اور اسی منحوس نزاع کا نتیجہ اور کرشمہ تھا۔ ایرانیوں اور ترکوں کی خونناک لڑائیاں جو آخر دونوں سلطنتوں کی ضعف اور بالآخر نصاریٰ سے کا نخچیر لاغر بنا دینے کا باعث ہوئیں۔ اسی خانہ برانداز نزاع کا نتیجہ تھیں اور یوں قوموں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ عیاں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کے فیصلہ کی کوئی صورت بھی ہے؟ مگر چونکہ یہ نزاع دینی اور ایمانی ہے۔ ضروری ہے کہ کوئی زبردست دینی رہنما ہی اس کے فیصلہ کا متکفل ہو۔ ارضی حاکموں اور مادی ہیچوں سے تو یہ قضیہ پاک ہوتا نظر نہیں آتا تو اب دینی حاکم دو ہی مانے گئے ہیں قرآن و حدیث اور شیعوں کے نزدیک اس کے سوا بھی جو کچھ ہو۔ احادیث کا یہ حال ہے کہ شیعوں کی الگ سنیوں کی الگ۔ علاوہ بران اگر وہ حدیثیں علوی فریق کی ہیں تو تقیہ کے داغ اور احتمال کے سبب سے قابل اعتماد نہیں ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے اور شیعہ اس کے قایل اور گواہ ہیں کہ آئمہ اطہار سدا مغلوب اور مظلوم اور مقہور رہے ہیں کبھی ان کے پاک موہنوں سے جو سنیوں کے اکابر کی مدح و ثنا نکلی ہے اور جس سے شیعوں کی مستند کتابیں خالی نہیں تو شیعان پاک نے بڑے وثوق سے اور بڑی صفائی سے اس کی یہ توجیہ فرمائی ہے کہ چونکہ جناب معصوم علیہ السلام کی مجلس پاک میں چند زبردست ناصبی بیٹھے تھے حضرت امام نے ان کے ڈر سے تقیۃً زبان سے وہ تعریف کر دی جو ان کے پاک دل میں نہ تھی۔ ایسا ہی سلیم الفطرت کے نزدیک یہ احتمال بھی ساتھ ساتھ چلتا ہے کہ جو سنیوں کے اکابر کی ہجو اُن کے موہنوں میں دی جاتی ہے وہ اُن تیز مزاج دشمنان صحابہ کی تالیف و مدارات کے لئے اُنھوں نے کی ہو جو اُس وقت اُن کے حضور میں بیٹھے تھے۔ اسلئے کہ تاریخ افسوس کے ساتھ یہ شکایت کرتی ہے کہ آئمہ اطہار کے شیعان پاک جناب امیر

علیہ السلام سے لے کر آخر تک منہ زور اور سرکش اور آزاد رہے ہین - اور حضرت آئمہ نے ان فتنہ پردازمنہ زورون سے ڈر کر بسا اوقات بہت کچھ کہا اور کیا ہے - یہ وہ احتمال جو درحقیقت واقعہ محققہ اور تاریخی ثبوت سے مزین ہین آئمہ معصومین کے اقوال اور اعمال کی طرف سے ایک محقق کو مایوس کر دیتے ہین -

خود آئمہ اطہار کے جد بزرگوار جناب امیرؑ کا یہ حال رہا کہ وہ اُن پر رعب اور کمال عروج پر پہونچے ہوی خلفا کی حضور مین جاتے بیٹھتے مشورون مین شریک ہوتے اور اُن کی مہربانیون اور انعامات سے کافی حصہ لیتے -

شیعون کی مستند کتابون مین جناب امیر علیہ السلام کی زبان سے خلفای راشدین کی مداح وثنا مین عجیب الفاظ مذکور ہین - اگر یہ سب کچھ بقول شیعان پاک کے تقیہ (نفاق) کی کارروائی تھی اور باطن مین سخت عداوت و بغض تہا تو ایک عیور عقل پسند انسان سمجھہ سکتا ہے کہ ایسے لوگ انسانی جماعت مین کسی ادنی سی جگہ مین بھی بیٹھنے کے لایق نہین سمجھے جا سکتے چہ جائیکہ ان کو اعتقاد و ایمان کے پاک اور قیمتی امانت سپرد کی جائے اور اگر وہ روایتین صدیقی جماعت کی ہین تو خود شیعون کے نزدیک وہ قابل اعتماد نہین - اس صورت مین بجز اس کے کہ ہم ایک ایسی دست آویز پر فیصلہ کا مدار رکھین جس کی صحت و قابل استناد ہونے مین فریقین سے کسی کو بھی کلام نہ ہو اور جو خدا تعالٰی کی حفاظت کے مضبوط قلعہ مین جاگزین ہونے کے سبب سے انسانی دست برد اور تطاول سے ہمیشہ مامون و محفوظ رہی ہو اور کیا چارہ ہے وہ قرآن کریم ہے جسکو خود خدائے علیم و حکیم نے نور - کتاب مفصل - ہدی - حاکم - مبین اور کہین فرمایا ہے - اس حاکم کے حضور سے جو فیصلہ ہو جائے اُسے قطعی سمجھا جائے سورۃ النور مین خدا

فرما چکا تھا وعد الله الذين آمنوا وعملوا الصلحت منكم ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم الی آخر الآیہ اس سے صاف معلوم ہوا کہ استخلاف خدا تعالٰی کا وعدہ اور حتمی وعدہ تھا جس کا خلاف ہونا ممکن نہ تھا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خلیفہ بنانا خود خداوند عالم کا فعل تھا - انسانی تدبیر اور منصوبہ اور سازش کا اس مین دخل نہ تھا - اور اس آیت نے ہمیشہ کے لئے قانون مستمرہ خداوند کریم کا بتا دیا کہ خلیفۃ اللہ ہمیشہ آسمان سے مقرر و منصوب ہو کر آیا کرتا ہے یہ کبھی نہین ہوا اور نہ ہوگا کہ چند یا زیادہ انسان ملکر اپنی رائے و مشورہ سے سماوی تحریک و تائید کے بغیر کسی کو خلیفۃ اللہ بنا دین - ہان چونکہ تمدن عالم مین سلسلہ اسباب سے وابستہ ہے اسباب سے تمسک کرنا لابدی ہوتا ہے لہذا ظاہری صورت شوری و اجتماع کی ایسی ہی واقع ہوا کرتی ہے کہ گویا مادی کمیٹیون اور اجتماعون کی طرح خود اعضائے کمیٹی اپنے لئے پریسیڈنٹ منتخب کر رہے ہین مگر ہوتا وہی ہے جو آسمان پر پہلے مقرر ہو چکا ہوتا ہے - اس لئے کہ خدائے منصرف مدبر بالارادہ کا پہلے ہو چکا ہوا وعدہ اور نفاذ پا چکی ہوئی مشیت انسانی منصوبہ اور نفس کی سوچی ہوئی تدبیر سے ہرائی نہین جا سکتی - اور اُس کے پر حکمت کامون اور عجیب نظام کو ضعیف القوی محدود العلم انسان درہم برہم نہین کر سکتا - یہی راز اس آیت کا ہے جو قرآن حکیم مین مکرر آئی ہے وما انتم بمعجزين اور کہین فرمایا ہے وما نحن بمسبوقين یہ ایسی سچی ایمانی فلاسفی ہے کہ ایک مومن بالقرآن یا خدا تعالٰی کی عادات و سنن کو جاننے والا اس کا انکار نہین کر سکتا بلکہ اس سے لذت اٹھاتا ہے - اب اُس خدائی وعدہ کا تحقق اور وقوع کیونکر ہوا اور خدا تعالٰی کے نظام عالم اسباب یا صاف صاف یون کہو کہ آسمانی تائیدات اور الٰہی

نصرتون نے کیا جلوہ دکھایا اور کن کی حمایت مین جمع ہوئین - صاف ظاہر ہے -

آپ لکھتے ہین مین جناب علی کو خلیفہ بلا فصل مانتا ہون - ماننے کو آپ سو دفعہ نہین ہزار دفعہ نہین لاکھ دفعہ نہین بلکہ ان گنت دفعہ مانئے مگر یہ تو بتائے کہ اگر آپ لوگ اپنی روح کو مغالطہ نہین دیتے اور ایک نادان بچہ کیطرح بیجان کھلونے اور گوڑیا سے تسلی نہین پاتے تو اور کیا ہے -

تعجب کی بات ہی کہ اگر حواس مین کندی نہین اور مدرکات مین جان ہے تو ایک خلاف واقعہ بے اصل بات سے جی بہلتا کیونکر ہے - جناب صدیقؓ خلیفہ بلافصل ہوئے اور واقعہ مین ہوئے اور یقینا ہوئے - جناب فاروقؓ خلیفہ ثانی ہوکر اور واقعہ مین ہوئے اور یقینا ہوئے جناب ذی النورین خلیفہ ثالث ہوئے اور واقعہ مین ہوئے اور یقینا ہوئے جناب امیر خلیفہ رابع ہوئے اور واقعہ مین ہوئے اور یقینا ہوکر یہ تو حقائق ثابتہ اور واقعات متحققہ محققہ ہین اور کسی ایک کو بھی مسلمانون کے مختلف فرقون مین اس واقعی اور عملی ترتیب و نظام سے اختلاف و انکار نہین - اب آپ فرمائے اور یہ تھی تعصب سے ذرا الگ ہوکر فرمائے کہ خلیفہ بلا فصل علی چہ معنی دارد - یہ کوئی تثلیث کی طرح معما ہے جو دوسرے عالم مین کھلے گا یا آواگون کا چکر ہے جس کا بھید آج تک خود ماننے والون پر بھی آشکارا نہین ہوا - اگر یہ عقیدہ آپ لوگون کا تثلیث و تناسخ کی طرح لاینحل اور دل خوش کن مسئلہ ہے - اور چونکہ قوم مان چکی ہے اور عورتین اس لذیذ اعتقاد پر صدق دل اور رقت قلب سے قائم ہو چکی ہین اس لئے اسے پالنا اور ماننا ہی ہے تو مبارک ہمین کچھ تعرض نہین دنیا مین پتھرون کو پوجنے والے عاجز انسان ضعیفہ کے پیٹ سے نکلے ہوئے ناتوان انسان کو خدا ماننے والے اور تثلیث جیسی قفل و سواسی سے دل لگانے والے آدمی بھی تو ہین جن کی نسبت خدا کی حکیم کتاب لطیف ریمارک کر چکی ہے

ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم وآباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطان

یعنی تمہارے یہ معبود اور واجب التعظیم بزرگ صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے بزرگوں نے رکھ لئے ہیں خدا کی کتاب اور اس کے فعل میں ان کے تحقق اور وجود کی کوئی سند نہیں - یعنی یہ بے حقیقت اشیا رہیں اور یوں ہی اسماء ہی ہیں انکا واقعی مسمی وجود میں کوئی بھی نہیں - وہ بت ہیں تو یقیناً قرآن کے الزام کے نیچے آ چکے ہیں اس لئے کہ وہ ان اسماء موضوعہ مختلفہ کی کوئی حقیقت واقعہ وقوع میں نہیں بتا سکیں - اور خدا تعالیٰ کی کتاب اور فعل الٰہی نے انہیں سخت شرمندہ کیا ہے - اب آپ فرمائیے اور شیعان پاک کے اولین و آخرین سے پوچھکر اور خوب مشورہ لیکر بتائیے کہ علی خلیفہ بلافصل ہے؟ اس کے لئے کتاب اللہ میں کوئی سلطان اور برہان اور کوئی حجت نیرہ؟ خدا تعالیٰ کے فعل یعنی واقعہ اور مشاہدہ میں اس کی کوئی سند؟ خدا تعالیٰ کے کلام نے لاریب اشتراکاً یعنی دوسروں کی شمولیت وتبعیت میں ان کو خلیفہ کہا اور تسلیم کیا اور خدا تعالیٰ کے ایفاء وعدہ یعنی فعل الٰہی نے واقعہ اور مشاہدہ میں انکا چوتھا درجہ رکھا - یہی حق و صدق ہے اور یہی خدا کے کلام اور کام سے روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہے - اب وہ بلافصل خلیفہ علی خدا کے لئے بتائیے کون شخص ہے - اگر یہ نرا اسم ہی اسم اور بلا حقیقت معدوم محض شے نہیں تو اور کیا ہے - اگر اتنا آپ لکھتے کہ میں جناب علی کو خلیفہ مانتا ہوں تو بات درست تھی اور اس میں نزاع ہی کسکو ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ سادہ اعتقاد اور طفولیت کی مانی ہوئی شے کی الفت نے آپکو لفظ بلافصل کی قباحت اور شناعت کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا - میرے دوست یہ نظام عالم ایک وجود رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اسکی حقیقت ہے سوفسطائیوں کی طرح وہم و خیال کا کارخانہ تو نہیں کہ بود کو نابود اور نابود کو بود مانا جائے خلفائے راشدین کی ترتیب ایک واقعی نظام اور امر متحقق ہے - اس بود کے مقابل نابود شے کو (خدا کے علم میں نابود - خدا کی کتاب میں نابود خدا کے فعل میں نابود) بلافصل کہنا اور ایسا اعتقاد رکھنا سفسطہ اور دیوانگی نہیں تو کیا ہے - کیا ہی حسرت ہوگی اس دن جبکہ حقایق اشیا کما ہی ہی متمثل ہونگے اور ایمانی کیفیات کمیت اور وجود مشہودی کا جامہ پہنیں گی - آہ کیا ہی ندامت اور خجالت ہوگی اسوقت جبکہ ان اپنے ہی نفسوں کی تراشی ہوئی باتوں - اپنے ہاتھوں سے گھڑی ہوئی سنگ گل کے معبودوں کا کوئی وجود نہ ہوگا اور ان کے پجاری اور صانع اور خالق حسرت سے ڈھونڈینگے اور چلاتے پھرینگے کہ اے الہ اور میکائیل قادر مطلق خدا یسوع مسیح تو کہاں ہے جس کے بہروسے ہم نے ہا ہو اور اس پر بڑی بڑی امیدیں باندھی تھیں اور تجھ اکیلے کے لئے ہمنے سارے راستبازوں کو چھوڑا اور پرائی عورتوں کو اغوا کرنیوالے اور پوری حرام کار کہا اور مانا - اب تو کہاں ہے ہم غلطی سے سمجھ بیٹھے تھے یا سمجھائے گئے تھے کہ تو جلال کے تخت پر باپ کی داہنی بیٹھا ہوگا افسوس یہ خیالی بت اور نفس کی تراشی ہوئی بات انہیں کہاں نظر آوے - وہ خدا کے عاجز سرنگون بندوں میں شامل اور فزع وخوف کے کہیں دبکے بیٹھے ہونگے - اسی طرح بلافصل اور کیا ماننے والے اور مسیح کی طرح انکی حقیقت اطراء کرنیوالے اس بلافصلیت کی رتبہ اور درجہ اور ان اپنی طرف سے دی ہوئی بڑی بڑی خطابوں کے مصداق شخص کو ڈھونڈینگے اور چیخ چیخ کر اور پھوٹ پھوٹ کر روئینگے اور کہینگے اے خلیفہ بلافصل اب تو کہاں ہے تیری خاطر ہمنے ایک لاکھ چوبیس ہزار راستبازوں - خدا کے قدوسیوں - خاتم النبیین کے خلیفوں احمد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات پر جان نثار کرنیوالوں اسکی راہ میں سینہ سپر کرنیوالوں عسرت کی گھڑیوں اور تنہائی کے دقتوں میں اس کی جان مال سے مدد کرنے والوں - عملاً اسلام کے پھیلانیوالوں اور آئمہ اطہار کے محسنوں مربیوں کو برا کہا غاصب کہا بے ایمان کہا - فاسق کہا اور کیا کیا اور کیا کیا کہا - ہائے اب حقیقت کھلی کہ تو ہمارا فرض کیا ہوا ایک وہمی نام تھا - اور واقعہ میں تیری حقیقت وہ تھی جو ہمنے اور ہمارے خود غرض آباء نے تراشے - درحقیقت بڑی حسرت ہے کہ سارا رونا پیٹنا اور برسوں کی ماتم و بینوں بے سود چلے جائیں اور صحابہ کے سارے مطاعن اور مثالب شماریاں گناہوں کی شکل میں طوق گردن ہو جائیں - میرے دوست اسمیں آپ چند غور کریں یہ انشا پردازی اور لفاظی نہیں - خدا آگاہ اور گواہ ہے کہ میں نے بڑے درد دل سے لکھا ہے اور یہ سخت حقایق ہیں جو ایک طالب حق کی بصیرت کو بڑھاتی ہیں کوئی شخص بیباکی سے یوں ہی ہنسی میں اڑا دے تو آسان بات ہے - مگر خدا کی کتاب اور خدا کی فعل یعنی کلام اللہ اور صحیفہ قدرت دونوں کو اسی طرح مدنظر رکھکر اپنے اعتقاد کا ثبوت دے تو بات ہے

ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان

آپ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ تشیع میں کونسی بیہودہ بات ہے اور کس بات میں شیعہ حد سے بڑھ گئے ہیں اور کیوں خواہ مخواہ ہم شیعوں کو ملامت کرتے ہیں - میرے دوست سچائی کا خون کرنا ایک ثابت شدہ واقعہ کا انکار کرنا ایک صریح باطل اور نابود شی کو حق اور بود کا لباس پہنانا - ایک فرضی بات کی خاطر خدا کی ہزاروں راستبازوں کو کوسنا اور راستبازوں تبرا بازی کا ہدف ٹھہرانا اور سب وشتم اور بغض و عداوت کو سینہ میں پالنا اور جزو ایمان کہنا اور خدا کی کلام اور کام کے خلاف ایک انسان کو وہ رتبہ دینا جسکا استحقاق خود خدا کی کتاب نے - خدا کے فعل نے - ملائکہ سماوی و ارضی نے اور ایک لاکھ سے زیادہ عباد اللہ الصالحین نے اسکو نہ دیا تھا یہ بیہودگی اور حد سے بڑھنا نہیں اور ظلم عظیم نہیں تو کیا ہے اور کیا راستباز غیور کا دل نہیں کڑھتا کہ ایسی قوم کو ہر طرح سمجھائے - میں آپ کو بہت سی باتیں کہنا چاہتا تھا مگر بالفعل میں انہیں پر بس کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آپ میں حق کو سننے کا حوصلہ ہے کہ نہیں اگر آپ کی سعادت و رشد نے مجھے حوصلہ دلایا تو انشاء اللہ تعالیٰ اور بھی کام کی باتیں سناؤں گا -

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

عاجز

عبدالکریم سیالکوٹی

از قادیان ۳۰ ستمبر ۱۸۹۹ء عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں میں سے کسی علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا کوئی اور دوائی ہرگز نہ خرید و یہ بینظیر

مرہم فوراً اثر کرتی ہے ایسی ایجاد

آج تک کوئی مرہم نہیں ہوئی

مرہم عیسیٰ

یا مرہم رسل یا مرہم حواریین

صرور آزماؤ کیونکہ یہ مرہم ایک بزرگ نبی کی یادگار ہے اس کے نہایت پرتاثیر اور عجیب وغریب ہونے کی سندات بکثرت موجود ہیں

معزز بھائیو!

کوئی تعجب کی یا کرنے کی کوئی بات نہیں۔ مرہم عیسیٰ اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ صلیب پر کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بچ گئے تو آپ کے صلیبی زخموں پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بنا پر اُن کے حواریوں نے اس کو تیار کیا تھا خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ میں اترا اُس مقدس بشر کے زخموں کے چنگا کرنے میں معجزہ ثابت ہوا۔ ہر ایک زمانہ کے نامی فاضل طبیبوں نے اس کو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیرات او وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا۔ حکماء یورپ بھی

اصل بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے

حکیم محمد حسین

لاہور بھاٹی دروازہ سے طلب کرو

ان مرضوں کے لئے شفا ہے

ہر قسم کی طاعون۔ سرطان کے زخم۔ خنازیر۔ گلٹیان۔ چوٹوں کے زخم پھنسی پھوڑے۔ گھاؤ۔ خارش۔ گنج طرح طرح کی جلد کی بیماریاں۔ ہر قسم کے ناسور۔ پرانے گندے زخم۔ زخموں کے کیڑے۔ تلی کے ورم۔ بواسیر کے درد۔ ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا۔ جل جانا کان سے ریم کا بہنا۔ جانوروں کا کاٹ لینا عورات کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ

قیمت فی ڈبیہ ۱۲؍ ۔ عہ ۔ عہ

(علاوہ محصول ڈاک)

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون ۔ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ ۔ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور دوبہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھائی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی ۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۲ ممیری کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ للعہ خالص ممیرہ فی ماشہ عسہ مصری سرمہ فی تولہ ۲ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئیے ۔ **المشتہر** پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھہ آنا کہتے ہین جالا کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیا دی شئے نہین ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئیے اسلئے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری شئے ہے ۔
راقم ڈاکٹر ڈی ۔ ایم ۔ بی ۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی عمرہ ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوے تھے اور پڑوال پڑنے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا ۔ اس کی بینائی مین اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی ۔ اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھہ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی ۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و مشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

۳ مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جن کی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطہ جن کی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے ۔ راقم ڈاکٹر بر جلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنی زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا ۔ میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے ۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ سنہ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے ۔

(کتبہ) انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا (جمالی نقلی)

۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اخبار الحکم

قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء

نظر انصاف

جب کہ مین کئی مرتبہ کی متواتر درخواستون کے بدون کسی صاحب کے نام اخبار جاری نہین کرتا پھر یہ معنی میری سمجھ مین نہین آئی کہ بعض مہربان دوست جبکہ عند الطلب قیمت دینا نہین چاہتے یا اگر اُنسے قیمت طلب بکٹ کے ذریعہ سے قیمت مانگی جاوے تو پہلی درخواستون کی پروا نہ کرکے لکھدیتے ہین کہ آئندہ اخبار بند کیا جاوے پہلے کیون درخواست کرتے ہین شاید اُن کے خیال مین اخبار الحکم مفت دیا جاتا ہے۔ لہذا ایسے احباب براہ کرم آئندہ کے لئے یاد رکھین۔ کہ اخبار الحکم مفت تقسیم نہین ہوتا خدا کا شکر ہے کہ اس وی پی کے طریق سے ہمکو ایسے نادہندون کا پتہ چل گیا جو بدون قیمت اخبار لینا چاہتے تھے ورنہ ہم یہ سمجھکر کہ قیمت آجاویگی تعداد خریداران کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے۔ اور آخر افسوس ہوتا۔ ضرورت ہوئی تو ان لوگون کے نام معہ زر مطالبہ اور انکی درخواست کے وقتاً فوقتاً درج اخبار کردینگے۔

پھر ہم یاد دلاتے ہین کہ آخر ۱۸۹۹ء تک ساڑھے تین روپیہ سے اوپر بقایا موجود ہے جسکو بحیثیت طلب پیکٹ بقایا دار و نکے نام جاری ہین اگر کسی صاحب

تصدیق المسیح

اس عنوان کے تحت مین ہم وہ الہامات وکشوف وقتاً فوقتاً درج کرین گے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق مین ہمارے بعض دوستون کو ہوے یا انھون نے دیکھے ہین۔

چنانچہ آج کے نمبر مین دو زبردست اشتہار درج کرتے ہین جو سیالکوٹ اور لاہور سے شائع ہوے ہین۔

چونکہ حضرت اقدس امام موعود ع نے عام طور پر اپنے ایسے دوستون کو اطلاع دی ہے کہ وہ اپنے خواب اور کشوف اور الہام خدا تعالےٰ کی قسم کے ساتھ موکد کرکے مخالفون پر حجت پوری کرنے کے لئے شائع کرین۔

اس لیے ہم بذریعہ اخبار اطلاع دیتے ہین کہ جس کسی نے کوئی خواب یا کشف یا الہام حضرت اقدس وامجد کی تصدیق مین دیکھا ہو وہ ہمارے پاس بھیجدین اور اس کو جدا گانہ بھی بطور اشتہار شائع کردین۔

اب ہم امید کرتے ہین کہ جناب منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہوری اور اُن کے گہرے دوست اُن مخالف الہامات کے شائع کرنے مین دیر اور توقف نہ کرین گے جو اُن کو ہمارے سید و مولےٰ خلیفۃ اللہ مرسل اللہ مؤید من اللہ امام ہمام انسان کامل نائب خیر الانام صاحب البرہان حجت اللہ آیت اللہ مہدی معہود مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القیام کی نسبت ہوئے ہین۔ کیونکہ اب یہ معاملہ پبلک کے سامنے آچکا ہے۔

اور صادق اور کاذب کی پرکھ کے لئے یہ موقعہ عمدہ ہے۔

اور سچے طالبان حق کے واسطے یہ وقت ہے فقط۔

(ایڈیٹر)

اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لَا تَکْتُمُوا الشَّھَادَۃَ وَمَنْ یَّکْتُمْھَا فَاِنَّہٗ اٰثِمٌ قَلْبُہٗ

نہ چھپاؤ شہادت کو اور جس نے چھپایا تو وہی ہے جس کا دل گنہگار ہوا۔

رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ

اے رب ہمارے ایمان لائے ہم ساتھ اس کے جو تو نے نازل کیا اور تابعداری کی ہم نے اس رسول کی پس لکھ لے تو ہم کو گواہوں میں۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود کے منجانب اللہ ہونے پر آپکی تصدیق میں ایک سچی شہادت

میں سید امیر علی شاہ ولد سید بہار شاہ ساکن سیدانوالی تحصیل سیالکوٹ اس تحریر کو حضرت امام برحق میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تصدیق و تائید میں ان الہامات اور رؤیا کی بنا پر جو مجھکو آپ کے منجانب اللہ مسیح موعود اور امام برحق ہو کر دنیا میں نازل ہونے کی بابت ہوئے ہیں اور جن پر میں علی وجہ البصیرۃ یقین رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنے الہامات اور رؤیا کو خدا تعالیٰ کی طرف سے پاتا ہوں بطور اشتہار شائع کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یقینی علم پا کر یہ شہادت ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی واقعی وہی مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں جو حسب مراد احادیث صحیحہ حضور رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور اشارات قرآن مجید کلام پاک رب حمید بغرض اصلاح امت محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام و رفع فتنا دز مانہ موجودہ چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہو کر آئے ہیں اور میں صدق نیت کے ساتھ مخلوق خدا کے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ مجھکو یہ الہام اور رؤیا کی دولت محض بطفیل حضرت مرزا صاحب ایدہ اللہ کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی ہے اور صرف اسی امام برحق کے قدموں میں حاضر ہونے کی وجہ سے یہ شرف بخشا گیا ہے۔

میں ان فیوض و برکات کو جو حضرت مسیح موعود کے سلسلہ پاک میں داخل ہونے سے شامل حال عاجز ہوئے ہیں بیان نہیں کر سکتا وہ الہامات اور رؤیا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز پر وارد ہوئے یا اب ہوتے ہیں سلسلہ وار اور تاریخوار میری کتاب یادداشت میں قلمبند موجود ہیں۔

میں اس مالک حقیقی کے حضور میں اپنے اس پاک تعلق کے قائم ہو جانے پر وہ سرور پاتا ہوں کہ بیان نہیں کر سکتا میرے مالک سے میرا یہ تعلق ماہ جنوری ۱۸۹۶ء سے شروع ہوا ہے اور اس وقت سے اب تک برابر مجھکو حضرت مرزا صاحب کے امام برحق ہونے کے کھلے کھلے نشانات ملے ہیں۔ میں نے آپ کے مراتب روحانی کو جو دربار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم میں آپ کو حاصل ہیں۔ اپنا اکثر رؤیا میں مشاہدہ کیا ہے اور مجھے دکھلایا گیا ہے آپ کی اس شان کو جو عالم بالا میں آپکو حاصل ہے۔ میں اگر ان سب مشاہدات کو درج کروں تو اشتہار اشتہار نہ رہے بلکہ ایک کتاب ہو جاوے۔ مگر چونکہ اس وقت سے اس اشتہار کو مخلوق خدا کے سامنے صرف اس امر کے لئے پیش کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کے امام برحق ہونے پر سچی شہادت ادا کروں۔ اس لئے میں ان مشاہدات میں سے جو کل الہامات اور رؤیا کو ملا کر تخمیناً دو ہزار پانچسو سے زیادہ ہیں اور میری کتاب یادداشت میں بقید تاریخ مسلسل درج ہیں بارہ رؤیا سال رواں کے اندراج سے بطور نمونہ درج کرتا ہوں۔

میں امید کرتا ہوں کہ مخلوق خدا میری اس تحریر کو امام آخر الزمان حضرت مسیح موعود مہدی وقت مجدد دوران کے حق میں ان کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے پر ایک شہادت تصور کریگی اور مجھے بجائے خود بھی اس مبارک موقعہ کے ملجانے پر ادائے شکر حق کا محل ہے کہ میں اس سچی شہادت کو جو محض خدا کے واسطے ہے ادا کر کے ایک فرض سے سبکدوش ہوا ہوں۔

العبد

خاکسار سید امیر علی شاہ ولد سید بہار شاہ ساکن سیدانوالی تحصیل سیالکوٹ ضلع سیالکوٹ

۲۵ فروری ۱۸۹۹ء بعد از تہجد

(۱) آج بڑی رات سے کہ میں نماز تہجد کو اٹھا بعد فراغت نماز استغفار پڑھتے پڑھتے عالم غنودگی طاری ہو کر سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ گھوڑے پر سوار ہوں اور کسی طرف کو جا رہا ہوں۔ محمد حسین میرا پسر میرے ہمراہ ہے ایک دریا کناروں تک بھرا ہوا نظر آیا۔ دریا طغیانی میں ہے دل میں خیال کرتا ہوں کہ اب عبور کیسے ہو گا مگر گھوڑے برابر پانی میں رپ رپ چل رہے ہیں مذا نہیں رکتے۔ وہیں سے کسی شخص کی آواز آئی کہ آپ پل کے رستہ سے چلکر پار ہو جائیں۔ میں نے کہا کہ جو رستہ ہم نے پانا تھا پا لیا ہے اب کون ہے جو پل کی تلاش کرے سہارا پکڑ نگے

دیکھتے رہو اسی رستہ سے گھوڑے پار ہوجاتے ہیں یا نہیں - ہمارے امام نے ہمکو یہی سیدھا رستہ بتایا ہے ہم غیروں کے رستہ پر کیوں جائیں اتنے میں حضرت امام ہمام علیہ السلام سامنے نظر آئے - خوب صاف ستھری جگہ تھی ہم سب وہاں بیٹھ گئے وہاں ایک بڑا سا ڈھیر کئی سو من شکر تری کا لگا ہوا ہے جس کو دیکھکر میں متعجب ہو رہا ہوں کسی نے پوچھا یہ کیسا ڈھیر ہے اور کس کا ہے میں جواب میں کہتا ہوں کہ یہ ڈھیر ہمارے امام ہمام علیہ السلام کی برکات و انوار کا ہے جو میرے سپرد ہوا ہے جس کو حکم ہوگا اس پر تقسیم کرونگا اسی گفتگو میں حضرت امام نے نماز کا اشارہ فرمایا میں اٹھا اور وضو کرکے نماز فجر میں مشغول ہوا اٹھتے اٹھتے یہ الہام ہوا - واسئلو اللہ من فضلہ یعنی مانگو اللہ سے اس کا فضل -

۴ مارچ ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۲) ایک رات مجھکو قیامت کا عالم دکھلایا گیا - انوار و برکات کے بھی عجائبات مشاہدہ کئے اور مقامات خوف و خطر بھی دکھلائے گئے وہاں ایک کرسی پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں اور ایک طرف بہت قریب حضرت مرزا صاحب بھی کرسی نشین ہیں - باقی اصحاب کبار بھی اپنے درجہ کے موافق مسند نشین ہیں نظر آئے اتنے میں شراباً طہوراً کے تقسیم کرنے کا ارشاد ہوا ہے - حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے فرمایا کہ اول سید امیر علی شاہ کو سب سے زیادہ ایک بڑا سا گلاس پر کرکے دو معہ پسرم محمد حسین جو جماعت دہم مشن سکول میں پڑھتا ہے وہاں موجود ہے - ارشاد ہوا کہ اس کو نصف گلاس شراباً طہوراً کا دو - جب وہ گلاس اس کو ملا تو پاس سے کسی نے کہا کہ بقیہ دیگر چھوٹے بچوں کو بانٹ دو مگر اس نے انکار کیا اور کہا کہ یہ تو مجھے ہی عنایت ہوا ہے میں کسی اور کو کس طرح سے دوں - پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جانور جو قد میں گھوڑے سے کم اور خچر سے زیادہ ہے مگر شکل اس کی ہو بہو خچر کی سی معلوم ہوتی ہے موجود ہے - محمد حسین پسرم کود کر اس پر سوار ہوگیا ہے اور زور سے دوڑاتا ہوا اس کو لے گیا ہے سواری کی حالت میں شراباً طہوراً بھی پئے جاتا ہے میں وہاں قدموں میں بیٹھا ہوا اس مجلس کے انوار و برکات جو نور و برکت سے معمور ہو رہی ہے مشاہدہ کر رہا ہوں اور کل اہل مجلس حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے باادب دم بخود بیٹھے ہیں اور طہارت اور تقوے کے بارہ میں ارشاد ہو رہا ہے - میں کسی کی آواز سنکر بیدار ہوگیا -

۱۱ر اپریل ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۳) آج رات ایک ایسی مجلس پاک منعقد دیکھی کہ جس میں آیات قرآنی کا بیان ہوکر اول درجہ کی تقریریں اور مقالات روحانی ہو رہے ہیں اور حضور امام برحق کے سلسلہ پاک کے معتقدین خلق اللہ کو بڑے جوش سے وہ تقریریں سنا رہے ہیں اور حضرت امام برحق علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ کرسی نشین ہیں - سبحان اللہ کیسی قیل و قال احکام اللہ و رسول کی ہوتی دیکھی کہ جس کا لطف بیان میں نہیں آسکتا - ہر ایک چھوٹے بڑے کے دل لذت اور سرور سے بھرے ہوئے ہیں اور اس میں محظوظ ہو رہے ہیں اسی عالم میں یہ الہام ہوا وکذالک نجزی المحسنین - یعنی اور ہم ایسا ہی بدلا دیتے ہیں نیکو کاروں کو - یہ الہام سنکر میں بیدار ہوگیا تو ابھی تہجد کا وقت تھا نماز میں مصروف ہوا بعد فراغت استغفار شروع کیا پھر غنودگی سی ہوئی اور الہام ہوا عسٰی ربی ان یھدینی سواء السبیل یعنی امید ہے کہ میرا رب دکھاوے مجھکو سیدھی راہ -

۱۸ر اپریل ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۴) - آج رات یہ عجیب و غریب نظارہ دیکھتا ہوں کہ حضرت امام ہمام علیہ السلام تقوے اور طہارت کا وعظ فرما رہے ہیں اور عجیب عجیب کلمات طیبات بڑے جوش سے بیان فرما کر اپنے مریدوں کو متنبہ کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم سب ہوش کرو اور اتقا کی طرف بہت رجوع لاؤ اور اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام سے ڈرو اور دل و جان سے سچے اعتقاد کے ساتھ نماز ادا کرو اور عبادت کرو کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ یعنی نماز روکتی ہے برے اقوال اور برے افعال سے اور پھر قرآن بار بار منادی کرکے کہہ رہا ہے کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ایمان لاؤ ساتھ اس کے رسول کے - اور ہم دعا کر رہے ہیں کہ خدایا خشک ڈالی ہمارے باغ سے کاٹ ڈال - جب حضرت کے منہ سے یہ کلمات نکلے تو کل حاضرین مجلس بلند آواز سے گڑگڑا کر ایسے روئے کہ حواس باختہ ہوگئے پھر فرمایا ہوش کرو اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ یعنی تحقیق فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے -

۲۴ر اپریل ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۵) آج رات یہ عاجز اپنے آپکو ایک بڑے اونچے پہاڑ پر دیکھتا ہے - ایک اونچے ٹیلہ پر جا چڑھا ہوں - نیچے کی طرف نگاہ کی تو معلوم ہوا کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک بڑا جاری دریا بہہ رہا ہے پانی ایسا صاف و شفاف پاکیزہ ہے کہ باوجود اس بلندی کے چہرہ اور بدن اس میں برابر نظر آتا ہے اور اس ٹیلہ سے پہاڑ کے نیچے تک بہت ہی عمدہ پختہ سیڑھیاں بڑی فراخ بنی ہوئی ہیں - ایک بزرگ مجھے وہاں فرماتے ہیں کہ ان

سیڑھیون کے رستہ نیچے جاکر اس دریا مین خوب غوطے لگا کر نہاؤ اور غسل کر کے بدن صاف کرلو یہ دریائے وحدت ہے اس مین غوطہ لگانا آپ کے واسطے بڑا ہی ضروری ہے - مین حسب ایمائے بزرگ موصوف دریا کے کنارہ پر گیا ہون دریا بڑا ہی گہرا معلوم ہوتا ہے پانی تو خوب ہی صاف ہے - مگر مین گہرائی سے ڈرتا ہون مجھے غوطہ لگانے سے خوف معلوم ہوتا ہے مگر وہ بزرگ مجھے پیچھے سے دھکیلتے ہین اور دریا کی طرف رجوع دلاتے ہین مینے دریا کے اندر جاکر خوب غسل کیا اور بعد فراغت انھین سیڑھیون کے رستہ پھر پہاڑ پر چڑھگیا ہون - اللہ اکبر کی آواز کان مین آئی - اور چونک اٹھا - جسم کانپتا تھا - چونکہ تہجد کا وقت تھا وضو کرکے نماز مین مصروف ہوا اور استغفار پڑھنا شروع کیا -

۲۹ اپریل ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۶) آج رات کو ایک مجلس مین ہون بڑا بھاری مہمانان کا انبوہ ہو رہا ہے - ان سب کی نگہبانی اس عاجز کے سپرد ہوئی ہے اس وقت کا سمان عجیب تھا مکان فراخ اور روشنی ایسی کہ باوجود رات ہونے کے ہزارہا لوگ نظر آتے تھے - مین کبھی تو بیٹھ جاتا اور کبھی اٹھکر سب کی طرف نظر ڈالتا تھا - ایک شخص ہندو کو بھی وہان دیکھا - مگر مین ابھی اس کی بابۃ مین سوچتا ہی تھا کہ کسی نے اس کو اس مکان کے احاطہ سے باہر نکال دیا مینے پوچھا کہ یہ شخص کیون نکالا گیا تو مجھے جواب ملا کہ اس نے آپ کی شکایت کی تھی اسلئے اس مکان سے خارج ہوا - اتنے مین کیا دیکھتا ہون کہ عالی شان سوارونکی ایک جماعت تشریف لائی - ابھی جماعت پاک کچھ فاصلہ پر ہی تھی کہ خوشبو سے مکان مہک گیا اور دماغ معطر ہو گئے - مین نے دریافت کیا کہ سبحان اللہ یہ خوشبو کی لپیٹین اس مکان مین ہمارے ارد گرد کہان سے آئی ہین کسی صاحب نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور نیز حضرت اقدس میرزا صاحب علیہ السلام تمھاری طرف تشریف لارہے ہین - کیا تم نے نہین دیکھا - مین نے عرض کیا کہ خوشبو سے اس وقت معطر تو ہو رہا ہون مگر ابھی تک زیارت سے مشرف نہین ہوا کسی بزرگ نے پاس سے فرمایا کہ تمھارے مکان مین جلوہ فرما ہین دیدار فیض آثار سے شرف حاصل کرلینا - مین اس خوشبو مین ایسا بے خود اور محو ہو رہا ہون کہ ہوش نہین رہی - مین ابھی اسی حال مین تھا کہ کسی نے آواز دیکر جگا دیا - اٹھکر مصروف نماز تہجد ہوا -

۲۷ مئی ۱۸۹۹ء قبل از نماز تہجد

(۷) آج شب کو جناب امام برحق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی اور آپ کے حضور مین اس عاجز نے عرض کیا کہ یا مولی بہت غم و الم مین ہون جب یوم الحشر کی حالت یاد آتی ہے اور یوم الجزا کی نسبت تصور کرتا ہون تو اس قدر فکر و تردد ہوتا ہے کہ ہوش و حواس قائم نہین رہتے - جناب نے فرمایا کہ خدا اور رسول کی اطاعت دل وجان سے مقدم رکھو - اللہ تعالے کا ارشاد ہے فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ یعنی جس نے تابعداری کی میری ہدایت کی پس نہین خوف انپر اور نہ وہ غم کھاوینگے - حضرت نے دیگر آیات قرآنی بیان فرماکر مطمئن فرمایا اور ظاہر و باطن کے تزکیہ کی بڑی تاکید فرمائی ابھی حالت مین تھا کہ وقت تہجد کا ہو گیا اٹھکر نماز ادا کی اور استغفار مین مشغول ہوا -

۲۴ جولائی ۱۸۹۹ء قبل از نماز تہجد

(۸) آج رات حضرت امام برحق علیہ السلام کی زیارت ہوئی آپ اپنے مواعظ حسنہ سے اپنے خادمون کو مسرور فرما رہے ہین کیا ہی مبارک شب تھی - آپ فرماتے ہین کہ اے عزیزو مبارک ہین جو متابعت اللہ و رسول مین اپنا وقت عزیز صرف کرتے ہین و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول مین سرگرم ہین اور شیطان مردود اور اس کی دعوتون سے باز رہتے ہین و لا تتبعوا خطوات الشیطن پر عمل کرتے ہین - جب ان کلمات سے مشرف و ممتاز فرما چکے تو مجھے محمد شفیع پسر زادہ خود نظر آیا اور مین نے دیکھا کہ سراپا نور ایک بزرگ اس سے محبت اور پیار کرتے ہین - مجھسے ذرا فاصلہ پر تشریف فرما تھے مین نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہین جو میرے لخت جگر سے پیار کر رہے ہین اس کے جواب مین مجھے حضرت امام برحق نے فرمایا کہ آپ نہین پہچانتے یہ آپ کے جد امجد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین - مجھے دیکھ کر ازبس خوشی حاصل ہوئی اور چاہتا تھا کہ اپنے رہنما اور ہادی کے ہمراہ قدم بوسی کا شرف حاصل کرون کہ اتنے مین آواز آئی کہ تہجد کا وقت ہے اور مصروف نماز ہوا اور بعد ازان استغفار اور درود شریف مین مشغول ہو گیا -

۵ ستمبر ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۹) آج مین نے بڑی رات لگکر تہجد کی نماز ادا کی اور استغفار پڑھتا پڑھتا سوگیا کیا دیکھتا ہون کہ ایک مکان نفیس مین بیٹھا ہون وہان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین و حسنین علیہما السلام تشریف لائے اور آپ نے اصحاب کو ارشاد فرمایا کہ یہ شیرینی جو بہشت کی گولیون کی طرح ہے تقسیم کرو اول امیر علی شاہ کو ہمارے سامنے دو پھر سب کو بانٹو - چنانچہ بارشاد عالی مجھکو بہت سی شیرینی عطا ہوئی اور مین نے کھانی شروع ہو گی - باقی دیگر صاحبزادگان حاضرین کو ملی جنہین محمد علی شاہ اور محمد حسین ہر دو پسران عاجز بھی شامل تھے -

اسمٰعیل

ان کو بھی وہ شیرینی ملی - مین بجائے خود بہت شکر گذاری کرتا تھا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی مہربانی ہے کہ مجھکو یہ نعمت عظمی بخشی اور دیدار فیض آثار سے مشرف و ممتاز فرمایا اسنے مین فجر کی اذان ہوئی اور مین نماز کے واسطے اٹھا۔

۲۱ - ستمبر ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۱۰) آج مین نے جناب امام ہمام ہادی انام علیہ السلام کو ایک مجلس منعقد فرماتے ہوئے دیکھا۔ بہت سے معتقدین دو زانو ہو کر بادب خاموش سر جھکائے خدمت معلی مین بیٹھے ہین اور جناب کلمات طیبات سے ہر ایک کے دل کو منور فرما رہے ہین یہ عاجز بھی ان پاک قدسون مین بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہون کہ ایک مستاق بیدین مرتد نے جناب پر حملہ کرنا چاہا بلکہ کر دیا - ہم سب کھڑے ہو گئے مین نے ایک لاٹھی اٹھا کر اس پر وار کرنا چاہا تو وہ میرے آگے بھاگا مین نے اس کا تعاقب کیا - مین یہ چاہتا تھا کہ اس کو مار کر فی النار کر دون - مگر فرار ہو کر نکل گیا - مین واپس قدمون مین حاضر ہوا - حضرت خندہ پیشانی ہو کر فرمانے لگے کہ یہ لوگ ایسے ہی حملہ کرتے ہین اور ۲۰ سال سے کرتے چلے آتے ہین - مگر آخر ذلیل و خوار ہون گے بہت سے نشان بھی یہ لوگ دیکھ چکے ہین مگر ان کے دلون کی سیاہی دور نہین ہوتی سب کو دعا کرنی چاہیئے کہ خدا انکو ہدایت کرے اور یہ راہ راست پر آوین لاٹھی سونٹا کرنے سے ان کا درست ہونا ناممکن ہے - دعا سے کام لینا چاہیئے ہم سب چپ چاپ سنتے رہے امنا و صدقنا کہتے رہے اتنے مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان رونق افروز ہوئے سب تعظیم و تکریم مین سرو قد کھڑے ہو گئے جناب رسالتماب صلعم حضرت امام برحق کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے ہین آپ امام مامور من اللہ ہین جو میری امت سے آپ کی بیعت مین نہ ہوگا وہ جہنم کی راہ حاصل کرے گا - آپ سمجھانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھین۔

۲۳ ستمبر ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۱۱) آج مجھے ایک ایسے مکان کا مشاہدہ کرایا گیا کہ پہلے کبھی اس کا نظارہ نہین ہوا۔ کیا دیکھتا ہون کہ اس مکان مین ایک ترازو آویزان ہے مین نے ایک صاحب سے جو وہان کھڑے تھے پوچھا کہ یہ کیسا مکان ہے اور یہ ترازو کیا ہے انھون نے فرمایا کہ یہ عرش معلی اور یہ ترازو میزان عدل ہے اور جس امام الزمان کی آپ بیعت مین ہین اُن کی بُردباری - تحمل سکوت صبر و شکر ایک پلہ مین رکھا گیا ہے - اور جبر و تعدی دشنام دہی و ظلم ظالمان ایک پلہ مین - آپ نے دیکھا کہ وہ پلہ جس مین حضرت مسیح موعود کا صبر و شکر اور تحمل و بُردباری ہی کس قدر بھاری ہے باوجود اس قدر شدت جور و جفا و صبر و ظلم کے اس امام برحق کا صبر اور تحمل فوق لیگیا ہے اللہ تعالے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس امام مقبول پر از بس راضی و خوشنود ہین - جن صاحب سے میری یہ گفتگو ہو رہی تھی معلوم نہین ہوا کہ وہ کون صاحب ہین - مگر جب امام الزمان کا نام آتا ہے تو آنکھین بند کر کے بہت ادب سے سر جھکا کر اسم مبارک لیتے ہین - پھر اسی اثنا مین کیا دیکھتا ہون کہ گھوڑے پر سوار ہون اور کسی اور طرف کو جا رہا ہون بارش شروع ہو گئی ہے اور لگاتار مینہ برس رہا ہے کہ زمین خوب تر ہو گئی ہے جاتے جاتے رستہ مین ہی ایک شخص کہ جس کے پاس کچھ بتاشے اور برتن روغن زرد سے بھرا ہوا ہے اور کچھ نقدی۔ مجھے کہتا ہے حضور آپ کی نذر لیکر آیا ہون - مین لینے سے انکار کرتا ہون کہ مین اس لایق نہین ہون مگر وہ نہین مانتا اور اصرار کرتا ہے مجبوراً مین خاموش رہا اسی حال مین کسی نے بلند آواز سے اذان دی اور مین بیدار ہو گیا اور نماز مین مصروف ہوا۔

۲۶ ستمبر ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۱۲) آج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت سواری براق دیدار فیض آثار سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا کہ ۲۳ ستمبر ۱۸۹۹ء کو مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود کی حالت عرش معلی پر مفصلا دیکھ چکے ہو - آؤ آج لخت جگر امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کی حالت جو گذر چکی ہوئی ہے عرش منور پر مشاہدہ کرو جب مین حسب الارشاد عالی ہمرکاب چلا تو اس وقت حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام و محمد حسین پسرم بھی کہ اسی مہینہ مین بیعت حضرت مثیل مسیح سے مشرف ہو چکا ہے ہمرکاب ہی مین نے عزیز محمد حسین کو جناب رسول اللہ صلعم کی حضور مین پیش کیا کہ اسپر رحم فرما کر دینی دنیوی کامیابی کی سرفرازی بخشی جاوے پھر مین نے محمد حسین کو کہا کہ جلد آگے بڑھکر قدمبوسی حاصل کرو۔ چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار تھے اور ہم اپنے امام برحق علیہ السلام کے ہمرکاب قدمون مین چلے جاتے تھے محمد حسین دوڑا اور رکاب عالی پر سر جھکا کر قدمبوسی کرنے لگا جناب نے براق کو کھڑا کر کے فرمایا کہ یہ پڑھنا ہے خوب استقلال سے محنت کرے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پیار کیا - پھر آگے کو تشریف فرما ہوئے - اور مکان عرش معلی مین جس کی بابت پہلے حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے فرمایا تھا پہونچے - کیا دیکھتے ہین کہ جناب امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کا صبر و شکر ایک ترازو کے پلہ مین فرشتگان و دیگر مقربان بارگاہ الہی رکھ رہے ہین اور دوسرے پلہ مین ظالمان جفاکار کا ظلم و تعدی رکھا جا رہا ہے - مگر وہ ترازو ایسا ہے کہ ہر ایک پلہ اس کا گویا ایک عمدہ کی ڈنڈی

سے ملا ہوا ہے نور ہی نور نظر آتا ہے جس پلہ میں صبر و شکر حضرت امام حسین علیہ السلام کا رکھا جارہا ہے میں کثرت انوار کے سبب دیکھ نہیں سکتا اور ایسا بیتاب و توان ہو رہا تھا نظر جمتی نہیں تھی۔ مگر ان جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام زمان علیہ السلام و دیگر مقربان درگاہ کی کارروائی دربارہ وزن خوب طرح سے نظر آ رہی تھی اور شدت ظلم ظالمان جو ایک پلہ میں رکھا جاتا تھا دیکھکر غم اور خوف طاری ہوتا تھا اور کلیجہ کانپتا تھا اس حال کے نظارہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت سواری براق میں فرمایا کہ دیکھا ظلم ظالمان بد شعار و صبر و شکر لخت جگر امام حسین علیہ السلام اور پھر ساتھ ہی استقلال۔ بھلا کوئی ایسے نازک اور جان گداز موقعوں پر مستقل مزاج رہتا ہے۔ اے میرے عزیز و سب مصائب میں صبر اور شکر کے ساتھ مثل صبر لخت جگر کے ثبات قدم اور استقلال دکھاؤ کہ یہ بڑی بھاری صفت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضور اس غلام کا دل منور فرمایا جاوے حکم دیا کہ اسی طرح سے تا بیداری مسیح موعود و مہدی مسعود میں کہ جس کے ہاتھ میں تمہارا ہاتھ دیتا ہوں لگے رہو جو ان کے برخلاف ہو گا منہ کی کھاوے گا۔

مطبوعہ مفید عام پریس سیالکوٹ

اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الا ان حزب اللہ ہم المفلحون۔ فان حزب اللہ ہم الغالبون

نیاز کمترین محمد الٰہی کی طرف سے ...

بخدمت منشی الٰہی صاحب اکونٹنٹ۔

منشی صاحب موصوف کئی سال تک اعلیٰ حضور جناب مرزا غلام احمد صاحب

رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے ساتھ (جنکو خدا تعالیٰ نے ضرورت حقہ کے ساتھ اس صدی کے سر پر مجدد بنا کر مہدی و مسیح موعود کما ارسلنا الی فرعون رسولا کے عہدہ پر مامور فرمایا ہے) حسن ظن رکھکر ان کے دعوٰی اور الہامات کی اپنے قول و فعل و الہامات سے نہایت اطمینان و استقلال کے ساتھ حمایت و تائید رہے اب تھوڑے عرصہ سے کسی وجہ سے ناراض ہو کر ناحق مخالفت پر کھڑے ہو گئے ہیں اور سوء ظن کو کمال تک پہنچا کر اپنے الہامات کی تفسیر کا رخ بھی ناحق اس مقدس بشر اور اس کی جماعت کے برخلاف پھیر کر ایک ناگفتنی الزام و اتہام کا کفر تک نشانہ بنا رکھا ہے۔ اس سے میری طبیعت میں تحریک پیدا ہوئی اور میں نے اللہ تعالیٰ کی حضور میں اس امر کی حقیقت کے انکشاف کے لئے بہت دعا کی۔ تب سے مجھے اکثر ایسے الہام ہو رہے ہیں جن سے حضرت اقدس کی صداقت و بزرگی اور عند اللہ وجاہت آشکارا ہوتی ہے۔ جنمیں سے چند ایک بطور نمونہ اس جگہ درج کرتا ہوں۔

(۱) ایک رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ میں روضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گیا ہوں اور روضہ کے گرد خیمے نصب ہیں۔ میں نے ایک آدمی سے دریافت کیا کہ یہ خیمے کس کے ہیں اس نے جواب دیا کہ مرزا غلام احمد صاحب کے ہیں۔ یہ (یعنی مرزا صاحب) روضہ کے گرد جھالر لگوا رہے ہیں اس وقت میری نگاہ جھالر پر پڑی۔ جھالر نہایت ہی نفیس جالی دار پڑی تھی۔

(۲) ایک رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ مرزا صاحب کی کتاب نور الحق میرے ہاتھ میں ہے اور اس پر یہ شعر لکھا ہوا تھا سو الحمد ... آیا ہا چھولوں کا سہرا سر دھر کر آیا ہے۔

(۳) ایک رات ایک شخص نے مجھے خواب میں کہا کہ ولقد ترٰی منہم لما یلحقوا بہم تمہارے ہی شان میں آیا ہے۔

(۴) عیسائیوں کے مقدمہ کے وقت الہام ہوا ولن ترضٰی عنک الیہود ولا النصٰرٰی حتٰی تتبع اہواءہم۔

(۵) مجھے حضرت مرزا صاحب نے ایک کاغذ دیا جس پر لکھا ہوا تھا۔ مرزا صاحب لوگوں لنگڑوں کے اچھا کرنے کے لئے آئے ہیں

(۶) ۱۷ ستمبر ۱۸۹۹ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی خوبصورت گھوڑا مرزا صاحب کی خدمت میں گورنمنٹ نے ارسال کیا ہے اور اس گھوڑے کو رواہل اللہ لیکر آئے ہیں میں نے کہا کہ مرزا صاحب گورنمنٹ کے ایسے سچے خیر خواہ ہیں جس وجہ سے یہ گھوڑا اور ایسی عزت ملی ہے

(۷) آتھم کے ابتلا کے وقت یہ الہام ہوا الحق من ربک فلا تکونن من الممترین۔

اور بہت سے الہام ایسے ہوتے رہتے ہیں جن سے منشی صاحب کا صریح غلطی پر اور ریا کار ہونا اور آخر کار اس مقابلہ میں ناکام رہنا واضح ہوتا ہے۔ انہیں سے بطور نمونہ چند الہام درج کرتا ہوں

(۱) کداب آل فرعون والذین کذبوا بایٰتنا اولٰئک اصحٰب النار۔

(۲) ہم اس کو راستہ میں ہی تہ کر دیں گے۔ (اس سے یہ مراد ہے کہ حضرت اقدس کے بالمقابل منشی صاحب کو سخت ناکامی نصیب ہو گی جس سے وہ نہایت زیاں کار ہوں گے۔)

(۳) ایک دفعہ نماز تہجد کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ لوگ ملکر حضرت مرزا صاحب سے بارش کے واسطے دعا کی درخواست کریں تاکہ بارش ہو اور تمام خلقت جو تشنہ لب ہو قحط کی مصیبت سے بچ جاوے۔ حضرت اقدس کے مقابلہ میں مخالفین خود ہی دعا کریں پھر دیکھیں کہ سچا کون ہے تب الہام ہوا۔ (اس دعوٰی کو بھی آگے رکھ لیویں)

یہ تمام واقعہ میں نے اپنی اہلیہ کو سنایا۔ اس نے ایک ... کے بعد کہا کہ مجھے کسی شخص نے کہا ہے کہ ... ہم نہیں کہتے کہ الٰہی بخش صاحب ... ایک ... مولوی ... کا مقابلہ

کیا ہے [illegible] معہ [illegible] اللہ تعالی نے ان
الفاظ سے پکارا ہے۔
(۴) [illegible] ۱۸۹۹ء کی رات کو الہام
ہوا۔ [illegible]

[illegible] حیرت انگیز امر یہ ہے کہ الٰہی
الہامات جو ایک ہی سرچشمہ سے جاری
ہوتے ہیں کیسے ایک دوسرے کے
مخالف ہو سکتے ہیں۔ میں اس امر کے
فیصلہ کے لئے خدا تعالے کو حاضر ناظر
سمجھکر حلفاً بیان کرتا ہوں کہ میرے
مندرجہ بالا الہامات خدا کی طرف
سے ہیں۔ میرا افترا نہیں۔ اگر میں
افترا کرتا ہوں تو خدا تعالی کی طرف
سے ذلت کا مستوجب ہوں۔
اب میں منشی الٰہی صاحب کی خدمت
میں بڑے ادب و انکسار سے عرض
کرتا ہوں کہ اگر درحقیقت وہ اس مخالفت
پر نیک نیتی سے قائم ہوئے ہیں اور
فی الواقعہ ان کے الہامات کا مشار الیہ
حضرت اقدس ہی ہیں کوئی اور شخص
نہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو اس کام
میں کامل اطمینان و یقین کے ساتھ
سچا سمجھتے ہیں تو خدا کے واسطے
خلق اللہ کو اس عظیم فتنہ سے بچانے
کے لئے میری صریح حلف کے ساتھ
ان الہامات کو جو اُن کی اپنی صداقت
اور حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد
صاحب کی تکذیب میں ہوئے ہیں
بہت جلد بذریعہ اشتہار شایع کردیں
اور لکھدیں کہ ان میرے الہامات
سے الٰہی منشا حقیقی طور پر مرزا صاحب
کی تکفیر و تکذیب ہی ہے اور ان الہامات
میں اور ان کی تفسیر میں میرا اپنا کچھ افترا
و دخل نہیں ہے۔ اگر میں افترا سے
کام لیتا ہوں اور غلطی پر ہوں تو حق وباطل
میں کھلی کھلی تمیز دکھلانے کے لئے خدا مجھ
کو بھی رسوا و ذلیل کرے۔ میں امید کرتا ہوں
کہ منشی صاحب فاصدع بما تؤمر۔
بلغ ما انزل الیک من ربک۔ اما
بنعمۃ ربک فحدث وغیرہ احکام الٰہی کو
مدنظر [illegible] ضرور اپنے الہامات
شایع کرکے دکھلا دیں گے کہ وہ درحقیقت

بنی نوع انسان کے سچے ہمدرد و خیرخواہ
ہیں۔ والسلام علی من اتبع الھدی۔

خاکسار

محمد علی۔ خادم حضرت اقدس مجدد الوقت
مہدی و مسیح موعود جناب میرزا غلام احمد
صاحب قادیانی۔ از لاہور ۱۲ ستمبر ۱۸۹۹ء

ضروری نوٹ

از جانب جناب مرزا غلام احمد صاحب
مجدد الوقت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام

آج میں نے ۱۸ر ستمبر ۱۸۹۹ء کو بروز دوشنبہ
خواب میں دیکھا کہ بارش ہو رہی ہے آہستہ
آہستہ مینہ برس رہا ہے میں نے شاید خواب
میں یہ کہا کہ ہم تو ابھی دعا کرنے کو تھے
کہ بارش ہو [illegible] ہو ہی گئی میں نہیں جانتا کہ
عنقریب بارش ہو جائے یا ہماری

الہام ۱۹ر ستمبر ۱۸۹۹ء

ایک عزت کا خطاب

ایک عزت کا خطاب

لَکَ خِطَابُ الْعِزَّۃِ

ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا

کے متعلق خدا کی رحمت اور فتح ونصرت کی
بارش ہماری جماعت پر ہوگی یا دونوں ہو جاویں
ہماری خواب سچی ہے اس کا ظہور ضرور ہوگا
دونوں میں سے ایک بات ضرور ہوگی یعنی
یا تو خدا تعالی کی مخلوق کیلئے باران رحمت کا
دروازہ آسمان سے کھلے گا یا غیر معمولی
کوئی نشان روحانی فتح اور نصرت کا ظاہر ہوگا
مگر نشان ہوگا۔ نہ معمولی بات ۱۔

صاحبزادہ سراج الحق جمالی کے مکان کا چندہ

شیخ محمد جان صاحب وزیرآبادی	۶/
بابو محمد صاحب کیمپ انبالہ	۶/

اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی
۲۸ر اکتوبر ۱۸۹۹ء سے شروع
ہو کر ۴ر نومبر ۱۸۹۹ء تک امرتسر
میں قرار پایا ہے اس لیے مشتہر
کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس
روپے مال مویشی کو مطابق
شرایط مندرجہ فہرست انعام کے
جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے
گا۔ اور مبلغ چارسو روپیہ
گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا۔
اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو
تو درخواست بھیجکر منگوا لے
مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص
انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام
ہونے چاہئے ورنہ قابل انعام تصور
نہیں ہونگے اور مادہ گاوان قابل
انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص
انعام سے تین روز پہلے کیا جاویگا یعنی
یکم دوم سوم نومبر ۱۸۹۹ء کو دو وقت
صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاویگا
اور نیز بیع اسپان بھی حسب دستور اسموقعہ پر
ہوگا فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی
محصول لیا جاویگا اور واضح ہو کہ ہر مویشی
جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میلہ
کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر
نکال لیجانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا
اور خریدار مال کی بابت رسید بطور سند وصول کی جاویگی

المشتہر
مسٹر جے۔ جی۔ ایس صاحب بہادر سکرٹری میونسپل
کمیٹی امرتسر۔

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت ہای کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۸ خرچہ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار و ن سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہی بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بطور اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش پرنسم جسکو عموماً آنکھہ آنا کہتے ہین جلن کمزوری ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لیئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لایق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئی ممیرے کا سرمہ ضروری ہی۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگی صاحب بہادر ایم ایس سند یافتہ یورپین یونیورسٹی۔

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا جسنے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض استم دیوی مسماۃ بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہی۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی مین فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی۔ اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھہ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مرض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) مین ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہی ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رای مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہی اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہی۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رای بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رای مین بینائی قائم رکھنے کے لئی اور آنکھوں کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید بیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دیوے تو اسی کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئی ما تحت ۱۸۹۹ء سے جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی ایڈیٹر کے باہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم

اخبار الحکم

جلد [illegible] | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء | نمبر [illegible]

قرآن کا خدا

جاننا چاہیے کہ جس خدا کی طرف ہمیں قرآن شریف نے بلایا ہے اس کی اس نے یہ صفات لکھی ہیں۔ هو الله الذی لا اله الا هو عالم الغیب والشهادة هو الرحمن الرحیم ۔ مالک یوم الدین ۔ الملک القدوس السلام المؤمن المهیمن العزیز الجبار المتکبر ۔ هو الله الخالق الباری المصور له الاسماء الحسنی یسبح له ما فی السموات والارض وهو العزیز الحکیم ۔ علی کل شیء قدیر ۔ رب العلمین ۔ الرحمن الرحیم ۔ مالک یوم الدین ۔ اجیب دعوة الداع ۔ الحی القیوم ۔ قل هو الله احد ۔ الله الصمد ۔ لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد ۔ یعنی وہ خدا جو واحد لاشریک ہے جس کے سوا کوئی بھی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں یہ اس لیے فرمایا کہ اگر وہ لاشریک نہ ہو تو شاید اس کی طاقت پر دشمن کی طاقت غالب آجائے اس صورت میں خدائی معرض خطرہ میں رہے گی اور یہ جو فرمایا کہ اس کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ ایسا کامل خدا ہے جس کی صفات اور خوبیاں اور کمالات ایسے اعلیٰ اور بلند ہیں کہ اگر موجودات میں سے بوجہ صفات کاملہ کے ایک خدا انتخاب کرنا چاہیں یا دل میں عمدہ سے عمدہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدا کی صفات فرض کریں تو وہ سب سے اعلیٰ جس سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ نہیں ہو سکتا وہی خدا ہے جس کی پرستش میں ادنیٰ کو شریک کرنا ظلم ہے پھر فرمایا کہ عالم الغیب ہے یعنی اپنی ذات کو آپ ہی جانتا ہے اس کی ذات پر کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ہم آفتاب اور ماہتاب اور ہر ایک مخلوق کا سراپا دیکھ سکتے ہیں مگر خدا کا سراپا دیکھنے سے قاصر ہیں۔ پھر فرمایا کہ وہ عالم الشہادة ہے یعنی کوئی چیز اس کی نظر سے پردہ میں نہیں ہے یہ جائز نہیں کہ خدا کہلا کر پھر علم اشیاء سے غافل ہو وہ اس عالم کے ذرہ ذرہ پر اپنی نظر رکھتا ہے لیکن انسان نہیں رکھ سکتا وہ جانتا ہے کہ کب اس نظام کو توڑ دے گا اور قیامت برپا کر دیگا اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ایسا کب ہوگا سو وہی خدا ہے جو ان تمام وقتوں کو جانتا ہے پھر فرمایا هو الرحمن یعنی وہ جانداروں کی ہستی اور ان کے اعمال سے پہلے محض اپنے لطف سے نہ کسی کے عمل کی پاداش میں ان کے لئے سامان راحت میسر کرتا ہے جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب اور زمین اور دوسری تمام چیزوں کو ہمارے وجود اور ہمارے اعمال کے وجود سے پہلے ہمارے لئے بنا دیا اس عطیہ کا نام خدا کی کتاب میں رحمانیت ہے اور اس کام کے لحاظ سے خدا تعالیٰ رحمن کہلاتا ہے اور پھر فرمایا کہ الرحیم یعنی وہ خدا نیک عملوں کی نیک تر جزا دیتا ہے کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔

اور اس کام کے لحاظ سے رحیم کہلاتا ہے اور یہ صفت رحیمیت کے نام سے موسوم ہے اور پھر فرمایا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ یعنی وہ خدا ہر ایک کی جزا اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اس کا کوئی ایسا کار پرداز نہیں جسکو اس نے زمین و آسمان کی حکومت سونپ دی ہو اور خود آپ الگ ہو بیٹھا ہو اور آپ کچھ نہ کرتا ہو وہی کارپرداز سب کچھ جزا سزا دیتا ہو یا آیندہ دینے والا ہو اور پھر فرمایا کہ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ یعنی وہ خدا بادشاہ ہے جس پر کوئی داغ عیب نہیں یہ ظاہر ہے کہ انسانی بادشاہت عیب سے خالی نہیں اگر مثلاً تمام رعیت جلاوطن ہو کر دوسرے ملک کی طرف بھاگ جاوے تو پھر بادشاہی قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر مثلاً تمام رعیت قحط زدہ ہو جائے تو پھر خراج شاہی کہاں سے آئے اور اگر رعیت کے لوگ اس سے بحث شروع کر دیں کہ تجھ میں ہم سے زیادت کیا ہے تو وہ کون سی لیاقت اپنی ثابت کرے پس خدا تعالے کی بادشاہی ایسی نہیں ہے وہ ایک دم میں تمام ملک کو فنا کر کے اور مخلوقات پیدا کر سکتا ہے اگر وہ ایسا خالق اور قادر نہ ہوتا تو پھر بجز ظلم کے اس کی بادشاہت چل نہ سکتی کیونکہ وہ دنیا کو ایک مرتبہ معافی اور نجات دیکر واپس لیتا تو اس صورۃ میں اس کی خدائی میں فرق آتا اور دنیا کے بادشاہوں کی طرح ایک غدار بادشاہ ہوتا جو دنیا کے لئے قانون بناتے ہیں بات بات میں بگڑتے ہیں اور اپنی خود غرضی کے وقتوں پر جب دیکھتے ہیں ظلم کے بغیر چارہ نہیں تو ظلم کو شیر مادر سمجھ لیتے ہیں مثلاً قانون شاہی جائز رکھتا ہے کہ ایک جہاز بچانے کے لئے ایک کشتی کے سواروں کو تباہی میں ڈالدیا جائے اور ہلاک کیا جائے مگر خدا کو تو یہ اضطرار پیش نہیں آنا چاہیئے پس اگر خدا پورا قادر اور عدم سے پیدا کرنے والا نہ ہوتا تو وہ یا تو کمزور راجوں کی طرح قدرت کی جگہ ظلم سے کام لیتا اور یا عادل بنکر خدائی کو ہی الوداع

کہتا بلکہ خدا کا جہاز تمام قدرتوں کے ساتھ سچے انصاف پر چل رہا ہے پھر فرمایا اَلسَّلَامُ یعنی وہ خدا جو تمام عیبوں اور مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے بلکہ سلامتی دینے والا ہے اس کے معنے بھی ظاہر ہیں کیونکہ اگر وہ آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا لوگوں کے ہاتھ سے مارا جاتا اور اپنے ارادوں میں ناکام رہتا تو پھر اس بدنمونہ کو دیکھکر کس طرح دل تسلی پکڑتے کہ ایسا خدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے چھڑا دے گا چنانچہ اللہ تعالے باطل معبودوں کے بارہ میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ الجزو نمبر ۱۷ سورہ حج۔ جن لوگوں کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو وہ تو ایسے ہیں کہ اگر سب ملکر ایک مکھی پیدا کرنا چاہیں تو کبھی پیدا نہ کر سکیں اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں بلکہ اگر مکھی کوئی انکی چیز چھین کر لیجائے تو انہیں طاقت نہیں ہوگی کہ وہ مکھی سے چیز واپس لے سکیں ان کے پرستار عقل کے کمزور اور وہ طاقت کے کمزور ہیں کیا خدا ایسے ہوا کرتے ہیں خدا تو وہ ہے کہ سب قوتوں والوں سے زیادہ قوت والا اور سب پر غالب آنے والا ہے نہ اسکو کوئی پکڑ سکے نہ مار سکے ایسی غلطیوں میں جو لوگ پڑتے ہیں وہ خدا کا قدر نہیں پہچانتے اور نہیں جانتے کہ خدا کیسا ہونا چاہیئے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا امن کا بخشنے والا اور اپنی کمالات اور توحید پر دلائل قائم کرنے والا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہو سکتا اور نہ خدا کے سامنے شرمندہ ہوگا کیونکہ اس کے پاس

زبردست دلائل ہوتے ہیں لیکن بناوٹی خدا کا ماننے والا بڑی مصیبت میں ہوتا ہے وہ بجائے دلائل بیان کرنے کے ہر ایک بیہودہ بات کو راز میں داخل کرتا ہے تا ہنسی نہ ہو اور ثابت شدہ غلطیوں کو چھپانا چاہتا ہے۔

اور پھر فرمایا کہ اَلْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ یعنی وہ سب کا محافظ ہے اور سب پر غالب اور بگڑے ہوئے کاموں کا بنانے والا ہے اور اس کی ذات نہایت ہی مستغنی ہے اور فرمایا هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى یعنی وہ ایسا خدا ہے کہ جسموں کا بھی پیدا کرنے والا اور روحوں کا بھی پیدا کرنے والا رحم میں تصویر کھینچنے والا تمام نیک نام جہاں تک خیال میں آ سکیں سب اسی کے نام ہیں اور پھر فرمایا يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنی آسمان کے لوگ بھی اس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی۔ اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں اور پھر فرمایا عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنی خدا بڑا قادر ہے یہ پرستاروں کے لئے بڑی تسلی ہے کیونکہ خدا اگر عاجز ہو اور قادر نہ ہو تو ایسے خدا سے کیا امید رکھیں اور پھر فرمایا کہ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یعنی وہی خدا ہے جو تمام عالموں کو پرورش کرنے والا رحمن رحیم اور جزا کے دن کا آپ مالک ہے اس اختیار کو کسی کے ہاتھ میں نہیں دیا ہر ایک پکارنے والے کی پکار کو سننے والا اور جواب دینے والا یعنی دعاؤں کا قبول کرنے والا اور پھر فرمایا اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ یعنی ہمیشہ رہنے والا اور تمام جانوں کی جان اور سب کے وجود کا سہارا یہ اس لئے کہا کہ وہ ازلی ابدی نہ ہو تو اس کی زندگی کے بارہ میں بھی دھڑکا رہے گا کہ شاید ہم سے پہلے

فوت نہ ہو جاوے اور پھر فرمایا کہ وہ
خدا اکیلا خدا ہے نہ وہ کسی کا بیٹا
اور نہ کوئی اس کا بیٹا اور نہ کوئی اس
کے برابر اور نہ کوئی اس کا ہم جنس۔
اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ
کی توحید کو صحیح طور پر ماننا اور اس میں
زیادت یا کمی نہ کرنا یہ وہ عدل ہے
جو انسان اپنے مالک حقیقی کے حق
میں بجا لاتا ہے یہ تمام حصہ اخلاقی تعلیم
کا ہے جو قرآن شریف کی تعلیم میں سے
درج ہوا ہے اس میں اصول یہ ہے
کہ خدا تعالےٰ نے تمام اخلاق کو افراط
اور تفریط سے بچایا ہے اور ہر ایک
خلق کو اس حالت میں خلق کے نام سے
موسوم کیا ہے کہ جب اپنے واقعی اور
واجب حد سے کم و بیش نہ ہو یہ تو ظاہر
ہے کہ نیکی حقیقی وہی چیز ہے جو دو حدوں
کے وسط میں ہوتی ہے یعنی زیادتی
اور کمی یا افراط اور تفریط کے درمیان
ہوتی ہے ہر ایک عادت جو وسط کی
طرف کھینچے اور وسط پر قائم کرے
وہی خلق فاضل کو پیدا کرتی ہے محل
اور موقعہ کا پہچاننا اک وسط ہے۔
مثلاً اگر زمیندار اپنا تخم وقت سے پہلے
بووے یا وقت کے بعد دونوں صورتوں
میں وہ وسط کو چھوڑتا ہے نیکی اور حق
اور حکمت سب وسط میں ہے اور
وسط موقعہ بینی میں یا یوں سمجھو کہ حق
وہ چیز ہے کہ ہمیشہ دو مقابل باطلوں
کے وسط میں ہوتا ہے اور اس میں
کچھ شک نہیں کہ عین موقعہ کا التزام
ہمیشہ انسان کو وسط میں رکھتا ہے
اور خدا شناسی کے بارہ میں وسط کی
شناخت یہ ہے کہ خدا کی صفات کے بیان
کرنے میں نہ تو نفی صفات کے پہلو کی
طرف جھک جاوے اور نہ خدا کو جسمانی
چیزوں کا مشابہ قرار دے یہی طریق
قرآن نے صفات باری تعالےٰ میں
اختیار کیا ہے چنانچہ وہ یہ بھی فرماتا ہے
کہ خدا دیکھتا سنتا بولتا جانتا کلام کرتا ہے
اور پھر مخلوق کی مشابہت سے بچانے
کے لئے یہ بھی فرماتا ہے کہ لَيْسَ

كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ
یعنی خدا کی ذات اور صفات میں
کوئی اسکا شریک نہیں اس کے لئے
مخلوق سے مثالیں مت دو سو خدا
کی ذات کو تشبیہ اور تنزیہ کے بین
بین رکھنا یہی وسط ہے غرض اسلام
کی تعلیم تمام میانہ روی کی تعلیم ہے
سورۃ الفاتحہ بھی میانہ روی کی ہدایت
فرمائی ہے کیونکہ فرماتا ہے غَيْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ
مغضوب علیہم سے وہ لوگ مراد ہیں
جو خدا تعالےٰ کے مقابل پر قوت غضبی
کو استعمال کرکے قویٰ سبعیہ کی پیروی
کرتے ہیں اور ضالین سے وہ مراد ہیں
جو قویٰ بہیمیہ کی پیروی کرتے ہیں
اور میانہ طریق وہ ہے جو انعمت علیہم
سے یاد فرمایا ہے۔
غرض اس مبارک امت کے لئے قرآن
شریف میں وسط کی ہدایت ہے
توریت میں خدا تعالےٰ نے انتقامی
امور پر زور دیا تھا اور انجیل میں عفو
اور درگذر پر زور دیا تھا اور اس
امت کو موقع شناسی اور وسط کی
تعلیم ملی چنانچہ اللہ فرماتا ہے
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا
یعنی ہمنے تمکو وسط پر عمل کرنیوالی
امت بنایا ہے اور وسط کی تعلیم
تمکو دی سو مبارک وہ جو وسط پر چلتے ہیں
خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا

حضرت امام الزمان ؑ

حضرت مہدی مسعود و مسیح موعود کی بابت حضرت میاں کوٹھہ والے صاحب کی گواہی

حضرت کوٹھے والے صاحب سے
پنجاب کے بہت تھوڑے لوگ
ناواقف ہیں۔ حضرت مغفور و مبرور
کی کفش برداری پر عبد اللہ غزنوی مرحوم
کو بھی ناز تھا اور مولوی غلام رسول
صاحب مرحوم ساکن قلعہ میاں سنگھ بھی
آپ کے خدام سے تھے۔ اور اسوقت
بہت سے ایسے اچھے لوگ موجود ہیں
جو اُن سے انتساب پر فخر کرتے ہیں۔
مولوی برہان الدین صاحب جہلمی
نے کئی بار مجھسے ذکر کیا کہ وہ جب کوٹھے
والے صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے
تو صاحب موصوف خلاف عادت اکثر
بکمال محبت و اکرام پیش آتے۔ مولویصاحب
فرماتے ہیں کہ میں دل میں حیران ہوتا تھا
کہ اس میں کوئی راز ضرور ہے۔ پوچھنے
کی جرأت نہ ہوئی بات نہاں کی نہاں رہی
مگر جب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام
سے بیعت ہوا جب مجھپر کھلا کہ حضرت
کوٹھہ والے صاحب اُس نسبت کے سبب
سے جو مجھے حضرت مہدی خلیفۃ اللہ
علیہ السلام سے میسر آنے والی تھی۔ مجھسے پیار کرتے تھے
آج ہم مولوی برہان الدین صاحب کی فراست
کو مبارک دیتے ہیں کہ اس نے خطا نہیں کی
اور مولوی صاحب نے جو کچھ سمجھا تھا درست
سمجھا تھا۔
آج ہمارے پاس ایک ثقہ صالح آدمی کی
ایسی قسمیہ گواہی پہنچی ہے جو امید ہے
بہت سے سعیدوں کی راہ نمائی اور حضرت
امام زمان کی شناخت کا باعث اُن کے لئے
ہوگی۔
نیک فطرت ضد و تعصب کی تاریکی سے
نجات یافتہ مسلمان اس میں غور کریں خصوصاً
وہ لوگ جو زبان سے حضرت کوٹھہ والے
صاحب کی بزرگی کا اعتراف کرتے ہیں
وقت کو غنیمت سمجھیں اور اس نعمت
سے حصہ لینے میں جلدی کریں۔ جبکہ حال
میں ہزاروں ہزار صلحاء و اتقیا مثل کوٹھے
والے صاحب کے اس جہان سے رخصت
ہوئے۔
اور اے حق کے خلاف میں جلدی کرنے والو
اور بیباکی میں حد سے نکلنے والو اب تو
خدا سے ڈرو۔ اور گواہی پر گواہی کو رد تو
نہ کرتے جاؤ۔ اور اگر تم میں کوئی صلاح
و تقویٰ ہے تو ایسی ہی کوئی گواہی تم بھی

اپنے لئے کہین سے لاؤ۔ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ الآیہ۔

عاجز عبدالکریم از قادیان ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء

اور وہ شہادت یہ ہے

نحمدہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم

بخدمت شریف کاشف رموز نہانی واقف علوم ربانی جناب مرزا صاحب مدظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرضداشت اینکہ چونکہ فضیلت پناہ محمد یحیی اخوانزادہ صاحب در خدمت شما مشرف شدہ واپس آمد بار ہا من اتفاق ملاقاتش افتاد ہر بار کہ ملاقاتش حاصل شدے ذکر جمیل آن جناب و تذکرہ خلق عظیم مولوی نور الدین صاحب بجا بیندے بحکم من احب شیئا اکثر ذکرہ ہر وقت برز بانش گفتگوئے شما و یار شما می بود آخر یک روز در اثنا بحث سخن از مہدی و عیسی و مجدد در آمد ناگاہ از زبانم بر آمد کہ یک روز مرشد ما حضرت صاحب کوٹھہ والا فرمودند کہ مہدی موعود پیدا شدہ است لکن ظاہر نشدہ است اکنون فضیلت پناہ محمد یحیے اخوانزادہ صاحب در پس من شدہ کہ این اخبار بطور گواہی قسمیہ بقلم خود بنویس پس من بحکم آیہ کریمہ ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ ولا نکتم شہادۃ اللہ انا اذا لمن الآثمین۔ والذین لا یشہدون الزور۔ گواہی بجا می دہم کہ پیش از وفات خود حضرت صاحب کوٹھہ والا سال یا دو سال یعنی *١٢٩٢ھ ہجری یا ١٨٧٥ء با خواص خویش نشستہ از ہر باب گفتگو از معارف و اسرار میفرمودند ناگاہ سخن مہدی درمیان آمد فرمودند کہ مہدی موعود پیدا شدہ اما ظاہر نشدہ واللہ باللہ ثم تاللہ کہ این راست و درست گفتہ ام نہ بہوائے نفس و یا غرض دیگر لیکن حضار مجلس این سخن را مقصود نہ دانستہ کہ مہدی چیست و کجا باشد و کی باشد۔ اگر پرسیدہ شدے امید کہ مفصل بیان کردہ بودے اما مجمل باین الفاظ افغانی باین عبارت

چہ مہدی پیدا شوی دی او وقت د ظہوری ندی

ترجمہ مہدی موعود پیدا شدہ لیکن ظاہر نشدہ است فقط و سنہ وفات حضرت موصوف سلخ ذی الحجہ ۱۲۹۴ہجری ہست ازین عاجز را شوق شرف اندوزی آنجناب از حد زیادہ ست دعا فرمایند کہ اسباب میسر شوند بخدمت شریف مولانا نور الدین صاحب تحیۃ سلام بشوق تمام مقبول باد باقی السلام علیکم وعلی من لدیکم دست لرزان ست اگر قصور رفتہ معاف فرمایند زیادہ ادب

راقم

حمید اللہ المشہور بملا صلوات

از مقام پھورڑ ضلع ہزارہ علاقہ مانسہرہ یکم ماہ اکتوبر ۱۸۹۹ء۔

رفیق ہند کا اجرائے ثانی

ہم بڑی خوشی اور مسرت سے اس امر کا اعلان کرتے ہین کہ لاہور کا مشہور و معروف اخبار رفیق ہند جو بعض وجوہات کی وجہ سے بند ہوگیا تھا ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے پھر اشاعت پذیر ہوا ہے۔ رفیق ہند کے لائق ایڈیٹر کی زیر دست تحریر اور زور قلم اور ملکی معاملات مین انکی مستند رائے کا عموما اعتراف کیا جاتا ہے۔ اس لیے رفیق ہند کے کامیابی مین جہان تک ان اسباب کی رعایت ہوسکتی ہے پوری امید ہے رفیق ہند کا پہلا نمبر ہمارے پاس پہنچ چکا ہے اور ہم نے اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھا ہے اس کے مضامین کی نسبت کچھہ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ رفیق ہند کی شگفتہ اور شایستہ تحریرین ہمیشہ سے پبلک مین وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئی ہین۔ در اصل خدا لگتی بات لکھتے ہین کہ چشتی صاحب کے ذاتی مخالفون نے نہین نہین حاسدون نے بھی عموما اس کی تعریف کی ہے۔ اور اردو خوان پبلک اس کو وسیع کرکے یون کہو کہ پولیٹکل ریفارم کی خواہشمند دنیا رفیق ہند اور اس کے لائق ایڈیٹر سے خوب واقف ہے اس لئے ہم کو کسی قسم کے جدید انٹروڈیوس کی ضرورت نہین جرنلزم کی فلاسفی چشتی صاحب خوب سمجھے ہوئے ہین اور ان کے وسیع تجربہ نے اس فن مین انکو ایک خاص ملکہ عطا کیا ہے۔ اور مختلف معاملات مین پڑنے سے اس مین اور بھی وسعت ہوگئی ہے اس لئے اب کے رفیق ہند زیادہ مفید ثابت ہوگا۔

رفیق ہند اردو اخباری دنیا کی وقعت قائم کرنے کا ہمیشہ ایک آلہ سمجھا گیا ہے اور اب بھی امید ہے کہ وہ اخباری حیثیت کو جو اکثر ناواقفون کے ہاتھہ مین پڑکر کمزور ہورہی ہے پھر قائم کرنے کی کوشش کرے گا۔ چنانچہ رفیق ہند کے پہلے نمبر ہی کو اگر غور سے پڑھا جائے تو اس مین کریکٹرزم کا جو طریق اختیار کیا گیا ہے وہ ہمارے ہمعصرون کو بہت مفید ہوسکتا ہے ہماری رائے مین اگر رفیق ہند کی ان ہدایتون پر جو انھون نے اپنے دستور العمل کے طریق پر بیان کی ہین ایک اخبار نویس اعتماد کرلے اور ہمارے خیال مین کرنا چاہیے تو اس کو ان دقتون اور مشکلات کا موقع نہ ملے جو بعد مین ناوہندگان کی

---

* یہ وہ زمانہ ہے جب امام الزمان سلمہ الرحمان نے براہین احمدیہ شروع کی۔ ایڈیٹر

بیکسی اور مصیبت مین پھنس جانے پر کرنی پڑتی ہین بہرحال ہمارے خیال مین رفیق ہند ا یسے اخبار کی ضرورت تھی اور اشد ضرورت تھی - جو چشتی صاحب نے اپنے احباب کو اصرار سے پوری کر دی ہے - ہان ہم کو اتنا اور کہنا ہے کہا جاتا ہے کہ چشتی صاحب دھڑہ بندی اور پارٹی سپرٹ پھیلانے کے ہمیشہ سے خواہشمند ہین اس الزام کو گو بے حقیقت ہی سہی چشتی صاحب نے بھی عوام کے خیالات مین ذکر کیا ہے اس لئے اُمید ہے کہ وہ جیساکہ اُنھون نے اپنی پچھلی زندگی (یعنی رفیق ہند کی مسدودی ہوا اجرا سے حال کا زمانہ) مین ثابت کیا ہے رفیق ہند کو پاپوسر بنا دینگے اور دکھا دینگے کہ اُن کے وعدے

الگزنڈر سکینڈ امیر آف رشیا

کے اس قول کے نیچے کہ عہد نامے توڑنے ہی کے لئے ہوتے ہین نہ آئینگے - بالآخر ہمکو اپنے معزز ناظرین سے اتنا اور کہنا ہے کہ چونکہ رفیق ہند کوئی دینی پرچہ نہین مذہبی معاملات پر بحث کرنا رفیق ہند کے نام اور کام سے دور سمجھا گیا ہے -

اور باوصفیکہ ہمارے اور چشتی صاحب کے مذہبی معتقدات مین اختلاف رائے ہے تاہم ہم چشتی صاحب کی پولٹیکل معاملات مین واقفیت کی تعریف کرتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ خدا تعالیٰ اُن کو اپنے مقصد مین کامیاب کرے اور وہ تقوی اللہ اور خوف الٰہی کو زیر نظر رکھتے ہوئے کام کرینگے - ایڈیٹر

مہدی آخر الزمان

ہم اور ہمارے مخالف

نمبر چہارم

قابل توجہ گورنمنٹ

عرصہ گذرتا ہے کہ ہم نے اس عنوان سے دو تین مسلسل نمبرون مین اس امر کا اظہار کیا تھا - کہ **مہدی** کا نام پولیٹیکل دنیا مین ہمیشہ خطرناک سمجھا گیا ہے اور جب کبھی کسی بزرگ اور دلیر مسلمان نے مہدی ہونے کا دعوے کیا ہے - اس بات کا خیال گورنمنٹ کو پیدا ہوا ہے کہ مسلمان اب فتنہ وفساد کرینگے اور دنیا مین ایک شورش عظیم برپا ہوگی - چنانچہ ہمیشہ عظیم الشان سلطنتین ایسے مدعی مہدیون کو نیست و نابود کرنے کے درپے رہی ہین - چونکہ آج کل **مہدی آخر الزمان** کا اکثر چرچا ہے اس لئے ہمنے اس مبارک اسلامی پیشگوئی کی حقیقت کو کھول کر بیان کردیا تھا - اور بتلا دیا تھا کہ مسلمانون کی غلط فہمی نے اس مبارک پیشگوئی کو دُھندلا بنا کر پولیٹیکل دنیا مین ایک مبارک اور امن اور سلامتی کے اکلوتے صلح و عدل کے فرشتہ کو ہیبت ناک بلکہ خونریز وجود قرار دیکر مسلمانون سے گورنمنٹ کو ایک حد تک بدظن کردیا حالانکہ آنیوالا **مہدی** یا یہ کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبشر مہدی نہ خطرناک ہے نہ اُس سے کسی قسم کا اندیشہ بلکہ وہ تو عدل اور انصاف سے دنیا کو بھردیگا جیساکہ ہمارے حضرت مہدی موعود - جناب مرزا صاحب سلمہ ربہ نے کیا اور کررہے ہین بہرحال اب ہم ضرورت نہین سمجھتے کہ اُن ساری باتون کو پھر دُہرا ئین - اب صرف چند ایک ضروری باتون کو خلاصہ کے طورپر بیان کر کے ہم دکھانا چاہتے ہین کہ موجودہ مدعی مہدویت سے کیا کیا - اور اس کا وجود کیسا مبارک اور سودمند ثابت ہورہا ہے

مہدی کے متعلق مسلمانون کی اعتقادی تقسیم

مہدی کے متعلق مسلمانون کی اعتقادی تقسیم تین طرح پر ہے **۱** ایک گروہ نے تو سرے سے انکار کیا ہے اور ان لوگون نے اُن احادیث کو جنمین مہدی کا ذکر ہے بالکل وضعی اور خلافت حاصل کرنے کے بہانے قرار دیا ہے **۲** دوسرے گروہ نے انکار تو نہین کیا لیکن اقرار کی بنا کمزور روایتون پر رکھی ہے **۳** تیسرے گروہ نے اعتراف کیا ہے کہ مہدی کی بشارت صحیح اور یقینی ہے - اول الذکر نے احادیث متعلقہ مہدی کی خوب تنقیح کی ہے اور تاریخ سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ بنو فاطمہ - بنو عباس بنو امیہ اور عبداللہ بن زبیر کے طرفدارون نے اپنے گروہ مین مہدی کے ہونیکی احادیث کو مشتہر کیا تھا بہرحال خواہ کچھ ہی ہو ماننا پڑیگا کہ مسلمان ایک آیندہ آنیوالے امام کے منتظر ضرور تھے اور وہ نہایت شوق سے اُسکی راہ تکتے تھے ہم نے ان احادیث اور بنو فاطمہ اور بنو عباس وغیرہ خلافت کے دعویدارون اور خواہشمندون کے خیالات اور مساعی پر بحیثیت مجموعی نظر کرکے یہ نتیجہ نکال لیا ہے اور ہمارے اس نتیجہ کے تائید اہل اسلام کے اکثر واجب الاحترام بزرگ جیسے ابن ماجہ اور حاکم وغیرہ نے تائید کی ہے کہ دراصل مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہے دو جدا نام ہین باعتبار خدمات اور مناصب کے ورنہ نفس الامر مین وہ ایک ہی شخص ہے نہ دو - اور ابن قیم نے اس مسئلہ مین خوب بحث کی ہے کہ جب کہ ابن ماجہ اور حاکم اپنی کتابون مین اس روایت کو لائے ہین کہ **لا المھدی الا عیسیٰ** پھر ایسی قوی سندات کے ہوتے ہوئے کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ اس سے انکار کیا جاوے کہ مہدی اور عیسیٰ ایک ہی شخص کے دو نام ہین اور احادیث کے مضامین کو اگر یکجائی نظر سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو جدا گانہ آدمیون کے نام نہین بلکہ ایک ہی شخص ہے صحیح حدیث کا مضمون ہے کہ مہدی حکم اور عدل ہو کر آئیگا نصاریٰ کے غلبہ واقتدار کے وقت مین - اور لکھا ہے کہ اس کے آنے سے زمین عدل وانصاف سے اُسی طرح بھرجائیگی جیسے کہ ظلم وفساد سے بھری ہوئی ہوگی -

اب غور کا مقام ہے یہ جو لکھا ہے کہ وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا اور اس وقت زمین ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہوگی اس سے نادان کو تہ اندیش لوگوں نے یہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ وہ جنگ کرے گا اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا حالانکہ اس سے کوئی بھی سلیم العقل یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ ہم اس مضمون کو حضرت اقدس امام زمان جناب مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے کلام سے لکھتے ہیں تاکہ عام مسلمانوں کو ایک طرف اور گورنمنٹ کو دوسری طرف معلوم ہو کہ حقیقت کس کے ساتھ ہے اور کون ہے جو صلحکاری اور امن کا تحفہ لیکر آیا ہے اور گورنمنٹ اگر غور سے کام لیگی تو اسے معلوم ہو جاوے گا کہ اس مدعی مہدویت نے کتنی بڑی خطرناک غلطی کو عوام الناس کے خیال سے دور کرنے میں ہمیشہ کے لئے کامیابی حاصل کی ہے۔

حضرت اقدس نے ایک موقع پر فرمایا کہ یہ جو فرمایا کہ آثار مہدی میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ کوئی گورنمنٹ ظالم طبع ہوگی نہیں نہیں ظلم کے معنے ہم قرآن شریف میں دیکھتے ہیں کہ کیا ہیں قرآن کریم میں ظلم کا اطلاق تین طرح پر ہوا ہے۔ **اولاً** وہ لوگ ظالم ہیں جو خدا تعالیٰ کی توحید کو چھوڑ کر شرک کے پنجہ میں گرفتار ہیں جیسے فرمایا **ان الشرک لظلم عظیم**۔ ثانیاً۔ وہ لوگ ظالم ہیں جو انبیاء علیہم السلام کا انکار کرتے ہیں اور تکذیب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے **ولکن الظلمون بایات اللہ یجحدون** جھٹلاتے ہیں ثالثاً وہ لوگ ظالم ہیں جو حقوق العباد کو تلف کرتے یا غصب کرتے ہیں اس کی بہت ہی صورتیں ہیں کوئی کسی کی آبرو کے حقوق اور کسی کی جان اور مال کے متعلق حقوق کو تلف کرتا ہے۔

غرض ظلم سے یہ تینوں قسمیں مراد ہیں اور کوئی چوتھی قسم ظلم کی آجتک پیدا نہیں ہوئی پس اس حدیث نے گویا آنیوالے مہدی یا عیسی موعود کا نشان یہ قرار دیا ہے کہ خدا پرستی اٹھ جائیگی اور شرک کثرت سے پھیل جائے گا اب دیکھو عیسائی انگ تثلیث پرستی اور صلیب پرستی کے لئے مال و زر پانی کی طرح بہا رہے ہیں اور ان تھک کوششیں کر رہے ہیں توحید پرست مسلمانوں میں قسم قسم کے شرک پیدا ہو گئے حضرت مسیح کو حی و قیوم قرار دیا اور ان کے خلق کو خلق اللہ وغیرہ مانا اور بہت سی باریک باریک قسمیں شرک کی انہیں رائج ہیں انبیاء کی تکذیب کی حد نہیں رہی خود مسلمانوں کے گھر میں نیچری لوگوں نے الہام اور وحی سے انکار کیا معجزات پر ہنسی اڑائی گویا لوازمات اور اصول نبوت سے انکار کر دیا برہمو ازم کثرت سے اپنے مشن کو پھیلا رہا ہے۔ آریہ لوگ حد التکذیب الرسل پر منہ کھولے ہوئے ہیں عیسائیوں نے تو حد ہی کر دی۔ غرض یہ دوسری قسم بھی کثرت سے پھیل رہی ہے۔ اور تیسری قسم کا تو کیا ہی کہنا ہے جیلخانوں کی رپورٹوں سے پتہ لگ سکتا ہے کہ زنا بالجبر۔ خون ناحق سرقہ بالجبر وغیرہ کس قدر اتلاف حقوق ہو رہا ہے اور ان چھپی ہوئی بدکاریوں اور سیہ کاریوں کو علحدہ رکھو غرض جب کہ ظلم کے یہ معنے ہیں اور اس کے سوا اور کوئی معنے نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ **مہدی** آکر اس ظلم سے دنیا کو نجات دیگا اور عدل اور انصاف سے بھر دے **قسط** اور **عدل** کا لفظ صاف بتلا رہا ہے کہ وہ ترازو کی زبان کی مانند ہوگا۔ یا حضرت مسیح کے الفاظ میں یہ تعبیر یوں کہو قیصر کا قیصر کو دے گا اور خدا کا خدا کو

اب ضروری ہوا کہ ہم حضرت اقدس **مہدی موعود** کی تعلیم اور رفتار زندگی سے اس امر کو ثابت کریں کہ اس نے اس ظلم کو **عدل** اور انصاف سے بدل دینے میں کیا کوشش کی اور کہاں تک کامیاب ہوا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ مضامین کا گورنمنٹ اور مسلمانوں کے لئے بہت مفید ہوگا خدا تعالیٰ ہماری مدد کرے اور ہمارے سینہ کو کھولدے تا کہ یہ بات صفائی سے اسکو بیان کر سکیں

آمین

باقی انشاء اللہ تعالیٰ پانچویں نمبر میں۔

فہرست چندہ مکان صاحبزادہ محمد سراج الحق صاحب

جماعت لاہور [illegible]

مولوی وزیر الدین صاحب سرہندی [illegible]

مرزا خدا بخش صاحب [illegible]

ڈاکٹر رشید الدین خانصاحب [illegible]

نبی بخش صاحب رفوگر امرتسر وغیرہ [illegible]

جن صاحبوں نے ابھی اس طرف توجہ نہیں کی امید ہے کہ اب وہ توجہ کریں گے مکان کی تعمیر شروع ہے۔

رویاء صالحہ

اس نام کی ایک مختصر سی کتاب حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی تصدیق میں منشی محمد اسمعیل صاحب نقشہ نویس دہلی نے لکھی ہے۔ کتاب کا مضمون اس نام سے ظاہر ہے۔ مسیح علیہ السلام کے نزول ثانی فتن دجال وغیرہ امور کے متعلق لطیف بحث کی گئی ہے جو صاحب مفت تقسیم کرنیکے لئے خرید کریں گے انکو فی روپیہ گیارہ نسخ میں دیجاوینگی ورنہ عام قیمت فی جلد ۲ر بلا محصول ڈاک اور اگر کوئی مجلد لے تو ۳ر تمام درخواستیں محمد امین مالک مطبع خورشید اسلام دہلی کے نام ہوں۔ مطبع خورشید اسلام میں ہر قسم کا کام چھپائی کا صفائی اور [illegible]

ضروری یادداشت

جو صاحب بیگی یا عند الطلب قیمت اخبار دینے کو طیار نہیں ہیں وہ آیندہ درخواست نہ بھیجیں اور موجودہ خریداروں میں سے بھی جو صاحب آیندہ کے لئے اس بات پر طیار نہیں ہیں وہ بقایا بیباق کر کے اخبار بند کر دیں۔ منیجر الحکم۔

جلسۃ الوداع

ہم اشتہار للانصار میں لکھ چکے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے تین آدمی اس کام کے لئے منتخب کئے جائیں گے کہ وہ نصیبین اور اس کے نواح میں جائیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آثار اس ملک میں تلاش کریں۔ اب حال یہ ہے کہ خدا کے فضل سے سفر کے خرچ کا امر قریباً انتظام پذیر ہو چکا ہے صرف ایک شخص کی زادِ راہ کا انتظام باقی ہے یعنی اخویم مکرمی مولوی حکیم نور الدین صاحب نے ایک آدمی کے لئے ایک طرف کا خرچ دیدیا ہے اور اخویم منشی عبد العزیز صاحب پٹواری ساکن اوجلہ ضلع گورداسپورہ نے باوجود قلت سرمایہ کے ۱۲۵ روپیہ دئے ہیں اور میاں جمال الدین کشمیری ساکن سیکھواں ضلع گورداسپورہ اور ان کے دو برادر حقیقی میاں امام الدین اور میاں خیر الدین نے ۵۰ روپیہ دئے ہیں۔ ان چاروں صاحبوں کے چندہ کا معاملہ نہایت عجیب اور قابل رشک ہے کہ وہ دنیا کے مال سے نہایت ہی کم حصہ رکھتے ہیں گویا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح جو کچھ گھروں میں تھا وہ سب لے آئے ہیں اور دین کو آخرت پر مقدم کیا جیسا کہ بیعت میں شرط تھی ایسا ہی مرزا خدا بخش صاحب نے بھی اس سفر خرچ کے لئے پچاس روپیہ چندہ دیا ہے خدا تعالیٰ سب کو اجر بخشے۔ آج ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو قرعہ اندازی کے ذریعہ سے وہ دو شخص تجویز کئے گئے ہیں جو مرزا خدا بخش صاحب کے ساتھ نصیبین کی طرف جائیں گے۔ اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان عزیزوں کی روانگی کے لئے ایک مختصر سا جلسہ کیا جائے کیونکہ یہ عزیز دوست ایمانی صدق سے تمام اہل و عیال کو خدا تعالیٰ کے حوالہ کر کے اور وطن کی محبت کو خیر باد کہہ کر دور دراز ملکوں میں جائیں گے اور سمندر کو چیرتے ہوئے اور جنگلوں اور پہاڑوں کو طے کرتے ہوئے نصیبین یا اس سے آگے بھی سیر کریں گے اور کربلا معلیٰ کی بھی زیارت کریں گے اس لئے یہ تینوں عزیز قابل قدر اور تعظیم ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے لئے ایک بڑا تحفہ لائیں گے۔ آسمان ان کے سفر سے خوشی کرتا ہے کہ محض خدا کے لئے قوموں کو شرک سے چھڑانے کے لئے یہ تین عزیز ایک منجی کی صورت پر اٹھے ہیں اس لئے لازم ہے کہ ان کے وداع کے لئے ایک مختصر سا جلسہ قادیان میں ہو اور انکی خیر و عافیت اور ان کے متعلقین کی خیر و عافیت کے لئے دعائیں کی جائیں لہذا میں نے اس جلسہ کی تاریخ ۱۲ نومبر ۱۸۹۹ء مقرر کر کے قرین مصلحت سمجھا ہے کہ ان تمام خالص دوستوں کو اطلاع دوں کیونکہ اس سے بڑھکر کوئی عید نہیں کہ جس کام کے لئے وہ اس سردی کے ایام میں اپنے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر اور اپنے عیال اور دوستوں سے علیحدہ ہوکر جاتے ہیں اس مراد کو حاصل کر کے واپس آویں اور فتح کے نقارے ان کے ساتھ ہوں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اے قادر خدا جس نے اس کام کے لئے ان کو بھیجا ہے ان عزیزوں کو فضل اور عافیت سے منزل مقصود تک پہنچا اور پھر بخیر و خوبی فائز المرام واپس لا آمین ثم آمین اور میں امید رکھتا ہوں کہ میرے وہ عزیز دوست جو دین کے لئے اپنی زندگی وقف کر چکے ہیں حتی الوسع فرصت نکال کر اس جلسہ وداع پر حاضر ہوں گے اور ان مسافر عزیزوں کے لئے رو رو کر دعا کریں گے۔ والسلام ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء

نظم

خیر تا آمدہ آن یار فراموش طلبیم
برور دوست نشینیم و کشادے طلبیم
دیر گاہے است کہ بنشیم زمین پر زفساد
بہ کر باد دست دعا صدق و سدادے طلبیم

راقم

مرزا غلام احمد

از قادیان ضلع گورداسپورہ ملک پنجاب

(۲) اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۲۸ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے شروع ہوکر ۶ نومبر ۱۸۹۹ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے بدیں لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ اعلیٰ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لیوے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہوں گے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے (۳) تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنی یکم۔ دوم۔ سوم۔ نومبر ۱۸۹۹ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاویگا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو نمبر جس وقت داخل ہونے احاطہ میں مالک کو دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکالنے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاوے گا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کے رہے گی۔

المشتہر
مسٹر جے۔ جی۔ ایلسپ
صاحب بہادر سکرٹری
میونسپل کمیٹی امرتسر
۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جلنا خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرہ کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۵ر خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے سرمہ کے اشتہار دلنی بچنا چاہیئے ۔۔۔

المشتہر پیروضیہ میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ بار اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مضافات میں جہاں لایق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ ... زوجہ ... سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورنے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اچھی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر برجلال گھوس صاحب بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنمنٹ ہند

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

جلد ۳ قادیان دار الامن والامان ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء

... 6 NO 99 JULLUNDUR

غیرت ایمانی

یہ اس خطبہ کا مضمون ہے جو ہماری محسن و مخدوم مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے کسی زبردست تحریک پر ۲۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کے جمعہ میں پنجابی بولی میں بیان فرمایا تھا۔ چونکہ یہ مضمون اپنی اہمیت اور ضرورت کے لحاظ سے شائع ہونا لازم تھا لہذا ہم نے اس کو ساتھ ساتھ اردو زبان میں لکھ لیا اور پھر حضرت مولانا صاحب کی نظر ثانی کے بعد آج درج کیا جاتا ہے۔ ہم کو امید ہے کہ جس غرض اور منشا کے لئے مولوی صاحب نے اس کو بیان فرمایا تھا۔ وہ اس اشاعت سے اور بھی وسعت کے ساتھ پوری ہو سکے گی انشاء اللہ تعالے۔ (ایڈیٹر)

میں آج اپنے دوستوں کو چند باتیں سنانی چاہتا ہوں۔ امید ہے وہ دھیان اور فکر سے سنیں گے۔ اور جو موجود نہیں ہیں انکو سنا دیں گے۔

میرے عزیزو!

یاد رکھو اللہ تعالے انسان کی ایک حالت کو پیار کرتا ہے۔ اگر وہ حالت اس کی نہ ہو اور وہ نقطہ اس کے دل میں نہ ہو تو اللہ خواہ سیکڑوں ہی باتیں اس میں موجود ہوں وہ اللہ تعالے کی قبولیت اور رضا کو من کل الوجوہ حاصل نہیں کر سکتیں۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اگر وہ خاص بات جس کا میں ابھی ذکر کرونگا اس میں نہ ہو تو مجھے اندیشہ ہی ہے کہ دوسری سعادت اور خدا ترسی کی باتوں سے اسے بہرہ ملے۔ پھر وہ بات جو خدا تعالے کی رضا کو پیدا کرتی ہے کیا ہے؟ وہ غیرت ایمانی ہے۔

اگر کسی میں سو خوبی ہو۔ نماز روزہ کا پابند بھی ہو دوسری نیکی کے کام بھی کرتا ہو لیکن اگر یہ سعادت اس کو حاصل نہیں تو کچھ بھی نہیں اور دوسرے تمام اعمال بجز اس کے کچھ بھی نہیں ہوں گے کہ رسم و عادت کے طور پر وہ کرتا ہے کہ اس لذت و سرور سے جو ایک غیور مومن ان میں پاتا ہے۔ پس وہ چیز جو خدا تعالے کی نظر میں مقبول اور پسندیدہ ہے اور جو انسان کو سچی عبودیت کا شرف دیتی ہے غیرت ایمانی ہے اور غیرت ایمانی سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالے جن چیزوں کو پیار کرتا ہے ان سے پیار ہو اللہ کا رسول علیہ الصلوۃ والسلام جن باتوں کو عزیز رکھتا ہے ان سے محبت ہو کتاب اللہ پر عمل ہو اور اس کے خلاف سے بے حد نفرت اور بیزاری ہو۔ دیکھو اگر کوئی آدمی کسی کے باپ یا ماں پر تہمت رکھے

یا بہن یا بیوی پر حرف رکھے تو کیا کشادہ پیشانی اور خوشی کے ساتھ اُس سے ملنا وہ پسند کرے گا ؟ ہرگز نہین۔ یہ غیرت مادی اشیا کی نسبت ہے ایمانی چیزون کی نسبت اس سے بدرجہا زیادہ غیرت ہونی چاہئے اگر کہین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتک ہوتی ہو اور خدا اور اُس کی پاک کتاب سے ہنسی ہوتی ہو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو جب تک اُس مکان سے جہان ایسی باتین ہون اور اُس ناپاک منہ سے جس سے ایسی گستاخانہ باتین نکلتی ہون پوری بیزاری اور کامل نفرت نہو ایمان کی تکمیل نہین ہوسکتی ؟

کس قدر تعجب اور شرم کی بات ہے کہ ہم اپنے رشتہ دارون کی نسبت ذرا بھی ہتک آمیز لفظ سننا گوارا نہین کرسکتے۔ مگر اللہ اور اُس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور تضحیک سنتے ہوئے ہماری پیشانی پر شکن تک نہ پڑے اور پھر مومن کے مومن اور مسلمان کے مسلمان بنے رہین۔ سوچو! اور پھر سوچو!! میرا یہ منشا نہین کہ ایسے لوگون سے جھگڑا اور فساد کرو۔ ہرگز ہرگز نہین قرآن کریم اور اسلام کا یہ منشا نہین۔ اعراض عن اللغو مومن کی شان ہے۔ بیزاری اور نفرت سے یہ مراد ہے کہ ایسے مواقع ومجالس اور ایسے اشخاص کی مخالطت اور اُن کو قلوب مین وقعت دینے سے کلی پرہیز کرو ایسے مکان اور ایسے انسان سے تعلق رکھکر اگر چاہو کہ خدا تعالےٰ کے حضور سچا ایمان لیکر جاؤ ممکن نہین روح سے پاک توفیق چھن جائے گی۔ یاد رکھو مین بڑے درد دل کے ساتھ کہتا ہون کہ ایسا انسان سعادت اور رشد کی ادنےٰ سی بات پر بھی رفتہ رفتہ کاربند نہ ہوسکے گا۔ اور اندیشہ ہے کہ اُسکا

ایمان نفاق سے نہ بدل جائے مومن کامل ہان غیور مومن اُسی وقت ہوگا جب کہ اُس کو عدو اللہ اور عدو الرسول سے پوری بیزاری ہو سنو! خدا کی عزیز اور حکیم کتاب اس بارہ مین کیا فتویٰ دیتی ہے فمن یومن باللہ ویکفر بالطاغوت فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لھا الی آیۃ یعنی جب تک انسان کا ایمان باللہ اور کفر بالطاغوت پکا اور کامل نہ ہو اُسے حبل اللہ ل نہین سکتی یعنی جیسے ایکطرف اللہ تعالےٰ سے اس کا پختہ رابطہ ہے اُس کے غیر سے یعنی اُس کی نواہی اور مرتکبان نواہی سے کلی بیزاری اور تنفر ہے۔ بعض آدمی ہین جو طبعًا زنا۔ شراب اور فسق وفجور کے خود مرتکب نہین مگر با اینہمہ شراب خوار یا زناکار کو بُرا نہین جانتے اگر کوئی بھلا آدمی ملے تو بھی خیر اور اگر کوئی عیاش اوباش لچاوے تو بھی۔ غرض اپنے منہ سے آپ کو صلح کل اور ہر دل عزیز کہتے ہین اور اپنے مشرب کی خوبی مین کہتے ہین۔

بامسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام۔

ایسے شریر صلح کل نہین ہوتے اور نہین ہوسکتے۔ ایک میان مین دو تلوارین سما نہین سکتین۔ ظلمت اور نور یکجا اکھٹے نہین ہوسکتے۔ مین بڑے زور سے کہتا ہون کہ ہو نہین ہوسکتا کہ ایک آدمی خدا تعالےٰ اور اس کے پاک رسول اور اُس کی مجید کتاب سے دوستی اور سچا پیار بھی رکھے اور اُس کے دشمنون سے بھی پیار کرے۔

میرے عزیزو!

جو یہان موجود ہو اور جو یہان موجود نہین وہ دوسرون کو سنادین کہ خدا ایک بات چاہتا ہے اور اگر وہ بات نہین تو ساری محنتین اور کوششین رایگان جانے کا اندیشہ ہے اور یہ وہی غیرت ایمانی ہے جسکا مین ذکر کر رہا ہون۔

اس زمانہ مین

جہان طرح طرح کی اندھیا دُھندیان اور بے غیرتیان ہر قسم کے فسق وفجور ہو رہے ہین اس کے ساتھ ساتھ ایمانی غیرت بھی بہت کم ہو رہی ہے۔ مین دیکھتا ہون کہ برادریون کے لحاظ سے دنیاداری اور ظاہرداری کے خیال سے شریعت اور شریعت کے حامیون کے تہتک اور تضحیک کی بھی پروا نہین کی جاتی۔

اس مسجد مین بہت سے لوگ ہین جو نمازین پڑھتے ہین اگر یہان نہین تو کسی اور مسجد مین مگر ساتھ ہی سچی غیرت اور ایمانی غیرت۔ اللہ اور اُس کے رسول کے لئے اُن کے دشمنون سے نفرت اور بیزاری اُن مین نہین ہے۔ وہ اُن لوگون کے پاس جاکر بیٹھتے ہین جو خدا اور رسول کی باتون پر ہنسی اُڑاتے اور بُری باتون سے اُن کو تشبیہ دیتے ہین اُس وقت وہ بھی اُن کے سامنے بیٹھے سنتے اور ہنستے ہین۔ کیا یہ ایمان ہے ؟ کیا یہی اسلام ہے۔ ہان مین تب سمجھون کہ اگر اُن کی مان بہن کو وہان گندی گالی دی جاوے اور نہایت بیباکی اور خباثت سے اُنکا ذکر کیا جاوے اور وہ پھر بھی وہان بیٹھے ہوئے ہان مین ہان ملاتے رہین۔ خدا کے لئے سوچو! اور بتلاؤ کہ کیا اگر کوئی تمھاری مان بہن کو گالی دے تم پھر بھی اُن سے خندہ رو مل سکتے ہو ؟ یقینًا کوئی باحیا اور غیرت پسند شریف ایسا نہ کرے گا پھر تم ہی بتلاؤ۔

اگر کوئی ناپاک فطرۃ دہریہ بیدین خدا کے برگزیدون کو معاذ اللہ کتون سے تشبیہ دے۔ اگر تم مین بے ایمانی کی

رگ اور کفر کی بو نہین تو پھر ایسے لوگون سے اختلاط کیون ہے؟

مین قسم کھا کر کہتا ہون اُس ذات پاک کی جس کے حضور مرنے کے بعد جانا ہے۔ کُتّے کے مُنہ سے مُنہ لگانا آسان۔ جذامیون کی رال اور رستے چاٹنا آسان۔ کسی متعفن سے متعفن اور گھنونی سے گھنونی چیز کا اُٹھا لینا آسان۔ مگر مشکل اور بدتر ہے تو وہ اللہ اور اُس کے رسول اور اُس کی پاک کتاب کے دشمن کے مُنہ سے کچھ سُننا اور اُس کے ساتھ مل مل کر بیٹھنا اور اُس کے ناپاک سانس سے متاثر ہونا ایسا انسان مجذوم سے بدتر اور کُتّے اور مردار سے پلید تر اور ناپاک تر ہے۔

اللہ اللہ سوچو تو سہی وہ کیا بات ہے جسنے ایک کنجر کو کنجر بنا دیا۔ وہ کیا چیز ہے جس نے ایک خانگی کو خانگی بنا دیا اور وہ اپنی شرم گاہ کو ہر ایک راہ چلتے ہوئے کے آگے چند پیسون پر رکھنے کو طیار ہو گئی۔

یہ وہی بے غیرتی اور حیا سوزی ہے جو ابتدا مین قلیل تھی مگر آخر مین نوبت بدین جا رسید۔

پس یاد رکھو جس دل مین اللہ کی عزت اور اُس کے دین اور شریعت کی عزت نہین وہ دل کنجری اور خانگی ہے اور مین خدا سے پناہ چاہتا ہون کہ ایسا بے عزت اور بے حیا دل ہماری جماعت کے کسی فرد کے سینہ مین ہو۔

میرے دوستو! دل کے کانون سے سنو اور نہ صرف سنو

بلکہ

ایسا غیور دل اور غیور روح پیدا کرو کہ خدا اور اُس کے پاک دین کے خلاف سُننے کی تم مین برداشت اور تحمل نہ ہو۔ اور تمھاری پیشانیون پر

عزت مند مومن

لکھا ہوا ہو۔ اور ایک چمکتا ہوا نور کا شعلہ ہو جو ایسے حیا سوز لوگون کو اُنکے سیاہ کر دے۔

یاد رکھو

کہ وہ مجلس جہان تمھارے پاک و برگزیدہ امام (علیہ افضل التحیات والسلام) کو بُرا کہا جاوے وہان مت جاؤ۔ ورنہ بے عزت ہو جاؤ گے وہ دل اور بے حیا ہو جاوے گی وہ روح جو ایسی باتین سُننے کا نام تحمل رکھے گی۔ تم خوب جانتے ہو کہ ہر فعل کا پھل ہوتا ہے۔ بیغیرتی پھلبہری (برص) کی طرح تمام روح کو گھیر لیتی ہے۔

تم جو عزت مند کے مطیع اور متبع اور مرید ہو عزت مند بنو۔ اُس کی عزت کا اندازہ کرو۔ برادری سے قطع تعلق کر لیا؟ کیون۔ عزت ایمانی کا تقاضا یہی تھا؟ بیٹون کی پروا نہین کی کیون؟ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتون پر ہنسی اُڑانے والون کی مکروہ آواز سننے کی برداشت نہ تھی۔ اس سے بڑھکر کیا عزت ہو گی۔

تم اُس کے مرید ہو پس ایسے ہی غیور بنو۔

تم جو اس پاک جماعت مین داخل ہوئے ہو

یاد رکھو!

کبھی اُس شخص کے پیچھے نماز مت پڑھو جو خدا تعالے کے اس برگزیدہ بندہ اور منتخب امام کو اس کو جسے

خاتم النبیین صلعم نے سلام

اور جسے خود خدا نے چنا اور اپنے ہاتھ سے مسح کیا بُرا کہتا۔ بُرا جانتا یا مداہن ہو۔ یا جہان اُس خلیفۃ اللہ کے خلاف باتین ہوتی ہون جو خدا کی توحید اور جلال اُس کے رسول کی عزت اور عظمت کو قائم کرنے کے لئے اس فسق و فجور کی تیرہ و تار رات مین بدر کامل کی طرح چودھویں صدی کا امام ہو کر آیا ہے۔

سیاہ ہو وہ مُنہ جس مین اسکا شکوہ اور گلہ ہو۔ اور کٹ جائے وہ جیبہ جو اسکا عیب چینی کرتی ہو۔

بالآخر مین پھر کہتا ہون۔ کہ تم اپنے اعمال و افعال سے دکھا دو کہ تم غیور مومن ہو۔

تمھاری نماز اپنی جماعت کے ساتھ درست ہو سکتی ہے اور کسی کے پیچھے نہین ہوتی۔ اگر اپنے احباب نہین کچھ پرواہ نہین اکیلے پڑھو۔

مگر نور کے اعدا اور خلیفۃ اللہ کے مخالفون کی اقتدا ہرگز ہرگز نہ کرو۔

خدا تعالے مجھے اور میرے سارے دوستون کو جو حاضر و غائب ہین غیور مومن بناوے آمین۔

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ نے ۲۴ر اکتوبر ۱۹۰۹ء کو پڑھا۔

سُورۃ الدّھر کا پہلا رکوع

یہ ایک سورہ شریف ہے جو جمعہ کے دن فجر کی نماز کی دوسری رکعت مین پڑھی جاتی ہے۔

اللہ تعالے اس مین اوّل اپنے اُن احسانات کا تذکرہ فرماتا ہے جو مولیٰ کریم نے انسان پر کئے ہین۔ اس تذکرہ کی وجہ یہ ہے کہ اگر آدمی کی فطرۃ اچھی ہو اور وہ سعادت مند ہو۔ فہیم ہو عقل کی مار اُس پر نہ پڑی ہو تو یہ بات ایسے انسان کی سرشت مین موجود ہے کہ جو کوئی اس پر احسان کرے تو محسن کی محبت طبعًا انسان کے دل مین پیدا ہوتی ہے۔ اسی طبعی تقاضائے فطرۃ کی طرف ہمارے سیّد و مولےٰ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایماء کر کے ارشاد فرمایا ہے

جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا یعنی انسانی سرشت مین یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے - اسی قاعدہ اور تقاضاء فطرۃ کی وجہ سے اللہ نے قرآن کریم مین یہ طرز بھی اختیار کیا ہے کہ سعادتمندون کو اپنے احسان و انعام یاد دلاتا ہے کہ وہ محبت الہی ترقی دیکر کے سعادت حاصل کرین اندرونی اور بیرونی انعامات پر غور کرین اور سوچین تا انکی جناب الہی سے محبت ترقی کرے پھر یہ بات بھی انسان کی فطرۃ مین ہی کہ جب انسان کسی سے محبت بڑھالیتا ہے تو محبوب کی رضامندی کے لئے اپنا وقت اپنا مال اپنی عزت و آبرو غرض ہر عزیز سے عزیز چیز کو خرچ کرنے پر طیار ہوجاتا ہے پس جب خدا تعالے کے احسانات اور انعامات کے مطالعہ کی عادت پڑ جاوے تو اسے اللہ تعالے کی محبت پیدا ہوگی اور روز بروز محبت بڑھے گی - اور جب محبت بڑھ گئی تو وہ اپنی تمام خواہشون کو رضاء الہی کے لئے متوجہ کرے گا اور اس رضاء الہی کو ہر چیز پر مقدم سمجھ لے گا -

دیکھو سب سے بڑا اور عظیم الشان احسان جو ہم پر کیا وہ یہ ہی کہ ہمکو پیدا کیا - اگر کوئی دوست مدد دیتا ہے تو ہمارے پیدا ہونے اور موجود ہونے کے بعد اگر کوئی بھلی راہ بتلا سکتا ہے یا علم پڑھا سکتا ہے مال دے سکتا ہے غرض کہ کسی قسم کی مدد دیتا ہے تو پہلے ہمارا اور اس چیز کا اور دینے والیکا وجود ہوتا ہے تب جاکر وہ مدد دینے والے مدد دینے کے قابل ہوتا ہے - غرض تمام انعامون کے حاصل کرنے سے بیشتر جو کسی غیر سے ہون پہلا اور عظیم الشان احسان خدا تعالے کا ہی ہے جس نے ہم کو اور اس چیز کو جس سے ہمین راحت پہونچی اور جس نے ہمین راحت پہنچائی اس کو وجود عطا کیا پھر صحت و تندرستی عطا کی اگر ذرا بھی بیماری ہو جاوے تو تمام راحت رسان چیزین بھی راحت رسان نہین رہتین - دانت درد کرے تو اس کا نکالنا پسند ہو جاتا ہے آنکھ دُکھ دینے کا باعث بن جاوے تو گاہے اس کا نکلنا ہی پڑتا ہے -

برادران جب بیماری لاحق ہوتی ہے تب پتہ لگتا ہے - کہ صحت کیسا انعام تھا - اس صحت کے حاصل کرنے کو دیکھو کس قدر مال خرچ کرنا پڑتا ہے - طبیبون کی خوشامد - دعاوالون تعویذ لوٹکے والون کی منتین غرض قسم قسم کے لوگون کے پاس جنسے کچھ بھی امید ہوسکتی ہے انسان جاتا ہے - دواؤن کے خرید کرنے مین کتنا ہی روپیہ خرچ کرنا پڑے بلا دریغ خرچ کرتا ہے - ایک آدمی مرنے لگتا ہے تو کہتے ہین دو باتین کرادو خواہ کچھ ہی لے لو - حالانکہ اس نے لاکھون باتین کین -

چونکہ ان لوگون کو جو احسانات کا مطالعہ نہین کرتے خبر بھی نہ تھی غرض یہ سب انعامات جو ہم پر ہوتے ہین اُن مین سے اول اور بزرگ تترین انعام وجود کا ہے جو اللہ تعالے نے دیا ہے پس اس سورہ شریفہ مین اول اسی کا ذکر فرمایا -

+ هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا - انسان پر کچھ زمانہ ایسا بھی گذرا ہے یا نہین ؟ کہ یہ موجود نہ تھا -

میری حالت کو دیکھو اس وقت مین کھڑا بول رہا ہون مگر کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ سواسی برس بیشتر مین کہان تھا ؟ اور میرا کیا مذکور تھا - کوئی نہین بتلا سکتا یہ جناب الہی کا فیضان ہے کہ ایک ذرہ سی چیز سے انسان کو پیدا کیا چنانچہ فرماتا ہے اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ - ہم نے انسان کو نطفہ سے بنایا نطفہ مین صدہا چیزین ایسی ہین جنسے انسان بنتا ہے -

عام طور پر ہم لوگ اُنکو دیکھ نہین سکتے کوئی بڑی اعلی درجہ کی خوردبین ہو تو اُس کے ذریعہ سے وہ نظر آتے ہین پھر بتلایا کہ پہلا انعام تو عطاء وجود تھا پھر یہ انعام کیا فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا خدا ہی کا فضل تھا کہ کان دئے - آنکھین دین اور سُننا دیکھنا بنا دیا -

سارے کمالات اور علوم کا پتہ کان سے لگ سکتا ہے یا نظارہ قدرت کو دیکھکر انسان باخبر ہوسکتا ہے - یہ عظیم الشان عطیے بھی کس کی جناب سے ملے ؟ مولی کریم ہی کی حضور سے ملے - آنکھین ہین تو نظارہ قدرت کو دیکھتی ہین - خدا کے پاک بندون اس کے پاک صحیفون کو دیکھکر حظ اُٹھا ئین - کان کے عطیہ کے ساتھ زبان کا عطیہ بھی آگیا کیونکہ کان اگر نہ ہون تو زبان پہلے چھن جاتی ہے - اب اگر ان مین سے کوئی نعمت چھن جاوے تو پتہ لگتا ہے کہ کیسی نعمت جاتی رہی - آنکھ بڑی نعمت ہے یا کان بڑی دولت ہے ان عطیون مین کوئی بیماری یا روگ لگجاوے تو اُس ذرا سی نقصان کی اصلاح کے لئے کس قدر روپیہ - وقت خرچ خرچ کرنا پڑتا ہے - مگر یہ صحیح سالم عمدہ بے عیب - بے روگ عطیہ اس مولی کریم نے مفت بے مزد عنایت فرمائے ہین - یون نظر اُٹھاتے ہین تو وہ عجیب در عجیب تماشا ہائے قدرت دیکھتے ہوئے آسمان تک چلی جاتی ہے ادھر نظر اُٹھاتے ہین تو خوش کن نظارے دیکھتی ہوئی افق سے پار جا نکلتی ہے کان کہین کہین دلکش آوازین سُن رہے ہین کہین معارف و حقایق توحید کی داستان سے حظ اُٹھاتے ہین - کہین روحانی عالم کی باتون سے لطف اُٹھا رہے ہین - بیشک یہ مولی کریم ہی کا

+ نوٹ دیکھو صفحہ ۶ کالم ۲

فضل اور احسان ہے کہ ایسے انعام کرتا ہے۔ پیدا کرتا ہے اور پھر ایسی ایسی بے بہا نعمتیں عطا کرتا ہے کسی کی ماں۔ کسی کا دوست۔ کسی کا باپ وہ نعمتیں نہیں دے سکتا جو خدا تعالیٰ نے دی ہیں۔ پھر اسی پر بس نہیں فرمائی۔ اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ ہم نے انسان کو ایک راہ بتلائی۔ یہی ایک مسئلہ ہے جو بڑا ضروری تھا۔ ہم پیدا ہوئے سب کچھ ملا مگر کوئی کتنی کوششیں کرے۔ ہمیشہ کے لئے نہ کوئی رہا ہے نہ رہے گا سارے انبیاء و رسل تمام اولیاء و کبراء ملت تمام مدبر اور بڑے بڑے آدمی سب کے سب چل دیے۔ پس کوئی ایسا انعام ہو جو ابد الآباد راحت اور سرور کا موجب ہو۔ اس کے لئے فرمایا انا ھدیناہ + السبیل ہم نے ایک راہ بتلائی اگر اس پر چلے تو ابد الآباد کی راحت پا سکتا اس پاک راہ کی تعلیم ہمیشہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی معرفت ہوئی ہے۔

گو خود فطرت انسانی میں اس کے نقوش موجود ہیں۔ بہت مدت گذری جب کہ دنیا میں ایک عظیم الشان انسان اس پاک راہ کی ہدایت کے لئے آیا جس کا نام آدم علیہ السلام تھا۔ پھر نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام آئے اور ان کے درمیان ہزاروں ہزار مامور من اللہ دنیا کی ہدایت کو آئے۔ اور ان سب کے بعد میں ہمارے سید و مولیٰ سید ولد آدم فخر الاولین والآخرین افضل الرسل و خاتم النبیین حضرت محمد رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور پھر کیسی رہنمائی فرمائی کہ ان کے ہی نمونہ پر ہمیشہ خلفاء امت کو بھیجتا رہا حتیٰ کہ ہمارے مبارک زمانہ میں بھی ایک امام اس ہدایت کے بتلانے کے لیے مبعوث فرمایا۔ اور اس کو اور اس کے اقوال کو تائیدات عقلیہ اور نقلیہ و آیات ارضیہ و سماویہ سے مؤید فرما کر روز بروز ترقی عطا کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ کس طرح الٰہی ہاتھ ایک انسان کی حفاظت کرتا ہے اور کس طرح آئے دن اس کے اعدا نیچا دیکھتے ہیں والحمد للہ رب العالمین۔

ہاں تو پھر خدا کی ایک ممتاز جماعت ہمیشہ اپنے اقوال سے اس راہ کو بتلاتی اور اپنے اعمال سے نمونہ دکھلاتی ہیں۔ جس سے ابدی آرام عطا ہو۔ پھر دیکھو کہ انعام الٰہی تو ہوتے ہیں مگر ان انعامات کو دیکھنے والے دو گروہ ہوتے ہیں اِمَّا شَاكِرًا وَّإِمَّا كَفُورًا۔ ایک تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان ہدایات کی قدر کرتے ہیں اور ایک وہ ہوتے ہیں جو قدر نہیں کرتے ہیں۔ اور ان دستوروں پر عمل درآمد نہیں دکھاتے۔ ہمیشہ سے یہی طریق رہا ہے ایک گروہ جو سعادتمندوں کا گروہ ہوتا ہے ان پاک راہوں کی قدر کرتا ہے اور اپنے عمل درآمد سے بتلا دیتا ہے کہ وہ فی الحقیقت اس راہ کے چلنے والے اور اس راہ کے ساتھ پیار کرنے والے ہیں اور دوسرے اپنے انکار سے بتلا دیتے ہیں کہ وہ قدر نہیں کرتے۔ قرآن شریف جب آیا۔ اور ہمارے سید و مولیٰ رسول اکرم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم اور پھر اپنے کامل اور پاک نمونہ سے ہدایت کی راہ بتلائی۔ بہت سے نابکار سعادت کے دشمن انکار اور مخالفت پر تل پڑے اور جو سعادتمند تھے وہ ان پر عمل کرنے کے لیے نکلے اور دنیا کے سرمایہ فخر و سعادت اور راحت و آرام ہوئے اور ان کے دشمن خائب و خاسر اور ہلاک ہوئے آخر وہ سعادت کا زمانہ گذر گیا۔ دور کی باتیں کیا سناؤں۔ گھر کی اور آج کی بات کہتا ہوں۔ اب بھی اسی نمونہ پر ایک وقت لایا گیا اور وہی قرآن شریف پیش کیا گیا ہے۔ مگر سعادتمندوں نے قدر کی اور ناعاقبت اندیش نابکاروں نے ناشکری اور مخالفت۔

مگر نادان انسان کیا یہ سمجھتے ہیں کہ انعام الٰہی کی ناقدری کرنے سے ہم سے کوئی باز پرس نہ ہوگی ان کا یہ خیال غلط ہے دنیوی حکومت میں ہم دیکھتے ہیں کہ کسی حاکم کا حکم آجاوے اور پھر رعایا اس حکم کی تعمیل نہ کرے تو سزایاب ہوتی ہے۔ نہ ماننے والوں کا آرام رنج سے اور ان کی عزت ذلت سے مبتدل ہو جاتی ہے۔ پھر اگر کوئی احکم الحاکمین کی بتائی راہ اپنا دستور العمل نہ بناوے تو کیونکر دکھوں اور ذلتوں سے بچ سکتا ہے۔

یاد رکھو کہ حکم حاکم کی نافرمانی حسب حیثیت حاکم ہوا کرتی ہے یہ ذلت بھی اسی قدر ہوگی جس قدر کہ حاکم کے اختیارات ہیں۔

دنیا کے حاکم جو محدود حکومت رکھتے ہیں ان کی نافرمانی کی ذلت بھی محدود ہی ہے مگر خدا تعالیٰ جو غیر محدود اختیارات رکھتا ہے اس کے حکم کی خلاف ورزی میں ذلت بھی طویل ہوگی۔ گو یہ سچ ہے کہ سبقت رحمتی علی غضبی میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے مگر جیسی کہ اس کی طاقتیں وسیع ہیں اسی اندازہ سے نافرمان کی ذلت بھی ہونی چاہیئے اور ہوگی ہاں بہت سی سزائیں ایسی ہیں کہ انسان انکو دیکھتا ہے اور بہت سی سزائیں ہیں کہ انکو نہیں دیکھ سکتے تو غرض یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ خدا کے قانون اور حکم کی اگر پرواہ نہ کریں گے تو کیا نقصان ہے۔ ہاں نہیں خبردار ہو جاؤ۔ مولیٰ فرماتا ہے إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلَ وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا۔ منکروں کو تین قسم کی سزا دیں گے۔

ہر ایک انسان کا جی چاہتا ہے کہ میں آزاد رہوں جہاں میری خواہش ہو وہاں پہنچ سکوں پھر چاہتا ہے کہ جہاں چاہوں حسب خواہش نظارہ ہائے مطلوبہ دیکھوں اور آخر جی کو خوش کروں۔ کہیں جانا پڑے تو جاؤں اور کہیں سے بھاگنا پڑے تو وہاں سے بھاگوں اور کسی چیز کو دیکھنا پڑے تو اسے دیکھوں

+ نوٹ دیکھو صفحہ ۶ کالم ۳

بہرحال اپنا دل ٹھنڈا رکھوں۔
پس یہ تین عظیم الشان امور ہین۔ اگر کہین جاتا ہے تو منشا ہے کہ دل خوش ہو۔ کسی کو دیکھتا ہے تو اس لیئے کہ جان کو راحت ملے۔ نتیجہ بہرحال دل کی خوشی ہے مگر جب انسان خدا تعالے کی نعمتون کا کفر کرتا ہے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان نعمتون سے محروم ہو جاتا ہے۔
خدا تعالی نے اولاً تین ہی نعمتون کا ذکر کیا ہے عطاء وجود۔ عطاء سمع۔ عطاء بصر۔ ان نعمتون سے اگر کوئی جانی رہے تو کیا سچی خوشی اور حقیقی راحت مل سکتی ہے کبھی نہین۔ پھر خاص الخاص نعمت جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ملی ہے اس کے انکار سے کب راحت پا سکتا ہے؟۔
قانون الہی اور شریعت خدا وندی کو توڑتا ہے کہ راحت ملے؟ مگر راحت کہان؟ دیکھو ایک نابکار انسان حدود اللہ کو توڑ کر زنا کا ارتکاب کرتا ہے کہ اسے لذت و سرور ملے مگر نتیجہ کیا ہے کہ اگر آتشک اور سوزاک مین مثلاً مبتلا ہوگیا۔ تو بجائے اس کے جسم کو راحت و آرام پہونچاوے۔ دل کو سوزش اور بدن کو جلن نصیب ہوتی ہے قانون الہی کو توڑنے والے کو راحت کہان۔؟
پھر اس کے لیئے انا اعتدنا للکفرین الی آخر الآیہ یعنی منکر انسان کے لیئے کیا ہوتا ہے۔ پاؤن مین زنجیر ہوتی۔ گردن مین طوق ہوتا ہے جنکے باعث انواع و اقسام راحت و آرام سے محروم ہو جاتا ہے دل مین ایک جلن ہوتی ہے جو ہر وقت اس کو کباب کرتی رہتی ہے دنیا مین اس کا نظارہ موجود ہے مثلاً وہی نافرمان زانی۔ بدکار قسم قسم کے آرام جسمانی مین مبتلا ہوکر اندر ہی اندر کباب ہوتے ہین اور پھر نہ وہان جا سکتے ہین نہ نظر اٹھا کر دیکھ سکتے ہین اسی ہم و غم مین مصائب اور مشکلات پر قابو نہ پا کر آخر خودکشی کرکے ہلاک ہو جاتے ہین دنیا مین ہدایت کے منکرون اور ہادیون کے مخالفون نے کیا پھل پایا۔
دیکھو ہمارے سید و مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر جنھون نے اس ابدی راحت اور خوشی کی راہ سے انکار کیا کیا حال ہوا؟ وہ عمائد مکہ جو ابوجہل۔ عتبہ۔ شیبہ وغیرہ تھے اور مقابلہ کرتے تھے وہ فاتح نہ کہلا سکے کہ وہ اپنے مفتوحہ بلاد کو دیکھتے اور دل خوش کر سکتے؟ ہرگز نہیں ان کے دیکھتے ہی دیکھتے انکی عزت گئی۔ آبرو نہ رہی۔ مذہب گیا۔ اولاد ہاتھ سے گئی غرض کچھ بھی نہ رہا۔
ان باتون کو دیکھتے اور اندر ہی اندر کباب ہوتے تھے۔ اور اسی جلن مین چل دیئے۔ یہ حال ہوتا ہے منکر کا۔
جب وہ خدا تعالی کی کسی نعمت کا انکار کرتا ہے تو برے نتائج کو پالیتا ہے اور عمدہ نتائج اور آرام کے اسباب سے محروم ہو جاتا ہے۔
- باقی آئندہ انشاء اللہ تعالی -

+ نوٹ متعلق صفحہ ۴

انسان پر ہر زمانہ ایسا آتا ہے یا زیادہ وضاحت سے یون کہو کہ ہر ادنی سے ادنی حصہ وقت جو اس پر آتا ہے اس مین انسان پر ایک نیا وقت اور نئی حالت آتی ہے جو پہلے نہ تھی کچھ ذرات اور اشیاء اس مین بڑھتی جاتے ہین اور کچھ اپنی ہستی کا زمانہ پورا کرکے نکلتے رہتے ہین۔ غرض اس آیت پر ایک گہری اور دور بین نگاہ کرنے سے وہ مسئلہ طبیعات کا ثابت ہوتا ہے کہ ہر آن مین یا آن کے بھی ادنی ترین حصہ مین (کیونکہ حین کا لفظ عام ہے اور وہ زمانہ کے ہر چھوٹے سے چھوٹے حصہ پر بولا جا سکتا ہے) ایک نیا جسم انسان اور تمام اشیاء کا ہوتا ہے جو نادان کہتے ہین ہستی سے نیستی نہین ہوتی وہ اس مسئلہ مسلمہ پر غور کرین یہ ہمارا وجود باین ہیئت و حالت جواب موجود ہے ہمارے وجود مین آنے سے پیشتر کہان تھا بلکہ ہر آن مین جب نیا ہوتا ہے تو کہان سے آتا ہے غرضکہ قرآن کریم کا یہ فلسفہ کیسا سچا اور ثابت شدہ صداقت ہے ہر آن مین انسان اپنی حالت پر غور کر سکتا ہے اور ہر آن ایک نئی بات اس مین پاتا ہے پس اگر غور کرے تو خدا تعالی کے انعامات و احسانات کا کچھ بھی شمار اور اندازہ نہین کر سکتا۔
کیا ہی مبارک ہین وہ لوگ جو اپنے وجود کا مطالعہ کرتے ہین اور یون انعامات الہیہ کو دیکھکر اس کی محبت مین سرشار ہوتے ہین۔ (ایڈیٹر)

+ نوٹ متعلق صفحہ ۵

چونکہ ہدایت کے معنے طبعی قوتون کا نشو و نما بھی ہے اس لیئے یہ معنے بھی ہو سکتے ہین کہ ان قوی بصر۔ سمع۔ وغیرہ مین جو خواص طبعیہ ہین وہ بھی اللہ تعالے نے ہی پیدا کیئے ہین اور ہر ایک انمین سے.....
.....اپنے اس کام مین لگ رہی ہے جس کے لیئے وہ پیدا ہوئی ہے اگر ان سے انسان کام نہ لے جس کے لیئے وہ وضع ہوئی ہین تو اس کو ان نتائج بد کا منہ دیکھنا ہوگا جو اس سے اگلی آیت مین درج ہین۔
پس ضروری ہے کہ ان قوی کی قدر اور شکر کیا جاوے جو صرف ان کو برمحل خرچ کرنا ہے۔ (ایڈیٹر)

اقتباس از مکتوب

مفتی محمد صادق صاحب

آج چودھوین صدی کے سر پر اللہ تعالے کا رسول اس کی طرف سے خلقت کے لیئے رحمت اور برکت ہے۔ خدا کی رحمت وسیع ہے اور اس کے ہان بخل نہین اور نہ اس کا

جو ہمارے درمیان موجود ہے بخیل ہے ہر کسی کے اپنے ہی عمل خراب ہوں تو وہ اپنے آپ کے سوا اور کسی پر ناراض نہ ہو۔

میرے آقا میں جانتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور اس کے سوا اور کوئی الٰہ (معبود محبوب مطلوب مطاع) نہیں۔ اس کو راضی کرنیکا دروازہ محمد رسول اللہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اس کے سوا کوئی راہ نہیں جو خدا تک جاوے۔ اللہ تعالیٰ کے اس پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کے واسطے آج کل سوائے آپ کے کوئی ذریعہ نہیں ہر ان جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو نہ مانے گا وہ جہنم میں اوندھا گرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں۔ (صادق)

حیدرآباد کی انجمن اتحاد اسلامی

(۱) جو حضرت اقدس کے متبعین کی مجلس ہے نہایت سرگرمی سے اپنا کام کر رہی ہے جیسا کہ اس کے ہفتہ وار جلسوں کی رویدادوں سے معلوم ہوتا ہے۔

(۲) ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس جو لنڈن تشریف لے گئے تھے ۔۔ ۔۔ بمبئی پہنچے۔ انکا ارادہ سیدھے دارالامان آنے کا تھا مگر انکو عم زاد بھائی کی خبر وفات نے پہلے ان کو گجرات جانے پر بحکم حضرت اقدس مجبور کیا ہے غالباً شخصاً حسب جلسہ الوداع پر تشریف لائیں گے۔

(۳) حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب بغرض ۔۔ کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے ہیں امید کی جاتی ہے کہ جلسہ پر تشریف لے آئینگے

(۴) اتفاق حسنہ سے ڈاکٹر رحمت علی صاحب افریقہ سے تشریف لائے اور مع الخیر واپس رخصت ہوکر ڈاکٹر صاحب کے چہرہ سے رشد و سعادت کے آثار نمایاں ہیں افریقہ میں ڈاکٹر صاحب کو ذاتی نمونہ سے بہت لوگوں نے فائدہ اٹھایا خدا تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کا سا خلوص۔ محبت۔ استقلال سب کو عطا کرے

(۵) حضرت اقدس نے الہامی پیشگوئی کے متعلق نیا اشتہار شائع فرمایا ہے اگلے اشاعت میں درج کیا جاوےگا انشاءاللہ تعالیٰ

فائدہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شایع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لئے یہی کافی امر ہے

(۱) دوائی قوت باہ (داخلی و خارجی علاج) چودہ قسم کی ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی ۵ علاج داخلی ۴

(۲) دوائی بواسیر خونی و بادی کے لئے اکسیر ہے ۴

(۳) دافع خفقان ہر قسم للعہ

(۴) علاج آتشک ہے

(۵) دوائی سوزاک کہنہ وجدید ہر قسم ۴

(۶) خضاب سالانہ جو نیل کیطرح لگایا جاتا ہے ۵

(۷) دوائی مصفی خون عہ

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت معرزہ ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اس قدر دوائی سے کوئی نقص باقی رہے زاید دوا مفت دیجاویگی۔

تمام درخواستیں بنام حکیم محمد امین خادم مسیح موعود بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور آنی چاہیئں۔

صاحبزادہ صاحب کے مکان کا چندہ

نواب خان صاحب تحصیلدار جہلم ۔۔

اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۲۸ر اکتوبر ۱۸۹۹ء سے شروع ہوکر ۲- نومبر ۱۸۹۹ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا۔ اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئے ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنی یکم دوم۔ سوم۔ نومبر ۱۸۹۹ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاوے گا۔ اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاوے گا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاوے گا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کے رہے گی۔ (دستخط)

المشتہر

مسٹر جے۔ جی۔ ایس صاحب بہادر سکرٹری میونسپل کمیٹی

امرتسر

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عصہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ ے رخالص ممیرانی ماشہ عسہ مصری سرمہ فی تولہ ہر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئے۔

المشتہر پروفیسر میاسنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگہ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ بابر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ساتھی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی عمر ۴ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون پہنا خورد دانے نکلے ہوے تھے اور پروال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور درد کرتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی مین فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پر سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے درد دھند اور غبار اور کمزوری نظر مین یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری اسسٹنٹ سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید پیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی اسنادات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ ۵۰۰۰ روپیہ انعام دیا جاوے گا [illegible]

(مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل ،،

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اخبار الحکم

جلد ۳ — قادیان دارالامن والامان مؤرخہ ۳۱- اکتوبر ۱۸۹۹ء — نمبر ۳۹

خطبہ (موعظت)

جو
۲۰ ر اکتوبر ۱۸۹۹ء حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝

سورہ توبہ رکوع ۱۵

یہ تو ہو نہیں سکتا کہ کل مومن اللہ تعالیٰ کی راہ مین نکلین اور اپنے وطنون کو چھوڑین - کیون ایسا نہ ہونا چاہئے کہ ہر فرقہ اور جماعت مین سے چند آدمی خدا تعالیٰ کی راہ مین نکلین اور اپنے آرام اور اوطان کو چھوڑ کر **خلیفۃ اللہ** کی خدمت مین آ کر رہین اس لئے کہ دین کی سمجھ پیدا ہو اور خلیفۃ اللہ کے مبارک منہ کی پاک باتین سُنکر اور اُس سے سبق لے کر اپنی قوم کے پاس واپس جاوین اور اہل غفلت کو ڈراوین اور بیدار کرین شاید وہ خوف کر جاوین۔

مینے بہت غور کی ہے اور میری عمر کا بہت بڑا حصہ اسی غور و فکر مین گذرا ہے اور اللہ علیم اس بات کا گواہ ہے کہ مجھے ہوش کے زمانہ سے یہی شوق دامنگیر رہا کہ خدا کی رضا کی راہین حاصل کرون اور میری بڑی خواہش اور سب سے بڑی آرزو یہی رہی ہے کہ کسی طرح اپنے مولیٰ کریم کو راضی کرون۔

حضرت مولوی **نور الدین** صاحب (خدا تعالیٰ اُن پر اپنا بے حد فضل کرے) سے مجھے اللہ تعالیٰ نے ملا دیا - اور اس طرح مجھے دین کی طرف اور قرآن کریم کے معارف اور حقایق طرف توجہ ہوئی - مگر باایںہمہ بعض اخلاق ردیہ کی اصلاح نہ ہوئی اور طبیعت معاصی کی طرف اس طرح جاتی جیسے ایک سرکش جانور رسا تڑا کر بے اختیار دوڑتا ہے اور قابو سے نکل جاتا ہے اور میری روح مین وہ سیری اور لذت نہ ہوئی جس کا کہ مین جویان تھا اس مین شک نہین کہ قرآن کریم کے حقایق و معارف مینے حضرت مولانا صاحب کے منہ سے سنے اور بہت فیض اٹھایا اور مین اعتراف کرتا ہون کہ پختہ مسلمان اور غیور بنگیا لیکن مین نہین جانتا کہ وہ کیا بات تھی جس سے روح مین ایک بیقراری اور اضطراب محسوس ہوتا تھا اور سکون اور جمعیت خاطر جس کے لئے صوفی ترسیتے ہین میسر نہ آتی تھی اور اس اثنا میں مین ایک بڑی نازک بات اور نا شدنی گردن زانی عقیدہ کی پرورش مین بڑا متوجہ تھا اور گویا بغل مین ایک ہبل اور لات کو رکھتا تھا اور دل مین سمجھتا تھا کہ یہ خدا کی رضا کی راہ ہے مگر خدا تعالیٰ نے خوب جانا ہے کہ اس کے اختیار کرنے مین بھی نیت نیک تھی

سید احمد خان صاحب

کے خیالات کا ابھی مین ۱۷ یا ۱۸ برس کی عمر کا سادہ لڑکا تھا کہ سید صاحب کے خیالات کے پڑھنے کا مجھے موقع ملا یعنی تہذیب اخلاق جو سید کے خیالات اور معتقدات کا آئینہ تھا مین اُسے شروع اشاعت سے پڑھنے لگا اور تیس برس کی عمر تک اس مین متوغل رہا سید صاحب کے قلم سے کوئی ایسا نقطہ نہین نکلا الا ماشاءاللہ جو مینے نہ پڑھا ہو اُن کی تفسیر کو بڑے عشق سے پڑھتا برابر بیس بائیس برس کا زمانہ تھوڑا نہین ایک بڑی مدت ہے اس عرصہ مین بھی میری روح کو طمانیت اور سکینت حاصل نہ ہوئی اور وہی اضطراب اور بیقراری دامنگیر رہتی بلکہ بعض بعض اوقات مین اپنی تنہائی کی گھڑیون مین ہلاک کرنے والی بے چینی محسوس کرتا اور مین آخر اس نتیجہ پر پہونچتا کہ ہنوز اگر خدا تعالے کو خوش کیا ہوتا اور واقعی خدا تعالے سے سچا تعلق پیدا ہوگیا ہوتا تو ضرور تھا کہ سکینت اور طمانیت کا سرد پانی میرے اُبلتے ہوے کلیجہ کو ٹھنڈا کرتا۔ اس خیال سے تردد تذبذب اور پریشانی اور بھی بڑھتی گئی۔

میرے مخدوم مولوی صاحب بھی سید صاحب کی تصانیف منگوانے اور صفات الٰہی کے مسئلہ مین ہمیشہ سید صاحب سے الگ رہے اور مین اُن کے ساتھ ہوکر بھی سید صاحب کی ہر بات کی پیچ کرتا اور کبھی مولوی صاحب مجھسے اُلجھ بھی پڑتے مگر مین اقرار کرتا ہون کہ وہ میرے اس جن کے نکالنے مین کامیاب نہ ہوے۔

فتوحات ابن عربی اور امام غزالی کی احیاء العلوم کو مینے کئی بار پڑھا اور خوب غور اور تدبر سے پڑھا مگر مین سچ کہتا ہون کہ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی۔ وہی معاملہ رہا شاید میری روح ہی ایسی تھی کہ تسلی نہ پا سکتی تھی یا وہ خیالات واقعی طمانیت کا موجب نہ تھے۔ مگر اب کہون گا کہ وہ خیالات ہی یقینا یقینا تسلی بخش راہ نہ دکھا سکتے تھے۔

بہر حال مین اُس کو گناہ نہ سمجھتا تھا دل بیقرار رہتا تھا اور ایک دھڑکا لگا ہوا تھا۔ مینے کئی بار رؤیا مین دیکھا کہ بڑے جلتے ہوے شعلے مارتی ہوئی آگ کے بھٹون مین اور کوندتی ہوئی بجلیون مین ڈالا گیا ہون اور پھر کئی بار بصیرت کی آنکھ سے دیکھا کہ بہشت مین ڈالا گیا ہون۔ مگر مین وجوہات اور اسباب کو نہ سمجھتا تھا۔ اسی بیقراری اور اضطراب مین میری عمر کا ایک بڑا حصہ گذر گیا یہان تک کہ حضرت مولوی نورالدین کے طفیل سے۔ امام الزمان۔ نور مرسل اور خلیفۃ اللہ کی صحبت نصیب ہوئی حضرت مولانا نورالدین کو تو بہت برس پیشتر براہین احمدیہ کے اشتہار کی ایک پرچہ نے اس نور کا پتہ دیدیا تھا۔ اور اُسوقت ہمارے آقا و امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی گوشہ گزین تھے اور کجدار و مریز دنیا مین ہنوز قدم نہ رکھا تھا۔

غرض مولوی صاحب نے مجھے امام الزمان کے متعلق فرمایا چونکہ مولوی صاحب کے ساتھ ایک خاص محبت اور اُن پر اعلیٰ درجہ کا حسن ظن تھا مینے مان لیا مگر وہ بصیرت اور معرفت نصیب نہ ہوئی۔

مارچ ۱۸۸۹ء کا ذکر ہے کہ حضرت امام نے بیعت کا اشتہار شائع کیا اور مولویصاحب لدھیانہ تشریف لے گئے اور مجھے بھی ساتھ لے گئے مین صاف کہون گا کہ مین اپنی خوشی سے نہین گیا بلکہ زور سے ساتھ لے گئے ان دنون مین بیعت کرنے کا اول فخر مولوی صاحب کو ہوا۔ مگر مین اُس وقت بھی اڑ گیا اور روح مین کشایش اور سینہ مین انشراح نہ دیکھ کر رُکا مولوی صاحب کے اصرار اور الحاح سے بیعت کر لی۔ یہ سچا اظہار ہے شاید کسی کو فائدہ پہونچے اُس کے بعد مین کیا دیکھتا ہون کہ میری دل و روح مین ایک تبدیلی پیدا ہونی شروع ہوئی مینے اُس دوا کو جس کا مین ایک عرصہ دراز سے جویان تھا قریب یقین کیا۔ میرے دل مین ایک سکینت اُترتی ہوئی محسوس ہوتی تھی اور دل مین ایک طاقت اور لذت آتی معلوم ہونے لگی۔ یہان تک کہ ۱۸۹۱ء مین مسیح موعود کے دعوے کا اعلان ہوا۔

اور اس سال کے آخر مین حضور نے مجھے خط لکھا کہ مین ازالہ اوہام تصنیف کر رہا ہون اور بیمار ہون کاپیان پڑھنی اور پروف دیکھنی خطوط لکھنے کی تکلیف کا متحمل نہین ہوسکتا جسطرح بن پڑے آ جاؤ۔ ادھر سے مولوی نورالدین صاحب کا خط آیا کہ حضرت کو تکلیف بہت ہے لدھیانہ جلدی جاؤ۔ اس وقت مین مدرسہ مین مدرس تھا وہان سے رخصت لے کر لدھیانہ پہونچا۔

اور مین اقرار کرتا ہون کہ ہنوز دنیا اور ہوائے دنیا سے میرا دل سیر اور نوکری سے قطعاً بیزار نہ ہوا تھا۔ اور جو دس پندرہ روپے ملتے تھے اُنھین غنیمت سمجھتا تھا اور عزم تھا کہ اختتام پر پھر اس سلسلہ کو اختیار کرون گا۔

مگر جب مین تین ماہ تک حضرت اقدس کی صحبت مین رہا اور یہ پہلا موقعہ اتنی دراز صحبت کا ملا۔ مین نہین جانتا کہ وہ خیال اور وہ آرزو کدھر گئی۔ اس قسم کے خیالات سے میری روح کو صاف کر دیا گیا اور میرا سینہ دھو دیا گیا اور اندر سے

آواز آئی کہ تو دنیا کے کام کا نہین۔ بس پھر کیا تھا۔ تین ماہ کی رخصت کے پورے ہونے ہونے یہ سب خیالات جاتے رہے اور پھر نہ واپس نہ استعفا خدا تعالیٰ نے دنیا کی دلدل سے مجھے بالکل نکال دیا اس وقت سے لے کر ۱۸۹۳ء تک مجھکو چھ چھ مہینے اور برس تک بھی حضرت اقدس کی صحبت مین رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور اب تو ایک سکنڈ اور طرفۃ العین کے لئے بھی میری روح جدائی گوارا نہین کرتی۔ اور ایک خوبصورت اُمید میرے سینہ مین ہے کہ انشاء اللہ میرا جینا میرا مرنا ان ہی پاؤن مین ہوگا۔ اور اگر مین اب یہان سے چند روز کے لئے کہین جاتا ہون تو دل کی آرزو کے خلاف مجبورًا پکڑا جاتا ہون۔

غرض پھر مجھے آپ کی صحبت مین رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور اُسوقت مجھی معلوم ہوا کہ وہ بڑا ایمان جسکو **سید احمد خان** کے خیالات سے اقتباس کیا تھا وہ روح کو تقوی و طہارت بخشنے والی اور سچی سکینت دینے والی شئے نہ تھی وہ ایک فلسفیانہ اور منزدرانہ اور متوہمانہ خواہشات پریشان کا سرجوش ایمان یا جذبہ تھا ایک ایک وقت مین ان خیالات پر غور کرنے سے میری روح تڑپ تڑپ گئی ہے اور جسم پر لرزہ پڑگیا ہے کہ مین کبھی جس کو صراط مستقیم سمجھتا تھا وہ خدا سے دور ڈالنے والی خطرناک راہ تھی مین راستی سے کہتا ہون اور خدا گواہ ہے کہ ان خیالات کے متعلق حضرت اقدس سے کبھی کوئی مباحثہ نہین ہوا بلکہ صرف اُس کے منہ سے پاک باتین سنتا رہا اور صفات الٰہی اور قرآن کریم کی عظمت اور خوبیوں کے تذکرے سنتا رہا۔ پھر آپ کی زندگی

اور تعلیم و عمل نے بتایا کہ خدا کا متصرف اور زندہ ہونا اور متکلم خدا ہونا نہ کسی پہلے زمانہ مین تھا بلکہ اب بھی اُسی طرح پر وہ **حی۔ قیوم۔ متکلم۔** اور **متصرف** خدا ہے۔ ان باتون کو جب سنا نہین نہین دیکھا تو جیسے ایک گھٹا ٹوپ اندھیرے مین چراغ کے آجانے سے ہر ایک چیز قرینہ سے رکھی ہوئی اور سجی ہوئی نظر آتی ہے میں نے اپنے اندر ایک روشنی دیکھی اور معرفت کا نور اور بصیرت کا چراغ میرے سینہ مین نظر آنے لگا۔ مین سمجھتا تھا کہ سید احمد خان کے خیالات میرے دل سے نکل سکین گے لیکن آخر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اُن کو ایسا نکالا کہ گویا کبھی تھے ہی نہین **والحمد للہ علیٰ ذلک**

اور اب مین خدا تعالیٰ کو گواہ رکھکر کہتا ہون کہ محض **امام الزمان** کی صحبت کے طفیل سے ان خیالات سے مجھے اُس سے کہین زیادہ نفرت اور بیزاری ہے جیسے اور مردار کھانے سے اور مین پھر کہتا ہون کہ یہ شہادت اپنی تبدیلی کی محض اسلئے پیش کی ہے کہ تا کسی سوچنے والے دل اور غور کرنے والی طبیعت کو ہدایت اور نور کی طرف رہبری کر سکے۔ اور یہ بتلایا جاوے کہ کفر اور شرک سے شدید بغض اور نفرت جو ایمانی غیرت کا تقاضا اور نور اور توحید سے محبت یہ اس ایک ہاں اسی ایک انسان کے پاک انفاس کا نتیجہ ہے۔ مین اللہ کے لئے یقین دلاتا ہون کہ کفر اور لوازم کفر سے بغض رکھنا اور اُسے دل مین مردار اور سور سمجھنا یہ ہر ایک انسان کا خاصہ اور ہر ایک کا دل گردہ نہین اور جب تک ایک ہادی اور مرشد ایسا نہ ہو کہ اُسے قلبًا شرک سے

بیزاری ہو اور اُس کے انفاس طیبہ مین کفر سے بیزاری بخشنے والی پوری تاثیر نہ ہو جب تک انسان معاصی اور کفر اور فسق کی راہون سے بچ نہین سکتا۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہمارے آقا و مرشد جانشین محمد احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مرزا **غلام احمد قادیانی** مسیح موعود بھی کفر سے ایسے بیزار ہین اور آپ کی صحبت اور آپ کے کلام سے مستفید ہونے والا بھی کفر سے واقعی بیزار ہو جاتا ہے۔ اور کوئی گدی اور کوئی سلسلہ ایسا نہین جو گناہ سے سچی نفرت دلا سکے اور جسے کفر و شرک سے لڑائی رہتی ہو اگر کوئی ہے تو از راہ کرم بتاؤ۔

میرے دوستو ایک ہی انسان ہے جس کی صحبت مین آج گناہ سے نفرت۔ خدا سے اُلفت۔ رسول سے اُلفت پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ ہے میرا حال۔ اور اس کو اس لئے بیان کیا ہے تا کہ میرے دوستون اور بھائیون کو فائدہ اور دوسرون کو سبق ملے۔ باوجود اس کے کہ مین تا باستطاعت **قرآن۔ فقہ۔ حدیث** اور دین کی ضروری کتابین پڑھتا مگر خود بخود بلا مدد دستگیر کے اس منزل تک نہ پہونچ سکا جہان مجھے پہونچنا تھا اور جو میری روح کی تسلی اور اطمینان کے لئے ضروری تھی۔ جب تک کہ مجھے صحبت کا شرف حاصل نہین ہوا۔ اکثر کہتے ہین کہ قرآن اور حدیث کے ہوتے ہوئے کس امام کی ضرورت تھی۔ وہ احمق ہین اور وہ نہین جانتے کہ باوجودیکہ آنکھون مین نور اور کانون مین شنوائی کے پردے موجود ہین لیکن پھر بھی آفتاب اور ہوا کے بدون وہ سن نہین سکتے اور نہ دیکھ سکتے ہین۔

لاریب **قرآن کریم** ایک نعمت ہے اور حضرت

کی شمع روشن ہے لیکن ایک زندہ نمونہ درکار ہے جو قرآن کی طرف لے جاسکے اور قرآن سمجھا سکے۔ اب بھی اس کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے حضور حامل قرآن علیہ صلوات الرحمن کے عمل کی قرآن کے ساتھ ضرورت تھی۔ کاش لوگ سمجھیں۔ اسی لئے خدا کہتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ۔ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ تقویٰ اللہ اور ایمان کی حقیقت معلوم کرنی چاہئے بلکہ اپنی زندگی اور روح میں اس کے اثر وں کو محسوس اور اس کی کیفیتوں سے محظوظ ہونا چاہئے ہو تو امام کی صحبت کا شرف حاصل کرو اور۔ چونکہ سب کے سب نہیں آسکتے اس لئے ایسا ہونا چاہئے کہ ہر محلہ اور ہر شہر میں سے ایک یا دو آدمی جو سمجھدار اور فراست اور فکر رکھتے ہوں اور خدا کی پاک باتوں کے سننے کا مذاق رکھتے ہوں وہ آئیں اور آسمانی علوم سے حصہ لیں۔

عزیزو! بڑی ضرورت ہے امام کے پاس بیٹھنے کی۔ اور اس کی باتوں کا سننا بڑی بات ہے اگر کوئی اس امر سے بے نیازی ظاہر کرتا ہے تو وہ یاد رکھے کہ خدا تعالے اس سے بے نیاز ہے بے نیاز ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

نگر اے قوم نشانہای خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بہر چشم نشانی است کبیر

دیکھنے والوں کیلئے ایک اور نشان

ذیل میں ہم اخبار چودھویں کے حوالہ سے (جو بحوالہ نیر آصفی رقمطراز ہے) ایک خبر درج کرتے ہیں جو حسین کامی آفندی کے تغلب چندہ مظلومان کریٹ اور اس کے معتوب سلطانی ہونے کے متعلق ہے۔ ہمارے ناظرین کی یاد سے وہ اشتہار ابھی بھولا نہ ہوگا جو حجۃ اللّٰہ فی الارض امام ہمام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حسین کامی کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ جس میں سلطنت روم کے ارکان کی روحانی کمزوری پر اپنی الہامی فراست سے بحث کی ہے۔ اور ناظرین کو یہ بھی یاد ہوگا کہ حسین کامی کے اشتہار پر حضرت اقدس کی مخالفت نئی روشنی کے مسلمانوں میں حد سے بڑھ گئی تھی۔ چنانچہ چودھویں صدی کے بزرگ نے اسی اشتہار پر سے

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

والا شعر پڑھا تھا۔ اور چودھویں صدی نے بھی اپنی طرف سے خوب دھڑلے کے مضامین شائع کئے تھے۔ اور ایسا ہی لاہور کے اخبار ناظم الہند نے بہت بدگوئی کی تھی۔ اور خود اس ناکام حسین کامی نے بھی سب وشتم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔ آخر چودھویں صدی والے بزرگ نے توبہ کی اور وہ زمرۂ خادمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں شامل ہوا۔ اور ناظم صاحب کو بھی اپنے کئے کی سزا بھگتنی پڑی۔ اور حسین کامی صاحب اب تغلب زر چندہ مظلومان کریٹ کے تغلب میں ماخوذ ہوئے

افسوس ہے کہ اس شخص نے مظلوموں پر ظلم کیا اور پھر امانت میں خیانت کی۔

اب ہم کو وہ لوگ بتلائیں جنھوں نے کامی صاحب کو خوب بنایا تھا اور اسکی تعریف اور خیر مقدم میں مضمون کے صفحے سیاہ کئے تھے کہ اگر اس کی حالت اور بعض دوسرے ارکان دولت عثمانیہ کی حالت حضرت اقدس کو کشفی حالت میں بری نظر آئی اور اسپر آپ نے صاف طور سے کہدیا تو کیا برا کیا مگر کیا اب بھی اس مرد خدا کی صداقت اور راستبازی سے انکار کروگے؟ بہرحال یہ ایک نشان ہے اہل دل لوگوں کے لئے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

حضرت اقدس کا یہ الہام عرصہ دراز سے شائع ہوچکا ہے کہ

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

جو تیری اہانت کریگا میں اسکی اہانت کرونگا۔ پس ممکن نہیں کہ حضرت اقدس کی اہانت کے ارادہ سے کوئی اٹھے اور ذلیل ہوکر نہ بیٹھ جاوے۔

اب ہم وہ خبر مع ریمارک چودھویں صدی درج کرتے ہیں اور وہ یہ ہے

چندۂ مظلومان کریٹ اور ہندوستان

ہمیں آج کی ولایتی ڈاک میں اپنے ایک لائق اور معزز نامہ نگار کے پاس سے ایک قسطنطنیہ والی چٹھی ملی ہے جس کو ہم اپنے ناظرین کی اطلاع کے لئے درج ذیل کئے دیتے ہیں اور ایسا کرتے ہوئے ہمیں کمال افسوس ہوتا ہے: افسوس اس وجہ سے کہ ہمیں اپنی ساری امیدوں کے برخلاف اس مجرمانہ خیانت کو جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ منتظم و مہذب اسلامی سلطنت کے دائمی قونصل کی جانب سے بڑی بیدردی کے ساتھ عمل میں آئی اپنے ان کانوں سے

سُننا اور پبلک پر ظاہر کرنا پڑا ہے جو کیفیت جناب مولوی حافظ عبدالرحمٰن صاحب الہندی نزیل قسطنطنیہ نے ہمین معلوم کرائی ہے اُس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حسین بک کامی نے بڑی بے شرمی کے ساتھ مظلومان کریٹ کے روپیہ کو بغیر ڈکار لینے کے ہضم کرلیا اور کارکن کمیٹی چندہ نے بڑی فراست اور عرق ریزی کے ساتھ ان سے روپیہ اگلوالیا مگر دریافت نہین ہوا کہ والیُس قونصل مذکور پر عدالت عثمانیہ مین کوئی نالش کی گئی یا نہین ۔ ہماری رائے مین ایسے خائن کو عدالتانہ کارروائی کے ذریعہ سے عبرت انگیز سزا دی جانی چاہیئے ۔

بہرحال ہم اُمید کرتے ہین کہ یہی ایک کیس غبن کا ہوگا جو اس چندہ کے متعلق وقوع مین آیا ہو اور جو رقوم چندہ جناب ملا عبدالقیوم صاحب اول تعلقدار لنگسور اور جناب عبدالعزیز بادشاہ صاحب ٹرکس قونصل مدراس کی معرفت حیدرآباد اور مدراس سے روانہ ہوئین وہ بلا خیانت قسطنطنیہ کو کمیٹی چندہ کے پاس برابر پہونچ گئی ہون گی ۔

قسطنطنیہ کی چٹھی

ہندوستان کے مسلمانون نے جو گزشتہ دو سالون مین مہاجرین کریٹ اور مجروحین عساکر حرب یونان کے واسطے چندہ فراہم کر کے قونصل ہائے دولۃ علیہ ترکیہ مقیم ہند کو دیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک چندہ تمام وکمال قسطنطنیہ مین نہین پہونچا اور اس امر کے باور کرنے کی یہ وجہ ہوئی ہے کہ حسین بک کامی والیُس قونصل مقیم کراچی کو جو ایک ہزار چھ سو روپیہ کے قریب مولوی محمد انشاءاللہ صاحب اڈیٹر اخبار وکیل امرت سر اور مولوی محبوب عالم صاحب اڈیٹر پیسہ اخبار لاہور نے مختلف مقامات سے وصول کر کے بھیجا تھا وہ سب غبن کرگیا ۔ ایک کوڑی تک قسطنطنیہ مین نہین پہونچائی مگر خدا کا شکر ہے کہ سلیم باشا ملحمہ کارکن کمیٹی چندہ کو جب خبر پہونچی تو اس نے بڑی جانفشانی کے ساتھ اس روپیہ کے اگلوانے کی کوشش کی اور اس کی اراضی مملوکہ کو نیلام کرا کر وصولی رقم کا انتظام کیا اور باب عالی مین غبن کی خبر بھجوا کر نوکری سے موقوف کرایا ۔ اس لئے ہندوستان کے جملہ اصحاب جرائد کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ اس اعلان کو قومی خدمت سمجھکر چار مرتبہ متواتر اپنے اخبارات مین مشتہر فرمائین اور جس وقت اُن کو معلوم ہو کہ فلان شخص کی معرفت اس قدر روپیہ چندہ کا بھیجا گیا تو اُس کو اپنے جریدہ مین مشتہر کرائین اور نام مع عنوان کے ایسا مفصل لکھین کہ بشرط ضرورت اُس سے خط وکتابت ہوسکے اور ایک پرچہ اس جریدہ کا خاکسار کے پاس بمقام قاہرہ اس پتہ سے روانہ فرمائین ۔

حافظ عبدالرحمٰن الہندی الامرتسری سکہ جدیدہ ۔ دکالہ صالح آفندی قاہرہ (ملک مصر)

ایک الہامی پیشگوئی کا اشتہار

چونکہ مجھے ان دنوں مین چند متواتر الہام ہوئے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ عنقریب آسمان سے کوئی ایسا نشان ظاہر کرے گا جس سے میرا صدق ظاہر ہو اس لئے مین اس اشتہار کے ذریعہ سے حق کے طالبون کو اُمید دلاتا ہون کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب آسمان سے کوئی شہادت میری تائید کے لئے نازل ہوتی ۔ یہ ظاہر ہے کہ جس قدر خدا تعالےٰ کے مامور دنیا مین آئے ہین گو اُنکی تعلیم نہایت اعلیٰ تھی اور اُن کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے اور اُن کی زیرکی اور فراست بھی اعلےٰ درجہ پر تھی لیکن اُن کا خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونا لوگون نے قبول نہ کیا جب تک کہ اُن کی تائید مین آسمان سے کوئی نشان نازل نہین ہوا ۔

اسی طرح خدا تعالیٰ اس جگہ بارش کی طرح اپنے نشان ظاہر کر رہا ہے تا دیکھنے والے دیکھین اور سوچنے والے سوچین ۔ اور اب مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک برکت اور رحمت اور اعزاز کا نشان ظاہر ہوگا جس سے اکثر لوگ تسلی پائینگے جیسا کہ ۱۴ر ستمبر ۱۸۹۹ء کو یہ الہام ہوا ۔

ایک عزت کا خطاب
ایک عزت کا خطاب
لَكَ خِطَابُ الْعِزَّةِ
ایک بڑا نشان اسکے ساتھ ہوگا

یہ تمام خدائے پاک قدیر کا کلام ہے جس کو مینے موٹے قلم سے لکھدیا ہے اگرچہ انسانون کے لئے بادشاہون اور سلاطین وقت سے بھی خطاب ملتے ہین مگر وہ صرف لفظی خطاب ہوتے ہین جو بادشاہون کی مہربانی اور کرم اور شفقت کی وجہ سے یا اور اسباب سے کسی کو حاصل ہوتے ہین اور بادشاہ اس کے ذمہ وار نہین ہوتے کہ جو خطاب انھون نے دیا ہے اس مفہوم کے موافق وہ شخص اپنے تئین ہمیشہ رکھے جس کو ایسا خطاب دیا گیا ہے ۔ مثلاً کسی بادشاہ نے کسی کو شیر بہادر کا خطاب دیا تو وہ بادشاہ

اس بات کا متکفل نہیں ہو سکتا کہ ایسا شخص ہمیشہ اپنی بہادری دکھلاتا رہیگا بلکہ ممکن ہے کہ ایسا شخص ضعف قلب کی وجہ سے ایک چوہے کی تیز رفتاری سے بھی کانپ اٹھتا ہو چہ جائیکہ وہ کسی میدان میں شیر کی طرح بہادر دکھلاوے لیکن وہ شخص جس کو خدا تعالےٰ سے شیر بہادر کا خطاب ملے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ درحقیقت بہادر ہی ہو کیونکہ خدا انسان نہیں ہے کہ جھوٹ بولے یا دھوکا کھاوے یا کسی پولیٹیکل مصلحت سے ایسا خطاب دیدے جس کی نسبت وہ اپنے دل میں جانتا ہے کہ دراصل وہ شخص اس خطاب کے لائق نہیں ہے اس لئے یہ بات محقق امر ہے کہ فخر کے لائق وہی خطاب ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے ملتا ہے اور وہ خطاب دو قسم کا ہے **اول** وہ جو وحی اور الہام کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نبیوں میں سے کسی کو صفی اللہ کا لقب دیا اور کسی کو **کلیم اللہ** کا اور کسیکو روح اللہ کا اور کسی کو مصطفیٰ اور حبیب اللہ کا ان تمام نبیوں پر خدا تعالیٰ کی **سلام** اور رحمتیں ہوں اور دوسری قسم خطاب کی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ بعض نشانوں اور تائیدات کے ذریعہ سے بعض اپنے مقبولین کی اس قدر محبت لوگوں کے دلوں میں یکدفعہ ڈالدیتا ہے کہ یا تو ان کو جھوٹا اور کافر اور مفتری کہا جاتا ہے اور طرح طرح کی نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں اور ہر ایک بد عادت اور عیب ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور یا ایسا ظہور میں آتا ہے کہ انکی تائید میں کوئی ایسا پاک نشان ظاہر ہو جاتا ہے جس کی نسبت کوئی انسان کوئی بدظنی نہ کر سکے اور ایک موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکے کہ یہ نشان انسانی ہاتھوں اور انسانی منصوبوں سے پاک ہے اور خاص خدا تعالےٰ کی رحمت اور فضل کے ہاتھ سے نکلا ہے تب ایسا نشان ظاہر ہونے سے ہر ایک سلیم طبیعت بغیر کسی شک و شبہ کے اُس انسان کو مقبول کر لیتی ہے اور لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی یہ بات پڑجاتی ہے کہ یہ شخص درحقیقت سچا ہے تب لوگ اس الہام کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اُس شخص کو صادق کا خطاب دیتے ✠ ہیں کیونکہ لوگ اس کو صادق صادق کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور لوگوں کا یہ خطاب ایسا ہوتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ نے آسمان سے خطاب دیا کیونکہ خدا تعالیٰ آپ ان کے دلوں میں یہ مضمون نازل کرتا ہے کہ لوگ اس کو صادق کہیں۔ اب جہانتک میں نے غور کیا ہے اور فکر کی ہے میں اپنے اجتہاد سے نہ کسی الہامی تشریح سے اُس الہام کے جس کو میں نے ابھی ذکر کیا ہے یہی معنے کرتا ہوں کیونکہ ان معنوں کے لئے اس الہام کا آخری فقرہ ایک بڑا قرینہ ہے کیونکہ

آخری فقرہ یہ ہے کہ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہو گا لہٰذا میں اپنے اجتہاد ✗ **سے اس کے یہ معنے سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس جھگڑے کے فیصلہ** کرنے کے لئے جو کسی حد تک پورا ہو گیا ہے اور حد سے زیادہ تکذیب اور تکفیر ہو چکی ہے کوئی ایسا برکت اور رحمت اور فضل اور صلحکاری کا نشان ظاہر کرے گا کہ وہ انسانی ہاتھوں سے برتر اور پاک تر ہو گا۔ تب ایسی کھلی کھلی سچائی کو دیکھکر لوگوں کے خیالات میں ایک تبدیلی واقع ہو گی اور نیک طینت آدمیوں کے کینے یکدفعہ رفع ہو جائیں گے۔ مگر جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے یہ میرا ہی خیال ہے ابھی کوئی الہامی تشریح نہیں ہے۔ میرے ساتھ خدا تعالےٰ کی عادت یہ ہے کہ کبھی کسی پیشگوئی میں مجھے اپنی طرف سے کوئی تشریح عنایت کرتا ہے اور کبھی مجھے میرے فہم پر ہی چھوڑ دیتا ہے مگر یہ تشریح جو ابھی میں نے کی ہے اسکی ایک خواب بھی مؤید ہے جو ابھی ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو میں نے دیکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں محبی اخویم مفتی **محمد صادق** کو دیکھا ہے اور قبل اس کے جو میں اس خواب کی تفصیل بیان کروں اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی

✠ **نوٹ** اس خطاب کی مثال یہ ہے کہ جیسا کہ مصر کے بادشاہ فرعون نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صدیق کا خطاب دیا کیونکہ بادشاہ نے جب دیکھا کہ اس شخص نے صدق اور پاک باطنی اور پرہیزگاری کے محفوظ رکھنے کے لئے باران برس کا جیلخانہ اپنے لئے منظور کیا مگر بدکاری کی درخواست کو نہ مانا بلکہ ایک لحظہ کے لئے بھی دل پلید نہ ہوا تب بادشاہ نے اُس راستباز کو صدیق کا خطاب دیا جیسا کہ قرآن شریف سورہ یوسف میں ہے یوسف ایہا الصدیق معلوم ہوتا ہے کہ انسانی خطابوں میں سے پہلا خطاب وہی تھا جو حضرت یوسف کو ملا منہ

✗ **نوٹ ۲** جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ وحی اور الہام کے ساتھ ہو وہ خوب جانتا ہے کہ ہمیں کو کبھی اجتہادی طور پر اپنے الہام کے معنے کرنے پڑتے ہیں۔

بقیہ نوٹ ۱ اس طرح کے الہام بہت ہیں جو مجھے کئی دفعہ ہوئے ہیں اور بعض وقت ایسا الہام ہوتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس کے کیا معنے ہیں اور ایک مدت کے بعد اس کے معنے کھلتے ہیں مثلاً ۱۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کو خدا تعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے اپنا کلام مجھ پر نازل کیا انا اخرجنا لک زروعا یا ابراہیم یعنی اے ابراہیم ہم تیرے لئے ربیع کی کھیتیاں اگائیں گے زروع زرع کی جمع ہے اور زرع عربی زبان میں ربیع کی کھیتی یعنی گنک (گیہوں) و جو وغیرہ کو کہتے ہیں مگر آثار ایسے نہیں ہیں کہ یہ الہام اپنے ظاہر معنوں کے رو سے پورا ہو کیونکہ ربیع کی تخم ریزی کے ایام گویا گذر گئے لہذا مجھ پر صرف اجتہاد سے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ تجھے کیا غم ہے تیری کھیتیاں تو بہت نکلیں گی یعنی ہم تیری تمام حاجات کے متکفل ہیں ایسا ہی ایک

نہین ہوگا کہ مفتی محمد صادق بھیری جماعت مین سے اور میرے مخلص دوستون مین سے ہین جن کا گھر بھیرہ ضلع شاہ پور مین ہے مگران دنون مین ان کی ملازمت لاہور مین ہے یہ اپنے نام کی طرح ایک محب صادق ہین مجھے افسوس ہے کہ مین اپنے اشتہار ۵ر اکتوبر ۱۸۹۹ء مین سہواً ان کا تذکرہ کرنا بھول گیا وہ ہمیشہ میرے دینی خدمات مین نہایت جوش سے مصروف ہین خدا ان کو جزائے خیر دے۔

اب خواب کی تفصیل یہ ہے کہ مین نے مفتی صاحب موصوف کو خواب مین دیکھا کہ نہایت روشن اور چمکتا ہوا چہرہ ہے اور ایک لباس فاخرہ جو سفید ہے پہنے ہوے ہین اور ہم دونو ایک بگھی مین سوار ہین اور وہ لیٹے ہوے ہین اور انکی کمر پر مین نے ہاتھ رکھا ہوا ہے۔

یہ خواب ہے اور اس کی تعبیر جو خدا نے میرے دل مین ڈالی ہے یہ ہے کہ صدق جس سے مین محبت رکھتا ہون ایک چمک کے ساتھ ظاہر ہوگا اور جیساکہ مین نے صادق کو دیکھا ہے کہ اس کا چہرہ چمکتا ہے اسی طرح وہ وقت قریب ہے کہ مین صادق سمجھا جاؤن گا اور صدق کی چمک لوگون پر پڑیگی اور ایسا ہی ۲۰ر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو خواب مین مجھے یہ دکھایا گیا کہ ایک لڑکا ہے جس کا نام عزیز ہے اور اس کے باپ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا مین نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے۔ مین نے اس خواب کی یہ تعبیر کی ہے کہ عزیز عزت پانے والے کو کہتے ہین اور سلطان جو خواب مین اس لڑکے کا باپ سمجھا گیا ہے۔ یہ لفظ یعنی سلطان عربی زبان مین اس دلیل کو کہتے ہین کہ جو ایسی بین الظہور ہو جو باعث اپنے غایت درجہ کے روشن ہونے کے دلون پر اپنا تسلط کرلے۔ گویا سلطان کا لفظ تسلّط سے لیا گیا ہے اور سلطان عربی زبان مین ہر ایک قسم کی دلیل کو نہین کہتے بلکہ ایسی دلیل کو کہتے ہین کہ جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلون پر قبضہ کرلے اور طبائع سلیمہ پر اس کا تسلّط تام ہو جاوے پس اس لحاظ سے کہ خواب مین عزیز جو سلطان کا لڑکا معلوم ہوا اسکی تعبیر یہ ہوئی کہ ایسا نشان جو لوگون کے دلون پر تسلط کرنے والا ہو ظہور مین آئے گا اور اس نشان کے ظہور کا نتیجہ جسکو دوسرے لفظون مین اس نشان کا بچہ کہہ سکتے ہین دلون مین میرا عزیز ہونا ہوگا جسکو خواب مین عزیز کے تمثل سے ظاہر کیا گیا پس خدا نے مجھے یہ دکھلایا ہے کہ قریب ہے جو سلطان ظاہر ہو یعنی دلون پر تسلط کرنے والا نشان جس سے سلطان کے لفظ کا اشتقاق ہے اور اس کا لازمی نتیجہ جو اس کے فرزند کی طرح ہے عزیز ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جس انسان سے وہ نشان ظاہر ہو جسکو سلطان کہتے ہین جو دلون پر ایسا تسلط اور قبضہ رکھتا ہے جیساکہ ظاہری سلطان جسکو بادشاہ کہتے ہین رعایا پر تسلط رکھتا ہے تو ضرور ہے کہ اسکے نشان کے ظہور سے اسکا اثر بھی ظاہر ہو یعنی دلون پر تسلط اس نشان کا ہوکر صاحب نشان لوگون کی نظر مین عزیز سمجھا جائے اور جبکہ عزیز بننے کا موجب اور علت سلطان ہی ہوا یعنی ایسی دلیل روشن جو دلون پر تسلط کرتی ہے تو اس مین کیا شک ہے کہ عزیز ہونا سلطان کے لئے بطور فرزند کے ہوا کیونکہ عزیز ہونے کا باعث سلطان ہی ہے جس نے دلون پر تسلط کیا اور تسلط سے پھر یہ عزیز کی کیفیت پیدا ہوئی سو خدا تعالیٰ نے مجھکو دکھلایا کہ ایسا ہی ہوگا اور ایک نشان دلون کو پکڑنے والا اور دلون پر قبضہ کرنے والا اور دلون پر تسلط رکھنے والا ظاہر ہوگا جسکو سلطان کہتے ہین اور اس سلطان سے پیدا ہونے والا عزیز ہوگا یعنی عزیز ہونا سلطان کا لازمی نتیجہ ہوگا کیونکہ نتیجہ بھی عربی زبان مین بچہ کو کہتے ہین فقط

الراقم مرزا غلام احمد از قادیان

۲۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء

بقیہ نوٹ ۲ صفحہ ۶ اور دوسرا الہام منشا بہات مین سے ہے جو ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مجھے ہوا اور وہ یہ ہے **قیصر ہند کی طرف سے شکریہ** اب یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت مین ڈالتا ہے کیونکہ مین ایک گوشہ نشین آدمی ہون اور ہر ایک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت اپنے تئین مردہ سمجھتا ہون میرا شکریہ کیسا۔ سو ایسے الہام منشابہات مین سے ہوتے ہین جب تک خود خدا انکی حقیقت ظاہر نہ کرے – منہ

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہین اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لوٹا دینے کے لئے ہی کافی امر ہے

۱- دوائی قوت باہ (داخلی وخارجی) چہ دہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی عہ علاج داخلی ۶

۲ دوائی بواسیر خونی وبادی کے لئے اکسیر ہے

۳- دافع جریان ہر قسم عہ

۴ علاج آتشک ے

۵ دوائی سوزاک کہنہ وجدید ہر قسم

۶ خضاب سالانہ جو تیل کیطرح لگایا جاتا ہے عادتہ

۷ دوائی مصفی خون معہ

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اس قدر دوا سے کوئی نقص باقی رہے زاید دوا مفت دیجاویگی۔ تمام درخواستیں حکیم محمد امین کے نام بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور آنی چاہئین

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریز دان میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں و ایان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھائی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ہر محصول ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئیے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لیے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم ساکلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ امنہ دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اور دکھنی رہتی تھیں اُن میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاسے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے تاریخ ۲۹ ... میں جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اخبار الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۳۰	قادیان دار الامن الامان ۶ رجب ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۰ر نومبر ۱۸۹۹ء عیسوی	جلد ۳

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى

یہ آیت حق اللہ اور حق العباد پر مشتمل ہے اور اس مین کمال بلاغت یہ ہے کہ دونو پہلو پر اللہ تعالے نے اس کو قائم کیا ہے حق اللہ کے پہلو کی روسے اس آیت کے یہ معنی ہین کہ انصاف کی پابندی سے خدا تعالے کی اطاعت کر کیونکہ جس نے تجھے پیدا کیا اور پرورش کی اور ہروقت کر رہا ہے اس کا حق ہے کہ تو بھی اس کی اطاعت کرے اور اگر اس سے زیادہ بصیرت ہو تو نہ صرف رعایت حق سے بلکہ احسان کی پابندی سے اس کی اطاعت کر کیونکہ وہ محسن ہے اور اس کے احسان اس قدر ہین کہ شمار مین نہین ہے اور ظاہر ہے کہ عدل کے درجہ سے بڑھکر وہ درجہ ہے جس مین اطاعت کے وقت احسان بھی ملحوظ رہے اور چونکہ ہروقت مطالعہ اور ملاحظہ احسان کا محسن کی شکل اور شمائل کو ہمیشہ نظر کے سامنے لے آتا ہے اس لئے احسان کی تعریف مین یہ بات داخل ہے کہ ایسی طور سے عبادت کرے کہ گویا خدا تعالے کو دیکھ رہا ہے اور خدا تعالے کی اطاعت کرنے والے درحقیقت تین قسم پر منقسم ہین۔

اوّل وہ لوگ جو بباعث محجوبیت اور رویت اسباب کے احسان الٰہی کا اچھی طرح ملاحظہ نہین کرتے اور نہ وہ جوش ان مین پیدا ہوتا ہے جو احسان کی عظمتون پر نظر ڈالکر پیدا ہوا کرتا ہے اور نہ وہ محبت ان مین حرکت کرتی ہے جو محسن کی عنایات عظیمہ کا تصور کرکے جنبش مین آیا کرتی ہے بلکہ صرف ایک اجمالی نظر سے خدا تعالے کے حقوق خالقیت وغیرہ کو تسلیم کر لیتے ہین اور احسان الٰہی کی ان تفصیلات کو جنپر ایک باریک نظر ڈالنا اس حقیقی محسن کو نظر کے سامنے لے آتا ہے ہرگز مشاہدہ نہین کرتے کیونکہ اسباب پرستی کا گرد وغبار مسبب حقیقی کا پورا چہرہ دیکھنے سے روک دیتا ہے اس لئے انکو وہ صاف نظر میسر نہین آتی جس سے کامل طور پر معطی حقیقی کا جمال مشاہدہ کر سکتے سو انکی ناقص معرفت رعایت اسباب کی کدورت سے ملی ہوئی ہوتی ہے اور بوجہ اس کے جو وہ خدا کے احسانات [illegible] دیکھ نہین سکتے خود بھی اس کی طرف

وہ التفات نہیں کرتے جو احسانات کے مشاہدہ کے وقت کرنی پڑتی ہے جس سے محسن کی شکل نظر کے سامنے آجاتی ہے بلکہ ان کی معرفت ایک دھندلی سی ہوتی ہے وجہ یہ کہ وہ کچھ تو اپنی کوششوں اور اپنے اسباب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور کچھ تکلف کے طور پر یہ بھی مانتے ہیں کہ خدا کا حق غفلت اور ذاتیت ہمارے سر پر واجب ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ انسان کو اس وسعت فہم سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اس لئے ان سے جب تک کہ وہ اس حالت میں ہیں یہی چاہتا ہے کہ اس کے حقوق کا شکر ادا کریں اور آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ میں عدل سے مراد یہی اطاعت برعایت عدل ہے۔ مگر اس سے بڑھکر ایک اور مرتبہ انسان کی معرفت کا ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں انسان کی نظر رویت اسباب سے بالکل پاک اور منزہ ہوکر خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ہاتھ کو دیکھ لیتی ہے اور اس مرتبہ پر انسان اسباب کے حجابوں سے بالکل باہر آجاتا ہے اور یہ مقولہ کہ مثلاً کہ میری اپنی آب پاشی سے میری کھیتی ہوئی اور یا میری اپنی ہی بازو سے یہ کامیابی مجھے ہوئی یا زید کی مہربانی سے فلان مطلب میرا پورا ہوا اور بکر کی خبر گیری سے میں تباہی سے بچ گیا یہ تمام باتیں ہیچ اور باطل معلوم ہوتی ہیں اور ایک ہی ہستی اور ایک ہی قدرت اور ایک ہی محسن اور ایک ہی ہاتھ نظر آتا ہے تب انسان ایک صاف نظر سے جس کے ساتھ ایک ذرہ شرک فی الاسباب کی گرد و غبار نہیں خدا تعالیٰ کے احسانوں کو دیکھتا ہے اور یہ رویت اس قسم کی صاف اور یقینی ہوتی ہے کہ وہ ایسے محسن کی عبادت

کرنے کے وقت اس کو غائب نہیں سمجھتا بلکہ اس کو یقیناً حاضر خیال کرکے اس کی عبادت کرتا ہے اور اس عبادت کا نام قرآن شریف میں احسان ہے اور صحیح بخاری اور مسلم میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کے یہی معنے سمجھائے ہیں۔

اور اس درجہ کے بعد ایک اور درجہ ہے جس کا نام ایتاء ذی القربیٰ ہے ✝ اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب انسان ایک مدت تک احسانات الٰہی کو بلا شرکت اسباب دیکھتا رہے اور اس کو حاضر اور بلا واسطہ محسن سمجھکر اس کی عبادت کرتا رہے تو اس تصور اور تخیل کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک ذاتی محبت اس کو جناب الٰہی کی نسبت پیدا ہو جائے گی کیونکہ متواتر احسانات کا دائمی ملاحظہ بالضرورت شخص ممنون کے دل میں یہ اثر پیدا کرتا ہے کہ وہ رفتہ رفتہ اس شخص کی ذاتی محبت سے بھر جاتا ہے جس کے غیر محدود احسانات اس پر محیط ہوگئے پس اس صورت وہ صرف احسانات کی تصور سے

✝ نوٹ مرتبہ ایتاء ذی القربیٰ متواتر احسانات کے ملاحظہ سے پیدا ہوتا ہے اور اس مرتبہ میں کامل طور پر عابد کے دل میں محبت ذاتی باری تعالیٰ کی پیدا ہو جاتی ہے اور اعراض نفسانیہ کا رائحہ اور بقیہ بالکل دور ہو جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ محبت ذاتی کا اصل اور منبع دو ہی چیزیں ہیں اوّل کثرت سے مطالعہ کسی کے حسن کا اور اس کے نقوش اور خال و خط اور شمائل کو ہر وقت ذہن میں رکھنا اور بار بار اس کا تصور کرنا۔ دوسرے کثرت سے تصور کسی کے متواتر احسانات کا کرنا اور اس کے انواع اقسام کی مروتوں اور احسانوں کو ذہن میں لاتے رہنا اور ان احسانوں کی عظمت ابتداً دل میں بٹھانا۔ منہ

اس کی عبادت نہیں کرتا بلکہ اس کی ذاتی محبت اس کے دل میں بیٹھ جاتی ہے۔ جیسا کہ بچہ کو ایک ذاتی محبت اپنی ماں سے ہوتی ہے پس اس مرتبہ پر وہ عبادت کے وقت صرف خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہی نہیں بلکہ دیکھکر سچے عشاق کی طرح لذت بھی اٹھاتا ہے اور تمام اغراض نفسانی معدوم ہوکر ذاتی محبت اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے اور یہ وہ مرتبہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے لفظ ایتاء ذی القربیٰ سے تعبیر کیا ہے اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَاءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا غرض آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی کی یہ تفسیر ہے اور اس میں خدا تعالیٰ نے تینوں مرتبے انسانی معرفت کے بیان کر دئے ہیں اور تیسرے مرتبہ کو محبت ذاتی کا مرتبہ قرار دیا اور یہ وہ مرتبہ ہے جس میں تمام اغراض نفسانی جل جاتے ہیں اور دل ایسا محبت سے بھر جاتا ہے جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے اسی مرتبہ کی طرف اشارہ اس آیت شریف میں ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔ یعنی بعض مومن لوگوں میں سے وہ بھی ہیں کہ اپنی جانیں رضاء الٰہی کے عوض میں بیچ دیتے ہیں اور خدا ایسوں ہی پر مہربان ہے ✱ اور پھر فرمایا بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْہَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ یعنی وہ لوگ نجات یافتہ ہیں جو خدا کو اپنا وجود حوالہ کر دیں اور اس کی نعمتوں کے تصور سے اس طور سے اس کی عبادت کریں کہ گویا اس کو

✱ [illegible]

دیکھ رہے ہیں سو ایسے لوگ خدا کے پاس سے اجر پاتے ہیں اور نہ ان کو کچھ خوف ہے اور نہ وے کچھ غم کرتے ہیں۔ یعنی ان کا مدعا خدا اور خدا کی محبت ہے اور خدا کے پاس کی نعمتیں ان کا اجر ہوتا ہے اور پھر ایک جگہ فرمایا **یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا۔ انما یطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا**۔ یعنی مومن وہ ہیں جو خدا کی محبت سے مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو روٹی کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس روٹی کھلانے سے تم سے کوئی بدلا اور شکر گذاری نہیں چاہتے اور نہ ہماری کچھ غرض ہے ان تمام خدمات سے صرف خدا کا چہرہ ہمارا مطلب ہے۔ اب سوچنا چاہیے کہ ان تمام آیات سے کس قدر صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف نے اعلیٰ طبقہ عبادت الٰہی اور اعمال صالحہ کا یہی رکھا ہے کہ محبت الٰہی اور رضاء الٰہی کی طلب سچے دل سے ظہور میں آوے مگر اس جگہ سوال یہ ہے کہ یہ کیا عمدہ تعلیم جو صفائی سے بیان کی گئی ہے **انجیل** میں بھی موجود ہے ہم ہر ایک کو یقین دلاتے ہیں کہ اس صفائی اور تفصیل سے انجیل نے ہرگز بیان نہیں کیا۔ خدا تعالیٰ نے تو اس دین کا نام **اسلام** اس غرض سے رکھا ہے کہ تا انسان خدا تعالیٰ کی عبادت نفسانی اغراض سے نہیں بلکہ طبعی جوش سے کرے کیونکہ اسلام تمام اغراض کے چھوڑ دینے کے بعد رضا بقضا کا نام ہے دنیا میں بجز اسلام ایسا کوئی مذہب نہیں جس کے یہ مقاصد ہوں بے شک خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت جتلانے کے لئے مومنوں کو انواع اقسام کی نعمتوں کے وعدے دئے ہیں مگر مومنوں کو جو اعلیٰ قسم کے خواہشمند ہیں یہی تعلیم دی ہے کہ وہ محبت ذاتی سے خدا تعالیٰ کی عبادت کریں۔ لیکن **انجیل** میں تو صاف شہادتیں موجود ہیں کہ **یسوع** صاحب کے حواری لالچی اور کم عقل تھے پس جیسا کہ ان کی عقلیں اور سمجھیں تھیں ایسا ہی ان کو مذہب بھی ملا اور ایسا ہی یسوع بھی ان کو ملگیا۔ جس نے اپنی

خودکشی کا

دھوکا کھا کر سادہ لوحوں کو عبادت کرنے سے روک دیا +

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

ستاروں کی بارش یا آسمانی آتشبازی
اور
حجۃ اللہ فی الارض کی کامیابی کا نشان

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ اس مہینہ میں دسویں نومبر سے لیکر سترہ نومبر تک آسمان پر تاروں کی بارش ہوگی اور ۱۴۔ نومبر کو تو بہت کثرت کے ساتھ آسمان پر تاروں کی آتش بازی کا تماشا نظر آئے گا۔ اس نظارہ کو دیکھنے کے لیے وائنا سے ایک علمی مجمع علم ہیئت کے ماہرین کا دہلی میں آنے والا ہے۔ اس سے ضروری اور قرین مصلحت ہے کہ ہم اس پر مختصر سی بحث کریں علاوہ ازیں چونکہ مشہور جرمن پروفیسر فلب کے خیال کے مطابق ۱۳ر نومبر کو زمین ایک دمدار سیارہ سے ٹکرا جائیگی اور دوسری طرف برج عقرب میں سبع سیارہ کا قران ہوگا اس لئے عام لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ ۱۳ار تاریخ نومبر ۱۸۹۹ء کو قیامت آجائیگی

حضرت اقدس حجۃ اللہ فی الارض

کے نام بعض آئے ہوئے تعجب انگیز خطوط اس امر کی ضرورت بتلاتے ہیں کہ اس پر بھی مختصر سا ریمارک کر دیا جاوے۔ اس آخری حصہ پر تو ہم صرف اسی قدر کہیں گے کہ نجوم کا علمی حصہ تو کسی قدر صحیح ہے مگر عملی حصہ قابل اعتبار نہیں۔ ظنی اور وہمی ہے پروفیسر فلب نے اپنی اس پیشگوئی کے وجوہات تصریحاً بیان کئے ہیں اور بتلایا ہے کہ "بیگلو" نامی دمدار سیارہ زمین سے ٹکرا جائے گا۔ مگر افسوس ہے کہ پروفیسر صاحب منتظم حقیقی کے باقاعدہ ضوابط پر ایمان نہیں رکھتے ورنہ ان کو معلوم ہو جاتا کہ مولا کریم نے ان حادثات سے بچنے کے لئے پہلے سے انتظام کر رکھا ہے۔ بہرحال ۱۳۔ نومبر کو لوگ اسی طرح سو رہیں گے اور اسی طرح اٹھیں گے ان کے اس خیال کی تردید کی ہم کو زیادہ ضرورت نہیں معلوم ہوتی ہے کیونکہ ابھی بہت سی پیشگوئیاں جو خدا تعالیٰ نے **انعمت علیکم نعمتی** کے مصداق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت فرمائی ہیں پوری ہونی باقی ہیں۔ اور اسلام کے بہت سے کام ابھی ہونے والے ہیں۔ ۱۳ر نومبر کو کوئی قیامت نہ آئیگی اور نہ اس کے متعلق ہمارے سید و امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایما ہوا ہے

ایک سے کہا - کہ ستارہ دُم دار کو دیکھو اگر وہ اپنے محل اور موقع سے ٹل گئے ہوں تو آسمانی لوگوں پر تباہی آئی ورنہ یہ نشان جو آسمان پر ظاہر ہوا ابن ابی کبشہ کی وجہ سے ہے (وہ لوگ شرارت کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کہا کرتے تھے) غرض یہ بات تاریخوں اور تفسیروں سے بخوبی ثابت ہے اور قرآن کریم اس پر شاہد ناطق ہے کہ یہ آسمانی آتشبازی کسی عظیم الشان انسان کی بعثت یا اس کی کسی بڑی کامیابی یا اُس کے ظہور سے چند سال پیشتر بطور ارہاص کے ظہور میں آتے ہیں -

ابن کثیر یوں بھی کہتا ہے کہ دین کے غلبہ کے وقت بھی ایسا ہوتا ہے -

بہرحال یہ مسلّم اور معقول امر ہے کہ جب کوئی نبی - یا وارث نبی زمین پر مامور ہو کر آوے یا آنے پر ہو یا اُس کے ارہاصات ظاہر ہونے والے ہوں یا کوئی بڑی فتحیابی قریب الوقوع ہو تو ان تمام صورتوں میں ایسے آثار آسمان پر ظاہر ہوتے ہیں -

اس قدر اظہار کے بعد اب ہم ایک امر اور کہنا چاہتے ہیں کہ جیسا کہ ہم نے کسی اشو میں "نظام شمسی میں تغیر عظیم" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا تھا اُس سے بھی متفق اللفظ ہو کر روحانیات کے اہل مذاق نے دنیا میں کسی **مسیحا نفس** انسان کی بعثت کا زمانہ نکالا ہے اور انتظار کیا ہے خود اہل یورپ کے مذہبی مذاق رکھنے والے سائنس دانوں نے **اُس ستارہ کے دوبارہ طلوع کے وقت جو مسیح کے عہد میں نکلا تھا** - مسیح علیہ السلام کے نزول پر اُن کو متوجہ کر دیا تھا یہاں تک وہ شائع کر چکے تھے کہ ہمارا نجات دہندہ آنے والا ہے -

اہل اسلام کی صحیح احادیث کے موافق مسیح کے آنے کا زمانہ یہی ہے کیونکہ کثرت فسق و فجور و کثرت غلبہ صلیب جو آج سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا اور اس کی وجہ یہی ہے اور باقی تمام آثار پورے ہو چکے اور سب اہل کشف اس مبارک

چودھویں صدی کے مجدّد کو

جو دین کو پھر کامل بنانے والا ہے دیکھ رہے تھے جیسے حضرت گلاب شاہ مجذوب کی پیشگوئی حضرت کو ٹھہ والہ کی بشارت نواب صدیق حسن مرحوم اور حضرت شاہ ولی اللہ رح کے خیالات اور حضرت سید نعمت اللہ ولی کا کشف وغیرہ وغیرہ مبیبون اور صدہا باتیں ہیں -

ان سب خیالات کے ہوتے ہوئے پھر ہم کرشمۂ قدرت اور دیکھتے ہیں کہ ایک مدعی پیدا ہوتا ہے اور وہ دعوے کرتا ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے برابر زمانہ پاتا ہے اور یوماً فیوماً ترقی کرتا ہے - ہم اُن تائیدات اور نشانات پر اس وقت بحث نہیں کریں گے جو اس کی تائید اور نصرت میں ظاہر ہو چکے ہیں - پھر کوئی بتلائے کہ کیونکر انکار رہو - یہ چوتھا مرتبہ ہے کہ آسمان نے اپنے نشان کے ساتھ اُس کی تائید کی ہے پہلا موقع جو اس کی بعثت کا ابتدائی زمانہ ہے اُس موقعہ پر بھی آسمان پر کثرت سے شہاب ثاقب گرے اور یہ ۱۸۸۵ء کا واقعہ ہے جسکو ہیئت دانوں نے بالاتفاق غیر معمولی مانا ہے -

پھر ۲۷ر نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو یہ آسمانی آتشبازی کا نظارہ دیکھا گیا اور بالاتفاق عالمان علم ہیئت ایک لاکھ ستارہ ٹوٹا - اور یہ براہین احمدیہ کی اشاعت کا زمانہ ہے چنانچہ خود حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام نے اس واقعہ کو بالہام الٰہی اپنے لئے مانا ہے چنانچہ ہم وہ حکایت درج کرتے ہیں جو آپ نے آج سے سات برس پیشتر آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۱۰۹ کے حاشیہ میں درج کی ہے اور وہ یہ ہے

حکایت

مجھکو یاد ہے کہ ابتدائے وقت میں جب میں مامور کیا گیا تو مجھے یہ الہام ہوا - کہ جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے

یا احمد بارک اللہ فیک ٭ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ ٭ الرحمٰن علم القرآن ٭ لتنذر قوما ما انذر اٰباءھم ٭ لتستبین سبیل المجرمین ٭ قل انی امرت وانا اول المؤمنین ٭

اے احمد خدا نے تجھمیں برکت رکھدی - اور جو تو نے چلایا یہ تو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا اس نے تجھے علم قرآن کا دیا تا تو ان کو ڈراوے جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے اور تا مجرموں کی راہ کھل جاوے یعنی سعید لوگ الگ ہو جاویں اور شرارت پیشہ اور سرکش آدمی الگ ہو جاویں - اور لوگوں کو کہدے کہ میں مامور ہو کر آیا ہوں اور میں اول المؤمنین ہوں - ان الہامات کے بعد کئی طرح کے نشان ظاہر ہونے شروع ہوئے چنانچہ منجملہ اُن کے ایک یہ کہ ۲۸ر نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو یعنے اُس رات کو جو ۲۸ر نومبر ۱۸۸۵ء کے دن سے پہلے آئی تھی اسقدر شہب کا تماشا آسمان پر تھا

رہے مصائب اور آفات ان کے آنے کی ایک وجہ ہے جو دوسرے وقت ہم بیان کرین گے انشاء اللہ تعالیٰ
اب ستارون کی بارش پر کچھ لکھنا چاہتے ہین۔ کوئی رات ایسی نہین گذرتی جب کہ آسمان پر ایک آدھ ٹوٹتا ہوا تارہ دکھائی نہ دیتا ہو۔ ایسے تارون کو **علماء عرب شہاب ثاقب** اور یورپ کے علماء ہیئت **Meteors** میٹیوراس کہتے ہین۔

شہاب ثاقب کیا ہے؟ اس کے متعلق یورپ کی علمی تحقیقات تو یہ ہے کہ ٹوٹنے والے تارے محض اجسام فلکی ہین جو لوہے اور کاربن سے مرکب ہین جنکا وزن چند سیرون سے لیکر منون تک ہوتا ہے چنانچہ اس وقت پیرس کے عجائب خانہ مین آسمان سے گرا ہوا لوہے کا پتھر ۲۰ من وزنی موجود بتلایا جاتا ہے اور یورپ کے دوسرے عجائب خانون مین بھی ایسے ٹکڑے رکھے ہوئے ہین ملک اودھ کی ریاست بلرام پور مین بھی ایک ٹکڑا بتلایا جاتا ہے۔

پھر ان کی تقسیم یون کی ہے کہ تارے جو آسمان سے ٹوٹ کر زمین پر گرتے اور لوہے سے مرکب ہوتے ہین انکو **Meteorites** کہتے ہین اور جو بعض پتھر کے ہوتے ہین **aerolites** ایروُلایٹ یا ہوائی پتھر کہتے ہین چونکہ یہ مسلم مسئلہ ہے کہ رگڑ سے حرارت پیدا ہوتی ہے اسی طرح پر یہ چھوٹے چھوٹے تارے سورج کے گرد ایسی تیزی سے حرکت کرتے ہین کہ ان کی رفتار توپ کے گولہ سے دہ چند تیز ہوتی ہے اس لئے ایک حرارت پیدا ہوکر ایک مشتعل آگ پیدا ہو جاتی ہے بعض چھوٹے اخبارے تو آسمان ہی پر جلکر فنا ہو جاتے ہین بعض سطح آسمان پر گھل کر قلیل القدر رہ جاتے ہین اور دون کے شامل ہو جانے سے جسامت مین بڑھجاتے ہین حتیٰ کہ بعض علماء ہیئت کے نزدیک ومدار ستارے ان ہی تارونکا مجموعہ ہین۔

تارے کب ٹوٹتے ہین کہا جاتا ہے کہ جب برج اسد یا میزان مین آفتاب جاتا ہے اسوقت کثرت سے تارے ٹوٹتے ہین اور ہر سال ماہ اگست کی ۱۰ تاریخ کو کم وبیش تارون کی بارش ہوتی رہتی ہے۔

لیکن ۳۳ سال کے بعد ۱۴ نومبر کو کثرت سے بارش ہوتی ہے چنانچہ ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۳۳ء کو جو تارے ٹوٹے ان کی تعداد ۲ لاکھ ۴۰ ہزار بتلائی جاتی ہے اور ایسا ہی سنہ ۱۸۶۶ء مین کثرت سے تارے ٹوٹے اور اب ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۹۹ء کو کثرت سے بارش ہوگی۔

اس کے علاوہ یہ بھی مانا گیا ہے کہ ۲۷ نومبر کو بھی تارے ٹوٹتے نظر آتے ہین چنانچہ سنہ ۱۸۷۲ء اور سنہ ۱۸۸۵ء مین کثرت سے تارے ٹوٹے اور کہا جاتا ہے کہ ایک لاکھ تارا ٹوٹتا تھا۔

ان ساری باتون کے علاوہ کبھی کبھی ایسی تاریخون پر بھی تارے ٹوٹے ہین جو باقرار ہیئت دانان کے بالکل غیر متوقع ہوئے ہین چنانچہ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ مارچ سنہ ۱۸۱۵ء اور جنوری سنہ ۱۸۳۵ء اور مئی سنہ ۱۸۱۱ء مین بھی کثرت سے تارے ٹوٹے تھے۔

بہر حال یہ آسمانی بارش اور شہاب کی آتشبازی اس مین شک نہین کہ اپنے اندر ایک حقیقت رکھتی ہے

اس قدر بیان کے بعد ہم بتلانا چاہتے ہین کہ ان ستارون کا ٹوٹنا **ایک نشان ہے جو ہمارے امام ہمام حجۃ اللہ فی الارض ادام اللہ فیوضہم کی صداقت مین آسمان پر ظاہر ہوتا ہے اور کسی آنے والی عظیم الشان کامیابی کا مقدمۃ الجیش ہے**

قرآن کریم اور احادیث صحیحہ پر غور کرنے اور پھر تاریخ کی ورق گردانی سے یہ امر بپایہ ثبوت پہونچ چکا ہے کہ جب کبھی کوئی نبی یا ملہم من اللہ یا مامور یا وارث علوم انبیاء پیدا ہوا ہے اُس وقت کثرت سے شہاب ثاقب گرتے ہین۔

چنانچہ اہل عرب کے درمیان یہ بات اچھی طرح سے رائج اور مسلم تھی کہ جب کثرت سے تارے ٹوٹے کہین تو کوئی نبی یا وارث علوم نبی دنیا مین آتا ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى

سے اُن پر حجت پوری کی اور حضرت رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم** کی بعثت کے زمانہ مین اس کثرت سے تارے ٹوٹے۔ کہ لوگون کے دلون مین ڈر اور خوف پیدا ہوگیا جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے کہ چھٹی صدی مین یعنی سنہ ۶۱۰ء مین بھی ستارون کی بارش ہوئی تھی۔

اور اس امر کو بڑے بڑے مسلمان مفسرون نے اپنی تفسیرون مین لکھا ہے۔ جیسا کہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ کہ آنحضرت **صلی اللہ علیہ وسلم** کی بعثت کے وقت کثرت سے شہب گرے تو اہل طائف بہت ہی ڈر گئے اور کہنے لگے کہ شاید آسمان کے لوگون مین کوئی ہنگامہ پڑ گیا ہے تب اُن مین سے

جو بیسے اپنی تمام عمر میں اس کی نظیر کبھی نہیں دیکھی۔

اور آسمان کی فضا میں اس قدر ہزارہا شعلے ہر طرف چل رہے تھے جو اس رنگ کا دنیا میں کوئی بھی نمونہ نہیں تا میں اس کو بیان کر سکوں مجھکو یاد ہے کہ اس وقت یہ الہام بکثرت ہوا تھا کہ **وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی** سو اس رمی کو شہب سے بہت مناسبت تھی یہ شہب ثاقبہ کا تماشا جو ۲۸ر نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو ایسا وسیع طور پر ہوا جو یورپ اور امریکہ اور ایشیا کے عام اخباروں میں بڑی حیرت کے ساتھ چھپ گیا لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ یہ بے فائدہ تھا لیکن خداوند کریم جانتا ہے کہ سب سے زیادہ غور سے اس تماشا کے دیکھنے والا اور پھر اس سے حظ اور لذت اُٹھانے والا میں ہی تھا میری آنکھیں بہت دیر تک اس تماشے کے دیکھنے کی طرف لگی رہیں اور وہ سلسلہ رمی شہب کا شام سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ جس کو میں الہامی بشارتوں کی وجہ سے بڑے سرور کے ساتھ دیکھتا رہا کیونکہ میرے دل میں الہاماً ڈالا گیا تھا کہ یہ تیرے لئے نشان ظاہر ہوا ہے۔ تم کلامہ۔

پھر تیسری شہادت **کسوف وخسوف** کے ذریعہ آسمان نے دی جو رمضان ۱۳۱۱ھ کو حسب فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معینہ تاریخوں میں ظاہر ہوا۔

اس آسمانی شہادت کے بعد آتھم اور لیکھرام کے متعلق وہ زبردست نشان ظاہر ہوئے جنکی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں اور بیسیوں نشان ہیں جو کسوف وخسوف کے زمانہ سے لے کر آج تک ہوئے گویا کہ آسمانی نشان اُن زمینی تائیدات کا ایک پیش خیمہ تھا۔

اب یہ چوتھی شہادت ہے جو آسمان اُن کامیابیوں سے پہلے بطور بشارت دیتا ہے جو عنقریب ہمارے **امام ہمام** کو اپنے دینی مقاصد یعنی عزت وعظمت اسلام کے قائم کرنے میں ہونے والے ہیں۔

اور یہ امر کہ کوئی عظیم الشان کامیابی کا نشان ظاہر ہونے والا ہے نرا خوش فہمی کا **لفظ ہی نہیں** بلکہ ہمارے یقین میں ایک رسوخ اور پختگی ہوتی ہے جبکہ ہم ان الہامات اور مبشرات پر نظر کرتے ہیں جو آج کل ہمارے **سیدنا ومولیٰ امام ہمام** کو خدا کی طرف سے مل رہے ہیں چنانچہ ایک زبردست **الہام** وہ ہے جو ہم شائع کر چکے ہیں۔ یعنی

ایک عزت کا خطاب

ایک عزت کا خطاب

لَکَ خِطَابُ الْعِزَّۃِ

ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا

پھر یہ الہام

قیصرۂ ہند کی طرف سے شکریہ

پھر یہ الہام

آسمان سے دو تخت اُترے اور تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا

اور یہ الہام

مبشروں کا زوال نہیں ہوتا۔

اور یہ الہام

گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔ +

وغیرہ وغیرہ۔

پھر جب **امام کامل** کی توجہ اور مصروفیت کی طرف دیکھتے ہیں کہ وہ کس زور شور سے اور جرأت واستقلال سے اپنے تبلیغ کے کام میں لگا ہوا ہے تو بے اختیار زبان سے نکلتا ہے۔ **اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم** *

اور جب ناظرین حضرت اقدس کے اس اشتہار کو جو اواخر اکتوبر میں شائع ہوا ہے پڑھیں گے اور پھر جب تین سال کے اندر

ایک عظیم الشان انسانی ہاتھوں اور منصوبوں سے بالاتر نشان کے ظاہر ہونے والا

اشتہار دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہو جاوے گا کہ کس قدر کامیابی ہونے والی ہے۔ اور جب لوگ حضرت اقدس کے اس فقرہ پر غور کریں گے جو آپ نے اپنی فراست ایمانی سے تین سال کے اندر اپنی جماعت کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ جانے کے متعلق لکھا ہے تو پھر یہ ایمانی قوت اور بھی طاقت پکڑے گی اور جب حضور اقدس کی کتاب **مسیح ہندوستان میں** جو ایک گھر اگھر ایا آسمانی حربہ ہے کے مضمون اور اس کے متعلق حضرت اقدس کی مساعی جمیلہ پر نظر پڑے گی تو ان بشارتوں کا زمانہ اور بھی قریب ہی نظر آئے گا اور جب چوتھے موعود مبارک بیٹے کی مبارک ولادت پر خیال کریں گے تو ایک سلیم الفطرۃ انسان پکار اُٹھے گا۔

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

غرض یہ تمام اسباب اور آثار اس امر کی کھلی دلیل ہیں کہ

* [illegible] واجعلنا منھم ۔ ایڈیٹر

+ حدیث شریف کے لفظ حکم کا ترجمہ ہے۔ ایڈیٹر

اظہار صداقت

کا وقت آپہونچا اور آسمان پر ۱۴ نومبر ۱۸۹۹ء کی شب کو جو ستارونکی بارش ہوگی وہ ابھی

ماموں کی کامیابیوں کی بشارت کا نمونہ ہے۔

ہم اُمید کرتے ہین کہ ہماری ناظرین اس مضمون پر پوری توجہ سے کام لینگے۔ اور ۱۴ نومبر ۱۸۹۹ء کی شب کے نظاری نہایت مسرت اور جوش سے دیکھتے ہوے آنے والی کامیابیون کے لئے سجدات شکر بجا لا ئین گے تاکہ خدا تعالے ہم کو بھی اُن نشانو کے دیکھنے اور مراتب یقین مین ترقی کا موقع عطا کرے

آمین

صاحبزادہ صاحب کے مکان کا چندہ

جماعت سیالکوٹ کا چندہ معرفت جناب حامد شاہ صاحب سیالکوٹی	۱۵
شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی	۶
سید فضل شاہ صاحب لاہوری	۸
شیخ نور احمد صاحب جالندھری	۲
مستری دین محمد صاحب قادیانی	۸
دوبارہ جماعت لاہور معرفت مولوی محمد علی صاحب ایم اے	۱۴

اُن صاحبون کے نام جنہون نے حضرت امام سے ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے ۱۲ نومبر ۱۸۹۹ء تک بیعت کی۔

(۱) مولوی عبد الصمد صاحب ساکن اونگام ڈاکخانہ سنبڈپورہ علاقہ کشمیر
(۲) محمد عالم ولد علم الدین ملک افریقہ شہر ممباسا
(۳) مستری غلام حسین۔ حاجی پورہ سیالکوٹ
(۴) ابراہیم۔ نابھہ دارالریاست
(۵) سلطان علی کمپونڈر راجپوت مہمونوال ضلع ہوشیار پور۔
(۶) محمد ڈار کشمیری افسر کارخانہ قالین محمد شاہ۔ امرت سر۔ کٹڑہ حکیمان
(۷) عمرے شاہ۔ کوٹ دوابان والہ ڈاکخانہ کڑکن والہ ضلع گوجرانوالہ۔
(۸) محمد یعقوب ولد مولوی محمد سعید قریشی زمیندار ساکن دیپ گران ضلع ہزارہ علاقہ مانسہرہ۔
(۹) شیخ عطا محمد مستری۔ سیالکوٹ
(۱۰) امداد علی " ہزاغیورہ
(۱۱) حافظ الٰہی بخش۔ دنیل پور ضلع گورداسپور
(۱۲) میان محمد مستری۔ صدر پشاور۔ بازار کباڑی سنفسر
(۱۳) سد ہے خان ولد شیر جنگ راجپوت جہیانہ ڈاکخانہ راجپور تحصیل وتھانہ ہوشیار پور
(۱۴) مولوی عبد الحمید۔ سید والہ ضلع منٹگمری
(۱۵) غلام رسول۔ امرتسر رام گڑھی کا کٹڑہ
(۱۶) عطا محمد پٹواری۔ ویجوان ڈاکخانہ بٹار
(۱۷) کریم بخش دھرم کوٹ ضلع گورداسپور
(۱۸) سندھی ہرسیان ضلع " لن
(۱۹) نورالدین پٹواری۔ اودھو وال ڈاکخانہ قادیان
(۲۰) عطاء اللہ ولد حاکم دین۔ مدگا نوالی ضلع سیالکوٹ
(۲۱) رحیم بخش ولد شیر محمد نابھہ ضلع لاہور تحصیل شرقپور
(۲۲) قادر بخش چوکیدار اودھو وال مذکور
(۲۳) رحمت اللہ۔ کھاریان ضلع گجرات
(۲۴) محمد دین خلف علی محمد چاہ جا محمد ضلع منٹگمری ڈاکخانہ
(۲۵) اللہ داد خان نمبردار محلانوالہ ڈاکخانہ تحصیل چونیاں
(۲۶) شیر محمد۔ دنگے ضلع جالندھر
(۲۷) شیخ برکت علی عرائض نویس گڑھ شنکر
(۲۸) شیخ الٰہی بخش تاجر کتب گجرات
(۲۹) محمد ولد ولی داد کھاریان ضلع "
(۳۰) خدابخش پسر محمد حسن عطار لدھیانہ
(۳۱) سردار فضل حق صاحب (سرینہ سنگھ)
(۳۲) ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب لاہور
(۳۳) محمد دین۔ امرتسر (۳۴) شیخ مرغوب احمد
(۳۵) مولوی عبد اللہ صاحب جستر وال ضلع امرتسر
(۳۶) شاہدین پٹواری ڈیری والہ ضلع گورداسپور
(۳۷) صوفی دین محمد صاحب امرتسر کٹڑہ کرم سنگھ۔
(۳۸) شیخ گلاب دین۔ گھڑیال ضلع امرتسر
(۳۹) دین محمد اودھو وال (۴۰) محمد بخش دہرم کوٹ بگا
(۴۱) نواب الدین دھرم کوٹ بگا (۴۲) محمد حسن اوجلہ۔
(۴۳) محمد رشید ولد حکیم حسام الدین سیالکوٹ
(۴۴) محمد سعید (۴۵) ارشاد علی ولد سید فضیلت علی شاہ جوسفوں
(۴۶) ہوتا ولد عبد اللہ ادہ پچو وال ضلع ہوشیار پور
(۴۷) اسد جوایا بھورب والی ضلع گجرات
(۴۸) امام الدین حداد۔ قادیان۔
(۴۹) حافظ کرم الدین ولد حافظ غلام محمد۔ ڈنگہ ضلع گجرات
(۵۰) قاضی فضل حق ولد مولوی عبد اللہ راولپنڈی محلہ
(۵۱) جلال الدین مدرس مشن سکول قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ
(۵۲) مولوی محمد ابراہیم سپرنٹنڈنٹ پولیس سنگرور
(۵۳) سید عبد القادر پٹیالوی حال محرر کارخانہ انجن سنگرور
(۵۴) سید انعام الرحمن ساکن لونی ضلع میرٹھ حال نائب وارڈ
(۵۵) مرزا سبحان بیگ ولد مرزا افضل بیگ و پدر شاہ سراج الحق صاحب حال ساکن عادرہ حال سارجنٹ پولیس نائب جیل سنگرور

فائدہ نہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہین اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لئے یہی کافی امر ہے۔

۱ قوت باہ (داخلی وخارجی) چودہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی صر قیمت علاج داخلی عہ

۲ بواسیر۔ خونی و بادی کے لئے اکسیر قیمت عہ

۳ دافع جریان ہر قسم للعہ

۴ علاج آتشک ۔ عہ

۵ دوائی سوزاک کہنہ وجدید ہر قسم عہ

۶ خضاب سالانہ جو تیل کیطرح لگایا جاتا ہے عہ

۷ دوائی مصفی خون قیمت

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اسقدر دوا سے کوئی نقص باقی رہے تو اور دوا مفت دیجائیگی۔

حکیم محمد امین مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

خادم امام الزمان علیہ السلام

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ میرےکا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۳ خالص میرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے

المشتہر پرو پرائٹر میہا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میہا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگل صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲- میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میہا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اکم دیوی عمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خوردہ دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑبال پڑنے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳- میں نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میہا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال نحوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴- میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو کہ سردار میہا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کے بچنے کے لئے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

(مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے طبع ہو کر بفضلہ شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل ۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۴۱ قادیان دار الامن و الامان ۱۳ رجب ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۸۹۹ء جلد ۳

بقیہ خطبہ

حضرت مولنا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ

تتمہ ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء

پھر دوسرے گروہ اِمَّا شَاكِرًا ؕ ذکر فرمایا کہ شکر کرنے والے گروہ کے لئے کیا جزا ہے اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ؕ بے شک ابرار لوگ کافوری پیالوں سے پئیں گے۔

ابرار کون ہوتے ہیں جنکے عقاید صحیح ہوں۔ اور ان کے اعمال صواب اور اخلاص کے نیچے ہوں اور جو دُکھ اور مصیبت میں اپنے تئیں خدا تعالیٰ کی نارضامندی سے محفوظ رکھ لیں۔

خود جناب الٰہی ابرار کی تشریح فرماتے ہیں سورۃ البقرہ میں فرمایا لیس البر ان تولوا وجوھکم الی الآیہ ابرار کون ہوتے ہیں؟

اول جن کے اعتقاد صحیح ہوں کیونکہ اعمال صالحہ دلی ارادوں پر موقوف ہیں دیکھو ایک اونٹ کے ناک میں نکیل ڈالے ہوئے ایک بچہ بھی اُسے جہاں چاہے جدھر سے جائے لیجاتا ہے لیکن اگر کنوئیں میں گرانا چاہیں تو خواہ دس آدمی بھی ملکر اُس کی نکیل کو کھینچیں ممکن نہیں وہ قدم اُٹھا جاوے۔

ایک حیوان مطلق بھی اپنے دلی ارادہ اور اعتقاد کے خلاف کرنا نہیں چاہتا وہ سمجھتا ہے کہ قدم اٹھایا اور ہلاک ہوا۔

پھر انسان اور سمجھدار انسان کب اعتقاد صحیح رکھتا ہوا اعمال بد کی طرف قدم اُٹھا سکتا ہے اس لئے ابرار کے لئے پہلے ضروری چیز یہی ہے کہ اعتقاد صحیح ہوں اور وہ پکی طرح پر اُس کے دل میں جاگزین ہوں اگر منافقانہ طور پر مانتا ہے تو کاہل ہوگا حالانکہ مومن ہوشیار اور چالاک ہوتا ہے اُن اعتقادات صحیحہ میں سے پہلا اور ضروری عقیدہ خدا تعالیٰ کا ماننا ہے جو تمام نیکیوں کی جڑ اور تمام خوبیوں کا چشمہ ہے۔

دنیا میں ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ جبتک دوسرے سے مناسبت پیدا نہ ہو اُن کی طاقتوں اور فضلوں سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔

جب انسان قرب الٰہی چاہتا ہے اور اس کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ [illegible]

JULLUNDUR
DIALPUR

خاص فضل اور رحمتوں سے بہرہ ور اور بہرہ ور ہونا ہے تو اُسے ضروری ہے کہ ان باتوں کو چھوڑ دے جو خدا تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ نہیں یا جو اُس کی پسندیدہ نہیں ہیں۔

جس قدر عظمت الٰہی دل میں ہوگی اُسی قدر فرمانبرداری کے سچے لوازم پیدا ہوں گے اور رذائل کو چھوڑ کر فضائل کی طرف دوڑے گا۔ کیا ایک اعلیٰ علوم کا ماہر جاہل سے تعلق رکھ سکتا ہے۔ یا ایک ظالم طبع انسان کے ساتھ ایک عادل مل کر رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس خدا تعالیٰ کی برکتوں سے برخوردار ہونے کے لئے سب سے ضروری بات صفات الٰہی کا علم حاصل کرنا اور اُن کے موافق اپنا عمل درآمد کرنا ہے۔

اگر یہ اعتقاد بھی کمزور ہو تو ایک اور دوسرا مسئلہ ہے جس پر اعتقاد کرنے سے انسان خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری میں ترقی کرسکتا ہے وہ جزا و سزا کا اعتقاد ہے یعنی افعال اور اُن کے نتائج کا علم مثلاً یہ کام کروں گا تو نتیجہ یہ ہوگا۔ برے نتائج پر غور کرکے انسان۔ ہاں سعید الفطرت انسان بُری کاموں سے جو اُن نتائج بد کا موجب ہیں پرہیز کرے گا اور اعمال صالحہ بجا لانے کی کوشش یہ کہ دو تو اعتقاد نیکیوں کا اصل الاصول اور جڑیں یعنی اول خدا تعالیٰ کی صفات اور محامد کا اعتقاد اور علم تاکہ قرب الٰہی سے فائدہ اُٹھاوے اور رذائل کو چھوڑ کر فضائل حاصل کرے۔

دوسرا یہ کہ ہر فعل ایک نتیجہ کا موجب ہوتا ہے اگر بد افعال کا مرتکب ہوگا تو نتیجہ بد ہوگا۔ ہر انسان فطرتاً سُکھ چاہتا ہے اور سُکھ کے وسائل اور اسباب سے بیخبری کی وجہ سے افعال بد کے ارتکاب میں سُکھ تلاش کرتا ہے مگر وہاں سُکھ کہاں؟ اس لئے ضروری ہے کہ افعال اور اُن کے نتائج کا علم پیدا کرے اور یہی وہ اصل ہے جس کو اسلام نے جزا و سزا کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ انسان تجربہ کار اور واقف کار لوگوں کے بتلائے ہوئے مجرب نسخے آرام و صحت کے لئے چاہتا ہے اور اگر کوئی ناواقف اور ناتجربہ کار بتلاوے تو تامل کرتا ہے۔ پس نبوت حقہ نے جو راہ دکھلائی ہے وہ تیرہ سو برس سے تجربہ میں آچکی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راحت کے جو سامان بتلائے ہیں اُنکا امتحان کرنا آسان ہے۔

غور کرو اور بلند نظری سے کام لو!! عرب کو کوئی فخر حاصل نہ تھا کس سے ہوا؟ اسی نسخہ سے! کیا عرب میں تفرقہ نہ تھا پھر کس سے دور ہوا؟ ہاں اسی راہ سے!! کیا عرب نابودگی کی حالت میں نہ تھے پھر یہ حالت کس نے دور کی؟ ماننا پڑے گا کہ اسی نبوت حقہ نے!!!

عرب جاہل تھے۔ وحشی تھے خدا سے دور تھے۔ محکوم نہ تھے تو حاکم بھی نہ تھے؟ مگر جب اُنھوں نے قرآن کریم کا شفا بخش نسخہ استعمال کیا تو وہی جاہل دنیا کے اُستاد اور معلم بنے وہی وحشی متمدن دنیا کے پیشرو اور تہذیب و شائستگی کے پتلے کہلائے۔ وہ خدا سے دور کہلانے والے خدا پرست اور خدا میں ہو کر دنیا پر ظاہر ہوئے۔ وہ جو حکومت کے نام سے بھی ناواقف تھے دنیا بھر کے مظفر و منصور اور فاتح کہلائے۔ غرض کچھ نہ تھے سب کچھ ہو گئے مگر سوال یہی ہے کیونکر؟ اسی قرآن کریم کی بدولت اسی دستور العمل کی رہبری سے۔ پس تیرہ سو برس کا ایک مجرب نسخہ موجود ہے جو اُس قوم نے استعمال کیا جس میں کوئی خوبی نہ تھی اور خوبیوں کی وارث اور نیکیوں کی کان بنی غرض یہ مجرب نسخہ ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ کے قرب اور سُکھ کی تلاش چاہو اُسی قدر محامد الٰہیہ اور صفات باری تعالیٰ پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ اسی قدر انسان رذائل سے بچے گا۔ اور پسندیدہ باتوں کی طرف قدم اُٹھائے گا۔

حاصل کلام ابرار بننے کے لئے مندرجہ بالا اصول کو اپنا دستور العمل بنانا چاہئے جن کا ذکر یہ شروع کیا تھا کہ شاکر گروہ کا دوسرا نام قرآن کریم نے ابرار رکھا ہے اور اُن کی جزا یہ بتلائی ہے کہ کافوری پیالوں سے پئیں گے چنانچہ فرمایا ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجها کافورًا۔ پہلے اُن کو اس قسم کا شربت پینا چاہئے کہ اگر بدی کی خواہش بھی ہو تو اُس کو دبا لینے والا ہو۔ کافور کہتے ہی دبا دینے والی چیز کو ہیں۔ اور کافور کے طبی خواص میں لکھا ہے کہ وہ سمی امراض کے مواد ردیہ اور فاسدہ کو دبا لیتا ہے اور اسی لئے وبائی امراض طاعون اور ہیضہ اور تپ وغیرہ میں اس کا استعمال بہت مفید ہے۔ تو پہلے انسان یعنی سلیم الفطرۃ انسان کو کافوری شربت مطلوب ہے۔

قرآن کریم نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے ثم اورثنا الکتٰب الذین اصطفینا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه الی الآیه پھر وارث کیا ہم نے اپنی کتاب کا اُن لوگوں کو جو برگزیدہ ہیں پس بعض اُن میں سے ظالموں کا گروہ ہے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں اور جبر و اکراہ سے نفس امارہ کو خدا تعالیٰ کی راہ پر چلاتے ہیں اور نفس سرکش کی مخالفت اختیار کرکے مجاہدات شاقہ میں مشغول ہیں

دوسرا گروہ میانہ رو آدمیوں کا ہے جو بعض حصہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے نفس سرکش سے یہ جبر و اکراہ لیتے ہیں اور بعض الٰہی کاموں کی بجا آوری میں نفس اُن کا

بخوشی خاطر تابع ہو جاتا ہے اور ذوق اور شوق اور محبت اور ارادت سے ان کاموں کو بجا لاتا ہے غرض یہ لوگ کچھ تو تکلیف اور مجاہدہ سے خدا تعالیٰ کی راہ پر چلتے ہیں اور کچھ ابھی جوش اور دلی شوق سے بغیر کسی تکلف کے اپنی رب جلیل کی فرمانبرداری ان سے صادر ہوتی ہے

(۳) تیسرے سابق بالخیرات اور اعلیٰ درجہ کے آدمیوں کا گروہ ہے جو نفس امارہ پر بکلی فتحیاب ہو کر نیکیوں میں آگے نکل جانے والے ہیں۔

غرض سلوک کی راہ میں مومن کو تین درجے طے کرنے پڑتے ہیں پہلے درجہ میں جب بدی کی عادت ہو تو اس کے چھوڑنے میں جان پر ظلم کرے اور اس قوت کو دباوے شراب کا عادی اگر شراب کو چھوڑے گا تو ابتدا میں اس کو بہت تکلیف محسوس ہوگی۔

شہوت کے وقت عفت سے کام لے اور قوائے شہوانیہ کو دباوے اسی طرح جھوٹ بولنے والا یا منافق۔ راستبازوں کے دشمنوں کو بربان چھوڑنے کے لئے جان پر ظلم کرنا پڑے گا۔ تاکہ یہ اس طاقت پر فاتح ہو جاویں۔

بعد اس کے میانہ روی کی حالت آوے گی کبھی کبھی بدی کے چھوڑنے میں گو کسی وقت کچھ خواہش بہ پیدا بھی ہو جاوے۔ ایک لذت اور سرور بھی حاصل ہو جایا کرے گا مگر تیسرے درجہ میں ہو کر سابق بالخیرات ہونے کی طاقت آجاوے گی اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کی بارش ہونے لگے گی اور مکالمہ الٰہی کا شرف عطا ہوگا۔ تو سب سے پہلے ابرار کو کا فوری شربت پلایا جاوے گا تاکہ بدیوں اور رذائل کی قوتوں پر فتحمند ہو جاویں اور اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ جو نیکیوں کو دبلنے دیلنے نیکیوں میں ترقی کرتا ہے اور پھر وہ ایک خاص چشمہ پر پہونچ جاتا ہے

عیناً یشرب بها عباد الله یفجرونها تفجیرا وہ ایک چشمہ ہے کہ اللہ کے بندے اس سے پیتے ہیں صرف خود ہی فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ دوسروں کو بھی مستفید کرتے ہیں اور ان چشموں کو چلا کر دکھاتے ہیں۔

فطرۃ انسانی پر غور کرنے سے پتا لگتا ہے کہ تمام قویٰ پہلے کمزوری سے کام کرتے ہیں چلنے میں بولنے میں پکڑنے میں غرض ہر بات میں ابتداً لڑکپن میں کمزوری ہوتی ہے۔ لیکن جس قدر ان قویٰ سے کام لیتا ہے اسی قدر طاقت آجاتی ہے پہلے دوسرے کے سہارے سے چلتا ہے پھر خود اپنے سہارے چلتا ہے۔

اسی طرح پہلے تتلا کر بولتا پھر نہایت صفائی اور عمدگی سے بولتا ہے پکڑتا ہے وغیرہ وغیرہ گویا بتدریج نشو و نما ہوتا ہے۔ اگر چند طاقتوں سے کام لینے کو چھوڑ دے تو وہ طاقتیں مردہ یا پژمردہ ضرور ہو جاتی ہیں یہی معنی ہیں جب انسان بدی کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو طاقت کمزور ہو جاتی ہے اور نیکی کے قوے بالکل لذ کار رفتہ ہوتے ہیں یہ کوئی ظلم نہیں اگر کسی حاکم کو حکومت دیجاوے اور وہ فرائض منصبی کو ادا نہ کرے تو گورنمنٹ اس کے وہ اختیارات سلب کر دیگی اور اسے معزول کرے گی اور اگر اس حالت کو دیکھتے ہوئے بھی کوئی پروا نہ کرے تو یہ امر عاقبت اندیشی اور عقل کے خلاف ہے کہ سست انسان کے پاس رکھی جاوے ایسے ہی وہ انسان ہے جو ایمانی قویٰ کو خرچ نہیں کرتا وہ ابرار کے زمرہ میں رہ نہیں سکتا جنکے عقائد حقہ ہیں یعنی وہ خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ جزا و سزا اور خدا کی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان لاتے ہیں پھر ان وسائط کو مانتے ہیں جنکا مقصود اتم فرمانبرداری ہے

پھر عمل کے متعلق کیا چاہئے۔ سب سے زیادہ عزیز مال ہے۔ پانچ روپے کا سپاہی پانچ روپیہ کے بدلے میں عزیز جان دینے کو طیار ہے ماں باپ اس روپیہ کے بدلے اس عزیز چہرہ کو جدا کر دیتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ مال کی طرف انسان بالطبع جھکتا ہے۔ لیکن جب خدا سے تعلق ہو تو پھر مال سے بے تعلقی دکھاوے اور واقعی ضرورتوں والے کی مدد کرے مسکینوں کو دے جو بیدست و پا ہیں رشتہ داروں کی خبر لے کوئی کسی ابتلا میں پھنس گیا ہو تو اس کے نکالنے کی کوشش کرے مگر سب سے مقدم ذوی القربیٰ کو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذوی القربیٰ کے ساتھ سلوک کرنا **زیادتی عمر کا موجب ہے**

یتیموں کی خبر لے پھر جو بیدست ہیں ان کی خبر لے۔ پھر جو علم پڑھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے پڑھتے ہیں اور مصیبت میں مبتلا شدہ لوگوں کی خبر لے۔ پس جناب الٰہی کے ساتھ تعلق ہو اور دنیا اور اس کی چیزوں سے بے تعلقی دکھلاوے۔ پھر جناب الٰہی کی راہ میں جان کو خرچ کرے۔

خدا تعالیٰ کی راہ میں جان خرچ کرنے کی پہلی راہ کیا ہے ۹ نمازوں کا ادا کرنا۔ نماز مومن کا معراج ہے۔ نماز میں ہر قسم کی نیازمندیاں دکھائی گئی ہیں۔ غرض کافوری شراب پیتے پیتے انسان اس چشمہ پر پہونچ جاتا ہے جہاں اسے شفقت علی خلق اللہ کی توفیق دیجاتی ہے

پھر بتلایا کہ جو معاہدہ کسی سے کریں اس کی رعایت کرتے ہیں۔

مسلمان سب سے بڑا معاہدہ خدا سے کرتا ہے کہ میں نیک نمونہ ہوں گا۔ میں فرمانبردار ہوں گا۔ میں اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے کسی کو دکھ نہ دوں گا۔

اور ایسا ہی ہماری جماعت امام کے ہاتھ پر معاہدہ کرتی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ رنج میں راحت میں عسر یسر میں قدم آگے بڑھاؤں گا۔ بغاوت اور شرارت کی راہوں سے بچنے کا اقرار کرتا ہے۔ غرض ایک عظیم الشان معاہدہ ہوتا ہے

بقیہ

نے ایک مختصر سا مراسلہ بغرض اندراج
بھیجدیا۔ اس لئے ہم اس کو ذیل
مین درج کرکے سول ملٹری نیوز کے
معزز ایڈیٹر سے امید کرتے ہین کہ وہ
اس تحریر کو بھی اپنے اخبار مین درج
کرینگے اور وہ مراسلہ یہ ہے

مراسلہ

جناب مکرم ایڈیٹر صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
۱۵ نومبر ۱۸۹۹ء کی سول ملٹری
نیوز لدھیانہ کے ایڈیٹوریل مین مرہم
عیسی کے متعلق مرزا صاحب کی مخالفت
دو تین ریمارکس دیکھنے مین آئے۔
جنکی تردید کرنا ضروری ہے۔ مہربانی
کرکے ذیل کی چند سطور کو اپنے اخبار
گوہربار مین کسی جگہ درج فرماوین
تاکہ عوام پر ایڈیٹر صاحب سول ملٹری
نیوز کی رائے کی تغلیط منکشف ہوجاوے
ایڈیٹر صاحب فرماتے ہین وہ چونکہ
اکثر امراض مین یہ فائدہ دیتا ہے
اس لئے حکمائے یونان اس کو مرہم عیسی
کہنے لگے ؂؂ جس طرح بعض کامل
فن اطبا کو عیسی دوران کے لقب
سے پکارتے ہین اسی طرح بلحاظ اسکی
شفابخشی کے مرہم عیسی سے موسوم
کرتے ہین ؂؂
مین بالوثوق کہہ سکتا ہون کہ ایڈیٹر
صاحب کی یہ طبعزاد اور اختراعی
وجہ تسمیہ کسی طبی کتاب مین نہین پائی
جاتی بلکہ تقریباً تمام کتابون مین اس
مرہم کی وجہ تسمیہ وہی پائی جاتی ہے
جو حضرت مرزا صاحب نے ظاہر فرمائی
ہے یعنی یہ کہ وہ یہ مرہم عیسی
حضرت عیسی علیہ السلام کے واسطے
ان کے بارہ حواریون نے بنائی تھی ؂؂
اب چونکہ حضرت عیسی
علیہ السلام کے واقعات زندگی مین
سے سوائے واقعہ صلیب کے
کوئی ایسا واقعہ نہین جس مین ایسی
سریع التاثیر مرہم کی بالخصوص جو

حواریون نے تجویز کی ہو ضرورت
آ پڑی تھی اس واسطے بلحاظ اس زمانہ
کے صلیب اور طریق سزائے صلیب
کے درایۃً یہی کہنا پڑتا ہے کہ صلیب
پر چڑھائے جانے سے حضرت عیسی
علیہ السلام کے ہاتھون پر جو کیلون
کے زخم پڑ گئے تھے جس کا ذکر انجیل
یوحنا باب ۲۰ ۲۴ سے ۳۰ آیت تک
ہے۔ انہین زخمون کے تحلیل اورام
اور اندمال اور گوشت رویانیدن
کے واسطے حواریون نے یہ مرہم
بنائی تھی۔ اور انہی تعداد کے
موافق اس نسخہ مرہم کی بھی بارہ اجزا
تجویز کیے تاکہ اُن کی غمخواری اور
ہمدردی اور تیمارداری کی یادگار
صفحہ روزگار پر ہمیشہ مرقوم اور
منقوش رہے۔
اسی واسطے اس مرہم کے دوسرے
نام مرہم حواریین اور مرہم رسل
اور مرہم سلیخا مشہور چلے آتے ہین
سلیخا عبرانی لفظ ہے جس کے معنے
رسل کے ہین۔ خدا جانے ایڈیٹر
صاحب سول ملٹری نیوز ان مذکورہ
بالا نامون کی وجہ تسمیہ کیا نکالین گے
حضرت مرزا صاحب نے
سب سے پہلے اس مرہم کا ذکر اپنی کتاب
ست بچن کے اخیر مین فرمایا ہے اور
وہان اس کے متعلق مفصل بحث فرمائی
ہے۔ اور تقریباً ۲۰ طبی کتابون کے
حوالے تحریر فرمائے ہین جنکے مصنف
اہل کتاب۔ مسلمان۔ مجوسی۔ اطبا
ہین۔ منجملہ ان کے راقم نے آج ہی
بچشم خود حسب بیان مرزا صاحب
ذیل کی کتابون مین اس مرہم کا حال
دیکھا۔

(۱) قانون بوعلی سینا جلد ۳ مطبوعہ
مصر ۱۲۹۴ھ صفحہ ۲۰ سطر ۲۵
در بیان مرہم رسل۔

(۲) قرابادین قادری فارسی باب ۲
در ادویہ امراض جلد مطبوعہ نولکشور
۱۳۰۹ھ صفحہ ۹۴ سطر ۶

(۳) قرابادین کبیر فارسی جلد ۲ دربیان
سنخ مرہم مطبوعہ عمدۃ المطابع دہلی ۱۲۷۴ھ
صفحہ ۹ سطر ۶

(۴) علاج الامراض فارسی مقالہ
نوزدہم فصل پانزدہم در مرکبات
لامیہ و میمیہ مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۱ھ
صفحہ ۳۹ سطر ۱۲۔

بخوف طوالت صرف علاج الامراض
کی عبارت ہدیہ ناظرین ہے
مرہم رسل کہ مسمی ست بمرہم سلیخا
و مرہم عیسی و اجزائے این نسخہ
دوازدہ عدد ست کہ حواریون جہت
عیسی علی نبینا و علیہ السلام ترکیب
کردہ اند و برائے تحلیل اورام
...... سود دارد ہکذا فی قرابادین
قادری فارسی۔ والسلام
راقم خادم حسین بھیروی

ناظرین سے دو دو باتین

سب سے پہلے ہمکو اپنے ناظرین سے
اس امر کی معذرت کرنی ہے کہ بوجہ
مصروفیت **جلسۃ الوداع**
اخبار وقت پر اشاعت پذیر نہین
ہو سکا۔ علاوہ ازین جیسا کہ ہمارے
ناظرین کو معلوم ہے کہ اخبار الحکم
کی اشاعت مین دیر اور توقف کا موجب
ایک یہ بھی ہورہا تھا کہ بوجہ زیادتی
اخراجات کچھ عرصہ سے ہم نے اخبار
کے طبع کا کام ٹھیکہ پر کر لیا ہوا تھا
مگر اس سے اس کے باقاعدہ اشاعت
مین ایک نقص پیدا ہوگیا تھا۔
بنا بریں اس نقص کے دور کرنے کے
لئے اب پھر ہم نے مستقل انتظام
خاص سٹاف پریس کا کر لیا ہے
چنانچہ یہ اخبار اسی انتظام سے اشاعت
پذیر ہوتا ہے۔ اور امید کی جاتی
ہے کہ آیندہ اخبار کے بروقت اشاعت

پھر دیکھا جاوے کہ نفسانی اغراض اور دنیوی مقاصد کی طرف قدم بڑھاتا ہے یا دین کو مقدم کرتا ہے عامہ مخلوقات کے ساتھ نیکی اور مسلمانوں کے ساتھ خصوصاً نیکی کرتا ہے یا نہیں + ہر امر میں خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھے مقدمہ ہو تو جھوٹے گواہوں جعلی دستاویزوں سے محترز رہے دوسروں کو فائدہ پہونچانے کے لئے وعظ کہنا بھی مفید امر ہے اس سے انسان اپنے آپ کو بھی درست بنا سکتا ہے جب دوسرے کو نصیحت کرتا ہے تو اپنے دل پر چوٹ لگتی ہے۔

امر بالمعروف بھی ابرار کی ایک صفت ہے اور پھر قسم قسم کی بدیوں سے رکتا ہے۔ المختصر **یفجرونھا تفجیرا** جب خود بھلائی حاصل کرتے ہیں۔ ظالم لنفسہٖ ہوتے ہیں تو دوسروں تک بھی پہونچاتے ہیں **یوفون بالنذر** جو معاہدہ جناب الٰہی سے کیا ہو اسکو وفاداری سے پورا کرے اور نیکی یوں حاصل کرے کہ میرے ہی افعال نتائج پیدا کریں گے۔

ایک فلسفی مسلمان کا قول ہے۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

ویطعمون الطعام علی حبّہٖ مسکینا ویتیما واسیرا - اور کھانا دینے میں دلیر ہوتے ہیں۔ مسکینوں۔ یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔ قرآن کریم میں لباس اور مکان دینے کی تاکید نہیں آئی جس قدر کھانا کھلانے کی آئی ہے ان لوگوں کو خدا نے کافر کہا ہے جو بھوکوں کو کہا دیتے ہیں کہ میاں تم کو خدا ہی نے دینا اگر دینا منظور ہوتا قرآن کریم کے دل سورہ یٰس میں ایسا لکھا ہے وقال الذین کفروا للذین اٰمنوا انطعم من لو یشاء اللہ اطعمہ

آج کل چونکہ قحط ہو رہا ہے انسان اس نصیحت کو یاد رکھے اور دوسرے بھوکوں کی خبر لینے کو بقدر وسعت طیار رہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے یتیموں۔ مسکینوں اور پابند بلا کو کھانا دینے کو طیار رہے۔ مگر صرف اللہ کے لئے دے۔ یہ تو جسمانی کھانا ہے۔ روحانی کھانا ایمان کی باتیں۔ رضاء الٰہی اور قرب کی باتیں یہان تک کہ مکالمہ الٰہیہ تک پہونچا دینا۔ الٰہی رنگ میں رنگین ہونا یہ بھی طعام ہے۔

وہ جسم کی غذا ہے یہ روح کی غذا

منشا یہ ہو کہ اس لئے کھانا پہونچاتے ہیں کہ **انا نخاف من ربنا یوما عبوسا قمطریرا** - کہ ہم اپنے رب سے ایک دن سے جو عبوس اور قمطریر ہے ڈرتے ہیں۔ عبوس تنگی کو کہتے ہیں قمطریر دراز یعنی قیامت کا دن تنگی کا ہوگا اور لمبا ہوگا۔ بھوکوں کی مدد کرنے سے خدا تعالیٰ قحط کی تنگی اور درازی سے بھی نجات دیدیتا ہے۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے فوقٰھم اللہ شر ذلک الیوم ولقّٰھم نضرۃ وسرورا۔ خدا تعالیٰ اس دن کے شر سے بچا لیتا ہے اور یہ بچانا بھی سرور اور تازگی سے ہوتا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ یاد رکھو آج کل کے ایام میں مسکینوں اور بھوکوں کی مدد کرنے سے قحط سالی کے ایام کی تنگیوں سے بچ جاؤ گے خدا تعالیٰ مجھکو اور تم کو توفیق دے کہ جسطرح ظاہری عزتوں کے لئے کوشش کرتے ہیں ابدالآباد کی عزت اور راحت کے بھی کوشش کریں آمین۔

مرہم عیسیٰ یا مرہم حواریین یا مرہم رسل

مندرجہ بالا نام کی ایک مرہم ہزارہا طبی کتابوں میں درج ہے اور اس کی وجہ تسمیہ عموماً یہ بتلائی گئی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں کی اندمال کے لئے تجویز کی گئی تھی۔

چونکہ طاعون وغیرہ امراض میں بھی یہ مرہم مفید ثابت ہوا ہے اس لئے ہمارے ایک مکرم بھائی **حکیم محمد حسین صاحب** لاہوری نے بھاٹی دروازہ لاہور میں مرہم عیسیٰ کا ایک کارخانہ عوام الناس کے فائدہ کی غرض سے اصول تجارت پر جاری کیا۔ اور ہزاروں روپیہ کے صرف سے اس کے اشتہارات شائع کئے۔

مگر نہیں معلوم حضرات پادری کو اس سے کیا نقصان پہونچا کہ انھوں نے مل ملا کر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کے حضور سے ایسے اشتہارات کی مسدودی کا حکم صادر کرایا۔ ہم کو اس وقت اس امر پر بحث کرنی مطلوب نہیں کہ صاحب موصوف کا یہ حکم کس قدر دور اندیشی اور انصاف پر مبنی ہے کیونکہ عنقریب یہ مقدمہ چیف کورٹ میں پیش ہونے والا ہے۔

مگر ہم کو حضرات عیسائی صاحبان کے فوری جوش پر تعجب آتا ہے کہ وہ جو ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کے مدعی ہیں ہا کیا وہ ایک امر واقعی کو جھٹلا سکیں گے؟ جب کہ اس مرہم کا ذکر مع وجہ تسمیہ ہزار[illegible] طبیہ میں درج ہے۔ وہ کیونکر انکار کر سکیں گے کہ یہ مرہم مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں کے لئے نہیں بنایا گیا۔ کتب طب شہادت دے رہی ہیں اور پکار پکار کر بتلا رہی ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے زخموں کے لئے اس کا نسخہ طیار ہوا تھا۔

نہایت تعجب ہے سول ملٹری گزٹ نام اخبار نے اس کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اور اس میں حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ وجہ تسمیہ کو غلط بتلایا ہے ہم خود اس کے متعلق رکھنے والے تھے کہ ہمارے ایک مکرم بھائی منشی خادم حسین صاحب بھیروی

مین یہ روک تو نہ رہے گی۔

یہ امر ناظرین سے پوشیدہ نہین ہے کہ جون ۱۸۹۹ء سے جو فرق اخبار کی صورت مین نمایان تبدیلی کی گئی ہے اخراجات مین خاص ترقی ہوگئی ہے اسباب موجودہ انتظام نے اخراجات کو اور بھی بڑھا دیا ہے اس لئے ہم مندرجہ ذیل گذارش کرنے کی جرأت کرتے ہین۔ اور امید کرتے ہین کہ اس کے قبول کرنے مین ناظرین کو کوئی عذر نہ ہوگا بشرطیکہ وہ اخبار کے دلی معاون ہون اور ہمارا یقین ہے کہ مین اول۔ اخیر دسمبر ۱۸۹۹ء تک جن لوگون کے نام کچھ بھی بقایا ہے وہ بہت جلد ہی بھیجدین۔

دوسرے ہر ایک خریدار اخبار (مفت لینے والے شامل نہین) دو جدید خریدار مع قیمت پیشگی اخیر دسمبر ۱۸۹۹ء تک پیدا کردے۔

تیسرے قدیم خریداران مین جو صاحب اہل ہمت و استطاعت ہین وہ اپنی استطاعت کے موافق امدادی قیمت دین نہ کہ مقررہ قیمت۔

چہارم عام خریدارون سے آیندہ کے لئے ۳ سالانہ قیمت ہندرون ہند لی جاوے گی اور یہ عمل درآمد شروع جنوری ۱۸۹۹ء سے ہوگا

پنجم ہمارے مطبع کی مطبوعہ کتب کا کم از کم ایک پورا سٹ خرید لیا جاوے جو ۱۲ قیمت کا ہے بشرطیکہ پہلے سے خرید نہ کیا ہو۔ اور جو قیمت اخبار پیشگی روانہ کرنے والے کو مفت ہی دیا جاوے گا۔

ششم کل قیمتین اخیر دسمبر ۱۸۹۹ء تک ۱۹۰۰ء کے لئے آجانی چاہئین۔ ورنہ ان بعد بصیغہ ویلیو وصول کی جاوین گی۔

جو صاحب اس سے اتفاق رائے نہ کرین وہ ہم کو اطلاع دین۔ اور جو احباب اس امر کے متعلق کوئی مفید رائے دین گے وہ شکریہ کے ساتھ درج کیجاوے گی

اور ایسا ہی خریداران جدید کے اسمائے گرامی سلسلہ وار توسیع اشاعت الحکم کے عنوان سے درج ہوتے رہین گے۔

جلسۃ الوداع

جلسۃ الوداع جو نصیبین کمیشن کے معزز ممبرون کی روانگی کے لئے دعا کرنے کے واسطے مقرر ہوا تھا۔ ۱۲۔۱۳۔ ۱۴۔ نومبر ۱۸۹۹ء کو خوب دھوم دھام سے ہوا۔ جلسہ کی مفصل کیفیت اور روئیداد رپورٹ جلسۃ الوداع مین درج ہوگی جو علحدہ شائع ہوگی۔

قبول اسلام

سردار سندر سنگھ صاحب

خلف سردار جیون سنگھ صاحب ساکن دھرم کوٹ بگہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور نے ایک عرصہ دراز کی تحقیق و تدقیق کے بعد ۱۳ر نومبر ۱۸۹۹ء کو جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرت اقدس حجۃ اللہ فی الارض انسان آسمانی علیہ السلام کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔

سردار صاحب کا نام آنحضرت علیہ السلام نے سردار فضل حق تجویز فرمایا۔ سردار صاحب اس معزز اور مشہور خاندان کے رکن اور رتن ہین جس کا تذکرہ سر لیپل گریفن صاحب نے اپنی مشہور تاریخ رئیسان پنجاب کے خاندان نمبرے مین ذکر کیا ہے۔

اس سے بڑھکر سردار صاحب کی نجابت اور شرافت کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے جس حوصلہ اور جرأت کے ساتھ سردار صاحب نے اسلام قبول کیا ہے یہ بیشک قابل رشک امر ہے۔

ایک بیش قیمت جایداد اور معزز و متمول رشتہ دارون اور بیوی بچون کو چھوڑ کر محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اسلام قبول کرنا قابل تقلید اخلاقی جرأت ہے۔

اور پھر یہ امر اور بھی قابل تعریف ہے جب کہ ہم دیکھتے ہین کہ سردار صاحب نے کل مذاہب کے اصولون کو پورے طور پر تحقیقات کر لینے کے بعد اسلام قبول کیا ہے۔

سردار صاحب کے قبول اسلام کے وجوہات رسالہ فضل حق مین جو خود انھون نے لکھا ہے اور ۱۴ر نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک جلسہ عظیم مین پڑھ کر سنایا شائع ہون گے۔ جو مفت تقسیم ہوگا۔

ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ سردار صاحب کو استقامت عطا فرماوے اور اورون کے لئے انکو نمونہ بنا دے آمین

غلطی کی اصلاح

پرچہ ۱۰ر نومبر ۱۸۹۹ء مین صفحون کی غلطی ہوگئی ہے ۴ صفحہ ۵ کی جگہ ہوگیا اور ۵ صفحہ ۴ صفحہ کی جگہ ہوگیا ناظرین ۴ صفحہ کو ۵ صفحہ سمجھین اور ۵ صفحہ کو ۴ صفحہ سمجھین۔

یاد رہے

کہ اخبار الحکم کا مالی سال اکتوبر ۱۸۹۹ء مین ختم ہو چکا ہے اسلئے جن صاحبون نے ابھی تک زرچندہ نہین دیا ہے بھیجکر کارخانہ کی اعانت فرماوین

والسلام

(مینجر)

رسالہ اثبات خلافت شیخین

جس کا دوسرا نام خلافت راشدہ ہے

کچھ عرصہ ہوا کہ مندرجہ عنوان رسالہ کی طبع ثانی کا اشتہار ہم نے دیا تھا اور یہ بھی ظاہر کیا تھا کہ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے اب مرتبہ اس رسالہ کے ساتھ ایک ضمیمہ بھی لگا دیا ہے جو نہایت لطیف اور قابل غور ہے اس میں کئی دلچسپ مضامین متعلقہ مسائل اہل التشیع درج ہیں اس اشتہار کے ساتھ ہی یہ رسالہ طبع ہونا شروع ہو گیا ہے لہذا پھر اطلاع دیجاتی ہے کہ جو صاحب خریدنا چاہیں بہت جلد درخواستیں بھیجدیں تاکہ طبع ہوتے ہی انکی خدمت میں بھیجدیا جاوے ورنہ پھر ان کو تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ چونکہ آجکل اس فرقہ نے اکثر مقامات پر بہت زور پکڑا ہے اسلئے ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ اس رسالہ کو کثرت سے شائع کریں کیونکہ یہ ایک لاجواب رسالہ ہے جس کا جواب آج تک اہل تشیع سے نہیں ہو سکا۔ اہل دل اور اہل دول احباب متعدد جلدیں خرید کر مفت تقسیم کریں۔

رپورٹ جلسۃ الوداع

جلسۃ الوداع کی مفصل رپورٹ ہم مرتب کر رہے ہیں جس کے مضامین کی صحت اور درستی کا انتظام حسب معمول ہمارے محسن و مخدوم مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے یہ رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء کی رپورٹ سے بھی بڑھ کر قابل قدر وبے نظیر اور اچھوتے مضامین کا مجموعہ ہے اس رپورٹ کی جسقدر اشاعت ہو تھوڑی ہے اس لئے ہم اپنے قدیم مہربانوں سے امید کرتے ہیں کہ اس رپورٹ کی اشاعت میں دلی امداد سے ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ خریدار درخواستیں جلد بھیجدیں تاکہ ہم اسی انداز پر طبع کا انتظام کریں رپورٹ کی درخواستیں اخیر نومبر تک ہمارے پاس پہونچ جانی چاہئیں۔

فضل حق

یہ اس مختصر سے پمفلٹ کا نام ہے جو ہمارے

مکرم بھائی شیخ سردار فضل حق صاحب (سابق سردار سندر سنگھ صاحب خلف سردار جیون سنگھ صاحب ساکن دھرم کوٹ بگہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور) نے اپنے اسلام کو لانے کی وجوہات پر ۱۲ / نومبر ۱۸۹۹ء قبول اسلام کے بعد ایک بڑے جلسہ میں سنایا۔

اس مختصر سے رسالہ میں کل مذاہب پر دلچسپ اور مدلل ریویو کیا ہے اور اسلام کا مقابلہ دوسرے مذاہب سے دکھایا ہے۔ یہ رسالہ مفت تقسیم ہوگا اسکی اشاعت کے لئے جناب شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر بمبئی ہوس نے ۱۴۰۰ جلد کے اخراجات کا ذمہ لیا ہے اور شیخ محمد جان صاحب وزیرآبادی نے عـــہ اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب نے ایک روپیہ دیا ہے بالفعل ۲۸۰۰ طبع ہوگا جو صاحب مفت لینا چاہیں حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کے نام درخواست مع ٹکٹ آدھ آنہ بھیجدیں۔ اور جو اس کی اشاعت میں دینا چاہیں وہ بھی حضرت مولانا صاحب موصوف کے نام روانہ کریں۔

صاحبزادہ صاحب کے مکان کا چندہ

سید ناصر شاہ صاحب اوورسیر	صہ
قاضی یوسف علی صاحب نعمانی سنگرور	عہ / ۸
شاہزاد خان صاحب سنگرور	۸ /

حضرت امام الزمان علیہ السلام سے بیعت کرنے والوں کے نام

۱ محمد شفیع ساکن لودھیانہ
۲ مرزا محمد تقی بیگ ولد مرزا عظیم بیگ صاحب مرحوم ساکن سامانہ علاقہ پٹیالہ
۳ حافظ عظیم اللہ شاہ آباد ضلع ہردوئی بازار دوشنبہ
۴ مولوی محی الدین ؍؍ محلہ بروا بازار
۵ عبد الحنان مصور۔ پٹی علاقہ پشور
۶ سید علی حسن پرگنہ حیدوس ضلع علی گڈھ
۷ غلام مصطفی طالب علم جماعت ششم ولد مولوی عبد اللہ خان صاحب دویم مدرس ہندو کالج پٹیالہ۔ ریاست

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہیں۔ اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لے لو۔ سچائی کے لئے یہی کافی امر ہے۔

(۱) دوائی قوت باہ (داخلی و خارجی علاج) چودہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی صہ قیمت علاج داخلی عــہ
(۲) دوائی بواسیر خونی و بادی کے اکسیر عــہ
(۳) دافع جریان ہر قسم للعہ
(۴) علاج آتشک ـــہ ؍
(۵) دوائی سوزاک کہنہ و جدید ہر قسم عــہ
(۶) خضاب سالانہ جو تیل کی طرح لگایا جاتا ہے عــہ
(۷) دوائی مصفی خون ۸ـــہ
(۸) سرمہ نہایت عمدہ عــہ

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اس قدر دوا سے کوئی نقص باقی رہے زائد دوا مفت دیجاویگی تمام درخواستیں

حکیم محمد امین کے نام بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور آنی چاہئیں۔ فقط

بقیہ چندہ مکان صاحبزادہ صاحب

مولوی احمد جان صاحب جالندھری	عــہ
قاضی خواجہ علی صاحب لدھیانوی	عــہ
شیخ عبد الحق صاحب ؍؍	عــہ
شیخ شہاب الدین صاحب ؍؍	عــہ
محمد حسن صاحب عطار ؍؍	لــہ
مستری عصمت اللہ صاحب ؍؍	۲ ؍
کرم الٰہی صاحب کانسٹبل ؍؍	۳ ؍

جنہوں نے ابھی تک توجہ نہیں کی جلدی توجہ فرماویں۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سرمہ مفید اعلیٰ قسم فی تولہ للعہ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ۵ مصری سرمہ فی تولہ ۲ محصول ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اشتہار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جالا کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہو وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم پی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایچ ایم سند یافتہ یونیورسٹی

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فائدہ بخش تاثیر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک [illegible] مریضہ پر [illegible] آنکھوں میں خود بخود دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آ گیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاں سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری [illegible] یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال [illegible] رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ

سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر رحیم شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے ماہ مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

حسین شاہ ۲۲ نومبر ۳۵۰

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب
قیمت سالانہ
پیشگی
۱۲

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب
قیمت سالانہ
پیشگی
۱۲

نمبر ۴۴ قادیان دار الامن والامان ۲۴ - نومبر ۱۸۹۹ء جلد ۳

نور دین

یہ ایک قابل قدر خط کا عنوان ہے جو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اور جس کو ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب ایدہ اللہ بروح القدس نے مولوی .... صاحب کے نام لکھا ہے [illegible] خدا کی [illegible] الحدیث کی مخالفت [illegible] اعتراض کی حقیقت معلوم ہو جاوے [illegible] کیا ہے لیکن [illegible] حضرت حجۃ اللہ [illegible] الارض جناب مسیح موعود علیہ السلام [illegible] پر کیا تھا۔

چونکہ یہ گرامی نامہ بہت سے شکوک کو رفع کرنے والا اور تاریکی کے فرزندوں کو نور ہدی دکھانے والا ہے اس لئے ہم اسکا نام **نور دین** ہی رکھتے ہیں۔

خدا تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس خط کے ذریعہ وہ غرض پوری کرے جس کو ملحوظ رکھ کر ہمارے مخدوم نے اس کو لکھا ہے۔

ایڈیٹر

ہر ازما سامی کہ زحق آشکار
چون کج اندر ست تخم بدکار

مولوی صاحب مکرم معظم مولوی کرم دین صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
جناب کو معلوم ہوگا کہ راقم بھی ابتدا [illegible] کہ اپنی عمر کے بہت [illegible] تک ان علاؤن کو دیکھتا [illegible] ان کو اب تک دیکھتا ہے جنکا سرمایہ فخر و امتیاز نہایت ہی محدود کتابیں اور تھوڑا سا محدود علم ہے۔ ہاں اگر آیۃ کریمہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کے لحاظ پر ان کا امتحان لیا جاوے تو ان کو عالم کہنا اور ان کے چند طرہات کو علم سمجھنا صحیح نہیں۔

ان کی شامت اعمال سے ان کو ابتدا ہی میں ضَرَبَ یَضرِبُ ضَرباً پڑھایا گیا اور یہ خود بھی پڑھاتے ہیں ضارب کی مبتدا بننے کی لیاقت اور سکت ان میں کہاں تھی کہ کہتے اَنَا ضَارِبٌ آخر نامردی سے بول اٹھے فَھُوَ ضَارِبٌ۔

آپ کو مجھ سے محبت ہے اور مجھ کو آپ سے اخلاص۔ میں اگر میں بیان [illegible] کہ آخر آپ نے بھی مرزا صاحب [illegible] اور آپ کے صداق [illegible] مقہور کر [illegible] کی [illegible] فھو ضارب الا انا ضارب [illegible]
تعجب ہے [illegible] نوجوان اور [illegible]

آ گئے اور ذرہ بھی خیال نہ کیا کہ ایک طرف ایک عظیم الشان دعوے کا مدعی اپنی تحریر میں یا مشبل کے حوالہ سے کچھ لکھتا ہے اور دوسری طرف ایک ملّا صاحب اُس کی تکذیب کرتے ہیں بس ہمیں کم سے کم مناسب ہے کہ نقل کی تصحیح تو کر لیں۔

علم مناظرہ کے ابواب میں آپ صاف پائیں گے کہ نقل کے لئے تصحیح کافی ہے آپ تصحیح نقل کر لیتے تو آپ کو دو سخت کھٹکا ؟ کا صدمہ نہ پہونچتا۔

جناب من جس باب سے علوم کی ابتدا ہوئی ہے اُس میں ضرب یا کا لفظ انفظ قتلا کے ترتیب [illegible] [illegible] نے تو اَلضَّرب زدن وَالقَتل کشتن ہی سیکھا بس سیکھے لئے الف یہ ہے اُنھوں نے یا تک کیا کیا سیکھا ہوگا۔

مجھے یاد ہے کہ میں جب کم عمر تھا ایک میرے پنڈ دادن خانی دوست نے بڑے فخر اور طمطراق میں آکر اور بقدر عقل خود عمدہ بات خیال کر کے مجھے کہا کہ میں نے ایک صرف ہوائی کی یا بہائی کی ایک شرح پیدا کی ہے اُس کا نام (مچھی) ہے اور مچھی پشتو میں بِر کو کہتے ہیں جسے عام پنجابی لوگ تنبوڑی اور مہذب لوگ زنبور کہتے ہیں یہ نہایت عمدہ حاشیہ ہے بات بات پر اعتراض کرتا ہے واہ کیا خوبی ہے۔

جناب من وہ شرح یا اُس کی اور اخوات اُن کی معراج کا پہلا زینہ ہے جس کی سدرۃ المنتہیٰ کا نتیجہ سلیمان کی غایت الکرام بھی ہے شنید کہ ابھی سنا ہے کہ اُس کا اور تکالمہ بھی شائع ہوا ہے غالباً وہ اُن کی نزول ہوگا۔ والا فلیس للغابنۃ نہایۃ

ہاں میری اس تحریر پر وہ اعتراض کرسکتے ہیں مگر جناب فہم والے انشاء اللہ تعالیٰ سمجھ بھی لیں گے کہ ہیچ نیست واعتراض ہیچ نیست

ایام طالب علمی میں بمقام رامپور (روہیلکھنڈ) طلبہ موجودہ سے سوال کیا گیا کہ میرزاہد رسالہ اور میرزاہد امور عامہ بل ملا جلال جو تعلیم میں کس علم کی کتابیں ہیں تو ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔ یہ صرف خیالی باتوں میں جھگڑنے والے کیا کہتے الضرب زدن پر پہونچانے کی سکت تھی مولانا اُن کی بدقسمتی سے یا ان کے ابتلا کے لئے ان کے ممتاز اور پسندیدہ اُن کتابوں میں جنکو یہ قرآن کریم کی جگہ یاد کرتے ہیں بلکہ میرے ایک [illegible] اور آپ نے [illegible] دوست نے ذکر کیا کہ ان کے ہمکتب نے اسی ایک متن کی شرح پر چالیس حواشی کو سبقاً سبقاً پڑھ کر اناولا غیری کا عہدہ حاصل کیا سبحانک اللّٰھم لا الہ غیرک۔

قرآن کریم کے مخالف لفظ کلمہ کی تعریف کی گو نکل ان لیصطلح کا عذر اُس کے لئے گھڑا جاویگا مگر اذا جاء نصر اللہ بطل نہر معقل اور وہ تعریف قرآن مجید کے مخالف۔ احادیث صحیحہ کے مخالف۔ عامہ اہل اسلام کے مخالف۔

کلمہ کو لفظ مفرد کہا ہے جو صدق کا محتمل نہیں ہوسکتا۔ اور قرآن کریم فرماتا ہے تمت کلمت ربک صدقا اور رسول رؤف رحیم کا ارشاد ہے اصدق کلمۃ قالہا لبید الا کل شیء ما خلا اللہ باطل۔ پھر عامہ مومنین کا سچا اور پکا قول ہے جب اُن کو کہا جاوے پڑھو کلمہ تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے اور پڑھتے ہیں بہرحال قرآن مجید کو ترک کرکے کہاں سے کہاں جا پہونچے۔ قرآن کی تفسیر بیضاوی سوا پاؤ یا سوا سیپارہ عمل کے لئے نہیں بل اس لئے کہ اُس میں علم ادب کے نکات ہیں پڑھ لیتے ہیں۔

جناب من میں نے جب سے حضرت مسیح موعود اور مہدی مسعود و مرسل یزدانی ملہم ربانی مرزا غلام احمد قادیانی سلمہ اللہ کا دامن پکڑا ہے مجھے ان لوگوں کے مقابلہ پر لکھنے کے لئے میرے دوست اور احباب نے بارہا مجھے ایماءً اور بالآخر صریحاً کہا کہ تو بھی کوئی کتاب لکھ بلکہ بعض ہمارے آشناؤں نے سخت الفاظ سے بھی کہا۔

کل کی بات ہے جب آپکا خط مجھے مولانا الامام علیہ السلام نے دیا تو میرے قابل قدر دوست نے بلند آواز سے فرمایا نور الدین کب مجھے اور کب صاحب خط کو جواب ملے اُس وقت میرے دل پر جو گذرا اُس کا اظہار و لیکن [illegible] کا کام نہیں وہ میرے مولیٰ کریم کو معلوم ہے۔ کچھ اپنی پر کچھ اپنے ملاؤں پر غم کر کے خاموش ہوگیا لکل امرءٍ ما نوی۔

میری خاموشی کا باعث کچھ تو میری کم مائیگی کچھ جوش شدید کا عطا نہ ہونا کہ مجھے مجبول ہو کر کام کرنا پڑے اور بڑا سبب یہ ہے کہ انکا جواب وہی (مچھی) کیسی بہت کتابیں لکھوانا ہے یہ لوگ ہمیشہ بہادری میں پھنسنا پسند کرتے ہیں اور اسی میں خوش ہیں۔

غور کرلو۔ گو صرف و نحو ضروری ہیں مگر مبادی۔ پھر نہایت خطرناک غلط منطق ہیں کہ جو کچھ ہے سو ہے مگر مبادی میں سے۔ اگر میں نے کہا بھی تو یہ مبادی کو غایت پر ناپسند کر کے وقت کو تباہ کرینگے۔

مامور من اللہ تو معذور ہے اس کی باتیں نرالی وہ تو اس جماعت کا انسان ہے جو یفعلون ما یؤمرون آخر جناب نے یہی مبادی سے سخت کھٹکا کی دقت اٹھائی۔ آپ سوچتے کہ لو فرضنا بفرض محال او فرض غیر صحیح حوالہ غلط ہے تو اصل بات کیا ہے ایا تاویل الہام میں ملہم کو غلطی ہوتی ہے یا نہیں جس کا پتہ ذھب وھلی

اور سفر حدیبیہ ہو لگ سکتا ہے۔
مولوی صاحب! آج کل تو فتن دجال کے باعث بائیبل ہر ضلع میں مل سکتی تھی آپ نے تاریخ کی دوسری کتاب کا اٹھارہ ان باب دیکھ لیا ہوتا تو جناب کو کمال الصحیح معلوم ہو جاتا۔ کہ یہ سلیمان کا اعتراض من سلیمان ہے یا نہیں۔
کیا خوب ہے جو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فوز الکبیر میں یہود کے حالات لکھتے ہوئے ان علماء پر متوجہ ہو کر فرماتے ہیں اگر خواہی کہ نمونہ ایں علماء را بہ بینی ... علماء سوء کا نمونہ اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تو انکو اعداء ان کے علماء کو لصوص دین کے لقب سے ملقب فرماتے ہیں۔

جناب نے گو امام الوقت مسیح الزمان لکھ کر السلام علیکم و رحمۃ اللہ لکھا مگر مرزا صاحب کے الفاظ مرسل یزدانی اور ان کے مریدوں کے واقعی نہ بطور استعارہ و مجاز بل حقیقت کے طور پر مرسل یزدانی تو جناب نے خود ہی استعارہ و مجاز کے نیچے لانا پسند فرما کر کہا ہے کہ کیوں ایسے دھوکے کے الفاظ استعمال میں لائیں جاویں۔

جناب من بضل بہ کثیرا تو اس کتاب کی بھی صفت ہے جو اختلاف مٹانے کو نازل ہوئی۔ اور جس کا نام نور۔ ہدایت، رحمت۔ فضل۔ شفا ہے۔ پس اگر نافہم ابتلا میں پڑے تو کیا حرج ہے۔ کیا حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب ضروری نہیں۔ عبودیت کا اقرار جو ہمارے سید و مولیٰ خاتم النبیین رسول رب العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ الی یوم الدین نے فرمایا وہ واقعی اور سچا اور بجا تھا جیسے ایک مامور من اللہ کا مجدد مرسل یزدانی ہونا سراسر حق اور حقیقۃ پر مبنی ہے مرسل یزدانی کا کہنا خود توحید کا اقرار ہے۔

اس طعن کے بعد کہ مرسل یزدانی کہنا دھوکا دہی ہے حالانکہ خود حضرت مرزا صاحب آپ آپکو مرسل من اللہ یقین کرتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ آپ کی تصنیف کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں یہ ہے العجب۔

آپ کی رویا میں اول ظالموا انفسہم ہے جو آپ اب اسی لفظ کو قرآن میں ایک جگہ ملاحظہ فرمائے۔ ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ۔ الآیۃ

رویا اور خواب پورا صاف بھی نہیں کیونکہ اس کا بہت حصہ آپ کے فہم میں نہیں آیا۔ اور اس کی مبادی وہ رویا صالحہ بکثرت اور طبعین کی موجود ہیں جن کو بطور نمونہ از خروار بسبیل ڈاک روانہ کرتا ہوں۔ آپ اپنی رویا کو اس سے مقابلہ دو۔

پھر آپ نے سیاہ رنگ بھیڑیں دیکھیں ہیں جو قادیان کی طرف جاتی ہیں اور وہ عذاب ہی جو قادیان کی طرف چلا جاتا ہے۔
مولانا اول تو بھیڑیں سیاہ گوہ (خنزیر) کھانے والی اور پھر وہ قادیان میں نہیں۔ قادیان کی طرف انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھ لیں گے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ مگر مولانا قادیان کی طرف تو راستہ میں بہت سارے اعداء بھی موجود ہیں ہم نے مانا کہ وہ عذاب ہی مگر قادیان میں نہیں بلکہ قادیان کی طرف غالباً لاہور اور بٹالہ راستہ میں ہے وہاں کسی پر گرے۔

اگر جناب پسند فرماویں تو میرا منشا ہے کہ آپ اس رویا کو بذریعہ اشتہار شائع فرماویں اس اشاعت کا نتیجہ انشاء اللہ بہت عمدہ ہوگا اور غیب تو وہی عمدہ ہوتا ہے جو لکھ کر عام طور پر سامنے کیا جاوے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ام عندہم الغیب فہم یکتبون۔

آپ کی رویا شائع کی جاوے تو آپ کو پتہ لگے کہ پیشگوئیوں کا پھیلنا کیسا امر ہے۔
اب میں پھر آپ کے سخت کھٹکے کے باعث پر توجہ کرتا ہوں۔ جناب کو شاید بائبل نہ ملے اس لئے باب نقل کر کے خدمت میں روانہ کرتا ہوں ذرہ غور کرو کہ وہ بعل کے نبی تھے یا خداوند کے اور وہ روح خدا تعالیٰ کی حضور سے پروانگی لے کر ان انبیاء کے پاس آئے تھے یا بعل سے پھر اس راستباز نبی نے بھی پہلے انبیاء کی نام سے نان ملائی تھی یا نہیں۔ پھر اگر آپ کی تسلی نہ ہو تو جناب مجھے براہ راست اطلاع بخشیں تاکہ میں جناب کو اس کی تفسیر معتبر مفسرین کے حوالہ سے مفصل لکھ سکوں۔ والامر سہل
میں پھر جناب کو عرض کرتا ہوں کہ جناب کثرت دعا اور کثرت استغفار کے بعد بہت تدبر اور غور سے کام لیں فاوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون۔ وان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء

تاریخ باب ۱۸

اور یہوسفط نے شاہ اسرائیل سے کہا آج کے دن خداوند کا حکم دریافت کیجئے تب شاہ اسرائیل نے چار سو نبیوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کیا ہم رامات جلعاد کو جنگ کے لئے جائیں یا میں باز رہوں وے بولے چڑھ جا اور خدا اسے بادشاہ کے قبضہ میں کر دیگا۔ پھر یہوسفط بولا ان کے سوا خداوند کا اور بھی کوئی نبی ہے کہ ہم اس سے پوچھیں شاہ اسرائیل نے کہا کہ ایک شخص میکایاہ بن املہ ہے اس سے ہم خداوند کی مشورت پوچھ سکتے ہیں لیکن میں اس سے دشمنی رکھتا ہوں کیونکہ وہ میرے لئے نیکی کی نہیں بلکہ ہمیشہ بدی کی پیشخبری کرتا ہے تب یہوسفط بولا بادشاہ ایسا نفرماوے۔ سو شاہ اسرائیل نے

ایک عہدہ دار کو بلا کے حکم کیا کہ املہ کے بیٹے میکایاہ کو جلد حاضر کر اور شاہ اسرائیل اور شاہ یہوداہ یہوسفط سمرون کے پھاٹک کے سامنے اُنہیں در آنے کی راہ پر ایک کھلہان میں جا کے اپنے اپنے تخت پر شاہانہ لباس پہنے ہوئے بیٹھے تھے اور سارے انبیاء اُن کے حضور نبوت کر رہے تھے اور کنعنہ کے بیٹے صدقیاہ نے اپنے لئے لوہے کے سینگ بنائے اور بولا خداوند یوں فرماتا ہے کہ تو اِن سے ارامیوں کو ایسا ڈھکیلیگا کہ اُنھیں نابود کر ڈالے گا۔ اور سب نبیوں نے یوں ہی نبوت کی اور کہا کہ راماتِ جلعاد پر چڑھ جا اور کامیاب ہو کہ خداوند اُسے شاہ کے قبضہ میں کر دے گا۔ اور وہ جو قاصد جو میکایاہ کے بلانے کو گیا تھا اُس سے کہا دیکھ سب انبیاء ایک زبان ہو کے بادشاہ کو خوشخبری دیتے ہیں سو کرم کر کے اپنا کلام اُنھیں میں ایک کے مانند کہہ اور تو بھی خوشخبری دے۔ میکایاہ بولا خداوند حی کی قسم جو کچھ میرا خدا مجھے فرماوے گا میں وہی کہوں گا۔ سو وہ بادشاہ پاس آیا تب بادشاہ نے اُسے فرمایا میکایاہ ہم لڑنے کو راماتِ جلعاد پر چڑھیں یا میں باز رہوں اُس نے جواب میں کہا کہ چڑھ جاؤ اور کامیاب ہو اور وے تمھارے ہاتھ میں گرفتار ہوں گے۔ پھر شاہ نے اُسے کہا میں تجھے کتنی بار قسم دے کے جتاؤں کہ تو مجھ سے کچھ نہ کہے مگر خداوند کے نام سے وہی جو سچ ہے۔ تب وہ بولا میں نے سارے بنی اسرائیل کو اُن بھیڑوں کی مانند جو بے چوپان ہوں پہاڑوں پر بھٹکتے ہوئے دیکھا اور خداوند فرمایا کہ کوئی اُن کا آقا نہیں سو اُن میں سے ہر ایک اپنے اپنے گھر سلامت چلا جاوے۔ تب شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ وہ میرے حق میں نیکی کی نہیں بلکہ بدی کی پیش خبری کرے گا۔

اُس نے دوبارہ کہا کہ تم خداوند کے سخن کو سنو میں نے خداوند کو اُس کی کرسی پر بیٹھے دیکھا اور آسمانی سارا لشکر اُس کے دہنے بائیں ہاتھ کھڑا تھا تب خداوند نے فرمایا کہ شاہ اسرائیل اخیاب کو کون ترغیب دے گا تاکہ وہ چڑھ جاوے اور راماتِ جلعاد کے سامنے کھیت آوے تب ایک یوں بولا اور دوسرا ووں بولا اُس وقت ایک روح نکل کے خداوند کے سامنے آکھڑی ہوئی اور بولی کہ میں اُسے ترغیب دوں گی پھر خداوند نے فرمایا کس طرح سے۔ وہ بولی میں جاؤں گی اور جھوٹی روح بنکے اُس کے سارے نبیوں کے منہ میں پڑوں گی خداوند بولا تو اُسے ترغیب دیگی اور غالب بھی ہوگی۔ روانہ ہو اور ایسا کر۔ سو دیکھ خداوند نے تیرے ان سب نبیوں کے منہ میں جھوٹی روح ڈالی ہے اور خداوند ہی نے تیری بابت بری خبر دی ہے تب کنعنہ کا بیٹا صدقیاہ نزدیک آیا اور میکایاہ کے گال پر ایک تھپیڑ مار کے بولا کہ خداوند کی روح کونسی راہ ہو کے مجھ پاس سے نکلی اور تجھ سے بولی۔ میکایاہ بولا تو اُس دن جب کہ تو اندر کی کوٹھری میں گھسے گا کہ چھپ رہے دیکھے گا۔ اور شاہ اسرائیل نے کہا میکایاہ کو پکڑ لو اور اُسے شہر کے ناظم امون پاس اور یواس شہزادہ پاس لے جاؤ۔ اور کہو کہ بادشاہ یوں فرماتا ہے کہ اس کو قید خانہ میں رکھو اور اُسے تنگ حالی کی روٹی اور تنگ حالی کا پانی دیا کرو جب تک کہ میں سلامت پھر نہ آؤں۔ میکایاہ بولا اگر تو کسی طرح سلامت پھر آوے تو خداوند نے میری معرفت سے کچھ نہیں کہا پھر وہ بولا اے لوگو تم سب کے سب سُن رکھو۔ بعد اُس کے شاہ

اسرائیل نے یہوسفط راماتِ جلعاد پر چڑھے۔ اور شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا میں اپنا بھیس بدل کے لڑائی میں چلوں گا پر تو اپنا لباس پہنے رہ سو شاہ اسرائیل نے روپ بدلا اور وے لڑائی میں گئے۔ اور شاہ ارام نے رتھوں کے سرداروں کو جو اُس کے ساتھ تھے فرمایا تھا کہ شاہ اسرائیل کے سوا کسی چھوٹے بڑے سے جنگ نہ کیجیو۔ اور ایسا ہوا کہ رتھوں کے سرداروں نے یہوسفط کو دیکھ کے یوں کہا کہ شاہ اسرائیل تو یہی ہے سو انھوں نے لڑنے کے لئے اُسے گھیرا تب یہوسفط نے دعا مانگی اور خداوند نے اُس کی مدد کی اور خدا نے اُنھیں اُس سے پھرا دیا۔ اور ایسا ہوا کہ جب رتھوں کے سرداروں نے دیکھا کہ وہ شاہ اسرائیل نہیں ہے تو وے اُس کا پیچھا کرنے سے باز آئے اور پھر گئے۔ اور ایک شخص نے بغیر شست باندھے تیر لگایا سو وہ اتفاقاً شاہ اسرائیل کے جوشن کے بندوں کے درمیان لگا تب اُس نے اپنے رتھبان کو کہا کہ باگ پھیر اور مجھے لشکر سے نکال لے چل کہ میں زخمی ہوا۔ اور اُس دن جنگ شدید ہوئی اور شاہ اسرائیل ارامیوں کے مقابل رتھ پر ٹھہرا رہا اور سورج ڈوبتے ڈوبتے مر گیا۔

پھر اس شخص کو اتنا خیال نہیں آیا۔ کہ خود ایک سکھ کا ملازم ہے اور انہ رمش سلیمن کا مصداق بنا ہے تو ایک ملہم کو عیسی بن مریم ماننے میں کیوں مشکلات پڑتی ہے جناب اخیر پر غور فرماویں کہ کہاں بنیان بعل کا ذکر ہے اور سلیمان نے کیسا

دھوکا دیا اور

ٹھوکر کھائی

ہے

اور سفر حدیبیہ بھی لگ سکتا ہے۔

مولوی صاحب! آج کل تو فتن دجال کے باعث بائبل ہر ضلع میں مل سکتی تھی آپ نے تاریخ کی دوسری کتاب کا اٹھارہ ان باب دیکھ لیا ہوتا تو جناب کو کمثل الصبح معلوم ہو جاتا۔ کہ یہ سلیمان کا اعتراض من سلیمان ہے یا نہیں۔

کیا خوب ہے جو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فوز الکبیر میں یہود کے حالات لکھتے ہوئے ان علماء پر متوجہ ہو کر فرماتے ہیں اگر خواہی کہ نمونہ او علماء سو کا نام ہم اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تو انکو اور ان کے علماء کو نصوص و بن لعت سے ملقب فرماتے ہیں۔

جناب نے گو امام الوقت مسیح الزمان لکھ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ لکھا مگر مرزا صاحب کے لئے الفاظ مرسل یزدانی اور ان کے مرید ان کے واقعی نہ بطور استعارہ و مجاز بل حقیقت کے طور پر مرسل یزدانی تو جناب نے خود ہی استعارہ و مجاز کے نیچے لانا پسند فرما کر کہا ہے کہ کیوں ایسے دھوکے کے الفاظ استعمال میں لائیں جاویں۔

جناب من بضل بہ کثیرا تو اس کتاب کی بھی صفت ہے جو اختلاف مٹانے کو نازل ہوئی۔ اور جس کا نام نور۔ ہدایت رحمت۔ فضل۔ شفا ہے۔ پس اگر نافہم ابتلا میں پڑے تو کیا حرج ہے۔ کیا حتی یمیز الخبیث من الطیب ضروری نہیں۔ عبودیت کا اقرار جو ہمارے سید و مولی خاتم النبیین رسول رب العلمین صلی اللہ علیہ و الہ الی یوم الدین نے فرمایا وہ واقعی اور سچا اور بجا تھا جیسے ایک مامور من اللہ کا مجدد مرسل یزدانی ہونا سراسر حق اور حقیقت پر مبنی ہے مرسل یزدانی کا کہنا خود توحید کا اقرار ہے۔

اس طعن کے بعد کہ مرسل یزدانی کہنا دھوکا دہی ہے حالانکہ خود حضرت مرزا صاحب اپنے آپکو مرسل من اللہ یقین کرتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ آپ کی تصنیف کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں یہ ہے العجب۔

آپ کی رویا میں اول ظالموا انفسہم ہے جو آپ اب اسی لفظ کو قرآن میں ایک جگہ ملاحظہ فرماوے۔ ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ۔ الآیۃ آپ کا رویا اور خواب پورا صاف بھی نہیں کیونکہ اس کا بہت حصہ آپ کے فہم میں نہیں آیا۔ اور اس کی مبین وہ رویا صالحہ بکثرت اور طہین کی موجود ہیں جن کو بطور نمشتے از خروار بسبیل ڈاک روانہ کرتا ہوں۔ آپ اپنی رویا کو اس سے مقابلہ دو۔

پھر آپ نے سیاہ رنگ بھیڑیں دیکھیں ہیں جو قادیان کی طرف جاتی ہیں اور وہ عذاب ہے جو قادیان کی طرف چلا جاتا ہے۔

مولانا اول تو بھیڑیں سیاہ گروہ (قند) کھانے والی اور پھر وہ قادیان میں نہیں۔ قادیان کی طرف انشاء اللہ تعالے آپ دیکھ لیں گے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ مگر مولانا قادیان کی طرف تو راستہ میں بہت سارے اعدار بھی موجود ہیں ہم نے مانا کہ وہ عذاب ہے مگر قادیان میں نہیں بلکہ قادیان کی طرف غالبا لاہور اور بٹالہ راستہ میں ہے وہاں کسی پر گرے۔

اگر جناب پسند فرماویں تو میرا منشا ہے کہ آپ اس رویا کو بذریعہ اشتہار شائع فرماویں اس اشاعت کا نتیجہ انشاء اللہ بہت عمدہ ہوگا اور غیب تو وہی عمدہ ہوتا ہے جو لکھ کر عام طور پر سامنے کیا جاوے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ام عندہم الغیب فہم یکتبون۔

آپ کی رویا شائع کی جاوے تو آپ کو پتہ لگے کہ پیشگویوں کا پھیلنا کیسا امر ہے۔

اب میں پھر آپ کے سخت کھٹکے کے باعث پر توجہ کرتا ہوں۔ جناب کو شاید بائبل نہ ملے اس لئے باب نقل کر کے خدمت میں روانہ کرتا ہوں ذرہ غور کرو کہ وہ بعل کے نبی تھے یا خداوند کے اور وہ روح خدا تعالیٰ کی حضور سے پروانگی لے کر ان انبیاء کے پاس آئے تھے یا بعل سے پھر اس بر استعارہ نبی نے بھی پہلے انبیاء کی نام سے ان ملائی تھی یا نہیں۔ پھر اگر آپ کی تسلی نہ ہو تو جناب مجھے براہ راست اطلاع بخشیں تاکہ میں جناب کو اس کی تفسیر معتبرین مفسرین کے حوالہ سے مفصل لکھ سکوں والامر سہل میں پھر جناب کو عرض کرتا ہوں کہ جناب کثرت دعا اور کثرت استغفار کے بعد بہت تدبر اور غور سے کام لیں فاوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون۔ وان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء

تاریخ باب ۱۸

اور یہوسفط نے شاہ اسرائیل سے کہا آج کے دن خداوند کا حکم دریافت کیجئے تب شاہ اسرائیل نے چار سو نبیوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کیا ہم رامات جلعاد کو جنگ کے لئے جائیں یا میں باز رہوں وے بولے چڑھ جا اور خدا اسے بادشاہ کے قبضہ میں کردیگا۔ پھر یہوسفط بولا ان کے سوا خداوند کا اور بھی کوئی نبی ہے کہ ہم اس سے پوچھیں شاہ اسرائیل نے کہا کہ ایک شخص میکایاہ بن املہ ہے اس سے ہم خداوند کی مشورت پوچھ سکتے ہیں لیکن میں اس سے دشمنی رکھتا ہوں کیونکہ وہ میرے لئے نیکی کی نہیں بلکہ ہمیشہ بدی کی پیشخبری کرتا ہے تب یہوسفط بولا بادشاہ ایسا نفرماوے۔ سو شاہ اسرائیل نے

مکتوب بیعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحضور جناب مرشد نا برحق - جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دامت فیوضہم و برکاتہم و ظلہم علی رؤس الطالبین - الی یوم الدین

ای مسیحا تو ظل سبحانی
مخزن فضل وجود رحمانی
ناصر دین حق با مر اللہ
کاشف سر علم حقانی
ذات پاک تو ہست فیض سلاط
باعث رونق مسلمانی

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود۔
۹- نومبر ۱۸۹۹ء کو جو میںنے خواب دیکھا ہے وہ ذیل میں گذارش ہے

رویائے صادقہ

ع

بری از خلل خالی از اختلال

میں ایک مسجد کے حجرہ کے اندر کہیں باہر سے آکر داخل ہوا ہوں اُس حجرہ میں پہلے سے گروہ منکرین بیٹھا ہوا ہی مگر خائف و ہراسان - لیکن حضور انور مرشد نا و مولانا کی سواری کی آمد آمد ہورہی ہے - میں حضور کے راستہ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ خاک قدوم میمنت لزوم حضور کو توتیائے بصر کروں - گروہ منکرین سے ایک اُن کا بڑا بولا کہ کیوں کھڑے ہوگئے ہو - غلام بولا کہ حضرت مہدی مسعود و مسیح موعود قادیان دار الامان سے تمھاری خبر لینے کو تشریف لاتے ہیں - خبردار - اور یہ شعر بمبالغہ میری زبان سے نکل گیا -

بیت

کجاست صوفی دجال شکل ملحد کیش
بگو بسوز کہ مہدی دین پناہ رسید

میری برابر ایک بزرگ سفید ریش بھی کھڑے ہیں اور حضور کا راستہ دیکھتے ہیں وہ حضرت بزرگ اس شعر کو سنکر اس زور سے ہنسنے اور مبارک مبارک کہکر قہقہہ مارا کہ میری آنکھ کھل گئی - آدھی رات سے کچھ زیادہ گذر گئی تھی - پھر غلام کو نیند نہیں آئی - حضور اقدس بلا شک و شبہ

مسیح موعود اور مہدی مسعود

ہیں - ہر کہ شک آرد ...... گردد - یہ اپنا اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب ہے اب میں ایک گذارش قصیدہ میں عرض کرتا ہوں برائے خدا - نہ برای عطا - اللھم صل وسلم و بارک علی سیدنا محمد و مرشدنا احمد والہما و اصحابہما اجمعین الی یوم الدین

مطلع اول

(بیان شکایت فلک)

جہان میں سب کی زبان پر ہی یہ مثل مشہور
جو دور ہوتا ہی آنکھوں سے ہی وہ دل سے دور
غلط ہی جو کہ یہ کہتے ہیں دیکھو دل سے ہی راہ
قبول کرتے نہیں اسکو اہل عقل و شعور
رہ محبت و الفت جہان سے ہے معدوم
ہیں بخت مدعی فلاکت میں اہل دل مجبور
زمانہ بر سر پرخاش ہی خدا کے لئے
تو بیٹھ گوشہ میں گر صلح جوئی ہی منظور
زبان کو بند کر اب الحذر کا ہی یہ مقام
کہ ہر طرف سے بپا ہو رہا ہی شور و شرور
کہیں گلو میں نہ تیری پڑی کمند ہوس
کریں کہیں نہ تجھے آسمان چکنا چور
مگر زر و دنیا سے ہی تو ڈالو انڈول
کہ رنگ چہرہ کا تیری جو ہو گیا کافور
نہ رکھ مکدر دل شکر حق تو کر ہر دم
نہ چھوڑ دامن صبر و سکون کہ ہی یہ دستور
بہانہ اشک الم چشم تر سی یا جگر و دل
کہ جانے دم زدنی ...... اجل ......
بہوش باش کہ دنیا کے سب بکھیڑے ہیں
سبب اپنا خدا ذرہ ہی غفور و شکور
خدا کو یاد کرا و دل سے حرص دنیا چھوڑ
کہ بہتری ہی اسی میں اگر تو ہی معذور
نہ چھوڑ راہ ہدایت جو تجھ میں ہی قوت
نہ چھوڑ ذکر خدای کریم تا مقدور
بذکر ایزد باری پڑھو تمیں وہ مطلع
کہ جسکو سنکے خوش ہوجائیں ساری اہل سرور

مطلع ثانی

خدای قادر بیچون و پاک رب غفور
قدیر و باسط و خالق ہو الشکور و صبور
وہ ہی خدای جہان قادر زمین و زمان
وہی ہے مالک مملوک دو جہان کا ضرور
کوئی نہیں ہے شریک اُسکا ہی وہ سب سی بڑا
کہ ذکر کرتا ہی اُسکا ہر ایک وحش و طیور
تمام سنگ و شجر اور ہر ایک برگ و ثمر
اسی کے وصف کا کرتے ہیں ہر جگہ مذکور
کہاں تلک کروں اس خالق جہاں کی ثنا
کہ ہے زبان مری عاجز قلم ہے بے دستور
کرم سے اپنے دیا ہمکو وہ رسول کریم
کہ جسکا نام معظم ہے عرش پر مسطور
محمد عربی کہ سبکہ زمین و زمان
حبیب قادر بیچون شفیع یوم نشور
ہزار دلسی کریں شکر پھر خدائی جہان
کہ اس کے بعد ہوا فضل اُسکا اور وفور
شروع چودھویں اور تیرھویں کے ختم پہ خیر
ہوا مسیح ہویدا بفضل رب غفور
ہے قادیان میں وہ مرزا غلام احمد نام
کہ جسکی فیض رسانی سی ہی جہاں مشکور
امام مرشد برحق مسیح دریا دل
کریم و منعم و فیض رسان ہے غیور ابن غیور
ہی دور تیرگی دنیا میں اس کے مقدم سی
کہ مثل نیر اعظم ہے اب شب دیجور
عجیب ہے ذات مقدس میں جلوۂ انوار
کہ جسکی تابش رفعت سی آفتاب ہی دور
ہے اس کے صدر پہ مکشوف علم قرآنی
کہ کان علم کا جوہر ہے وہ نگینۂ نور
مطیع دین خدا تابع رسول اللہ
مسیح فخر جہان اور امام فخر دہور
ندا فلک سی یہ آتی ہی سن لو ای لوگو
کہ لاؤ اس پہ تم ایمان خدا کا ہی منظور
تماحسن ہے اُسکے اپنا پیشوا و امام
گیا وہ دونو جہان سے مرا بکفر کفور*

---

*- حضرت اقدس کا الہام نص صریح ہے اور نص صریح کا منکر کافر ہوتا ہے منہ

حسین شاہ

شکوک مولویون نے دلو مین ڈالے تھے
مسیح چرخ چہارم پہ ہین بعیش و سرور
ہی غار سامرہ مین مختفی مہدی دوران
مدینہ مین وہ نکلکر کرینگے اپنا ظہور
نہ ہی فلک پہ مسیح اور نہ مہدی سامرہ مین
پہنچ ہی گئے مسیح موعود و قائم امر ضرور
مسیح مر گئے ثابت ہی صداقت قرآن سے
کچھ اس مین شک نہین ہرگز مگر لو دیکھ [illegible]
بتا دیا ہی حضرت مسیح اقدس نے
[illegible] کلام خدا مین تھا مستور
[illegible] حضرت اقدس کا سن کے بھڑک گیا
[illegible] آیا بجا صدری حضور

مطلع ثالث

[illegible] امام [illegible]
[illegible]
[illegible] مثال [illegible]
[illegible]
[illegible] کا [illegible] تفصیل
[illegible] اور حدیث مین [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] عالم ہو خلاق اسی نفوس
[illegible]
[illegible] وہ ہو جاوین سب مقہور
[illegible] ابھی ذو الفقار قلم
علی [illegible] ہی ترا نام مصطفی ہے ضرور
[illegible] ہی بطال اور سب دجال
ترا کلام مقدس ہی ہر جگہ مشہور
کرے [illegible] کسطرح کوئی رد و
دلیل ہین تیری دعوی کی [illegible] منشور
مین [illegible] تری کرون ہی کہان یہ قدرت
ہین ایک ذرہ ناچیز ہون تو عالم نور
مرید ہون مین دل و جان سے آپ کا حضرت
نہین ہی کچھ بھی مجھے خوف شر دشمن و شرور
پھرون ہون جنگل و کہسار مین بحال خراب
عزیزون اور قریبون سے اپنے ہون مہجور
وطن سے دور ہون فکر معاش ہی [illegible]
فلک [illegible] جہان سے مجبور
[illegible] تک [illegible] الہٰ اپنی [illegible] کا
نہ کچھ معاش ہی اور بیوطن ہون گھر سے دور
کرو دعا کہ حسن پہونچ جاوے اپنے مطلب کو
خراب وخستہ ہے بیچارہ بخاطر رنجور

امابعد یہ خادم نادم حاشیہ بوسان حضور مین ہے لہذا ازراہ ادب عرض کرتا ہے کہ اس کمترین نیاز آگین [illegible] زمرہ بیعت کنندگان مین داخل فرمائین - آفتاب جاہ و جلال روشن رہے

الراقم

قاضی علی حسن ولد حاجی سید اسد علی قوم سید بخاری ساکن قصبہ چندوسی ضلع علی گڈہ [illegible] حال عرائض نویس صدر بند [illegible] جہلم ۱۳ نومبر ۹۹ء

امام ہمام علیہ السلام سے بیعت کرنیوالوں کے نام

(۱) عنایت علی خان
(۲) احمد حسن - ساکنان لدہیانہ
(۳) [illegible] - کاسا آباد ضلع "
(۴) سید احمد الدین کمپونڈر شہر ممباسا ملک افریقہ کلینڈینی ہاسپٹل ریلوی
(۵) منشی علی محمد ساکن بازید پور ضلع جالندھر حال وارد ملک ایسٹ افریقہ [illegible] گنڈہ ریلوی سٹیشن دوئی
(۶) محمد الدین [illegible] - ملک افریقہ شہر ممباسہ ڈاک خانہ کلاڈینی مقام ہسپتال -
(۷) [illegible] الدین - جمٹ ضلع لدہیانہ
(۸) [illegible] الدین - [illegible] کوٹ بگا ضلع گوردسپور
(۹) قاضی میر محمد - کوٹ کیلان - " گوجرانوالہ
(۱۰) محمد حسین "
(۱۱) شمس الدین
(۱۲) ولی محمد
(۱۳) عبد الرحمن - کوٹھہ فقیر ضلع جہلم
(۱۴) منشی محمد دین عطار - شاہدرہ - لاہور
(۱۵) مولوی فضل حق - لنگیان والی ضلع گوجرانوالہ ڈاکخانہ گکھڑ -

گورنمنٹ کے لئے ایک مشکل اہم مسئلہ

یہ اس مضمون کی سرخی کا ترجمہ ہے جسکو پایونیر الہ آباد نے اپنے ۲۹ - اکتوبر کے پرچہ مین شائع کیا تھا اور جس کو بعد پر مدراس اسٹانڈرڈ نے اپنے دو نومبر کے پرچہ مین نقل کیا -

پایونیر رقمطراز ہے -

لارڈ کرزن کو ہندوستان کی ولیسرائلٹی کا چارج لیتے وقت غالبا اس بات کا علم نہ ہوگا کہ اُن سے اس امر کی بھی درخواست کی جائیگی کہ وہ کوئی ایک معیار اُن حریف مذاہب کی صداقت کو جانچنے کے لئے قائم کرین جو اُن کی سلطنت مین وفادارانہ جوش کے ساتھ رائج ہین - مرزا غلام احمد قادیانی نے جو مسلمانون کے مجدد ہین اور جن کے نام سے ہمارے ناظرین واقف ہون گی اپنے ایک مراسلہ مین جو گورنمنٹ ہند کو انھون نے پیش کیا ہے اور جس کو ہم نے بھی حال مین طبع کیا ہی یہ درخواست کی ہے کہ گورنمنٹ کوئی معیار ایسا قائم کرے جس سے صریح اور بین طور پر اور بغیر گنجایش شک اور شبہ کے حریف مذہبون کی صداقت اور فضیلت کا فیصلہ ساری دنیا کے روبرو ہو جائے - مرزا غلام احمد کا یہ مدعا ہے کہ یہ آزمایش دو طور سے ہونی چاہیئے - اولاً ہر مذہب کی علما فضلا اپنی کتاب کے روسے اپنے مذہب کی اعلی تعلیم کا ثبوت دین جس سے اُس مذہب کی اخلاقی حالت اور فضیلت کا موازنہ ہو - دوم ہر مذہب کا سرگروہ اپنے مذہب کی صداقت کے ثبوت مین ایک آسمانی نشان دکھلاوے -

تا یہ بات ثابت ہو کہ کس مذہب میں ہنوز
الٰہی طاقت اور ربانی عزت باقی ہے۔
البتہ بڑی ہوشیاری اور انتظام کے ساتھ
اس آزمایش کی نگرانی ہونی چاہیئے تا وہ
آزمایش انسانی منصوبوں اور دستکاریوں
سے محفوظ رہے اور اس وقت گورنمنٹ
ایک ایسا فتویٰ جاری کرسکتی ہے جس کے
رو سے تمام نیک دل لوگ اُس کے
پابند ہو سکتے ہیں۔ اس میں شک نہیں
کہ یہ صلاح اس انیسویں صدی کے اخیر میں
کچھ انوکھی سی معلوم ہوتی ہے مگر وہ بھی
نیک دل اور اخلاص کے ساتھ پیش کی گئی
ہے تا اس کے ذریعہ وہ تمام شکوک اور
اوہام جو دنیا کو منتشر کر رہے ہیں نابود ہو جاویں
مرزا صاحب مخلصانہ طور پر ایسا خیال کرتے
ہیں کہ اگر کوئی سرکاری فیصلہ اس بارہ
میں ناطق ہو تو وہ صلح اور امن اور مختلف
مذاہب کے ایک ہونے پر بالکل مؤید ہوگا
جو برٹش گورنمنٹ کے لئے برکات کا موجب
ہوگا بشرطیکہ گورنمنٹ بھی ایسی ہی رائے
قائم کرنے کی طرف مائل ہو۔ بہر حال وہ اس
بات پر راضی ہیں کہ انھیں صلیب پر دیا جاوے
اگر وہ ایسی آزمایش میں ناکام نکلیں اور اس
سے زیادہ کوئی شخص نہیں کرسکتا ہم شوق
کے ساتھ دیکھنے کے لئے منتظر ہیں کہ کلکتہ کے
بشپ صاحب ایسی آزمایش کا ذمہ ان
شروط کے ساتھ اٹھا سکتے ہیں یا نہیں۔

پایونیر کی مندرجہ بالا تحریر کے اقتباس کے بعد اس
مسئلہ پر کسقدر روشنی ڈالدینا خالی از منفعت نہ ہوگا
کہ گورنمنٹ عالیہ کا ایسی مذہبی معاملات میں توجہ کرنا
اور ایسی مذہبی مجالس کا قائم کرنا جنمیں ہر ایک الہامی
مذہب کے پیشوا اپنے اپنے مذہب کی صداقت کو دلائل
بینہ اور آسمانی شواہد سے ثابت کریں کوئی نئی
اور انوکھی بات نہیں ہو سکتی بلکہ قدیم الایام سے
دستور چلا آیا ہے کہ ہر مہذب اور شائستہ گورنمنٹ
نے مختلف مذہبی مذاکروں کے ذریعہ سے حقیقت
کے اصولوں کی اشاعت میں مدد دی ہے۔ اکبر اعظم
کے زمانہ میں ہفتہ وار ایک مذہبی مجلس ہوا کرتی تھی جس
میں ہر مذہب کے سرگروہ جمع ہوا کرتے تھے۔ ایسا ہی کہا
جاتا ہے کہ کبراجیت کے عہد میں بھی مذہبی بحثیں ہوا کرتی تھیں
اور قیصر روم کے عہد میں جبکہ رومۃ الکبریٰ کی سلطنت زبردست
اور مہذب سلطنت سمجھی جاتی تھی ایسی ہی ایک مجلس قائم کی
تھی۔ اور ہماری گورنمنٹ عالیہ کے عہد معدلت مہد میں

بھی مذہبی آزادی کی وجہ سے مذہبی مباحثات
اور مناظرات کی مجلسیں ہوتی رہتی ہیں گو گورنمنٹ
انمیں کسی قسم کا پارٹ نہیں لیتی مگر تاہم گورنمنٹ
کی طرف سے ممانعت بھی نہیں۔
حضرت اقدس **مسیح موعود**ؑ چونکہ گورنمنٹ
عالیہ برطانیہ کے فرمان پذیر اور **وفادار** خاندان
کی یادگار ہیں اور جنھوں نے اپنے مذہبی اصول کی
بنا پر گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری و فرمان پذیری
کی تعلیم کو اپنی شرائط بیعت کا ایک جزو قرار دیا ہوا ہے
اور عربی فارسی اردو انگریزی کی بیسیوں کتابوں
اور رسالجات کے ذریعہ کوتہ اندیش مسلمانوں کے دل سے
اس خیال بد کو نکالنے کی کوشش کی ہے کہ کوئی ایسا
مہدی اور مسیح موعود دنیا میں نہ آئیگا جو آکر اور
آتے ہی جنگ و جدل کریگا۔ بلکہ وہ دنیا میں امن اور
صلحکاری کو پھیلائیگا۔ گو ایسے مسائل حقہ کی اشاعت
اُنکی سخت مخالفت ہوگئی اور ہو رہی ہے مگر وہ برابر
عہدہ ان مسائل کی اشاعت میں ہر قسم کی جانفشانی
کر رہے ہیں۔ گویا جسقدر لوگ حضرت مرزا صاحب
کے ساتھ ہوتے جاوینگے اسیقدر ایسے خیالات کو
خیر باد کہکر صلح اور سلامتی کے فرزند ہو کر گورنمنٹ
کے لئے موجب برکت ثابت ہونگے۔ کیونکہ امن پھیلیگا۔
امن عامہ کے پھیلانیکی حضرت مرزا صاحب نے
بہت سی تدابیر وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کے حضور پیش
کی ہیں منجملہ ایک وہ تدبیر تھی جو ایک میموریل
کے ذریعہ پیش کی گئی تھی کہ گورنمنٹ مذہبی مناظرات
کو حد اعتدال پر لانے کے لئے یا تو دس سال کے لئے
ایسے مناظرات بند کردے یا یہ قانون پاس
کرے کہ کوئی فریق اپنے مخالف فریق پر ایسا
اعتراض نہ کرے جو خود اس پر ہو سکتا ہو
یا اُس کی مسلمہ کتب سے خارج ہو غرض یہ
ایک ایسی تجویز ہے جس پر اگر دور اندیش
گورنمنٹ نے توجہ فرمائی جس کی ہم کو
اُمید ہونی چاہیئے تو آئے دن کے مذہبی
جھگڑوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے
اور پھر اُسی سلسلہ میں وہ درخواست ہے
جسپر پایونیر کے مندرجہ بالا مضمون کا
اقتباس ہم نے کیا ہے۔ جلد بازوں کی نزدیک
ایسی تجویز پر کچھ ہی خیالات ہوں لیکن اگر غور
سے دیکھا جاوے تو اس کی تہ میں بیش قیمت
فوائد موجود ہیں جو عام صلحکاری کے
اصولوں پر مبنی ہیں۔ اگر لارڈ کرزن نے اپنے عہد
کی حیثیت سے نہ سہی عام خیال سے بھی توجہ
کی جو ضرور کرنی چاہیئے تو ہم سمجھتے ہیں کہ عام

امن کو بڑی ترقی ہوگی اور مذہبی ہنگاموں کے
بازار سرد ہو جاوینگے۔ کیونکہ جو اس میدان میں
نہ آئینگے پھر اُن کا کوئی حق نہ ہوگا کہ دوسرے
مذہب پر اعتراض کرکے دل آزاری کریں
اور جو میدان میں اتریں گے وہ بھی آسمانی
شواہد سے اپنے مذہب کی صداقت پر
مہر کریں گے۔
اور یوں عام طور پر **حق** کا اظہار
ہو جاوے گا۔ اور **لارڈ کرزن**
کے عہد کی بے نظیر اور عظیم الشان
یادگار رہ جاوے گی
ہم آیندہ گنجایش نکال کر
انشاء اللہ تعالیٰ اس پر بہت کچھ
لکھنے کا ارادہ
رکھتے
ہیں

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد
شائع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب
استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع
محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے
یہی کافی ہے
(۱) قوت باہ (داخلی و خارجی) ہر دو قسم
کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت خارجہ
ہ داخلی ۶/
(۲) بواسیر خونی بادی کے لئے اکسیر ۶/
(۳) دافع جریان ہر قسم .... للعہ
(۴) آتشک ۸/
(۵) سوزاک کہنہ وجدید ۶/
(۶) خضاب سالانہ جو تیل کی طرح لگایا جاتا ہے ۱۲/
(۷) مصفی خون .... معہ
(۸) آنکھوں کا سرمہ فی تولہ معہ
مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مقررہ
ایک مریض کے لئے ہے اگر اس قدر دوائی سے
کوئی نقص باقی رہے زاید دوا مفت دیجاوے گی

المشتہر
محمد امین۔ بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کمشنر کل انگریز کمشنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس بات کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا پیل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے ... فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ ... سرمہ فی تولہ ... وقت اخبار کا حوالہ ... نقلی ... دیکھ کر ... چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور +

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ اہلو والیہ ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی ممیرے دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ نہایت ضروری ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر۔ ایم۔ بی۔ ایم اسیں سند یافتہ یونیورسٹی

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم ... بعمر ... سال

... سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پھر ان پر سوجے تھے اس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ **راقم** خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن ڈسپنسر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاں سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے

راقم ڈاکٹر بہلال گھوش ایل۔ ایم۔ ایس۔ بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید بشیر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سناشت میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کی نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یعقوب علی ایڈیٹر

نحمدہٗ و نصلی

اخبار الحکم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

عام قیمت سالانہ پیشگی ۱۲ روپے

عام قیمت سالانہ پیشگی ۱۲ روپے

قادیان دارالامن و الامان ۳۰ نومبر ۱۸۹۹ء

عفو اور عفو کا محل

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ جَزَاءُ سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَىٰ وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ

یعنی نیک آدمی وہ ہین جو غصہ کھانیکے محل پر اپنا غصہ کھا جاتے ہین اور بخشنے کے محل پر گناہ کو بخش دیتے ہین - بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے جو کی گئی ہو لیکن جو شخص گناہ کو بخش دے اور ایسے موقعہ پر بخشے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو کوئی شر پیدا نہ ہوتی ہو یعنی عین عفو کے محل پر ہو نہ غیر محل پر تو اس کا وہ بدلہ پائے گا -

اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآنی تعلیم یہ نہین - کہ خواہ نہ خواہ اور ہر جگہ شر کا مقابلہ نہ کیا جائے اور شریرون اور ظالمون کو سزا نہ دی جائے بلکہ یہ تعلیم ہے کہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ محل اور موقعہ گناہ بخشنے کا ہے یا سزا دینے کا ہے - پس مجرم کے حق مین اور نیز عامہ خلائق کے حق مین جو کچھ فی الواقعہ بہتر ہو وہی صورت اختیار کی جائے بعض وقت ایک مجرم گناہ بخشنے سے اور بھی دلیر ہو جاتا ہے - پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اندھون کی طرح صرف گناہ بخشنے کی عادت مت ڈالو بلکہ غور سے دیکھ لیا کرو کہ حقیقی نیکی کس بات مین ہے آیا بخشنے مین یا سزا دینے مین -

پس جو امر محل اور موقعہ کے مناسب ہو وہی کرو - افراد انسانی کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ جیسے بعض لوگ کینہ کشی پر بہت حریص ہوتے ہین یہان تک کہ دادون پرادون کے کینون کو یاد رکھتے ہین ایسا ہی بعض لوگ عفو اور درگذر کی عادت کو انتہا تک پہونچا دیتے ہین اور بسا اوقات اس عادت کے افراط سے دیوثی تک نوبت پہونچ جاتی ہے اور ایسے قابل شرم حلم اور عفو اور درگذر ان سے صادر ہوتے ہین جو سراسر حمیت اور غیرت اور عفت کے برخلاف ہین بلکہ نیک چلنی پر داغ لگاتے ہین اور ایسی عفو اور درگذر کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سب لوگ توبہ توبہ کر اٹھتے ہین انہین خرابیون کے لحاظ سے قرآن شریف مین

ہرایک خلق کے لئے محل اور موقعہ کی شرط لگادی ہے اور ایسے خلق کو منظور نہین رکھا جو بے محل صادر ہو یاد رہے کہ مجرد عفو کو خلق نہین کہہ سکتے بلکہ وہ ایک طبعی قوۃ ہے جو بچوں مین بھی پائی جاتی ہے بچہ کو جس کے ہاتھ سے چوٹ لگ جائے خواہ شرارت سے ہی لگے تھوڑی دیر کے بعد اس قصہ کو بھلا دیتا ہے اور پھر اُس کے پاس محبت سے جاتا ہے اور اگر ایسے شخص نے اس کے قتل کا بھی ارادہ کیا ہو تب بھی صرف میٹھی بات پر خوش ہو جاتا ہے پس ایسا عفو کسی طرح خلق مین داخل نہین ہو گا خلق مین اُسی صورت مین داخل ہو گا جب ہم اُس کو محل اور موقعہ پر استعمال کرین گے ورنہ صرف ایک طبعی قوت ہو گی - دنیا مین بہت تھوڑے ایسے لوگ ہین جو طبعی قوت اور خلق مین فرق کرسکتے ہون ہم بار بار کہہ چکے ہین کہ حقیقی خلق اور طبعی حالتون مین یہ فرق ہے کہ خلق ہمیشہ محل اور موقعہ کی پابندی اپنے ساتھہ رکھتا ہے اور طبعی قوۃ بے محل بھی ظاہر ہو جاتی ہے یون تو چار پایون مین گائے بھی بے شر ہے اور بکری بھی دل کی غریب ہے مگر ہم انکو اسی سبب سے ان خلقون سے متصف نہین کہہ سکتے کہ ان کو محل اور موقعہ کی عقل نہین دی گئی خدا کی حکمت اور خدا کی سچی اور کامل کتاب نے ہرایک خلق کے ساتھہ محل اور موقعہ کی شرط لگادی ہے۔

دوسرا خلق اخلاق ایصال خیر مین سے عدل ہے اور تیسرا احسان اور چوتھا ایتاء ذی القربیٰ جیساکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یعنی خدا تعالے کا یہ حکم ہے کہ نیکی کے مقابل پر نیکی کرو اور اگر عدل سے بڑھہ کر احسان کا موقعہ اور محل ہو تو وہان احسان کرو اور اگر احسان سے بڑھہ کر قریبون کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرنے کا محل ہو تو وہان طبعی ہمدردی سے نیکی کرو۔ اور اس سے خدا تعالے منع فرماتا ہے کہ تم حدود اعتدال سے آگے گذر جاؤ یا احسان کے بارہ مین منکرانہ حالت تم سے صادر ہو جس سے عقل انکار کرے یعنی یہ کہ تم بےمحل احسان کرو یا محل احسان کرنے سے دریغ کرو یا یہ کہ تم محل پر ایتاء ذی القربیٰ کے خلق مین کچھہ کمی اختیار کرو یا حد سے زیادہ رحم کی بارش کرو اس آیت کریمہ مین ایصال خیر کے تین درجون کا بیان ہے اوّل یہ درجہ کہ نیکی کے مقابل پر نیکی کی جاوے یہ تو کم درجہ ہے اور ادنیٰ درجہ کا بھلا مانس آدمی بھی یہ خلق حاصل کر سکتا ہے کہ اپنے نیکی کرنے والون کے ساتھہ نیکی کرتا رہے دوسرا درجہ اس سے مشکل ہے اور وہ یہ کہ ابتدا آپ ہی نیکی کرنا اور بغیر کسی کے حق کے احسان کے طور پر اس کو فائدہ پہونچانا اور یہ خلق اوسط درجہ کا ہے اکثر لوگ غریبون پر احسان کرتے ہین اور احسان مین یہ ایک عیب مخفی ہے کہ احسان کرنے والا خیال کرتا ہے کہ مینے احسان کیا ہے اور کم سے کم وہ اپنے احسان کے عوض مین شکر یا دعا چاہتا ہے اور اگر کوئی ممنون منت اُس کا اُس کے مخالف ہوجائے تو اُس کا نام احسان فراموش رکھتا ہے بعض وقت اپنے احسان کی وجہ سے اسپر فوق الطاقت بوجھہ ڈال دیتا ہے اور اپنا احسان اُس کو یاد دلاتا ہے جیسا کہ احسان کرنے والون کو خدا تعالیٰ نے متنبہ کرنے کے لئے فرمایا ہے لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی یعنی اے احسان کرنے والو اپنے صدقات کو جنکی صدق پر بنا چاہیئے احسان یاد دلانے اور دُکھہ دینے کے ساتھہ برباد مت کرو یعنی صدقہ کا لفظ صدق سے مشتق ہے پس اگر دل مین صدق اور اخلاص نہ رہے تو وہ صدقہ صدقہ نہین رہتا بلکہ ایک ریاکاری کی حرکت ہو جاتی ہے - غرض احسان کرنے والے مین یہ ایک خامی ہوتی ہے کہ کبھی غصہ مین آکر اپنا احسان یاد بھی دلا دیتا ہے - اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے احسان کرنے والون کو ڈرایا - تیسرا درجہ ایصال خیر کا خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ بالکل احسان کا خیال نہ ہو اور شکر گذاری پر نظر ہو بلکہ ایک ایسی ہمدردی کے جوش سے نیکی صادر ہو جیساکہ ایک نہایت قریبی مثلاً والدہ محض ہمدردی

کے جوش سے اپنے بیٹے سے نیکی کرتی ہے یہ وہ آخری درجہ ایصال خیر کا ہے جس سے آگے ترقی کرنا ممکن نہین لیکن خدا تعالیٰ نے ان تمام ایصال خیر کی قسمون کو محل اور موقعہ سے وابستہ کردیا ہے اور آیت موصوفہ مین صاف فرمادیا ہے کہ اگر یہ نیکیان اپنے اپنے محل پر مستعمل نہین ہون گی تو پھر یہ بدیان ہوجائین گی بجائے عدل فحشا بنجائے گا۔ یعنی حد سے اتنا تجاوز کرنا کہ ناپاک صورۃ ہو جائے اور ایسا ہی بجائے احسان کے منکر کی صورۃ نکل آئے گی یعنی وہ صورت جس سے عقل اور کانشنس انکار کرتا ہے اور بجائے ایتاء ذی القربیٰ کے بغی بن جائے گا یعنی وہ بے محل ہمدردی کا جوش ایک بُری صورت پیدا کرے گا اصل مین بغی اُس بارش کو کہتے ہین جو حد سے زیادہ برس جائے اور کھیتون کو تباہ کردے اور یا حق واجب مین کمی رکھنی کو بغی کہتے ہین اور یا حق واجب سے افزونی کرنا بھی بغی ہے غرض ان تینون مین سے جو محل پر صادر نہین ہوگا وہی سیرت خراب ہوجائے گی اسی لئے ان تینون کے ساتھ موقعہ اور محل کی شرط لگادی ہے اور جگہ یاد رہے کہ مجرد عقل یا احسان یا ہمدردی ذی القربیٰ کو خلق نہین کہہ سکتے بلکہ انسان مین یہ سب طبعی حالتین اور طبعی قوتین ہین کہ جو بچون مین بھی وجود عقل سے پہلے پائی جاتی ہین مگر خلق کے لئے عقل شرط ہے اور نیز یہ شرط ہے کہ ہر ایک طبعی قوت محل اور موقعہ پر استعمال ہو۔

خطبہ

جو حضرت مخدوم مولٰنا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ بروح القدس نے ۲۴ - نومبر ۱۸۹۹ء کے جمعہ مین پڑھا۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝

ترجمہ

اور اُن کے لئے بڑا بھاری نشان یہ ہے کہ ہم نے اُن کے آبا و اجداد کو بھری ہوئی کشتی مین سوار کیا اور اُن کے لئے ہم نے اسی جنس کی ایک چیز پیدا کی ہے جس پر سوار ہون گے۔ اگر ہماری مشیت چاہتی تو اُن کو غرق کر دیتے اور پھر کوئی فریاد رس اُن کو بچا نہ سکتا اور نہ کسی طرح پر اپنی قوۃ بازو سے مخلصی پا سکتے۔ ہان یہ سب کچھ ہمارا فضل اور رحمت ہے اور اس لئے ہے کہ ایک مدت تک گذارہ کرین۔

جب اُن کو کہا جاتا ہے کہ بچاؤ کرلو اُن سزاؤن سے جو نقد موجود ہین یا کچھ مدت بعد آنے والی ہین تا کہ تم پر رحم کیا جاوے تو اس وعید کو ہنسی مین اُڑا دیتے ہین اور یہ کچھ اسی پر موقوف نہین بلکہ اُن کافر نعمتون کی عادت ہوگئی ہے کہ جب کوئی نشان نازل ہوتا ہے یعنی (کوئی مامور بشیر نذیر آجاوے تو اُس کی تبشیر اور انذار سے منہ پھیر لیتے ہین)

ان آیات نے خدا تعالیٰ کی مقتدر متصرف بالارادہ ہستی پر ایک زبردست دلیل بیان کی ہے۔ اور نظام نبوت کی زبردست اصل پر صاف روشنی ڈالی ہے اور ان مین مسئلہ حشر کے اسرار مین سے ایک سر کو آشکارا کیا گیا ہے۔

بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل دونو کے لئے خواہ وہ مکہ کے لوگ ہون یا مدینہ طیبہ کے رہنے والے یہ سب سے بڑا نشان تھا کہ خدا تعالیٰ نے ایک زمانہ مین عذاب کے پانی مین ایک سرکش قوم کو غرق کردیا اور ایک مخلص اور حسن ظن اور صبر سے کام لینے والی راستباز پاک جماعت کو ایک چوبی کشتی کے ذریعہ نجات دی۔

قرآن شریف کے طرز بیان پر غور کرنے والی طبیعتین اور اسرار کلام میں تدبر کرنے والے سلیم دل ایک لذت پاتے ہین جب وہ آیت لہم کے لفظ پر غور کرتے ہین خدا تعالیٰ نے اٰيَةٌ لَّهُمْ کہہ کر ایک عظیم الشان نشان کا پتہ دیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا وجود خدا تعالیٰ کے الغیب وجود پر ایک بین دلیل ہوتا ہے انکی زندگی کا ہر لحظہ اُن کی ہر حرکت و سکون ایک نشان منتشر ہوتا ہے اس سے پتہ لگتا ہے اور ایک

دیکھنے والی آنکھ دیکھ سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکومت ایک ممیز گورنمنٹ ہے کیونکہ وہ دیکھتی ہے کہ ایک ہی امر اور فعل ایک ہی قانون اولیاء اللہ یعنی خدا تعالیٰ کے مقربین محبوبین کے لئے راحت رسان اور تسلی دہ ہے اور وہی ان کے مخالفین یعنی اعداء اللہ کے لئے ذلت اور ہلاکت کا موجب ہے اگر یہ تمیز نہ ہوتی تو حقیقت میں وجود باری عز اسمہ کا ثبوت نہ ہوتا اور دنیا میں دہریت اور مادہ پرستی کی خطرناک تاریکی پھیل جاتی

یہی ایک بات ہے جو خدا کے حضور سوز دل اور چشم گریان سے دعا مانگنے والوں اور لقاء الٰہی کے پیاسوں کو ایک خوبصورت امید دلاتی ہے اور عاصیوں شریر حقہ کے نافرمانوں کے لئے خوفناک دھمکی ہے۔ سورج پرست احمق! یا آتش پرست احمق! اس نکتہ معرفت سے کب لذت پا سکتا ہے۔ مثلاً جس نے سورج کی پرستش خواہ اس کی ظاہری نوازہر کو دیکھکر خواہ اس کی روشنی اور نورانیت کو دیکھ کر کی ہے اس نے اس حقیقت سے کب سرور پایا ہے کہ آیا سورج میں تدبیر بالارادہ کی قوت اور تصرف تام کی طاقت بھی ہے یا نہیں؟ کیا سورج اپنے پرستار ہی کو فوائد پہنچا سکتا اور مخصوص کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں یا اپنے منکروں کو محروم کر سکتا ہے؟ قطعاً نہیں پھر جب ایک مخلص اور منکر کے درمیان کوئی تمیز اور تخصیص نہیں ہو سکتی تو بہتر بتلاؤ کہ وہ کیا چیز ہو سکتی ہے جو ایسے اشیاء کی عبادت اور پرستش کی تحریک کر سکے۔

پس جس چیز نے میرے ایمان میں ایک طاقت پیدا کی اور جس نے میرے غم وہم کی گھڑیوں کو مسرت و انبساط کے دراز اور غیر فانی دنوں سے بدل دیا ہے وہ یہی حقیقت ہے جو خدا تعالیٰ کی متمیز گورنمنٹ کو حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود سے دیکھ لیا ہاں آنکھوں سے دیکھ لیا ہے والحمد للہ علیٰ ذالک

میرے دوستو! یقیناً یاد رکھو کہ خدا ہے اور اس کے سوا نہ زمین پر نہ آسمان پر کوئی اور مدبر بالارادہ ہستی ہے جو اولیاء اور اعداء مطیع اور عاصی میں فرق کرکے قانون ممیز بنا دے

میں ایک بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ حقیقت میں یہ ایک بڑی لذیذ راہ ہے جو سیرۃ الانبیاء کے پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ ہم نے سیرۃ الانبیاء کے پڑھنے سے اس راہ کا نشان پایا اور خدا کے موعود مسیح کے وجود سے اس کے آثار اور وجود کو دیکھا اور پھر اس کے طفیل سے اپنی ذات میں اس کے ثمرات کا مزہ چکھا اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم

الغرض اس مقام پر غور کرو اور سوچو کہ وہ کیا بات تھی کہ ویسی ایک طوفان سے کئی کروڑ انسان ہلاک ہوتے ہیں اور چند مخلص جان نثار راستباز کا ساتھ دینے والوں کا گروہ بچ جاتا ہے اسی سے خدا کی ممیز حکومت کا پتہ لگتا ہے خدا تعالیٰ نے جو اپنی اس حکیم و مجید کتاب میں یہ ذکر فرمایا ہے کیا یہ داستان ہے؟

نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ ان قصص کے اندر ہر وقت ایک متنبہ کرنے والی نصیحت اور سبق موجود ہے۔ مثلاً اسی واقعہ میں خدا تعالیٰ کے طرز حکومت امتیازی کو نہ سمجھنے والے ایک شخص کا جو اولیاء اللہ کے ساتھ سلوک الٰہی کے راز کو نہ جانتا تھا اس رنگ میں ذکر کیا ہے اور اس کے جھوٹے علم اور مادی اٹکل اور زمینی کوششوں کے بیکار جانے کا حال بیان فرمایا ہے کہ اس نے کہا میں جبل (پہاڑ) کے ذریعہ بچ جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ نوح کے خدا کا زور وہاں تک بھی پہونچ سکتا ہے اس شخص کے اس پہاڑ کے پناہ کے دعوے نے درحقیقت مادی اور محدود عقل پر نازاں اور اعتماد کرنے والوں کی قوت و وسعت معلومات اور تجربوں کا چہرہ اتار کر دکھا دیا ہے۔ مگر اس کے جواب میں عارف باللہ جو خدا تعالیٰ کے حقیقی قانون قدرت سے واقف ہے فرط رحمت سے کہتا ہے کہ اے میرے پیارے بیٹے ایسے خطرناک وقتوں میں ہماری معیت اختیار کر اور خدا کے اقتدار کے منکروں کا ساتھ مت دے یہ تیرا کہنا کہ الماء (پانی) سے جبل تجھے بچا لے گا درست نہیں۔ یہ معمولی پانی نہیں کہ انسانی تدبیر اس کے راہ میں بند لگا سکے یہ امر اللہ ہے اور امر اللہ سے کوئی انسانی تدبیر کسی طرح بھی بچا نہیں سکتی ایک ہی چیز ہے جو ایسی خوفناک گھڑیوں میں حافظ و عاصم ہوتی ہے وہ اللہ کا رحم ہے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ مادی پناہ پر اترانے والا بھوکی موجوں کا طعمہ بنا اور رحم الٰہی کو ملجاء

و ماوا بنانے والے سلامت رہیں عرب کے مشرکین بھی اپنے پرزور اور پرقوت رئیسوں کو جبل کہا کرتے تھے اور وہ مخالف رئیس آئمۃ الکفر ضعیف مسلمانوں کے مقابل اپنے تئیں الجبال کہا کرتے تھے اور یہ محاورہ ان کا درحقیقت پرانا محاورہ ہے اسی بنا پر خداوند تعالیٰ فرماتا ہے

تری الجبال تحسبھا جامدۃ و ھی تمر مر السحاب

یعنی ان پابرجا پہاڑوں کو ہم راہ سے یوں اٹھا دیں گے جیسے بادل اڑتے ہیں اور صاف قاع بنا دیں گے کہ اسلام کا ناصح اور مانع اس دیار میں کوئی نہ رہیگا اس واقعہ اور ان الفاظ سے عبرت دلائی ہے عرب کو کہ تم بھی عنقریب اپنی مخالفت کی وجہ سے تباہ ہونے والے ہو اور تمھارے جبال کچھ کام نہ آئیں گے چنانچہ آخر نتیجہ یہی ہوا کہ نوح ثانی سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعدا اسی طرح ہلاک ہوئے

میں نے خلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون میں غور کی میرے دل میں یہ بات لذت اور انکشاف سے پڑی کہ اس میں ویسی ہی دو اور عظیم الشان کشتیوں کی طرف اشارہ ہے جو اسی طرح ویسے ہی وقتوں میں تیار ہونے والی اور اولیاء اور اعداء میں تفریق کرنے والی ہیں۔ دوسری کشتی تو نوح ثانی ہمارے سید و مولی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی جس کی طرف میں اشارہ کر آیا ہوں

تیسری کشتی نوح ثالث مسیح موعود مہدی مسعود علیہ السلام نے تیار کی ہے۔ اسی تیسری کشتی اور اس کے زمانہ کی طرف حضرت مسیح اسرائیلی علیہ السلام نے ارشاد کیا ہے جہاں اپنے دوبارہ آنے کا نشان بیان فرمایا ہے کہ جیسا نوح کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابن آدم کا آنا بھی ہوگا کیونکہ جس طرح ان دنوں میں طوفان کے پہلے کھاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تھے اس دن تک کہ نوح کشتی پر چڑھا اور نہ جانتے تھے جب تک کہ طوفان آیا اور ان سب کو لے گیا یعنی ہر ایک نوح کی آمد چاہتی ہے کہ اس سے پہلے زمانہ کی حالت نہایت امن اور راحت اور عیش و عشرت کی ہو اور لوگ فسق اور تن پروری کے لوازم کے استیفا کے سبب سے خدا تعالیٰ سے قطعاً غافل ہوگئے ہوں۔

غرض مسیح علیہ السلام تو ان الفاظ میں اسی کشتی کی طرف ایما کرتے اور پیش گوئی فرماتے ہیں اور قرآن کریم خلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون کہہ کر ایک زمانے کا پتہ دیتا ہے اور غرض جیسے میں بیان کرچکا ہوں مسیح علیہ السلام کے وعدہ کے موافق اور قرآن کریم کی پیشگوئی کے بالکل مطابق نوح ثالث آگیا ہے اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ کشتی نوح علیہ السلام کے بعد اولاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طیار کی کیونکہ

اس پیشگوئی کے اول اور اتم مخاطب اور مشار الیہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہی تھے اور پھر آپ میں ہو کر اس نوح ثالث نے جو مسیح کے الفاظ میں ابن آدم یا خود مسیح اور ہمارے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں امامکم یا مسیح موعود اور مہدی مسعود اور خدا تعالیٰ کے الفاظ میں علاوہ ان ناموں کے نوح ہے طیار کی ہے۔ یہ کشتی بیعت کی کشتی ہے جس کا اعلان مارچ ۱۸۸۹ء میں لودھیانہ سے دیا گیا غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر ان سب باتوں میں ایک راز اور حقیقت نہ ہوتی تو کیوں خود مولی کریم نے اس بیعت کی کشتی کے طیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے اس کو ان ہی الفاظ میں مخاطب کیا ہے جن الفاظ سے نوح کو پکارا تھا۔

ہو سکتا تھا کہ اشتہار بیعت معمولی الفاظ میں لکھدیا جاتا کہ مجھے بیعت لینے کا حکم ہوا ہے لیکن وہ سب جنھوں نے اس اشتہار کو پڑھا ہے بتلا سکتے ہیں کہ اس میں وہی الہام درج ہے جو کئی ہزار برس پیشتر نوح ابن لامک کو ہوا تھا کہ ان اصنع الفلک الآیہ اے نوح ہماری وحی کے موافق اور آنکھوں کے سامنے ایک کشتی طیار کر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ آدم سے لے کر اب تک یہ کشتی کی وحی تین ہی شخصوں کو ہوئی ہے۔ پس کہاں ہے وہ آنکھ جو اس معاملہ کو دیکھے اور کہاں ہے وہ خدا ترس دل جو ان خدا کی باتوں میں غور کرے۔

کیا سالہا سال اس سے پہلے یہ الہام جو براہین احمدیہ میں درج ہے

ایک عجیب شہادت نہیں ڈرو اور زبانوں اور دلوں کو سنبھالو کہ کہیں ایسا صادق کو مفتری کہہ جاؤ گے۔

پھر سے دوستو جو اس فلک میں سوار ہوئے ہو اس کی قدر کرو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو اور ڈرتے رہو تم پر خدا کی حجت سب لوگوں سے زیادہ پوری ہو گئی۔

تم ہر روز نشان پر نشان دیکھتے ہو اور پھر مانتے بھی ہو چاہیئے کہ تمہارے ایمان و اعمال میں بیّن ترقی کے آثار نمایاں ہوں لغویات میں اوقات ضائع نہ کرو متقین تو خدا کے نشانوں کے مطالعہ سے فرصت نہیں ہونی چاہیئے۔

نڈر نہ ہو کہ تم ایسا سوار ہوئے اب کونسا طوفان کیا ہے فلا یامن من مکر اللہ الا القوم الخاسرون

اگر تقویٰ اللہ نہیں تو ڈر ہے کہ بجزت الٰہی ہیں منجدھار میں کشتی سے باہر نکال پھینکو۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ وَ اٰلِہٖ اَجْمَعِیْن

اسماء مبایعین

(۱) غلام مصطفیٰ طالب العلم جماعت ششم پٹیالہ انہوں نے جو حضور مسیح علیہ السلام کی خدمت میں بیعت کا عریضہ لکھا ہے اس کی نقل اس جگہ کی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - بعالی خدمت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ غلام مصطفیٰ طالب العلم جماعت ششم عرض پرداز ہے چونکہ میرا دلی مدعا ہے کہ گو حضور کی جماعت بابرکت میں شمار ہووے لہذا مندرجہ ذیل اشعار خدمت عالی میں ارسال کر کے اپنی بیعت اور حضور کے مسیح و مہدی ہونے کا اقرار کرتا ہوں براہ بندہ نوازی میری طرف سے غائبانہ بیعت قبول فرمائی جاوے

قصیدہ
بعالی خدمت حضور مسیح علیہ السلام

(عمر ۱۳ سال)

ای امام وقت حاجت تھی تری آنیکی سخت
وقت پر ہی ہو گیا خالق ہے ہم پہ مہربان
راہ میں تیری دیکھتے تھے اور کتنے سال تھے
کرتے تھے تیری تلاش و جستجو خورد و کلان
جو نظر میں دوسروں کی قوم بس ممتاز تھی
دوسری تھی اب سمجھتی اسکو بدتر از بدان
قوم کی کشتی پڑی تھی سخت مہلک قعر میں
نا کوئی تھا ناخدا اور نہ کوئی پاسبان
غیر قوموں نے کیا تھا دین برحق کو ذلیل
دین بچارہ تھا تڑپتا مثل مرغ نیم جان
الغرض جب قوم کی حالت کا یہ نقشہ ہوا
پہنچی اسکی آہ و زاری از زمین تا آسمان
ہو گئیں اسکی دعائیں ساری مقبول خدا
تب کیا خالق نے تجھکو مہدی آخر زمان
تیرے آنے سے ہوئی ہیں برکتیں نازل بہت
تیرے آنے سے پڑی اسلام میں دوبارہ جان
تیرے آنے سے ہوئی ہے کفر کی ہلکی گھٹا
تیرے آنے سے ہوئیں کم جہل کی طغیانیان
تیرے آنے سے بہت پہنچے ہیں ہم کو فائدے
ہو گئے ہیں راز افشا جو کہ ہوتے تھے نہان
تو نے ثابت کر دیا ہے ناصری کی موت کو
تو نے ہی باطل کیا اس کی خدائی کا گمان
اس کی تربت کا پتہ تو نے دیا کشمیر میں
جسکا واقف تیری برکت سے ہوا ہندوستان
جسنے ہی کشمیر کے منصب کو دگنا کر دیا
اور ہوئے مشہور عالم کوچہ ہائے بازخان
تو نے نانک کو کیا ہے اہل ایمان میں شریک
تو نے ہی باندھا ہے سب سے اچھا چولے کا سماں
پر نہ کی کچھ قدر تیری عالمان قوم نے
کرتے ہیں منسوب تجھسے سیکڑوں گمراہیان
آپ کو کہتا مفتری دوسروں کو دوزخی
کیا یہی ہے مولویت کا بڑا بھاری نشان
گرچہ انکی زشت گوئی کی نہیں کچھ انتہا
پر ہے تیری صبر و استقلال کا پلہ گران
کیوں نہ ہو تجھکو کیا خالق نے ہے عدل و حکم
گمرہ نکار ہنما و تکیہ گاہ بیکسان
تشنگان دین کو تو کوثر فردوس ہے
دشمنان دین کو خنجر تری کلک روان
سیکڑوں مردہ دلوں میں جان تو نے ڈالدی
چلتی اس دلبر بہار اب جسپہ چلتی تھی خزان
کلک تیری مثل شمشیر الٰہی بن گئی
جس سے کٹ جاتی ہے فوراً ہر مخالف کی زبان
جو مقام قرب حاصل تجھکو ہے روشن ضمیر
کیا قدر اس کی کرے یہ تیرہ دل ہندوستان
گرچہ تحسین کا ہے عالم پر مجھے امید ہے
مجھکو لائیں گی تری در پر مری بیتابیان
کر جماعت میں تو اپنی مجھکو بھی داخل ضرور
میں سمجھتا ہوں تجھی کو ہے مہدی زمان
کر دعا میں مجھکو بھی شامل کہ یہ ہمارا ہوں
کیوں مسیح کے ہوتے ہوں مجکو بھلا بیماریان
مصطفیٰ اب بند کر لے اپنی زبان خام کو
کیونکہ تجھکو امتحان کی ہیں بہت تیاریان
گر خدا نے چاہا وہ بھی وقت آئیگا ضرور
تو ہی ہو گا اور مسیح وقت والی قادیان

---

(۲) قاضی حسام الدین صاحب - ساکن کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ
(۳) عبد المجید صاحب (۴) عبد الحمید صاحب (۵) عبد العزیز ابنائے قاضی حسام الدین ساکن " " " "
(۶) اللہ جوایا ماہی گیر " " (۷) قاضی محمد عالم صاحب انسپکٹر انہار ساکن کوٹ قاضی محمد زاہد ضلع "
(۸) کریم بخش ساکن ہرچھو ضلع گورداسپور حال چوڑی نمبر ۱۴۲ - ضلع جھنگ ڈاکخانہ روڑی
(۹) شیر محمد سابق شیر سنگھ ولد فتح سنگھ ساکن چکوال ضلع جہلم
(۱۰) علی محمد ساکن کلو سوہل ضلع گورداسپور
(۱۱) ابراہیم " دھرم کوٹ بگہ " "
(۱۲) عبد العزیز عرف خلیفہ کالو لاہور موچی دروازہ
(۱۳) محمد اشرف ساکن بلانی ضلع گجرات
(۱۴) حاجی احمد نمبردار ساکن رواڑ ضلع شاہپور ڈاکخانہ کوٹ مومن۔

چه ها از عنایتها و نعمتهای حضرت باری تعالیٰ محروم شدن ترک دنیا و یاد خدا است

ترک دنیا ترک تر خوراک نیست
ترک دنیا ترک خوش پوشاک نیست
ترک دنیا نیست ترک مال و زر
تارکی سے ترک فرزند و پسر
تارکی سے ترک زن ای با ہنر
این نہ ہرگز سنّت خیر البشر
این صفات کبریا ای مہربان
از تو ناید کبریائی بیگمان
بندئی پس بندگی را چاره کن
تو نہ با حق ہمسری را چاره کن
توبه کن توبه ازین امر محال
توبه کن توبه ازین باطل خیال
ہر خورد و نوش تو صد چیز ہا
گر دپیدا از عنایت کبریا
بہر ہر حاجت ترا ہر چیز داد
شکر حق ہر دم بگو اسے با مراد
این نہ دنیا این نہ دنیا ای عزیز
بلکہ دنیا غافلی اسے با تمیز
لطفہائے حق مدان دنیائے دون
این گر مہارا مگو دنیا نہ این
در حقیقت طعنہ ہا با حق بجی
اینکہ نام لطفہا دنیا نہی
توبه کن توبه ازین کار قبیح
توبه کن توبه ز توہین صریح
بنده را شایان نہ توہین خدا
باز گویم توبه کن اسے با صفا
اسے منہ دنیا تو نام فضل ہا
نیست دنیا جود ہای خوش لقا
چیست دنیا از خدا غافل شدن
مولوی روم گفت ای جان من
پس مشو غافل ز یاد کبریا
یاد در ہر کار دار اسے با وفا
یاد داری کار دل اسے یار من
این نہ کار دست ای غمخوار من
باش در کار و خدا را یاد دار
دست را در کار دار و دل بہ یار
ہست بیکاری بسا بے عزتی
در بدر خواری و از حق غافلی

دست و پایت داد مولیٰ بہر کار
تا بدست آری تو رزقہای ہوشیار
رزق صد نوع آفریده بہر تو
تا کنی حاصل خوری ای نیک خو
عقل واده رہبر امرو کار
نیز فہم جود ہائیش را شمار
بہر شکر و ذکر ای دلبر زبان
گفتگو و ذائقہ را نیز دان
بین چہ وصنعت آشکارا میکند
کے تعلقہای عالم را برد
تاج سر پا تخت خواہد ای عزیز
خواہشت صد گنج ہم ای با تمیز
سینہ شد گنجینہ مہر خدا
پس بیاد ش خور ہمہ انعامہا
باز خواہد زندگی اسے با تمیز
زندگی اسباب خود را ای عزیز
کار حق فہم و باد بر زن قدم
بیہده ہرگز مدان این منتظم
بر خلاف قدرت ای دلبر مکن
بر خلاف حق مگو ہرگز سخن
با تعلقہا سے نفس پلید
گر بریدی پیر باشی من مرید
حق نہ بہر تارکی اسباب داد
بلکہ تا ہر دم شوی زو بامراد
آنچہ گوئی آنکسان زنیسان کنند
آنکہ بار گردن خلقت شوند
ال مردم را خورند از مکر ہا
جو فروشی و در جہان گندم نما
دام تزویر آنکہ قرآن را کنند
نقد ایمان را بہ شیخی ہا دہند
وصل دلبر نیست در لاف و گزاف
ای بلفاظی نہ گردد سینہ صاف
آنچہ گویند آن نہ خود ہرگز کنند
این عجب پیر مغان و رہبر اند
پیش مولیٰ حال شان خواہی تو دید
واقفی از نعره ہل من مزید
تو مشو ہر گام ایشان گام ہم
من نخواہم دیدنت آنجا بکم
یاد کن تعلیم پاک مصطفیٰ
آنکہ ما را شد امام و پیشوا
آنکہ تاج انبیاء و اولیاء
آنکہ ماہی چرخ عز و جاه را

آنکہ گشتہ حجت اللہ بر زمین
کرد اتمام حجج بر جاہلین
من چہ گویم وصف آن شاه ہدا
خود خدا او را شده مدحت سرا
کے پسندید این چنین او تارکی
از شہ ملک عرب گو اسے اخی
او نہ ما را امر کرد اسے با تمیز
در بدر ما خوار باشیم ای عزیز

گر ہمین تعلیم داد آن مہربان
صدقہ و خیرات و فطره یاد کن
نیست در اسلام ہرگز راہبی
امر ترک مال و زن بودی اگر
این نہ ہرگز امر رب العلمین
این نہ طرز انبیاء و صالحین
از عنایتہای رب العلمین
تو زکہ آموختی ای مہربان
ای بہ شیخیہا چرا افتاده
آنکہ فرعون لعین شد در جہان
یا شده شداد نادان خصال
این نمونہ ہا ترا پندی و نہ
تو ز امثال بدان صد پند گیر
نیز قند قند و شہد از زہر دان
در چمن قانون خار و گل ببین
گونا گون خوی خلق را پیدا نمود
تو خبیثان را بہ خلق شان گذار
بر خلاف شان ہمیشہ کار کن
آنچہ گوئی خوش ہمان بودے اگر
اہل عالم را چرا حق ساختی
ای چرا صد چیز ہا خوش اکلہا
کرد پیدا بہر تو این چیز ہا
اختراع خود مگو از حق بگو
خوش خورو خوش پوش ای والامکان
سیرت درویش آرائی با صفا
از برون چون گل نمای ہوشیار
دست و پا جنبان بخور رزق حلال
ہر یکی نعمت بخور مسکین نما
گر بپیچا تارک نعمت شوی
این غضب گر نعمت مولیٰ خوری
نیست دنیا نیست دنیا غافلی

پس چرا احکام شرعی زد بیان
حکم ما را شد چرا ای خوش صفات
این چرا فرمود ما را آن نبی
پس چہا احکام دین ای با ہنر
این نہ ہرگز گفت با ما شاہدین
این نہ خوی رہبران قوم دین
کیست کو محروم شد ای نازنین
این نہ ہرگز سنّت اسلامیان
ما بدست و ہم ما دل داده
باشد و نبود ندای مہربان
ما شده قارون بخیل بد مآل
این کجا مولیٰ بد بہا می برند
قول لقمان ست ای روشن ضمیر
واقف اسرار باش ای مہربان
خوشترین روئیدگی ہم بدترین
قدرت مولیٰ مگر ہوشت ربود
رحمت مولیٰ نہ کار شان برار
رحمت حق را تو زنیسان مگن
پس چرا حق ساختی زیر و زبر
با عنایتہا چرا بغوا حتی
آنکہ خوش خوش میخوری و میخوری
پس مشو محروم از لطف خدا
بہر محرومی کجا شد حکم زد
تخت شاہی بر نشین ای مہربان
گرچہ بیرون صورت باشد چو شاه
سینہ از مہرش چو لالہ داغدار
شکر نعمتہا بگو اسے باکمال
با فراغت فرض مولیٰ کن ادا
کی بہ محشر حصہ از رحمت بری
باز از یادش کنی پہلو تہی
یاد ہم آرش کہ انعامش خوری

غفلت از یاد ولی نعمت نہ یار با
غافلی دنیا تو دنیا دور دار

الحکم نمبر ۴۳ جلد ۳ — ۳۰ نومبر ۱۸۹۹ء

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

[illegible] میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے [illegible] فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا [illegible] پانی جانا [illegible] وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو [illegible] چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر [illegible] قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ [illegible] ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے خالص ممیرہ فی تولہ عہ مصری سرمہ فی تولہ عہر [illegible] اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار و سے بچنا چاہیے

المشتہر [illegible] مباسنگہ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

[illegible] اور کیا عجب شفایابی ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی [illegible] کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار [illegible] ایجاد کیا ہے [illegible] واسطے [illegible] [illegible] پانی جانا دھند [illegible] آنکھ [illegible] ناخنہ یا پرانی اندرکی جھلی [illegible] پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہو [illegible] میں جہاں لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہو وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔
راقم ڈاکٹر ڈی۔ایم۔بی۔ایم۔ساگلی صاحب بہادر ایم۔بی۔ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار مباسنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ انجم دیوی بعمر ۴۵ سال [illegible] پر کیا ہے مریضہ مذکور کی پلکوں میں خورد خورد دانے [illegible] سے تھے اور پڑوال پڑنے سے [illegible] آنکھیں [illegible] سرخ اور [illegible] ان میں سے کثرت سے مواد [illegible] اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے صحت پائی
راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین [illegible] ایل۔ایم۔ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار مباسنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری [illegible] کے لئے یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔
راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم۔ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار مباسنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے کے لئے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم۔ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سناوٹ میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

عام سے قیمت سالانہ پیشگی ہے
خاص اور معاون جو کچھ لطف فرماویں

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

نمبر — قادیان دارالامان ۱۰ دسمبر ۱۸۹۹ء مطابق ۷ شعبان المعظم ۱۳۱۷ھ — جلد ۳

خطبہ

جو یکم دسمبر ۱۸۹۹ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے پڑھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ سورہ ابراہیم رکوع ۵۔

اور جب ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کی حضور یوں دعا مانگی۔ اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا بنا دے! اور مجھکو اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پرستش سے بچا۔ اے میرے پروردگار اُنھوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ جو شخص میرے پیچھے ہو لیا وہ مجھ سے ہے اور جسنے میرا کہنا نہ مانا تو غفور رحیم ہے! اے میرے پروردگار میںنے اپنی اولاد میں سے بعض کو ایک وادی میں لبا دیا ہے جس میں کوئی کھیتی باڑی نہیں ہے جو تیرے معزز گھر کے پاس ہے اور یہ اس لئے ہے کہ نماز کو درست رکھیں اور طرح طرح کے پھل اُن کو عطا فرما کہ وہ شکر گذار ہوں۔ سو تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکا اور اُن کو ثمرات عطا فرما کہ وہ قدر دان ہوں میںنے ان چند آیتوں کو آج محض اس غرض سے پڑھا ہے تاکہ اپنے دوستوں اور سننے والوں کو خدا تعالیٰ کی اُس عادت مستمرہ کا نشان دکھاؤں جو اُس کے مرسل و مامور اور راستباز بندوں کے ساتھ جاری ہے۔

ان آیات پر ایک پر غور نگاہ کرنے سے پتہ لگے گا۔ کہ جب خدا تعالیٰ کے راستباز۔ برگزیدہ مامور کسی سرزمین کی طرف توجہ کرتے ہیں تو اُس پر خدا تعالیٰ کی کیسی توجہ ہوتی ہے اور وہ زمین کیا سے کیا ہو جاتی ہے؟

اسلام میں بڑا عظیم الشان نمونہ خدا کے انواع و اقسام فضلوں کا سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی پاک ذات ہے۔ قرآن کریم میں آپ کا ذکر اس لئے بھی ایک عظمت کے ساتھ ہوا ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے

والد ماجد۔ اور قریش عرب کے مورث اعلیٰ ہیں اور وہ بزرگ شخص ہیں جو تاریخی دنیا میں نبوت کا کامل معیار ہیں اور جنہوں نے خدا تعالےٰ کی راہ میں ہر قسم کے تکالیف اور قربانی دکھائی اور خدا کے وعدے ان کے گویا پورے ہوئے آسمان کے تاروں اور سمندر کے قطروں اور بیابان کی ریت سے ان کی ذریت زیادہ ہوئی۔

ان آیات میں خدا تعالیٰ نے ایک بات یاد دلائی ہے جو ایک عظیم الشان پیشگوئی اپنے اندر رکھتی ہے اور جس کا دامن قیامت تک لمبا ہے ہر زمانہ میں اس کی صداقت کا زندہ ثبوت ملتا ہے۔ سیدنا ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مولے سمیع علیم سے عرض کرتے ہیں کہ میں اپنی اولاد کو اس وادی میں جہاں نہ کسی قسم کی راحت و آسایش کے سامان ہیں آباد کرتا ہوں کہ وہ بھی تیرے محرم اور مکرم بیت کے جوار کے سبب سے مکرم و محترم ہوں اور اس توحید خیز پاک سرزمین میں ان کی روحیں اقامت صلوٰۃ کی طرف متوجہ ہوں اور حقوق الٰہی کے ادا کرنے میں عالم کے لئے نمونہ ہوں اور ساری دنیا ان ہی سے تیری صلوٰۃ یعنی تیری حقوق کی بجا آوری کا سبق سیکھے اور اس وادی کے خوشگوار پانی اور اس کی قدرتی زرع سے ساری دنیا نئی زندگی پائے سو تو بھی ناس (یعنی جنھیں یہ مرکز توحید قدامت کے سبب سے فراموش ہوگیا ہے) کے فؤاد (یعنی جو عشق و محبت کا منبع ہے اور جس میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اصلی وطن کے یاد سے اس میں اشتعال پیدا ہو جائے۔) میں وہ قوت ہوا اور عشق کی ڈالدے کہ اطراف عالم سے دیوانہ وار ان کی طرف دوڑے آئیں۔ اللہ اللہ وہ وقت کیا تھا اور وہ دل کیا تھا اور وہ مقام کیا تھا۔ اس دعا کو دیکھو اور پھر اس دعا کے نتیجہ کی طرف دیکھو۔ وہ وادی غیر ذی زرع جہاں اس وقت مکہ معظمہ واقع ہے اس وقت جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی بے آب وگیاہ ٹیلوں اور کنکریلے میدانوں کے سوا کچھ نہ تھا۔

اس میں شک نہیں کہ غیر معلوم زمانہ سے خدا کی سب سے پہلی مسجد یہی ہے اور کوئی نہیں بتلا سکتا کہ خدا نے اس کو کب بنایا توریت سے پتہ لگتا ہے کہ جناب آدم علیہ السلام بھی یہاں نماز پڑھنے آئے۔ بہر حال جب ابراھیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اس میں بسایا اس وقت اس کی جو حالت تھی وہ وادی غیر ذی زرع کے الفاظ سے خوب سمجھ میں آسکتی ہے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا سے اس کی اس وقت کی حالت کا بخوبی پتہ لگ سکتا ہے یہ جگہ بے آب وگیاہ ویران اور سنسان بنجر زمین تھی۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی ایک بھیانک نظارہ سڑے ہوئے پہاڑوں کا نظر آتا تھا جن پر نہ کوئی درخت اور نہ کوئی سبزہ۔ کوئی ایسا چشمۂ صافی رواں نہیں جو اپنے دلکش اور خوشگوار نظارہ سے قافلہ کو ٹھیرا سکے۔ اس کے دور دور ایک قبیلہ آباد تھا جنکو جرہم کہتے تھے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ وہ کونسی بات ہو سکتی تھی جو کسی کو یہاں آکر آباد ہونے کی ترغیب دیتی۔

جیسا میں نے ابھی کہا ہے اس وادی کی کیفیت حضرت ابراھیم کی دعا سے خوب سمجھ میں آتی ہے ظاہری حالت تو یہ ہے کہ وہ بنجر اور ویران ہے۔ لوگوں کا رجوع نہیں کسی قسم کے پھل پھول وہاں میسر نہیں آسکتے۔ خدا تعالےٰ کے نام کی عظمت و جلال کو زندہ کرنے والا بھی وہاں کوئی نہیں۔

اس وقت دو آدمی ابراھیم اور اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام اس شکستہ مسجد کی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں۔

اب غور طلب یہ امر ہے کہ ظاہری حالت تو اس کی جو تھی وہ تھی اب وہ کونسی بات ہے اور وہ کیا خوبصورت امید ہے جس پر یہ دو معمار یا ایک معمار اور ایک مزدور نہایت بشاشت اور مسرت کے ساتھ ان شکستہ دیواروں کی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں۔ اور پھر کس قوی دل اور بصیرۃ اور شعور سے کہہ رہے ہیں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ محسن و مولا! جس کے الہام اور القا سے ہم ان دیواروں کو بلند کر رہے ہیں تو ہماری مزدوری قبول فرما اللہ اللہ کیا دعا ہے اور کیا الفاظ ہیں انک انت السمیع العلیم۔ یعنی تو جو ان الفاظ کو جو دل سے نکلتے اور اخلاص سے نکلتے ہیں سنتا جانتا ہے اور پھر ربنا وابعث فیھم رسولا مولی کریم ان میں ایک رسول پیدا کر جس پر تیری وحی متلو نازل ہو اور ایسی کتاب اس کو ملے جو قیامت تک پڑھی جاوے اور یہ گھر توحید کا گھر ہو اور دنیا بھر کے ثمرات سے انکو متمتع کر۔

اب سے کئی ہزار سال پیچھے نکل جاؤ۔ جب کہ یہ مسجد بن رہی تھی اور باپ بیٹا اس کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے اور پھر آج کل جو اس کی حالت ہے اس پر دھیان کرو۔ دیکھو اسی وادی غیر ذی زرع میں

اب کیا ہے جو نہیں ملتا - کوئی پھل کوئی شئے دنیا کی کسی قطعہ پر پیدا ہو بنگال میں ہو یا برہما میں کشمیر میں ہو یا دکن میں شام میں ہو یا یورپ میں غرض کہ روئے زمین کے کسی قطعہ اور حصہ میں ہو مگر مکہ معظمہ میں وہ ضرور پہونچے گا -

پھر اس بنجر اور ویران زمین کی طرف لوگوں کے رجوع کو دیکھو کہاں کہاں سے وہاں پہونچتے ہیں خدا اُسکے مقبول بندہ کے الفاظ میں وہ کیا پاک تاثیر اور جذب تھا جس نے روئے زمین کے دلوں کو مقناطیسی اثر سے کھینچ ہی تو لیا -

فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم

تھوی کا لفظ کیا لطیف ہے ایسی ہوی اُس گرنے کو کہتے ہیں کہ کوئی چیز عمودی کڑ اڑے سے پہاڑ کی گرے .... اور کوئی چیز راستہ میں اُس کو روک نہیں سکتی ایسا ہی داد میں کشش ڈالدے کہ بے اختیار ہو کر کھنچے چلے آویں -

اب دیکھ لو - کہ دنیا کے بلاد مختلفہ سے کیسی کیسی تکالیف و مصائب برداشت کرکے کڑی سردیاں جھیلتے ہوئے اور چل چلاتی دھوپ میں وہاں پہونچتے ہیں راستہ کے مصائب اور مشکلات ان کے شوق اور ارادہ کو پست نہیں کر سکتے - یہ بات کیا ہے کہ وہ بے اختیار ہوئے چلے جاتے ہیں ؟

اصل یہی ہے کہ خدائے خالق کی طرف سے ان دلوں میں ایک جنبش پیدا ہو گئی ہے اور یہ نتیجہ ہے اُس ابو الملۃ سیدنا ابراھیم علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا کا - اس سے معلوم ہوا کہ دعاء مقبول الٰہی کیسے سنی جاتی ہے -

بے آب و گیاہ وادی کا صرف ابراھیم علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا کے موافق آباد ہو جانا یہ ایک نشان نبوت ہے - ورنہ ایک ویران گاؤں جہاں کسی قسم کی دلچسپی اور تجارت اور حرفت کے ذرائع کی وسعت نہ ہو وہاں دنیا بھر کے مشہور اور مرجع خلایق شہروں لندن پیرس قسطنطنیہ مصر امریکہ ہند وغیرہ سے لوگ موت کو پسند کرکے جانا راحت اور تسلی کا ذریعہ سمجھتے ہیں - تو اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ بے آب و گیاہ بستی کا آباد ہو جانا اور لوگوں کا اس طرح رجوع ہونا ایک صادق اور مامور من اللہ کا نشان ہوتا ہے -

اب وہ لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ کیوں کر کسی راستباز کو شناخت کریں ؟ اور وہ کیا معیار ہے کہ گو سنت کی زبان کے کلام کو کلام خدا سمجھیں غور کریں اور خدا کے لئے موت کو پیش نظر رکھکر سوچیں! کہ ابراھیم بظاہر ایک انسان تھا - آدمیوں کی سی شکل اور شمائل رکھتا تھا مگر ان الفاظ کے اُسی طرح پورا ہونے نے قیامت تک جو اُس کے مُنہ سے ایک وقت نکلے یہ ثابت کر دکھایا کہ وہ خدائے جلیل کا کلام تھا۔

عزیزو! خدا کیلئے سوچ کر دیکھو کہ کیا نبوت کی شناخت کا یہ سیدھا راستہ نہیں ہے ؟ بے شک بیشک یہی ایک راہ ہے یعنی یہ کہ اُس کلام غیب میں مقتدر قوت بھری ہوئی ہو اور اُس کا ظہور اعجوبہ نما ہو -

میں حق کے کہنے سے ذرا بھی ہچکچاتا نہیں - میں تم سب کو جو یہاں موجود ہیں اُس سچائی کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں جس کا لطف مدتوں سوچ سمجھ کر مجھے آیا ہے - اسی قادیان کی طرف دیکھو!

کیا یہ بولنے والا ایسے شہر کا باشندہ نہیں جو اس گاؤں سے ہزار درجہ بہتر اور دلکش نظارے رکھتا ہے ایسا ہی تم دیکھو گے کہ بہت سے آدمی جو اپنے آراموں اور ہزارہا راحتوں کو قربان کرکے یہاں آباد ہو رہے ہیں اور ہزارہا میل کا سفر طے کرکے راستہ کی مشکلات اور تکالیف کو جھیلتے ہوئے آتے ہیں کیا اس بستی کے کسی خوبصورت نظارہ کی وجہ سے ؟ نہیں ہرگز نہیں - بلکہ بات یہی ہے کہ یہ جگہ مکہ کی خادم بنی ہے پس اُسی نور کی خدمت کی وجہ سے جو فاران کی چوٹیوں پر چمکا اور مکہ سے نکلا یہ بستی ایک نور کے فرزند کی وجہ سے مخدوم ہو رہی ہے اس نور کے فرزند کے زیر نظر کیا ہے ؟

وہی جو ابراھیم کی دعا تھی لیقیموا الصلوۃ اس سے میرے روح میں سرور کے ساتھ یہ بات آئی ہے کہ کوئی بستی اور کوئی خاندان اور گھر آباد نہیں ہو سکتا جب تک کہ خدا کی عزت و جلال کا نشان اُس میں قائم نہ ہو - مکہ کیا چیز تھی ؟ خدا نے جو اُس کو روئے زمین کا مرجع بنایا - اس کو دجال کے فتن سے ابد الآباد کے لئے محفوظ رکھا اور جہاں لا الہ الا اللہ کی حکومت رہے گی صرف اس لئے معزز و مکرم ہوا کہ وہاں خدا کا جلال ظاہر ہوا بدبخت ہے وہ جگہ جہاں خدا کے نام کی بے عزتی ہو - دیکھو دنیا میں مشہور و معروف شہر بابل

جہاں کئی کروڑ انسان رہتے تھے آخر بدکاری اُسے کھا گئی ڈیڈ سی کے نشانات پر غور کرو۔ اور سوچو کہ جہاں خدا کا جلال نہیں وہاں آبادی ہو نہیں سکتی۔ اور جہاں خدا کے نام کی عزت و عظمت ہو وہ جگہ ویران بھی ہو تو آباد ہو کر دنیا میں محترم قرار پائیگی۔

پس خوب یاد رکھو کوئی دعا، قبولیت کے نشان اپنے اندر نہیں رکھ سکتی جب تک کہ خدا کے جلال کے اظہار کے لئے نہ ہو۔ بیس بائیس سال پیچھے چلو اور دیکھو کہ خدا کے ایک راستباز بندہ کو جو اسی بستی کا نور اور ہادی ہے یہ الہام ہوا تھا **وسّع مکانک یاتون من کل فجٍ عمیق۔** اپنا مکان وسیع کر خدا کے مہمان دور دراز ملکوں سے آتے ہیں۔

اُس وقت یہ مسکین گمنام کوٹھڑیوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ اُس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ برّا مدراس عرب اور کشمیر اور دور دراز قطعات الارض سے مہمان آئیں گے۔ مگر تم آج دیکھ سکتے ہو کہ وہ جو کچھ براہین احمدیہ میں لکھا گیا تھا کیسا سچ ثابت ہوا۔ اور کسقدر دور دراز حصوں سے محض خدا کی رضا جوئی کے لئے خدا کے مہمان چلے آتے ہیں اور آئے دن مکانات کی وسعت کا الہام کیسا ثابت ہو رہا ہے۔

اس گاؤں کا وہ مشرقی حصہ جو سنڈاس بنا ہوا تھا اور جہاں ہزاروں من پاخانہ پڑا ہوا تھا آج تم دیکھتے ہو کہ وہاں کیا ہے؟! ایک لمبا سلسلہ مکانوں کا دیکھ کر تم سمجھ سکتے ہو کہ وہ آواز خدا کی آواز تھی۔ مگر یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ صرف اس لئے کہ غرض یہ تھی **لیقیموا الصلوٰۃ** خدا کا جلال قائم ہو۔ چونکہ یہ مرد خدا خدا کے لئے اور خدا میں بولا اور بولتا ہے اس لئے خدا نے صلہ کے طور پر اس کی بستی کو بھی مومنین کے لئے نشان بنایا کیونکہ خدا کی نعمتیں اور بخششیں اپنا زندہ ثبوت اس سے دیتی ہیں کہ ان کے نمونے سدا قائم رہتے ہیں۔

میں روح اور راستی سے شہادت دیتا ہوں اور جس کی فطرت سلیم اور نیک ہے وہ اس کو بدگمانی سے نہ دیکھے گا۔ میں محض اللہ کے لئے گواہی دیتا ہوں جس کا پاک کلام میرے ہاتھ میں ہے اور جس کے حضور مرکر کھڑا ہونا ہے میں جون ۱۸۹۷ء سے یہاں رہتا ہوں خلوت میں جلوت میں ہر حال میں آدھی آدھی رات تک اپنے امام کی گفتگو سنی ہے میں خوب جانتا ہوں کہ میری روح نے دھوکا نہیں کھایا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ امام کی روح میں خدا کی نصرتیں جس کے ساتھ ہوں خدا کی عزت و جلال کے لئے اُسی طرح جوش اور غیرت ہے جس طرح **سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** اور **سیدنا ابراہیم علیہ السلام** کی روح میں تڑپ تھی۔

میں خدائے ذوالجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پاک ہادیان عالم کے جوش اور اس کے جوش میں میں نے کوئی فرق نہیں دیکھا تو ممکن ہے کہ خدا ایسے شخص کو ضائع کرے۔ ہرگز نہیں!! اگر وہ کامیاب نہ ہو تو سمجھو کہ پھر کوئی کامیاب نہیں ہوا۔

میں جب اول اول یہاں آیا اس متعفن جوہڑ کے ایک بعید کنارے پر ایک جھنڈا گڑا دیکھا۔ میں چونکہ نو وارد تھا اس لئے مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ یہ نشان کیسا ہے۔ مگر بغیر کسی زیادہ سوچ کے زحمت اٹھانے کے ظاہری نظارہ نے مجھے سمجھا دیا کہ مکہ کے پڑوس میں لات منات یا سومنات کا مندر ہونا ضرور ہے اور عادتاً یہ معمولی بدعت اور شرارت اور خبث کا نشان ہوگا جیسی اس کی برادری کے بت گاؤں میں دیکھے جاتے ہیں۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اس گاڑنے والے نے بڑے وثوق سے اسے گاڑا ہے اور چونکہ وہ خدائے غیب الغیب کی قاہرانہ قدرتوں اور اس کی معجزانہ باتوں پر ایمان نہیں رکھتا وہ سمجھتا ہے کہ اس کی شرارت کا منصوبہ چل جائے گا اور آب و گل کے ناقص کی بنائی ہوئی بودی عمارت پائیداری پکڑ جائیگی اور وہ خدا کے قدوسیوں اور مقبولوں کی طرح ایک نشان ہو جائے گا۔ اور معاً خدا کی برگزیدہ کی کارروائی کو اپنی مکار و غدار نفس کے حیلہ سے ملیا میٹ کر دے گا۔ مگر اس نشان کو غیرت الٰہی نے اوندھا کر دیا اور اس مقام پر گاؤں کے ہندو اور چوہڑے موت اور پاخانہ کرتے ہیں اور دور دور سے پاخانہ اور پیشاب روک روک کر لوگ وہاں آتے ہیں کہ اس نشان کو ناپاکی سے شرف اندوز کریں۔

یہ سرسری باتیں نہیں یہ خدا کی باتیں اور عبرت کی باتیں ہیں۔

خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کمینہ بغض اور سفلہ عداوت نے یہ باتیں میرے منہ سے

نہیں ٹھہرا ہیں جیسے ناحق کے بغض
اور شر کا نصیب سے حصہ نہیں
دیا گیا۔ میں نے بارہا غور کی ہے
کہ وہ سومنات کا مندر جہاں
ہندوستان کے بڑے بڑے
عزت مند راجوں مہاراجوں
کی چھ چھ سو تک تعداد
لڑکیاں پجاریوں اور زائرین کی
وقف خدمت رہا کرتی تھیں
کیوں اس کی اینٹ سے اینٹ
بج گئی اور ابرہہ اشرم کا
وہ گرجا جو بیت اللہ کی رقابت
میں اس نے بنایا تھا دیراق کے
سپہ سالار ہاتھوں کے نذر ہوا اور
وہ بڑا اظہاری مندر جس کے دیش
کو سکندر یونانی جیسے فخر سے
نکلا تھا بے نام و نشان ہوگیا۔
اس کا سبب بجز اس کے کچھ
نہیں کہ وہ مکان خدا کے جلال
اور عزت کے اظہار کے مکان
نہ تھے ان کی در و دیواریں
فسق و فجور کا رنگ دیکھ لگا تھا
اس لئے غیرت خداوندی نے
اس کا نام نشان مٹا ڈالا۔
اور بیت اللہ مسجد حرام کی نسبت
دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس کا قیام و
پائیداری اور اعداء کی دست
برد کا ہدف نہ بننا ایک نشان
ہوگا۔ **ذلک لتعلموا ان
اللہ یعلم غیب السموات
والارض** کہ خدا کے
عالم الغیب کے ہاتھوں کا بنایا
ہوا ہے جس کو آسمان و زمین
کے انقلاب اور ان کے زیر
و زبر کرنے والی گردشیں
معلوم ہیں اور وہ خوب جانتا ہے
کہ **مکہ معظمہ**
پر ان کی حوادث کا کوئی اثر نہ
ہوگا۔
اللہ اللہ! اس قدر ظاہرانہ پیشگوئی
اینٹ اور پتھر کے مکان کی
نسبت کوئی مخلوق معمار کر سکتا ہے

مگر یہ نصیب خدا کو خصوصاً
اس مکان کی نسبت ہوا کیوں
اس کا حل ان لفظوں میں ہے
لیقیموا الصلوٰۃ
یعنی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی
عظمت اور توحید کی وہ جگہ ہے
اور ساری دنیا نے اس کی
چھاتیوں سے دودھ پیا ہے
اس **قادیان کے**
جو قریب مثال بنے دی ہے
وہ بے التفاتی کے قابل نہیں
ایک آدمی کی شکل نے کیا کیا
آرزوئیں اور جوش دل میں
رکھکر اور اپنی اٹکل کی پیشگوئی
کی بنا پر اس نشان کو کھڑا
کیا تھا اور ایک گروہ کو اس کے
گرد جمع بھی کیا تھا۔ مگر اس کی
ساری امنگیں خاک میں ملگئیں
اور اس کی تمنائیں گڑھے
کرکٹ کی ٹوکریوں کے نیچے
دب گئیں اور دوسرا حقیقی
راستباز اس وقت اگر گمنام
تھا تو آج ماہ چہاردہم کی
طرح چمکتا ہے اور ہزاروں
راستبازوں کے قلوب اس کی
محبت سے بھر گئے ہیں اور ایک
عالم اس کی طرف کھنچا چلا آتا ہے
اس کی وجہ صاف ہے۔
اے قادیان کے مبارک
نور اور اے پنجاب کے فخر
امام اور ہادی تیری صداقتیں
ابراھیم کی طرح واضح
اور تیرے ثبوت **محمد احمد
(اللھم صل علیہ وبارک
وسلم کما بارکت وسلمت
وصلیت علی ابراھیم)**
کی طرح نمایاں ہیں جو کچھ خدا
کے قاہر اور مقتدر ہاتھ نے
ان تمام برگزیدوں کے لئے
کیا وہ سب تیرے لئے کیا۔
تو ابد کے لئے نور اور ہدایت
آیا ہے۔ زمین تیری تاثیرات

سے بھر جائے گی اور تو برومند
ہوگا۔ اس لئے کہ خدا اور اس
کے فرشتے اور عباد صالحین
رات دن تجھ پر سلام بھیج رہے
ہیں۔ تیرے حاسد اسی طرح
انگلیاں کاٹیں گے اور تیری
ترقیاں دیکھ دیکھ کر بریاں
ہوں گے جیسے ان پہلے راستبازوں
کے ہوئے۔
بڑھ اور پھل اور
پھول کہ تیرا پیڑ اب صرصر کے
جھونکوں کے زد اور پانی اور
باران کے دست برد سے آگے
نکل گیا ہے۔ تو **ابراھیم**
کا فرزند اور **محمد** کا سچا
غلام اور **نوح** کا حقیقی
بھائی ہے **علیہم الصلوٰۃ والسلام**
ہاں اس اپنے ناکارہ
خادم کے لئے بھی ان گھڑیوں
میں لب شفاعت کھول جب کہ
تجھ میں اور خدا میں کوئی حائل
نہیں ہوتا۔
برادران! وقت ہے
اس نعمت کی قدر کرو اور اس
نمونہ سے سبق سیکھو۔
خدا ہم سب کو اقامت صلوٰۃ کی
توفیق دے آمین

گورنمنٹ کیلئے ایک مشکل الحل مسئلہ

ہم نے اخبار پیونیر کے اس عنوان
والے مضمون کا ترجمہ جو دلچسپی
سے بھرا ہوا تھا اپنے چند
ریمارکس کے ساتھ اشاعت مورخہ
۲۴ر نومبر میں شائع کیا تھا اور
امید کی تھی کہ اس پر ضرور کوئی

نکتہ چیں نظر ڈالی جاوے گی حال میں مولوی مرزا صادق علی بیگ صاحب نے اُس کے متعلق اپنے خیالات جریدہ روزگار مورخہ ۹؍ دسمبر میں ظاہر کر کے ہماری اُمید پوری کر دی جس کے دیکھنے سے ہمیں خوشی بھی ہوئی اور رنج بھی۔ خوشی اس وجہ سے کہ حیدر آباد کی اسلامی جماعت میں ایسے اصحاب بھی پیدا ہوتے چلے ہیں جو اخبارات کی مذہبی تحریرات پر غور کرنے لگے ہیں۔ اور رنج اس وجہ سے کہ محرر مضمون نے وسیع نظر سے کام نہیں لیا ہے منصفانہ بحث اور غیر متعصبانہ نکتہ چینی سے ضرور مآخذ فیہا مسائل پر ایک روشنی پڑتی ہے مگر ایسی طرز سے احتراز کرنا لازمی ہے جس سے مسلمہ اصول پر اعتراض لاحق ہو۔

مضمون زیر بحث میں افضلیت واکملیت مذہب کے ثبوت کے لئے دو صورتیں بیان کی گئی تھیں۔ **اوّلاً** یہ کہ ہر مذہب کے علماء و فضلاء اپنی اپنی کتاب کے رو سے اپنے مذہب کی اعلیٰ تعلیم کا ثبوت دیں جس سے اُس مذہب کی اخلاقی حالت اور فضیلت کا موازنہ ہو۔ مگر اس کے متعلق نکتہ چین محرر نے یہ رقم فرمایا ہے کہ اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اس لئے کہ ایک مدت دراز سے اختلاف پڑا ہے اور مباحثے بھی ہوئے اور ہو رہے ہیں مگر کچھ فیصلہ نہ ہوا۔ کاتب مضمون کے اس کچھ سے ہمیں نہایت تعجب آ رہا ہے کہ کس قدر یقین کے ساتھ وہ ابھی سے فائدہ اور فیصلہ نہ ہونے پر فتویٰ لگا رہے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ انھوں نے کس مقام سے بحث مباحثے کے مضمون کو اخذ کیا ہے! علماء وفضلاء کا اپنی اپنی کتاب سے اعلیٰ تعلیم کا ثبوت دینا ہرگز بحث مباحثے کے مفہوم میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جسطرح دو اور دو ہم روئی نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسے جلسوں سے جن میں ہر مذہب والا اپنے مذہب کی فضیلت کے بیان کرنے کا مجاز ہوتا ہے قطعاً کوئی فائدہ متصور نہ ہوتا تو پھر چکاگو (امریکہ) میں کیوں عظیم الشان مذہبی جلسہ کیا جاتا؟ کیا اہل امریکہ جن کی عقل و دانش کا لوہا سارا جہان مان رہا ہے ایک بالکل ہی فضول کام کر بیٹھے؟ کیا اخباری دنیا کو خبر نہیں کہ اسی جلسہ کی بدولت ہندو مذہب نے سوامی دیو اکنڈ اکی وکالت سے اہل امریکہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے اس جلسہ میں ہندو مذہب کی فلاسفی کا بیان ہی تھا جس سے امریکہ میں ایک کایا پلٹ ہو گئی اور اُس کے اعتقادات کی طرف میلان ہوتا چلا جاتا ہے۔ چکاگو کا مذہبی جلسہ تو ایک تاریخی رنگ میں آ گیا ہے۔ اٹالی اور فرانس کے جلسوں پر بھی غور کیجئے کیا یہ تمام فضول اور بیہودہ طور پر کئے جا رہے ہیں؟ جسقدر ایسے جلسوں سے فائدہ کی اُمید ہے اُس کا ثبوت ہر زمانہ کے مقدسین کے کارناموں سے ملتا ہے۔ مذاہب کے بانی اسی اُمید پر اشاعت کا کام کرتے رہے اور ایسی ساعتوں کے ذریعہ سینکڑوں ہزاروں بندگان خدا کو حق و باطل میں امتیاز کرنے کا موقع بلا حجج و براہین کے پیش کرنے کے بغیر کوئی دعویٰ قابل سماعت نہیں ہو سکتا اور نہ تشنگان حق کی پیاس بجھ سکتی ہے لہذا اس پہلی صورت کی اہمیت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کو اپنے سچے مذہب کی اعلیٰ تعلیم افضلیت اور اکملیت کو جس کا دنیا کے دور دور مقاموں میں جہاں کسی اسلامی مشنری کا قدم تک نہیں پہونچا ہے اس پر آشوب زمانہ میں بھی برابر کم و بیش اثر ہوتا رہا ہے۔ دلیل اور برہان کے ذریعہ احسن میں غیر قوم اور مذہب کے لوگوں میں پیش کرنے کا انتظام نہایت ہی ضرور ہے اور اسکی نسبت

وجادلهم بالتي هي احسن ہمارے علیم و خبیر ہادی مطلق کا ارشاد ہے

غرض زیر بحث پہلی صورت سے انکار الٰہی ہدایت سے بدیہی انکار ہے اگر یہ تجویز ٹھہر جائے گی تو سوائے اسلام کے کون مذہب ہوگا جو اس میدان میں قدم جما سکے گا؟ آہ اسکو جلسوں میں رپرزنٹ کرنے والا بھی کوئی ہو۔ جو کوئی اُسے کامیابی کے ساتھ رپرزنٹ کر سکتا ہی کیا وہ قوم کی نگاہ میں قابل وقعت ہو سکتا ہے۔ یا لائق ملامت۔

دوسری صورت یہ بیان کی گئی تھی کہ ہر مذہب کا سرگروہ اپنے مذہب کی صداقت کے ثبوت میں ایک آسمانی نشان دکھلاوے تا یہ ثابت ہو کہ اُس مذہب میں ہنوز الٰہی طاقت اور ربانی قوت باقی ہے۔ مگر صادق علی بیگ صاحب اس کے درجواب یہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ صورت تو ان مفید ہے جو عقل سلیم رکھتے ہیں تخصیص عقل سلیم کی اس جہت سے کی گئی ہے کہ بہت سے نبی پیدا ہوئے اور انھوں نے حقیقی نشانات آسمانی دکھائے لیکن سوائے اُن لوگوں کے

معمولی تعطیل

ہمارے ناظرین اس امر سے خوب آگاہ ہیں کہ ہم ہر سال دسمبر کے آخری ایام میں ایک ہفتہ کی تعطیل کر دیتے ہیں کیونکہ دار الامان میں جلسہ کی وجہ سے اتنی فرصت ہو ہی نہیں سکتی کہ اخبار کا کام ہو سکے علاوہ ازیں سال تمام پر خریداران کا حساب صاف کرنے اور دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے ایسا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ بہرحال یہ نمبر ۱۸۹۹ء کو الوداع کہتا ہے۔

اب پہلا پرچہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو شائع ہوگا انشاء اللہ۔ بحولہ وبقوتہ

اطلاع

ہم نے اس سے پیشتر اطلاع دی تھی کہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء تک مالی سال ختم ہو چکا ہے اس لئے ۱۸۹۹ء کے اکتوبر تک جن لوگوں نے قیمت بھیجدی ہے ان کے ذمہ صرف ۵ر مطبع کے اخیر دسمبر تک واجب ہیں۔ پس حسب اطلاع سابق جنوری سنہ ۱۹۰۰ء میں ہم للعہ ۔ ۴ر معہ قیمت سنہ ۱۹۰۰ء ایسے ناظرین سے بذریعہ وی پی وصول کر لیں گے اور ایسے طریق پر کل دوستوں سے واجب الطلب قیمت کیلئے اخبار قیمت طلب بھیجا جاویگا جو صاحب اخبار لینا نہ چاہیں یعنی وقت پر قیمت دینے کو طیار نہ ہوں وہ اطلاع دیدیں۔ کیونکہ ایسی مشکلات کی وجہ سے اکثر اوقات اخبار بدیر شائع ہوتا رہا ہے۔ آیندہ اخبار کو باقاعدہ موقت الشیوع بنانے کے لئے ہمارے ناظرین کو اپنے فرائض کی طرف توجہ کی اتنی قدر ضرورت ہے جس قدر وہ ہم کو سکاینی خطوط سے متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔

آخر میں ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دوست و بانڈ خرید ار ترسیل زرچندہ اور خوش معاملہ خریداروں کے پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

رسالہ

فیض احمدی

پنجابی زبان میں منظوم ۔ ہیں ملتا ہی طبع ہوا ہے

حضرت امام الزمان علیہ السلام سے بیعت کرنیوالوں کے نام

(۱) خلیل الرحمن صاحب ساکن پنجیڑی ریاست جموں
(۲) نیک عالم صاحب " "
(۳) غریب اللہ صاحب ساکن کلری "
(۴) مہر دین ساکن دھرم کوٹ بگا ضلع گورداسپور
(۵) قاضی رحمت اللہ صاحب " "
(۶) نبی بخش صاحب " " "
(۷) اللہ دتا صاحب " "
(۸) ابراہیم صاحب "
(۹) بوڑا صاحب " " ریدان
(۱۰) فضل الدین صاحب ساکن جلہ ضلع ملتان
(۱۱) اللہ بخش صاحب ساکن سیالکوٹ
(۱۲) عبد الواحد صاحب ساکن بودھران ضلع ملتان
(۱۳) احمد الدین صاحب " "
(۱۴) محمد الدین صاحب ۔ دھرم کوٹ بگا
(۱۵) پیراں دتا صاحب
(۱۶) سید محمد شاہ صاحب مدرس مدرسہ ماچھی واڑہ ضلع لدیانہ
(۱۷) رحمت علی صاحب پٹواری رائے پور تحصیل پھلور
(۱۸) عبد العزیز ولد خواجہ عالم امرتسر
(۱۹) ملک غلام احمد ۔ دنگام علاقہ کشمیر
(۲۰) میاں صوبا ۔ بہرام پور ضلع انبالہ
(۲۱) خدا بخش صاحب ۔ جموں ۔
(۲۲) ابراہیم بن یوسف ۔ تونشام ضلع حصار
(۲۳) حفیظ اللہ خالدی ۔ جیند ۔
(۲۴) عبد الوحید ۔ لونی ضلع مظفر حال سنگرور
(۲۵) شادیخاں راجپوت ۔ جیند
(۲۶) غلام نبی ۔ مجن ضلع شاہ پور تحصیل بھیرہ
(۲۷) عبد الرحمن (ٹھاکر داس) گرشہر پور ضلع لدیانہ
(۲۸) حافظ دل احمد ۔ بی ۔ اے ۔ ادرانا ضلع شاہ پور
(۲۹) فضل کریم ۔ جہلم ۔ ۳۰ ۔ علی احمد ڈیرہ غازیخان

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لئے یہی امر کافی ہے۔

(۱) قوت باہ (داخلی و خارجی علاج) چودہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی ۵ر اور قیمت علاج داخلی ۔ عا ر
(۲) بواسیر ۔ خونی و بادی کے لئے اکسیر عا ر
(۳) دافع جریان ہر قسم ...... للعہ ر
(۴) علاج آتشک ...... ۵ ر
(۵) سوزاک کہنہ و جدید ہر قسم عا ر
(۶) خضاب سالانہ جو تیل کی طرح لگایا جاتا ہے ...... عہ
(۷) مصفی خون کے لئے معہ ر
(۸) سوا نزول الماء آنکھ کی ہر ایک بیماری کے لئے نوٹہ عا ر

ان ادویات کی قیمت بقدر ایک مریض کے علاج کیلئے ہے اگر اس قدر دوا سے کوئی نقص باقی رہے زیادہ دوا سے بعد دیکھا ہوگی ۔ حکیم محمد امین مقام بٹالہ ضلع گورداسپور ۔ پنجاب

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

... انگریزوں میں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم دھند جالا پھولا غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بھائی اور اہو ڈاکٹر آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ؏ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ؏ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے -

المشتہر - پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداس پور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے -
آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جالا کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے - وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم پی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کو فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُن میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اُس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاں سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے - راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے -
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایل اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(پانچ ہزار روپیہ انعام)

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا - جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے -

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان دار الامن والامان میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے طبع ہو کر بفضلہ تعالیٰ شائع ہوا